UNIVERSAL LIBRARY

الحمد والمنۃ کہ کتاب مستطاب ضیاء العلوم وجلاء الغموم الموسوم بہ

۱۳۴۴ھ

کتاب مرقوم

حصہ اوّل دفتر اوّل شرح اردو

مثنوی مولانا روم

رشحات قلم عنبرین رقم رشک علماء و شعراء و صوفیان زمان حضرت مولٰنا مولوی محمد عبد الرحمٰن صاحب داغ دہلوی خلف عالم و فاضل مدّاح بشیر و نذیر حضرت مولانا مولوی محمد حسین صاحب فقیر علیہما الرحمۃ من اللہ القدیر۔ بہ تصحیح تام بار دیگر حضرت مولوی محمد حبیب الرحمٰن صاحب واعظ دہلی نے

ہندوستان پرنٹنگ ورکس دہلی میں طبع کرائی



بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد حضرت خالق کائنات ونعت حضور خیر البریات۔ چھوٹا منہ بڑی بات اُسکا فکر اسکا خیال ایک ناممکن ایک محال نہ زبان قلم کو اسکی طاقت نہ قلم زبان کو اسکی جرأت اُسے جناب مصطفےٰ کو سونپا اور اسے خدا کے سپرد کیا۔

امابعد بندہ ہیچمدان۔ راسخ۔ عبدالرحمن۔ دہلوی حنفی نقشبندی خلف عالم النحریر مداح رسول بشیر و نذیر حاجی الحرمین الشریفین۔ حافظ القرآن شیخ الوقت حسان الہند عالی جناب حضرت مولانا مولوی محمد حسین صاحب دہلوی علیہ الرحمۃ من اللہ القوی المتخلص بہ فقیر نقشبندی چشتی شاذلی قادری مصنف کلیات مدحیہ فقیر۔ وتعلیم الحیا و تیغ فقیر سابق سفیر قسطنطنیہ بجانب ریاست بھوپال۔ ابن ناظم و ناثر فقید المثل مولوی منشی محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم دہلوی چشتی۔ سابق میر منشی ریاست پاٹودی ابن منشی پیر بخش صاحب صوفی قادری۔ سابق تحصیلدار مقام باغپت ضلع میرٹھ ابن منشی انور صاحب شہید سامانوی ابن منشی محمد احمد صاحب سامانوی ابن محمد حیدر صاحب سرہندی۔ ابن محمد معظم صاحب سرہندی۔ ابن محمد اکرم صاحب سرہندی۔ ابن محمد طاہر ابن محمد باقر۔ ابن محمد ناظر۔ ابن محمد قاسم ابن محمد ہاشم۔ ابن محمد محسن المعروف بہ ابوالعلائی۔ ابن زاہد ابن مہدی ابوالحسن ابن ابوالطیب ابن عبدالملک ابن ابوالقاسم۔ ابن عبدالرحمن المعروف بہ ابوسعید ابن احمد ابوالحسین ابن یونس ابن عبدالاعلےٰ ابن موسے ابن میسرہ ابن حفص ابن حبان المصری الیمنی غفر اللہ لہم اجمعین۔ ارباب تصوف ومعانی و اصحاب اسرار و نکتہ دانی کی خدمت مین عرض رسا ہے کہ خاکسار ابتداے شعور سے خادم العلماء والفقرا رہے۔ زمانہ طالب علمی میں جہاں معمولی کتابوں کے سبق ہوتے تھے وہاں بعض رسائل تصوف کے بھی دو ایک ورق ہوتے تھے گو وہ زمانہ ناقہمی کا تھا مگر تاہم صوفیہ کرام کی باتوں مین بہت دل لگتا تھا۔ رفتہ رفتہ عمر بڑہی۔ سمجھ بڑہی۔ شوق بڑہا کمبختی کے دن آگئے یعنے سر پر شاعری کا جنون آچڑہا ہنوز تعلیم ربی کا سلسلہ ناتمام تھا کہ شعر گوئی کا شوق مدرسۂ عقل ونقل سے کے اُٹھا کر مکتب عشق مین لیگیا پیر مغان سے بیعت ہوئی اللہ کی رحمت ہوئی دست سبو دعا کے لیے اُٹھا ساقی کی عنبرین زلفوں کا سلسلہ سند ملا عشق ابروے تلوار کے گھاٹ اُتار ا در کسی کافر ادا کی ترچھی نگاہ اور بانکی چتون نے ایک سیدھے مسلمان کا کام تمام کر دیا خاکسار کو شوق شاعری کیوں نہ ہوتا۔ حضرات مرآۃ الخیال دیوان اول اور آئینہ کمال دیوان دوم لکھا تھا۔ نیز مثنوی مولانا روم کا اُردو میں

نظم ترجمہ کرنا اس شاعری کا ازلی نتیجہ تہا۔ الحمد اللہ کہ یہ منصوبہ پورا ہوگیا تصوف کی تمام منظوم کتابوں مین مثنوی مولانا روم
نہایت دقیق اور مشکل ہے کیونکہ سر بسر تذکرہ اسرار اور حالات اہل دل ہے ایکدن مینے اپنے ایک متصوف دوست کو مثنوی مذکور
سے دو چار شعر کا ترجمہ مع شرح لکہکر سنایا۔ اُنہون نے نہایت پسند فرمایا اور تمام مثنوی کی بابت تحریک کی للہ المنتہ کہ انکی دعا
سے کئی دفترون کی شرح اردو مین ہوگئی۔ چنانچہ پہلے دفتر کی شرح ہدیۂ ناظرین ہے ہر مشکل شعر کو نہایت وضاحت سے حل کیا گیا
ہے گویا یہ شرح شرح در شرح اور ہندی کی چندی ہے بعض اشعار کے معنی کئی کئی صورت مین بیان ہوئے ہین۔ چونکہ لفظی
سے زیادہ فائدہ متصور نہ تہا۔ اسیلئے ہر شعر کا مرادی ترجمہ کیا گیا ہے۔ ہان مثنوی کے بعض اشعار متعلقۂ حکایات ظاہری کی شرح
اسیلئے چھوڑ دی گئی ہے کہ وہ خود مشرح ہے شرح لکہتے وقت خاکسار کو بہت سی تصوف کی کتابیں خصوصاً مثنوی کی
اکثر شرحین مطالعہ کرنی پڑین مگر تمام شرحین متن سے زیادہ مشکل تہین اس شرح الموسوم بہ کتابٌ مرقوم مین حتی الامکان
مثنوی کے تمام اشعار کے مطالب کو نہایت آسان طریقہ سے سمجہایا گیا ہے اول حل ترکیب اور حل لغات سے شعر کے نفس
مطلب کو اور بہر نکات اور نسخون کے اختلاف کو مع اختلاف معنے اچہی طرح واضح کیا گیا ہے اور اسکا ہرجگہ لحاظ رہا ہے کہ شعر کا
مطلب حد شرح سے باہر نہو۔ جا بجا قرآن مجید کی آیتین اور صحیح حدیثین سند الکہی گئی ہین تاکہ کسی عالم یا صوفی کو محل گفتگو نہ رہے
لائق اور بالغ نظر دیکہنے والوں اور صوفیوں نے رائے دی ہے کہ اردو مین مثنوی شریف کی شرح اس سے بہتر نہین ہوسکتی اس
شرح کی تالیف و تصنیف مین جسقدر عرق ریزی ہوئی ہے وہ سب اللہ کے لیئے ہے۔ باینہمہ اگر کہین لفظی یا معنوی غلطی رہگئی
ہو تو پوری توقع ہے کہ ناظرین اصلاح فرماکر اطلاع اور شکریہ کا موقع دینگے اور اسکا شکریہ خود ناظرین پر فرض ہے کہ عموماً مثنوی
کے عاشقوں اور خصوصاً اردو جاننے والوں کی حالت پر رحم فرماکر منشی عبد الغفار صاحب مفتوں اور حافظ
احسان الحق صاحب مالکان اخبار فیض عام دہلی و احسن المطابع نے اس شرح کو بصرف زر کثیر چھپوا دیا۔
اور اب با جازت تحریری حافظ احسان الحق صاحب خادم العلماء الفقراء راجی رحمۃ اللہ المنان حبیب الرحمن حنفی نقشبندی نے
برادر واقف اسرار و نکتہ دانی و ماہر تصوف و معانی عالم و واعظ مشہور زمان استاد شاعران دہلی مولوی محمد عبد الرحمن صاحب راسخ
علیہ الرحمۃ والرضوان یہ شرح عموماً مثنوی کے عشاق اور خصوصاً اردو خوانوں کے مزید اشتیاق پر توجہ کرکے دوسری مرتبہ بصرف
زر کثیر چھپوایا۔ افسوس کہ مولانا راسخ علیہ رحمۃ کی تمنائی دلی پوری نہوئی اور شرح اردو دفتر دوم مثنوی روم الموسوم بہ مسک مختوم
و دفتر سوم رزق مقسوم دست بر اعدا ہوا اور ہمارے اشتیاق و آرزو کا خون ہوگیا۔ اے بسا آرزو کہ خاک شدہ وہ دونون
دفتر چہپے نہین چہپ سکے۔ ناظرین مصنف مرحوم و مبرور کے حق مین دعاء مغفرت و نیز بندہ ساعی کیلئے دعاء خیر فرماتے رہیں اور جسقدر جلدین مطلوب
ہون اور بہیجکر جلد طلب فرماوین سے غرض نقشیست کز ما باز ماند + کہ ہستی را نمی بینیم بقائی + والسلام علی من اتبع الہدیٰ

مولانا قدس سرہ مصنف مثنوی معنوی کا عربی خطبہ مع ترجمہ و شرح اردو مندرجہ ذیل ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہذا الکتاب المثنوی یعنے یہ ایسی کتاب ہے جسکا نام مثنوی ہے مثنوی منسوب بہ مثنیٰ بمعنے دو دو چونکہ مثنوی کے ہر شعر
مین جداگانہ دو قافیے ہوتے ہیں اسیلئے مختلف القوافی اور متحد البحر ابیات کا نام مثنوی رکہا گیا لیکن اس مثنوی معنوی کو مثنوی
کہنے کی ایک وجہ اور بہی ہے وہ یہ کہ اسکا ہر شعر غالباً دو دو معنے رکہتا ہے ایک ظاہری اور ایک باطنی وَ ہُوَ اُصُوْلُ اُصُوْلِ
اُصُوْلِ الدِّیْنِ۔ پہلا اصول بمعنے بنیاد۔ دوسرا بمعنے قواعد تیسرا بمعنے اعتقادات ہے یعنے یہ مثنوی بنیاد قواعد اعتقادات
دین ہے کیونکہ دین نام ہے۔ اعمال نیک کا اور اصول اعمال نیک صحت اعتقاد ہے اور اصول صحت اعتقادات

سنت ہے۔ اور اصول کتاب وسنت علم حقیقت ہے۔ اور یہ مثنوی فی الحقیقت علم حقیقت سے لبریز ہے۔ فِیْ کَشْفِ اَسْرَارِ الْوُصُوْلِ وَالْیَقِیْنِ غیب سے کسی بات کے ظاہر ہو جانے کو کشف نکتۂ مخفی کو سِر مرتبۂ حقیقت تک پہنچنے کو وصول اور اطمینان قلب کو یقین کہتے ہیں یعنے یہ مثنوی مرتبۂ حقیقت تک پہنچنے اور اطمینان قلب حاصل ہونے کے متعلق اسرار کھولنے مین اصول دین ہے وَھُوَ فِقْہُ اللّٰہِ الْاَکْبَرُ علم احکام شریعت ظاہری کو فقہ اصغر اور علم آخرت وآفات نفس کو فقہ اکبر کہتے ہین اسلئے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ نے آخرت کے متعلق اپنی کتاب کا نام فقہ اکبر رکھا ہے یعنے یہ مثنوی خدا کا دیا ہوا بہت بڑا علم ہے۔ اگرچہ اسمیں بہ اعتبار ظاہر حکایتیں درج ہین لیکن باعتبار باطن احکام شریعت اور احوال طریقت اور اسرار حقیقت کے موتی پروئے گئے ہین۔ وَشَرْعُ اللّٰہِ الْاَزْہَرُ یہ مثنوی خدا کے پہچاننے کا روشن طریقہ اور بیان الٰہی ہے جو بیان انسانی سے روشن اور واضح تر ہے یعنے تمام مثنوی الہام ربانی اور فیض رحمانی ہے گویا اُسنے کتاب وسنت کے معنے زبان قدرت سے بیان فرمائے ہین۔ یہ وہ شرع نہیں ہے جو فکر یا عقل کی مدد سے مستنبط کی گئی ہو کیونکہ صوفیہ کرام۔ بلا الہام کتاب وسنت کے معنے بیان کرنیکو بدعت جانتے ہین وَبُرْہَانُ اللّٰہِ الْاَظْہَرُ اور یہ مثنوی وجود ذات الٰہی مع اسما وصفات کی ظاہر حجت ہے اسکے سمجھ لینے کے بعد کوئی متنفس خدا کے واجب الوجود اور مستجمع جمیع صفات کمالیہ ہونے سے انکار نہیں کر سکتا۔ مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْہَا مِصْبَاحٌ اس مثنوی کے باطنی نور کی مثال ایسی ہے گویا کسی طاق میں چراغ رکھا ہے مشکوٰۃ بمعنے طاق سے دل اور مصباح بمعنے چراغ سے مضمون مثنوی مراد ہے مطلب یہ کہ اس مثنوی کا مضمون اندھیرے گھر کا اُجالا اور دلکو روشن کرنے والا ہے۔ یُشْرِقُ اِشْرَاقًا اَنْوَرَ مِنَ الْاِصْبَاحِ اشراق بمعنے درخشیدن و روشن شدن و وقت صبح بعد طلوع۔ یعنے یہ چراغ (مضمون مثنوی) ایسا روشن ہے کہ اسکی روشنی صبح کی روشنی سے زیادہ منور ہے کیونکہ صبح کی روشنی صرف رات کے اندھیرے کو زائل کر دیتی ہے۔ اور اسکی روشنی کفر ومعصیت اور غفلت اور جہالت کی تمام تاریکیکو دفع کرنے والی ہے وَھُوَ جِنَانُ الْجَنَانِ ذُوالْعُیُوْنِ وَالْاَغْصَانِ جنان بکسر الجیم جمع جنت بمعنے باغ اور جَنان بفتح الجیم بمعنے دل یعنے یہ مثنوی عارفوں کے دل کے حق میں ایسا باغ ہے جس میں نہریں اور چشمے جاری ہین اور جسکے گنجان درختوں کی شاخیں ہر وقت پھلی پھولی رہتی ہین مِنْہَا عَیْنٌ تُسَمّٰی عِنْدَ اَبْنَاءِ ہٰذَا السَّبِیْلِ سَلْسَبِیْلًا سلسبیل جنت کی ایک نہر کا نام ہے یعنے اس مثنوی کے چشموں سے ایک چشمہ ہے جس کا نام اہل سلوک کے نزدیک سلسبیل ہے یہ معرفت توحید الٰہی کا چشمہ ہے جسکو عین وحدت کہتے ہیں وَعِنْدَ اَصْحَابِ الْمَقَامَاتِ وَالْکَرَامَاتِ خَیْرٌ مَقَامًا وَّاَحْسَنُ مَقِیْلًا اور اصحاب مقامات اور اہل کرامات کے نزدیک اسی چشمۂ وحدت کا نام بہترین مقام اور افضل ترین آرامگاہ ہے اور یہ ظاہر ہے کہ اولیاء اللہ کے نزدیک کوئی مقام مرتبۂ وحدت سے بہتر نہیں ہے۔ مَقِیْل بفتح المیم مصدر میمی بمعنے قیلولہ یعنے دوپہر کا سونا وصیغۂ ظرف مکان بمعنے خوابگاہ وآرامگاہ۔ یہاں دوسرے معنے مراد ہین اَلْاَبْرَارُ فِیْہِ یَاْکُلُوْنَ وَیَشْرَبُوْنَ یعنے خدا کے پیارے بندے اس باغ مین کھاتے پیتے اور اس سے جسمانی اور روحانی فائدے حاصل کرتے ہین وَالْاَحْرَارُ مِنْہُ یَفْرَحُوْنَ وَیَطْرَبُوْنَ اور جو لوگ قید نفس امارہ سے نجات پا چکے ہیں وہ اس باغ کی سیر سے نہایت خوش اور باغ باغ ہوتے ہیں۔ وَھُوَ کَنِیْلِ مِصْرَ شَرَابٌ لِّلصَّابِرِیْنَ اور یہ مثنوی مصر کے دریائے نیل کی مانند باعث حیات اور خدا کے رستہ مین محنت پر صبر کرنے والوں کے حق مین میٹھا پانی ہے۔ مگر اتنا فرق ہے کہ دریائے نیل۔ نباتات کو زندہ کرتا ہے اور مثنوی ارواح کو وَحَسْرَۃٌ عَلٰی اٰلِ فِرْعَوْنَ وَالْکَافِرِیْنَ۔ اور یہ مثنوی سلطان فرعون اور کافروں کے لیے موجب حسرت اخروی ہے نکتہ فرعون سے نفس امارہ اور آل فرعون سے جوارح اور اعضاء مراد ہیں نفس امارہ اعضا پر اپنی حکومت رکھتا ہے اور اُنسے مخاطب ہوکر اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی کہا کرتا ہے۔ یعنے اے اعضا مین تمہارا حاکم اور مالک ہوں۔ تم میری اطاعت کرو۔ اور میرے کہنے پر

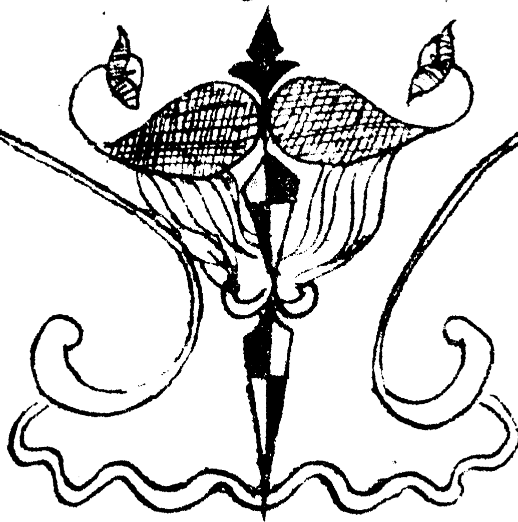
چلوا درکافر بمعنے چھپانے والا بھی آیا ہے۔ اسلیئے کافرین سے وہ لوگ مُراد ہین جو اپنے نفس اور اپنی تدبیر کو فاعل اشیاء سمجھ کر خدا کی صفت فاعلیت کو چھپاتے ہین۔ مطلب یہ کہ یہ مثنوی مطیعان نفس امّارہ اور اپنی تدبیر کے بندون کے حق مین باعث حسرت ہے۔ کَمَا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰے یُضِلُّ بِہٖ کَثِیْرًا وَّیَہْدِیْ بِہٖ کَثِیْرًا یعنے چونکہ اس مثنوی مین کتاب اللہ کے اسرار بیان ہوئے ہیں اسلیئے حسب فرمان آلہی اکثر اسکے دیکھنے والے گمراہ ہوجاینگے اور اکثر کو سعید بارستہ بنجائے گا۔ اور یہ گمراہی و ہدایت حسب اختلاف استعداد ہے ورنہ کتاب اللہ اور مثنوی کی تعلیم فی الواقع ہدایت پر مبنی ہے۔ وَاِنَّہٗ شِفَاءُ الصُّدُوْرِ وَجِلَاءُ الْاَحْزَانِ اور بے شک یہ مثنوی اندرونی بیماریوں کو شفا دینے اور دنیوی رنج و غم کو دفع کرنے والی ہے۔ وَکَشَّافُ الْقُرْاٰنِ اور قرآن مجید کے اسرار بیان کرنے والی یعنے کلام آلہی کی تفسیر ہے چونکہ کشاف قرآن مجید کی ایک تفسیر مؤلفہ جاراللہ زمخشری کا نام بھی ہے اسلیئے یہان لفظ کشاف نہایت مناسب ہے وَسَعَۃُ الْاَرْزَاقِ وَتَطْیِیْبُ الْاَخْلَاقِ اور یہ مثنوی باعث کشائیش رزق ظاہری و معنوی اور اخلاق و عادات کی پاکیزہ کرنے والی ہے کیونکہ یہ کتاب طہارت ظاہر و باطن کا سبق دیتی ہے۔ اور حدیث شریف مین ہے دُمْ عَلَی الطَّہَارَۃِ یُوَسَّعُ عَلَیْکَ الرِّزْقُ یعنے طہارت اور پاکیزگی کو اگر تو لازم کریگا تو تیری روزی فراخ ہوجاے گی۔ بِاَیْدِیْ سَفَرَۃٍ کِرَامٍ بَرَرَۃٍ سفرہ جمع سافر ہے بمعنے کاتب یعنے یہ مثنوی اُن کاتبوں کی ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے جو نہایت بزرگ نیک اور فرشتوں کی طرح ملکی صفات ہین۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ مولانا قدس سرہٗ صرف نظم کا القا کیا کرتے تھے اور مثنوی لکھنے والے مولانا حسام الدین اور دیگر مشایخ تھے۔ یَمْنَعُوْنَ اَنْ لَّا یَمَسَّہٗ اِلَّا الْمُطَہَّرُوْنَ یعنے اسکے کاتب ہدایت کرتے ہین کہ مثنوی ہذا کو پاک لوگوں کے سوا اور کوئی ہاتھ نہ لگاے۔ اسکو وہی لوگ چھو سکتے ہیں جو اوصاف بشریت اور اخلاق ذمیمہ سے پاک ہوں۔ تَنْزِیْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ یعنے یہ مثنوی خدا کا الہام ہے جو اُسکی طرف سے نازل ہوا ہے اسمین انسانی عقل و فکر سے کام نہین لیا گیا لَا یَاْتِیْہِ الْبَاطِلُ مِنْ بَیْنِ یَدَیْہِ وَلَا مِنْ خَلْفِہٖ یعنے یہ مثنوی ایسی الہامی کتاب ہے کہ خلاف حق اسکے پاس ہی نہیں پھٹکتا اور باطل نہ اسکا آگا روک سکتا ہے اور نہ اسکے پیچھے پڑ سکتا ہے۔ مطلب یہ کہ نہ گزشتہ زمانہ کا جھوٹ اسمین شامل ہوسکیگا۔ اور نہ آیندہ زمانہ مین خلاف حق کی آمیزش اسمین ہوسکے گی۔ وَاللّٰہُ یَرْصُدُہٗ وَیَرْقُبُہٗ وَہُوَ خَیْرٌ حَافِظًا وَّہُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ اور خدا اسکا نگہبان اور محافظ ہے۔ اور وہ سب سے بہتر نگہبانی کرنے اور تمام رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ یعنے اللہ تعالے اسکو باطل کی آمیزش سے ہمیشہ محفوظ رکھے گا۔ وَلَہٗ اَلْقَابٌ اُخَرُ لَقَّبَہُ اللّٰہُ تَعَالٰے بِہَا یعنے جلاء الاحزان اور کتاب القرآن اور سعۃ الارزاق۔ اور تطییب الاخلاق کے سوا اس مثنوی کے القاب و اسماء صفات اور بھی ہین جو اللہ تعالے کی طرف سے القا ہوئے ہین مثلاً سامی نامہ اور حسام نامہ وَاقْتَصَرْنَا عَلٰی ہٰذَا الْقَلِیْلِ وَالْقَلِیْلُ یَدُلُّ عَلَی الْکَثِیْرِ لیکن ہمنے اپنی تھوڑے سے اسماء صفات پر اکتفا کیا ہے کیونکہ قلیل کثیر پر دلالت کرتا ہے۔ وَالْجُرْعَۃُ تَدُلُّ عَلَی الْغَدِیْرِ وَالْحَفْنَۃُ تَدُلُّ عَلَی الْبَیْدَرِ الْکَبِیْرِ اور پانی کا ایک گھونٹ بڑے تالاب یا حوض کی اور اناج کی ایک مٹھی اسکے کھلیان یا ڈھیر کی حالت بتا دیتی ہے۔ مطلب یہ کہ اس مثنوی کی تھوڑی سی صفت سے دیکھنے والوں کو معلوم ہوجایگا کہ یہ کتاب اعلےٰ درجہ کے فائدوں پر مبنی ہے۔ یَقُوْلُ الْعَبْدُ الضَّعِیْفُ الْمُحْتَاجُ اِلٰی رَحْمَۃِ اللّٰہِ تَعَالٰے مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ ابْنِ حُسَیْنِ الْبَلْخِیُّ تَقَبَّلَ اللّٰہُ مِنْہُ۔ یہان سے مولانا قدس سرہٗ نظم مثنوی کا سبب بیان فرماتے ہین۔ آپ کا نام مبارک محمد جلال الدین اور لقب خداوندگار اور آپ کے والد بزرگوار کا محمد بہاء الدین ملقب بہ سلطان العلماء اور جدّ امجد کا نام حسین البلخی ہے اور آپ کا نسب مکرم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے اسطرح ملتا ہے محمد جلال الدین بن محمد بہاء الدین بن احمد بن محمود بن مودود بن ثابت بن مسیّب بن مطہر

بن حماد بن عبدالرحمن بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہم نیز آپ کا دوسرا سلسلہ شمس الائمہ حلوانی کی جانب سے سلطان ابراہیم ادہم رح تک پہونچتا ہے اور اِس عربی فقرہ کا مطلب یہ ہے کہ یہ بندۂ ناتوان (جو ہمیشہ خدا کی رحمت کا محتاج ہے اور دُعا کرتا ہے کہ خدا نظم مثنوی کے متعلق اسکی کوشش کو قبول فرمائے) اس طرح عرض کرتا ہے۔ یعنے مین یہ کہتا ہوں کہ اِنّی اجْتَهَدتُ فِی تَطْوِیْلِ الْمَنْظُوْمِ الْمَثْنَوِیِّ الْمُشْتَمِلِ عَلَی الْغَرَائِبِ وَالنَّوَادِرِ وَغُرَرِ الْمَقَالَاتِ وَدُرَرِ الدَّلَالَاتِ وَطَرِیْقَةِ الزُّهَّادِ وَحَدِیْقَةِ الْعُبَّادِ قَصِیْرَةِ الْمَبَانِیْ کَثِیْرَةِ الْمَعَانِیْ ۵ یعنے جو اس منظوم مثنوی کے طول دینے مین بہت کوشش کی ہے اور یہ عجیب وغریب حالات اور نادر حکایات اور نہایت روشن مقالوں اور واضح تر دلیلوں کو اپنے پہلو مین لیئے ہوئے ہے اور پرہیزگاروں کیلیئے ایک سیدھا رستہ اور عبادت کرنے والوں کیلیئے ایک شگفتہ باغ ہے اور باوصف قلت الفاظ بہت سے معانی رکھتی ہے۔ اس کا سبب یہ ہے لِاسْتِدْعَاءِ سَیِّدِیْ وَسَنَدِیْ وَمُعْتَمَدِیْ وَمَکَانِ الرُّوْحِ مِنْ جَسَدِیْ وَذَخِیْرَتِیْ فِیْ یَوْمِیْ وَغَدِیْ کہ مجھے میرے سید مستند اور معتمد نے جو مجھکو جان سے زیادہ عزیز ہین اور جن کو مین اپنی دنیا اور آخرت کا ذخیرہ جانتا ہوں اس مثنوی کے نظم کرنے کی استدعا کی تھی۔ سید مستند سے مولانا حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ مراد ہیں اور آئندہ اختتام دیباچہ تک تمام فقرے انہیں کی تعریف مین ہیں وَهُوَ الشَّیْخُ قُدْوَةُ الْعَارِفِیْنَ اِمَامُ الْهُدٰی وَالْیَقِیْنِ یعنے وہ سید مستند بہت بڑے شیخ وقت عارفوں کے پیشوا اور ہدایت ویقین کے امام ہین مُغِیْثُ الْوَرٰی اَمِیْنُ الْقُلُوْبِ وَالنُّهٰی اور وہ نیکیوں کیلئے مخلوق کے مددگار اور لوگوں کے دلوں اور عقلوں کے امانت دار ہیں یعنے اپنے ارشادات وتلقین کے باعث مخلوق کے دلوں اور عقلوں کو گناہوں کی خیانت مین مبتلا ہونے سے بچا لیتے ہیں وَدِیْعَةُ اللّٰهِ فِیْ خَلِیْقَتِهٖ وَصَفْوَتُهٗ فِیْ بَرِیَّتِهٖ وہ مخلوق میں خدا کی امانت اور دنیا میں اُس کی مجسم برگزیدگی ہین یعنے خدا کے برگزیدہ بندے ہیں انکی پیدایش سے اللہ تعالیٰ کو لوگوں کا امتحان لینا منظور ہے یعنے اُنکا تابع امین اور نافرمان خائن ہے۔ وَوَصَایَاهُ لِنَبِیِّهٖ اور وہ یعنے مولانا حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ اُن وصیتوں کے مضمون کے مصداق ہین جو خدا تعالےٰ نے اپنے نبی آخرالزمان سے کی ہین صحیح حدیثوں مین موجود ہے کہ قریش کے رئیسوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک بار اس بات کی شکایت کی کہ آپ کے بعض غریب صحابی ارذل قوم کے ہین اور ہم عالیشان عالی نسب اور امیر ہیں اس لیئے ہمیں اُن کے پاس بیٹھنے سے عار آتی ہے اگر آپ انکو اپنے پاس نہ بٹھائین تو ہم آپ پر ایمان لے آئین گے چونکہ حضور کو ایمان والوں کی جماعت بڑھانی منظور تھی اسی لیئے اُن کی بات کو منظور کر لیا تھا مگر اس پر عملدرآمد سے پہلے ہی یہ آیت نازل ہوگئی۔ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ یعنے اے پیغمبر ان لوگوں کو اپنے پاس سے دور نہ کر جو صبح شام اپنے پروردگار کو پکارتے رہتے ہیں اور جن کو سوائے مرضی ذات الٰہی اور کوئی شئے مطلوب نہیں چنانچہ اس آیت کے بعد آپ نے قریش کے سوال کو نامنظور فرمایا یہ آیت گویا خدا کی وصیت ہے۔ اور صحابہ کی طرح حضرت مولانا حسام الدین بھی اس کے مصداق ہین کیونکہ انہوں نے علوم واسرار انہین غریب صحابہ کی بدولت حاصل ہوگئے ہین جنکو قریش باعتبار دنیا برا جانتے تھے وَخَبَایَاهُ عِنْدَ صَفِیِّهٖ اور وہ خدا کے برگزیدہ بندے کے نزدیک اسرار الٰہی کا خیمہ ہین اُن کی ذات میں ہزاروں اسرار پوشیدہ ہین جو بجز برگزیدہ لوگوں کے ہر کسیکو نظر نہیں آتے مِفْتَاحُ خَزَائِنِ الْعَرْشِ اَمِیْنُ کُنُوْزِ الْفَرْشِ وہ عرش کے خزانوں کی کنجی اور زمین کے مخزنوں کے امین ہین یعنے اسرار آسمان وزمین سب سے واقف ہین اللہ تعالےٰ

نے اُن پر علوم باطنی وظاہری کا دروازہ کہولدیا ہے۔ اَبُو الْفَضَائِل حُسَامُ الْحَقِّ وَالدِّین حَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَسَنِ الْمَعْرُوفِ بِابْنِ اَخِی تُرک یعنے وہ سید مستند اور کلید خزانہ عرش اور شیخ وقت جن کی تعریف بیان ہو رہی ہے ابو الفضائل حسام الحق والدین ہیں ابو الفضائل اُنکی کنیت اور حسام الدین علم اور حسن قدیم نام ہے ان کے باپ کا نام محمد ہے اور دادا کا حسن اور ابن اخی ترک ان کے دادا کی کنیت ہے۔ اَبُو یَزِیْدِ الْوَقْتِ جُنَیْدُ الزَّمَانِ صِدِّیقُ ابْنُ صِدِّیقٍ ابْنُ صِدِّیقٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَعَنْہُمْ یعنے حسام الدین بایزید وقت کے بایزید بسطامی اور اپنے زمانے کے جنید اور خود صدیق صدیق کے بیٹے اور صدیق کے پوتے ہیں خدا ان سے اور اُن کے تمام آبا و اجداد سے خوشنود رہے اَلْاُرْمَوِیُّ الْاَصْلِ یعنے حسام الدین ارموی الاصل (شہر ارمی کے رہنے والے) ہیں اَلْمُنْتَسِبُ اِلَی الشَّیْخِ الْمُکَرَّمِ بِمَا قَالَ اَمْسَیْتُ کُرْدِیًّا وَّاَصْبَحْتُ عَرَبِیًّا یعنے حسام الدین از روے سلسلہ بیعت ایک ایسے شیخ کی طرف منسوب ہیں جنکو قول امسیت کردیا الخ کی عزت حاصل ہے۔ مولانا حسام الدین کے شیخ کا نام ابو الوفا رتہا یہ باعتبار مولد کردی اور باعتبار موطن بغدادی تھے اور لکھنا پڑہنا بالکل نہ جانتے تھے اُن کے وطن والوں نے ایکبار اُن کو وعظ کہنے پر مجبور کیا اُنہوں نے کل کا وعدہ کرلیا اور شب کو عبادت اور گریہ زاری کے بعد سو رہے رسول علیہ الصلوٰۃ کو خواب مین یہ فرماتے ہوئے دیکہا کہ تجہپر خدا۔ اپنے اسم علیم اور حکیم کیساتھ تجلی کرے گا۔ اگلے دن حسب وعدہ آپ مسجد مین آئے اور وعظ کہنے کے لئے ممبر پر چڑہے۔ چنانچہ آپ کے وعظ کا پہلا کلمہ یہ تہا کہ اَمْسَیْتُ کُرْدِیًّا وَّاَصْبَحْتُ عَرَبِیًّا۔ مین رات کو کردی اور صبح کو عربی بنگیا یعنے میرا جسم کردی ہے۔ اور روح عربی قَدَّسَ اللّٰہُ رُوْحَہٗ وَرُوْحَ اَخْلَافِہٖ فَنِعْمَ السَّلَفُ وَنِعْمَ الْخَلَفُ خدا شیخ ابو الوفا اور اُنکے اخلاف کی روح کو پاک کرے کیا اچہے وہ سلف (ابو الوفا) تھے اور کیا اچھے یہ خلف (حسام الدین) ہین لَہٗ نَسَبٌ اَلْقَتِ الشَّمْسُ عَلَیْہِ رِدَاءَہَا حَسَبٌ اَرْخَتِ النُّجُوْمُ لَدَیْہِ اَضْوَاءَہَا یعنے حسام الدین کی عالی نسبی ایسی روشن اور مشہور ہے کہ آفتاب نے اُسپر اپنا نور ڈال رکہا ہے اور اُنکی خاندانی شرافت ایسی واضح اور بین ہے کہ آسمان کے تارے اُسکے مقابلہ مین اپنی روشنی کو چہوڑ بیٹھے ہین نکتہ لفظ الشمس سے یہ بہی نکلتا ہے کہ مولانا حسام الدین کا سلسلہ مولانا شمس الدین تبریزی سے یہ بہی ملتا ہے لَمْ یَزَلْ فِنَاءُہُمْ قِبْلَۃَ الْاِقْبَالِ تَتَوَجَّہُ اِلَیْہَا بَنُو الْوُلَاۃِ فِنَاء بکسر الفاء گرد اگرد خانہ وصحن وسیع یعنے خدا کرے حسام الدین کی بارگاہ ہمیشہ قبلۂ اقبال ہے۔ اور اُس کی طرف بادشاہوں اور قاضی مفتیوں کی اولاد ہمیشہ توجہ کرتی رہے مطلب یہ کہ وہ قیامت تک مرجع خاص وعام اور قبلہ کافہ انام وَکَعْبَۃَ الْاٰمَالِ یَطُوْفُ بِہَا وُفُوْدُ الْعُفَاۃِ ان کی بارگاہ پاک لوگوں کی جماعتونکو طواف کرنے کے لئے ہمیشہ کعبۂ امید رہے وفود جمع وفد بمعنے جماعت وَلَا زَالَ کَذٰلِکَ مَا طَلَعَ نَجْمٌ وَّذَرَّ شَارِقٌ اور جب تک کوئی تارہ روشن رہے اور چمکنے والا (چاند سورج وغیرہ) چمکے خدا کرے بارگاہ مذکور اسی طرح رہے لِیَکُوْنَ مُعْتَصَمًا لِّاُولِی الْبَصَائِرِ الرَّبَّانِیِّیْنَ الرُّوْحَانِیِّیْنَ السَّمَاوِیِّیْنَ الْعَرْشِیِّیْنَ النُّوْرِیِّیْنَ یعنے یہ دعا اسلیے ہے تاکہ بارگاہ حسام الدین اُن اہل بصیرت اور روشنضمیرون کے لئے جائے پناہ رہے جو ربانی یعنے اللہ والے اور روحانی یعنے ملکی صفات اور آسمانی یعنے واقفان اسرار علوی اور عرشی یعنے اہل مشاہدہ ذات اور نوری یعنے نور مقیدین نور مطلق کا مشاہدہ کرنے والے ہین اَلسُّکُوْتِ النُّظَّارِ الْمُلُوْکِ تَحْتَ الْاَطْمَارِ اور یہ اہل بصیرت مجسم خموشی بنکر ہر چیز کی غایت کے دیکھنے والے ہین انکا کلام الہامی ہوتا ہے اور یہ پہٹے پُرانے کپڑوں میں بادشاہ اور گدڑی مین لال ہین اَشْرَافِ الْقَبَائِلِ اَصْحَابِ الْفَضَائِلِ اَنْوَارِ الدَّلَائِلِ اور یہی اہل بصیرت تمام قبیلوں سے اشرف ہین

کیونکہ شاہد حقیقی سے تعلق رکھنے اور اصحاب فضائل یعنے نیک خصائل ہیں اور معرفت و حقیقت کے متعلق ان کی حجتیں نہایت روشن اور واضح ہیں آمِیْنَ یَارَبَّ الْعَالَمِیْنَ اے پروردگار عالمیان اس دعا کو قبول کر و نیز اُدْعَاءٌ لَا یُرَدُّ فَاِنَّہٗ لِاَنْوَاعِ اَصْنَافِ الْبَرِیَّۃِ شَامِلٌ۔ اور اسے خدا یہ دعا رد نہو کیونکہ یہ تمام مخلوق کو شامل ہے وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَعِتْرَتِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاہِرِیْنَ اَجْمَعِیْنَ وَحَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ اور سب تعریف اُس خدا کے لیئے ہے جو تمام عالموں کا پروردگار ہے۔ اور خدا درود اور رحمت نازل کرے ہمارے سردار پر جنکا نام پاک محمدؐ ہے اور اُنکی نہایت پاک تمام آل و اولاد پر اور کافی ہے ہمکو اللہ اور ہمارا سب سے بہتر کارساز ہے

مولانا رومی قدس سرہ کا خطبہ عربی مع ترجمہ و شرح تمام ہوا۔ آئندہ صفحے سے مثنوی معنوی کا آغاز ہے



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آغاز شرح دفتر اوّل مثنوی مولانا روم

	بشنو از نے چوں حکایت میکند	وز جدائی ہا شکایت میکند
ترجمہ	نے سے سُن لیجئے حکایت ہجر کی	کر رہی ہے یوں شکایت ہجر کی

شرح - قاعدہ کلیہ ہے کہ صوفیوں کا کلام جو حقائق ربانی اور دقائق رحمانی کا خلاصہ ہوتا ہے ظاہری معنوں پر محمول نہیں ہوتا یعنے لفظوں کے ظاہری معنوں سے صوفی کسی قسم کا سروکار نہیں رکھتے - چونکہ صوفیوں کا گروہ نمونۂ قدرت الٰہی یا دنیا میں خدا کے پیارے بندوں کی چھپی ہوئی فوج ہے اس لئے اُن کے مطالب بھی ظاہر میں اصطلاحی یا معمولی الفاظ کا جامہ پہنے ہوئے ہیں مگر باعتبار باطن اُن کی ہر بات میں ایک تہ اور ہر تہ میں ایک بات ہوتی ہے - انہیں چھپی ہوئی باتوں کا نام اسرار صوفیۂ کرام ہے - صوفیوں کا مقصود بالذات صرف وصال الٰہی یا فنا فی الذات ہے اُن کا آئینہ جسم شاہد غیبی اور آئینۂ دل معشوق حقیقی کا مظہر ہوتا ہے اس مشاہدہ کی کیفیت اور دیگر مقامات کی حالت انہی الفاظ میں بیان کی جاتی ہے جو اہل زبان کے روزمرہ میں مستعمل ہیں لیکن باعتبار اصطلاح اہل تصوف اُن الفاظ کے معنی وہی لوگ خوب سمجھتے ہیں جن کا ظاہر خراب اور باطن پاک ہے ع ذوق ایں می نشناسی بخدا تا نچشی + اس شراب کی کیفیت پینے والا ہی جانتا ہے - صاحب مثنوی مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمتہ خود فرماتے ہیں

شعر

خوشتر آں باشد کہ سر دلبراں گفتہ آید در حدیث دیگراں

یعنے معشوقوں کے بھید کی باتیں دوسروں پر ڈھال کر کہنی چاہئیں - تاکہ اُس بھید کو سمجھنے والے سمجھ سکیں اور ناظروں میں افشائے راز نہ ہو - بعض ناواقف جو اولیاء اللہ کے کلام تام کو ناقص یا بےمعنے بتاتے ہیں یہ اُن کی سمجھ کا قصور ہے - ہاں شاید کسی مجذوب کا کلام ایسا ہو تو ہو - لیکن وہاں بھی اللہ اعلم باسرارہ کہکر خاموش ہو جانا چاہئے صوفیوں کے کلام اور معانی کلام کی نسبت یہ چند سطریں جو درج ہو چکی ہیں یاد رکھنے کے قابل ہیں - یہ وہ کلیہ قاعدہ ہے جس کے زیر نظر رکھنے سے تمام مثنوی اور تصوف کی دیگر کتابوں کی بابت الفاظ و معانی کے مباحثوں کا فیصلہ آسانی سے ہو سکتا ہے اس ضروری تمہید کے بعد اب ہم مثنوی شریف کے پہلے شعر کی نقلی و معنوی شرح لکھتے ہیں واللہ المستعان بشنو کی بائے موحدہ بائے بسم اللہ کے قائم مقام ہے اس لئے سلطان العارفین حضرت مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمتہ کی نسبت یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اُنہوں نے اپنی مثنوی کو حمد سے شروع نہیں کیا کیونکہ بسم اللہ مختصر جامع اور پوری حمد ہے نکتہ حروف تہجی میں باعتبار شرافت الف مرتبۂ اولے میں ہے - اور بے مرتبۂ ثانیہ میں اور بعض اہل اسرار اور محققین کے نزدیک تمام موجودات میں الف کا وجود سب سے پہلے ہے اور بلے کا اُس کے بعد اسکی ایک دلیل تو آیہ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ قَالُوا بَلٰی ہے روز میثاق میں جب اللہ تعالٰے نے تمام روحوں کو اپنے حضور میں جمع کرکے فرمایا اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ یعنے کیا میں تمہارا رب نہیں

ہوں تو تمام روحوں نے متفق ہو کر جواب دیا۔ بَلٰی۔ یعنے ہاں بیشک تو ہمارا رب ہے اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ سوال ہے جس کی ابتدا الف سے ہے اور بَلٰی اُس کا جواب ہے جس کی ابتدا بے سے ہے۔ جواب چونکہ سوال کے بعد ہوا کرتا ہے اس سے صاف معلوم ہو گیا کہ الف کا وجود مقدم اور بے کا مؤخر۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ جب احدیت کا نور چمکا تو انسان کامل (احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) کا ظہور سب سے پہلے ہوا۔ اور قرآن مجید کی ابتدا بسم اللہ کے ساتھ اُس کے بعد ہوئی ہے یہ دونوں دلیلیں اس بات کی سچی گواہ ہیں کہ الف تمام موجودات میں مرتبۂ اولیٰ رکھتا ہے اور بے مرتبہ ثانیہ۔ اسی لئے مولانا علیہ الرحمتہ نے اللہ کا نام لے کر اپنی مثنوی کو اُسی حرف سے شروع کیا جس سے قرآن مجید کی ابتدا ہوئی ہے اس تمہید سے مثنوی پر یہ اعتراض وارد نہیں ہو سکتا کہ کُلُّ اَمْرٍ ذِیْ بَالٍ لَمْ یُبْدَأْ فِیْهِ بِبِسْمِ اللّٰهِ فَهُوَ اَبْتَرُ۔ یعنے جو بڑا کام بسم اللہ سے شروع نہ کیا جائے گا وہ ناتمام رہے گا۔ لفظ نَے سے کئی چیزیں مراد ہو سکتی ہیں۔

اول انسان کامل۔ کیونکہ انسان کامل نَے سے کئی طرح کی مشابہت رکھتا ہے۔ اول صوری یا ظاہری یعنی جس طرح نَے دبانسلی کا رنگ زرد۔ اور قالب سوراخ ہوتا ہے اسی طرح انسان کامل کا رنگ ہمیشہ زرد اور قلب ہمیشہ مجروح رہتا ہے دوم مشابہت لفظی۔ یعنی لفظ نَے فارسی میں بمعنی نفی بھی مستعمل ہے اور انسان کامل وہی ہے جو اپنے وجود عارضی کا ترک یا اُس کی نفی کر کے عدم اصلی کی طرف راجع ہو جائے۔ سوم مشابہت ذاتی یعنی جس طرح نَے سب چیزوں سے خالی اور سریلے نغموں سے پُر ہے۔ اسی طرح انسان کامل ماسوے اللہ سے خالی اور حسب مضمون نَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ نفحات ربانیہ سے پُر ہے۔ یا یوں سمجھیے کہ جس طرح نَے کی آواز اور اُس کے نغمے فی الواقع نے نواز کی طرف منسوب ہیں اسی طرح انسان کامل کے اخلاق۔ اوصاف افعال حق کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ کیونکہ انسان کامل وہی ہے جو متخلق باخلاق اللہ ہو۔ نَے سے انسان کامل مراد لینا بطریق استعارہ ہے دوم یہ کہ نَے سے ظاہری قلم بلا استعارہ مراد لیا جائے اور نفیر و نالہ سے جو آیندہ شعر میں ہے صریر قلم یا وہ کلمات شوقیہ مراد ہوں جو کاملین کے ہاتھوں زبان قلم سے نکلتے ہیں۔ قلم انسان کامل سے دوسرے مرتبہ پر ہے کیونکہ قرآن مجید میں موجود ہے اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ اور صحیح حدیث شریف میں ہے لَوْلَا الْقَلَمُ لَمَا قَامَ الدِّیْنُ وَمَا صَلُحَ الْعَیْشُ یعنے اگر قلم نہ ہوتا تو نہ دین درست رہتا نہ دنیا۔ اس سے ظاہر ہو گیا کہ دین و دنیا کے قیام کا مدار جس طرح انسان کامل کی ذات پر ہے اسی طرح قلم پر بھی ہے۔ گویا مولانا قدس سرہ طالب عرفان کو بصیغہ امر بشنو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ اے مخاطب صریر قلم کو سُن اور اُسکی زبان سے جو کلمات حکمت نکل رہے ہیں اُن پر عمل کرنے کے لئے غور کر یہ قلم نیستاں سے جدا ہونے کی شکایت کرتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ جب سے مجھے نیستاں سے جدا کر کے اسرار معرفت لکھنے کے لئے تراشا ہے میری صریر یا کلمات شوقیہ کی تاثیر سے ایک جہان نالاں ہے کاش میں نیستان سے جدا ہو کر اس کشاکش میں نہ پڑتا۔ اے انسان تو بھی اپنی اصل سے جدا ہو کر دنیوی کشمکش میں گرفتار ہے تجھ پر فرض ہے کہ میری طرح اپنے معشوق حقیقی کی جدائی میں شب و روز اس طرح دردناک لہجے میں فریاد کرتا رہے کہ سننے والوں کے دل ہل جائیں

سوم یہ کہ نَے سے ظاہری قلم بلا استعارہ مراد ہو اور قلم سے بطریق استعارہ وہی انسان کامل مراد لیا جائے جس کا ذکر ابھی ہو چکا ہے۔ اس وقت وجہ استعارہ یہ ہو گی کہ جس طرح قلم کے حرکات و سکنات

کاتب کی طرف منسوب ہوتے ہیں اسی طرح اولیا اللہ یا انسان کامل کے تمام اوصاف اور افعال خالق کی طرف نسبت کئے جاتے ہیں۔

چہارم یہ کہنے سے تلم اور قلم سے قلم اعلیٰ یعنے حقیقت محمدیہ مراد ن جائے کیونکہ بعض مفسرین نے وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُونَ کی تفسیر میں قلم کو یعنے حقیقت محمدیہ لکھاہے اس سے قطع نظر اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰہُ الْقَلَمَ اور اوّل مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِی دو حدیثیں ہیں پہلی کا مطلب یہ ہے کہ مخلوقات میں سب سے پہلے اللہ نے قلم کو پیدا کیا اور دوسری کے معنے یہ ہیں کہ سب سے پہلے میرا نور پیدا ہوا ان دونوں کی تطبیق اسی طرح ہوسکتی ہے کہ قلم سے حقیقت محمدیہ مراد لی جائے لیکن نہایت تامل اور غور کرنے کے بعد حقیقت محمدیہ اور کامل انسانیت قریب المعنی ثابت ہوگی اس لئے سب سے صاف اور واضح یہ بات ہے کہ نے سے بطریق استعارہ انسان کامل ہی مراد ہے کیونکہ یہ تاویل حقیقت محمدیہ کی طرح جمیع انبیائے عظام اور اولیائے کرام کو شامل ہے دوسرے مصرعہ میں جدائی سے مرتبۂ غیب کی جدائی مراد ہے حاصل مطلب یہ ہے کہ اے مخاطب انسان کامل یا مرشد کامل کی حکایت اور مرتبۂ غیب سے جدا ہوجانے کی شکایت جس کا بیان آئندہ شعر میں ہے اُس سے کہ فراق مرتبۂ غیب سے کیونکر نفیر زن ہے۔ **فائدہ** مرتبۂ غیب وہ مرتبہ یا وہ دریائے وحدت ہے جس میں جمیع ممکنات وجود عارضی سے پہلے محو یا مستغرق تھے۔ چونکہ اس مرتبہ سے نکل کر وجود عارضی اور جسم خاکی میں آنا اور لوث دنیوی میں مبتلا ہونا پڑا اس لئے انسان فراق مرتبۂ غیب کی شکایت کرتا ہے۔ یہاں یہ اعتراض وارد ہوسکتا ہے کہ انسان کامل مرتبۂ غیب اور مرتبۂ وجود عارضی میں یکساں عین وصل کی حالت میں ہے پھر شکایت فراق کے کیا معنے؟ اس کا اول جواب تو یہ ہے کہ انسان کامل اپنی اُس حالت کی شکایت کرتا ہے جو واصل الی اللہ ہونے سے پہلے اس پر طاری تھی کیونکہ اُس وقت وہ فراق کی حالت میں تھا۔ مگر دوسرا پہلے سے بہت اچھا جواب یہ ہے کہ گو انسان کامل ہر وقت وصل کی حالت میں ہے لیکن وہ دریائے وحدت اور مرتبۂ غیب سے جدا ہوکر تعدد ممکنات اور مشقت مرتبۂ کثرت میں مبتلا ہوگیا۔ اس صورت میں حالت وصل کو انسان کامل گویا فراق ہی جانتا ہے نیز وصل کی حالت میں جدائی کی شکایت کرنے سے اہل غفلت کی تنبیہ مقصود ہے۔

توضیح اس مطلب کی وضاحت اس طرح ہوسکتی ہے کہ فخر الاولین والآخرین حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں مقام جمع (یعنے ذات مستجمع جمیع صفات) تک پہنچکر التفات روح دنیا و ملائکہ مقربین ملاحظہ فرمایا۔ اس مرتبہ کا نام مرتبۂ غیب یا مرتبۂ وحدت ہے پھر مرتبۂ کثرت (یعنے دنیا) کی طرف نزول فرماکر کفار اور منافقین کے طعنے سُنے اور اُن کے ہاتھ سے اذیتیں اُٹھائیں۔ اور ارشاد فرمایا مَا اُوْذِیَ نَبِیٌّ مِثْلَ مَا اُوْذِیْتُ یعنے کوئی نبی ایسا نہیں ستایا گیا جیسا میں ستایا گیا ہوں اور بعض ایسے ہی موقعوں پر یہ بھی فرمایا ہے لَیْتَنِیْ لَمْ اُخْلَقْ وَلَیْتَ اُمِّیْ لَمْ تَلِدْنِیْ یعنی کاشکے۔ میں پیدا ہی نہ ہوتا اور اے کاش میری ماں مجھے نہ جنتی۔ اس سے ظاہر ہے کہ مرتبۂ کثرت کے حالات اور اختلافات دیکھکر انسان کامل کیسی ہی حالت وصل میں کیوں نہ ہو۔ مگر اُس کو فراق سمجھتا ہے۔ یہی باعث تھا کہ حضرت مریم نے باوجودیکہ اُن کو اپنی عصمت اور عفت پر پورا یقین تھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیدا ہوتے وقت لوگوں کے اتہام کے خوف سے یَا لَیْتَنِیْ مِتُّ قَبْلَ ہٰذَا وَکُنْتُ نَسْیًا مَّنْسِیًّا کہہ دیا۔ یعنے اے کاش

ہے۔ اسی بچہ کے پیدا ہونے سے پہلے اس طرح مر جاتی کہ کسی کو یاد بھی نہ رہتی۔ الغرض مرتبۂ غیب راحت کا مقام ہے اور مرتبۂ کثرت مشقت کا انسان کامل مقام راحت سے جدا ہو جانے کا ہمیشہ شکایت مند رہتا ہے

	کز نیستاں تا مرا ببریدہ اند	از نفیرم مرد و زن نالیدہ اند	
ترجمہ	جب سے ہوں میں نیستاں سے بےوطن	ہیں مرے شیون سے نالاں مرد و زن	

شرح نیستاں سے وہی مرتبۂ غیب مراد ہے جس کی توضیح ہم ابھی کر چکے ہیں۔ یعنے انسان کامل یہ کہہ رہا ہے کہ جب سے مجکو قضا و قدر نے مرتبۂ غیب سے جدا کر دیا ہے میری جدائی کی شکایت اور فریاد کے اثر سے مرد عورت یعنے سارا جہان نالاں ہے لفظ مرد و زن کے جو دوسرے مصرع میں ہے بعض صوفیہ نے بڑے ادق معنے بیان کئے ہیں اُن کا مطلب یہ ہے کہ انسان جس طرح منجملۂ اعیان ممکنات ہے اُسی طرح مظہر اسمائے خلاق بھی ہے۔ اور یہ دونو باتیں بطور مجموعہ اُس میں پائی جاتی ہیں۔ چونکہ اسمار کا مرتبہ اعیان سے مقدم ہے اس لئے مرد سے اسمار مراد ہیں اور زن سے اعیان ممکنات اس تقریر کے لحاظ سے شعر کے یہ معنے ہو گئے کہ انسان کامل شکایت کرتا ہے کہ جیسے مجکو مرتبۂ غیب سے جدا کیا ہے۔ میری فریاد کی تاثیر سے اسمار اور اعیان بھی (جن کا میں مظہر بنا ہوا ہوں) رو رہے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ اے انسان تیرے سبب ہم بھی اپنی اصل اور معدن سے جدا کئے گئے۔ فائدہ اعیان ممکنات اُن چیزوں کو کہتے ہیں جن کا ہونا نہ ہونا برابر ہو۔ انسان بھی انہی چیزوں میں سے ایک چیز ہے۔ مگر اتنی بات انسان میں زیادہ ہے کہ وہ اللہ تعالٰے کے اسمائے صفات کا مظہر ہے۔ انسان میں رحم۔ صبر۔ شکر۔ عفو۔ کرم۔ جود رافت۔ حلم۔ علم وغیرہ ایسی صفتیں ہیں جن کو ہم اسمائے صفات الٰہی کا عکس یا اُن کی جھلک کہہ سکتے ہیں۔ غالباً اب ناظرین اعیان اور اسمار کے معنے اور اُن کے نالے کا باعث سمجھ گئے ہوں گے۔ مولانا جامی قدس سرہ السامی نے ان دو شعروں کا مطلب مفصلۂ ذیل ابیات میں مشرح طور پر بیان کیا ہے ؎

جنما روزے کہ پیش از روز و شب	فارغ از اندوہ و آزاد از طلب
متحد بودیم با شاہِ وجود	حکم غیریت بکلی محو بود
بود اعیانِ جہاں بے چند و چوں	ز امتیاز علمی و عینی مصون
نے بلوحِ علم شاں نقشِ ثبوت	نے ز فیضِ خوانِ ہستی خوردہ قوت
نے ز حق ممتاز نے از یک دگر	غرق در دریائے وحدت سر بسر
ناگہاں در جنبش آمد بحرِ جود	جملہ را در خود ز خود پیدا نمود
نوع آخر آدم ست و آدمی	گشتہ محروم از مقامِ محرمی
بر مراتب سر بسر کردہ عبور	پایہ پایہ زاصلِ خود افتادہ دور
چوں نگر در زار مسکیں زیں سفر	نیست از وے ہیچ کس مہجور تر
نے کہ آغازِ حکایت می کند	از جدائی ہا شکایت می کند
کز نیستانے کہ در وے ہر عدم	رنگ وحدت داشت با نورِ قِدم
تا ز تیغ فرقتم ببریدہ اند	از نفیرم مرد و زن نالیدہ اند

کیست مرد اسمائے خلاق ودود | کان بود فاعل در اطوار وجود
چیست زن اعیانِ جملہ ممکنات | منفعل گشتہ ز اسمار و صفات
چوں ہمہ اسمار و اعیاں بے قصور | دارد اندر رتبۂ انسان ظہور
جملہ را در ضمن انسان نالہاست | کہ چرا ہر یک ز اصل خود جداست

شد گریبان گیر شاں حب الوطن
ایں بود تفسیر مرد و زن

مولانا جامی علیہ الرحمۃ کے ان اشعار کا مطلب تقریباً وہی ہے جو ہم اوپر بیان کر آئے ہیں اس لئے مکرر تشریح کی ضرورت نہیں بعض اہل سلوک لفظ نے سے روح انسانی جدائی سے استفاضۂ انوار حق کی جدائی نیستان سے محل افاضۂ انوار اور بریدن سے محل افاضۂ انوار سے جدا ہو کر جسم خاکی میں آنا مراد لیا ہے۔ اس صورت میں دونوں شعروں کے یہ معنی ہوں گے کہ روح انسانی استفاضۂ انوار حق کی جدائی کی شکایت کرتے ہوئے یہ کہتی ہے کہ جب سے مجکو محل افاضۂ انوار حق سے جدا کرکے جسم خاکی میں ڈالا ہے میری فریاد سے اسمار و اعیان یا سارا جہان نالاں ہے۔

	سینہ خواہم شرحہ شرحہ از فراق	تا بگویم شرح دردِ اشتیاق	
ترجمہ	چاہیئے سینہ ہو صد ریش فراق	تا سناؤں شرح دردِ اشتیاق	

شرح یہ شعر مقولۂ نے بھی ہوسکتا ہے اور مقولۂ مولانا قدس سرہٗ بھی۔ یعنے انسان کامل یا مولانا فرماتے ہیں کہ میں اپنے سینہ کو فراق مرتبۂ غیب سے پارہ پارہ کرنا چاہتا ہوں تاکہ ایسی حالت میں طالبان شاہد حقیقی کے روبرو شرح دردِ اشتیاق بیان کروں۔ اور ان کے دلوں میں اثر پیدا ہو۔ کیونکہ اہل درد کی آہ بہت جلد دوسروں پر اثر کر جاتی ہے کہ جب تک مرشد زخم تیغ فراق سے سینہ چاک نہ ہوگا طالبان حقیقت کے دلوں میں اس کے زبانی بیان کا اثر خاک نہ ہوگا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ لفظ سینہ سے مخاطب کا سینہ مراد ہو۔ اس صورت میں شعر کے یہ معنے ہوئے کہ میں مخاطب کا سینہ الم فراق سے پارہ پارہ چاہتا ہوں اس لئے کہ ایسی حالت میں شرح دردِ اشتیاق زیادہ موثر ہوگی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اگر مرشد اور طالب دونو اہل درد ہوں تو سبحان اللہ۔ اور جو دونوں میں سے ایک ہو تو بھی مقصود اصلی اور وصال حقیقی کے حصول کی امید ہے گو بدقت سہی اور اگر دونو لذت دردِ فراق سے ناآشنا اور زخم جگر کے لطف سے بے بہرہ ہیں تو ریاضت و محنت بالکل عبث ہے۔

	ہر کسے کو دور ماند از اصل خویش	باز جوید روزگارِ وصل خویش	
ترجمہ	جس کسی سے فاصلہ ہے اصل کا	ڈھونڈتا ہے وہ زمانہ وصل کا	

شرح۔ یہ شعر بھی پہلے شعر کی طرح نے اور مولانا قدس سرہ دونوں کا مقولہ ہوسکتا ہے۔ یعنے جس طرح عاشق اپنے معشوق سے جدا ہو کر وصل کا زمانہ ڈھونڈتا ہے۔ اسی طرح انسان کامل اپنی اصل (مرتبۂ غیب) سے دور ہو کر پھر زمانہ وصل کا طالب ہے اور اسی لئے اپنے تمام اجزا یعنے اسمار اور اعیان کے ہمراہ

ہر وقت نالاں رہتا ہے۔

	من بہر جمعیتے نالاں شدم	جفت خوش حالاں و بد حالاں شدم
ترجمہ	میں نے نالہ ہر جماعت میں کیا	اور نیک و بد کا ساتھی بھی اکثر دیا

شرح بعض محققین کے نزدیک یہ شعر خاص مولانا قدس سرہ کا مقولہ ہے۔ چونکہ انسان کامل تمام حقائق کا جامع ہے اس لئے اس کا نالہ اس کی جمعیت اسمائیہ۔ روحی اور کونی کے ساتھ ہوتا ہے یہی مطلب مولانا کا ہے کہ میرا نالہ میری تمام جمعیت کے ساتھ ہے ایسے نالہ کو نالہ قلبی کہتے ہیں جس کو جسم یا زبان سے کچھ تعلق نہیں ہوتا یہ خاص اولیاء اللہ کا حصہ ہے۔ اور جفت خوش حالاں و بد حالاں کا یہ مطلب ہے کہ میں اپنی حقیقت میں مظاہر اسماء جمالی وجلالی کا جامع اور مشاہدہ کرنے والا ہوں اسماء جمالی وجلالی کی خوش حالی و بد حالی مظاہر کے اعتبار سے ہے ورنہ اسماء حسنے (اللہ تعالے کے ۹۹ نام) سب کے سب مبارک ہیں اسماء جمالی کا جہاں ظہور ہوتا ہے وہاں ہدایت۔ رشد۔ ایمان اور رحمت پھیلتی ہے اور جہاں اسماء جلالی کا ظہور ہوتا ہے وہاں۔ ضلالت۔ کفر۔ انتقام اور رحمت کا دائرہ وسیع ہو جاتا ہے۔ اس تمہید سے خوشحالی و بدحالی کا مطلب صاف طور پر واضح ہو گیا اور نتیجہ یہ نکلا کہ ہر انسان مظاہر اسماء جمالی وجلالی کا جامع ہے ورنہ خدا کے نافرمانوں کو کبھی رحمت نہ ملتی اور فرمانبرداروں پر کبھی مصیبت نہ آتی) لیکن انسان کامل ریاضت اور تزکیہ نفس اور مشاہدہ تو خوشحالی و بد حالی کے سبب انجام کار صرف مظہر اسمائے جمالی رہ جاتا ہے۔ البتہ عوام کو یہ رتبہ نصیب نہیں ہوتا کیونکہ وہ مظاہر کا مشاہدہ ہی نہیں کر سکتے بعض محققین نے جمعیت سے ہی ظاہری انجمنیں اور عام جلسیں اور خوش حالاں و بد حالاں سے دنیا کے لوگ مراد لئے ہیں اس صورت میں یہ شعر مقولہ نے بھی ہو سکتا ہے مگر تھوڑے سے فکر کے بعد معلوم ہو جائے گا کہ شعر کے یہ معنے لئے جائیں یا دہ۔ دونو صورتوں میں نے کا مقولہ فرض کیجئے تو بجا ہے اور مولانا قدس سرہٗ کا قول سمجھئے تو درست ہے علیٰ ہذا القیاس آئندہ تین شعر نے اور مولانا رحمۃ اللہ علیہ دونوں کی طرف منسوب ہو سکتے ہیں حاصل مطلب یہ ہے کہ مولانا یا انسان کامل کا قول ہے کہ میں اپنی تمام جمعیت (اسمائی وروحی وغیرہ) کے ہمراہ نالے کرتا رہا۔ اور میں نے ہمیشہ اپنی حقیقت میں مظاہر اسمائے جمالی وجلالی کے مشاہدے کئے لیکن میرے نالے کسی نے کان دھر کر نہ سُنے اور مجھ سے میرے اسرار کسی نے نہ پوچھے یا نے یوں کہتی ہے کہ میں ہمیشہ اچھی بری محفلوں میں نعرہ زن رہی مگر دنیا کے لوگوں نے میری فریاد کو نغمہ خیال کیا اور بھید کی بات کسی کو معلوم نہ ہوئی کہ میرے نغمے کیا چیز ہیں اور نے نواز حقیقی کون ہے یہ معنے جو ہم نے بیان کئے ہیں شعر آئندہ کے قرینے سے واضح ہوتے ہیں۔

	ہر کسے از ظن خود شد یار من	از درون من نجست اسرار من
ترجمہ	ہر کسے نے مجھ سے یاری کی مگر	میرے بھیدوں سے رہے سب بے خبر

شرح نے اپنے شائقین کا یا مولانا قدس سرہ اپنے طالبین کا حال بیان کرتے ہیں یعنے یوں تو شائقین اور طالبین میں سے ہر شخص اپنے حسن ظن کے سبب میرا مصاحب اور یار ہو گیا لیکن کسی نے میرے قلب سے میرے اسرار کی

جستجو نہیں کی - اگر دیکھنے والے میرے اندرونی حالت کو دیکھتے تو انہیں بہت سے اسرار معلوم ہو جاتے - چنانچہ منجملہ اسرار اہل تصوف ایک بھید کی بابت یہ بھی ہے کہ اُن کا نالہ مع جمعیت اسمائی و روحی و کونی وغیرہ ہوا کرتا ہے - مگر چونکہ یہ نالۂ قلبی ہے جس کا ادراک اور مشاہدہ تصفیہ قلب پر موقوف ہے اس لئے ہر مرید یا طالب کا کام نہیں کہ مرشد کا نالۂ قلبی اور اُس کے اسرار معلوم کر سکے بعض محققین نے لفظ نجست کو جو بضم جیم ہے نجست بفتح جیم بھی کہا ہے - یعنے میرے اسرار میرے دل سے باہر نہ نکلے - دونو لفظ قریب المعنی ہیں - بعض نسخوں میں نجست بفتح جیم و صیغۂ نفی کی جگہ بجست بضم جیم و صیغۂ اثبات دیکھا گیا ہے اس صورت میں شعر کا یہ مطلب ہے کہ جو شخص طالب صادق بن کر میرا یار ہو گیا ہے اُس نے میرے نالۂ قلبی سے میرے اسرار ڈھونڈتے ہیں -

	سرّ من از نالۂ من دور نیست	لیک چشم و گوش را آن نور نیست	
ترجمہ	بھید وہ پا جائے جو ذی ہوش ہو	دیکھنے سننے کو چشم و گوش ہے	

شرح یہ شعر پہلے شعر کی دلیل ہے - یعنے لوگوں کو میرے اسرار اس لئے معلوم نہیں ہو سکتے کہ اُن کے ظاہری کانوں اور آنکھوں میں اسقدر قوت سامعہ اور نور نہیں ہے کہ میرے نالے سنکر اندرونی اسرار کو دیکھ سکیں - ورنہ جو شخص میرے نالۂ قلبی کو سن سکتا ہے وہ میرے اسرار بھی معلوم کر سکتا ہے یہ معنے اُس وقت چسپاں ہونگے جبکہ پہلے شعر میں نجست بصیغۂ نفی مانا جائے گا اور جس حال میں بجست بصیغۂ اثبات ہے تو اس شعر کا یہ مطلب ہے کہ طالبان صادق نے میرے اسرار اس لئے معلوم کر لئے ہیں کہ وہ اپنے صدق ارادت کے سبب میرے نالۂ قلبی کو سن سکتے ہیں - البتہ عوام یا طالبان غیر صادق اس راز کو معلوم نہیں کر سکتے کیونکہ وہ اندھے بھی ہیں اور بہرے بھی - بعض نسخوں میں چشم گوش اضافت کے ساتھ دیکھا گیا ہے اس صورت میں گوش سے ظاہری گوش اور چشم سے بطریق استعارہ قوت سامعہ مراد ہے -

	تن ز جان و جان ز تن مستور نیست	لیک کس را دید جان دستور نیست	
	جان و تن کا حال باہم ہے عیاں	منع ہے تک کا ہے مگر دید جاں	

شرح یہ شعر پہلے شعر کے مضمون کی تمثیل ہے یعنے جس طرح جان و تن ساتھ ساتھ ہیں اسی طرح سر قلبی اور نالہ درونی پاس پاس ہیں لیکن جس طرح جان (روح) حواس ظاہرہ سے نظر نہیں آتی اسی طرح اسرار باطنی بلا تصفیہ قلب معلوم نہیں ہو سکتے -

	آتش ست این عشق نائی نیست باد	ہر کہ ایں آتش ندارد نیست باد	
ترجمہ	آگ ہے یہ عشق اگر موجود ہو	جس میں یہ شعلہ نہ ہو نابود ہو	

شرح - نائی بمعنے نے نواز (بانسلی بجانے والا) اور یہ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ نے سے انسان کامل مراد ہے جس کے جمیع افعال ذات حق کی طرف منسوب ہوتے ہیں - یہاں تک کہ نطق و نالہ دا اسی لئے انسان کامل کو آلۂ حق بھی کہتے ہیں یہی باعث تھا کہ حالت وجد میں منصور نے اَنَا الْحَق اور حضرت بایزید بسطامی نے اِنَّنِیْ اَنَا اللہ فَاعْبُدْنِیْ (میں خدا ہوں اے مخاطب تو میری عبادت کر) کہدیا تھا اور اِنَّ الْحَقَّ یَنْطِقُ عَلٰی لِسَانِ عُمَر (حق

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر بولتا ہے اصحیح حدیث ہے اس کے یہی معنے ہیں کہ انسان کامل آلۂ حق ہوتا ہے اس تمہید کے بعد شعر کا یہ مطلب ہوا کہ انسان کامل کی آواز یا اس کا نالہ (جو فی الواقع آواز حق ہے) ایک آگ ہے جو سامعین کے دلوں پر حسب استعداد فوراً اثر کرتی ہے اور شعلۂ عشق بنکر ان کے خرمن صبر کو جلا ڈالتی ہے۔ کیونکہ آواز حق کسی حالت میں اثر سے خالی نہیں ہوتی یہ آواز ہوا نہیں ہے جو دلوں کو سرد اور افسردہ کردے۔ بلکہ آگ کی خاصیت رکھتی ہے دوسرے مصرع میں مولانا قدس سرہ افسردہ دل کو جو عشق حقیقی کی آنچ سے واقف نہیں بددعا دیتے ہیں اور یہ فرماتے ہیں کہ جس کے دل میں حرارت عشق نہ ہو خدا کرے وہ نیست و نابود ہو جائے کیونکہ ایسے کو دن کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔

	آتشِ عشق است کاندر نے فتاد	جوششِ عشق ست کاندر مے فتاد
ترجمہ	عشق ہی کی آگ ہے جو نے میں ہے	عشق ہی کا جوش ہے جو مے میں ہے

شرح نے سے وہی انسان کامل مراد ہے اور مے عرف شعر میں معشوق کو کہتے ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ انسان کامل کا معشوق اور مقصود کلی وہی شاہد حقیقی ہے جس نے تمام عالم کو اپنا مظہر اور اپنے جلوۂ خاص کا آئینہ بنا رکھا ہے بس تو شعر کا یہ مطلب ہوا کہ انسان کامل کے دل میں عشق ہی کی آگ لگی ہوئی ہے جس نے ماسوا اللہ سے اس کے تمام خرمن تعلقات کو جلا کر خاکستر کر دیا اور عشق ہی کا جوش ہے جس نے معشوق کو انسان کامل کا عاشق بنا دیا یعنے جس طرح عاشق کو معشوق سے محبت ہے اسی طرح معشوق کو عاشق سے عشق ہے یہ ذرا باریک بات ہے اس لئے ہم قدرے وضاحت کے ساتھ بیان کرتے ہیں

توضیح - صحیح حدیث میں یہ لفظ موجود ہیں کہ کُنْتُ کَنْزاً مَخْفِیّاً فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ یعنے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ میں ایک چھپے ہوئے خزانے کی مانند تھا اس لئے میں نے اپنی پہچان کے لئے مخلوق پیدا کر دی اس سے یہ بات ظاہر ہوگئی کہ آفرینش عالم سے پہلے اسمار اپنے مظاہر کے خواستگار تھے اور یہ خواستگاری اس لئے تھی کہ اسمار حق کا کمال ظاہر ہو ورنہ ذات حق ہر چیز سے مستغنی ہے۔ ... بہر تماشائے قدرت عالم کو پیدا کیا گیا۔ لیکن چونکہ عالم مطلق آئینۂ جمال قدرت نہیں ہو سکتا تھا لہذا انسان کامل کے پیدا کرنے کی ضرورت ہوئی اس تمہید سے ثابت ہو گیا کہ حق سبحانہٗ تعالےٰ کو انسان کامل سے خاص طرح کی محبت ہے اور اسی محبت کے باعث اس کو عالم وجود میں لاکر مرتبۂ محبوبیت میں تمام عالم سے مشرف و ممتاز کر دیا ہے۔ اب آتش عشق ست کاندر مے فتاد کے معنے بالکل واضح ہو گئے نکتہ اس شعر میں غور کرنے سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ عشق صفات الٰہیہ میں سے ہے کیونکہ سب سے پہلے اپنے ظہور کا آپ عاشق ہوا ہے۔

	نے حریف ہر کہ از یارے برید	پردہا اش پردہائے ما درید
ترجمہ	نے حریف اس کی ہے جو ہو دردناک	اس کے پردے سے ہیں پردے چاک چاک

شرح یعنے انسان کامل اس شخص کا دوست اور غمخوار ہے جو عاشق ہو کر مبتلائے ہجر یار ہو یعنی شاہد حقیقی سے جدا ہو گیا ہو تا کہ اس کو مرتبۂ وصل تک پہنچا دے ہاں جس شخص میں عشق کا مادہ نہیں رکھا گیا۔

مرشد کامل اس کا دوست یا غمخوار نہیں بن سکتا کیونکہ ع تربیت نا اہل را چوں گردگاں برگنبد است دوسرے مصرع میں پردہا سے۔ نے سے مرشد کامل کے نالہائے دلی مراد ہیں۔ اور پردہائے ما سے وہ پردے مقصود ہیں جو طالب عرفان اور حق سبحانہٗ تعالےٰ کے مابین حائل ہیں خلاصہ مطلب یہ ہے کہ مرشد کامل کے نالہائے دلی نے اُن پردوں کو چاک کر دیا ہے جو طالب و مطلوب کے مابین حائل ہوتے ہیں اور فی الواقع مرشد کامل طالب صادق کو تمام پردے اُٹھا کر کے اُس کے مطلوب کا جلوہ دکھا سکتا ہے۔

	ہمچو نے زہرے و تریاقے کہ دید	ہمچو نے دمسازو مشتاقے کہ دید
ترجمہ	نے عجائب زہر ہے تریاق ہے	نے عجب دمساز ہے مشتاق ہے

شرح۔ یعنی انسان کامل اپنے حق میں۔ زہر تو اس لئے ہے کہ جیتے جی فنا فی اللہ ہو جاتا ہے اور تریاق اس لئے کہ بعد فنا مرتبۂ بقا باللہ حاصل کر لیتا ہے دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ انسان کامل طالب صادق کا دمساز اور اس کا مشتاق ہوا کرتا ہے مثلاً انبیا علیہم السلام کہ تمام عمر اُمت کے بڑھانے اور اُمتیوں کو راہ حق بتانے کے مشتاق اور غمخوار و دمساز رہے ہیں۔ بعض محققین کا قول ہے کہ مولانا قدس سرہٗ ارباب سماع میں سے تھے اگر یہ صحیح ہے تو لفظ نے سے یہی ظاہری نے (بانسلی) مراد ہو سکتی ہے اس صورت میں شعر کے یہ معنی ہوئے کہ نے نا اہل ہو سے اور جھوٹے مدعیوں کے حق میں زہر قاتل اور اہل دل کے لئے شفائے عاجل ہے کیونکہ ان کے لئے سامان غفلت ہے اور ان کے لئے ساز عشق و محبت۔ یا یہ سمجھئے کہ نے ابتدا میں محرک عشق مجازی ہے اور اسلئے حق کے بدن میں زہر ہے اور انتہا میں موجب عشق حقیقی ہے اس لئے روح کے حق میں تریاق ہے۔ ایک معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ نے ہجر اور وصل کے نغموں کے باعث زہر اور تریاق دونوں کا کام دیتی ہے۔ اور دوسرے کا یہ مطلب ہے کہ یہی نے بجانے والے کی دمساز اور غور سے سننے والے کی مشتاق ہے۔

	نے حدیث راہ پُرخوں میکند	قصہائے عشق مجنوں میکند
ترجمہ	نے حدیث راہ پُرخوں کہتی ہے	قصہائے عشق مجنوں کہتی ہے

شرح چونکہ طریق سلوک (خدا کے رستے) میں بلاؤں پر صبر مصیبتوں کا سامنا اور نفس کشی ضرور ہوتی ہے اس لئے اس خوفناک رستے کو راہ پُرخوں کہا گیا یعنی مرشد کامل ایسے رستے کی باتیں بیان کرتا ہے جن میں نفس کشی گویا پہلا قدم ہے اور ایسے قصے سناتا ہے جو عقل کو زائل کر دیتے ہیں لفظ عشق مجنوں میں یا تو اضافت مقلوب ہے یعنی مرشد کامل مجنوں عشق حقیقی کے قصے بیان کرتا ہے یا یہ کہ مجنوں سے قیس مراد ہے جو لیلیٰ کا عاشق تھا یعنی مرشد کامل عشق قیس کے قصے کہتا ہے اور بطور تفہیم طالب اس لئے سے ارشاد فرماتا ہے کہ جس طرح قیس نے عشق لیلیٰ میں انا لیلیٰ کا مرتبہ حاصل کیا تھا اسی طرح عاشق کو مرتبۂ فنا فی الذات حاصل کرنا چاہئے حضرت بایزید بسطامی کا انا اللہ فاعبدنی کہنا اسی قبیل سے تھا یا یہ کہ مجنوں سے انبیائے عظام اور اولیائے کرام مراد ہوں جو فی الواقع مجنون عشق الٰہی ہیں اسی منکروں نے اُن کو جادوگر اور مجنوں کا خطاب دیا ہے اور حدیث شریف میں یہ لفظ موجود ہے لا یکمل ایمان

الصبد حتی یقول الناس انه المجنون یعنے کسی شخص کا ایمان کامل نہیں ہوتا جب تک لوگ اُسے دیوانہ نہ کہنے لگیں اس وقت شعر کا مطلب یہ ہوگا کہ مرشد کامل انبیا اور اولیا کے قصے کہتا ہے تاکہ طالب عرفان منکروں کے طعنوں سے بد دل نہ ہو اور عشق حقیقی کو اپنا مقصد اصلی سمجھے حاصل مطلب یہ ہے کہ مرشد کامل اُس رستے کی خبر دیتا ہے جسمیں نفس امارہ کا خون بہ رہا ہے کیونکہ بلا نفس کشی اور اختیاری موت کے وصل حقیقی غیر ممکن ہے حدیث موتوا قبل ان تموتوا (مرجاؤ مرنے سے پہلے) اُسی اختیاری موت کی شرح ہے جس کو نفس کشی کہنا چاہیے۔ نیز حدیث قدسی من احبنی قتلته (میں اپنے دوست کو قتل کردیتا ہوں) اسی اختیاری موت کی طرف اشارہ کررہی ہے فائدہ موت کی دو قسمیں ہیں اول اضطراری یعنی عام طرح کی موت جس کا وقت مقرر ہے اور جس کے آنے سے ہر متنفس کو مجبوراً مرنا پڑتا ہے دوم اختیاری جسکو مرنے سے پہلے آدمی اختیار کرے ایسی موت اولیا اللہ کا حصہ ہے اور اسی موت کا نام نفس کشی ہے۔

	دو دہاں داریم گویا ہمچو نے	یک دہاں پنہانست در لبہائے وے
ترجمہ	دو دہن رکھتے ہیں ہم مانند نے	ایک اُن میں سے اُسی کی سمت ہے
	یکدہاں نالاں شدہ سوئی شما	ہائے وہوئے برفگندہ در سما
ترجمہ	ایک لوگوں کی طرف نالہ کناں	ہائے ہو کا شور ہے تا آسماں
	لیک داند ہر کہ او را منظر ست	کیں فغاں ایں سرے ہم زاں سرست
ترجمہ	لیکن اس کو جانتا ہے باخبر	یہ فغاں بھی وہ فغاں ہے سربسر
	دمدمہ ایں نائے از دمہائے اوست	ہائے وہوئے روح از ہیہائے اوست
ترجمہ	نے کی یہ آواز اُسی کے دم سے ہے	رُوح کا ماتم اُسی ماتم سے ہے

شرح یہ چاروں شعر جو بطور قطعہ بند ہیں مثنوی شریف کے اکثر قلمی اور بعض مطبوعہ نسخوں میں نہیں پائے جاتے اس لئے بعض محققین نے ان کے الحاقی ہونے کا گمان کیا ہے لیکن لفظی اور معنوی قرینے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید داخل مثنوی ہوں۔ داریم سے جمیع انسان کامل مراد ہیں اور وے کی ضمیر نے نواز کی طرف راجع ہے جو حسب اقتضائے قرینہ محذوف ہے دوسرے میں شما سے طالبان معرفت انسان غیر کامل مراد ہیں ہو سکتے ہیں دمدمہ بمعنے آواز اور دم بمعنی نفس یعنی سخن ہائے وہو شور و نالہ ترجمہ بمعنی فریاد و غوغا ہے یعنی انسان کامل نے کی طرح دو منہ رکھتا ہے ان میں سے ایک منہ نے نواز حقیقی کی طرف ہے اور دوسرا طالبان عرفان اور انسان غیر کامل کی طرف۔ اس دوسرے منہ سے شناسان کامل نالے کر رہا ہے جس کی ہائے وہو کا غل آسمان تک پہنچ گیا ہے۔ لیکن باطنی آنکھوں والے خوب جانتے ہیں کہ وہ نالے جو انسان کامل اس منہ سے کررہا ہے اُسی منہ کی طرف سے آئے ہیں ج

نے نواز حقیقی کی طرف ہے ؏ آنچہ استاد ازل گفت ہماں میگویم۔ حاصل مطلب یہ ہے کہ انسان کامل اگر حالت وجد و سماع اور ذوق و شوق میں آہ و فغاں یا نالے کر رہا ہو تو اُس کو ریا اور تکلف یا بناوٹ خیال نہ کرنا چاہیئے کیونکہ اُس کے تمام افعال خلّاق عالم کی طرف منسوب ہیں۔

	گر نبودے نالۂ نے را ثمر	نے جہاں را پُر نکردی از شکر
ترجمہ	نالۂ نے کا نہ ہوتا گر ثمر	نے جہاں کو کر نہ سکتی پُر شکر

شرح۔ یعنی اگر انسان کامل کے نالے میں کچھ اثر نہ ہوتا تو جہان میں لذت معرفت نہ پھیلتی۔ حالانکہ عاشقان الٰہی اور دلدادگان معرفت ہر زمانے میں موجود ہوتے ہیں اس شعر کا دوسرا مصرع پہلے مصرع کی توضیح بطریق تمثیل ہے۔ یعنی جس طرح ظاہری نے (نیشکر) کے ہونے سے جہان شکر سے پر ہو جاتا اسی طرح اگر باطنی نے (انسان کامل) کے نالے بے نتیجہ ہوا کرتے تو عالم لذت عرفان سے محروم رہتا۔

	محرم ایں ہوش جز بیہوش نیست	مر زباں را مشتری جز گوش نیست
ترجمہ	واقف راہ خدا بے ہوش ہے	قدر دان حرف اہل گوش ہے

شرح پہلے مصرع میں ہوش سے راہ پُر خوں مراد ہے جس کو نفس کشی کہتے ہیں اور جو ہر اس عقل و ہوش اور دانائی ہے یعنی اس پُر خون راستے (راہ سلوک) سے وہی لوگ واقف ہیں جو ماسوی اللہ سے بیہوش ہیں اور ایسوں کی زبان سے جو کلمات اسرار معرفت نکلتے ہیں اُن کے خریدار وہی ہیں جو گوش باطن رکھتے ہیں۔ جس شخص کی عقل صرف امور معاش تک محدود ہے وہ صرف ہر گز راہ سلوک اختیار نہیں کر سکتا۔ بلکہ اس کے لئے شراب عشق حقیقی کا متوالا ہونا چاہیئے اسی لئے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے انتم اعلم بامور دنیاکم (اے لوگو اپنے دنیا کے کاموں کو تمہیں اچھی طرح جانتے ہو میں اُن سے ناواقف ہوں) دوسرا مصرع پہلے کی تمثیل ہے یعنی جس طرح زبان سے نکلی ہوئی باتوں کا فائدہ صرف کانوں کو پہنچتا ہے اسی طرح راہ سلوک کا فائدہ محض مستان معرفت الٰہی کا حصہ ہے۔

	در غم ما روزہا بیگاہ شد	روزہا با سوزہا ہمراہ شد
ترجمہ	عمر سب غفلت میں کھو بیٹھے ہیں ہم	زندگی کے دن گئے با سوز غم

شرح۔ روز بمعنے وقت۔ اور وقت سے زمانہ حاضر اور بیگاہ سے زمانہ غیر حاضر مراد ہے یعنی ہماری غفلت کے غم میں بہت سے حاضر زمانے زمانہ غیر حاضر کی طرح گذر گئے (گویا ہم پر آئے ہی نہیں) اسی لئے گذرنیوالے زمانے ہم سے با سوز و پُر الم رخصت ہوئے۔ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ غافلوں کو وقت کی قدر نہیں ہوتی اس لئے غفلت کا زمانہ جلدی گذر جاتا ہے لفظ ما (ضمیر متکلم مع الغیر) سے طالبان معرفت کی تنبیہ مقصود ہے ورنہ مولانا قدس سرہ جیسے صاحب مقامات اور با اوقات انسان کامل کو غفلت سے کیا سروکار۔

	روزہا گر رفت گو رو باک نیست	تو بماں اے آنکہ چوں تو پاک نیست

ترجمہ	جانے والی چیز کا ہو رنج کیوں		تو تو ہے اے ذات بےچون وچگوں

شرح - یہاں مولانا طالبین کو تسلی دے کر یوں فرماتے ہیں کہ اے مخاطب اگر تیرا بہت سا وقت غفلت میں گذر گیا ہے تو اس کا خوف نہ کر گذر جانے دے۔ بلکہ یوں دعا کر کہ اے ذات پاک و بیچون و بیچگوں تو ہمیشہ ہم پر اپنے احسان اور کرم کی نگاہ رکھ تاکہ ہم تلافی مافات کر سکیں۔ دوسرے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ اس سے پہلے شعر میں روزہا سے اولیائے کامل مراد ہوں جنکا فیضان روز روشن سے زیادہ پھیلا ہوا ہے اور اس شعر میں تو بمان کا خطاب مولانا شمس الدین رحمتہ اللہ علیہ پیر و مرشد مولانا قدس سرہ کی جانب ہو۔ اس وقت شعر کا یہ مطلب ہوا کہ گو اولیائے گذشتہ ہماری یعنی طالبان معرفت کی ہدایت کا غم کھاتے کھاتے بیوقت جہان سے رخصت ہو گئے۔ کیونکہ ہم نے اُن کا وقت نہیں پایا۔ مگر اے مخاطب تو اس کا کچھ غم نہ کر بلکہ یہ دعا مانگ کہ اے شیخ زمن اور مرشد عالم مولانا شمس الدین خدا کرے تو بہت دنوں تک قائم رہے۔ کیونکہ تیرے فیضان سے ساہیر خون کا طے کرنا اور وصال شاہد حقیقی بطور تلافی مافات بہرحال ممکن ہے۔

ہر کہ جز ماہی ز آبش سیر شد		ہر کہ بے روزیست روزش دیر شد	
چھپلیاں ہیں فیض حق سے غرق آب		زندگی ہے بے نصیبوں کی خراب	

شرح - واضح ہے کہ انسان تین قسم کے ہیں۔ اول صاحب حق جنکو عاشقان حق اور ماہی دریائے حقیقت کہنا چاہیئے۔ دوم عام اہل ایمان سوم منکرین۔ چنانچہ آیت **فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ وَمِنْهُم مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ** یعنے بعض آدمی اپنی جان کے دشمن ہیں اور بعض متوسط درجے کے ہیں اور بعض نیکیوں میں سبقت لے گئے ہیں انہیں تینوں کی قسموں کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔ مولانا قدس سرہ نے اس شعر میں پہلی دو قسموں (عام اہل ایمان اور منکرین) کا ذکر کیا ہے اس سے پہلے قسم کے لوگوں کا حال ضمناً معلوم ہوتا ہے مطلب یہ ہے کہ جو شخص غیر ماہی دریائے حقیقت یعنی عام اہل ایمان ہے وہ فیضان ذات برحق (یعنی کلام الٰہی اور ارشادات انبیا علیہم السلام) سے سیر اور اُسی پر قانع رہے یہاں سے ضمناً یہ بات ظاہر ہو گئی کہ انسان کامل جو ماہی دریائے حقیقت ہے وہ اس فیضان پر قانع نہیں ہوتا بلکہ ہردم مشاہدۂ خاص اور جدید تجلی کا طالب رہتا ہے۔ کیونکہ **تَجَلِّيَاتُ الْحَقِّ لَا تَقِفُ اِلَى النِّهَايَةِ** تجلیات الٰہی کی کوئی حد نہیں دوسرے مصرع میں لفظ روزش بجمز اے منقوطہ روزی کا مخفف ہے یعنے جو شخص (منکر) کفر کے سبب فیضان الٰہی سے بے نصیب ہے اس کا حصہ صرف دنیا میں تمام ہو گیا ہے وہ حصۂ آخرت سے محروم ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ روزش بالفتح بمعنے زندگی ہو یعنی منکر کی زندگی خراب ہو گئی ہے کیونکہ دیر شدن بمعنے تمام شدن و خراب شدن و فوت شدن مستعمل ہے۔

	در نیابد حال پختہ ہیچ خام		پس سخن کوتاہ باید والسلام
ترجمہ	پختہ کاروں سے ہیں ناواقف تمام		اب سخن کوتاہ ہے بس والسلام

شرح - یعنی پختہ کاران عشق حقیقی کا حال ظاہر پرست اور خام طبیعت والے ہرگز معلوم نہیں کر سکتے اس لئے مناسب ہے کہ سخن کوتاہ کرنا چاہیئے کیونکہ کلمات حکمت اور اسرار حقیقت ہر کسی کی سمجھ کے قابل نہیں ہیں فائدہ

حضرت مولانا ضیاء الحق حسام الدین مرید و شاگرد رشید حضرت مولانا قدس سرہ نے لوگوں کو الٰہی نامہ مصنفہ حکیم سنائی اور منطق الطیر مصنفہ حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کی جانب متوجہ دیکھکر مولانا قدس سرہ سے عرض کیا کہ اگر اسی ترکیب کی کوئی کتاب تصوف میں لکھی جائے تو نہایت دلچسپ اور مفید ہوگی چنانچہ مولانا قدس سرہ نے مثنوی معنوی کا آغاز انہی کی فرمائش سے کیا اور (پس سخن کوتاہ باید والسلام) تک چند اشعار بطور نمونہ لکھکر شاگرد رشید کو دکھائے چنانچہ لفظ والسلام اسی اختتام نمونہ کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ انہوں نے ترکیب مثنوی کو پسند کیا۔ پھر کیا تھا۔ مولانا قدس سرہ کے دریائے مضامین کی موجیں چھ دفتروں تک پہنچ گئیں ہم اسی طرح چھوؤں دفتروں کی شرح ناظرین کی خدمت میں پیش کرینگے انشاء اللہ تعالےٰ۔

	بادہ در جوشش گدائے جوش ماست	چرخ در گردش اسیر ہوش ماست
	جوش بادہ ہے گدائے جوش عشق	چرخ گرداں ہے اسیر ہوش عشق

شرح بادہ سے معشوق جوشش سے مرتبہ عشق جوش سے ظہور گردش سے ہستی ہوش سے ہستی وجود مراد ہے یعنے شاہد حقیقی مرتبہ عشق میں انسان کامل کے ظہور کا ضرورتمند ہے اگر انسان کا ظہور نہ ہوتا تو شاہد حقیقی کا عاشق ہی کون بنتا یہ مصرع اور (جوشش عشق ست کاندر می فتاد) قریب المعنی ہیں مصرع دوم کا یہ مطلب ہے کہ آسمان اپنی ہستی میں حسب مضمون لولاک لما خلقت الافلاک (اے محمد اگر تو نہ ہوتا تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا) انسان کامل کے وجود کا پابند ہے اُس کی ہستی اس کے وجود کے سبب سے ہے یا یہ معنی ہیں کہ شراب ظاہری اپنی کیفیت اور جوشش میں ہمارے جوش کی گدا یعنے اس سے کم درجہ کی ہے۔ اور فی الواقع شراب عشق کا جوش شراب ظاہری سے بہت بڑا ہوا ہے کیونکہ شراب ظاہری سامان شقاوت ہے اور باطنی موجب سعادت اور آسمان باوجودیکہ اپنی گردش میں حکم خالق کی مخالفت نہیں کرسکتا لیکن اُس کی گردش ہماری گردش عقل کی (جو نشۂ شراب عشق حقیقی کے باعث ہے) قیدی یا غلام ہے یعنے پست حالت میں ہے کیونکہ آسمان کی گردش سعادت و نحوست دونو پر مبنی ہے اور عشاق کی گردش عقل صرف سعادت پر۔

	بادہ از ما مست شد نے ما ازو	قالب از ما ہست شد نے ما ازو
ترجمہ	بادہ ہم سے ہے نہ ہم ہیں مست مے	ہم نہیں قالب سے قالب ہم سے ہے

شرح یعنے شراب ظاہری میں جو نشہ ہے۔ یہ اُسی شراب عشق حقیقی کی بدولت ہے جو ہم نے پی رکھی ہے مطلب یہ کہ شراب عشق حقیقی نہایت تیز و تند ہے۔ یا یہ معنی ہیں کہ اوّل اوّل شاہد حقیقی خود انسان کامل کا عاشق ہوا ہے نہ کہ انسان شاہد حقیقی کا کنت کنزاً مخفیاً اُسی شاہد کا مقولہ ہے۔ نہ کہ انسان کا دوسرا مصرع پہلے کی تمثیل ہے اور لفظ ما سے روح مراد ہے۔ کیونکہ کامل وہی ہے جو قید جسم سے رہا ہو کر روح کی طرح لطیف ہو جائے یعنے جس طرح قالب روح کے سبب ہست اور موجود ہوا ہے نہ کہ روح قالب کے سبب اسی طرح عشق کی ابتدا شاہد حقیقی سے ہوئی ہے۔

	بر سماع راست ہر کس چیر نیست	طعمۂ ہر مرغکے انجیر نیست
ترجمہ	ہر کوئی سنتا نہیں اسرار یار	یعنی ہر طائر نہیں انجیر خوار

شرح۔ چونکہ پچھلے دو شعروں میں عشق و عاشق و معشوق کے ایسے معنے اور اسرار بیان کئے گئے ہیں جن کو باوجود راستی کے ہر کس و ناکس ہرگز نہیں سمجھ سکتا اس لئے مولانا قدس سرہ فرماتے ہیں کہ ہماری سچی باتوں کو سنکر سمجھ لینا بڑے حوصلے والوں کا کام ہے جس طرح ہر طائر انجیر خوار نہیں ہوتا اسی طرح ہر شخص اسرار حرفت معلوم کرنیکی عقل نہیں رکھتا دوسرا مصرع پہلے کی تمثیل ہے۔

	بند بگسل باش آزاد اے پسر	چند باشی بند سیم و بند زر	
ترجمہ	عمر آزادی سے اپنی کر بسر	تا کجا صد حیف قید سیم و زر	

شرح اس شعر میں شاہد حقیقی کے عاشق ہونے کا طریقہ بتایا ہے یعنی اے شخص شاہد حقیقی سے غافل کر دینے والی چیزوں کی قید میں تو کب تک رہیگا کمبخت قید ماسوی اللہ کو توڑ کر خطرات شیطانی اور خواہشات نفسانی سے بالکل آزاد ہو جا ورنہ معرفت سے محروم رہ جائیگا تعس عبد فرجہ وعبد بطنہ وعبد درہمہ اپنی شرمگاہ اور اور پیٹ اور درم کا بندہ گویا ہلاک ہو گیا صحیح حدیث ہے جو اس شعر کے مطلب سے قریب المعنی ہے۔

	گر بریزی بحر را در کوزۂ	چند گنجد قسمت یکروزۂ
ترجمہ	گر گرے دریا کوئی کوزہ میں بند	چند قطرے آئینگے با گھونٹ چند

شرح ۔ حرص دنیا کی مذمت بطریق تمثیل ہے یعنی اے حریص اگر تو دریا کو ایک کوزہ میں ڈالنا چاہے تو تمہیں کسقدر پانی آئیگا بہت تھوڑا سا کہ مشکل سے ایک دن کو کافی ہو۔ پھر زیادہ کی حرص سے کیا فائدہ اسی طرح کثرت مال دنیا کی حرص بالکل لغو خیال ہے قسمت سے زیادہ کسی کو کچھ نہیں ملتا۔ بہتر یہ ہے کہ حرص کو چھوڑ اور دریا کو کوزے میں ڈالنے کی فکر نہ کر بلکہ اپنی قطرہ ہستی کو دریائے وحدت میں ڈالدے۔

	کوزۂ چشم حریصاں پر نشد	تا صدف قانع نشد پر در نشد
ترجمہ	کوزۂ چشم حریصاں پر نہیں	جو صدف قانع نہیں پر در نہیں

شرح یعنی حریصوں کی آنکھ متاع دنیوی سے کبھی نہیں بھرتی۔ اور وہ ازلی قسمت پر کبھی قانع نہیں ہوتے۔ حالانکہ یہ حرص ہر طرح باعث نقصان ہے دیکھو صدف جبتک قانع نہیں ہوتا اس میں موتی ہرگز پیدا نہیں ہوتے فائدہ بعض صدف منہ کا ایک قطرہ لیکر منہ بند کر لیتا ہے اور پھر نہیں کھولتا۔ وہ قطرہ دُر شاہوار (قیمتی موتی) بنجاتا ہے۔ اور اکثر صدف ایک قطرہ لینے کے بعد اور قطرے لینے کیلئے منہ کھولدیتے ہیں اور وہ سب قطرے چھوٹے چھوٹے موتی بنجاتے ہیں۔ دوسرا مصرع پہلے کی تمثیل ہے۔

	ہر کرا جامہ ز عشقی چاک شد	او ز حرص و عیب کلی پاک شد
ترجمہ	پیرہن اُلفت میں جس کا چاک ہے	حرص کیا ہر عیب سے وہ پاک ہے

شرح عشق ایسی فرط محبت کو کہتے ہیں جو انسان کو اپنے مطلوب کے سوا دنیا و مافیہا سے غافل اور بے پروا کر دے اور معشوق کی محبت اجزاء بدنی اور قوائے روحانی تک پہنچ جائے منصور حلاج کی خون سے اللہ اللہ کی تحریر جو بعد قتل زمین پر پائی گئی تھی اُسکے یہی معنی ہیں جو ہمنے بیان کئے۔ شعر کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص کا جامۂ وجود نفسانی عشق حقیقی کے باعث چاک ہو گیا وہ حرص دنیوی اور عیب بشری سے (جو مانع کمالات ہیں) بالکل پاک ہو گیا اور گویا وجود حقانی حاصل کر لیا نکتہ ۔

عیوب بشری میں حرص بھی داخل تھی مگر چونکہ صوفیوں کیلئے یہ قبیح تر عیب ہے اسلئے لفظ حرص کو عیب سے مقدم رکھا گیا۔

	شاد باش اے عشق خوش سودائے ما	اے طبیب جملہ علتہائے ما
ترجمہ	شاد باش اے عشق بابرگ و نوا	تو ہمارے ہر مرض کی ہے دوا

شرح۔ خوش سودا۔ یعنی مرغوب ہے۔ اور عشق کو طبیب اس لئے کہا گیا ہے کہ روحانی بیماریوں کا علاج کرتا ہے اور اس کو لفظ شاد باش سے اس لئے مخاطب کیا گیا ہے کہ عارفان کامل کو اسی کے وسیلہ سے مشاہدہ جمال الہٰی اور وصال حقیقی میسر ہوتا ہے شعر کا مطلب بالکل واضح ہے۔

	اے دوائے نخوت و ناموسِ ما	اے تو افلاطون و جالینوس ما
ترجمہ	تو دوائے نخوت و ناموس ہے	تو تو افلاطون و جالینوس ہے

شرح نخوت غرور اور تکبر ناموس ننگ و عار جو نیک باتوں کے قبول کرنے سے ہو جیسا کہ ابولہب حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے بچانے عار کے مقابلہ میں آتش دوزخ کو قبول کر لیا ہے افلاطون اور جالینوس کی تخصیص اس لئے ہے کہ یہ دونوں طبیب ظاہری امراض کے معالجہ میں بڑے حاذق اور شہرہ آفاق تھے افلاطون اشراقین میں خاتم الحکما تھا۔ اور جالینوس مشائین میں اشراقین وہ حکیم تھے جنہوں نے اپنے صفائی ذہن اور نور باطن کے سبب حکمت حاصل کی اور مشائین وہ جو چل پھر کر اور طالب علم بن کر حکیم ہوئے۔ مطلب شعر نہایت سہل ہے

	جسمِ خاک از عشق بر افلاک شد	کوہ در رقص آمد و چالاک شد
ترجمہ	جسم خاکی عشق سے پہنچا ہے دور	عشق ہی سے وجد میں ہے کوہ طور

شرح اگر افلاک سے یہی ساتوں آسمان مراد ہیں تو مطلب شعر یہ ہے کہ عشق حقیقی ایسی عالی مرتبہ چیز ہے جس نے جسم خاکی کو آسمانوں تک پہنچا دیا۔ چنانچہ قصہ شب معراج خاتم النبیین اور حکایت حضرت ادریس اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام اس کی کافی شہادت ہے اور آیت سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا پاک ہے وہ ذات جس نے سیر کرائی اپنے بندے محمد کو رات کے وقت اور اِنَّہٗ کَانَ صِدِّیْقًا نَّبِیًّا وَّ رَفَعْنٰہُ مَکَانًا عَلِیًّا بالتحقیق ادریس سچا نبی تھا اس کو ہم نے اٹھالیا بلند مکان میں اور بل رفعہ اللہ الیہ یہودیو نے عیسیٰ کو قتل نہیں کیا اور نہ سولی چڑھایا۔ بلکہ اللہ نے اپنی طرف اٹھالیا اس شہادت کی تصدیق ہے اور اگر افلاک سے مراتب علیا مراد لئے جائیں تو جسم خاک سے اولیائے کرام بھی مراد ہو سکتے ہیں جنکے جسم خاکی عشق حقیقی نے روح کی طرح لطیف کر دیئے ہیں اور جو آسمانی اسرار اور غیبی مشاہدوں سے اسی طرح واقف ہیں جس طرح اہل دنیا اپنے دنیوی معاملات سے کوہ سے طور اور رقص سے وجد اور چالاک شدن قبول تجلی کے لئے مستعد ہو جانا یا پارہ پارہ ہونا مراد ہے یعنی طور پر تجلی جمال سے یہاں تک حالت وجد طاری ہوئی کہ پارہ پارہ یعنی فنا فی العشق ہو گیا یہاں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ عشق حقیقی کا اثر غیر ذی روح چیزوں میں بھی موجود ہے آیت وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ کوئی شے ایسی نہیں جو خدا کی تسبیح نہ کرتی ہو۔ اس مدعا کی صریح دلیل ہے کہ ہر چیز جاندار ہو یا بے جان بادۂ عشق حقیقی سے سرمست ہے کیونکہ تسبیح اسی کے نام کی ہوا کرتی ہے جو مطلوب کامل ہو۔

حاصل مطلب یہ کہ عشق بقدر طاقت و استعداد ہر چیز میں موجود ہے چونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی روحانی طاقت طور سے بہت زیادہ تھی اس لئے مشاہدہ جمال سے اُن کو صرف غش آیا اور طور کی طاقت چونکہ بہت کم تھی اس لئے بالکل ریزہ ریزہ ہو گیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اگر طالبان عرفان اپنے مطلوب سے لو لگائے رہے تو بالضرور اپنی استعداد کے موافق عشق حقیقی اور مشاہدۂ جمال غیبی سے بہرہ یاب ہو سکتا ہے

	عشق جان طور آمد عاشقا	طور مست و خر موسیٰ صاعقا
ترجمہ	عشق گویا روح بخش طور ہے	جس سے موسیٰ غش تھے یہ وہ نور ہے

شرح ۔ یعنی عشق طور کے لئے بمنزلہ روح ہو گیا تھا اسی لئے اس سے وہ افعال (مثلاً وجد و مستی اور رقص وغیرہ کی) ظاہر ہوئے جو ذی روح سے ہوا کرتے ہیں۔ نتیجہ یہ نکلا جب عشق حقیقی **طور** سی بیجان چیز کے لئے بمنزلہ روح ہو گیا تو ذی روح خاص کر انسان کے لئے **حیات جاودانی** کا سبب ہو سکتا ہے پس ایسے انسان کی حالت پر افسوس ہے جس کا دل پتھر سے زیادہ سخت ہو اور اس میں عشق ہر دم ایک تازہ روح نہ پھونک سکے یہ شعر اس آیت کی طرف اشارہ کر رہا ہے **فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّ خَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا** یعنے جب تجلی کی موسیٰ کے رب نے پہاڑ (کوہ طور) کی طرف تو اُس کو ریزہ ریزہ کر دیا اور حضرت موسیٰ بیہوش ہو کر گر پڑے **صَعِقًا** اور **صَاعِقًا** دونوں قرأتیں درست ہیں۔ وزن شعر درست کرنے کے لئے دوسری **قرأت** کو اختیار کیا گیا ہے اس آیۃ کی تفسیر میں مولانا شاہ عبد القادر صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ تجلی طور کے وقت ستر ہزار پردوں میں سے سوئی کے ناکے کے برابر نور جمال شاہد حقیقی ظاہر ہوا تھا اُس کی برکت سے تمام زمین سرسبز اور جس قدر روگی زمین پر رہا کرتے تھے صحت یاب اور جس قدر بیمار تھے تندرست اور جس قدر کھاری پانی تھے میٹھے ہو گئے بت اوندھے منہ گر پڑے آتش پرستوں کی آگ سرد ہو گئی اور کوہ طور باہمہ عظمت و شان ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا جس میں سے چھ پہاڑ کے ٹکڑے **اُحد** و **ورقان** اور **رضوی** مدینہ منورہ میں جا پڑے اور جبل **ثور** اور ثبیر اور حرا مکہ معظمہ میں **عرفہ** کے دن جمعرات کی دوپہر ڈھلے سے جمعہ کی دوپہر تک حضرت موسیٰ علیہ السلام بیہوش پڑے رہے۔ **العظمۃ للّٰہ تعالیٰ**

	با لب دمساز خود گر جفتمی	ہمچو نے من گفتنیہا گفتمی
ترجمہ	میں اگر ملتا لب دمساز سے	شکل نے آگاہ کرتا راز سے

شرح ۔ **لب دمساز** ۔ وہ لب ہے جو دم کے مطابق ہو جس لب سے ایسی باتیں نکلیں کہ کوئی سانس بیکار نہ جائے۔ اس سے ظاہر ہو گیا کہ جو لوگ فضول یا بیہودہ گو ہیں وہ لب دمساز نہیں رکھتے اُن کا ہر نفس (جو بمقتضائے در ہر نفس دو نعمت موجود است۔ و بر ہر نعمتے شکرے لازم۔ خدا کی بہت بڑی نعمت ہے) بیکار جاتا ہے کیونکہ اُن کا لب اُن کے دم کی موافقت نہیں کرتا۔ یہ اس صورت میں ہے کہ لب موصوف اور دمساز اُس کی صفت ہو۔ اس وقت شعر کا یہ مطلب ہوا کہ اگر میں لب دمساز سے ملا رہتا یعنی میرے لب سے وہ باتیں نکلتیں جو میرے کسی سانس کو بیکار نہ جانے دیتیں تو میں نے کی طرح بہت سی کہنے کے قابل باتیں کہتا۔ مگر افسوس ہے کہ میرا لب دمساز نہیں رہتا۔ اس لئے مجھ سے اسرار الٰہی

بیان نہیں ہو سکتے۔ گویا مولانا اپنی کسرِ نفسی کا اظہار کر کے طالبانِ عرفان کو متنبہ کرتے ہیں کہ بہت سے فیلسوفی جو لب دمساز نہیں رکھتے صوفی اور مرشد کامل ہونے کے مدعی بن بیٹھتے ہیں مگر فی الواقع ایسے لوگ گمراہ کرنے والے ہیں ان سے بچنا چاہیئے۔ کیونکہ وہ اسرار سے خود واقف ہیں نہ دوسروں کو بھید ہا رستہ دکھا سکتے ہیں۔ **دوسرے** معنے یہ ہیں کہ دمساز دبمعنے مصاحب موافق ومحرم اسرار ہے اس وقت لب کی اضافت ایسی ہوگی جیسے غلام زید کی یعنی اگر میں کسی محرم اسرار اور یا موافق کے لب سے ملا رہتا دیعنی اُس کی زبان سے کلمات حکمت اور اسرار معرفت سنتا رہتا) تو بہت سے راز بیان کر سکتا۔ اس سے یہ مقصود ہے کہ طالب کو مرشد کامل ڈھونڈنا چاہیئے۔ تاکہ راہ سلوک کا طے کرنا آسان ہو جائے **تیسرے** معنے یہ ہیں کہ لب دمساز (سارالفظ) بمعنی محرم اسرار ہے اس کو لبِ دمساز اس لئے کہا گیا کہ محرم اسرار کی کوئی بات بیکار نہیں ہوتی اس وقت شعر کا یہ مطلب ہوا کہ اگر میں اپنے کسی محرم اسرار سے مل جاتا تو اکثر اسرار بیان کرتا۔ مگر کیا کیا جائے دنیا میں محرم اسرار بہت کم ہیں اس لئے میں بمقتضائے لَا تُعْطُوا الْحِکْمَۃَ غَیْرَ اَہْلِہَا دحکمت کی باتیں نالائقوں کے سامنے بیان نہ کرو) کچھ نہیں کہہ سکتا۔ اسی لئے بعض علما کا قول ہے۔

تانکند فہم سخن مستمع ۔۔۔ قوتِ طبع از متکلم مجوے

یعنے سننے والے میں بات سمجھنے کا مادہ نہیں ہوتا تو کہنے والے کی زورطبیعت اور قوت ناطقہ کو صدمہ پہنچتا ہے **چوتھے** معنے یہ ہیں کہ لب دمساز سے ذات حق مع جمیع اسمار وصفات مراد ہے۔ کیونکہ مولانا قدس سرہ پہلے فرماچکے ہیں۔ دو دہاں داریم گویا ہمچو نے:۔ یک دہاں پنہانست در لبہائے وے اور اس کی تشریح بھی ہو چکی ہے کہ انسان کامل بمنزلہ نے اور ذات حق بمنزلہ نے نواز حقیقی ہے جس طرح نے یعنے بانسلی کا لب بجانے والے کے دم سے موافقت رکھتا ہے اور بانسلی کی آواز فی الواقع بجانے والے کی آواز ہوتی ہے اسی طرح انسان کامل کے اقوال گویا مقولہ حق ہوتے ہیں۔ مولانا کا یہ مطلب ہے کہ اگر میں ذات مع اسمار وصفات سے ملا رہتا یعنے فنافی اللہ ہو جاتا تو بہت سی ناگفتنی اسرار ظاہر کر دیتا کیونکہ حق انسان کامل کی زبان سے ناطق ہوتا ہے یہ مولانا قدس سرہ نے اپنی کسرِ نفسی کا اظہار فرمایا ہے۔

سرِ پنہانست اندر زیر و بم		فاش اگر گویم جہاں بر ہم زنم	
زیر و بم میں ہے عجب راز نہاں	ترجمہ	آشکارا ہو تو برہم ہو جہاں	

شرح سرود کی پست آواز کو زیر اور بلند آواز کو بم کہتے ہیں۔ بظاہر یہ شعر مقولۂ حق ہے جو مولانا کی زبان سے ادا ہوا ہے یعنے شاہد حقیقی بردہ حکایت میں مولانا کی زبان سے یہ ارشاد فرماتا ہے کہ انسان کامل کی پست اور بلند آواز **ذکرِ سری وجہری** میں اسرار عرفان مخفی ہیں اور چونکہ اس کے جمیع احوال لوصاف میری طرف منسوب ہیں اس لئے وہ میرے اور تمام موجودات کے مابین گویا سفیر ہے اُس کے پیغام کو میرا پیغام سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ اگر میں خود کلام کروں اور انسان کامل کے زیر و بم کا پردہ درمیان نہ ہو تو سارا جہان درہم برہم ہو جائے۔ یہ اس لئے کہ جب طور جیسے زبردست پہاڑ میں قبول تجلی کی طاقت اور حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے اولوالعزم پیغمبر میں ہمکلامی کی قوت نہ ہوئی تو انسان مطلق یا جمیع موجودات میں کیونکر ہوگی۔ یہ شعر انسان کامل کا مقولہ بھی ہو سکتا ہے یعنی انسان کامل یہ کہتا ہے کہ میرے دیکھو

سری وجہری میں بہت سے اسرار پنہاں ہیں۔ یعنے میں حالت ذکر میں فنافی الذات ہو جاتا ہوں اگر اس راز فنافی الذات اور وحدۃ الوجود کو آشکارا کردوں تو ممکنات جو صرف اعتباری اور لاشئی ہیں نیست ونابود ہو کر محض ذات واحد بلاتعین وامکان جلوہ آرا ہو جائے اور دنیا و مافیہا کی کوئی شئی باقی نہ رہے سب سے بہتر یہ ہے کہ اس شعر کو مولانا کا مقولہ قرار دیا جائے اس وقت یہ مطلب ہوگا کہ میں اگر اپنی ذکر سری وجہری کے اسرار بیان کردوں تو جہان درہم برہم ہو جائے تعینات سب کے سب متحد نظر آنے لگیں۔ عابد و معبود اور ساجد و مسجود میں امتیاز نہ رہے نکتہ ایسے کلمات صوفیہ کرام کی زبان سے اسی وقت نکلتے ہیں۔ جب کہ وہ مقام فنا طے کر کے مرتبۂ بقا باللہ حاصل کر لیتے ہیں ورنہ پاس ادب شریعت ہر حال مانع ہے وحدۃ الوجود کا مسئلہ بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے۔ فاش اگر گویم جہاں برہم زنم سے قدس سرہ نے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ مسئلہ وحدۃ الوجود کے اظہار سے جہان کی برہمی متصور ہے۔ ظاہری آنکھوں والے جو دل کے اندھے ہیں بدگمان ہو کر کافر ملحد۔ مرتد کہنے لگتے ہیں اور اکثر وحدۃ الوجود کے قائل قتل بھی کئے گئے ہیں۔ لہذا خاموشی بہتر ہے۔

فائدہ اکثر اس زمانے کے صوفی جو سماع مع مزامیر کے قائل ہیں اس شعر کو سماع و مزامیر کے جائز ہونے کی دلیل بیان کرتے ہیں۔ کیونکہ لفظ زیر و بم مزامیر اور راگ دونوں کے پست اور بلند آواز کو شامل ہے۔ لیکن یہ غلط خیال ہے زیر و بم سے وہی ذکر سری وجہری مراد ہے جس کا بیان ہو چکا ہے۔ صاحب شریعت نے مزامیر کو حرام فرمایا ہے البتہ غنا (راگ) کی نسبت اختلاف ہے اس کے متعلق حجۃ الاسلام حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب احیاء العلوم میں نہایت اچھا اور مدلل فیصلہ لکھا ہے باسید عمل و قبول ناظرین اُس کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے۔

وہو ھذا

آٹھویں اصل سماع اور وجد کے آداب اور حکم کے بیان میں

اے عزیز آدمی کے دل میں حق تعالٰے کا ایک بھید ایسا پوشیدہ ہے جیسے آگ کی لو ہے اور پتھر میں جس طرح پتھر پر لوہا مارنے سے آگ نکلتی ہے اور صحرا میں لگ جاتی ہے اسی طرح اچھی اور موزوں آواز سننے سے آدمی کے دل کو جنبش ہوتی ہے اور بے اختیار دل میں ایک چیز پیدا ہو جاتی ہے چونکہ عالم علوی عالم حسن و جمال ہے اس لئے اچھی۔ موزوں۔ اور متناسب آواز بھی اُس عالم کے عجائبات سے مشابہت رکھتی ہے اس سبب سے خوش آوازی دل میں ایک حرکت اور شوق پیدا کر دیتی ہے اور دل جس چیز کے ساتھ مشغول ہوتا ہے اچھی آواز سننے سے وہ چیز اس طرح حرکت میں آتی ہے جس طرح آگ پھونکنے سے اور بھڑک جاتی ہے جس کے دل میں شوق رب غفور ہے اس کے لئے سماع نہایت ضرور ہے اور جس کے دل میں محبت باطل (مثلاً نامحرم عورت یا لونڈے کی محبت) ہے اُس کے لئے سماع حرام اور زہر قاتل ہے مطلق سماع یعنے راگ بلامزامیر کے حرام و حلال ہونے میں بھی علما کا اختلاف ہے بعض نے اس کو حرام کہا ہے۔ مگر یہ قول نادرست ہے۔ سماع کا حکم دل سے لینا چاہیئے کیونکہ جو

چیز دل میں نہ ہو سماع اُسے پیدا نہیں کرتا بلکہ جو کچھ دل میں ہوتا ہے اُسی کو حرکت دیتا ہے بس تو جس شخص کے دل میں ایسی چیز ہے جو شرع میں محبوب ہے اور اُس کا قوی ہو جانا مطلوب ہے تو سماع اُس چیز کو اور زیادہ قوی کر دے گا اور سننے والے کو ثواب ہو گا اور جس کا دل دونوں (اچھی اور بری چیز) سے خالی ہے۔ مگر کھیل یعنے تفریح کے طور پر سنتا ہے اس کے لئے سماع مُباح ہے دل میں بُری صفت ہونے کی مثال یہ ہے کہ کسی کے دل میں کسی نامحرم عورت یا لونڈے کی محبت ہو اور اُس کے سامنے گانا سنے یا اُس کے وصال کی دُھن میں مشغول سماع ہو۔ یا ایسا گانا سنے جس میں زلف و خال اور حسن و جمال کا ذکر ہو اور گانا سننے والا اپنے معشوق (نامحرم عورت یا لونڈے) کا خیال باندھے تو یہ سماع حرام ہے۔ کیونکہ ایسا گانا جھوٹے اور حرام عشق کی آگ کو تیز کرتا ہے جس کا بجھانا واجب ہے لیکن اگر اسے اپنی بیوی یا شرعی لونڈی کے ساتھ عشق ہے تو سماع مباح ہے اور دل میں اچھی صفت ہونے کی یہ مثال ہے کہ شلاً کعبہ کی صفت میں اشعار گائے جائیں تاکہ خانۂ خدا کے شوق کو دل میں جنبش دیں۔ ایسا راگ سننا باعث ثواب ہے غازیوں کا سرود و سماع بھی اسی کے قریب قریب ہے کہ خلق خدا کو خدا کے دشمنوں سے لڑنے اور خدا کی محبت میں ہتیلی پر جان رکھنے کا آرزو مند کرتے ہیں۔ جس کسی کے دل پر خدا کی محبت غالب ہو کر عشق کے مرتبے کو پہنچ گئی ہو ایسے شخص کے لئے سماع ضروری ہے کیونکہ آتش عشق الٰہی بھڑکانے میں سماع بہت بڑا اثر رکھتا ہے درحقیقت صوفیوں کے سماع کی یہی وجہ تھی۔ مگر اب ان صوفیوں نے جو ظاہر میں صوفی ہیں اور باطن میں ان کے مذاق سے بے بہرہ ہیں۔ سماع کو ایک رسم ٹھیرا لیا ہے۔ سچّے صوفیوں کو سماع کے باعث مکاشفات ہوتے ہیں جو بے سماع کے نہیں ہوتے۔ ان لوگوں پر جو عجیب کیفیت عالم غیب سے سماع کی بدولت طاری ہوتی ہے اُس کا نام وجد ہے۔ ان کا دل حالت سماع میں ایسا پاک وصاف ہو جاتا ہے جس طرح چاندی آگ پر رکھنے سے۔ سماع دل میں آگ لگا دیتا ہے اور تمام دلی کدورتوں کو دفع کر دیتا ہے وہ حرارت جو سماع سے حاصل ہوتی ہے بہتیری ریاضتوں سے حاصل نہیں ہو سکتی حالت سماع میں صوفی کو عالم دنیا کی مطلق خبر نہیں ہوتی بسا اوقات حالت سماع میں صوفی کے اعضا کی قوت ساقط ہو جاتی ہے وہ گر پڑتا ہے اور بیہوش ہو جاتا ہے ان حالات میں سے جو ٹھیک ٹھیک اور اصل اصل حال ہے اُس کا بڑا درجہ ہے۔ یہاں تک کہ با عتقاد حاضرین محفل بھی اس کی برکتوں سے محروم نہیں رہتے البتہ اصل اور بناوٹ حال کی پہچان اُنہیں کو ہے جو اعلیٰ درجہ کے واقفکار ہیں حضرت شیخ ابوالقاسم گرگانی قدس سرہ کے مرید علی حلاج نے سماع کی اجازت چاہی شیخ نے فرمایا کہ تین دن تک کچھ نہ کھا پھر عمدہ عمدہ کھانے تیرے سامنے لائے جائیں۔ اُس حالت میں اگر تو کھانے کو چھوڑ کر سماع کی جانب رغبت کرے تو یہ سماع کی خواہش برحق ہے اور تجھے سماع کا اختیار ہے اس سے معلوم ہو گیا کہ اگر خواہش نفس امارہ موجود ہے تو پیر کو واجب ہے کہ مرید کو سماع سے منع کرے۔ اس میں شک نہیں کہ جو شخص صوفیوں کے سماع و وجد اور حال . . کا انکار کرتا ہے وہ نہایت درجہ تنگ ظرف معذور ہے کیونکہ جو چیز خود اسے حاصل نہیں اُس پر ایمان لانا سخت مشکل ہے۔ شلاً سبزہ اور آب رواں آنکھ کو سرور اور روح کو تازگی بخشتا ہے۔ لیکن اگر اندھا اس سے انکار کرے تو تعجب نہیں کیونکہ وہ نظارہ

بازی کی کیفیت سے محروم ہے۔ اسی طرح ریاست وسلطنت اور فرماں روائی کی کیفیت سے کوئی نابالغ لڑکا منکر ہو تو عجب نہیں کیونکہ وہ تمام دنیا کو کھیل کی چیز سمجھتا ہے۔ آدمی عاقل ہو یا جاہل احوال صوفیہ سے انکار کرنے میں لڑکو نکی مانند ہے کہ جس چیز کے مرتبے نہیں پہچانتے اُس سے انکار کرتے ہیں جو بات خود ایک شخص کو حاصل نہ ہو اُسے اوروں کے حق میں محال جاننا سخت حماقت ہے الغرض ایسے ہی لوگوں کی شان میں یہ آیت آئی ہے وَاِذْ لَمْ يَهْتَدُوْا بِهٖ فَسَيَقُوْلُوْنَ هٰذَآ اِفْكٌ قَدِيْمٌ (اور جب راہ نہ پائی اُس کی طرف کہنے لگے یہ پرانا جھوٹ)

بایں ہمہ سماع جس کو ہم نے مباح کہا ہے پانچ سببوں سے حرام ہو جاتا ہے پہلا سبب یہ ہے کہ عورت یا امرد سنے۔ اگرچہ سننے والے کا دل خدا کے کام میں مستغرق ہو تو بھی سماع حرام ہے کیونکہ یہ دو تو محل شہوت ہیں اور شہوت آدمی کی اصل خلقت میں موجود ہے ایسی حالت میں سماع شہوت کا تابع ہو کر بری خواہشوں کو قوت دیگا ہاں اگر گانے والا امرد محل شہوت نہیں تو سماع مباح ہے لیکن گانے والی عورت خوبصورت ہو یا بدصورت اس سے سماع مباح نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ عورت کیسی ہی ہو اُس پر نظر ڈالنا حرام ہے اور اگر کوئی عورت پردے کی آڑ میں گائے اور اُس کی آواز کے جادو سے عشق و زنا کا خوف ہو تو سماع حرام ہے۔ ورنہ مباح دوسرا سبب یہ ہے کہ راگ کے ساتھ رباب چنگ بربط رود بانسلی وغیرہ ہو اس حالت میں سماع حرام ہے کیونکہ یہ شراب خوروں کے آلات لہو ولعب ہیں سماع جب ان کے ساتھ ہوگا تو شراب گویا یاد دلائے گا۔ البتہ دف شاہین اور طبل کے ساتھ سماع حرام نہیں۔ کیونکہ یہ شراب خوروں کے آلات نہیں ہیں دف تو خود جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بجایا گیا ہے اور اپنی شادی میں دف بجانیکا حکم بھی دیا ہے۔ نیز حاجیوں اور غازیوں کا طبل بجانا خود رسم ہے مگر مخنثوں (یا رنڈیوں بھانڈوں) کا طبلہ حرام ہے۔ شاہین کسی قسم کا ہو حرام نہیں ہے کیونکہ شاہین بجانا چرواہوں کی عادت تھی نہ کہ شرابیوں کی دستار۔ سارنگی۔ ہارمونیم رباب کے اور ڈھولک پکھاوج۔ وغیرہ۔ طبلے کے حکم میں داخل ہیں۔ ان کے ساتھ سماع حرام ہے۔

تیسرا سبب یہ ہے کہ راگ میں فحش یا کسی کی ہجو یا دین پر طعن ہو۔ مثلاً صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے حق میں بیدینوں کے اشعار یا کسی مشہور ومعروف عورت کی تعریف ایسے اشعار پڑھنے اور سننے قطعاً حرام ہیں۔ لیکن وہ شعر جس میں زلف وخال یا حسن وجمال کی تعریف۔ یا فراق ووصال کا ذکر ہو۔ اُس پڑھنا اور سننا حرام نہیں ہے۔ ہاں اگر کوئی کسی نامحرم عورت یا لونڈے کو چاہتا ہو اور ایسے اشعار پڑھتے یا سنتے وقت اسی کا خیال جمائے رہے تو یہ خیال حرام ہے۔

صوفیہ کرام اور جو لوگ محبت حق میں مستغرق ہیں اُن کو زلف وخال حسن وجمال کی تعریف کے اشعار کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچاتے۔ کیونکہ یہ لوگ ہر لفظ سے اپنے مذاق معنوی کے موافق ایسے معنے سمجھ سکتے ہیں جو ظاہر بینوں کے فہم سے بعید ہوتے ہیں۔ مثلاً زلف سے کفر کی ظلمت اور چہرہ کے نور سے ایمان کی روشنی ان کا مدعا ہوتا ہے۔

ہر کو بخرابات نشد بیدین است ۔ زیرا کہ خرابات اصول دین ست

ظاہر بینوں کی لغت میں خرابات میکدے کو کہتے ہیں مگر صوفیوں کے نزدیک **خرابات صفات بشریت**

کی خرابی کے معنوں میں ہے کیونکہ اصول دین یہی ہے کہ صفت بشریت جو انسان میں آباد اور معمور ہے خراب ہو جائے۔ اور اُس کو مرتبہ ملکوتی حاصل ہو۔

چوتھا سبب یہ ہے کہ سننے والا جوان اور مغلوب شہوت خدا کی محبت سے ناواقف ہو اس حالت میں سماع حرام ہے کیونکہ ایسا جوان شخص جب زلف و خال اور حسن و جمال کی تعریف سنے گا تو نفس امارہ اس کی خواہش نفسانی کو تیز اور اچھی صورت والوں کے عشق کو اس کے دل میں آراستہ کریگا صوفیوں کے لباس میں ایسے مرد و عورت بہت ہیں جو لایعنی باتوں سے عذر بدتر از گناہ کرتے ہیں ان کا قول ہے کہ فلاں شخص کو خدا نے اپنی محبت میں کھینچ لیا ہے وہ مجازی معشوق سے خدا ہی کی محبت کے سبب ملنا چاہتا ہے اُسے اُس کے مطلوب سے ملا دینے میں کوشش کرنی چاہیئے۔

ایسے گمراہوں نے **قرمی** کا نام رہبری اور **فسق و لواطت** کا نام **عشق و سودا** رکھا ہے۔ بعض صوفی یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ فلاں پیر کو فلاں لڑکے سے محبت ہے اس کو لواطت نہیں کہتے یہ تو شاہد بازی ہے خوبصورتوں کو دیکھنا روح کی غذا ہے۔ مگر یہ عذر اپنی فضیحتی چھپانے کے لئے ہے جو بالکل نامقبول اور سر بسر بہتان ہے کسی پیر نے اگر فی الواقع کسی لڑکے کو دیکھا ہو گا تو نظر شہوت سے۔ بلکہ جیسے کوئی سرخ سیب یا شگوفہ کو دیکھتا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اُس پیر سے خطا ہوئی ہو۔ کیونکہ پیر معصوم نہیں ہوتے کسی پیر سے کوئی گناہ سرزد ہو تو وہ گناہ مباح نہیں ہو جاتا۔ غرضیکہ صوفیوں کا کام نہایت خطرناک اور پوشیدہ ہے۔ اور کسی چیز میں غلطی کو اتنا دخل نہیں جتنا صوفیوں کے کام میں ہے۔ اس راہ میں دیکھ بھال کر قدم رکھنا چاہیئے۔

پانچواں سبب یہ ہے کہ **سماع** کو ہمیشہ کا شغل بنالیا جائے یا گانے اور سننے والا اس کو اپنا پیشہ ٹھیرا لے ایسی حالت میں سماع حرام ہے کیونکہ جس طرح بعضے صغیرہ گناہ جب پیشہ ہو جاتے ہیں تو کبیرہ کے درجے کو پہنچ جاتے ہیں اسی طرح بعضی چیز اس شرط سے مباح ہے کہ کبھی کبھی ہو اور کم ہو جب وہ بہت ہو گی تو حرام ہو جائے گی۔ اسی طرح ہنسی یا دل لگی کرنی اگر گاہ گاہ ہو تو درست ہے اور اگر اس کی عادت کر لی جائے تو درست نہیں۔ ہم نے یہاں تک **احیاء العلوم** کے **رکن ثانی** اور **اصل ثامن** کا خلاصہ نہایت مختصر طور پر لکھا ہے ان پانچوں سببوں کی تفصیل اور **آداب سماع** کا بیان مفصل معلوم کرنا ہو تو اصل کتاب ملاحظہ فرمالیجئے۔

	ہر کہ او را ہم زبانے شد جدا	بے نوا شد گرچہ دارد صد نوا
ترجمہ	ہو گیا ہو ہم زباں جس کا جدا	بے نوا ہے گرچہ ہو وہ با نوا

شرح - یہ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ انسان کامل نے کی طرح ہمزبان حق ہوتا ہے اس سے ظاہر ہو گیا کہ جو عرفان کے مدعی ہوں ہنوز انسان کامل نہیں بنے وہ حق کی ہمزبانی سے جدا ہیں اس لئے اگرچہ وہ ظاہری ساز و سامان بہت کچھ رکھتے ہوں مگر فی الواقع بے نوا اور مذاق عرفان سے سخت بے بہرہ اور مفلس ہیں۔ یا یہ معنی ہیں کہ انسان کامل گو و اصل حق ہے مگر عالم کثرت میں آنے کے سبب اس کے اُس ذاتی اتحاد میں فرق آگیا ہے جو پہلے تھا اس لئے اپنے ہمزبان کی جدائی اُس کے حق میں موجب بے نوائی ہے۔

مثنوی کے بعض مطبوعہ نسخوں میں یہ شعر ؎ بالب دمساز خود گر جفتمے ۔ ہمچو نے من گفتنیہا گفتمے ۔ سر پنہاں است اندر زیر و بم ۔ فاش اگر گویم جہاں برہم زنم ۔ کے بعد اور اس شعر سے جس کی ہم شرح کر رہے ہیں متصل ہے اس صورت میں انسان کامل کی زبان سے شعر کے یہ معنے ہوئے کہ میں اگر اپنے دمساز سے ملا رہتا تو بہت سے اسرار بیان کرتا۔ مگر افسوس میں اس سے جدا ہوں اور جو شخص اپنے ہمراز و ہمزبان سے جدا ہو جاتا ہے وہ اپنا بھید کسی سے نہیں کہتا۔ اگرچہ اس کے دل میں ہزاروں اسرار ہوں۔ بعض نسخوں میں **بینوا** کی جگہ بے زبان بھی دیکھا گیا ہے۔ یعنے ہمزبان اور محرم اسرار سے جدا ہو جانے والا گونگا ہے اگرچہ اُس کے دل میں ہزاروں اسرار ہوں۔ مگر زبان کو قفل لگ جاتا ہے۔

	چونکہ گل رفت و گلستاں درگذشت	**نشنوی زاں پس ز بلبل سرگذشت**
ترجمہ	جب گلستان ہوگیا وقف خزاں	کون بلبل کی سنے گا داستاں

شرح ۔ گذشتہ مطلب کی توضیح ہے بطریق تمثیل یعنی جب بہار گل کا موسم جاتا رہا اور باغ اُجڑ گیا تو بلبل کی داستان کوئی نہیں سنتا ۔ کیونکہ مفارقت گل کے باعث گلستان میں بلبل کا وجود ہی نہیں رہتا اسی طرح گلستان معرفت کے بلبل (عارفان کامل) محرم اسرار کے نہ ہونے سے بالکل خاموش رہتے ہیں کم سمجھ آدمی اسرار کو معلوم نہیں کر سکتے ۔ نیز یہ بھی ممکن ہے کہ **گل** سے طالب بافہم اور **گلستان** سے زمانہ طلب مجاہدہ اور بلبل سے مرشد کامل مراد ہو یعنے جب طالب بافہم اور زمانہ طلب جاتا رہا تو مرشد کامل کم فہموں اور مجاہدہ سے بھاگنے والوں کے روبرو اسرار بیان نہیں کر سکتا ۔ کیونکہ نافہم لوگ اُس کے ہمزبان نہیں ہو سکتے۔ **گل** سے مرتبۂ وحدت **گلستان** سے طالب بلبل سے مقولہ طالب مراد لیا جائے تو بھی درست ہے اس صورت میں شعر کا یہ مطلب ہے کہ جب مرتبۂ وحدت جاتا رہا اور طالب اس مرتبہ کے زوال سے کسی باعث گیا گزرا ہوگیا ۔ تو اس کے ملفوظے سننے کے قابل نہیں رہتے کیونکہ اب اس کی وہ حالت نہیں رہی جو پہلے تھی ۔ جس طرح موسم گل کے گزر جانے کے بعد بلبل کو گل کی داستان یاد نہیں رہتی اسی طرح منازل چھن جانے کے بعد طالب کو اُن کا ادراک نہیں رہتا

	چونکہ گل رفت و گلستاں شد خراب	**بوئے گل را از کہ جوئیم از گلاب**
ترجمہ	جب گلستاں ہوگیا بالکل خراب	گل کی خوشبو دے نہیں سکتا گلاب

شرح پہلے شعر کی طرح یہ شعر بھی مضمون گذشتہ کی تمثیل ہے ۔ یعنے جب موسم گل نہ رہا اور گلستان خراب اور اُجڑ گیا ہو تو گل کی خوشبو کسی اور چیز سے حاصل ہونی ناممکن ہے ۔ اسی طرح جب محرم اسرار اور طالب بافہم اور زمانہ مجاہدہ جاتا رہا تو گل معرفت کی خوشبو حاصل نہیں ہو سکتی کیونکہ عرفان کا مرتبہ بلا وسیلۂ انسان کامل میسر نہیں ہوتا اور انسان کامل نامحرموں میں اظہار اسرار کر نہیں سکتا ۔ یا یہ معنے ہیں کہ جب مقام وحدت سلب ہوگیا اور طالب کی حالت خراب و برباد ہوگئی تو گل معرفت کی خوشبو جاتی رہی جس طرح بوئے گل کا لطف بغیر گل کے کسی دوسری چیز سے حاصل نہیں ہوتا اسی طرح گل معرفت کی خوشبو جب تک مقام وحدت حاصل نہ ہو کسی ترکیب سے میسر نہیں آتی از کہ **جوئیم** سوال ہے اور **گلاب**

اُس کا جواب ۔ بطریق استفہام انکاری یعنے جب باغ میں پھول نہ رہے تو پھولوں کی خوشبو کس چیز سے حاصل ہو سکتی ہے ۔ کیا گلاب؟ ہرگز نہیں کیونکہ گلاب یعنی عرقِ گل خوشبودار بھی مگر جو لطیف اور تازگی بخش خوشبو گل میں ہے وہ گلاب میں نہیں ہے بعض قلمی نسخوں میں گلاب (بکسر کاف فارسی) دیکھا گیا ہے ۔ اس صورت میں یہ معنے ہوئے کہ جب باغ میں گل نہ رہا تو بوئے گل گارے یا کیچڑ سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ پھول کی خوشبو پھول ہی سے آتی ہے ۔

	جملہ معشوقست و عاشق پردۂ	زندہ معشوقست و عاشق مردۂ	
ترجمہ	ہیں یہ سب معشوق عاشق ہے حجاب	زندہ ہے معشوق عاشق نقش آب	

شرح ۔ جملہ سے مراد جملہ ممکنات و موجودات ہیں اور ممکنات چونکہ صرف اعتباری اور محض وہمی ہیں اسلئے بالکل ہیچ اور لاشئے ہیں آیۂ **کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ** (جو روئے زمین پر ہے وہ فانی ہے) سے صاف ظاہر ہے کہ موجود وہ برحق رہی ہے اور ممکنات چونکہ فنا ہو کر اس سے مل جاتے ہیں اس لئے گویا متحد بالذات ہیں اس سے یہ سمجھ لینا کہ خالق و مخلوق ملکر ایک شئے ہو گئی ہے سمجھ کی غلطی ہے بلکہ ہماری مراد اس اتحاد سے وصالِ حقیقی اور مرتبۂ عرفان ہے اس سے ظاہر ہو گیا کہ جملہ ممکنات معشوق ہیں اور عاشق (ذات حق) پردہ ہے جس میں شاہد حقیقی جلوہ گر ہے اگر یہ پردہ حائل نہ ہو تو تجلی ذات سے تمام عالم درہم برہم ہو جائے ۔ بس تو عاشق ذات معشوق بھی ہے (کیونکہ جملہ ممکنات ہے) اور عاشق بھی (کیونکہ فنا فی الذات ہے) اسی لئے معشوق زندہ یعنی **لا الٰہ الا ھو الحی القیوم** اور عاشق مردہ یعنی فانی ہے ۔

نیز یہ بھی ممکن ہے کہ پردہ سے حجاب ظاہری مراد ہو جسکو ہم وہمی اعتباری یا اپنے محاورے میں دھوکے کی ٹٹی کہہ سکتے ہیں) یعنے با عتبار اتحاد جملہ ممکنات معشوق ہیں ۔ عاشق ہونے کی **صفت** کسی پر صادق نہیں آتی ۔ لوگ جن کاملین کو عاشقان الٰہی کہتے ہیں یہ ظاہر بینوں کے حق میں پردہ یا دھوکے کی ٹٹی ہے ۔ حقیقت پر غور کیا جائے تو عاشق متحد بالذات اور عین معشوق ہے وہی اپنے وجود حقیقی کے ساتھ موجود ہے اور رہیگا ۔ باقی تمام معدوم ہیں **حاصل مطلب** یہ ہے کہ اولیائے کرام کو صفائے باطن کے سبب ہر شئے میں اُسی کا جلوہ نظر آتا ہے اس لئے اُن کے نزدیک تمام موجودات و ممکنات عین ذات ہیں مگر چونکہ تجلی ذات کی طاقت ہر شخص نہیں رکھتا اس لئے اُسے عاشق (انسان کامل) کو اپنا پردہ بنالیا ہے اور عاشق کے جمیع اوصاف و افعال معشوق کی طرف منسوب ہیں آیت **مَا کَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّکَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْیًا اَوْ مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ اَوْ یُرْسِلَ رَسُوْلًا** کسی بشر کی یہ شان نہیں خدا اُس سے کلام کرے ۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ وحی کے طور پر یا پردے کے باہر سے بات کرے یا رسول بھیجے) سے صاف واضح ہے کہ انسان کامل اُس کا آلہ ہے ۔ عاشق بھی **مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا** (مر جاؤ مرنے سے پہلے) فانی ہے ۔ اور معشوق **الحی القیوم** ہے سمجھ یہ کہ جب عاشق جزئیت اور تعین کا پردہ ہے کٹکر فنا ہو گیا تو گویا اس نے مرتبۂ عینیت حاصل کر لیا ۔ اور یہ بات ثابت ہو گئی کہ زندہ معشوقست و عاشق مردہ نکتہ بعض صوفیائے کرام ہمہ اوست کے قائل ہیں ۔ اُن کے نزدیک تمام موجودات عین ذات ہیں ۔

مولانا قدس سرہ کا یہ شعر اسی مطلب کی طرف اشارہ کر رہا ہے لیکن خاکسار شارح کے نزدیک ہمہ اوست کا مطلب سمجھنا اور اُس کا سمجھانا نہایت مشکل اور سخت دشوار کام ہے اسی لئے شعر کے وہ معنے لئے جائیں جو ہم اس حکایت میں لکھتے ہیں تو بہت آسانی ہو۔ یعنے بعض محققین کا قول ہے کہ مولانا قدس سرہ نے جب یہ ارشاد فرمایا کہ کم فہموں کے سامنے اظہار اسرار ممنوع ہے تو مولانا حسام الدین رحمتہ اللہ علیہ کو نہایت قلق ہوا اُن کی تسلی کے لئے مولانا قدس سرہ نے اُسی وقت یہ شعر فرمایا **جملہ معشوق ست** الی آخرہ۔ جملہ معشوق میں اضافت مقلوب ہے یعنے اے حسام الدین حق سبحانہ تعالے موجودات و ممکنات کا مطلوب ہے اور ہر چیز میں جلوہ نما ہے۔ مگر نظر نہیں آتا۔ کیونکہ ممکنات خود اس پر پردہ ڈالے ہوئے ہیں۔ یعنے وہ انہیں ممکنات میں چھپا ہوا ہے۔ باطن کی آنکھ کھلی ہوئی اور دل کا آئینہ صاف ہو تو طالب تجلی خاص سے محروم نہیں رہ سکتا۔ مشاہدہ ہونے سے طالب کو مغموم ہونا چاہئیے ہمت اور طلب صادق شرط ہے ایک نہ ایک دن مطلوب مل ہی جائیگا من جد وجد (جس نے ڈھونڈا اُس نے پایا)

	چون نباشد عشق را پروائے او	**او چو مرغے ماند بے پروائے او**
ترجمہ	عشق کو عاشق کی گر پروا نہ ہو	طاقت پرواز اُسے اصلا نہ ہو

شرح۔ لفظ عشق بمعنے معشوق اور پروا بمعنے تعلق اور ضمیر او عاشق کی طرف راجع ہے۔ یعنی اگر معشوق حقیقی کو اپنے عاشق کی پروا اور اُس سے تعلق نہ ہوتا تو عاشق مرغ بے پر کی طرح عاجز ہو کر رہجاتا اور گلستان وصال تک ہرگز نہ پہنچ سکتا بلکہ عالم وجود ہی میں نہ آتا جس کی بدقسمتی پر افسوس کرنا پڑتا۔ مگر بمقتضائے **کنت کنزاً مخفیاً** الی آخرہ معشوق کو عاشق کی پروا اور اُس سے تعلق ضرور ہے کیونکہ اللہ تعالے کو مخلوق سے جو کچھ تعلق ہے اُس کے اظہار کی ضرورت نہیں مطلب یہ کہ معشوق خود انسان کامل کا عاشق ہے۔ اگر لفظ **عشق** اپنے مصدری معنوں میں ہے تو مطلب یہ ہوگا کہ عشق کو عاشق کی پروا اور اُس سے تعلق ضرور ہے۔ عاشق اگر نہ ہوتا تو عشق کا وجود غیر ممکن تھا کیونکہ فعل بلا فاعل اور صفت بلا موصوف محال ہے بات ہے) یہ تو ثابت ہوگیا کہ عشق کو عاشق کی پروا ہے اب آگے چلئے۔ عشق معشوق حقیقی سے بھی تعلق رکھتا ہے۔ کیونکہ عشق فعل متعدی ہے جو بلا مفعول تمام نہیں ہوتا۔ اسی تعلق کے باعث عشق کو عاشق کی پروا ہوئی اور منجملہ ممکنات عشق نے انسان کامل کو عاشق ذات بنا دیا۔ اگر معشوق یا عشق کو عاشق کی پروا نہ ہوتی تو وہ بیچارہ بے پر ہوتا حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ عاشق یعنی انسان کامل اپنے باطنی پروں سے کنگرہ عرش وصال حقیقی تک اُڑ جاتا ہے۔

	پرّ و بال ما کمند عشق اوست	**مو کشانش میکشد تا کوئے دوست**
ترجمہ	ہے کمند عشق گویا پر و بال	کھینچ لیجاتی ہے سوئے ذوالجلال

شرح۔ لفظ **پر و بال** سے ادراک اسرار و خیالات عشق حقیقی اور ما سے انسان کامل مراد ہے یعنی انسان کامل کا ادراک اور اُس کے سچے خیالات بام عشق حقیقی تک پہنچنے کے لئے بمنزلہ کمند ہیں۔ یہی خیالات اس کو کوئی دوست تک کھینچکر لے جاتے ہیں۔ تم نے سنا نہیں ایوان نے پرم پیال تو بشنو۔

من چگویم ہوش دارم پیش و پس ‖ چوں نباشد نور یارم پیش و پس

ترجمہ: کس طرح ہوتا ہے مقدور کار ‖ آگے پیچھے گر نہ ہوتا نور یار

شرح- یعنی اگر نور الٰہی میرا معاون اور رہبر آگے پیچھے نہ ہوتا تو میں بے ہوش اور بے شعور رہتا کیا میں ایسی حالت میں یہ کہہ سکتا تھا کہ مجھے آگے پیچھے کی کچھ خبر ہے؟ ہرگز نہیں۔ غرض یہ کہ نور الٰہی تمام جہات میں طاری اور تمام موجودات میں ساری ہے اور ذات حق ہر جگہ اور ہر چیز میں شہود ہوتی ہے اسی نور نے تمام عالم کو اہل شعور بنا دیا ہے اور یہ شعور اس لئے دیا گیا ہے۔ کہ ہر چیز میں اس کے جلوے کا مشاہدہ کر سکے اس مسئلہ کو صوفیہ کرام شہود کہتے ہیں ان کے نزدیک جو شخص کثرت میں مشاہدۂ وحدت نہیں کر سکتا وہ بے شعور اور بیہوش ہے۔ گویا ابھی عدم سے وجود میں نہیں آیا۔

نور او در یمن و یسر و تحت و فوق ‖ بر سر و در گردنم چوں تاج و طوق

ترجمہ: نور اس کا دائیں بائیں تحت و فوق ‖ ہے سر و گردن میں شکل تاج و طوق

شرح- یعنی اس کا نور میرے تمام اطراف اور جمیع اعضا میں طاری ہے مطلب یہ کہ انسان کامل کے روبرو تمام عالم ایک آئینہ کے مانند ہے جس میں ہر لحظہ شاہد حقیقی کا نور یا اسکا جلوہ نظر آتا ہے مگر اس آئینہ خانہ میں ایک قد آدم آئینہ لگا ہوا ہے جو ایک بیچون و چگون کے جمال کا پورا مظہر ہے اس آئینہ کا نام انسان کامل ہے اور لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم کے بھی یہی معنے

عشق خواہد کیں سخن بیروں بود ‖ آئینہ غماز نبود چوں بود

ترجمہ: عشق کہتا ہے کہ کھل جائے یہ راز ‖ کیوں رہے آئینہ غمازی سے باز

شرح- ایں سخن کا اشارہ جملہ معشوقست کی جانب ہے یعنے عشق حقیقی کا جو خالق و مخلوق کے مابین ہے، منشا یہ تھا کہ باہمی معشوقیت و محبت کی شہرت ہو جائے کیونکہ عشق مشہور ہوئے بغیر رہ نہیں سکتا سو وحدت میں کثرت کی شہرت ہو گئی کیونکہ تمام موجودات جلوۂ ذات کا آئینہ ہے اور آئینے کا کام غمازی یعنے خبر دینا ہے اب کثرت میں سر وحدت چھپ نہیں سکتا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ایں سخن سے توحید مراد ہو۔ اور عشق بمعنی معشوق لیا جائے۔ اس صورت میں شعر کا مطلب یہ ہے کہ معشوق حقیقی کی یہ مرضی تھی کہ توحید مشتہر ہو جائے سو ہو گئی۔ کیونکہ جمیع ممکنات جو متحد بالذات ہیں اس کے جمال جہاں آرا کا آئینہ ہیں۔ اور یہ نہیں ہو سکتا کہ آئینہ غماز یعنے مخبر نہ ہو۔ آئینہ ممکنات اس بات کی خبر دے رہا ہے کہ سر وحدت کثرت میں اور جمال حق آئینہ خلق میں جلوہ افگن ہے۔

آئنت دانی چرا غماز نیست ‖ زانکہ زنگار از رخش ممتاز نیست

ترجمہ: تیرے دل کا آئینہ بیہودہ ہے ‖ دیکھ لے اندھا ہے زنگ آلودہ ہے

شرح- پہلے شعر سے یہ شبہ پیدا ہوتا تھا کہ آئینۂ دل ہر انسان کے بغل میں موجود ہے پھر سر وحدت ظاہر نہ ہونے کے کیا معنے؟ مولانا اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ اے مخاطب تجھے کچھ معلوم بھی ہے کہ

تیرے دل کا آئینہ اسرار کیوں نہیں ظاہر کرتا اس کا سبب یہ ہے کہ اس آئینہ کے منہ سے زنگ نہیں چھوٹا اور یہ صاف ظاہر ہے کہ زنگ آلودہ آئینے میں جب آدمی کا چہرہ ہی نظر نہیں آتا تو اسرار معرفت جو نہایت باریک ہیں کیونکر محسوس ہو سکتے ہیں بعض نسخوں میں آئینہ جانت بھی ہے۔

	آئینہ کز زنگ آلایش جدا ست	پُر شعاع نور خورشید خدا ست
ترجمہ	زنگ جس کے آئینہ سے ہے جدا	جلوہ گر ہے اُس میں خورشید خدا

شرح۔ آلایش سے تعلقات دنیوی مراد ہیں یعنی جس شخص کا آئینہ دل تعلقات دنیوی سے پاک ہے وہ نور خورشید خدا کی شعاعوں سے پُر اور تجلیات معرفت سے منور ہے ایسا دل انبیائے عظام اور اولیائے کرام کا ہوتا ہے بعض نسخوں میں از زنگ آلایش ہے مگر مطلب دونوں کا ایک ہے

	رو تو زنگار از رخ او پاک کن	بعد ازاں آں نور را ادراک کن
ترجمہ	زنگ اگر آئینہ سے معدوم ہو	نور باطن خود بخود معلوم ہو

شرح۔ یعنی اے مخاطب اپنے آئینہ دل میں اسرار ظاہر نہ ہونے کی ہم سے شکایت نہ کر بلکہ اس کی تدبیر یہ ہے کہ پہلے اُس آئینہ سے زنگ کو چھڑا ڈال۔ اُس کے بعد دیکھ کہ نور معرفت خود بخود معلوم ہونے لگے گا۔

	ایں حقیقت را شنو از گوش دل	تا بروں آئی بکلی ز آب و گل
ترجمہ	گوش دل سے یہ حکایت سُن ذرا	آب و گل کی خاصیت سے باہر آ

شرح۔ ایں حقیقت سے عشق حقیقی اور آب و گل سے قید وجود عارضی مراد ہے یعنی اگر تو عشق حقیقی کی حقیقت گوش دل سے سنے گا تو قید وجود عارضی سے رہائی پا کر مرتبۂ فنا فی اللہ حاصل کرے گا اور انسان کامل بنجائیگا۔ در حقیقت میں انسانیت کا اعلیٰ مقام ہے یہ بھی ممکن ہے کہ ایں حقیقت کا اشارہ بادشاہ اور کنیزک کی حکایت کی جانب ہو جو عنقریب شروع ہونے والی ہے۔ چونکہ اس حکایت میں سراسر اسرار معرفت درج ہیں۔ اس لئے اُس کے گوش دل کے ساتھ سننے سے سالک حسب استعداد اسرار معلوم کر سکتا ہے۔

	فہم اگر دارید جاں را رہ دہید	بعد ازاں با شوق پا در رہ نہید
ترجمہ	جان کو دو راہ۔ دل میں دم بدم	عشق کے رستہ میں پھر رکھو قدم

شرح۔ لفظ جان سے عشق حقیقی اور رہ سے (جو دوسرے مصرع میں ہے) راہ سلوک مراد ہے یعنی پہلے عشق حقیقی کو دل میں رستہ دو پھر راہ سلوک پر قدم رکھو کیونکہ جب تک عشق نہ ہوگا ہمت کا قدم مطلوب کی جانب سے ہرگز نہ اٹھ سکے گا۔

حکایت - عاشق شدن بادشاہ بر کنیزک و خریدن او و آں کنیزک را دبیمار شدن

کنیزک و درمان بیماری او (حکایت بادشاہ و کنیزک)

ترجمہ ایک بادشاہ کا کنیزک پر عاشق ہونا اور اُسکو خرید لینا کنیزک کا بیمار ہو جانا اور اُس کا معالجہ کرانا

شرح - اکثر شارحین نے اُس داستان کو دیباچہ سے ربط دینے میں مختلف قول لکھے ہیں۔ لیکن چونکہ یہ پہلی داستان اور ابتدائی قصہ ہے اس لئے ما قبل سے ربط دینے کی کوئی ضرورت معلوم نہیں ہوتی - تاہم یہ قول سب سے اچھا ہے کہ یہ حکایت **رو تو زنگار از رخ او پاک کن** ا ے آخر سے مربوط ہے یعنی دل کو بواسطہ مرشد کامل تعلقات دنیوی سے اس طرح پاک کرنا چاہئے جس طرح بادشاہ نے اُس کنیزک کو بذریعہ طبیب غیبی رنج و مصیبت سے نجات دلوائی تھی

	بشنوید اے دوستاں ایں داستاں	**خود حقیقت نقدِ حالِ ماست آں**	
ترجمہ	آؤ سن لو دوستو یہ داستاں	سر بسر اپنی حقیقت کا بیان	

شرح - یعنے اے دوستو اس داستان کو گوش دل سے سنو یہ ہمارے یعنے سالکان راہ معرفت کے نقد حال کی پوری حقیقت ہے - کیونکہ اس حکایت میں باعتبار ظاہر **اول** بادشاہ **دوم** کنیزک **سوم** زرگر **چہارم** طبیبان مدعی **پنجم** طبیب غیبی کا ذکر ہے - مگر مولانا قدس سرہ کا قاعدہ ہے کہ ظاہری حکایتیں صرف سمجھانے کے لئے فرمایا کرتے ہیں اور مقصود خاص وہی باطنی معنے ہوتے ہیں جنکو اسرار و معرفت کا خلاصہ کہنا چاہئے - چنانچہ بادشاہ سے روح اور کنیزک سے عقل جزئی اور زرگر سے **نفس امارہ یا دنیائے دنی** اور **طبیبان مدعی** سے قوائے **جسمانی** اور طبیب غیبی سے **مرشد کامل یا جذبات الٰہی** مراد ہیں **فائدہ** صوفیہ کے نزدیک عقل کی دو قسمیں ہیں **اول** عقل کلی - جو انبیاء عظام اور اولیائے کرام کو عطا کی جاتی ہے - اس عقل کا کام مشاہدہ حق کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا **دوم** عقل جزئی جو دنیا پر بھی مائل ہے - یہ عقل عام لوگوں کو دی جاتی ہے - اس تمہید کے بعد حکایت کا باطنی مطلب یہ ہے کہ سلطان روح کنیزک (یعنی عقل جزئی) پر جو مملوک روح ہے اس لئے عاشق ہوا کہ یہ عقل دنیا طلبی کو چھوڑ کر کمالات معنوی حاصل کرے - کیونکہ اسمیں تحصیل کمالات کا مادہ موجود ہے - مگر یہ کنیزک (عقل جزئی) زرگر (یعنے دنیا یا نفس امارہ) کی عاشق نکلی - کیونکہ عقل جزئی لذائذ نفسانیہ اور امور دنیاوی پر مرتی ہے - ناچار سلطان روح نے کنیزک کو دنیا طلبی کا مریض پاکر طبیبان مدعی (قوائے جسمانی) کی طرف رجوع کیا - مگر چونکہ اس مرض کا ازالہ بلا وسیلہ مرشد کامل یا جذبات الٰہی ناممکن تھا - اس لئے ظاہری طبیبوں سے کچھ نہ ہو سکا اور کنیزک کی بیماری بڑھتی گئی کیونکہ یہ طبیبان مدعی (یعنے قوائے جسمانی) خود لذائذ نفسانیہ پر مٹے ہوئے ہیں انجام کار سلطان روح کو مرشد کامل ملگیا - اور اُس نے کنیزک کا مرض (دنیا طلبی) تشخیص کرکے زرگر (یعنی نفس امارہ) کو مار ڈالا - اور کنیزک یعنی عقل جزئی خالص سلطان روح کی مملوک ہوگئی یعنے حرص دنیوی چھوڑ کر معنوی کمالات حاصل کرنے لگی - **نکتہ** یہاں سے یہ بات نکلتی ہے کہ سالک جھوٹے اور مصنوعی مرشدوں کی صحبت سے ہمیشہ الگ رہے اور مرشد کامل کو تلاش کرکے سچے عقیدے سے اُس کی خدمت کرتا رہے ضرور کامیاب ہوگا اس تقریر سے شعر کے معنے اچھی

طرح معلوم ہو گئے دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ بادشاہ و کنیزک کی داستان شاہنامہ کا قصہ یا امیر حمزہ کی داستان نہیں ہے۔ بلکہ سالک کے نقد حال کا تذکرہ ہے۔ یعنے اسرار بیان کئے گئے ہیں۔

	نقد حالِ خویش را گر پے بریم	ہم ز دنیا ہم ز عقبےٰ برخوریم
ترجمہ	علم ہو اپنی حقیقت کا اگر	ہم رہیں دونوں جہاں میں بہرور

شرح۔ یعنی اگر ہم اپنی حقیقت حال کو معلوم کر لیں اور ہم پر یہ ظاہر ہو جائے کہ انسان کس لئے پیدا ہوا ہے تو دنیا میں بھی فائدہ میں رہیں اور عقبیٰ میں بھی کیونکہ بمقتضائے ما خلقتُ الجنَّ والانسَ الا لیعبدون (ہم نے جن و انسان کو صرف اپنی عبادت ہی کے لئے پیدا کیا ہے) جن و انسان کی آفرینش محض عبادت الٰہی کے لئے ہے اور یہ ظاہر ہے کہ عابد و زاہد کی توقیر دنیا میں بھی ہوتی ہے اور عقبیٰ میں بھی ہوگی۔

	بود شاہے در زمانے پیش ازیں	ملکِ دنیا بودش و ہم ملکِ دین
ترجمہ	تھا گذشتہ عہد میں اک بادشاہ	عادل و دنیا پناہ و دیں پناہ

شرح۔ یعنے بادشاہ جس طرح دنیوی شان و شوکت رکھتا تھا اسی طرح دین کا حامی اور اپنی شریعت کا پابند تھا۔

	اتفاقاً شاہ روزے شد سوار	با خواصِ خویش از بہرِ شکار
ترجمہ	اتفاقاً ایک دن ہو کر سوار	لیکے خاصوں کو گیا بہر شکار

شرح۔ اس شعر کے ظاہری معنے تو بالکل واضح ہیں البتہ باطنی طور پر یہ مطلب ہے کہ سلطان روح جو سعادت دارین کا مالک ہے جسم خاکی چھوڑنے سے پہلے ایک دن اپنے مصاحبوں اور خواصوں (قوت علمی اور عملی) کو ہمراہ لئے فرس عزیمت و ہمت پر سوار ہو کر شکار (تحصیل مراتب عرفان) کے لئے نکلا۔ اور چاروں طرف شکار ڈھونڈنے لگا۔

	بہر صیدے میشد او بر کوہ و دشت	ناگہان در دامِ عشق او صید گشت
ترجمہ	ڈھونڈتا پھرتا تھا وہ جنگل میں صید	ہو گیا خود عشق کے پھندے میں قید
	یک کنیزک دید شہ بر شاہراہ	شد غلامِ آں کنیزک جانِ شاہ
ترجمہ	اک کنیزک دیکھ کر وہ ذو الکرام	بن گیا عشق کنیزک کا غلام

شرح۔ یعنی سلطان روح عقل جزئی پر عاشق ہو گیا۔ کیونکہ وہ اکتساب معرفت کی صفت رکھتی تھی جو سراپا حسن ہے

	مرغ جانش در قفس چوں می طپید	داد مال و آں کنیزک را خرید
ترجمہ	مرغ جان کو بیقراری تھی کمال	مول اُس کو لے لیا کچھ دیکے مال

شرح شعر کے ظاہری معنے ظاہر ہیں اور باطنی طریقے پر قفس سے جسم خاکی اور مال سے تذکرہ عہد روز میثاق مراد ہے یعنے چونکہ سلطان روح جسم خاکی میں کنیزک (عقل جزئی) کے عشق سے بیقرار ہو گیا تھا کیونکہ اس

عقل سے (اکتساب معرفت مقصود تھا) اس لئے اس کنیزک کو تذکرہ روز میثاق کے بدلے خرید لیا - یعنی روح نے عقل کو وہ وعدہ دیاد دلایا جو ازل میں توحید حقیقی اور خدا پرستی کے متعلق لیا گیا تھا - اور اُس یاد دہانی کی اس لئے ضرورت ہوئی کہ روح بلا امداد عقل اکتساب معرفت نہیں کرسکتی نکتہ یہ بات یاد رہے کہ روح بادشاہ بدن اور عقل کی مالک ہے - کیونکہ جب تک کسی جسم میں روح نہ ہوگی عقل سے بھی بے نصیب رہیگا - مثلاً پتھروں کو دیکھیے چونکہ ان میں روح نہیں اس لئے عقل بھی نہیں - لہذا اکتساب معرفت نہیں کرسکتے - روح انسانی اسی لئے عقل پر عاشق ہے کہ عقل اکتساب معرفت کرسکتی ہے -

	چون خرید او را و برخوردار شد	آں کنیزک از قضا بیمار شد
ترجمہ	عیش اُڑائے بادشہ نے چند روز	ہو گئی بیمار پھر وہ دلفروز

شرح یعنے جب روح نے عقل کو خرید لیا اور اس سے اکتساب معرفت کے متعلق نفع حاصل کرنا چاہا تو اتفاقاً وہ کنیزک بیمار نکلی کیونکہ وہ تو نفس امّارہ کی عاشق تھی - شعر کے ظاہری معنے خود ظاہر ہیں -

	آں یکے خر داشت پالانش نبود	یافت پالاں گرگ خر را در ربود
ترجمہ	تھا کسی کے گھر گدھا پالاں نہ تھا	جب ملا پالاں گدھا جاتا رہا

شرح پہلے شعر کے مضمون کی توضیح ہے بطریق تمثیل - ظاہری معنی یہ ہیں کہ بادشاہ کو جب عشق تھا کنیزک پاس نہ تھی اور جب کنیزک مل گئی تو اُس کی بیماری کے سبب عشق جاتا رہا - گدھا ہے تو پالان نہیں اور پالان ہے تو گدھا نہیں جب کوزہ تھا تو پانی نہ ملا اور جب پانی ملا تو کوزہ ٹوٹ گیا - اور باطنی مطلب یہ ہے کہ سلطان روح (بعد حصول خلعت جسم) کمالات عرفان کے حاصل کرنے کا شائق تھا - مگر اس وقت اُس کے پاس عقل نہ تھی - جس کے ذریعہ سے کمال حاصل کرتا - اور جب (بعد زمانہ بلوغ) عقل نصیب ہوئی تو اکتساب کمالات کا شوق جاتا رہا کیونکہ عقل عشق نفس امّارہ کے باعث دنیا طلبی کی مریض نکلی - دانت تھے تو چنے نہ تھے - اور چنے ہوئے تو دانت ندارد ہیں -

	کوزہ بودش آب می نامد بدست	آب را چوں یافت خود کوزہ شکست
ترجمہ	پاس جب پیالہ تھا پانی دور تھا	مل گیا پانی تو پیالہ چور تھا

شرح مضمون سابق کی دوسری تمثیل ہے یعنے سلطان روح ساغر شوق معرفت تو رکھتا تھا مگر خالی تھا - اس میں شراب عقل نہ تھی - جس سے نشۂ عرفان حاصل ہو - مگر جس وقت یہ شراب ہاتھ لگ گئی تو ساغر ٹوٹ گیا کیونکہ یہ شراب (عقل جزئی) عشق نفس امّارہ کے سبب بالکل بے کیف پائی گئی -

	شہ طبیبان جمع کرد از چپ و راست	گفت جان ہر دو در دست شماست
ترجمہ	شہ نے فرمایا طبیبوں سے کہ ہاں	ہے تمہارے ہاتھ میں دونوں کی جان

شرح یعنے بادشاہ نے طبیبوں کو جمع کرکے یہ کہا کہ ہم دونوں کی جان تمہارے ہاتھ میں ہے کنیزک کی اسلئے

کہ سخت بیمار ہے اور میری اسلئے کہ مریض عشق ہون طبیبون کے ہاتھ میں جان کا ہونا یاس و عاجزی کا کلمہ ہے۔ جو مایوسی کی حالت میں مریض یا اُس کے وارثوں کی زبان سے نکل جاتا ہے ورنہ فی الواقع دیکھا جائے تو ہر متنفس کی جان خدا کے ہاتھ میں ہے خواہ زندہ رکھے خواہ مار ڈالے نیز معنوی طور پر شعر کے یہ معنے ہوئے کہ روح عقل کو نفس امّارہ کے مرض عشق میں مبتلا دیکھکر قوائے جسمانی سے یہ کہہ رہی ہے کہ میری اور عقل کی نجات تمہارے وسیلہ سے ہوسکتی ہے۔ تم عقل کو لذائذ نفسانیہ پر مبتلا ہونے سے پرہیز کا حکم دو۔ ورنہ عقل کی بیماری سے میں بھی مبتلائے مصیبت رہونگی۔ کیونکہ خدا کی نافرمانی اور دنیا طلبی سے روح معذب ہوتی ہے۔

	جان من سہلست و جان جانم اوست	دردمند و خستہ ام درمانم اوست	
ترجمہ	میری جان کیا شئے ہے جانانِ جان ہے	دردمند خستہ کا درمان ہے	

شرح۔ چونکہ بادشاہ نے کنیزک کے ساتھ اپنی جان کو بھی شامل کردیا تھا اس سے یہ شبہ پیدا ہوتا تھا کہ ایسے عاشق ہوکر جان بہت پیاری تھی۔ حالانکہ یہ مذہب عشاق کے بالکل برخلاف ہے۔ اس شعر میں بادشاہ نے اس اعتراض کا جواب دیا ہے مطلب یہ کہ میری جان نہایت سبک اور بے قدر اور نکمی چیز ہے مجھے اپنی جان کے جاتے رہنے کا کچھ غم نہیں ہاں کنیزک جو میری جان کی جان (یعنی روح الروح) ہے کسی طرح بچ جائے۔ کیونکہ میں اُس کے عشق سے دردمند اور خستہ دل ہوں۔ اُس کا علاج میرا علاج اور اُس کی صحت میری صحت ہے۔

	ہر کہ درمان کرد مر جان مرا	برد گنج و دُرّ و مرجان مرا	
	دفع کردیگا جو میری جان کا رنج	اُس کو میں انعام دونگا دُرّ و گنج	

شرح پہلے مصرع میں یا تو لفظ جان بمعنے روح ہے جس سے مراد کنیزک ہے یا مرجان (بمعنے مونگا) سارا ایک لفظ ہے اس صورت میں ممکن ہے کہ مرجان کنیزک کا نام ہوگا۔ یعنی روح کا قول ہے کہ جو طبیب عقل کا علاج کریگا۔ وہ مستحق انعام بیکراں ہوگا۔ بعض نسخوں میں برد گنج دُرا اضافت کے ساتھ ہے۔

	جملہ گفتندش کہ جانبازی کنیم	فہم گرد آریم و انبازی کنیم	
ترجمہ	بادشہ سے یوں لگے کہنے حکیم	جان لڑا دیں گے کہ ہم سب ہیں فہیم	

شرح یعنے ہم کنیزک کے علاج میں اپنی جان لڑا دینگے اور اپنی عقل اور ہوش و حواس کو جمع اور ایک دوسرے کو باہمی مشورے میں شریک کرکے معالجہ کرینگے گرد آوردن بمعنے جمع کردن ہے بعض نسخوں میں فہم کرداریم بھی دیکھا گیا ہے یعنے ہم سب عقیل اور فہم کردار ہیں کنیزک کا معالجہ سمجھہ بوجھکر کرینگے۔

	ہر یکے از ما مسیح عالمیست	ہر الم را در کف ما مرہمیست	
ترجمہ	ہم میں سے ہر ایک ہی رشک مسیح	ہر مرض کی چارہ سازی ہے صحیح	

شرح - چونکہ یہ تمام طبیب جھوٹے مدعی تھے اس لئے ان کی زبان سے ایسے دعوے کے کلمے نکلے جو سچوں کی شان کے لائق نہیں - اپنی زبان سے اپنے آپ کو مسیح عالم کہنا بہت بڑا دعویٰ ہے جو شناسے نوبحو گفتن تنزیبد مرد عاقل را کا مصداق ہے صوفیوں کے خیالات ایسے دعووں سے پاک ہوتے ہیں -

	گر خدا خواہد نگفتند از بطر		پس خدا بنمودشان عجز بشر
ترجمہ	انشاء اللہ سے رہے سب بے خبر		حق نے دکھلایا انہیں عجز بشر

شرح - لفظ بطر - خوشی و تکبر و سرگشتگی و بدبختی - کئی معنوں میں مستعمل ہے یہاں سب معنے درست ہو سکتے ہیں یعنی طبیبان مدعی نے وعدۂ بادشاہ (برد گنج و در و مرجان مرا) کی خوشی یا ہیچ از ما مسیح عالمیست کے تکبر یا اپنی بدبختی کے باعث لفظ انشاء اللہ نہ کہا - ان کو یوں کہنا چاہیئے تھا کہ انشاء اللہ ہم کنیزک کے علاج میں جان بازی کریں گے اور خدا نے چاہا تو وہ تندرست ہو جائیگی اس لئے اللہ تعالےٰ نے اُن پر اُنکا عجز ظاہر کر دیا - کہ اُن کے علاج سے کنیزک اور زیادہ بیمار ہوتی گئی - یہاں سے معلوم ہو گیا کہ کسی ایسے فعل پر جس کے کرنے کا ارادہ ہو انشاء اللہ نہ کہنا مذموم ہے اور یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ قوائے جسمانی جو خود لذائذ نفسانیہ پر مبتلا ہیں عقل کا علاج نہیں کر سکتے -

	ترک استثنا مرادم قسوتے ست		نے ہمیں گفتن کہ عارض حالتے ست
ترجمہ	ترک استثنا قساوت دل کی ہے		نہیں کا کہنا عارضی حالت سی ہے

شرح لفظ استثناء کے معنے انشاء اللہ کہنے کے ہیں اور مطلب شعر یہ ہے کہ ترک استثناء (یعنی کسی کام پر انشاء اللہ زبان سے نہ کہنا اگو مذموم ہے لیکن میں اس کی مذمت نہیں کرتا بلکہ ترک استثناء سے میری مراد قساوت قلب اور سختی دل ہے اور میں اسی کی مذمت کرتا ہوں - کیونکہ قساوت دل سے غفلت پیدا ہوتی ہے جو خدا کا نام تک نہیں لینے دیتی - دوسرے مصرع میں اضراب اور پہلے مصرع کے مضمون کی ترقی ہے - یعنے ترک استثناء سے میری مراد قساوت قلب ہی نہیں جس کی میں مذمت کرتا ہوں بلکہ جس طرح ترک استثناء قلبی مذموم ہے اسی طرح فقط زبان سے کہنا بھی اچھا نہیں کیونکہ صرف زبانی جمع خرچ ایک عارضی حالت ہے جب دل سے کچھ علاقہ نہیں - ان سے اس حدیث کے معنے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَاَعْمَالِکُمْ بَلْ یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَنِیَّاتِکُمْ (یعنے اللہ تعالےٰ تمہاری صورتوں اور عملوں کو نہیں دیکھتا بلکہ دلوں اور نیتوں پر نظر رکھتا ہے) اچھی طرح ظاہر ہو گئے - اس شعر کے دوسرے معنے یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ مصرع ثانی کو مفید ترقی مضمون مصرع اول نہ سمجھا جائے بلکہ نفس قول سے مراد کی نفی مد نظر ہے اس صورت میں لفظ ترک گفتن سے پہلے محذوف بالقرینہ ماننا پڑیگا - یعنے ترک استثناء کی مذمت سے میری مراد سختی دل ہے نہ کہ ترک گفتن - کیونکہ زبان سے انشاء اللہ نہ کہنا مذموم نہیں ہے ترکیب لفظی کا فرق نہ ہو تو دونوں معنوں کا حاصل ایک ہے نکتہ یہاں سے یہ بات معلوم ہوگی کہ انشاء اللہ دل اور زبان دونو یا فقط دل سے کہنا چاہیئے صرف زبان کا اعتبار نہیں - کیونکہ اللہ تعالےٰ منافقوں کے اُن مقولوں کی مذمت فرماتا ہے جو صرف زبان سے ادا ہوں اور دل اُن سے بے بہرہ رہے قرآن شریف کی

کی آیت ہے یَقُولُونَ بِاَلسِنَتِهِم مَالَیسَ فِی قُلُوبِهِم یعنے منافق زبان سے ایسی باتیں کہتے ہیں جو اُن کے دلوں میں نہیں ہوتیں ۔

	اے بسا نا وردہ استثنا بگفت	جان او با جانِ استثنا ست جفت
ترجمہ	مُنہ سے استثنا بہت کہتے نہیں	دور مقصد سے مگر رہتے نہیں

شرح پہلے شعر کے دوسرے مصرع کی مدلل توضیح ہے یعنی فقط زبان سے انشاء اللہ کہنا ایک عارضی اور ناقابل اعتبار بات ہے۔اس لئے قلبی استثنا چاہیئے کیونکہ بہت سے اہل اللہ جن کا دل خدا کے ساتھ مشغول ہے کسی کام پر زبان سے تو انشاء اللہ نہیں کہتے ۔لیکن اُن کی روح مقصود استثناء کے ساتھ متعلق رہتی ہے جانِ استثنا سے مقصود استثنا ہے یعنی تفویض امور بجناب الٰہی) مراد ہے نیز شعر کے یہ معنے بھی ہو سکتے ہیں کہ لفظ لبسا سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں اور یہ لفظ تعظیماً آپ کی نسبت کہا گیا ہے اور تعظیم ہی کے باعث صراحتاً آپ کا نام مبارک نہیں لیا گیا ۔اس صورت میں یہ شعر اس قصہ کی طرف اشارہ ہے کہ کفار قریش نے امتحان صداقت کے لئے آپ سے اصحاب کہف اور ذوالقرنین کا حال پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا غَدًا اُجِیبُکُم یعنے کل جواب دونگا مگر چونکہ زبان مبارک سے لفظ انشاء اللہ نہ کہا تھا ۔اس لئے وحی چند روز تک منقطع رہی پھر یہ آیت نازل ہوئی وَلَا تَقُولَنَّ لِشَیْءٍ اِنِّی فَاعِلٌ ذٰلِکَ غَدًا اِلَّا اَنْ یَّشَاءَ اللّٰہُ ط (یعنے اے محمد بغیر انشاء اللہ کہے ہر گز نہ کہہ کسی چیز اور کسی کام کو کہ میں کل کرونگا مولانا کی غرض یہ ہے کہ اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غَدًا اُجِیبُکُم کے ساتھ زبانی انشاء اللہ نہیں فرمایا تھا ۔مگر آپ کا دل مقصود استثنا کے ساتھ ہر وقت متعلق تھا ۔اس لئے زبانی استثناء کی ضرورت نہ ہوئی ۔لیکن یہاں یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ جب زبانی انشاء اللہ کہنا غیر ضروری ٹھہرا تو نزول وحی میں تاخیر کیوں ہوئی ۔اس کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ ترک استثناء قولی جائز تھا ۔مگر شانِ پیمبری اس بات کی مقتضی تھی کہ اللہ کا نام دل اور زبان دونوں سے لیا جاتا حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَیِّئَاتُ الْمُقَرَّبِیْنَ (جو نیکوں کے نزدیک نیکیاں ہیں مقربان بارگاہ الٰہی کے نزدیک بدیاں ہیں) یا یہ جواب ہے کہ ترک استثناء زبانی اس آیت کے نازل ہونے سے پہلے جائز تھا بعد میں ممنوع ہو گیا ۔یا یہ جواب ہے کہ وحی کا چند روز کے لئے موقوف ہونا امت کے غافل لوگوں کی تنبیہ کے لئے تھا تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ جب ترک استثناء زبانی کے باعث خاتم المرسلین ؐ سے چند روز کے لئے وحی منقطع ہو گئی تو اگر اتنی ترک استثناء کریں گے تو اُن سے خدا کی بہت سی برکتیں منقطع ہو جائینگی ۔ اور بلا انشاء اللہ کہے اُن کے اکثر کام ناتمام رہینگے ۔

	ہر چہ کردند از علاج و از دوا	گشت رنج افزون و حاجت نا روا
ترجمہ	ان طبیبوں نے کیا جو کچھ علاج	اُس سے بگڑا اور لونڈی کا مزاج

شرح شعر کے ظاہری معنے ظاہر ہیں اور باطنی طور پر یہ مطلب ہے کہ قوائے جسمانی نے (جو خود مبتلائے لذائذ نفسانی تھے) عقل کو اپنی مرضی کی دوا دی جس سے صحت کی جگہ اسکا مرض (دنیا طلبی) بڑھتا گیا ۔

	آں کنیزک از مرض چوں موی شد	چشم شہ از اشک خوں چوں جوی شد
ترجمہ	یعنے لونڈی سوک کر تنکا ہوئی	روتے روتے چشم شہ دریا ہوئی

شرح یعنے کنیزک عقل مرض دنیا طلبی کے سبب قریب الزوال ہوگئی کیونکہ دنیا طلبی سے عقل جاتی رہتی ہے اور روح پر صدمہ ہوتا ہے۔

	از قضا سرکنگبیں صفرا فزود	روغن بادام خشکی مے نمود
ترجمہ	آگیا سرکہ سے صفرا سامنے	کی یبوست روغن بادام نے

شرح سرکنگبین مرکب از سرکہ وانگبین جس کو سکنجبین کہتے ہیں یہ دوا طبیبوں کے نزدیک دافع صفرا ہے اور روغن بادام اعضا اور دماغ میں تری پیدا کرتا ہے لیکن ہر دوا چونکہ حکم الٰہی کی پابند ہے اس لئے کبھی تو اپنا وہی اثر دکھاتی ہے جو طبیبوں کے تجربہ میں آچکا ہے اور کبھی اس کے برعکس۔ چونکہ کنیزک کے مقدر میں ہنوز صحت نہ تھی اس لئے سکنجبین نے صفرا بڑھا دیا۔ اور روغن بادام سے خشکی ہونے لگی۔ موثر حقیقی جو چاہے سو کرے۔

	از ہلیلہ قبض شد اطلاق رفت	آب آتش را مدد شد ہمچو نفت
ترجمہ	بڑھ گیا مسہل دوا دینے سے قبض	اور پانی سے حرارت ہائے نبض

شرح ہلیلہ ایک دوا ہے جسکو ہندی میں ہڑ کہتے ہیں اور **نفت** ایک قسم کا آتشگیر روغن ہے جو زمین سے نکلتا ہے جس کو مٹی کا تیل کہنا چاہئے۔ نیز تجربہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ ہلیلہ تلیین کرتی ہے۔ دست لاتی ہے مگر کنیزک کو الٹا قبض ہوگیا اور ہلیلہ سے **اطلاق** یعنے دست لانیکا اثر جاتا رہا۔ دوسرے مصرع میں آتش سے حرارت جسم مراد ہے یعنے کنیزک کی حرارت (تپ) اسقدر بڑھ گئی کہ خالص پانی یا دوا کا پانی اس کی آتش یعنی حرارت کا مددگار ہوگیا مطلب یہ کہ پانی نے اور زیادہ آگ بھڑکا دی جیسا کہ مٹی کا تیل آگ پر پڑکر اُسے اور زیادہ بھڑکا دیتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ ساری دواؤں کی تاثیر اُلٹی ہوتی۔ اور کنیزک کا حال ع دردمند عشق را دارو بجز دیدار نیست۔ کا مصداق ہوگیا۔

	سستی دل شد فزوں و خواب کم	چشم پُر سوز و دل پُر درد و غم
ترجمہ	ہوگئی ضعف دروں سے نیند کم	آنکھ تھی پر سوز دل پر درد و غم

شرح بعض نسخوں میں **چشم پُر سوز** کی جگہ **سوزش چشم** دیکھا گیا ہے مطلب ایک ہے اور شعر کے ظاہری معنے خود عیاں ہیں۔ ہاں باطنی طور پر سمجھنا چاہئے۔ کہ کثرت دنیا طلبی سے عقل محو سست ہو جاتی ہے اور افکار دنیوی نیند اُڑا دیتے ہیں۔ دل حرص دنیا سے پُر درد و غم رہتا ہے اور انجام کار کثرت محنت سے حرارت لاحق ہو جاتی ہے۔ اور آنکھیں جلنے لگتی ہیں۔ کیونکہ دنیا کی محبت تمام مصیبتوں اور گناہوں کی جڑ ہے۔

	شربت و ادویہ و اسباب او		از طبیباں ریخت یکسر آبِ رو
ترجمہ	جو دوا کی اس کے حق میں سم ہوئی		رونق روئے نگارین کم ہوئی

شرح اگر دوسرے مصرع میں لفظ آب رو کو اضافت کے ساتھ کہا جائے تو یہ معنے ہوں گے کہ شربت اور دواؤں اور اُن کے سامانوں نے طبیبوں کے ہاتھ سے کنیزک کے چہرہ کی رونق کھودی ۔کیونکہ وہ تختہ مشق طبیباں بن گئی تھی ۔ اور اگر بلا اضافت سمجھا جائے تو یہ مطلب ہے کہ دواؤں نے تاثیر نہ کرنے کے باعث بادشاہ کے نزدیک طبیبوں کی آبرو بگاڑ دی کیونکہ انہو نے جو مسیحائی عالم کا دعویٰ کیا تھا وہ ٹوٹ گیا۔

عاجز شدن طبیبان از معالجۂ کنیزک و ظاہر شدن بر بادشاہ و روی آوردن او بدرگاہ بادشاہ حقیقی

ترجمہ طبیبوں کا کنیزک کے علاج سے عاجز آنا اور بادشاہ کا اس عاجزی کو معلوم کرکے بادشاہ حقیقی کی طرف رجوع کرنا

	شہ چو عجز آں طبیباں را بدید		پا برہنہ جانب مسجد دوید
ترجمہ	چارہ سازی سے ہوا جب حال غیر		سوئے مسجد شاہ دوڑا ننگے پیر
	رفت در مسجد سوئی محراب شد		سجدہ گاہ از اشک شہ پر آب شد
ترجمہ	عجز سے سجدے کئے باور دو آہ		آنسوؤں سے تر ہوئی سب سجدہ گاہ

شرح دونوں شعروں کے معنے ظاہر ہیں اور باطنی مطلب یہ ہے کہ جبتک سالک قبلۂ ہوائی سے قبلۂ حقیقی کی طرف ۔رجوع نہیں کرتا مرشد کامل کا ملنا اور اس کے ارشادات سے بہرہ یاب ہونا محال ہے ۔ چنانچہ بادشاہ نے جب طبیبان مدعی کو چھوڑ کر اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع کیا تو اُسے طبیب غیبی مل گیا ۔ اور اُس کے معالجہ سے کنیزک صحت یاب ہوگئی (یہ قصہ عنقریب آنیوالا ہے) ہاں ان شعروں سے ایک اور بات نکلتی ہے وہ یہ کہ کسی آڑی مشکل کے وقت آدمی پر فرض ہے کہ تمام ظاہری وسیلوں کو چھوڑ کر دل و جان سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جائے اور زبان سے بارگاہ بے نیاز میں عجز و انکسار کرے اسی مطلب کی طرف مولانا آئندہ شعر میں اشارہ فرماتے ہیں ۔

	چوں بخویش آمد ز غرقاب فنا		خوش زباں بکشاد در مدح و ثنا
ترجمہ	اپنے آپے میں جب آیا مرزباں		یوں ہوا تعریف حق میں تر زباں

شرح غرقاب سے آب عمیق اور فنا سے عالم محویت مراد ہے یہ حالت سخت مصیبت میں دل سے دعا کرنے کے وقت ہوتی ہے ۔ اور ایسی حالت کی دعا اکثر قبول ہوتی ہے ۔

	کاے کمینہ بخششت ملک جہاں		من چگویم چوں تو میدانی نہاں
	اے خدا بخشندہ ملک جہاں		اے علیم آشکار او نہاں

شرح اس شعر سے ثنائے الٰہی اور مناجات شروع ہوئی ہے۔ اور کمینہ بمعنے کمتر ہے اور دوسرا مصرعہ اِنَّہٗ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ (بالتحقیق اللہ چھپی ہوئی باتوں کو جانتا ہے) کی تفسیر ہے۔

	لیک گفتی گرچہ میدانم سرت		نیز ہم پیدا کنش بر ظاہرت
ترجمہ	گرچہ ہے تو واقف سر بالضرور		حکم ہے ہم کو دعا کا یا غفور

شرح یعنے اے اللہ العالمین جب کہ تو خود پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے تو میرے عرض کرنے کی کچھ ضرورت نہیں۔ لیکن تو نے دعا کرنے کا بھی حکم دیا ہے اسی لئے حدیث شریف میں آیا ہے اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ (دعا عبادت کا مغز ہے) اور قرآن مجید میں موجود ہے وَقَالَ رَبُّکُمُ ادْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ (اے بندہ رب تمہارا حکم کرتا ہے کہ مجھ سے دعا مانگو میں قبول کرونگا) مجیب الدعوات کی بارگاہ سے کوئی سائل محروم نہیں پھرتا۔

	حال ما وایں طبیباں سربسر		پیش لطف عام تو باشد ہدر
ترجمہ	حالت بیمار ہیں گو ہیچ ہے		روبرو تیرے کرم کے ہیچ ہے

شرح۔ یہاں لفظ حال سے تدبیر مراد ہے اور ہدر (لاشیٔ اور بیکار چیز) کو کہتے ہیں یعنے ہماری تدبیر جسکو ہم بیمار کے حق میں مہربانی سمجھے ہوئے ہیں تیری مہربانی کے سامنے بالکل بیکار ہے کیونکہ جب تک تیری مہربانی نہ ہوگی ہماری مہربانی یعنے تدبیر سے بیمار کو ہرگز صحت نہیں ہوسکتی۔

	ای ہمیشہ حاجت ما را پناہ		بار دیگر ما غلط کردیم راہ
ترجمہ	اے پناہ حاجت اے مولے العطا		بار دیگر ہوگئی ہم سے خطا

شرح پناہ حاجت سے قاضی الحاجات مراد ہے اور لفظ بار دیگر بمعنے مکرر ہے یعنے اے قاضی الحاجات ہم بار بار خطائیں کرتے ہیں تو ہمارے گناہوں کو معاف کر اور ہماری حالت پر رحم فرما اور کنیزک کو صحت دے نکتہ یہاں سے دو باتیں نکلتی ہیں ایک تو یہ کہ آدمی چاہے کیسا ہی متقی اور گناہوں سے بچا ہوا ہو مگر اس کو جناب الٰہی میں ہر وقت اپنی خطاؤں کا اقرار کرنا چاہیے۔ کیونکہ یہ اقرار عجز و انکسار اور بندہ ہونے کی علامت ہے۔ دوسرے یہ کہ جب اپنے یا کسی غیر کے لئے دعا مانگے۔ تو پہلے سچے دل سے استغفار کرے تاکہ دعا جلد قبول ہو۔ بادشاہ اگرچہ دیندار تھا کیونکہ مولانا اس کی نسبت ملک دنیا بود وہم ملک دیں فرما چکے ہیں۔ مگر یہ ممکن ہے کہ اس سے گناہ صادر ہوئے ہوں۔ اس لئے کہ دیندار کو معصوم ہونا ضروری نہیں ہے چنانچہ منجملہ اور گناہوں کے ایک گناہ یہ بھی ہے کہ اس نے شافی مطلق کو چھوڑ کر طبیبان مدعی سے چارہ جوئی کی۔ بعض محققین نے بار دیگر کو دو معنی یعنے دوسری دفعہ یا دوسری مرتبہ کے معنوں میں لیا ہے اور بادشاہ کے ذمہ دو خطائیں لگائی ہیں۔ اول خطا کنیزک پر عاشق ہونا۔ دوسری خطا طبیبان مدعی کی طرف رجوع کرنا مگر یہ معنے نادرست ہیں۔ کیونکہ مولانا قدس سرہٗ ایک جگہ اپنی مثنوی میں فرماتے ہیں کہ مشاہدہ حق عورتوں میں مردوں کی نسبت کامل درجہ کا ہے۔

اس لحاظ سے کنیزک کا عشق خطا کیسی عین ثواب تھا۔ اور بعض شارحین کا یہ قول ہے کہ بادشاہ کی پہلی خطا تو یہ ہے کہ طبیبوں کی طرف رجوع کیا اور دوسری خطا یہ کہ کنیزک کی صحت کے لئے دعا مانگی حالانکہ وہ جانتا تھا کہ اللہ تعالےٰ علام الغیوب اور دانائے اسرار ہے اس قول پر شبہ ہو سکتا ہے کہ جب قرآن و حدیث میں اجازت موجود ہے تو دعا مانگنا خطا کیوں ٹھیرا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ دعا کی اجازت یہی مگر عاشقان الٰہی جکا مذہب تسلیم و رضا ہے دعا کو اپنی مصیبت کے سپر ہرگز نہیں بناتے جو چیز عام مومنین کے لئے جائز ہے وہ مقربین کے لئے ممنوع ہے۔ بعض قلمی نسخوں میں یہ شعر لیک گفتی گرچہ میدانم سرت اے آخرہ اس شعر کے اے ہمیشہ حاجت مارا پناہ کے بعد واقع ہے اس صورت میں خود مولانا قدس سرہ کے کلام ہی یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ بادشاہ کی پہلی خطا طبیبوں کی طرف رجوع کرنا اور دوسری خطا کنیزک کے لئے دعا مانگنی۔ کیونکہ مصرعہ لیک گفتی اے آخرہ میں کلمہ لیک بمعنی لیکن حرف استدراک ہے بادشاہ اپنی خطا کا عذر اس طرح کرتا ہے کہ اے قاضی الحاجات میں نے کنیزک کے لئے جو دعا مانگی یہ میری دوسری خطا ہے لیکن تونے خود دعا مانگنے کا حکم دیا ہے۔ اس لئے مجھے اس خطا پر جرات ہوگئی۔ یہ ذرا باریک بات ہے غور سے سمجھنی چاہئے۔

	چوں بر آورد از میان جان خروش	اندر آمد بحر بخشایش بجوش
ترجمہ	بادشاہ کے دل سے جب نکلا خروش	آگیا دریائے بخشائش میں جوش

شرح۔ میان جان سے تہ دل خروش سے گریہ و فریاد بخشایش سے رحمت الٰہی مراد ہے اور نتیجہ یہ ہے کہ بادشاہ کی دعا قبول ہوگئی قرآن مجید میں آیت موجود ہے اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ خدا کے سوا کوئی ایسا نہیں جو بیقرار کی دعا قبول کرے۔

	درمیانِ گریہ خوابش در ربود	دید در خواب او کہ پیرے رو نمود
ترجمہ	روتے روتے سو گیا وہ اہل درد	خواب میں دیکھا کہ ہے ایک پیر مرد

شرح پیر سے مراد بزرگ ہے اور یہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ سچے خواب میں بشارت دینے والا کوئی نہ کوئی بزرگ صورت ہوا کرتا ہے۔ جسکو ملہم من اللہ کہتے ہیں۔

	گفت ای شہ مژدہ حاجات روست	گر غریبے آیدت فردا زماست
ترجمہ	کہہ رہا ہے تو مرادیں پائے گا	ایک مسافر کل ہمارا آئے گا

شرح گفت کا لفظی فاعل پیر ہے مگر معنوی طور پر مژدہ خدا کی طرف سے ہے یعنی اے بادشاہ تیری حاجت ضرور روا ہوگی اور ایک مسافر جو تیرے پاس کل آئے گا وہ ہمارا یعنی خدا کا بھیجا ہوا ہو گا۔

	چونکہ آید او حکیم حاذق ست	صادقش داں کو امین و صادق ست
ترجمہ	وہ مسافر ہے حاذق حکیم	ہے امانت دار حق صادق حکیم

شرح خواب میں نظر آنے والا بزرگ بادشاہ سے کہہ رہا ہے کہ کل جو ایک مسافر تیرے پاس آئیگا وہ کوئی معمولی مسافر سائل نہیں ہے بلکہ حاذق اور دانا حکیم ہے جو کچھ وہ کہے گا سچ ہو کر رہیگا۔ کیونکہ وہ امین ہے طبیبان مدعی کی طرح خیانت پیشہ نہیں ہے چونکہ بادشاہ طبیبان مدعی سے بدظن اور کنیزک کی صحت سے مایوس ہو گیا تھا اس لئے اُس بزرگ نے خواب میں اُس طبیب غیبی کی تعریف کی تاکہ بادشاہ معالجۂ کنیزک کے لئے اُس سے رجوع کرے اور اُسے طبیبان مدعی کے زمرہ میں سے نہ سمجھے۔ کیونکہ دودھ کا جلا چھاچھ کو بھی پھونک پھونک کر پیتا ہے۔

	در علاجش سحر مطلق را ببیں		در مزاجش قدرت حق را ببیں
ترجمہ	سحر مطلق ہے علاج اس شخص کا		قدرت حق ہے مزاج اُس شخص کا

شرح سحر یعنی جادو کی دو قسمیں ہیں اول سحر مقید۔ جو خاص خاص اجسام عنصریہ اور اجرام فلکیہ وغیرہا کی تاثیر سے پیدا ہوتا ہے دوم سحر مطلق جو صرف اسمائے الٰہیہ کے اثر سے ہویدا ہوتا ہے۔ اس کو سحر حلال بھی کہتے ہیں اور کرامت بھی دوسرے مصرع میں مزاج بمعنے ذات سے الہام ربانی مراد ہے جو (بصیغہ اسم فاعل) مظہر افعال ہے اور یہ پہلے بھی معلوم ہو چکا ہے کہ انسان کامل کے تمام افعال حق کی طرف منسوب ہیں۔ کیونکہ حدیث قدسی کے یہ الفاظ ہیں۔ لَایَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّہٗ۔ فَاِذَا اَحْبَبْتُہٗ کُنْتُ سَمْعَہٗ وَبَصَرَہٗ وَیَدَہٗ وَلِسَانَہٗ فَبِیْ یَسْمَعُ وَبِیْ یُبْصِرُ وَبِیْ یَبْطِشُ وَبِیْ یَنْطِقُ (یعنی اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ جب کوئی بندہ میرا مقرب ہو جاتا ہے تو میں اُس کو اپنا دوست بنالیتا ہوں اور جس وقت میں نے دوست بنالیا تو میں اس کی سماعت۔ بصارت ہاتھ اور زبان بنجاتا ہوں۔ وہ میرے ہی سماعت سے سنتا ہے اور میری ہی بصارت سے دیکھتا ہے اور میرے ہی ہاتھ سے پکڑتا ہے اور میری ہی زبان سے بولتا ہے) اس تمہید کے بعد شعر کا یہ مطلب ہوا کہ اے بادشاہ تو اس کے علاج میں تاثیرات اسمائے الٰہی دیکھے گا۔ جو ہر مرض کی دوا ہیں اور کنیزک کے تندرست ہونے میں تجھے اُس کی کرامت دکھائی دیگی۔ جو فی الواقع باعث حیرت ہوگی۔ اور اُس کی ذات میں قدرت حق نظر آئے گی کیونکہ در پردہ طبابت اپنا کام کر رہی ہے۔

	خفتہ بود آں خواب دید آگاہ شد		گشتہ مملوک کنیزک شاہ شد
ترجمہ	دیکھکر یہ خواب شاہ دوست کام	۰	جاگ اٹھا بنکر کنیزک کا غلام

شرح لفظ آگاہ سے مراد بیدار ہے۔ اور گشتن کے دو معنے ہیں (ہونا اور پھرنا) چنانچہ مولانا ایک جگہ مثنوی میں فرماتے ہیں ؎ چون از وگشتی ہمہ چیز از تو گشت۔ چوں از وگشتی ہمہ چیز از تو گشت۔ یعنے جب تو خدا کا ہو گیا۔ تمام چیزیں تیری ہو گئیں۔ اور جب اُس سے پھر گیا ساری چیزیں تجھ سے پھر گئیں لفظ شد جو دوسرے مصرع کے آخر میں ہے لفظ گشتہ کی تفسیر ہے یعنے یہ بتا رہا ہے کہ یہاں گشتہ بمعنی شد ہے برگشتہ کے معنوں میں نہیں اس لئے لفظ شد زائد سمجھا جائیگا۔ جسکو معنوں سے کچھ غرض نہیں اور خلاصہ مصرع کا یہ ہوگا کہ شاہ مملوک کنیزک گشت یعنے جب خواب سے آنکھ کھلی تو مژدہ صحت سے

باعث اس قدر خوش ہوا کہ کنیزک کا غلام بن گیا یعنی بادشاہ کی طبیعت جو بیماری کے سبب ہٹ گئی تھی پھر کنیزک پر مائل ہوگئی یا یہ معنے ہیں کہ بادشاہ خواب دیکھکر اس طرح چونک پڑا گویا کنیزک کا غلام تھا اور یہ قاعدہ ہے کہ غلام آقا کے خوف سے سوتے سوتے چونک پڑتے ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ گشتہ بمعنے شد ہو اور شد اپنے معنوں میں رہے یعنے بادشاہ جو کنیزک کا غلام بنا ہوا تھا اس بشارت سے پھر بادشاہ ہوگیا مطلب یہ کہ اسکی بیماری کے سبب جو امور سلطنت کی طرف سے بادشاہ کی طبیعت میں سستی اور بے پروائی آگئی تھی وہ جاتی رہی بعض قلمی نسخوں میں گشتہ مملوک وکنیزک شاہ شد۔ عطف کیساتھ ہے اس صورت میں مطلب یہ ہے کہ خواب کی صداقت پر یقین کرکے بادشاہ مملوک یعنے عاشق ہوگیا اور کنیزک بادشاہ یعنے معشوق بن گئی اور بادشاہ کے دل میں وہی عشق پیدا ہوگیا جو کنیزک کی بیماری سے پہلے تھا۔

	چون رسید آن وعدہ گاہ و روز شد	آفتاب از شرق اختر سوز شد
ترجمہ	جب ہوا وہ وقت اور آئی سحر	ہوگیا مشرق سے سورج جلوہ گر
	بود اندر منظرہ شہ منتظر	تا بہ بیند آنچہ بنمودند سر
ترجمہ	تھا جھروکوں میں شہ دین منتظر	تا عیاں شب کی بشارت کا ہو سر

شرح منظرہ بمعنے جائے نظر دریچہ بلند۔ سیرگاہ۔ جھروکا جو شاہی محلوں میں ضرور ہوتا ہے۔

	دید شخصے کاملے۔ پرمایۂ	آفتابے درمیان سایۂ
ترجمہ	شخص کامل شاہ کو آیا نظر	ابر میں سورج تھا گویا مستتر

شرح یعنے صبح اٹھکر بادشاہ نے اسی کامل اور پرمایہ شخص کو دیکھا جس کی بشارت خواب میں ہوئی تھی مایہ سے حکمت الٰہی اور کرامت مراد ہے اور دوسرے مصرع کے دو معنے ہو سکتے ہیں اول یہ کہ آفتاب سے آفتاب فلکی (سورج) اور سایہ سے ابر مراد ہو۔ یعنے بادشاہ نے دور سے اس شخص کو اس طرح دیکھا جس طرح کوئی آفتاب کو ابر میں دیکھتا ہے ایسی حالت میں گو آفتاب تو نظر نہیں آتا۔ مگر ابر میں اس کے انوار کی جھلک ضرور دکھائی دیتی ہے علیٰ ہذا القیاس وہ شخص فاصلہ کے سبب گو بادشاہ کو اچھی طرح نظر نہیں آتا تھا مگر اس کے نور کا جلوہ محسوس ہو رہا تھا۔

دوم یہ کہ آفتاب سے احدیت ذات حق مع اسماء وصفات اور سایہ سے تعین خاص (یعنی طبیب حاذق) مراد ہو۔ یعنے وہ طبیب حاذق کوئی انسان نہ تھا بلکہ اس تعین خاص میں احدیت ذات مع اسماء وصفات جلوہ گر تھی۔ کیونکہ وہ مقام فنا فی اللہ اور بقا باللہ طے کئے ہوئے تھا۔ آئندہ شعر اسی دوسرے معنی کی تائید کرتا ہے

	میرسید از دور مانند ہلال	نیست بود وہست بر شکل خیال
ترجمہ	تھا نمایاں دور سے شکل ہلال	نیستی ہستی میں مانند خیال

شرح چونکہ بادشاہ اس کا منتظر اور اس کی ملاقات کا شائق تھا اس لئے آنے والے کو ہلال سے تشبیہ دیگئی یا یہ کہ وہ کثرت ریاضت کے باعث لاغر اندام تھا اس لئے ہلال کہا۔ یا یہ کہ جس طرح ہلال کی روشنی رفتہ رفتہ بڑھتی ہے اسی طرح جس قدر وہ بادشاہ کے قریب ہوتا جاتا تھا اس کے انوار کی جھلک زیادہ ہوتی جاتی تھی اور دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ طبیب غیبی باعتبار فنافی اللہ نیست تھا اور باعتبار بقا باللہ ہست تھا۔ یا یہ کہئے کہ باعتبار ترک وجود عارضی فنافی الذات تھا اس لئے نیست تھا مگر چونکہ طبابت کے لئے ظل بشریت میں آگیا تھا۔ اس لئے ہست تھا اس ہستی و نیستی کی مثال خیال ہے کہ خیال کرنے والے کے نزدیک تو اس کا وجود ہوتا ہے۔ مگر فی الواقع کچھ بھی نہیں ہوتا۔

	نیست وش باشد خیال اندر جہاں		تو جہانے بر خیالے ہیں رواں
ترجمہ	نیست ہیں بالکل خیالات جہاں		ہے جہاں نقش خیالی پر رواں

شرح یہ شعر بطور نصیحت مولانا کا مقولہ ہے۔ یعنے اے مخاطب خیال عالم موجودات میں کالعدم ہے مگر افسوس سارا جہان اسی خیال پر جو سونے والے کے خواب کے برابر ہے کاربند ہو رہا ہے اور ہر شخص ذات باقی کو چھوڑ کر اپنے اپنے خیالات کا عاشق و پیرو ہے۔ حالانکہ تمام خیالات فانی ہیں اس صورت میں رواں بمعنے روندہ ہے بعض نسخوں میں بر خیالے بھی دیکھا گیا ہے یعنے اے مخاطب اچھی طرح دیکھ سارا جہان خیال سے پر ہے ایسا ایک بھی نہ نکلیگا۔ جو فانی خیالات کے عشق سے خالی ہو اس صورت میں رواں زود اور فی الحال کے معنوں میں ہے۔

	بر خیالے صلح شان و جنگ شان		بر خیالے نام شان و ننگ شاں
ترجمہ	انکی صلح و جنگ ہے بالکل خیال		اور نام و ننگ ہے بالکل خیال

شرح یعنے اہل عالم کے تمام معاملات خیال پر مبنی ہیں۔ کبھی کسی چیز کو برا خیال کرکے آپس میں لڑ مرے اور کبھی اچھا جانکر صلح کر لی۔ ان کے خیال میں دنیا کی معموری بہت اچھی ہے اس لئے اس کے حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور فقیری و مسکینی برے اوصاف ہیں۔ اس لئے اس کو باعث ننگ و عار جانتے ہیں **فائدہ** خیال کئی معنوں میں مستعمل ہے **اول** دل میں کسی صورت کا تصور کرنا خواہ وہ صورت جسمی ہو یا معنوی **دوم** وہ چیز جو خواب میں نظر آتی ہے **سوم** وہ صورت جو کھیتوں میں جانوروں کو ڈرانے کے لئے نصب کی جاتی ہے **چہارم** عالم مثال جسکو عالم برزخ بھی کہتے ہیں اور جو عالم ارواح و عالم اجسام کے مابین ہے۔ گزشتہ شعروں میں خیال کے دوسرے معنے لئے گئے ہیں۔

	آن خیالاتے کہ دام اولیاست		عکس مہرویان بستان خداست
ترجمہ	جن خیالوں میں پھنسے ہیں اولیا		ہیں وہ بالکل عکس علم انبیا

شرح دام اولیا کی اضافت لامی ہے یعنے برائے اولیا عکس بمعنے پر تو مہرویان سے صور علمیہ یا اسرار معرفت اور بستان خدا سے انبیا علیہم السلام یا جذبات الٰہی مراد ہیں۔ یہ شعر گویا ایک سوال کنفی کا جواب ہے

معترض یہ شبہ کرتا تھا کہ اولیاء اللہ کے حالات بھی تو خیالات ہی پر مبنی ہیں (کیونکہ تصوف خیالات کے پاک وصاف کرنیکا نام ہے) اور جب کہ خیالات کالعدم اور بمنزلۂ خواب ٹھیرے تو اولیاء اللہ اور عام لوگوں کے خیالات میں کیا فرق ہوا۔ مولانا اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ وہ خیالات جنہوں نے اولیاء اللہ کو دام عشق حقیقی میں پھنسا دیا ہے انبیا علیہم السلام کی صور علیہ یا جذبات الٰہی کے اسرار کا پرتو ہیں اس لئے کہ اولیاء جذبات الٰہی اور انبیا علیہم السلام کے تابع ہیں ان کو عشق حقیقی اسی رستہ سے حاصل ہوتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ اسرار معرفت خیالی باتیں نہیں ہیں۔ ایک بڑے ولی کا قول ہے

گر بچشم عاشقاں بینی جمال خویشتن ہمچو من آشفتہ گردی در خیال خویشتن

	آں خیالے را کہ شہ در خواب دید	در رخ مہمان ہمے آمد پدید
ترجمہ	شاہ نے جو خواب میں دیکھے تھے شب	تھے رخ مہماں میں وہ آثار سب

شرح۔ تصورات خیالی یعنے خواب کی دو قسمیں ہیں۔ خلاف واقع۔ اور مطابق واقع۔ پہلا خیال ایسا ہے جیسا بلی کے خواب میں چھیچڑے۔ البتہ دوسرے خیال کا نام کشف ہے چنانچہ آیۂ کریمہ لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ (با تحقیق خدا نے اپنے رسول کا خواب سچا کر دیا) سے صاف ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فتح مکہ سے پہلے مسجد حرام میں داخل ہونے اور ارکان حج ادا کرنے کے متعلق جو خواب دیکھا تھا وہ مطابق واقع یعنے کشف تھا اس تمہید کے بعد شعر کا یہ مطلب ہے کہ بادشاہ نے خواب میں جو کچھ دیکھا تھا وہ طبیب غیبی کی ذات میں موجود تھا اس سے ظاہر ہے کہ بادشاہ کا خواب کشف تھا۔

	نور حق ظاہر بود اندر ولی	نیک بیں باشی اگر اہل دلی
ترجمہ	اولیا میں نور حق ہے بالیقین	دیکھ سکتا ہے مگر ہر نیک بیں

شرح یعنے ولیٔ کامل فنافی اللہ اور بقا باللہ کا مرتبہ حاصل کرنے کے بعد آئینہ ذات حق بن جاتا ہے مگر ذات ولی میں نور حق اسی باطنی آنکھ والے کو نظر آتا ہے۔ جس پر غفلت کا پردہ نہ پڑا ہو۔

	آں ولی حق کہ پیدا شد ز دور	از سراپایش ہمیں میریخت نور
ترجمہ	نور چشم شاہ تھا جب دور تھا	پاس جب آیا سراپا نور تھا
	شہ بجای حاجباں در پیش رفت	پیش آں مہمان غیب خویش رفت
ترجمہ	شہ نے کی تعظیم درباں کی طرح	دیکھکر مرغوب مہماں کی طرح

شرح بادشاہ کا دربانوں کی طرح استقبال کو جانا اس کے ادب کو ظاہر کر رہا ہے جس کا بیان آئندہ آنے والا ہے بعض نسخوں میں در پیش رفت کی جگہ فا پیش لغت میں بمعنے فرا پیش ہے۔ مراد وہی مہمان کا استقبال ہے۔ جو بادشاہ نے خلوص دل سے کیا تھا

ضیف غیبی را چو استقبال کرد	چوں شکر گوئی کہ پیوست او بورد

ترجمہ	کرکے استقبال شاہ باخبر	یوں ملا مہماں سے جیسے گل شکر

شرح یعنے بادشاہ طبیب غیبی سے بڑی خندہ پیشانی اور شیریں زبانی کے ساتھ ملا اس ملاقات کی مثال شکر اور گل ورد ہے دونوں مل کر یکجان ہو جاتے ہیں **نکتہ** اس میں یہ اشارہ ہے کہ طبیب غیبی نے ملتے ہی بادشاہ کو جذبات الٰہی کی طرف کھینچکر اپنا سا کر لیا۔ یعنے بحر وحدت میں غرق کر دیا جس طرح شکر اور ورد کے ملنے سے دوئی جاتی رہتی ہے اور دونوں کا ایک نام (گلقند) ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ان دونوں سے دوئی غائب ہوگئی۔ اور ایک جان دو قالب ہو گئے۔ چنانچہ آئندہ شعر اپنی معنوں کی تائید کر رہا ہے۔

	ہر دو بحرے آشنا آموختہ	ہر دو جاں بے دوختن بر دوختہ
ترجمہ	ہر دو دریائے مطالب مل گئے	بنکے یک جان و دو قالب مل گئے

شرح۔ آشنا یعنے شنا اور شناوری دونوں طرح مستعمل ہے یہاں دوسرے معنے (مصدری) مراد ہیں یعنی طبیب اور بادشاہ گویا شناوری سیکھے ہوئے دو دریا تھے بادشاہ دریائے علوم ظاہری تھا اور طبیب دریائے علوم باطنی مگر چونکہ شناوری (تیراکی) سیکھے ہوئے تھے دونوں مل کر ایک ہوگئے یا یہ معنے ہیں کہ ان دونوں کی روحیں بلا ارتباط ظاہری چونکہ باہم مربوط ازل اور ایک دوسرے کی دوست تھیں اس لئے عالم ظاہری میں ملتے ہی ایک کی ایک ہوگئیں۔ حدیث شریف موجود ہے اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُّجَنَّدَۃٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ وَمَا تَنَاکَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ (یعنے روحیں محفوظ لشکروں کی مانند ہیں اور لشکر والوں کا قاعدہ ہے کہ جس کسی کو پہچان لیتے ہیں اس سے مل جاتے ہیں اور جس کو نہیں پہچانتے اس سے الگ رہتے ہیں) ہر دو جاں میں اضافت مقلوب ہے یعنے چونکہ دونوں کی روحیں بلا ارتباط ظاہری ازل میں مربوط تھیں اس لئے عالم ظاہری میں بھی مل گئیں)۔

	آن یکے چوں تشنہ واں دیگر چو آب	آں یکے مخمور واں دیگر شراب
ترجمہ	ایک پیاسا دوسرا مانند آب	ایک میکش دوسرا تشکل شراب

شرح۔ بادشاہ گویا پیاسا یا مخمور تھا اور طبیب غیبی پانی یا شراب یعنے جس طرح پیاسے کو پانی کی چاہت اور مخمور کو شراب کی محبت ہوتی ہے اسی طرح بادشاہ کو طبیب کی محبت ہوگئی یہاں سے یہ بات نکلتی ہے کہ لوگوں پر اہل اللہ سے دلی محبت رکھنی فرض ہے یا طبیب غیبی کو پیاسا اور مخمور اور بادشاہ کو پانی اور شراب کہا گیا ہے اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ اہل اللہ سالکان راہ خدا کے خواہاں ہوا کرتے ہیں جس طرح پیاسا پانی کا جویاں ہوتا ہے یا یہ سمجھئے کہ دونوں ایک دوسرے کے حق میں پیاسے اور ایک دوسرے کے حق میں پانی کا حکم رکھتے تھے۔ اس صورت میں یہ شعر ان دونوں کی باہمی اتحاد کی تمثیل ہے آئندہ شعر پہلے معنوں کی تائید کر رہا ہے۔

	گفت معشوقم تو بودستی نہ آں	لیک کار از کار خیزد در جہاں
ترجمہ	شہ نے فرمایا کہ تو محبوب ہے	صبر لیکن کام میں مطلوب ہے

شرح یعنے بادشاہ نے حسن عقیدت اور غایت ارادت کے باعث یہ کہا کہ اے حکیم حاذق کنیزک میری معشوق نہیں بلکہ مطلوب دلی تو ہے۔ لیکن دنیا عالم اسباب ہے یہاں بات میں سے بات پیدا ہوتی ہے صبر کئے بغیر مطلوب حاصل نہیں ہوسکتا۔ یہاں کا ہر کام دیر طلب ہے اگر میں کنیزک پر عاشق نہ ہوتا تو تجھ جیسے کامل شخص سے ہرگز ملاقات نصیب نہ ہوتی اس شعر میں اشارہ ہے کہ طالب مرشد کامل پر سچا عقیدہ رکھے اور مرشد کے روبرو اپنے تمام اقوال و افعال میں ادب و لحاظ کو ہاتھ سے نہ جانے دے۔

	اے مرا چوں مصطفےٰ من چوں عمر		از برائے خدمتت بندم کمر
ترجمہ	تو برنگ مصطفےٰ میں ہوں عمرؓ		باندھ لی ہے تیری خدمت کو کمر

شرح یہ شعر بھی بادشاہ کا مقولہ ہے۔ یعنے اے طبیب غیبی اور مرشد کامل تو حسب مضمون حدیث اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءِ یعنے علماء پیغمبروں کے وارث ہیں مصطفےٰ کا قائم مقام ہے اور میں باعتبار حسن ارادت و فرمانبرداری گویا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قائم مقام ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تخصیص اس لئے ہے کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری میں از زمرۂ دیگر صحابہ بہت مشہور تھے۔ بعض محققین نے تخصیص عمرؓ کی یہ وجہ بھی لکھی ہے کہ ہر قطب زماں اور امام عالم کے دو وزیر ہوتے ہیں۔ ایک داہنی طرف کا دوسرا بائیں طرف کا چنانچہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے بھی دو وزیر تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وزیر یمین اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ وزیر یسار۔ آپ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیق قطب زمان اور امام عالم ہوئے اور حضرت عمر وزیر یمین بنے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ وزیر یسار۔ علیٰ ہذا القیاس یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہیگا۔ اس صورت میں ممکن ہے کہ طبیب غیبی قطب زماں ہو اور بادشاہ وزیر یسار ہو کیونکہ اس نے اپنے آپ کو حضرت عمرؓ کا قائم مقام کہا ہے۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

درخواستن توفیق رعایت ادب و خامت بے ادبی

ترجمہ	خدا سے توفیق رعایت ادب کی درخواست اور بے ادبی کی برائی

شرح۔ چونکہ بادشاہ طبیب غیبی کی تعظیم و ادب کے سبب اپنے مطلوب پر کامیاب ہوگیا تھا۔ اس لئے مولانا ادب کی خوبیاں اور بے ادبی کی مذمت بیان فرماتے ہیں اور تمام سالکان راہ معرفت کے لئے اللہ تعالےٰ سے ادب کی توفیق چاہتے ہیں۔

	از خدا خواہیم توفیق ادب		بے ادب محروم ماند از لطف رب
ترجمہ	حق سے ہیں ہم سائل شان ادب		بے ادب سے دور ہے ہر لطف رب

شرح۔ ادب۔ حد ہر چیز کی نگاہداشت۔ اور دانش اور طور پسندیدہ کو کہتے ہیں نیز علوم عربیہ (صرف نحو وغیرہ) کا نام بھی ادب ہے۔ لیکن یہاں پہلے معنے مراد ہیں۔ صوفیہ کے نزدیک۔ ادب کی کئی قسمیں ہیں (اول) ادب شریعت یعنے حدود شرع شریف پر قائم رہنا (دوم) ادب خدمت یعنے بندہ کا خدا کی محکوم کا حاکم

کی - غلام کا سو لے کی اولاد کا ماں باپ کی خدمت کا مبالغہ کرنا (سوم) ادب طریقت مثلاً طہارت دل اور حفظ اوقات اور وفائے عہد اور مراعات اسرار۔ اس کا نام۔ ادب خواص بھی ہے (چہارم) ادب معرفت یعنے اپنے اور حق سبحانہ وتعالےٰ کے حقوق میں امتیاز کرنا اس کو ادب حق بھی کہتے ہیں۔ یہ ادب خصوصیت کے ساتھ اولیاء اللہ کا حصہ ہے سالک پر سب سے پہلے یہ فرض ہے کہ ادب شریعت کا پابند رہے ورنہ ادب طریقت معرفت سے ضرور محروم رہیگا کیونکہ جس نے ادب کے مرتبہ اول (ادب شریعت) کو چھوڑ دیا وہ دیگر مراتب پر کیونکر ترقی کرسکتا ہے۔ مصرع ثانی کا یہی مطلب ہے کہ جو شخص ادب شریعت نہ کریگا وہ لطفِ رب یعنے ادب طریقت ومعرفت) سے محروم رہیگا۔

	بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد	بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد
ترجمہ	بے ادب تنہا نہیں ہے آپ خوار	بلکہ عالم سوز ہے وہ نابکار

شرح یعنی بے ادب کی برائی اسی کی ذات تک نہیں رہتی بلکہ مخلوق کو بھی ضرر پہنچاتی ہے چنانچہ آیندہ شعروں میں اس مضمون کی چند مثالیں مفصل طور پر بیان کی گئیں ہیں۔

	مائدہ از آسماں در میرسید	بے شرا و بیع بے گفت و شنید
ترجمہ	آسماں سے آرہا تھا مائدہ	بے مشقت تھا سراسر فائدہ

شرح۔ یہاں مائدہ سے من وسلوی مراد ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم (بنی اسرائیل) پر اُترا کرتا تھا اور جسکی نسبت یہ آیت ہے وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَأَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى (ہم نے ابر کو اُن کا سائبان بنایا اور اُن پر من وسلویٰ اتارا) مَن ترنجبین۔ یا شہد۔ یا شیر خشت کی قسم میں سے کوئی میٹھی چیز ہوتی ہے اور سلویٰ ایک پرند کا نام ہے جس کو عربی میں سمانے اور ہندی میں بٹیر کہتے ہیں۔ حضرت موسیٰ کی قوم پر کھانے کے لئے ترنجبین اور اور بھنی ہوئی بٹیریں نازل ہوتی تھیں۔ یعنے میٹھا سلونا دونوں کھانے آتے تھے اس من وسلویٰ کے نازل ہونے کا باعث یہ تھا کہ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ سے عرض کیا تھا کہ ہم اگر معاش سے بے فکر ہو جائیں تو دل لگا کر خدا کی عبادت کریں چنانچہ حضرت موسیٰ نے دعا کی اور اُن کی دعا قبول ہوگئی۔ من وسلویٰ آسمان سے اترنے لگا اور وہ سب عرصہ تک کھاتے رہے مگر بعض بے ادبوں کے سبب وہ نعمت تمام قوم سے چھن گئی جس کا بیان آیندہ شعر میں ہے۔

	درمیان قوم موسیٰ چند کس	بے ادب گفتند کو سیر و عدس
ترجمہ	قوم موسیٰ میں سے تھے جو بے شعور	مانگ بیٹھے ہے کہاں لہسن۔ مسور

شرح لفظ بے ادب لفظ چند کس کا بدل ہے اور اس شعر میں اس آیت کی طرف اشارہ ہے وَإِذْ قُلْتُمْ يٰمُوسٰى لَنْ نَصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَاحِدٍ الیٰ آخرہ یعنے بعض بے ادبوں نے حضرت موسیٰ سے یہ کہا کہ ہم روز کے روز ایک طرح کے کھانے (من سلوی) پر صبر نہیں کرسکتے تو اپنے خدا سے دعا کر کہ ہمارے لئے زمین میں سے ساگ پات ککڑی اور گیہوں اور مسور اور لہسن پیاز پیدا کرے) بے ادبوں کا یہ قول ترک ادب طریقت

تھا یعنے عدم مراعات اسرار الٰہی۔ وہ اس بھید کو ہرگز نہ سمجھ سکے جو من وسلویٰ کے نازل کرنے میں تھا انہوں نے ایسی نعمت کو جو خدا کی طرف سے گھر بیٹھے ملتی تھی لہسن پیاز کے مقابلہ میں حقیر سمجھا اسلیے من وسلویٰ منقطع ہوگیا

	منقطع شد خوان و نان از آسماں	ماند رنج زرع و بیل و داسماں
ترجمہ	ہوگیا موقوف خوان آسمان	رہگیا محنت مشقت میں جہاں

شرح۔ خوان و نان سے وہی من وسلویٰ مراد ہے جن کا ذکر ہوچکا۔ بیل یعنے بیلچہ ہے اور داسماں یعنے درانتی یعنے من وسلویٰ کا اترنا موقوف ہوگیا اور بونے جوتنے۔ کھیت کیار د بیلچے درانتی اور پیسنے پکانے کی محنت لوگوں پر باقی رہگئی کیونکہ جب بعض بے ادبوں نے من وسلویٰ کو حقیر سمجھکر گیہوں مسور اور لہسن پیاز وغیرہ مانگا تو اللہ تعالےٰ کا یہ حکم ہوا اِهْبِطُوا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَا سَاَلْتُمْ (اے بنی اسرائیل تم شہر میں چلے جاؤ۔ وہاں تم کو جو تمنے مانگا ہے وہ مل جائیگا) چنانچہ وہ سب شہر میں چلے گئے۔ اور محنت مزدوری کرنے لگے پیٹ بھرنے کے لئے کھیت کیار اور کدال پھاوڑے کی مشقت اٹھانی پڑتی۔ آیت کریمہ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ کے یہی معنے ہیں کہ اُن پر ذلت اور محتاجی کی مار پڑی۔ اس میں بے ادب اور بد لوگوں کے ساتھ نیکوں کی بھی شامت آگئی یہ ظاہر ہے کہ گستاخی چند آدمیوں نے کی تھی۔ مگر اُن کے گناہ میں بے قصور بھی پکڑے گئے۔ عذاب الٰہی کا یہی قاعدہ ہے کہ جب نازل ہوتا ہے تو نیک و بد سب کو منگوا لیتا ہے اس سے بلکہ آتش درہمہ آفاق زد کے معنے بالکل واضح ہوگئے۔

	باز عیسیٰؑ چون شفاعت کرد حق	خوان فرستاد و غنیمت بر طبق
ترجمہ	پھر سفارش حضرت عیسیٰؑ نے کی	نعمت حق غیب سے آنے لگی

شرح یہ اُس قصہ کی طرف اشارہ ہے جو سورہ مائدہ میں ہے اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (یعنے جب حواریوں نے عیسیٰؑ سے یہ کہا کہ کیا تیرا خدا اتنی طاقت رکھتا ہے کہ ہم پر آسمان سے کھانے کا خوان نازل کرسکے تو عیسیٰ نے یہ جواب دیا کہ اگر تم ایمان دار ہو تو خدا سے ڈرو) کیونکہ ایسا سوال کرنا بے ادبی میں داخل ہے گویا تم خدا کا امتحان لیتے ہو۔ حالانکہ مخلوق خالق کا امتحان نہیں لے سکتی۔ لیکن حواریوں نے پھر اصرار کیا اور یہ کہا کہ ہم خدا کا امتحان لینا نہیں چاہتے بلکہ اس سے یہ غرض ہے کہ ہم معاش سے فارغ ہو جائیں اور اطمینان سے خدا کی عبادت کریں۔ اور اے عیسیٰؑ تیری صداقت ہم پر اچھی طرح ظاہر ہو جائے۔ یہ سن کر حضرت عیسیٰؑ نے دعا کی اور آسمان سے کھانے کا خوان اُترنے لگا۔

	مائدہ از آسمان شد عائدہ	چونکہ گفت اَنْزِلْ عَلَيْنَا مائدہ
ترجمہ	آسمان سے پھر کے اترا مائدہ	جب کہا انزل علینا مائدہ

شرح یعنے حضرت عیسیٰؑ کی دعا سے پھر خوان اُترنے لگا جس میں پانچ روٹیاں ایک مچھلی کچھ سرکہ۔ کچھ شہد اور بعض ترکاریاں ہوتی تھیں ایک روٹی پر روغن زیتون ہوتا تھا دوسری پر شہد تیسری پر روغن زرد۔ چوتھی پر پنیر۔

پانچویں پر بھنا ہوا گوشت اور مچھلیاں ہوتی تھیں ان سے تمام قوم کا پیٹ بھر جاتا تھا۔ اور سب چیزیں اسی طرح باقی رہتی تھیں لفظ عائدہ کے یہ معنے نہیں کہ حضرت عیسیٰ کی قوم پر دوسری بار خوان اترا تھا بلکہ یہ معنے ہیں کہ پہلے قوم موسیٰ پر نازل ہوا تھا پھر قوم عیسیٰ پر۔ یہ خوان برابر ایک مدت تک اترتا رہا۔ پھر موقوف ہوگیا جس کی وجہ مولانا آئندہ شعروں میں بیان فرماتے ہیں۔

	باز گستاخان ادب بگذاشتند		چون گدایان زلہا برداشتند
ترجمہ	چھوڑ بیٹھے پھر ادب گستاخ کار		زلہ سنگوانے لگے غفلت شعار

شرح۔ زلہ بچا کھچا کھانا۔ جو دسترخوان سے اٹھا لیتے ہیں یعنے قوم عیسیٰ کے بعض بے ادبوں نے یہ ترک ادب کیا کہ حرص کے مارے فقیروں کی طرح آج کا بچا ہوا کھانا کل کے لئے اٹھا کر رکھنے لگے خدا پر توکل نہ کیا اس کی رزاقی سے بدظن ہو گئے حالانکہ حضرت عیسیٰ نے خدا کے حکم سے اسکی ممانعت کردی تھی اس ترک ادب کا نتیجہ یہ ہوا کہ مائدہ منقطع ہوگیا۔ اور غیبی ضیافت کا سامان بالکل اٹھ گیا۔

	کرد عیسیٰ لابہ ایشان را کہ ایں		دائم است و کم نگردد از زمین
ترجمہ	چاپلوسی سے مسیحا نے کہا		یہ زمیں پر آئیگا ہمیشہ کو رہا

شرح۔ یعنے جب بے ادب تنبیہ اور ممانعت سے باز نہ رہے تو حضرت عیسیٰ نے منت وسماجت سے سمجھایا کہ یہ خوان ہمیشہ نازل ہوتا رہیگا۔ تم خدا سے بدگمان نہ ہو اور آج کا بچا ہوا کل کے لئے جمع نہ کرو۔ ورنہ اس ترک ادب سے خدا کا عذاب نازل ہوگا۔ لابہ تملق۔ چاپلوسی۔ خوشامد عجز و اخلاص کے معنوں میں مستعمل ہے بعض نسخوں میں کم نگردد ہے۔

	بدگمانی کردن و حرص آوری		کفر باشد نزد خوان مہتری
ترجمہ	ہے یہ حرص و بدگمانی سخت عیب		یعنے ناشکری ہے نزد خوان غیب

شرح یعنے خدا سے بدگمانی کرنی اور حرص کے مارے آج کا کھانا کل کے لئے اٹھا رکھنا کفران نعمت ہے اس خوان الٰہی کے پاس بیٹھکر ایسا کفران تمہارے لئے باعث وبال ہے کفر سے کفران نعمت اور خوان مہتری سے مائدہ مراد ہے جو آسمان سے نازل ہوتا تھا۔ یہ شعر حضرت عیسیٰ کا مقولہ ہے جو قوم کی نصیحت کے لئے تھا۔

	زاں گدارویان نادیدہ ز آز		آں در رحمت بر ایشاں شد فراز
ترجمہ	باعث حرص گدارویان چند		باب رحمت ہوگیا عالم سے بند

شرح گدارو اس شخص کو کہتے ہیں جس کے چہرے سے بھیک مانگنے کے آثار نمایاں ہوں یعنے صورت سوال اور نادیدہ بمعنے مفلس وحریص جسکو اردو کے محاورے میں نظرپا یا ندیدہ بولتے ہیں چونکہ اس قوم میں مانگنے کی عادت تھی اس لئے ان کو گدارو اور ندیدہ کہا گیا اور بچے کھچے ٹکڑے جمع کرنے کا بھی یہی سبب تھا کہ وہ بھک منگے تھے۔ شعر کا مطلب یہ ہے کہ ان بعض بے ادبوں فقیروں اور مفلسوں کے سبب جو فی الواقع فقیر نہ تھے۔

کیونکہ اُن پر گھر بیٹھے مائدہ اُترتا تھا بلکہ حرص وطمع کے سبب تقیر تھے رحمت کا دروازہ ساری قوم پر بند ہو گیا جس کی شرح آئندہ شعر میں ہے فراز بمعنے کشادہ شدہ وبستہ شدہ دونوں طرح آیا ہے یہاں دوسرے معنی مراد ہیں

	نان وخوان از آسماں شد منقطع		بعد ازاں زاں خوان نہ شد کس منتفع
ترجمہ	آسماں سے پھر نہ اُترا مائدہ		پھر کسی کو بھی نہ پہنچا فائدہ

شرح حضرت عیسیٰ کی قوم کے بعض بے ادبوں نے ٹکڑے جمع کرنے شروع کئے تھے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مائدہ منقطع ہو گیا۔ اور بدوں کے سبب بیچارے نیک بھی اس نعمت آلہی سے محروم رہے۔ اللہ تعالےٰ نے مائدہ نازل کرنے سے پہلے یہ وعدہ لے لیا تھا فمن یکفر بعد منکم فانی اعذبہ لے آخرہ یعنے جو شخص مائدہ نازل ہونے کے بعد کفران نعمت کریگا تو میں اُس پر ایسا عذاب بھیجوں گا جو جہان والوں میں سے کسی پر نہ بھیجا ہو گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ کفران نعمت کے سبب خوان اُترنا بند ہو گیا اور انتیٰ میں مسخ کئے گئے اور طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا ہوئے شریروں اور بے ادبوں نے بھی تکلیفیں اُٹھائیں اور نعمت آلہی سے محروم رہے۔ حدیث شریف کا مضمون ہے کہ اگر بے ادبی اور نافرمانی نہ کرتے تو مائدہ قیامت تک آسمان سے نازل ہوتا رہتا۔ کسی کو کھ پکانے کی زحمت نہ اُٹھانی پڑتی بلکہ آتش درہمہ آفاق زد کے یعنے اب اور بھی اچھی طر عیسیٰؑ کی قوم نے یہ ترک ادب شریعت کیا تھا کہ خدا ورسول کا کہا نہ مانا اور ٹکڑے جمع مبتلائے عذاب ہوئے۔ الٰہی تو تمام عالم کو ادب کی توفیق دے اور اپنے عذاب سے اپنا

	ابر نا ید از پئے منع زکات		وز زنا افتد وبا اندر جہات
ترجمہ	ابر رکتا ہے جو رکتی ہے زکات		اور زنا سے ہے وبائے شش جہات

شرح۔ مال ودولت خدا کی امانت اور بہت بڑی نعمت ہے اس لئے مال داروں پر فرض ادا کریں اور زکات نکال کر محتاجوں کی دعائیں لیں۔ زکات نہ دینا کفران نعمت ہے اور جس طرح بنی اسرائیل پر کفران نعمت کے باعث مائدہ اُترنا موقوف ہو گیا تھا۔ اسی طرح سبب ابر منقطع ہو جاتا ہے علی ہذا القیاس زنا بھی کفران نعمت ہے کیونکہ جب اللہ تعا عنایت فرمائی ہیں تو زنا کرنا گویا اس نعمت کو حقیر سمجھنا ہے یا یہ سمجھئے کہ وہ پانی جواز مادہ ہے وہ خدا کی نعمت ہے اور اس کا حرام کے رستہ ضائع کر دینا کفران نعمت اللہ تعالےٰ وبا نازل کرتا ہے اور ہزاروں آدمی مرجاتے ہیں نکتہ زنا کار چونکہ نطفہ کو پیدائش کو کم کر دیتے ہیں اس لئے اللہ تعالےٰ کا عذاب ان کے گناہ کے مطابق آتا ہے یعنے اللہ تعالےٰ وبا بھیجکر آدمیوں کو کم کر دیتا ہے اور یہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا طفیل ہے کہ اس امت کی صورتیں مسخ نہیں ہوتیں۔ مذکورہ بالا دونوں گناہوں میں ترک ادب شریعت ہے کہ چند بے ادب مرتکب ہوتے ہیں اور تمام مخلوق پر قحط اور وبا کی مصیبت آجاتی ہے۔

ہر چہ آید بر تو از ظلمات غم		آں زبیباکی وگستاخیست ہم

ترجمہ تجھ پہ چھا جاتے ہیں جو ظلمات غم تیری گستاخی سے ہیں اے پر ستم

شرح یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ (اللہ کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا جب تک قوم اپنی حالت کو خود نہ بدلے) یعنے عذاب الٰہی اسی وقت نازل ہوتا ہے جب کہ نیکیاں چھوڑ کر عذاب کے لائق گناہ کیے جاتے ہیں۔ اور ترک ادب شریعت ہوتا ہے یہ شعر اس آیت کا ترجمہ بھی ہوسکتا ہے مَا اَصَابَکُمْ مِنْ مُصِیْبَةٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ (یعنے جو مصیبت تم پر پڑتی ہے وہ تمہارے ہی ہاتوں کی کمائی ہوئی ہے۔

	ہر کہ گستاخی کند در راہِ دوست	رہزن مردان شد و نامرد اوست	
ترجمہ	راہ حق میں جو کہ ہے گستاخ کار	رہزن مردان ہے نامردی شعار	

شرح راہ دوست سے مرضی الٰہی مراد ہے اور گستاخی کرنے سے اس کے احکام پر عمل نہ کرنا مقصود ہے گستاخ کو رہزن مرداں اس لئے کہا کہ اس کے سبب نیک لوگ بھی (جو مردان خدا ہیں) بلاؤں میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور گستاخ آدمی کو نامرد کہنے کا باعث ظاہر ہے کیونکہ جو شخص احکام الٰہی کا مطیع نہیں ہے وہ گویا سست ہے خدا کے کام سے جی چراتا ہے اور کام سے جی چرانا نامردوں کا شیوہ ہے۔

	از ادب پُر نور گشتہ این فلک	و از ادب معصوم و پاک آمد ملک	
ترجمہ	ہاں ادب ہی سے ہیں نورانی فلک	پاک ادب ہی کی بدولت ہیں ملک	

شرح یعنے آسمان ادب خدمت کے سبب (کہ خدا کے حکم سے بلا ستون قائم ہے اور اسی کے حکم سے گردش کرتا ہے) چاند سورج اور ستاروں سے منور کیا گیا ہے یا پُر نور مخلوق یعنے فرشتوں کی رہنے کی جگہ ہے بخلاف زمین کے اگرچہ یہ بھی خدا کے نور سے قائم ہے مگر بے ادب ہے کیونکہ انسان جو خلیفۂ الٰہی ہو کر تمام مخلوقات سے زیادہ نافرمان ہے اسی زمین یعنی خاک سے پیدا ہوا ہے اس لئے زمین کو پستی اور ظلمت دی گئی۔ اور آسمان کو رفعت اور نور عطا ہوا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ نور سے عرفان اور فلک سے عارف کا دل مراد ہو دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ فرشتے ادب خدمت کے باعث معصوم اور پاک ہیں یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے لَا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَا اَمَرَہُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ یعنے فرشتے خدا کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے بلکہ وہی کرتے ہیں جو ان کو حکم ہوتا ہے یا فرشتوں کا معصوم ہونا اس آیت سے نکلتا ہے وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْا اِلَّآ اِبْلِیْسَ (جب ہم نے فرشتوں کو آدمؑ کے لئے سجدہ کرنے کا حکم دیا تو سوائے شیطان کے سب سجدے میں گر پڑے) اسی لئے فرشتے معصوم رہے۔ اور شیطان راندۂ درگاہ ہوگیا۔

	بُد ز گستاخی کسوف آفتاب	شد عزازیلے ز جرأت رد باب	
ترجمہ	ہے گناہوں سے کسوف آفتاب	اور گستاخی سے شیطاں رد باب	

شرح علم ہیئت میں کسوف و خسوف (سورج گہن اور چاند گہن) کی یہ وجہ لکھی ہے کہ چاند کا نور آفتاب کے

انعکاس سے ہے اور انعکاس مقابلے پر منحصر ہے جسقدر باہم مقابلہ ہوگا اسی قدر انعکاس اور چاند میں نور ہوگا۔ اسی لئے جب چاند اور سورج کے مابین معمولی گردش کی سبب زمین حائل ہو جاتی ہے تو انعکاس جاتا رہتا ہے اور چاند گہن ہو جاتا ہے پھر ان دونوں میں جسقدر فاصلہ ہوتا جاتا ہے اسی قدر مقابلے اور انعکاس کے باعث چاند کا نور بڑھتا جاتا ہے اور سورج گہن کا یہ سبب ہے کہ معمولی گردش کے سبب چاند سورج کے سامنے آجاتا ہے۔ چونکہ چاند میں ذاتی نور نہیں ہے اس لئے باہم اجتماع اور چاند کے آڑے آنے سے سورج کی روشنی نظروں تک نہیں پہنچتی۔ اسی کا نام سورج گہن ہے۔ علم الافلاک کے جاننے والوں کا قول ہے کہ سورج اور چاند کا اجتماع اٹھائیسویں تاریخ قمری پر منحصر ہے اس لئے سورج گہن جب کبھی ہوگا اٹھائیسوں کو ہوگا۔ لیکن حدیث شریف سے اس کے خلاف ثابت ہوا کیونکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادہ (ابراہیم) کی وفات کے دن سورج گہن ہوا تھا۔ حالانکہ اس دن آٹھویں یا دسویں تاریخ تھی۔ بہرحال بعض شارحین نے شعر کا مطلب یہ لکھا ہے کہ آفتاب اپنی ہی گستاخی کے سبب گہن میں آتا ہے اور آفتاب کی گستاخی یہ ہے کہ جب وہ دائرہ تقاطع پر پہنچتا ہے تو چاند گہن ہو جاتا ہے تو گویا آفتاب کا دائرۂ تقاطع پر پہنچنا اور چاند کا نور چھین لینا گستاخی ہے اس کی سزا یہ ملتی ہے کہ خود آفتاب بھی گہن کی بلا میں مبتلا ہو کر اپنا نور کھو بیٹھتا ہے مگر یہ معنی بالکل غلط ہیں کیونکہ آفتاب ایک تو حکم الٰہی کا پابند دوسرے غیر مکلف پھر گستاخی کے کیا معنے ہوئے۔ نیز بعض شارحین نے آفتاب کی گستاخی کے یہ معنی لکھے ہیں۔ کہ ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ ننگے بدن بیٹھے اپنی چادر سی رہے تھے دھوپ کی شدت سے آپکو تکلیف ہوئی اور آپنے آفتاب کی جانب نگاہ کی اسی وقت سورج گہن ہو گیا لیکن ہمارے نزدیک یہ معنے بھی ٹھیک نہیں معلوم ہوتے۔ کیونکہ اول تو یہ روایت درجہ ثبوت کو نہیں پہنچی۔ دوسرے آفتاب حکم الٰہی کا پابند اور غیر مکلف ہے اس کی طرف کسی قسم کی گستاخی منسوب نہیں ہو سکتی۔ اس لئے گستاخی کو آدمیوں ہی کی طرف نسبت کیا جائے تو معنے درست ہوں گے۔ اس صورت میں شعر کا یہ مطلب ہوگا کہ آدمیوں کی گستاخی کے سبب آفتاب کا نور چھین جاتا ہے حالانکہ آفتاب بالکل بے گناہ ہے۔ مگر بے ادبوں کے باعث اس پر بھی مصیبت آجاتی ہے اس وقت بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد کے معنے اس شعر سے چسپاں ہو گئے۔ اب اتنی بات رہ گئی کہ آدمیوں کی کونسی گستاخی کے سبب آفتاب کو گہن ہو جاتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ گستاخی سے آدمیوں کے گناہ مراد ہیں۔ کیونکہ گناہ ظلماتی اور تاریک چیز ہیں۔ اور اطاعت روشن اور نورانی ہوتی ہے چنانچہ اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَوْلِیٰٓؤُھُمُ الطَّاغُوْتُ یُخْرِجُوْنَھُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَی الظُّلُمٰتِ قرآن مجید کی آیت ہے جس کے یہ معنے ہیں کہ اللہ ایمان والوں کا دوست ہے۔ اُن کو اندھیروں سے نور کی طرف لے آتا ہے اور کافروں کے دوست اُن کے بت ہیں جو اُن کو نور سے اندھیروں کی طرف لیجاتے ہیں مفسرین نے ظلمات سے کفر اور گناہ اور نور سے ایمان اور اطاعت مراد لی ہے اور یہ ہمیشہ کا قاعدہ ہے کہ بعض اوقات گناہوں کا اندھیرا گناہ کرنے والے کی ذات تک رہتا ہے۔ آگے نہیں بڑھتا مثلاً مشاہدہ سے ظاہر ہے کہ گناہگار کا چہرہ بے نور اور بدرونق ہوتا ہے اور اس کے دل کی سیاہی کے باعث اسے خدا اور رسول اور شریعت کا بتایا ہوا سیدھا رستہ نہیں سوجھتا۔ اس کا دل رحم سے خالی اور ستم اور حق تلفیوں سے بھرا ہوا ہوتا ہے اور بعض اوقات گناہوں کی شامت گناہ گار کی ذات تک نہیں رہتی بلکہ اس سے آگے بڑھ کر خاص و عام سب کو گھیر لیتی ہے۔ مثلاً قحط۔ وبا۔ کسوف۔ خسوف۔ انہیں گناہوں کے

سبب واقع ہوتے ہیں جن کا اثر گنہگار کی ذات سے آگے بڑھکر تمام خاص و عام تک پہنچ جاتا ہے اور یہ بات بھی ظاہر ہے کہ آئینہ جس قدر صاف ہوگا اسی قدر عیب زیادہ دکھائیگا۔ پس تو جس طرح داغ سفید کپڑے پر الگ پہچانا جاتا ہے اسی طرح گناہوں کی تاریکی کا اثر بہ نسبت دیگر اجرام فلکیہ کے چاند سورج پر زیادہ پڑتا ہے اسی کا نام کسوف و خسوف ہے اور اس سے بندوں کی تنبیہ مقصود ہے کہ اپنے گناہوں کی تاریکی کا متعدی اثر دیکھکر توبہ اور اطاعت خدا اور رسول کی طرف رجوع کریں چنانچہ کسوف و خسوف کے وقت اسی لئے نماز کا حکم ہے یہ معنے جو ہم نے بیان کئے مولانا قدس سرہٗ کا الہام ہے جس پر کسی طرح کا اعتراض نہیں ہوسکتا والله الحمد و ہاں یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کسوف سے گناہ اور آفتاب سے دل مراد ہو اس وقت یہ معنی ہونگے کہ گناہوں سے دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ دوسرے مصرع میں رو یاب شدن بمعنے خجل شدن ہے حاصل مطلب یہ ہے کہ ترک ادب شریعت یعنے آدمیوں کے گناہوں کے سبب چاند سورج کو گہن ہو جاتا ہے۔ بقول حافظ شیراز ؎ گناہ میکنی و برزمیں نے دانی * کہ ماہ برفلک از شومی گنہ گیرد اور ایسے ترک ادب شریعت یعنے حضرت آدمؑ کو سجدہ نہ کرنے کے باعث شیطان ہمیشہ کے لئے نجاست زدہ اور راندۂ درگاہ اور ملعون ہو گیا

	ہر گستاخی کند اندر طریق		گرد د اندر وادی حیرت غریق
ترجمہ	راہ حق میں ہے جو گستاخ اے رفیق		وادی حیرت میں ہوتا ہے غریق

شرح - طریق سے تو وہی راہ دوست مراد ہے جو پچھلے کسی شعر میں گزر چکا ہے یا طریق سے ادب خدمت ادب شریعت ادب طریقت۔ ادب معرفت مراد ہیں۔ جنکی تفصیل مع مثالوں کے ہم ابھی بیان کر آئے ہیں۔ اور دوسرے مصرع میں غریق وادی حیرت اُس آیت کی طرف اشارہ ہے کالذی استھوتہ الشیطان فی الارض حیران یعنے کافروں کی (جو پہلے درجہ کے بے ادب ہیں) ایسی مثال ہے جیساکہ شیطان نے کسی شخص کو ایسی زمین یا جنگل میں پھینکدیا ہو جہاں وہ حیران ہے۔

	حال شاہ و میہمان گو بر تمام		زانکہ پایانی ندارد ایں کلام
ترجمہ	حال شاہ و میہماں کہدے تمام		انتہا رکھتا نہیں ہے یہ کلام

شرح - ایں کلام سے ادب اور بے ادبی کا بیان مقصود ہے جسکی انتہا نہیں۔ کیونکہ غور کرنے سے ہزار و مثالیں ایسی ملیں گی کہ با ادب اپنے مطالب پر کامیاب ہوئے ہیں اور بے ادب ہمیشہ خدا کی مہربانیوں سے محروم رہے ہیں۔

ملاقات بادشاہ با طبیب الٰہی کہ در خوابش دیدہ بود و لبشارت بقدوم او دادہ شدہ بود

ترجمہ بادشاہ کی اُس طبیب غیبی سے ملاقات جسکو خواب میں دیکھا تھا اور جسکی آنیکی بشارت دی گئی تھی۔

شرح - یہاں سے مولانا قدس سرہ نے پھر اصل قصے یعنے بادشاہ و طبیب غیبی کی ملاقات کی طرف رجوع کیا ہے۔

	شہ چو پیش میہمان خویش رفت		شاہ بود و لیک بس درویش رفت
ترجمہ	بادشہ پیش طبیب دستگیر		یوں گیا جس طرح جاتے ہیں فقیر

	دست بکشاد و کنار انش گرفت	همچو عشق اندر دل و جانش گرفت
ترجمہ	ہمکناری سے بڑھایا شان کو	جان و دل میں رکھہ لیا مہمان کو

شرح پہلے شعر میں بس درویش رفت کے یہ معنے ہیں کہ بادشاہ طبیب غیبی کی خدمت میں ازبس درویشانہ صفت بنا کر گیا۔ یعنے نہایت انکسار۔ تواضع اور عاجزی سے پیش آیا اور کنار انش گرفت سے پہلے لفظ در حسب قرینہ محذوف ہے یعنے بادشاہ نے ہاتھ پھیلائے اور اس کو بغل میں لیا۔ اس سے مصافحہ اور معانقہ مراد ہے۔ دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ بادشاہ نے اس کو عشق کی طرح دل و جان میں رکھ لیا یعنے نہایت محبت و اخلاص سے پیش آیا مولانا قدس سرہ ادب کی خوبی اور بے ادبی کی برائی ابھی ابھی بیان فرما چکے ہیں بے ادبوں کو مضرت پہنچنے کی چند مثالیں دیکر اس شعر میں یہ جتایا گیا ہے کہ دیکھو مرشد کامل کا ادب کرنے والا بادشاہ اپنے ارادہ میں کامیاب ہوا یہ معنے ہیں۔ کہ جس طرح خواب میں بشارت ہوئی کے سبب طبیب کا عشق بادشاہ کے دل و جان میں خون کی طرح دوڑ گیا تھا۔ اسی طرح اس کی ذات بھی دل و جان میں سرایت کر گئی۔ کیونکہ انتہا درجہ کا عشق یہی ہے کہ معشوق کا وجود عاشق کے دل و جان میں عشق کی طرح سما جائے۔ اور ہر طرف اسی کا جلوہ نظر آئے۔

	دست و پیشانیش بوسیدن گرفت	وز مقام و راہ پرسیدن گرفت
ترجمہ	دست و پیشانی کو بوسے دیکے شاہ	پوچھکر کیفِ مقام و حال راہ

شرح مہماں کے ہاتھ اور پیشانی کو بوسہ دینا اس زمانہ کی تعظیمی رسم اور رستے کا حال پوچھنا حسن اخلاق پر مبنی تھا

	پرس پرسان می کشیدش تا بصدر	گفت گنجے یافتم آخر بصبر
ترجمہ	لیگیا تا صدر اور پھر یہ کہا	صبر سے ملتا ہے گنج بے بہا

شرح۔ صدر سے یا تو صدر مقام مراد ہے جو بادشاہوں اور امیروں کے لئے مخصوص ہوتا ہے یا صدر بمعنے سینہ ہیں یعنے بادشاہ نے اُسے اپنے سینہ سے لگایا یا رستے کا حال پوچھتے پوچھتے اس کو صدر مقام تک لے گیا اور یہ کہا کہ میں نے صبر کے سبب خزانہ پایا ہے گنج سے ذات یا طبیب کی ملاقات اور صبر سے کنیزک کی بیماری پر صبر کرنا مقصود ہے یا صبر بمعنے تاخیر و مدت ہے یعنے میں نے بڑی مدت میں ایک خزانہ پایا ہے

	صبر تلخ آمد و لیکن عاقبت	میوۂ شیریں دہد پُر منفعت
ترجمہ	صبر کڑوا ہے مگر انجام کار	اس کا پھل میٹھا ہے اے غفلت شعار

شرح۔ یہ شعر مولانا کا مقولہ ہے اور میوۂ شیریں سے امداد الٰہی مراد ہے۔ خدا نے وعدہ کیا ہے کہ میں صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوں۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ۔

	گفت اے نورِ حق و دفعِ حرج	معنیِ الصبر مفتاح الفرج
ترجمہ	پھر کہا اے نور حق دفع حرج	مطلب الصبر مفتاح الفرج

شرح یہ بادشاہ کا قول ہے اور الصبر مفتاح الفرج حدیث ہے جس کا یہ مطلب ہے کہ صبر کرنے سے مشکل کام آسان اور تمام عقدے حل ہو جاتے ہیں چونکہ صبر اور مرشد کامل دونوں کے وسیلہ سے کشود کار ہوتا ہے اور سالک کو بڑے بڑے درجے حاصل ہو سکتے ہیں۔ اس لئے بادشاہ نے طبیب غیبی کو صبر سے تشبیہ دی ہے۔

	اے لقائے تو جواب ہر سوال	مشکل از تو حل شود بے قیل و قال
ترجمہ	ہے ترا ملنا جواب ہر سوال	مشکلیں ہوتی ہیں حل بے قیل و قال

شرح - چونکہ بادشاہ کو اس طبیب کے حاذق اور کامل ہونے کی بشارت خواب میں دی گئی تھی اس لئے اپنی مطلب برآری کا پورا یقین طبیب کی ملاقات سے پہلے ہو چکا تھا اور ملاقات کرتے ہی علم الیقین عین الیقین ہو گیا اس لحاظ سے بادشاہ طبیب سے کہتا ہے کہ تیری ملاقات ہی ہر سوال کا جواب ہے۔ مجھے سوال اور قیل و قال کی کچھ ضرورت نہیں۔

	ترجمان ہر چہ مارا در دلست	دستگیر ہر کہ پایش در گلست
ترجمہ	ترجمان اس کا ہے جو کچھ دل میں ہے	دستگیر اس کا ہے جو مشکل میں ہے

شرح - یعنے جو کچھ میرے دل میں ہے (کنیزک کی محبت) اس سے خوب واقف ہے اور جس کا پاؤں کیچڑ میں ہے (یعنی کنیزک جو بیماری کی دلدل میں پھنسی ہوئی ہے) تو اس کے حال سے اچھی طرح آگاہ ہے حاجت بیان نہیں کیونکہ تو طبیب غیبی اور خدا کا بھیجا ہوا ہے۔ جس نے تجھے مریض کے گھر کا رستہ بتایا اس نے مریض کا حال بھی بتا دیا ہو گا۔ بعض نسخوں میں ترجمانے و دستگیرے بیائے مجہول اور بعض میں ترجمانی و دستگیری بیائے معروف بھی دیکھا گیا ہے۔ پہلی صورت میں یائے تعظیم ہے اور دوسری صورت میں یائے علامت مخاطب۔

	مرحبا یا مرتضیٰ یا مجتبےٰ	ان تغب جاء القضا ضاق الفضا
ترجمہ	مرحبا اے مرتضے اے مجتبےٰ	تو نہ آجاتا تو آجاتی قضا

شرح - لفظ مرتضے بمعنی پسندیدہ اور مجتبےٰ بمعنی برگزیدہ ہے یعنے بادشاہ نے کہا کہ اے پسندیدہ حق و برگزیدہ خالق مطلق خوش آمدی۔ اگر تو مجھ سے غائب رہتا تو میری یا کنیزک کی موت آجاتی۔ اور ہم پر ہمارے مقصود کا میدان تنگ ہو جاتا۔

	انت مولی القوم من لا یشتہی	قد ردی۔ کلا لئن لم ینتہ
ترجمہ	تو ہے سولئے گروہ سینہ چاک	جو نچاہے گا تجھے ہو گا ہلاک

شرح - ردی ارت۔ بفتح اول و فتح ہمزہ فاسد و زبون شدن و تباہ گشتن کے معنوں میں آیا ہے اور ردی صیغہ ماضی ہے من لا یشتہی شرط ہے اور قد ردی اس کی خبر ہے علیٰ ہذا القیاس کلا لئن لم ینتہ جملہ شرطیہ ہے۔ مگر اس مصرع میں اس کی جزا محذوف ہے۔ اور قرآن مجید میں مذکور ہے یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے جو ابوجہل کی

شان میں اتری ہے کَلَّا لَئِنْ لَّمْ یَنْتَهِ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِیَةِ یعنے قسم ہے ابوجہل اگر ہمارے رسول کو ایذا دینے سے باز نہ رہا تو ہم اُس کو پیشانی کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دینگے۔ اس تمہید کے بعد شعر کا مطلب سنیئے۔ بادشاہ طبیب غیبی سے کہتا ہے کہ تو قوم کا سردار ہے جو شخص تجھے نہ چاہیگا۔ وہ تباہ ہوگا۔ اور قسم ہے حق کی جو تیری بے ادبی سے باز نہ رہے گا۔ اُس کو ہم پیشانی کے بل گھسیٹیں کے اور سزا دینگے۔ نکتہ ان شعروں میں اشارہ ہے کہ سالک مرشد کامل سے اس ارادت وادب تعظیم کے ساتھ پیش آئے جس طرح یہ بادشاہ آیا نیز صحیح حدیث میں ہے کہ اللہ اور فرشتے رحمت بھیجتے ہیں اور تمام آسمان اور زمین والے یہاں تک کہ چیونٹیاں اور مچھلیاں اُن لوگوں کے حق میں دعائے خیر کرتے ہیں جو دوسروں کو نیکیاں سکھاتے ہیں اور رسید ھا رستہ بتاتے ہیں۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جب نیکوں اور کاملوں سے خدا اور فرشتوں اور جانوروں کو محبت ہے تو آدمیوں کو بدرجہ اولے ہونی چاہئیے۔ یہی باعث تھا کہ بادشاہ نے طبیب غیبی سے اس قدر تواضع اور دلی محبت کا اظہار کیا۔ اور اسی عقیدت ومحبت کے باعث اپنے مطلب پر کامیاب ہوا۔ اس کامیابی کا ذکر عنقریب آنے والا ہے۔

	چوں گذشت آں مجلس وخوان کرم	دست او بگرفت و بُرد اندر حرم
ترجمہ	اُٹھ گیا مجلس سے جب خوان کرم	لے گیا سلطان اُسے سوئے حرم

شرح - بادشاہ کی زبانی تواضع کو خوان کرم اس لئے کہا ہے کہ ظاہری مدارات اور کریمانہ اخلاق کھانا کھلانے سے بھی زیادہ مہمان کو محظوظ کرسکتے ہیں بشرطیکہ زبانی تواضع سچے دل سے ہو ورنہ زبانی جمع خرچ محض بے فائدہ ہے۔ اور زبان سے دل کا موافق نہ ہونا منافقوں کا کام ہے اللہ تعالے تمام مسلمانوں کو خوئے نفاق سے محفوظ رکھے۔

	بردن بادشاہ طبیب غیبی را بر سر بیمار
ترجمہ	بادشاہ کا طبیب غیبی کو بیمار کے پاس لے جانا

شرح - یہاں سے یہ بات نکلتی ہے کہ طالب مرشد کامل سے اپنے کسی باطنی مرض کو نہ چھپائے۔ تاکہ مرشد اُس مرض کے علاج میں جلد کامیاب ہو۔ اور مریض کو شفا حاصل ہو جائے۔ مریض طبیب سے حال چھپا کر تندرست نہیں ہو سکتا

	قصۂ رنجور ورنجوری بخواند	بعد ازاں در پیش رنجورش نشاند
ترجمہ	قصے سب کہکر مریض زار کے	جا بٹھایا سامنے بیمار کے

شرح - یعنے پہلے بیمار اور بیماری کا حال اور طبیباں مدعی کے معالجے سے مرض بڑھ جانے کا ذکر کیا اور پھر تشخیص کے لئے طبیب غیبی کو کنیز کے پاس جا بٹھایا۔

	رنگ روی و نبض و قارورہ بدید	هم علاماتش هم اسبابش شنید
ترجمہ	دیکھکر چہرے سے حالات مرض	سُن کے اسباب علامات مرض

شرح- علامات مرض کی اُن علامتوں کو کہتے ہیں۔ جن سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ مریض کون سے مرض میں مبتلا ہے مثلاً پیشاب کا زیادہ زرد ہونا صفراوی بخار کی علامت ہے اور پیشاب کا بار بار آنا ضعف مثانہ کی اور اسباب۔ ان سببوں کا نام ہے جن سے مرض پیدا ہوتا ہے مثلاً میدہ کھانے سے پیٹ میں گرانی اور کثرت شراب خواری سے پھیپھڑے اور جگر میں ناسور پیدا ہو جاتے ہیں حدیث شریف میں ہے اِنَّ لِلّٰہِ عِبَاداً یَعْرِفُوْنَ اَحْوَالَ النَّاسِ بِالتَّوَسُّم یعنے خدا کے بہت سے بندے ایسے ہیں جو لوگوں کا حال اسباب و علامات سے معلوم کر لیتے ہیں۔

	گفت ہر دارو کہ ایشان کردہ اند	آن عمارت نیست ویران کردہ اند
ترجمہ	یوں کہا پہلوں نے کی ہے جو دوا	فی الحقیقت تھی وہ عمارت در ہوا

شرح- ایشان کی ضمیر طبیبان مدعی کی طرف راجع ہے یعنے طبیب غیبی نے کہا کہ اُنہوں نے جو کچھ دوا دارو کی تھی اس نے بنایا نہیں بلکہ بگاڑ دیا۔ کیونکہ اُن کو مرض کی تشخیص کا ملکہ نہ تھا بغیر سمجھے بوجھے علاج کرتے رہے۔ اس سے بجائے صحت کنیزک کے مرض میں ترقی ہوتی گئی اس شعر میں اشارہ ہے کہ جھوٹا اور غیر کامل مرشد جو کچھ ارشاد کرتا ہے وہ فی الواقع گمراہی ہے۔ یا یہ معنے ہیں کہ علاج جسمانی امراض روحانی کو دفع نہیں کر سکتا۔

	بے خبر بودند از حال درون	اَستَعِیذُ اللّٰہَ مِمَّا یَفْتَرُوْن
ترجمہ	کب خبر تھی اُن کو سیدھی راہ کی	اُن کی باتوں سے پناہ اللہ کی

شرح طبیبان مدعی کی نسبت طبیب غیبی کا مقولہ ہے یعنے وہ کنیزک کے دلی حال اور باطنی مرض سے بیخبر تھے اور انہوں نے روحانی مرض کو جسمانی قرار دیکر جو معالجہ شروع کر دیا تھا یہ اُن کا افترا تھا۔ اکثر طبیبوں کا یہ بھی قاعدہ ہوتا ہے کہ جب مریض اچھا نہیں ہوتا تو اپنی تشخیص یا علاج کی خطا نہیں بتاتے بلکہ مریض پر دوا نہ پینے یا بد پرہیزی کا بہتان لگا دیتے ہیں۔ یہاں افترا کے یہ معنے درست ہو سکتے ہیں۔ یعنے کنیزک پر بداحتیاطی کا الزام اُن کا افترا تھا۔

	دید رنج و کشف شد بروی نہفت	لیک پنہاں کرد با سلطان نگفت
ترجمہ	ہو گیا حال مریضہ سب عیاں	لیکن اُس نے شاہ سے رکھا نہاں

شرح یعنے کنیزک کا پوشیدہ مرض دعشق زرگر طبیب غیبی نے معلوم کر لیا مگر اُسے بادشاہ سے چھپائے رکھا کیونکہ بادشاہ کو اُس سے رنج ہوتا نکتہ یہاں سے دو باتیں نکلتی ہیں اول یہ کہ مرشد کامل اور عارف باللہ کسی کو اپنے ہاتھ یا زبان سے ایذا نہیں پہنچاتے۔ جبتک خدا کا حکم نہ ہو دوم یہ کہ اگر مرشد کامل کو اپنے طالب کا کوئی عیب معلوم ہو جائے تو اُس کو طالب پر بھی ظاہر نہ کرے بلکہ مخفی طور پر اُس کے دفعیہ کی کوشش کرتا رہے۔

	بخش از صفرا و از سودا نبود	بوئے ہر ہیزم پدید آید ز دود
ترجمہ	تھا غلط صفرا و سودا کا خیال	ہر دھوئیں سے ہے عیاں لکڑی کا حال

شرح ۔ صفرا ۔ سودا ۔ بلغم ۔ خون ۔ یہ چار خلط ہیں ۔ جن میں سے کسی خلط کی زیادتی یا کمی کے باعث کوئی نہ کوئی بیماری لاحق ہو جاتی ہے کنیزک کسی خلط کے باعث بیمار نہ تھی بلکہ وہ روحانی مرض یعنے عشق میں مبتلا تھی ۔ اس لئے طبیبان مدعی تشخیص مرض نہ کر سکے ۔ اگر خلط کے سبب کوئی بیماری ہوتی تو چہرہ کے رنگ ۔ یا نبض یا قارورہ سے معلوم ہو سکتی تھی جس طرح دہوئیں سے لکڑی کا حال معلوم ہو جاتا ہے ۔ اگر دہوئیں میں خوشبو ہے تو معلوم ہو جائیگا کہ کہیں صندل یا عود کی لکڑی جل رہی ہے اور اگر بدبو ہے تو ظاہر ہوگا کہ کہیں چیڑ کی لکڑیاں سلگ رہی ہیں ۔

	دید از زاریش کو زار دل ست	تن خوش ست و او گرفتار دل ست
ترجمہ	دیکھکر سمجھا کہ ہے چاہت سے سُست	دل گرفتہ ہے مگر ہے تندرست ۲

شرح ۔ زار دل یعنے مریض قلب یعنے عاشق ۔ علیٰ ہذا القیاس گرفتار دل جو دل لگی کے سبب اپنے دل کے پھندے میں گرفتار ہو ۔ کسی کو چاہتا ہو ۔ جس کا دل کسی پر مبتلا ہو ۔

	عاشقی پیداست از زاریِ دل	نیست بیماری چو بیماریِ دل
ترجمہ	عشق کی غماز ہے زاریِ دل	لا دوا ہوتی ہے بیماریِ دل

شرح یعنے طبیب غیبی نے جب جسمانی مرض کی کوئی علامت نہ پائی تو معلوم کر لیا کہ کنیزک دلی بیماری یعنے عشق میں گرفتار ہے اور دل کی بیماری (مرض روحانی) کا علاج نہایت مشکل ہے کیونکہ جسمی بیماریاں محسوس ہو سکتی ہیں ۔ اور روحانی مرض نظر نہیں آتے جبتک کوئی ولی یا مرشد کامل تشخیص نہ کرے

	علت عاشق ز علتہا جداست	عشق اصطرلاب اسرار خداست
ترجمہ	عشق ساری علتوں سے ہے جدا	ہے یہ اصطرلاب اسرار خدا

شرح ۔ اصطرلاب منجموں کے ایک ایسے آلہ کو کہتے ہیں جسکے ذریعہ سے آفتاب اور ستاروں کی بلندی اور گردش وغیرہ کا حال معلوم کیا جاتا ہے ۔ یعنے عاشق کی بیماری (چونکہ مرض روحانی ہے) تمام جسمانی بیماریوں سے علیحدہ ہے یہ اور ہیں اور وہ اور ۔ اُن کا علاج طبیبان مدعی سے ہو سکتا ہے ۔ اس کا نہیں ہو سکتا جسمانی بیماریوں میں قوت زائل ہو جاتی ہے اور مرض عشق الٰہی میں بڑھ جاتا ہے ۔ دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ جس طرح آفتاب کا حال اور ستاروں کی گردش اصطرلاب سے معلوم ہو جاتی ہے ۔ اسی طرح انوار ذاتی اور اسرار الٰہی عشق کی میزان سے ظاہر ہو جاتے ہیں ۔ عشق سے مراد عشق حقیقی ہے ۔ جو معشوق حقیقی تک پہنچانے کا سچا وسیلہ ہے

	عاشقی گرزیں سر و گرزاں سرست	عاقبت ما را بداں شہ رہبرست
ترجمہ	کوئی ہو عشق حقیقت ۔ یا مجاز	رہنما ہے سوئے شاہ بے نیاز

شرح لفظ سر بفتح سین فکر و خیال و تمنا و خواہش کئی معنوں میں مستعمل ہے ۔ یہاں یہ سب معنے درست ہو سکتے ہیں ۔ زیں کا اشارہ عشق مجازی کی طرف ہے اور زاں کا عشق حقیقی کی طرف ۔ یعنے عشق مجازی خواہ اس (مجاز)

کے خیال سے ہو خواہ اس (حقیقت) کے خیال سے ۔ انجام کار اُس شہنشاہ حقیقی کی طرف رہبر ہے عشق حقیقی کا رہبر ہونا تو ظاہر ہے اور مجازی کا اس لئے رہبر ہے کہ اَلمَجَازُ قَنطَرَۃُ الحَقِیقَۃِ یعنے عشق مجازی عشق حقیقی کا پل ہے بعض نسخوں میں بدان سر رہبر او اور بعد میں بدانسو رہبر بھی دیکھا گیا ہے ۔ ان صورتوں میں سر سے مراد سر وحدت اور بدانسو سے جانب تجلیات آلہی مراد ہے ۔

	ہر چہ گویم عشق را شرح و بیان	چون بعشق آیم خجل باشم ازان	
ترجمہ	کر چکا ہوں میں مجازی کا بیان	ہوں حقیقی سے مگر خجلت نشان	

شرح پہلے مصرع میں عشق اپنے مصدری معنوں میں ہے اور دوسرے میں بمعنے معشوق یعنے میں عشق کی شرح تو بہت کچھ کرتا ہوں ۔ لیکن جب معشوق حقیقی کی شرح کرنی چاہتا ہوں تو مجھے اس سے یعنے معشوق حقیقی سے شرم آتی ہے ۔ کیونکہ میری زبان اس قابل نہیں کہ اُس کے جلال وجمال کا ذکر کر سکے ۔ یہ بھی ممکن ہے کہ دونوں جگہ عشق اپنی مصدری معنوں میں لیا جائے اور پہلے سے عشق مجازی دوسرے سے عشق حقیقی مراد ہو یعنے میں عشق مجازی کی شرح تو بہت کچھ کر سکتا ہوں مگر عشق حقیقی کا بیان کرتے ہوئے خجل ہونا پڑتا ہے کیونکہ یہ چھوٹا منہ اور بڑی بات ہے یا یہ معنے کہ میں نے عاشقی سے پہلے عشق کی جو کچھ شرح کی اس سے عاشقی کے بعد شرمندگی اُٹھائی ۔ کیونکہ عاشق ہونے کے بعد یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ عشق آلہی جو مخزن اسرار اور از قسم کیفیات ہے شرح کرنے کی قابل نہیں ۔ **فائدہ** مولانا کا قاعدہ ہے کہ اکثر ماضی کو بمعنے مضارع اور مضارع کو بمعنے ماضی لاتے ہیں کیونکہ اہل باطن معانی کے مقابل الفاظ کی پابندی کو ضروری نہیں سمجھتے ۔ اسی قاعدہ سے اس شعر میں لفظ گویم اور آیم بمعنے گفتم و آمدم ہے ۔ اور اس قاعدے کی بہت سی مثالیں مثنوی میں موجود ہیں ۔

	گرچہ تفسیر زبان روشن گر است	لیک عشق بے زبان روشن تر است	
ترجمہ	صاف گو کہتی ہے تفسیر زبان	لیک عشق بے زبان ہے خود عیان	

شرح ۔ یعنے اگرچہ زبان سے کسی چیز کا بیان کرنا کہنے والے کے مطلب کو ظاہر کر دیتا ہے مگر عشق حقیقی باوصف بیزبانی خود بخود روشن ہے ۔ کیونکہ عشق حال عاشق کو دوسروں پر بیان کئے بغیر نہیں رہ سکتا اور زبان حال زبان مقال سے سچی ہے ۔ یا یہ معنے ہیں کہ معشوق بے زبان یعنے شاہد حقیقی کا جلوہ جمیع ممکنات میں ظاہر ہے حاجت بیان نہیں رکھتا بقول شخصے ۔ جدہر دیکھتا ہوں ادہر تو ہی تو ہے ۔

	چون قلم اندر نوشتن میشتافت	چون بعشق آمد قلم بر خود شگافت	
ترجمہ	لکھدئے گو کلک نے لاکھوں ورق	عشق کی تحریر سے ہے سینہ شق	

شرح ۔ اس شعر کے کئی معنے ہو سکتے ہیں ۔ اوّل یہ کہ ہرچند قلم تحریر کے میدان میں دوڑتا ہے لیکن جب عشق حقیقی کی شرح یا معشوق حقیقی کی حالت لکھنے کا ارادہ کرتا ہے تو شگافتہ ہو جاتا ہے پھٹ جاتا ہے ۔ لکھنے کے کام کا نہیں رہتا ۔ یا یوں کہئے کہ لکھ ہی نہیں سکتا ۔ کیونکہ اسرار عشق اور انوار ذات کو احاطۂ تحریر میں لانا غیر ممکن ہے ۔ **دوم** یہ کہ قلم سے عقل اور نوشتن سے ادراک مراد ہے دعقل کو قلم اس لئے کہا گیا کہ جس طرح عقل تمام اشیار کے

کے ادراک پر قادر ہے۔ اسی طرح قلم تمام الفاظ کی تصویر یعنے تحریر پر قدرت رکھتا ہے جس سے ادراک کو بہت بڑی مدد ملتی ہے) اس صورت میں شعر کے یہ معنی ہوئے کہ عقل دیگر اشیاء کا ادراک کرتے کرتے جب عشق تک پہنچی تو بیکار ہو گئی۔ اور یہ قاعدہ ہے کہ جب عشق کی نوبت آتی ہے تو عقل بالکل بیکار ہو جاتی ہے سوم یہ کہ قلم سے قلم اعلیٰ مراد لیا جائے جس کی شان میں اوّل ما خلق اللّٰہ القلم آیا ہے اور جس کو عرف میں لوح و قلم کہتے ہیں اور عشق یعنے معشوق سے حقیقت محمدیہ مراد ہو۔ کیونکہ بعض صحیح روایتوں میں یہ لفظ موجود ہیں۔ اوّل ما خلق اللّٰہ القلم فقال لہ اکتب فکتب ما کان و ما یکون ثم قال لہ اکتب لا الٰہ الا اللّٰہ فکتبہا ثم قال لہ اکتب محمد رسول اللّٰہ فلم یقدر یکتبہا لانہ مظہر اسرار العشق۔ یعنے سب سے پہلے اللہ تعالےٰ نے قلم کو پیدا کرکے یہ حکم دیا کہ لکھ۔ پس قلم نے گزشتہ اور آیندہ تمام حالات لکھدیئے پھر حکم ہوا کہ لکھ لا الٰہ الا اللّٰہ قلم نے لکھدیا۔ پھر حکم ہوا کہ لکھ محمد رسول اللّٰہ۔ قلم اس لکھنے پر قادر نہ ہوا کیونکہ آنحضرت علیہ وسلم کامل طور پر مظہر اسرار عشق الٰہی ہیں۔ زبان قلم میں اتنی طاقت نہ تھی کہ ایسے محبوب خاص اور معشوق حقیقی کا نام لکھ سکتی

	چون سخن در وصف این حالت رسید	ہم قلم بشکست وہم کاغذ برید
ترجمہ	فکر وصف عشق سے چھوٹا قلم	پھٹ گیا کاغذ وہیں ٹوٹا قلم

شرح۔ این حالت کا اشارہ شرح عشق اور ذکر معشوق دونوں کی طرف ہو سکتا ہے یعنی جب عارف کامل حالات عشق لکھتے لکھتے اسرار عشق حقیقی اور جلوہ ذات معشوق کی شرح تک پہنچا تو اس نے قلم بھی توڑ ڈالا اور کاغذ بھی پھاڑ پھینکا۔ کیونکہ قلم اسرار لکھنے کی طاقت نہیں رکھتا اور کاغذ میں ایسے مضامین سما نہیں سکتے یا یہ معنے ہیں کہ جب عشق حقیقی اور جلوۂ شاہد معنوی کی شرح لکھنے کا وقت آیا تو قلم خود بخود ٹوٹ گیا اور کاغذ آپ ہی آپ پھٹ گیا۔ لفظ شکست۔ و برید متعدی اور لازم دونوں معنوں میں صحیح ہے۔

	عقل در شرحش چو خر در گل بخفت	شرح عشق و عاشقی ہم عشق گفت
ترجمہ	عقل ہے یاں جیسے دلدل میں گدھا	عشق خود شارح بنا ہے عشق کا

شرح۔ یعنے عشق اپنی شرح آپ کرتا ہے عقل معاش جو تھوڑی بہت ہر شخص میں ہے وہاں تک نہیں پہنچ سکتی یہاں عقل کی مثال ایسی ہے گویا ع رہگیا یہ تو گدھا دلدل میں پھنسکے بوجھ سے۔ غرضیکہ عشق کی صفت جس شخص میں ہوگی خود بخود ظاہر ہو جائیگی۔ مثل مشہور ہے ع کہ عشق و مشک را نتواں نہفتن۔ یہ مطلب اس صورت میں ہے کہ دوسرے مصرع میں لفظ عشق سے دونوں جگہ مصدری معنے مراد لئے جائیں اور اگر صرف پہلا عشق بمعنے معشوق ہے تو یہ مطلب ہوا کہ ذات معشوق حقیقی اور اس کے ممکنات پر عاشق ہونے یا ممکنات کے اس پر عاشق ہونیکی شرح عشق ہی بیان کر سکتا ہے۔ یہاں عقل انسانی عاجز ہے کیونکہ عقل کہہ رہی ہے کہ وحدت کا کثرت میں موجود ہونا محال عقلی ہے اور اگر دونوں جگہ عشق بمعنی معشوق ہے تو شعر کے یہ معنے ہونگے کہ ذات حق اور اُس کے ممکنات پر عاشق ہونے کی شرح خود ذات حق نے بیان کی ہے۔ چنانچہ یہ مضمون حدیث کنت کنزاً مخفیاً سے ظاہر ہے جسکے معنی شروع مثنوی میں ہم بیان کر چکے ہیں۔ نیز ایک حدیث میں خاتم المرسلین صلی اللّٰہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لا احصی ثناءً علیک یعنے ایخدا میں تعریف ہرگز نہیں بیان کر سکتا اس سے خود

نتیجہ نکلتا ہے کہ جب حبیب رب العالمین اُس کی ثنا سے معترف بعجز ہیں تو عقل بیچاری کیا کرسکتی ہے سُبحَانَ رَبِّکَ رَبِّ العِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَی المُرسَلِینَ وَالحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العَالَمِینَ ہ

	آفتاب آمد دلیل آفتاب	گر دلیلت باید ازوی رو متاب
ترجمہ	ہے دلیل آفتاب آپ آفتاب	منہ نہ پھیر اس سے کہ تا ہو نکتہ یاب

شرح۔ پہلے شعر کی توضیح ہے بطریق تمثیل۔ یعنے جس طرح ثبوت آفتاب فلک کے لئے دلیل کی حاجت نہیں بلکہ اس کا وجود بدیہی طور پر اس کے ثبوت کی دلیل ہے اسی طرح آفتاب عشق کی دلیل خود آفتاب عشق ہے یا یہ معنے ہیں کہ پہلے آفتاب سے مرشد کامل دوسرے سے عشق حقیقی مراد لیا جائے۔ یعنے مرشد آفتاب عشق حقیقی کی طرف رہبر ہے اگر تجھکو رہبر چاہئے تو مرشد کامل سے مُنہ نہ پھیر۔ اور اُس کی جستجو اور خدمت سے ہرگز غافل نہ رہ۔

	از وی ار سایہ نشانے میدہد	شمس ہر دم نور جانے میدہد
ترجمہ	آفتاب چرخ ہے سایہ نشان	آفتاب عشق نور افزائے جان

شرح سایہ کی تعریف یہ ہے اَلظِّلُّ ضَوءٌ ثَانٍ مُضِیٌّ بِالذَّاتِ اَو بِالوَاسِطَۃِ یعنے سایہ ہر روشن چیز کی بالواسطہ یا بلاواسطہ دوسری روشنی کو کہتے ہیں مثلاً دہوپ آفتاب کی بلاواسطہ اور چھانو آفتاب کی بالواسطہ روشنی ہے ان معنوں سے ہم دہوپ اور چھانو دونوں کو سایہ کہہ سکتے ہیں صوفیہ کے نزدیک مخلوقات و ممکنات کو بھی سایہ کہتے ہیں کیونکہ یہ بھی نور ذات احدیت کا بلاواسطہ سایہ ہے شعر کا مطلب یہ ہے کہ اگرچہ شمس فلکی کا سایہ شمس کے وجود کی علامت ہے اور سایہ یعنے دہوپ یا چھانو سے آفتاب کے وجود کا پتا ملتا ہے لیکن یہ شمس اور سایہ دونو غائب اور فنا ہونے والی چیزیں ہیں البتہ آفتاب عشق حقیقی بلا خوف فنا و زوال ہر وقت روح کو روشن اور قلب کو منور کرتا رہتا ہے وَفِی ذٰلِکَ فَلیَتَنَافَسِ المُتَنَافِسُونَ دیکھا ہے کہ رغبت کرنے والے اسی عشق حقیقی کی طرف راغب ہوں۔ نکتہ مولانا شمس الدین تبریزیؒ مولانا قدس سرہ صاحب مثنوی کے مرشد ہیں بریں لحاظ اگر شمس سے شمس الدین تبریزی مراد لئے جائیں۔ تو بھی شعر کے معنے درست ہیں کیونکہ شمس تبریز کا ذکر عنقریب آنے والا ہے۔

	سایہ خواب آرد ترا ہمچون سمر	چوں برآید شمس۔ انشق القمر
ترجمہ	سایہ خواب آور ہے شکل داستان	چھپ گیا سورج سے ماہ آسمان

شرح ہم ابھی لکھ چکے ہیں کہ صوفیوں کی اصطلاح میں مخلوقات کو سایہ کہتے ہیں یہاں سایہ کے یہی معنے اور قمر سے ہستی موہوم مراد ہے۔ ہستی کو قمر اس لئے کہا کہ جس طرح قمر ذاتی نور نہیں رکھتا بلکہ آفتاب سے حاصل کرتا ہے اسی طرح ہستی بھی ذاتی نہیں ہے بلکہ ذات حق کا فیضان ہے مطلب یہ کہ اے شخص مخلوقات اور ممکنات کا تعلق تجکو اس طرح خواب غفلت میں ڈالتا ہے جس طرح سونے والے کو قصے کہانیاں لیکن جب آفتاب عشق حقیقی نکل آتا ہے یا مرشد کامل میسر ہو جاتا ہے تو نیند اُڑ جاتی ہے ہستی موہوم غائب ہو کر

فنافی الذات کا مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے حاصل مطلب یہ ہے کہ اے شخص تو اپنی زندگی کو مخلوقات کے تعلق میں وقف نہ کر بلکہ خالق کا بندہ ہو کر رہ۔ ورنہ تجھ پر آفتاب عشق حقیقی کا نور جلوہ گر نہ ہوگا اور خواب غفلت سے کبھی بیداری نصیب نہ ہوگی۔

	خود غریبے در جہان چوں شمس نیست	شمس جان باقیست کو را امس نیست
ترجمہ	آفتاب چرخ کوکب ہے بقا	شمس جان باقی ہے بے نقص و فنا

شرح - لفظ امس دیروز گزشتہ کے معنوں میں جس سے مراد فنا ہے یعنے جہان میں کوئی چیز آفتاب کے مانند سفر میں نہیں رہتی یہ مسافر دن بھر گردش میں رہکر شب کو غائب ہو جاتا ہے آفتاب حقیقت سے اس کو کچھ مناسبت نہیں کیونکہ ذات حق جس کا عشق دل وجان کو پُر نور کر دیتا ہے ایسا شمس ہے جس کو نہ تو فنا ہے اور نہ گردش زمانہ سے کسی طرح کا نقصان پہنچتا ہے ہر وقت حاضر و ناظر ہے۔ امس - دیروز گزری ہوئی کل -

	شمس در خارج اگرچہ ہست فرد	مثل او ہم میتواں تصویر کرد
ترجمہ	شمس گو خارج میں یکتا ہے مگر	ذہن میں ہیں سو مثالیں مستتر
شرح	لیکن آن شمسے کہ شد مستش اثیر	نیستش در ذہن و در خارج نظیر
ترجمہ	شمس جان جو ہے دلوں میں مستتیر	ذہن و خارج میں نہیں رکھتا نظیر

شرح یہ دونوں شعر قطعہ بند ہیں۔ دوسرے شعر میں لفظ اثیر بمعنے بلند ہے جس سے آسمان مراد ہے شمس کو منطقیوں نے کلی مانا ہے اور اس کی یہ تعریف کی ہے الشمس مفہوم کلی منحصر فی الخارج فی فرد واحد یعنے آفتاب مفہوم کلی ہے اگرچہ خارج میں منحصر بفرد واحد نظر آتا ہے۔ مطلب اشعار یہ ہے کہ آفتاب اگرچہ سارے جہان میں ایک ہے مگر اُس کے مانند اور آفتاب بھی تصور میں آسکتے ہیں۔ لیکن وہ آفتاب ذات کہ آسمان جس کا تابع فرمان ہے نہ ذہن میں اپنا ثانی رکھتا ہے نہ خارج میں۔ قرآن مجید کی آیت ہے لیس کمثلہ شیئ یعنے خدا کے مانند کوئی چیز نہیں بعض نسخوں میں شمس جان کو خارج آمد از اثیر دیکھا گیا ہے اور مطلب دونوں کا ایک ہے۔

	در تصور ذات او را گنج کو	تا در آید در تصور مثل او
ترجمہ	ہے تصور ذات یکتا کا محال	آسکے کیونکر تصور میں مثال

شرح یعنے اُس کی ذات تصور میں نہیں سما سکتی اس لئے اُس کے مثل اور مانند کا تصور بھی غیر ممکن ہے۔
فائدہ جس چیز کا وجود خارج میں نہیں ہوتا اُس کا تصور کسی طرح ذہن میں نہیں آسکتا۔ چونکہ آفتاب کا وجود خارج میں پایا جاتا ہے اس لئے اُس کا یا اُس کے مثل و مانند کا تصور بھی ممکن ہے بخلاف عنقا جو مشہور پرند ہے چونکہ اُس کا وجود خارج میں نہیں پایا جاتا اس لئے ذہن اُس کے یا اس کی نظیر یا مانند کے تصور

سے عاجز ہے یہ دوسری بات ہے کہ کسی فرضی شکل کو عنقا تصور کر لیا جائے حاصل مطلب یہ ہے کہ مولانا نے اس شعر میں شلیت کے اعتراض کو دفع کیا ہے معترض یوں کہتا تھا کہ آفتاب ذات کو آفتاب فلکی سے کیا مناسبت ہے مولانا نے بقا وفنا کے معنوں سے ہر دو آفتاب کا فرق بیان کر دیا ہے تشبیہ آفتاب فقط سمجھانے کے لئے ہے۔

	شمس تبریزی کہ نور مطلق است	آفتابست وز انوار حق است	
ترجمہ	شمس تبریزی ہے گویا نور حق	آفتاب حق سراپا نور حق	

شرح۔ مولانا کا قاعدہ ہے کہ اشتراک لفظ کے باعث ایک مطلب کو چھوڑ کر دوسرے مطلب کی طرف اکثر رجوع کر جاتے ہیں چونکہ لفظ شمس ذات حق آفتاب عشق حقیقی۔ شمس فلکی اور مولانا شمس الدین تبریزی کے مرادی معنوں میں مشترک تھا اس لئے شمس کے تین معنے بیان کرنے کے بعد چوتھے معنے شمس الدین تبریزی کی طرف رجوع کیا گیا۔ یعنے شمس الدین تبریزی (مرشد مولانا روم) کہ ہستی موہوم کے ترک اور فنائی الذات ہونے کے سبب تمام کثافتوں سے ممتاز ہو کر روح کی طرح لطیف ہو گئے ہیں اور محض نور ہی نور رہ گئے ہیں آفتاب عرفان ہیں اور سالکان راہ خدا کی رہبری کے لئے خدا کا نور ہیں۔

	چوں حدیث روئے شمس الدین رسید	شمس چارم آسمان سر در کشید	
ترجمہ	شمس دیں کی آگئی ہے داستان	منفعل ہے شمس چارم آسمان	

شرح۔ یعنے جب شمس الدین تبریزی کا ذکر آگیا تو آفتاب فلکی نے خجالت سے منہ ڈھانک لیا کیونکہ یہ آفتاب صرف دنیا کی موجودہ چیزوں کو روشن کر سکتا ہے اور شمس تبریزی اسرار الٰہی کے روشن کرنے والے ہیں دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ حدیث شریف میں یہ لفظ موجود ہیں انّ للّٰہ عبادًا قلوبھم انور من الشمس یعنے بہت سے خدا کے بندے ایسے ہیں جن کے دل آفتاب سے زیادہ روشن ہیں۔ چارم آسمان بطور اضافت مقلوب یعنے آسمان چہارم۔

	واجب آمد چونکہ بُردم نام او	شرح کردن رمزے از انعام او	
ترجمہ	فرض ہے جب آگیا ہے نام شمس	کچھ نہ کچھ تحریر ہو انعام شمس	

شرح۔ یعنے جب شمس الدین تبریزی کا نام میری زبان پر آگیا تو مجھکو واجب ہے کہ ان کے انعامات کا تھوڑا ذکر کروں۔ انعام سے مراد توحید اور عرفان کی تعلیم ہے نکتہ یہاں سے یہ بات نکلتی ہے کہ اگر کسی جگہ مرشد کا نام زبان پر آجائے تو اس کے اوصاف ضرور بیان کرنے چاہئیں۔ تاکہ دیگر سامعین بھی فیض حاصل کر سکیں

	ایں نفس جان دامنم برتافتہ	بوئے پیراہان یوسف یافتہ	
ترجمہ	دامن جان ہو گیا طوق گلو	پا گئی ہے پیراہن یوسف کی بو	

شرح اس شعر کے معنے کئی طرح ہو سکتے ہیں اول یہ کہ برتافتہ حسب محاورہ بمعنے برداشتہ ہے اس صورت میں

شعر کا یہ مطلب ہے کہ اس وقت یعنے جبکہ مرشد کامل شمس الدین تبریزی کا نام میری زبان پر آگیا ہے روح نے میرے جسم سے تعلق کا دامن اُٹھالیا ہے یعنے مرشد برحق کے نام لینے سے اس قدر مسرت حاصل ہوئی ہے کہ روح بدن سے نکلی جاتی ہے شادی مرگ ہوا چاہتا ہوں جان مرشد کے نام پر قربان ہونے والی ہے گویا مرشد کا نام میری روح کے حق میں حضرت یوسف کے پیراہن کی خوشبو ہوگیا جس طرح بوئے پیراہن سے حضرت یعقوب علیہ السلام وصال یوسف کے لئے بیقرار ہوگئے تھے اسی طرح میری روح مرشد کی ملاقات کے لئے بیقرار ہے دوم یہ کہ تافتن چمکنے یا روشن ہونیکے معنوں میں لیا جائے اور جان دامن میں اضافت مقلوب قرار دی جائے۔ اسصورت میں یہ معنے ہوئے کہ اس وقت تذکرہ مرشد کے سبب میری روح کا دامن چمک اُٹھا ہے اور جان میں اس طرح روشنی پیدا ہوگئی ہے جسطرح بوئے پیراہن یوسفؑ سے حضرت یعقوب علیہ السلام کے دماغ میں روشنی پیدا ہوکر باعث نور بصارت ہوگئی تھی یہ دونوں معنے اس صورت میں ہیں کہ جان سے روح مراد لی جائے۔ سوم یہ کہ جان سے مراد مولانا حضرت حسام الدین ہیں۔ چنانچہ مولانا قدس سرہ ان کی نسبت مثنوی کے دیباچہ میں فرما چکے ہیں۔ اَنْتَ مَکَانَ الرُّوحِ مِنْ جَسَدِی اے حسام الدین تو میرے بدن میں روح کے مانند ہے اس وقت تافتن بل دینے اور پکڑنے کے معنوں میں ہوگا۔ مطلب یہ کہ مرشد کا نام سن کر حسام الدین نے میرا دامن پکڑ لیا اور اُن کا ذکر مبارک سننے کے لئے ایسے بیقرار ہوئے جس طرح یعقوب بوئے پیرہن یوسف سے ہوئے تھے اور باصرار تمام یہ کہا۔ کز برائے حق صحبت سالہا۔ الخ آخرہ یہ معنے پہلے دونوں معنوں سے اچھے ہیں اور ہم نے انہیں کو پسند کیا ہے آئندہ شعر سے آخر داستان تک مولانا قدس سرہ اور حسام الدین کے سوال وجواب ہیں۔

	کز برائے حق صحبت سالہا	باز گو رمزے ازان خوش حالہا
ترجمہ	یعنے کرکے پچھلی صحبت کا خیال	مجھسے کچھ فرمائیے مرشد کا حال

شرح۔ یہ شعر مولانا حسام الدین کا مقولہ ہے جو مولانا قدس سرہ کا دامن پکڑکے یہ کہہ رہے ہیں کہ آپ کو مولانا شمس الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کے برسوں کے حق صحبت کی قسم حضرت شمس تبریز کے حالات میں سے کچھ نہ کچھ ارشاد فرمائیے۔ لفظ خوش حالہا میں اضافت مقلوب ہے اور اگر پہلے شعر میں جان سے مراد روح ہے تو گویا یہ تمام گفتگو مولانا قدس سرہ اور ان کی روح کے مابین ہورہی ہے اور شعر کا یہ مطلب ہے کہ مولانا کی روح نے قسم دے کر اُن سے کہا کہ مجھے اپنے مرشد کامل کے کچھ حالات سنائیے کیونکہ توحید وعرفان کے ذکر سے عارف کی روح تازہ ہوتی ہے۔

	تا زمین و آسمان خندان شود	عقل و روح و دیدہ صد چندان شود
ترجمہ	تا زمین و آسمان کو ہو فتوح	تا بڑھے صد چند چشم و عقل و روح

شرح۔ یہ شعر باز گو رمزے ازان خوشحالہا کی علت ہے۔ یعنے مولانا حسام الدین یا روح مولانا قدس سرہ مولانا اور شمس الدین تبریزی کے حالات سننے پر اس لئے مصر ہوئے کہ زمین جسم خاکی اور آسمان قلب کو تروتازگی اور شادمانی اور صفائی حاصل ہو شعور عقل معاد اور روح دیدۂ حق بیں اپنی عمدہ حالت میں اب سے سو مرتبہ زیادہ ترقی کرجائے۔ اور یہ بات بالکل ٹھیک ہے کہ ذکر الاولیاء حکمۃ للقلوب وکفارۃ للذنوب اولیاء اللہ

کا ذکر دلوں کے لئے حکمت ہے اور گناہوں کے لئے کفارہ سبحان اللہ جن لوگوں کا ذکر ایسا مرتبہ بلند رکھتا ہے کہ گناہوں کا کفارہ بنجاتا ہے اُن کی زیارت اور محبت کیسے بلند مرتبہ کی ہو گی۔

	گفتم اے دور اوفتادہ از حبیب	ہمچو بیمارے کہ دور ست از طبیب
ترجمہ	یوں کہا میں نے کہ اے دور از حبیب	جس طرح بیمار ہے دور از طبیب

شرح یہ شعر مولانا کا مقولہ اور مولانا حسام الدین یا روح کے سوال کا جواب ہے مولانا فرماتے ہیں کہ میں نے حسام الدین یا اپنی روح سے اس سوال کے جواب میں کہا کہ اے حبیب سے دور افتادہ اور اے طبیب روحانی کے علاج سے بے نصیب تو مجھے مولانا شمس الدین کے حالات بیان کرنے کی تکلیف نہ دے کیونکہ وہ فنا فی الذات اور صاحب مقامات ہیں ان کے اسرار بیان کرنیکے لائق نہیں حبیب اور طبیب سے شمس تبریزی مراد ہیں۔

	لَا تُکَلِّفْنِیْ فَاِنِّیْ فِی الْفَنَا	کَلَّتْ اَفْہَامِیْ فَلَا اُحْصِیْ ثَنَا
ترجمہ	کچھ نہ کہہ مجھسے کہ ہوں میں تو فنا	اور فانی کر نہیں سکتا ثنا

شرح لفظ کل بالفتح و تشدید لام بمعنے کند شدن زبان ہے اور افہام مصدر ہے بمعنے سمجھانا مطلب یہ کہ اے حسام الدین میں مقام فنا میں ہوں یعنے شمس الدین تبریزی (جنکو مرتبہ بقا باللہ حاصل ہے) کی مدح کے سامنے بالکل ہیچ اور لاشئے ہوں۔ اور میری زبان تفہیم بالکل کند ہے (کیونکہ فانی کلام نہیں کرسکتا) اس لئے مولانا شمس الدین تبریزی کی ثنا جو سراپا مدح ہیں۔ میری زبان سے غیر ممکن ہے اس شعر کے دوسرے معنے یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ جب مولانا حسام الدین یا مولانا قدس سرہ کی روح مولانا شمس الدین تبریزی کے حالات سننے پر مصر ہوئی تو مولانا قدس سرہ نے یہ جواب دیا کہ اے حبیب اور طبیب (ذات الٰہی) سے دور افتادہ تو شمس تبریزی کے حالات کے پردہ میں ذات الٰہی کے اسرار معلوم کرنے چاہتا ہے کیونکہ شمس تبریزی فنا فی الذات ہیں اور اُن کے افعال و اوصاف بعینہ افعال و اوصاف الٰہی ہیں اور ثنائے الٰہی غیر ممکن ہے کیونکہ پیغمبر آخر الزماں نے خود فرمایا ہے لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ۔ اے اللہ میں تیری ثنا بیان نہیں کرسکتا جیسی کہ تو نے اپنی ثنا آپ کی ہے اس صورت میں گویا یہ شعر بطور گریز ہے جس میں مرشد کی تعریف سے ثنائے الٰہی کی طرف رجوع کیا گیا ہے۔ یا تضمین ہے کہ خدا کی ثنا سے مرشد کی مدح اور مرشد کی مدح سے خدا کی ثنا نکلتی ہے۔

	کُلُّ شَیْءٍ قَالَہٗ غَیْرُ الْمُفِیْقِ	اِنْ تَکَلَّفَ اَوْ تَصَلَّفَ لَا یَلِیْقُ
ترجمہ	جو کہے بیہوش اکثر نا درست	گو تکلف ہی کرے پر نا درست

شرح۔ لفظ غیر المفیق بمعنے بیہوش۔ اور تصلف بمعنے لاف زدن ہے۔ یعنے جس طرح بیہوش آدمی کا مقولہ خواہ وہ تکلف سے کہے یا لاف زنی کرے کسی لائق نہیں ہوتا اسی طرح میری مدح شمس الدین تبریزی کے مدائح کے لائق نہیں۔ یا یہ کہ مجھے وہ الفاظ نہیں ملتے جو ذات الٰہی کی ثنا کے قابل ہوں۔

	ہر چہ میگوید موافق چوں نبود	چوں تکلف نیک ہم نالائق نمود

ترجمہ	جب موافق ہی نہیں ہے اُس کا قول	سخت نالائق ہیں سارے اول قول

شرح پہلے شعر کی توضیح ہے۔ یعنے بیہوش آدمی جو کچھ کہتا ہے چونکہ وہ واقع کے مطابق نہیں ہوتا۔ اس لئے اُس کی مثال ایسی ہے جیسا کوئی شخص تکلف اور بناوٹ سے کوئی بات کہے اور وہ کہنے یا سننے کے لائق نہ ہو بنود اور نمود صیغہ ہائے ماضی بمعنے مستقبل ہیں خدا کی ثنا اور مرشد کی مدح کا بھی یہی حال ہے۔

	من چگویم یک رگم ہشیار نیست	شرح آن یارے کہ او را یار نیست
ترجمہ	کیا کہوں بیہوشی ایک اک رگ میں ہے	حال اُس کا جو یگانہ جگ میں ہے

شرح لفظ یک رگ سے چھوٹے سے چھوٹا عضو مقصود ہے یعنے چونکہ میں مقام فنا میں ہوں اس لئے میرے کسی عضو میں حس و حرکت باقی نہیں رہی اس لئے خدا کی ثنا اور اپنے مرشد شمس الدین تبریزی کی مدح نہیں کرسکتا۔ پہلا یار یعنی دوست اور دوسرا یار یعنی نظیر و مانند ہے اور ان دونوں سے ذات الٰہی اور شمس تبریزی دونوں مراد ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا بنظیر و بے مانند ہونا تو ظاہر ہے مگر شمس تبریزی کو بے مانند اس لئے کہا کہ وہ مصنف مثنوی کے مرشد اور قطب الاقطاب اور فرد الافراد اور اپنے زمانہ میں بے نظیر عارف کامل تھے

	خود ثنا گفتن زمن ترک ثناست	کیں دلیل ہستی و ہستی خطاست
ترجمہ	ہیں ثنا میں معنی ترک ثنا ؛	کیونکہ یہ ہستی ہے ہستی ہے فنا

شرح یعنے خدا کی ثنا اور مرشد کی مدح کرنی نہ کرنے کے برابر ہے کیونکہ کسی شئی یا کسی فعل کا کرنا اُس کو نیستی سے ہستی میں لانا ہے اور ہستی بالکل موہوم اور صوفیہ کے نزدیک بہر حال لائق ترک ہے خلاصہ یہ کہ ع خاموشی از ثنائے تو حدِّ ثنائے تست۔

	شرح این ہجران و این خون جگر	این زمان بگذار تا وقتِ دگر
ترجمہ	شرح حالِ فرقت و خونِ جگر	چھوڑ دے اس وقت تا وقتِ دِگر

شرح۔ یعنی اے حسام الدین اس جدائی اور خون جگر کی شرح جو فراق مرتبۂ غیب یا شمس تبریزی کی مفارقت میں حاصل ہے۔ اس وقت نہ پوچھ بلکہ کسی اور وقت پر موقوف رکھ نکتہ یہاں سے یہ بات نکلتی ہے کہ مرشد کامل کو مقامات اور اسرار کا اظہار بلا اصرار طالب صادق ہرگز نہ کرے کیونکہ ہر شخص کا ظرف اس قابل نہیں ہوتا کہ اُس میں اسرار الٰہی سما سکیں۔ اگر طالب صادق کا فرض ہے کہ مرشد سے وقتاً فوقتاً حالات پوچھ کر فائدہ حاصل کرتا رہے چنانچہ مولانا روم اور مولانا حسام الدین کا یہی حال تھا۔ یا الٰہی تو ہمیں مرشد کامل کی تلاش کی توفیق اور رہبر برحق کے احکام کی تعمیل کا شوق عنایت فرما اور ہمیں ہمارے مطالب میں کامیاب

	قَالَ اَطْعِمْنِیْ فَاِنِّیْ جَائِعٌ ؛	فَاعْتَجِلْ فَالْوَقْتُ سَیْفٌ قَاطِعٌ
ترجمہ	یہ کہا سنکر کہ کھانا دیجئے	وقت ہے تلوار جلدی کیجئے

شرح لفظ قال کا فاعل روح مولانا اور حسام الدین دونو ہو سکتے ہیں یعنے مولانا قدس سرہ کا جواب دیا

زماں بگذار تا وقت دگر۔ سن کر مولانا کی روح یا حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کہا کہ مجھے کھانا کھلائیے میں بھوک کی حالت میں ہوں۔ کیونکہ علم اور ذکر الٰہی روح کی غذا ہے اور عارفان الٰہی ہمیشہ نئی تجلیوں اور معرفت حق کے بھوکے رہتے ہیں۔ دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ خدا کی ثنا اور مرشد کی مدح سنانے میں جلدی کیجئے اس لئے کہ وقت شمشیر بران کے مانند بہت جلد گزرنے والی چیز ہے موت و حیات کا کچھ اعتبار نہیں۔ لہذا نیک کاموں میں جلدی کرنی چاہیئے ع اے فرصت بیخبر در ہر چہ باشی زود باش۔

	صوفی ابن الوقت باشد اے رفیق		نیست فردا گفتن از شرط طریق
ترجمہ	صوفی ابن الوقت ہیں سن اے رفیق		آج کل کرنا نہیں شرط طریق

شرح ابن الوقت اس شخص کو کہتے ہیں جو پابندی کے ساتھ اوقات کا ایسا لحاظ رکھے جیسے لائق بیٹا باپ کا لحاظ رکھتا ہے اسکی طاعت عبادت ادائے حقوق کسب معاش بوجہ حلال توجہ مراقبہ غرضیکہ تمام دینی اور دنیوی کام اپنے مقرر وقت پر ہوں اس کو ابن الحال بھی کہتے ہیں اور ابو الوقت وہ ہے جو بلالحاظ اوقات ہر دم و ہر لحظہ مشغول طاعت و ذکر الٰہی رہے اور وقت پر ایسا حاکم ہو جیسا باپ بیٹے پر۔ ابن الوقت ماضی و مستقبل کو چھوڑ کر صرف زمانہ حال پر نظر رکھتا ہے اور ابو الوقت زمانہ کی قید سے آزاد ہے وہ اپنے مجاہدہ کی طاقت سے ماضی و مستقبل کو حال میں لا سکتا ہے چونکہ ابو الوقت ہونا نہایت مشکل ہے اس لئے کم از کم صوفی کو ابن الوقت بننا ضرور چاہیئے۔ صوفی کے لغوی معنے صوف پوش کے ہیں۔ صوف پشمینہ کو کہتے ہیں چونکہ صوفی تارک الدنیا ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کا لباس کمل کا ہوتا ہے اور اصطلاح میں تصوف دل کو ماسوے اللہ سے پاک و صاف رکھنے کا نام ہے اور آدمی کا دل غیر اللہ سے اسی وقت پاک و صاف ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے میں ابن الوقت ہونے کی صفت پیدا کرے یعنے وقت کا لحاظ رکھے اس کا کوئی وقت ذکر الٰہی سے خالی نہ جائے۔ یہ شعر روح کا مقولہ ہے جو مولانا قدس سرہٗ سے ہمکلام ہو رہی ہے یعنی روح مولانا سے یہ کہتی ہے کہ اے مولانائے رومی تم اپنے آپ کو ابن الوقت کہتے ہو۔ تمہارا وقت تو خالص ذکر الٰہی کے لئے ہے پھر یہ کہکر کہ (ایں زماں بگذار تا وقت دگر) ذکر الٰہی کو جو ہر وقت زبان پر جاری رکھنے کی چیز ہے آج سے کل پر چھوڑنا شرط طریقت کے خلاف ہے کیونکہ آج کا کام کل پر موقوف رکھنا ابن الوقت کی شان نہیں ہوتی مجھے ثنائے الٰہی یا مدح مرشد کامل (جو مشتمل بر ثنائے الٰہی ہے) اسی وقت سنائیے۔ علیٰ ہذا القیاس یہ شعر مولانا حسام الدین کا مقولہ بھی ہو سکتا ہے۔

	تو مگر خود مرد صوفی نیستی		نقد را از نسیہ خیزد نیستی
ترجمہ	تو مگر صوفی نہیں اے ہوشیار		نیستی ہے نقد کو دینا ادھار

شرح یہ شعر بھی روح کا مقولہ ہے جو مولانا قدس سرہ سے مخاطب ہو کر یہ کہتی ہے کہ شاید آپ صوفی آدمی نہیں ہیں کہ ایں زماں بگذار تا وقت دگر فرما کر ذکر الٰہی کو کسی اور وقت پر ٹالتے ہیں آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ نقد کو قرض دینے سے نیستی حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ ہستی موہوم کا اعتبار نہیں یہ بات ممکن ہے کہ وصول ہونے سے پہلے قرض لینے یا دینے والا مر جائے۔ یا دونوں دنیائے ناپائدار سے چل بسیں۔ اسی طرح انسانی ہستی جو

خاص ذکرِ الٰہی کے لئے ہے بمنزلۂ نقد ہے اس کو بہرحال عبادت میں مشغول رکھنا چاہیئے کل کی امید پر آج کچھ نہ کرنا گویا نقد ہستی کو قرض دینا اور اُس کو نیستی سے بدل ڈالنا ہے جو اہل تصوف کی شان سے بعید ہے اسی طرح یہ شعر مولانا حسام الدین کا مقولہ بھی ہوسکتا ہے مگر اس صورت میں یہ اعتراض وارد ہوگا کہ مولانا حسام الدین کا مرید اور طالب صادق ہوکر اپنے مرشد کامل مولانا رومی سے یہ کہنا تو مگر خود مرد صوفی نیستی ایک قسم کا ترک ادب ہے اس کا جواب یہ ہے کہ شریعت وطریقت کے متعلق مرشد کی خدمت میں کچھ عرض کرنا ترک ادب نہیں ہے بلکہ ایسے موقع پر خاموش رہنا ترک ادب شریعت ہے مرشد اور پیر معصوم نہیں ہوا کرتے ۔ عین طریقت یہ ہے کہ جس طرح مرشد طالب کا خیرخواہ اور اُس کا ہر حال میں رہبر ہے اسی طرح طالب صادق پر فرض ہے کہ انسانی خطا اور بشری لغزش پر مرشد کو متنبہ کرتا رہے یا یہ جواب ہے کہ جس راز کو حسام الدین مفصل پوچھنا چاہتے تھے وہ ظاہر طور پر قابل شرح نہ تھا اس لیئے مولانا قدس سرہ نے بتانے سے اغماض کیا اور مولانا حسام الدین نے اس چشم پوشی کو اپنے گمان میں تصوف کی شان کے خلاف سمجھکر ۔ تو مگر خود مرد صوفی نیستی کہدیا ۔ اور سب سے اچھا جواب یہ ہے کہ یہ اور اس سے اگلا دونوں شعر بطور جملہ معترضہ ہیں نہ ہم ان کو روح کا مقولہ کہتے ہیں نہ مولانا حسام الدین کا بلکہ ان کو مولانا قدس سرہٗ کا مقولہ کہنا چاہیئے ۔ جو عام صوفیوں کی نصیحت کے لئے ہے اور جس کا مضمون فاعجل فالوقت سیف قاطع سے نکلا ہے ۔

گفتمش پوشیدہ خوشتر سرّ یار		خود تو در ضمن حکایت گوش دار	
ترجمہ	یوں کہا میں نے کہ تجھ پر سرّ یار		بات کے پردے میں ہوگا آشکار

شرح یہ شعر قَالَ اَطْعِمْنِیْ فَاِنِّیْ جَائِعٌ کا جواب ہے مولانا فرماتے ہیں کہ میں نے روح یا حسام الدین سے یہ کہا کہ بیشک صوفی کو ابن الوقت ہونا چاہیئے مگر لحاظ اور تقاضائے وقت یہی ہے کہ اللہ تعالےٰ کے اسرار اور مرشد کامل شمس الدین تبریزی کے حالات در پردۂ حکایت پوشیدہ طور پر کہے جائیں تاکہ نا اہل اور کم استعداد جو معنے وحدت الوجود کے مخالف ہیں اہل تصوف پر معترض نہ ہوں ۔ کیونکہ صوفیوں کا مذہب یہ ہے

کر بچشماں دل مبیں جز دوست ۔ ہر چہ بینی بدانکہ مظہر اوست

خوشتر آں باشد کہ سرّ دلبراں		گفتہ آید در حدیث دیگراں	
ترجمہ	ہے یہی بہتر کہ سِرّ مستتر		ہو عیاں تو دوسروں پر ڈھال کر

شرح اس کا اور اس سے پہلے شعر کا مطلب ایک ہے ۔ مگر یہاں اتنا جتا دینا ضرور ہے کہ مولانا قدس سرہ نے مولانا شمس الدین تبریزی کا ذکر اپنی مثنوی میں کئی جگہ ضمناً اور اشارتاً ہی کیا ہے ۔ جس کی تشریح عنقریب معلوم ہو جائیگی ۔

گفت مکشوف و برہنہ بے غلول		باز گو رنجم مدہ اے بوالفضول	
ترجمہ	پھر کہا اس نے کہ کہدو صاف صاف		رنج کیوں دیتے ہو گستاخی معاف

شرح ۔ روح ۔ یا مولانا حسام الدین کا مقولہ ہے ۔ یعنے خوشتر آں باشد کہ سرّ دلبراں الخ مولانا قدس سرہ کا

جواب مَن کہ روح یا حسام الدین نے پھر اسرار کے ساتھ یہ کہا کہ سرِ وحدت یا مولانا شمس الدین تبریزی کا کھلا کھلا اور مفصل حال بے کم و کاست بیان فرمایئے اور مجھے شوق یا انتظاری کی تکلیف نہ دیجئے بے غلول بے خیانت یعنے بلاکم و کاست نکتہ اگر اس شعر کو روح کا مقولہ کہا جائے تو یہ انغول بحسب اصطلاح یعنے زیادہ گو ہے اور اگر مولانا حسام الدین کا مقولہ قرار دیا جائے تو لغوی معنوں کے اعتبار سے بحالت جمع یعنے الوالفضل ہے۔ اس صورت میں ترک ادب کا اعتراض مولانا حسام الدین پر نہیں ہوسکتا۔

	پردہ بردار و برہنہ گو کہ من	می نگنجم باصنم در پیرہن
ترجمہ	چھید کیجئے پردۂ اسرار میں	کب سمائے نگا لباس یار ہیں

شرح یہ شعر گذشتہ شعر کے ہم معنے ہے یعنے روح مولانا یا حسام الدین کا قول ہے کہ اے مرشد کامل مولانا رومی اسرار وحدت کا پردہ اٹھا دیجئے اور شمس تبریزی کا حال جو کچھ کہنا ہے آشکارہ طور پر بیان فرمایئے کیونکہ میں اپنے معشوق حقیقی (ذات الٰہی) یا ذات معشوق مجازی (مرشد کامل یعنے شمس تبریزی) کے ساتھ ایک پیرہن میں نہیں سما سکتا۔ یعنے اسرار معلوم نہیں کرسکتا یا در پردہ بھید کی باتیں سننے کی طاقت اور سمجھ نہیں رکھتا۔ سر وحدت اور ذکر عرفان امر حق ہے حق کو کھول کر بیان کرنا چاہیئے۔ کیونکہ پیغمبر دنیا میں صرف اظہار حق کے لئے آئے تھے قرآن مجید کی آیت ہے وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ یعنے رسول غیب کی باتوں میں بخل یا خیانت نہیں کرتا مطلب یہ کہ وہ حق کو چھپا نہیں رکھتا۔ طریقت شریعت کی فرع ہے اور صوفی رسولوں کے پیرو۔ اس لئے لازم ہے کہ سرِ وحدت آشکارا طور سے ظاہر کیا جائے مولانا قدس سرہ آیندہ شعر میں اس کا جواب دیتے ہیں اور یہ فرماتے ہیں کہ

	گفتم ار عریان شود او در عیان	نے تو مانی نے کنارت نے میان
ترجمہ	پھر کہا میں نے اگر ہو وہ عیاں	تیری کیا ہستی ہے نہ جائے جہان

شرح یعنے اے حسام الدین اگر وحدت در کثرت کا راز یا شمس تبریزی کا بھید بے پردہ ہو کر ظاہر ہوجائے تو فی الفور تیری ہلاکت کا باعث ہو نہ تو رہے۔ نہ تیری بغل نہ کمر مطلب یہ کہ اجسام خاکی بالکل فنا ہوجائیں کیونکہ وحدت کا راز جبتک قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ کا قائل خود ظاہر نہ ہو معلوم نہیں ہوسکتا علیٰ ہذا القیاس شمس تبریزی کا بھید سرِ وحدتِ مطلقہ ہے اور ذات احد یا سرِ وحدت کا ظہور اس آیت کا مقتضی ہے کُلُّ شَیْءٍ ہَالِکٌ اِلَّا وَجْہَہٗ یعنے سوائے ذات خدا کے ہر چیز فانی اور ہلاک ہونے والی ہے۔

	آرزو میخواہ لیک اندازہ خواہ	بر نتابد کوہ را یک برگ کاہ
ترجمہ	آرزو حسب لیاقت چاہیئے	گھاس اٹھائے کوہ طاقت چاہیئے

شرح یعنے اے حسام الدین آدمی کو چاہیئے کہ اپنے حوصلے کے موافق کسی چیز کی آرزو کرے۔ جس طرح گھاس کا ایک تنکا پہاڑ کے اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتا۔ اسی طرح انسان کی بھی یہ مجال نہیں کہ سرِ وحدت کو بے پردہ معلوم کرسکے۔ واللہ اعلم باسرارہ۔

	آفتابی کز وی ایں عالم فروخت	اندکے گر پیش آید جملہ سوخت
ترجمہ	فی المثل گر آفتاب آسمان	آگے آجائے تو جل جائے جہان

شرح مضمون جواب کی توضیح ہے بطریق تمثیل اور فروخت افروخت کا مخفف یعنے اگر آفتاب فلکی جس سے سارا جہان منور ہے تھوڑا سا آگے آجائے تو تمام عالم کو جلا ڈالے اور اس کی تیزی اور گرمی کی تاب کسی متنفس کو نہ ہو۔ علی ہذا القیاس اظہار سر وحدت کی تاب جس کو جلوہ آفتاب حقیقت کہنا چاہئے کس طرح ہوسکتی ہے کیونکہ آفتاب فلکی آفتاب حقیقی کے روبرو بالکل بے حقیقت ہے۔ ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

	تا نگردد خون دل و جان جہان	لب بدوز و دیدہ بربند ایں زمان
ترجمہ	تا نہ ہو عالم کا قصہ مختصر	بند کربس دیدہ و لب بند کر

شرح۔ یعنے اے حسام الدین کشف اسرار وحدت کے سوال سے لبوں کو سی لے اور آنکھیں بند کر کے سوچ کہ تو نے کیسا مشکل سوال کیا تھا جس سے جہان کے دل وجان کا خون ہوجانا (ہلاک ہونا) متصور ہے اس لئے کہ اسرار کا اظہار بلا تجلی ذات ناممکن ہے اور تجلی باعث ہلاک عالم قائدہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اُن کی قوم نے جلوۂ الٰہی بے پردہ دیکھنے کا سوال کیا تھا۔ مگر چونکہ یہ سوال ادب اور ان کے حوصلے یا طاقت بشری سے خارج تھا اس لئے اُن پر بجلی گرائی گئی اور بہت سے آدمی ہلاک ہوئے غرضیکہ انسان جو آفتاب کی زیادہ تیزی اور بجلی کے تھوڑے سے صدمہ سے ہلاک ہوجاتا ہے وہ آفتاب حقیقت کے مشاہدے اور سرّ وحدت کے اظہار کی تاب کیونکر لاسکتا ہے قوم حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بجلی گرنے کا قصہ قرآن مجید (سورہ بقر) میں موجود ہے وَاِذْ قُلْتُمْ یٰمُوْسٰی لَنْ نُّؤْمِنَ لَکَ حَتّٰی نَرَی اللّٰہَ جَہْرَۃً فَاَخَذَتْکُمُ الصّٰعِقَۃُ۔ یعنے جب موسیٰ کی قوم نے یہ کہا کہ ہم جب تک خدا کو بے پردہ نہ دیکھ لینگے تجھپر ہرگز ایمان نہ لائینگے تو اُن پر بجلی گر پڑی - اس شعر کے دوسرے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ اے حسام الدین جب تک کثرت ریاضت اور مجاہدہ کے باعث تمام عالم کے دل وجان کا خون نہ ہو جائے تو اظہار سرّ وحدت کے سوال سے خاموش رہ اور کشف اسرار سے چشم پوشی کر۔ جس وقت دل وجان عالم کا خون ہوجائیگا اور اہل عالم مرتبۂ فنا کے بعد مرتبۂ بقا حاصل کرینگے۔ اُن پر ایسے مخفی اسرار خود ظاہر ہوجائینگے سچ ہے ع تا نہ بینم رخ تو روح رسیدن ندہم ۔

	پیش ازیں آشوب و خونریزی مجو	پیش ازیں از شمس تبریزی مگو
ترجمہ	اس سے بڑھکر اور خونریزی نہ ڈھونڈ	اور راز شمس تبریزی نہ ڈھونڈ

شرح لفظ پیش ازیں اور پیش ازیں کا اشارہ خوشتر آن باشد کہ سر دلبران کی طرف ہے یعنے اے حسام الدین میں نے اسرار وحدت اور حالات شمس تبریز جابجا در پردہ حکایت بیان کئے ہیں اس سے بھی اہل دل کا آشوب و فریاد اور اہل عرفان کی خونریزی (ترک ہستی و نفس کشی) یقینی امر ہے اس سے زیادہ سر وحدت

کا اظہار بہت زیادہ آشوب اور خونریزی کا باعث ہوگا۔ تو ایسا سوال نہ کر جو باعث ہلاک عالم ہو اور شمس تبریزی کا نام بار بار نہ لے ورنہ مجھے پھر جوش آجائیگا۔ اور خدا جانے وحدۃ الوجود کے متعلق کیا کچھ کہہ اٹھونگا نکتہ جو لوگ منصور کے سولی دیئے جانے سے واقف ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ الحق کے بھید وحدت کا اظہار خونریزی کا باعث ہے اگر منصور خاموش رہتا تو سولی نہ دیا جاتا۔ یہ سزا اُس کم ظرف غماز کو ملتی ہے جس کے دل میں معشوق کے راز نہیں سما سکتے۔

	این ندارد آخر از آغاز گو	رو تمام آں حکایت باز گو
ترجمہ	انتہا اسکی نہیں خاموش رہ	اُس حکایت کا تتمہ جلد کہہ

شرح یعنے اے حسام الدین اسرار معرفت اور اوصاف مرشد (مولانا شمس الدین تبریزی) نا تمناہی ہیں ان کو چھوڑ کر طبیب غیبی اور بادشاہ کی باقی رہی ہوئی حکایت سنا دے تا کہ اہل بصیرت کو معلوم ہو جائے کہ اس قصہ میں درپردہ شمس تبریزی کا ذکر ہے نکتہ اگر طبیب غیبی سے مولانا شمس الدین تبریزی اور سلطان سے مولانا رومی قدس سرہ اور طبیبان مدعی سے مصنوعی اور مکار صوفی مراد لئے جائیں تو یہ ساری حکایت بمقتضائے (خود تو در ضمن حکایت گوش دار) گویا مولانا شمس الدین کے اظہار کرامت کے ذکر میں لکھی گئی ہے۔

	خلوت طلبیدن طبیب از بادشاہ جہت دریافت مرض کنیزک
ترجمہ	کنیزک کا مرض معلوم کرنے کیلئے طبیب غیبی کا بادشاہ سے طالب خلوت ہونا۔

شرح۔ اس عنوان کا اشارہ کیفیت مرض کنیزک کی طرف ہے اور ہمداستان سے بادشاہ کا محرم راز ہونا مراد ہے اور لفظ درون سے صاف ظاہر ہے کہ مرشد کامل نے صفائی باطن سے بادشاہ کا منشا معلوم کر لیا تھا۔

	گفت ای شہ خلوتے کن خانہ را	دور کن ہم خویش و ہم بیگانہ را
ترجمہ	یوں کہا خلوت سرا ہو گھر ضرور	اپنے بیگانے رہیں سب دور دور

شرح۔ یعنے طبیب غیبی نے بادشاہ کا منشا معلوم کر کے یہ حکم دیا کہ اس گھر کو خلوت کدہ بنانا چاہئے جس میں اپنا بیگانہ کوئی نہ رہے نکتہ یہاں سے یہ بات نکلتی ہے کہ مرشد کامل سالک کی استعداد اور شوق کا امتحان کرنے سے پہلے اُسے خلوت میں بیٹھنے کی تعلیم دے تا کہ اُس کا دل تمام دنیوی تعلقات سے یکسو ہو کر صرف اسی ایک کا گھر رہجائے جو ایمان والوں کے ٹوٹے ہوئے دلوں میں رہتا ہے۔ پہلے مصرع میں خانہ سے دل مراد ہے اور دوسرے میں خویش و بیگانہ سے ماسوی اللہ ہاں یہ بھی ممکن ہے کہ خویش سے ذات بادشاہ مراد لی جائے یعنے اے بادشاہ اس گھر کو بیگانوں سے خالی کر دے اور تو بھی الگ ہو جا۔ اس صورت میں بیگانہ سے تعلقات دنیوی اور دور کردن خویش سے ترک ہستی یعنے اختیاری موت مراد ہوگی۔ کیونکہ طالب جبتک اپنے ظاہر و باطن کو ماسوی اللہ سے خالی نہ کریگا۔ اُس کی باطنی بیماریاں دفع نہیں ہو سکتیں۔

	کس ندارد گوش در دہلیز ہا	تا بپرسم از کنیزک چیز ہا

ترجمہ	سب کے سب باہر رہیں دہلیز سے	تاکہ میں واقف ہوں بعضی چیز سے

شرح اس شعر میں قاعدہ ارشاد کی طرف اشارہ ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مرشد سالک کے باطنی مرض ایسے مخفی طور پر معلوم کرے کہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو۔ ورنہ سالک کی پردہ دری ہوگی کیونکہ باطنی مرض گناہوں اور بری عادتوں کا نام ہے ہاں سالک مرشد سے اپنی کوئی بری عادت پوشیدہ نہ رکھے کس لئے کہ مریض طبیب سے بیماری کو چھپا کر صحت یاب نہیں ہوسکتا۔ دوسرے مصرع میں چیزہا سے اسی باطنی بیماری کے اسباب وعلامات اور آتے پتے مراد ہیں جو کنیزک میں تھی۔

	خانہ خالی کرد شاہ وشد برون	تا بپرسد از کنیزک او فسون
ترجمہ	گھر سے باہر ہوگیا شاہ فہیم	پوچھ لے تا راز لونڈی سے حکیم

شرح۔ فسون بفتحتین بمعنے افسوں۔ یعنے منتر۔ سحر اور افسوں میں اتنا فرق ہے کہ افسوں میں کلمات کفر نہیں ہوتے اور سحر میں ہوتے ہیں۔ یہاں فسوں سے متعلق کلمات مراد ہیں۔ جو طبیب غیبی نے کنیزک سے پوچھے ہیں اور جن کا مفصل تذکرہ آئندہ شعروں میں ہے بعض نسخوں میں از فسوں دیکھا گیا ہے اس صورت میں یہ معنے ہیں کہ بادشاہ گھر خالی کرکے اس لئے باہر چلا گیا کہ طبیب غیبی اپنے منتر یعنی موثر تقریر کے ذریعہ سے کنیزک کی زبانی اس کا حال پوچھ لے کیونکہ شاید وہ کسی شرم کے باعث زرگر پر عاشق ہونے کا قصہ بادشاہ کے روبرو بیان نہ کرسکتی۔

	خانہ خالی ماند ویک دیّار نے	جز طبیب وجز ہماں بیمار نے
ترجمہ	الغرض کوئی نہ پھٹکا پھر قریب	یا وہ دکھیار رہگئی یا وہ طبیب

شرح یہاں سے یہ بات نکلتی ہے کہ کسی سخت باطنی بیماری کے معلوم کرنے کے لئے مرشد کو چاہئے کہ سالک کا حال نہایت ترحم کے ساتھ خلوت میں سنے البتہ خفیف مرضوں کے واسطے خلوت ضروری نہیں بلکہ سالک کو عقیدت کے ساتھ مرشد کامل کے حلقہ میں بیٹھنا ایسی بیماری کے دفعیہ کے لئے کافی ہے۔

	نرم نرمک گفت شہر تو کجاست	کہ علاج اہل ہر شہرے جداست
ترجمہ	پھر کہا مسکن بتا اے خوش مزاج	ہے جدا ہر شہر والے کا علاج

شرح۔ لفظ نرمک۔ میں کاف ترحم کے لئے ہے یعنے طبیب نے بہت آہستہ آہستہ دھیمی آواز سے پوچھا کہ اے کنیزک تیرا وطن کہاں ہے تو کون سے شہر کی رہنے والی ہے۔

	وندراں شہر از قرابت کیستت	خویشی وپیوستگی باچیستت
ترجمہ	کس سے ہے اس شہر میں وابستگی	اور کس سے خویشی وپیوستگی

شرح یعنے تیرے شہر میں تیری قرابت اور کنبے قبیلے والے کون لوگ ہیں۔ وہاں تجھے ذاتی تعلق اور وابستگی کس چیز سے ہے نکتہ۔ ان شعروں میں آداب مرشد کی طرف اشارہ ہے یعنے جس طرح جسمانی طبیبوں کے نزدیک

ہر شہر کے باشندوں کا علاج بمقتضائے اختلاف آب وہوا جدا جدا ہے اسی طرح روحانی بیماریوں کا معالجہ بھی الگ الگ ہے روحانی طبیبوں کا فرض ہے ہر شہر اور ہر شخص کا معنوی علاج نئے طریقے سے کریں حدیث شریف میں وارد ہے اَلنَّاسُ مَعَادِنُ كَمَعَادِنِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ یعنے آدمیوں کی بھی ایسی مختلف کانیں ہیں جیسی سونے اور چاندی کی بعض آدمیوں کو تھوڑے سے تپانے میں پوری استعداد حاصل ہو جاتی ہے - اور بعض کو بہت سے تپانے میں کچھ بھی نہیں آتا اس لئے مرشد کو لازم ہے کہ طالب کے مرتبہ حال کو معلوم کرے جس سے اس کی استعداد و قابلیت و عدم قابلیت ظاہر ہو جاتے اور پھر اس کو اسی کے مرتبہ کے لایق ارشاد و تلقین کرتا ہے -

	دست بر نبضش نہاد و یک بیک	باز مے پرسید از جورِ فلک
ترجمہ	ہاتھ رکھکر نبض پر وہ مہرباں	پوچھتا جاتا تھا جورِ آسماں

شرح - لفظ یک بیک دوسرے مصرع سے متعلق ہے یعنے کنیزک کی نبض پر ہاتھ رکھا اور اس پر آسمانی صدمے جس قدر گزرے تھے ایک ایک کرکے پوچھے چونکہ لونڈی غلام اپنے اصلی وطن اور عزیز و اقارب سے جدا ہو کر ہمیشہ نئے آقا کے ہاتھوں بکتے اور دن رات مولیٰ کی خدمت کے لئے بے زبان جانور دل کی طرح حاضر رہتے ہیں اس لئے ان پر آسمانی صدمے نسبتاً زیادہ پڑتے ہیں گویا طبیب غیبی نے کنیزک سے یہ پوچھا کہ تو لونڈی ہو کر کہاں کہاں بکی کون کون سی آقاؤں کی خدمت میں رہی تو نے اپنے عزیز و اقارب کو کس کس شہر میں چھوڑا بادشاہ نے تجھے کب خریدا تیرے ابتدائے مرض کی تاریخ کونسی ہے طبیبان مدعی نے معالجے میں تجھے کیا کیا تکلیفیں دیں -

	چون کسے را خار در پایش خلد	پائے خود را بر سرِ زانو نہد
ترجمہ	خار سے جس وقت دکھ دیتا ہے پانو	آدمی زانو پہ رکھ لیتا ہے پانو
	وز سرِ سوزن ہمے جوید سرش	ور نیابد میکند بالب ترش
ترجمہ	ڈھونڈتا ہے نیکے سوزن ہر کہیں	لب سے تر کرتا ہے جب ملتا نہیں
	خار در پا شد چنین دشوار یاب	خار در دل چون بود وادہ جواب
ترجمہ	خار پا ہے اس قدر دشوار یاب	خار دل کیونکر ملے دیجے جواب

شرح - یہ تینوں شعر قطعہ بند مولانا قدس سرہ کا مقولہ ہیں ان میں حضور نے ایک اعتراض کا جواب دیا ہے - معترض یہ کہتا ہے کہ طبیب غیبی یعنے مرشد کامل کو سالک کے امراض باطنی صفائی قلب اور تائید الٰہی کے باعث خود بخود معلوم ہو کر فوراً زائل ہو جانے چاہئیں - پوچھنے اور تدبیر کرنے کی کیا ضرورت ہے مولانا اس کا جواب ایک تمثیل میں دیتے ہیں یعنے جب کسی کے پاؤں میں کانٹا چبھ جاتا ہے تو وہ اپنے پانو کو زانو پر رکھ لیتا ہے اور سوئی نکے سر کانٹے کو ڈھونڈتا ہے مگر جب نہیں ملتا تو اس جگہ کو جہاں کانٹا چبھا ہے

ب سے تر کر لیتا ہے تاکہ اچھی طرح نظر آئے اور آسانی سے نکل جائے بس جبکہ پانو کا کانٹا ایسا دشوار یاب ہو اور ان دقتوں سے نکلتا ہے تو دل کا کانٹا (اخلاق ذمیمہ اور عشق ماسوے اللہ) بلا تجسس تمام اور تفحص مالا کلام کیونکر نکل سکتا ہے اور واقعی بات یہ ہے کہ اکثر ہولناک جسمانی امراض کا دفع ہو جانا آسان ہے مگر بعض اخلاق ذمیمہ کا دل سے زائل ہونا نہایت مشکل ہے پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جاتا ہے مگر عادت نہیں ٹلتی سخت حیرت اس بات پر ہے کہ بعض عادتیں بظاہر اچھی معلوم ہوتی ہیں۔ مگر فی الواقع نہایت مذموم ہیں۔ مثلاً تواضع اور انکسار جو صرف دوسروں پر سبقت لیجانے اور خلق کو اپنے اخلاق کے مطیع کرنے کی غرض سے ہو اس طرح کی تواضع حقیقی تواضع نہیں ہے بلکہ حب جاہ ہے اسی طرح توکل جو صوفیوں کے نزدیک سب سے اعلیٰ درجہ کی صفت ہے اگر عُجب اور تکبر کے ارادہ سے ہو تو سب سے زیادہ مذموم ہے۔ ایسے اخلاق ذمیمہ کا زائل ہونا چوری اور قمار بازی وغیرہ سے زیادہ مشکل ہے۔ کیونکہ یہ صفتیں ظاہر و باطن دونو طرح بری ہیں ان کو آدمی آسانی سے چھوڑ سکتا ہے۔ اس لئے بعض بزرگوں نے اپنے مریدوں کو حکم دے رکھا تھا کہ گانوں گانوں میں سے بھیک مانگ کر لایا کریں اور محتاجوں کو دیدیا کریں تاکہ لوگوں میں طامع مشہور ہیں اور ان کے دلوں میں توکل کے ساتھ عجب نہ سما جائے۔ اللھم احفظنا من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا خار دل سے اخلاق ذمیمہ اور حب دنیا مراد ہے جو بڑی مشکل سے دل کو چھوڑتی ہے مطلب یہ کہ گو مرشد کامل سے امراض باطنی مخفی نہیں ہیں کیونکہ وہ بنابر غیبی مرض اور معالجۂ امراض سے بخوبی واقف ہے لیکن بعض مرضوں کی تشخیص باعتبار صفات بعض اوقات مشکل ہو جاتی ہے۔ دیکھو تو جس شخص کے کانٹا چبھا ہوا ہے وہ اپنی حالت اور کانٹے کی ماہیت کو خوب جانتا ہے مگر اس کو بلا دقت تمام نکال نہیں سکتا۔

	خار دل را گر بدیدی ہر خسے	کے غمان را دست بودے بر کسے
ترجمہ	دیکھ پاتا ہر بشر گر خار دل	کوئی دنیا میں نہ رہتا زار دل

شرح۔ اس شعر میں مولانا ایک اور اعتراض کا جواب دیتے ہیں۔ معترض کا یہ قول تھا کہ مریض کا حال اور ماہیت مرض دریافت کرنے کے بعد غیر کامل طبیب بھی کسی بیماری کا علاج کر سکتا ہے اس صورت میں طبیب غیبی کی شرط غیر ضروری ہے کیونکہ پوچھنے سے دوسرے کی دلی حالات ہر کس و ناکس کو معلوم ہو جاتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ معترض نے باطنی امراض کو ظاہری امراض پر قیاس کر لیا۔ اگر باطنی امراض کو ہر شخص معلوم کر لیا کرے تو سارے جہان میں کوئی شخص روحانی بیماریوں میں مبتلا نہ رہے حالانکہ اس سے پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ طبیبان مدعی کنیزک کے واقعی مرض کو معلوم نہ کر سکے۔ اور ان کا علاج بالکل ناسود مند رہا۔

	کس بزیر دُم خر خاری نہد	خر نداند دفع آن بر می جہد
ترجمہ	گر دم خر میں چبھو دے کوئی خار	بے زبان کو دیگا دکھ۔ یہ بار بار
	خر ز بہر دفع خار از سوز و درد	جفتہ می انداخت صد جا زخم کرد
ترجمہ	ٹوٹتا ہے باعث رنج و محن	اس سے ہوگا اور زخمی سب بدن

شرح خفتہ اندا ختن یعنے لکد کردن ۔ یعنے ہاتھ پانو مارنا ۔ لوٹنا۔ لفظ جفتہ بالضم ۔ چاہ و کوہ وسوراخ دیگر دکفل آدمی کئی معنوں میں مستعمل ہے ۔ مگر یہاں سب سے پہلے معنے مراد ہیں ۔ یعنے ہاتھ پانو مارنا لوٹنا۔

	آں لکد کے دفع خارِ او کند	حاذقے باید کہ تا مرکز تند
ترجمہ	لوٹنے سے کب نکل سکتا ہے خار	چاہیئے اس کے لئے دانائے کار

شرح ۔ یہاں مرکز سے جائے قرار خار مراد ہے اور تلیدن بمعنے توجہ والتفات ۔ اور حاذق یعنے دانا عقلمند

	بر جہد واں خار محکم تر کند	عاقلے باید کہ خارے بر کند
ترجمہ	گاڑتا ہے اور کانٹا لوٹ کر	چاہیئے اس کے لئے بالغ نظر

شرح ۔ یہ شعر پہلے شعر کی توضیح ہے اور چاروں شعر بطور قطعہ بند ہیں ان میں مولانا قدس سرہ نے) خار در دل اگر بایدے ہر خسے) کے مضمون کی توضیح کی ہے بطریق تمثیل ۔ یعنے مثلاً کسی شخص نے گدھے کی دم کے نیچے کانٹا چبھو دیا ۔ چونکہ گدھا کانٹا نکالنا نہیں جانتا اس لئے تکلیف کی حالت میں لوٹنے اور کودنے اچھلنے کے سوا اس بیچارے سے اور کیا ہو سکتا ہے کانٹا نکالنا تو درکنار اس لوٹنے سے اس کا بدن اور چند جگہ سے زخمی ہو جاتا ہے پس تو معلوم ہوا کہ کانٹا نکالنے کے لئے کوئی عقلمند شخص ہونا چاہیئے ورنہ گدھے کے لوٹنے سے کانٹا اور زیادہ اس کے بدن میں گڑتا جائے گا اس تمثیل کا خلاصہ یہ ہوا کہ جس طرح گدھا کانٹا نکالنے پر قادر نہیں اسی طرح طبیبان مدعی کنیزک کے دل سے عشق زرگر کا کانٹا اور مکار صوفی جن کو فیلسوفی کہنا چاہیئے سالک کے دل سے اخلاق ذمیمہ اور محبت ماسوی اللہ کا کانٹا نکالنے پر قدرت نہیں رکھتے بلکہ ایسے نااہلوں کی الٹی تدبیروں سے سالکوں کے دل میں حُبّ دنیا اور زیادہ محکم اور راسخ ہو جاتی ہے طبیبان مدعی مریض کا خون اور مکار صوفی مکر کا گناہ اپنے ذمہ لیتے ہیں ۔ یا الٰہی تو تمام مسلمانوں کو شیطان کے مکر سے محفوظ رکھ ۔

	آں حکیم خار چیں استاد بود	دست می زد جا بجا مے آزمود
ترجمہ	وہ حکیم خار چیں استاد تھا	کانٹے چننے کا ہنر سب یاد تھا

شرح یعنے وہ طبیب غیبی اپنے فن کا استاد کامل تھا کانٹا نکالنے کی نسبت سے کنیزک کے بدن میں کانٹے کو ٹٹول رہا تھا ۔ اور باطنی مرض کی تشخیص کے بعد یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ اس کے دل میں عشق حقیقی کا کانٹا ہے یا عشق مجازی کا ۔ حکیم طبیبان مدعی کی طرح ناتجربہ کار نہ تھا جنہوں نے کنیزک کے دل کے کانٹے کو نہ ٹٹولا ۔ اور جسمانی مرض کا علاج کرتے رہے یہاں تک کہ وہ سوکھ کر کانٹا ہو گئی ۔

	ز آں کنیزک بر طریق داستاں	باز می پرسید حال دوستاں
ترجمہ	یعنے لونڈی سے بطرز داستاں	پوچھتا جاتا تھا ساری داستان

شرح بعض نسخوں میں حال دوستاں دیکھا گیا ہے یعنے طبیب غیبی کنیزک سے اس کے چاہنے والے اور دوستوں کا

حال پوچھتا تھا۔ حدیث شریف میں یہ لفظ موجود ہیں۔ اَلْمَرْءُ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِہٖ فَلْیَنْظُرْ اَحَدُکُمْ مَنْ یُّخَالِلُ یعنے آدمی اپنے دوست کے طریقہ پر ہوتا ہے اس لئے ہر شخص ہمیشہ اس بات پر غور کرتا رہے کہ میں کس شخص سے دوستی رکھتا ہوں۔ نیکوں کا دوست نیک ہے اور بدکاروں کا بد۔ ہر شخص میں اس کے دوستوں کے اخلاق وعادات کا نمونہ ضرور ہوتا ہے دوستوں کے حال پوچھنے سے طبیب غیبی کا یہ منشا تھا کہ ان کی حالت سے فی الجملہ کنیزک کی حالت معلوم ہو جائیگی۔ لیکن اس نسخہ کے اعتبار سے لفظ دوستان قافیہ داستان نہیں ہوسکتا اس لئے یہ تاویل کرنی پڑیگی کہ لفظ دوست الگ ہے اور آن حرف ضمیر جدا ہے جو کنیزک کی جانب راجع ہے

	با حکیم او قصہا میگفت فاش	از مقام وخواجگان وخیلتاش
ترجمہ	کہدیا لونڈی نے اُس سے فاش فاش	حال شہر وخواجگان وخیلتاش

شرح۔ اصطلاح میں ایک آقا کے چند غلام اور ایک امیر کے چند نوکر خیلتاش کہلاتے ہیں بعض نسخوں میں شہرتاش ہے یعنے ہم شہر وہموطن۔

	سوئے قصہ گفتنش میدار گوش	سوئے نبض وجستنش میداشت ہوش
ترجمہ	جانب افسانہ تھے سامع کے گوش	اور سوئے حرکت رگ گوش ہوش

شرح یعنے طبیب غیبی بظاہر اس کے قصے سن رہا تھا مگر درپردہ نبض کی حرکت سے اس کا دلی اور واقعی مرض معلوم کرنا چاہتا تھا۔ جو انجام کار اُسے معلوم ہوگیا۔

	تا کہ نبض از نام کہ گردد جہان	او بود مقصود جانش در جہان
ترجمہ	تا ہو جنبان نبض جس کے نام سے	کام ہے لونڈی کو اس خوش کام سے

شرح یعنے نبض دیکھنے اور کنیزک کے ہموطنوں اور ہمشہروں کے حالات سننے سے طبیب غیبی یہ نتیجہ نکالنا چاہتا تھا کہ دیکھیں اس بیمار محبت کی نبض کس کے ذکر یا نام سے حرکت کرتی ہے۔ کیونکہ اِنَّ الْعَاشِقَ یَتَغَیَّرُ بِذِکْرِ الْمَعْشُوْقِ یعنے معشوق کے ذکر سے عاشق کی حالت دگرگوں ہو جاتی ہے لفظ جہان بکسر جیم اول مصرع میں بمعنے جہندہ ہے۔ اور دوسرے میں بمعنی عالم۔

	داستان شہر او را بر شمرد	بعد از ان شہر دگر را نام برد
ترجمہ	پہلے اُسکے شہر کا کرکے بیان	چھیڑ دی شہر دگر کی داستان

شرح یعنے اوّل کنیزک سے خاص اُسی کے شہر کا حال پوچھا۔ کیونکہ ہر شخص کے تعلقات اپنے شہر والوں سے زیادہ ہوتے ہیں۔ پھر اور شہروں کا قصہ چھیڑا۔

	گفت چوں بیروں شدی از شہر خویش	در کدامی شہر بودستی تو بیش
ترجمہ	یہ کہا تو شہر اپنا چھوڑ کر	کونسی جا رہ پڑی تھی بیشتر

شرح۔ یعنے تو اپنے شہر سے نکلکر زیادہ کون سے شہر میں رہی ہے یہ اس لئے پوچھا کہ وطن اقامت اکثر بود و باش رہنے سے وطن اصلی کا قائم مقام ہو جاتا ہے اور تعلقات بڑھجاتے ہیں اس صورت میں بیش بمعنے اکثر و بعض نسخوں میں پیش بمعنے پیشتر ہے یعنے تو اپنی گھر سے نکل کر سب سے پہلے کون سے شہر میں رہی۔

	نام شہرے بردوزان ہم درگذشت	رنگ روی و نبض او دیگر نگشت
ترجمہ	نام شہروں کے لئے پایا نہ کچھ	فرق رنگ و نبض میں آیا نہ کچھ

شرح کلمہ دیگر نگشت مرکب ہے بمعنے متغیر نشد یعنے حکیم نے اکثر شہروں کے نام لئے مگر کنیزک کی نبض اور چہرہ کا رنگ متغیر ہوا۔ کیونکہ اب تک اُس کے معشوق کے شہر کا نام نہیں لیا گیا۔

	خواجگان و شہر ہا را یک بیک	باز گفت از جائے و از نان و نمک
ترجمہ	شہریوں شہروں کی حالت یک بیک	اس نے سب پوچھی مع نان و نمک

شرح یعنے کنیزک نے اکثر شہروں اور شہر کے رئیسوں کا الگ الگ حال مع مقام بود و باش اور طرز معاشرت وغیرہ اچھی طرح بتا دیا۔ یا یہ معنے ہیں کہ طبیب نے اکثر شہروں اور شہر والوں اور اُن کی طرز معاشرت کے حالات پوچھے۔ اس صورت میں گفت بمعنے پرسید ہوگا۔

	شہر شہر و خانہ خانہ قصہ کرد	نے رگش جنبید و نے رخ گشت زرد
ترجمہ	کر لیا معلوم حال غرب و شرق	کچھ نہ آیا نبض و رنگِ رخ میں فرق

شرح رگ سے مراد نبض ہے۔ اور چہرہ کا زرد ہو جانا عاشقی کی علامت ہے جس کو طبیب غیبی بہت دیر سے ٹٹول رہا ہے۔

	نبض او برحال خود بد بے گزند	تا بپرسید از سمرقند چو قند
ترجمہ	نام وہ ہر شہر کا لیتا گیا	اتنے میں ذکر سمرقند آگیا

شرح سمرقند ایک شہر کا نام ہے اور ترکیب میں سمرقند موصوف ہے اور لفظ چو قند صفت مرکب

	آہ سرد سے بر کشید آں ماہ روئے	آب از چشمش روان شد ہمچو جوئے
ترجمہ	سنتے ہی لونڈی نے کھینچی آہ سرد	پھوٹ کر رونے لگی بارنج و درد

شرح کنیزک کے ٹھنڈی آہ بھرنے اور آبدیدہ ہونیکا یہ سبب تھا کہ اس کا معشوق زرگر سمرقند ہی کا رہنے والا تھا۔

	گفت بازرگانم آنجا آورید	خواجۂ زرگر دران شہرم خرید
ترجمہ	یہ کہا وہاں لاکے اک تاجر نے ساتھ	بیچ ڈالا مجھکو اک زرگر کے ہاتھ

در بر خود داشت شش ماہ و فروخت — چون بگفت این آتش غم بر فروخت

ترجمہ: چھ مہینے اُس نے رکھا اپنے پاس — یہ کہا اور ہو گئی کہ کرا دُاس

نبض جست و روی سرخش زرد شد — کز سمرقندی زرگر فرد شد

ترجمہ: نبض جنبان ہو گئی اور رنگ زرد — کیونکہ تھی زرگر سے وہ با درد فرد

شرح - سمرقندی زرگر میں اضافت صفت بجانب موصوف ہے یعنی زرگر سمرقندی اور فرد بمعنے جدا سمرقند کی وجہ تسمیہ بعض کتابوں میں ہم نے یہ دیکھی ہے کہ شمر قند بفتح شین معجمہ سکندر کی کسی لونڈی کا نام تھا وہ ایک بار بیمار ہو کر تبدیل آب و ہوا کے لئے وہاں آئے جہاں اب سمرقند آباد ہے اس کی صحت کے بعد یادگار قائم رکھنے کے لئے سکندر نے اسی جگہ ایک شہر بسایا اور اُس کا نام شمر کند رکھا کند اضلاع ما وراء النہر میں قریہ کو کہتے ہیں - اور سمرقند شمر کند کا معرب ہے یہ تو ظاہری لفظ کی تحقیق تھی معنوی طور پر سمرقند سے بلدۂ طبیعت انسانیہ مراد ہے - اور زرگر سے طلب دنیا یعنے جب طبیب غیبی نے طبیعت انسانیہ کا جس میں دنیا طلبی آباد ہے ذکر کیا تو عقل جزئی کی رگ محبت کو فوراً حرکت ہوئی - کیونکہ یہ اُس پر ہزار جان سے عاشق اور اُس کے فراق میں بیتاب اور اُس کی محبت میں دیوانہ ہے -

چون ز رنجور آن حکیم این راز یافت — اصل آن رنج و بلا را باز یافت

ترجمہ: سُن کے یہ باتیں جب اُس بیمار سے — ہو گیا واقف طبیب آزار سے

شرح - رنج و بلا سے کنیزک کی بیماری اور صدمۂ جدائی اور اُس کے اصل سے زرگر کا عشق مراد ہے یعنے طبیب نے بیماری کی جڑ کو پا لیا -

گفت کوی او کدامست و گذر — او سر پل گفت و کوئے غاتفر

ترجمہ: یہ کہا اُس کا محلہ ہے کدہر — بولی وہ پُل پر ہے کوئی غاتفر

شرح - غاتفر - ترکستان کے ایک شہر کا نام ہے جہاں کے حسین مشہور ہیں - اور سمرقند کے ایک محلہ کا نام ہے جہاں کنیزک کا معشوق زرگر رہتا ہے - نکتہ یہ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ زرگر سے محبت دنیا مراد ہے اور کنیزک نے اُس کا پتا سر پل بتایا ہے اس لئے حسب مضمون حدیث شریف الدّنیا قنطرۃٌ فاعبروہا ولا تعمروہا (دنیا ایک پُل کے مانند ہے اور پُل گزرنے کے لئے ہوتا ہے گھر بنانے کے لئے نہیں ہوتا) دوسرے مصرع میں لفظ پُل نہایت بلیغ اور بہت دور کی بات ہے -

گفت آنگہ آن حکیم با صواب — آن کنیزک را کہ رستی از عذاب

ترجمہ: اُس نے فرمایا کہ اے نیکو صفات — تو نے پائی اب بلاؤں سے نجات

گفت دانستم کہ رنجت چیست زود — در علاجت سحر ہا خواہم نمود

ترجمہ: وگرنہ ترا جاتا رہیگا جلد تر ۔۔۔ ہے مرے نسخے میں جادو کا اثر

شرح: گفت کا فاعل وہی طبیب غیبی ہے جو پہلے شعر میں ہے اور لفظ زود دوسرے مصرع سے متعلق ہے اور سحر سے مراد سریع التاثیر معالجہ ہے ۔

شاد باش و ایمن و فارغ کہ من ۔۔۔ آن کنم با تو کہ باران با چمن

ترجمہ: شاد و فارغ رہ تو بے رنج و محن ۔۔۔ میں ہوں تیرے واسطے ابر چمن

شرح: اس شعر میں حسب قاعدہ اطبا ء بیمار کو تسلی دی گئی ہے اور اس بات کا اشارہ ہے کہ مرشد کامل کو طالب سے شفقت اور ترحم کے ساتھ پیش آنا چاہیئے مریض اچھا ہو یا نہ ہو ۔ لیکن طبیب پر فرض ہے کہ اس کی تسلی کرتا رہے ۔ کیونکہ محسن اخلاق سے مریض کو نصف شفا حاصل ہوتی ہے ۔

من غمِ تو میخورم تو غم مخور ۔۔۔ بر تو من مشفق ترم از صد پدر

ترجمہ: میں ترا غمخوار ہوں تو غم نہ کر ۔۔۔ میری غمخواری پہ قرباں صد پدر

شرح: باپ جسمانی زندگی اور ظاہری تعلیم کا باعث ہے اور مرشد روحانی زندگی اور باطنی تعلیم کا ۔ اس لئے مرشد کو سو باپوں سے زیادہ مشفق کہا گیا ہے ۔

ہاں وہاں ایں راز را با کس مگوئی ۔۔۔ گرچہ شاہ از تو کند بس جستجوئی

ترجمہ: ہاں مگر یہ راز پوشیدہ رہے ۔۔۔ تو نہ بھو شاہ گو تجھسے کہے

شرح: طبیب غیبی نہایت تاکید کے ساتھ کنیزک سے کہتا ہے کہ خبردار اور پھر خبردار یہ (راز عشق زرگر) ہرگز کسی پر ظاہر نہ ہو بادشاہ اگرچہ تیرا محرم راز ہے مگر اس بھید کو اُس سے بھی چھپانا چاہیئے ۔ یہاں سے یہ بات نکلتی ہے کہ سالک اخلاق ذمیمہ یا اپنی کسی بُری عادت کو مرشد کامل کے سوا اور کسی پر ظاہر نہ کرے نہ کسی دوست سے کہے نہ دشمن سے کیونکہ غیر شخص مرض کی دوا نہیں ہوسکتا ۔ پھر خواہ مخواہ کسی کو اپنے گناہ کا گواہ بنانا سراسر خطا کاری ہے ۔

چونکہ اسرارت نہاں در دل شود ۔۔۔ آن مرادت زود تر حاصل شود

ترجمہ: راز جو رہتا ہے دل میں مستتر ۔۔۔ اُس سے ملتی ہیں مرادیں زود تر

شرح: یہ شعر مولانا کا مقولہ ہے جس کا پہلا مصرع بعض نسخوں میں اس طرح دیکھا گیا ہے گورخانہ راز تو چوں دل شود ۔ گورخانہ بمعنے قبر ہے اس وقت شعر کا یہ مطلب ہوگا کہ جس طرح مردے کو قبر سے نکالنا ناجائز ہے اسی طرح اپنے راز کو دل سے باہر کر دینا غیر مناسب ہے یہ نسخہ اس قول کے مطابق ہے قُلُوبُ الْاَحْرَارِ قُبُورُ الْاَسْرَارِ یعنے نیکوں اور دنیا سے آزاد لوگوں کے دل بھید چھپانے کے لئے بمنزلہ قبر ہوتے ہیں ۔

گفت پیغمبر ہر آنکو سر نہفت ۔۔۔ زود گردد با مرادِ خویش جفت

ترجمہ	ہے یہ قول شافع یوم التناد	راز کا اخفا ہے تحصیل مراد	

شرح بعض محققین نے اس مضمون کے مطابق اول یہ حدیث نقل کی ہے مَنْ کَتَمَ سِرَّہٗ حَصَلَ اَمْرُہٗ جس نے اپنا بھید چھپایا اُس کا مطلب حاصل ہوگیا۔ دوم یہ مَنْ سَتَرَ سِرَّہٗ نِقَالاَنْ مَعَ مُرَادِہٖ بھید چھپانے والے کو اسکی مراد مل جاتی ہے۔ سوم یہ اِسْتَعِیْنُوْا عَلٰی اِنْجَاحِ الْحَوَائِجِ بِالْکِتْمَانِ اپنے حاجتوں کے پورا ہونے کے لئے اخفائے راز سے مدد مانگو۔

	دانہا اندر زمیں پنہاں شود	بعد ازاں سرسبزی بستاں شود
ترجمہ	بیج رہ رہکر زمینوں میں نہاں	ہوتے ہیں ایک دن بہار بوستان

شرح اسی طرح اخفائے راز سے ایک دن امیدوں کے باغ میں بہار آجاتی ہے اور نخل آرزو پھل لاتا ہے

	زرّ و نقرہ گر نبودندے نہاں	پرورش کے یافتندے زیر کان
ترجمہ	نقرہ و زر گر نہ چھپتے زیر کان	رائگاں تھے صورت ریگ روان

شرح ان دونوں شعروں میں اخفائے راز کی خوبی کو بطور تمثیل بیان کیا ہے یعنے دانے (تخم) اول زمین میں پنہاں ہوتے ہیں پھر سرسبز درخت بنجاتے ہیں اور سونا چاندی کان میں چھپکر پرورش پاتے ہیں اس لئے عزیز ہو جاتے ہیں۔ اگر یہ چیزیں پوشیدہ نہ رہیں تو ہر کوئی اُٹھا لیجائے نہ تخم کی قیمت ہو نہ سونے چاندی کی عزت علیٰ ہذا القیاس قدر و قیمت اور عزت اُسی بھید کی ہے جو پوشیدہ رہے۔

	وعدہا و لطفہائے آں حکیم	کرد آں رنجور را ایمن ز بیم
ترجمہ	کیا تسلی بخش تھا لطف حکیم	وہ مرض سے ہوگئی بے خوف و بیم

شرح۔ یہاں سے یہ نکلتا ہے کہ طبیب مریض کو اور مرشد طالب کو اس ترحم کے ساتھ تسلی دے کہ اُس کو اپنی جسمانی یا روحانی مرض کے دفع ہو جانے کا یقین ہو جائے۔

	وعدہا باشد حقیقی دلپذیر	وعدہا باشد مجازی تاسہ گیر
ترجمہ	سچے وعدے ہیں ہمیشہ دلپسند	جھوٹے وعدے باعث رنج و گزند

شرح تاسہ بمعنی اندوہ و ملال و اضطراب و بیقراری تاسہ گیر بمعنے آورندۂ ملال و بیقراری و اندوہ یہاں سے آخر تک مولانا کا مقولہ ہے۔

	وعدۂ اہل کرم گنج رواں	وعدۂ نااہل شد رنج رواں
ترجمہ	وعدے فیاضوں کے ہیں گنج رواں	وعدۂ نااہل ہے رنج رواں

شرح گنج رواں گنج قارون کا نام ہے لیکن یہاں بمعنے گنج عیق ہے یعنے اہل کرم (انند تعالےٰ انبیاء اولیاء اور صدیقین) کا وعدہ گنج رواں کے مانند ہے کیونکہ اہل کرم ہمیشہ اپنے وعدہ کو پورا کرتے ہیں۔ اُن کا وعدہ

گویا خزانہ سونپ دینے کی برابر ہے۔ اور نااہل و نالائق (شیطان۔ نفس امّارہ ۔ اور کاذبین) کا وعدہ جان کے لئے باعث رنج ہوتا ہے کیونکہ نالائقوں کا شیوہ ہے کہ وعدہ کر کے کبھی پورا نہیں کرتے اس شعر میں اس آیت کی طرف اشارہ ہے وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ، یعنے قیامت کے دن جبکہ جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل ہو جائینگے تو شیطان دوزخیوں سے یہ کہیگا کہ اللہ تعالے نے اگر تم ایمان لے آتے تمہیں جنت میں داخل کرنے کا سچا وعدہ کر لیا تھا۔ مگر افسوس تم ایمان نہ لائے اور میں نے جو کچھ دوام دنیا اور دوام لذات فانیہ اور خفت معاصی وغیرہ کے متعلق تم سے وعدہ کیا تھا۔ اُس کے خلاف کیا مگر تم نے میرے وعدے کو سچا جانا اور سخت عذاب میں مبتلا ہوئے اب وعدہ نااہل شد رنج رواں کا بھی مطلب بالکل واضح ہو گیا۔

	وعدہ را باید وفا کردن تمام	ورنخواہی کردہ باشی سرد و خام	
ترجمہ	فرض ہے انسان پہ وعدے کی وفا	ورنہ ہوگا شیوۂ اہل جفا	

شرح ۔ لفظ تمام یا تو وعدہ سے متعلق ہے یعنے تمام وعدوں کو پورا کرنا چاہئے یا وفا کردن کی تاکید ہے۔ یعنی وعدے کو پورے طور پر وفا کرنا لازم ہے اس شعر میں وعدہ سے وہ عہد مراد ہے جو بروز میثاق تمام روحوں سے لیا گیا تھا کیونکہ شریعت طریقت حقیقت معرفت سب اسی وعدہ میں داخل ہیں جسقدر اوامر نواہی شرع شریف میں وارد ہیں ہم اُنکے کرنے نہ کرنے کا وعدہ میثاق کے دن کر آئے ہیں اب اگر وفا نہ کرینگے تو یہ ثابت ہوگا کہ ہم نے سچا وعدہ نہیں کیا تھا وعدہ کی وفا تخلقوا باخلاق اللہ کے تحت میں داخل ہے کیونکہ اللہ تعالے اپنے حق میں آپ فرماتا ہے ان اللہ لا یخلف المیعاد ۔ بالتحقیق اللہ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا اور قرآن مجید میں ہے یا ایہا الذین آمنوا اوفوا بالعقود اے ایمان والو اپنے وعدے پورے کیا کرو اوفوا صیغہ امر ہے اس سے وفائے وعدہ کی فرضیت ثابت ہوتی ہے نیز حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی مدح میں یہ آیت وارد ہے ۔ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا یعنے ہمارا رسول اسمٰعیل وعدہ کا سچا تھا۔ ایفائے وعدہ کے متعلق ایک اور آیت ہے جس کے معنے پر غور کرنے سے دل دہلجاتا ہے وہ یہ ہے اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا یعنے اپنے وعدے اور اقرار پورے کیا کرو کیونکہ قیامت کے دن جہاں دیگر اعمال کا حساب لیا جائیگا وہاں عہد کے پورا کرنے نہ کرنے کی بابت بھی سوال کیا جائیگا اس لئے انسان پر لازم ہے کہ وعدہ کرنے میں احتیاط کرے ۔ اور وعدہ کر لینے کے بعد اُس کے پورا کرنے کو فرض عین سمجھے ہاں یہ بھی لازم ہے کہ اُس کا کوئی وعدہ خلاف شرع نہ ہو۔

	دریافتن آن طبیب الٰہی رنج کنیزک را و بشاہ وا نمودن
ترجمہ	اس طبیب الٰہی کا کنیزک کی بیماری کو معلوم کر لینا اور بادشاہ سے ظاہر کرنا

شرح ۔ یہاں یہ شبہ ہوتا ہے کہ طبیب غیبی یا مرشد کامل نے کنیزک یا سالک کے بعض اخلاق ذمیمہ کو معلوم کر کے اُن کا اظہار بادشاہ یعنے دوسرے شخص پر کیوں کر دیا حالانکہ طبیب نے خود کنیزک سے بتاکید کہدیا تھا (ہاں وہاں ایں راز را باکس مگوئی * گرچہ شاہ از تو کند بس جستجوئی ۔)

اس کا جواب یہ ہے کہ طبیب غیبی بلا مشورہ بادشاہ کنیزک کے علاج پر قادر نہیں ہوسکتا تھا کیونکہ زرگر کو خلعت و انعام کا لالچ دیکر سمرقند سے بلانا اور کنیزک سے اُس کا نکاح کرنا جس کا ذکر عنقریب آنے والا ہے، بادشاہ کی مرضی پر موقوف تھا۔ علاوہ ازیں طبیب نے بادشاہ سے کنیزک کا بہت تھوڑا سا حال سنا تیا کہا تھا جس سے اُسکی پردہ دری مقصود نہ تھی۔ کیونکہ مولانا یہ خود فرماتے ہیں۔ ع شاہ رازان شمۂ آگاہ کرد + نکتہ یہاں سے یہ بات نکلتی ہے کہ اگر مرشد طالب کے کسی باطنی مرض کے علاج پر خود اچھی طرح قادر نہ ہو تو دوسرے سے مدد لے سکتا ہے۔ بشرطیکہ وہ دیگر شخص محرم راز اور واقف اسرار ہو۔ اور جو کسی کی پردہ دری کو گناہ عظیم سمجھے۔

	آن حکیم مہربان چون راز یافت	صورت رنج کنیزک باز یافت	
ترجمہ	الغرض جب وہ طبیب چارہ ساز	کرگیا معلوم بیماری کا راز	
	بعد ازان برخاست عزم شاہ کرد	شاہ رازان شمۂ آگاہ کرد	
ترجمہ	اُٹھ گیا اور بادشہ سے یہ کہا	کھل گیا حال مرض مجھ پر شہا	
	شاہ گفت اکنون بگو تدبیر چیست	در چنین غم موجب تاخیر چیست	
ترجمہ	شہ نے فرمایا کہ ہے تدبیر کیا	اب تدارک چاہیئے تاخیر کیا	
	گفت تدبیر آن بود کان مرد را	حاضر آریم از پئے این درد را	
ترجمہ	یوں کہا اُس نے کہ اس زرگر کو اب	کیجیئے دربار میں جلدی طلب	

شرح۔ دوسرے مصرع میں حذف مضاف ہے یعنے از پئے دفع این درد اور لفظ را علامت اضافت قائم مقام مضاف ہے یعنی دفع مرض کنیزک کے لئے زرگر کو بُلانا چاہیئے۔

	قاصدے بفرست کا خبارش کند	طالب این فضل و ایثارش کند	
ترجمہ	بھیجیئے قاصد کہ پہونچائے خبر	یعنے تیرے واسطے ہے مال و زر	

شرح یعنے اے بادشاہ اس کی تدبیر یہ ہے کہ سمرقندی زرگر کے پاس اس مضمون کا قاصد بھیج کہ ہمارے بادشاہ نے تیری اُستادی اور کاریگری کی تعریف سنی ہے وہ تجھسے تاج وطوق اور خانگی ظروف و زیور بنوانے چاہتا ہے اور تیرے کمال کی قدردانی کے صلہ میں یہ نقد و خلعت بطور نذرانہ پیشگی مرحمت فرماکر تجھے اپنے دارالریاست میں طلب کیا ہے جلدی چل کیونکہ تاخیر میں آفت آجاتی ہے۔

	مرد زرگر را بخوان زان شہر دور	با زر و خلعت بدہ او را غرور	
ترجمہ	مرد زرگر کو شہا با فرّ و زیب	مال سے خلعت سے زر سے دیکر فریب	

شرح شہر دور سے مراد سمرقند ہے اور مغرور بمعنے فریب کیونکہ طالبان دنیا مال وزر کے دہوکے میں بہت جلد آجاتے ہیں ۔ اور دنیا سر بسر اسباب غرور ہے ۔

	چون بہ بیند سیم وزر آن بینوا	ہمرزرگردد زخان ومان جدا
ترجمہ	سیم زر کی سن کے مرد بینوا +	خانمان وشہر سے ہو گا جدا

شرح خان مخفف خانہ ہے اور مان بمعنے رخت واسباب عموماً خان ومان سے گھربار مراد ہوتا ہے

	زر خرد را والہ وشیدا کند	خاصہ مفلس راکہ خوش رسوا کند
ترجمہ	عقل کھودیتی ہے حرص مال وزر	بے نوا ہوتا ہے رسوا خاص کر

شرح خرد سے پہلے خدف مضاف ہے یعنے یونتو زر کی محبت عموماً اہل خرد کو بھی دیوانہ اور بے عقل کر دیتی ہے مگر مفلس آدمی کو خصوصیت کے ساتھ اچھی طرح رسوا کرتی ہے کیونکہ مفلس شدت حاجت کے سبب حلال وحرام میں تمیز نہیں کرتا ۔ دیکھہ لو چوری قمار بازی گداگری وغیرہ افلاس کا نتیجہ ہے یہ اور اسکے بعد کا شعر مولانا کا مقولہ ہے ۔

	زر اگرچہ عقل می آرد ولیک	مرد عاقل باید اورا نیک نیک
ترجمہ	زر سے گو ہوتی ہے عقل ومعرفت	ہے مگر یہ مرد عاقل کی صفت

شرح ۔ یہ ایک اعتراض کا جواب ہے معترض کہتا تھا کہ زر سے تو گئی ہوئی عقل آجاتی ہے اور اکثر دولتمندوں کو عقلمند دیکھا گیا ہے پہر مصرع زر خرد را والہ وشیدا کند ۔ کیونکر درست ہو سکتا ہے مولانا جواب میں ارشاد فرماتے ہیں کہ زر اگرچہ آدمی کو عقلمند بنا دیتا ہے مگر اس کے حاصل کرنے کے لئے نہایت عقلمند شخص ہونا چاہئے جو حقوق اللہ اور حقوق العباد کی احتیاط رکھے اور حلال وحرام کو جدا جدا سمجھے اور اپنی کمائی کو تمام مکروہات اور مشتبہ چیزوں سے آلودہ نہ ہونے دے لفظ نیک نیک بمعنے بسیار بسیار ترکیب میں لفظ عاقل سے متعلق ہے ۔

	فرستادن بادشاہ رسولان را بسمرقند در طلب آں زرگر
ترجمہ	طلب زرگر میں بادشاہ کا قاصدوں کو سمرقند بھیجنا ۔

	چونکہ سلطان از حکیم آں را شنید	پند اورا از دل و از جاں گزید
ترجمہ	شاہ نے جو سن کر یہ پند سود مند	اسکی باتوں کو کیا دل سے پسند

شرح پہلے مصرع میں ضمیر آں را تدبیر کی طرف راجع ہے اور دوسرے مصرع میں پند سے طبیب کا حکم یا ہدایت مراد ہے جو زرگر کے بلانے کی بابت کی تھی ۔

گفت فرمان ترا فرمان کنم	ہرچہ گوئی ہمچناں کن آں کنم

ترجمہ	اور کہا بندہ ہوں میں اے بزشعور	جو کہے گا تو کروں گا بالضرور

شرح پہلے مصرع میں لفظ فرمان جو دوسری جگہ واقع ہے یا تو فرمانبری کے معنوں میں ہے یعنے بادشاہ نے حبیب سے یہ کہا کہ میں تیرے حکم کی فرمابنری کرونگا یا یہ معنے ہیں کہ میں تیرے حکم کو اپنا حکم خیال کرونگا۔ اور اس کی تعمیل میں قاصدوں سے ایسی ہی کوشش کراؤنگا جیسی عموماً اپنے حکم کی تعمیل میں سعی کرتا ہوں نکتہ یہاں سے یہ بات نکلتی ہے کہ سالک کا فرض ہے مرشد کے احکام کی تعمیل اپنے لئے فرض عین سمجھے۔ اور حتی الامکان اُن کو بجا لائے ورنہ راہ حق سے محروم رہیگا اور ریاضت رائگان جائے گی۔

	پس فرستاد آنطرف یکدو رسول	حاذقان و کافیان و بس عدول
ترجمہ	بھیجے اس کے بعد دو اک نامہ بر	عاقل و دانائے کار و معتبر

شرح یعنے بادشاہ کے دونوں قاصد نہایت عقلمند۔ پیغام رسانی میں پورے۔ راستگو۔ امین اور سچے تھے مطلب یہ کہ پیغامبروں کی تمام صفتیں اُن میں موجود تھیں۔

	تا سمرقند آمدند آں دو امیر	پیش آن زرگر ز شاہنشہ بشیر
ترجمہ	شہر زرگر میں گئے با عز و جاہ	اور کہا دیکر بشارتھائے شاہ

شرح لفظ بشیر یعنے بشارت دہندہ ترکیب میں لفظ آمدند سے حال واقع ہے۔ اور لفظ امیر سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ دونو قاصد معمولی پیامبر نہ تھے بلکہ بادشاہ کے منتخب شدہ مصاحب تھے مطلب یہ کہ وہ دونوں قاصد بادشاہ کی طرف سے خوشخبری لے کر زرگر کے پاس سمرقند میں پہنچے اور یہ پیام دیا

	کاے لطیف اُستاد کامل معرفت	فاش اندر شہرہا از تو صفت
ترجمہ	اے ہنرمند اُستاد زرگری	شہرۂ عالم ہے تیری برتری

شرح لطیف اُستاد میں اضافت مقلوب ہے یعنے اے باریک کام بنانے والے استاد اور اے اپنے کام سے پورے ماہر تیری استادی شہرۂ آفاق ہے یہ تعریف اور خوشامدانہ الفاظ زرگر کی تسخیر کے لئے تھے کیونکہ اکثر بیوقوف اور دنیاپرست اپنی تعریف سے خوش اور خوشامد سے موم ہو جاتے ہیں۔

	نک فلان شہ از برائے زرگری	اختیارت کرد زیرا مہتری
ترجمہ	زرگری تیری پسند شاہ ہے	کیونکہ تو اس فن میں عالیجاہ ہے

شرح۔ لفظ نک۔ اینک کا مخفف ہے اور زیرا مہتری۔ اختیارت کرد کی علت ہے یعنے اس وقت فلاں بادشاہ نے تجھے زرگری کے لئے اس سبب منتخب کیا ہے کہ تو اپنے کام کا اُستاد اور اپنے ہم پیشہ۔ یا اپنی قوم کا سردار ہے۔ زرگر کو سردار کہنا خوشامدانہ بات ہے۔

	اینک این خلعت بگیر و زر و سیم	چون بیائی خاصہ باشی و ندیم

ترجمہ: دیکھ یہ خلعت ہے یہ زر ہے یہ سیم — چل کے تو دربار میں ہوگا ندیم

شرح - یعنے اے زرگر اس وقت تو یہی مال و خلعت قبول کرلے جب تو بادشاہ کے پاس جائیگا تو اس سے زیادہ عزت ہوگی بادشاہ کا خاص مصاحب اور ندیم بنجائیگا دنیا داروں اور زر پرستوں کا مقصود چونکہ تحصیل زر اور اُس کی امید ہے اس لئے زرگر دھوکا کھاگیا۔ اور ساتھ ہولیا۔

مرد مال و خلعت بسیار دید — غرّہ شد۔ از شہر و فرزنداں بُرید

ترجمہ: مرد زرگر نے جو دیکھا مال و زر — چل پڑا سارے تعلق چھوڑ کر

شرح یعنے زرگر مال و خلعت دیکھکر دھوکا کھاگیا۔ اور اپنے شہر اور عیال و اطفال سے جُدا ہونے پر مجبور ہوا - وہ یہ نہ سمجھا کہ زر کی محبت موت کا سامان ہے۔

اندر آمد شادمان در راہ مرد — بیخبر کان شاہ قصدِ جانش کرد

ترجمہ: شاد و خرم کر رہا تھا قطع راہ — کیا خبر تھی جان کا لیوا ہے شاہ

اسپِ تازی بر نشست و شاد تاخت — خونبہائے خویش را خلعت شناخت

ترجمہ: اسپ تازی زیر ران باعزّ و شان — اور خلعت خونبہا تھا بے گمان +

شرح - پہلے مصرع میں لفظ بر اسپ سے پہلے باعتبار قرینہ محذوف ہے اور دوسرا مصرع مقولہ مولانا ہے مطلب یہ کہ بادشاہ نے خلعت وغیرہ کا فریب دیکر زرگر کو ہلاک کرنے کیلئے بلایا تھا اور یہ سب سامان بطور پیشگی گویا اُس کے خون کی دیت تھی مگر زرگر جو حقیقت حال سے بے خبر تھا اور جسکو زر پرستی نے خارج از عقل کر رکھا تھا اُس دیت کو خلعت سمجھا نکتہ یہاں سے یہ بات نکلتی ہے کہ دنیا اور اُس کے آرائشی سامانوں کی محبت کا انجام ہلاکت ہے۔ سچ ہے ؏ دنیا ہیچ ست و کارِ دنیا ہمہ ہیچ -

اے شدہ اندر سفر با صد رضا — خود بپائے خویش تا سوءِ القضا

ترجمہ: اے مسافر تو سفر میں بارضا — اپنے پیروں سے گیا سُوئے قضا

شرح مولانا کا مقولہ ہے جس سے اہل دنیا کی تنبیہ مقصود ہے یعنے اے شخص تو جو راحت اور تحصیل زر کی امید پر خوشی خوشی سفر کرتا پھرتا ہے اس کو ایسا سمجھ گویا اپنے پانوں سے موت کے منہ میں جاتا ہے پھر موت بھی کیسی بُری موت - جس کو سوء خاتمہ کہتے ہیں - نعوذ باللہ منہا نکتہ تحصیل زر کی امید پر سفر کرنے والا اگر بحالت مسافرت مرگیا تو ظاہر ہے کہ صوفیوں کے نزدیک اس نے بہت بری موت پائی اور اگرچہ کھا کما کے گھر چلا آیا تو گویا اُس نے غفلت کا سامان جمع کیا جو اہل اللہ کے نزدیک ۔ ۔ ۔ موت سے کم نہیں حدیث میں یہ لفظ موجود ہیں - اَلدُّنْیَا وَمَا فِیْهَا مَلْعُوْنٌ اِلَّا ذِکْرَ اللّٰهِ وَمَا وَالَاهُ یعنے دنیا اور اُس کی تمام چیزیں ملعون ہیں مگر ذکر الٰہی اور جو شئے اُسکی مددگار ہے اس سے مستثنےٰ ہے۔

در خیالش عزّ و مال و سروری — گفت عزرائیل رو آری بری

ترجمہ: وہ خیالِ عزت و دولت سے شاد — موت کہتی تھی کہ چل - آئی مراد ❖

شرح اس شعر کے معنے دو طرح ہو سکتے ہیں اوّل یہ کہ خیال بمعنے دل ہے اور گفت خیال سے متعلق ہے یعنے ملک الموت نے زرگر کے دل میں یہ بات ڈال دی تھی کہ ہاں ہاں تو چلا چل بادشاہ کے دربار سے عزت و مال و سروری ضرور حاصل کریگا۔ مطلب یہ کہ ملک الموت نے زرگر کی موت کے سامان عزت و مال و سروری کی صورت میں اس کے روبرو پیش کئے۔ جن پر وہ فریفتہ ہو گیا۔ دوم یہ کہ زرگر کے خیال میں تو یہ سفر عزت و مال و سروری حاصل ہونے کا وسیلہ تھا اور ملک الموت بطور استہزا یہ کہہ رہا تھا کہ ہاں تو ذرا چل تو سہی - دیکھ کیسی عزت و سروری حاصل ہوتی ہے یعنے تجھے کچھ بھی حاصل نہ ہو گا بلکہ لینے کے دینے پڑ جائیں گے جان مفت میں جاتی رہیگی - دونو صورتوں میں لفظ بری بمعنے حاصل کنی ہے -

چوں رسید از راہ آں مردِ غریب — اندر آوردش بہ پیشِ شہ طبیب

ترجمہ: کر چکا جب قطع رہ مردِ غریب — اُس کو پیشِ شاہ لے آیا طبیب

پیشِ شاہنشاہ بُردش خوش بناز — تا بسوزد بر سرِ شمعِ طراز

ترجمہ: لے گیا دربار میں باعزّ و ناز — تاکہ ہو پروانۂ شمعِ طراز

شرح طراز حدودِ ترکستان میں ایک شہر کا نام ہے جہاں کے مرد و عورت نہایت خوبصورت ہوتے ہیں یہاں شمع طراز سے وہی کنیزک مراد ہے یعنے طبیب غیبی نہایت خوشی اور عزت کے ساتھ زرگر کو بادشاہ کے پاس لے گیا - اور اس سے فی الواقع اُس کی عزت مقصود نہ تھی - بلکہ یہ مطلب تھا کہ وہ پروانہ کی طرح اُس شمع طراز کے سر کا صدقہ ہو جائے لفظ بسوزد جو شمع کی مناسبت کے لئے ہے یہاں بمیرد کے معنوں میں ہے -

شاہ دیداو را بسے تعظیم کرد — مخزنِ زر را بدو تسلیم کرد

ترجمہ: شہ نے زرگر کی بہت تعظیم کی ❖ — اور کلیدِ زر اوسے تسلیم کی

پس بفرمودش کہ بر ساز د ز زر — از سوار و طوق و خلخال و کمر

ترجمہ: پھر یہ فرمایا گھڑے وہ پُر ہنر — سونے کی پازیب کنگن طوق زر

شرح یعنے شاہ نے سونے کا خزانہ سونپ کر زرگر سے یہ کہا کہ سرکار کے لئے سونے کے کنگن - گلوبند - پازیب اور پٹکے بنائے - یہ گویا زرگر کے لئے دل لگی کا سامان تھا - تاکہ وہ گھبرا نہ جائے -

ہم ز انواعِ اوانی بے عدد — کاں چناں در بزمِ شاہنشہ سزد

ترجمہ: نیز ہوں سونے کے برتن بے شمار — لائق بزمِ شہنشاہ ..... دیار

شرح - اوانی عربی لفظ اور انا ر کی جمع ہے - انا ظرف اور برتن کو کہتے ہیں یعنے بادشاہ نے زیور کے علاوہ زرگر کو سونے کے برتن بنانے کا بھی حکم دیا ہے چونکہ زرگر کو مال و زر کا فریب دیکر بُلایا تھا اس لئے اُس سے وہی کام لیا گیا

جو زر پرستوں کو دام فریب میں پھنسا کر انجام کار ہلاک کر ڈالتا ہے۔

	زر گرفت آں مرد و شد مشغول کار	بیخبر از حالت ایں کار زار	
ترجمہ	لیکے زر وہ ہو گیا مشغول کار	کیا خبر تھی اس کو ہے کیا کار زار	

شرح کار زار یا تو لفظ مرکب ہے بمعنے جنگ۔ یعنے زرگر اس بات سے بیخبر تھا کہ یہ ظاہری صلح دریردہ جنگ ہے اور یہ سونا میرے لئے ہمیشہ قبر میں سونے کا سامان ہے یا یہ سمجھیئے کہ کار الگ لفظ ہے اور زار الگ یعنے زرگر اپنے کار زبوں کے نتیجہ سے بیخبر تھا۔ اس وقت کار زار میں اضافت توصیفی ہو گی۔

	پس حکیمش گفت کاے سلطان مہ	آں کنیزک را بایں خواجہ بدہ	
ترجمہ	پھر طبیب غیب نے شہ سے کہا	وہ کنیزک بخشدے اس کو شہا	

شرح لفظ سلطان موصوف ہے اور مہ بکسر میم بمعنے مہتر و عالیشان اُس کی صفت یعنے اے شاہ اس کنیزک کو بطور نکاح یا ہبہ اس زرگر کے حوالے کر۔

	تا کنیزک در وصالش خوش شود	آب وصلش دفع آں آتش شود	
ترجمہ	تا کنیزک کامیاب وصل ہو	دفع نار حرص آب وصل ہو	

شرح آتش سے کنیزک کی عشق کی آگ مراد ہے اور لفظ دفع مصدر ہے بمعنے اسم فاعل یعنے دفع کنندہ

	شہ بدو بخشید آں مہروئی را	جفت کرد آں ہر دو صحبت جوئی را	
ترجمہ	بادشہ نے عقد اُن کا کر دیا	دو نو مشتاقوں کو اک جا کر دیا	

شرح یعنے بادشاہ نے بطور ہبہ یا نکاح کنیزک اُن دونوں کو ہم صحبت کر دیا۔ کنیزک کا صحبت جوئے زرگر ہونا تو ظاہر ہے کیونکہ وہ اُس پر عاشق تھی مگر زرگر کے صحبت جو ہونے کی یہ وجہ ہے کہ معشوق گو بظاہر عاشق سے پہلو تہی کیا کرے مگر تہ دل سے اُس کی مصاحبت کو ضرور پسند کرتا ہے ظاہری تنفر و اغماض کو صرف معشوقانہ انداز سمجھنا چاہیئے۔ جو عموماً معشوقوں کی شان ہے

	مدت شش ماہ میراندند کام	تا بصحت آمد آں دختر تمام	
ترجمہ	چھ مہینے تک رہے بس شاد کام	ہو گئی لونڈی کو پھر صحت تمام	

شرح۔ لفظ تمام صحت سے متعلق ہے۔ یعنے چھ ماہ تک دونو ہم صحبت رہے اور اس سے کنیزک کو صحت تمام حاصل ہو گئی۔ کیونکہ وصال اُس کے مرض کی دوا تھا لفظ شش ماہ سے اس طرف اشارہ ہے کہ اگر مرشد کامل سالک کے دل سے اخلاق ذمیمہ اور تعلقات ماسوے اللہ کے زائل کرنے کی بتدریج کوشش کرے تو ضرور کامیابی ہو گی۔ صوفیوں کا کام مشکل اور خدائی راہ میں قدم رکھنا نہایت کٹھن ہے اس لئے اس میں سچے رہبر اور مرشد کی ضرورت ہے۔ اس کے ساتھ استقلال اور تامل اور تحمل بھی شرط ہے مرشد شفیق ہونا چاہیئے اور طالب مستعد۔

بعد ازاں از بہرِ او شربت بساخت — تا بخورد و پیشِ دختر میگداخت

ترجمہ: پھر اسے دی ایسی اک شربت کی قسم — دم بدم گھٹنے لگا زرگر کا جسم +

شرح - یعنے چھ ماہ کا بھلا وا دیکر طبیب نے زرگر کے لئے ایسا شربت بنا دیا جس کے پینے سے اُس کا بدن روز بروز گھلتا گیا اور قوت اعضا سلب ہونے لگی -

چونکہ زشت و ناخوش و رُخ زرد شد — اندک اندک در دلِ او سرد شد

ترجمہ: ہوگیا بدشکل جب وہ بے تمیز — بجھ گئی سب آتشِ عشق کنیز

شرح یعنے شربت کے اثر سے زرگر لاغر نقیہ بدصورت اور زرد رو ہوتا گیا - اس لئے کنیزک کے دل سے اُس کا عشق کم ہوگیا - اور محبت کی آگ ٹھنڈی پڑگئی - کیونکہ کنیزک کو مجازی عشق تھا وہ اُس کی صورت پر مٹی ہوئی تھی - اُدھر صورت بگڑی ادھر عشق چھپت ہوا -

چون زرنجوری جمالِ او نماند — جانِ دختر در وبالِ او نماند

ترجمہ: جب مرض نے کھو دیا حُسن و جمال — ٹل گیا جانِ کنیزک سے وبال

شرح - وبال سے وہی عشق مجازی مراد ہے - جو کنیزک کو زرگر کے حُسن وجمال اور ظاہری صورت سے تھا - کیونکہ صورت کا عشق وبال جان ہوتا ہے -

عشقہائے کز پئے رنگے بود — عشق نبود عاقبت ننگے بود

ترجمہ: جس کسی کو عشق شکل و رنگ ہے — سچ تو یہ ہے عشق کیا ہے ننگ ہے

شرح - یعنے جو عشق رنگ روپ اور ظاہری صورت سے تعلق رکھتا ہے وہ درحقیقت عشق نہیں ہوتا - بلکہ اُس کا نام صورت پرستی ہے - جس میں انجام کار حُسن ظاہری کے زوال کے بعد آدمی کو حسرت اور خجالت اُٹھانی پڑتی ہے اور جو اہل معنے کے نزدیک سراسر ننگ وعیب ہے - نکتہ عشق صورت بلحاظ صورت پرستی مذموم ہے اور اس لحاظ سے کہ صورت مظہر شان الٰہی ہے اور عشق مظہر سے نہیں ہے بلکہ اُس حقیقت سے ہے جو اس مظہر میں ظاہر ہے مستحسن ہے - اس عشق کو ننگ وحسرت نہیں کہتے - ایسے عشق کی دو صورتیں ہیں اوّل یہ کہ عاشق کو بلا قید و تعین کسی خاص صورت کے ہر صورت میں مشاہدہ حق حاصل ہو - لیکن اس حالت میں یہ ضرور ہوتا ہے - کہ کیفیت مشاہدہ بعض خاص صورتوں میں بہ نسبت بعض دیگر صورتوں کی اعلیٰ اور کامل درجہ کی ہوتی ہے - چنانچہ عورتوں میں بہ نسبت مردوں کی مشاہدہ کامل درجہ کا ہے - ایسا عشق ہر ایک کامل شخص کو بھی نصیب نہیں ہوتا بلکہ یہ کامل ترین کا حصہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ازواج مطہرات کو دوست رکھنا اور یہ فرمانا حُبِّبَ اِلَیَّ مِنْ اُمُوْرِ دُنْیَاکُمُ النِّسَاءُ یعنے مجھے دنیا کی تمام چیزوں میں عورتیں بہت پسند ہیں، اسی قبیل سے تھا - دوم یہ کہ عاشق قید و تعین کے ساتھ کسی خاص صورت میں مشاہدہ حق کرے - یہ عشق اگرچہ عشق حق ہے - مگر اہل اللہ کے نزدیک ادنیٰ درجہ کا ہے -

کاشکے آن ننگ بودے یکسری — تا نرفتی بروی آن بد داوری

ترجمہ	کاش کہ وہ ننگ ہوتا یک سری	تا نہ ہوتی اس پہ یہ بد داوری ✦

شرح - اس شعر کے معنے محققین نے مختلف طور پر بیان کئے ہیں - مگر کوئی مطلب خدشہ سے خالی نہیں معلوم ہوتا - چنانچہ معنے اول یہ ہیں کہ **کاشکے** وہ ننگ یعنی عشق مجازی جو کنیزک کو زرگر سے تھا **یکسری** یعنے پائدار اور بے زوال ہوتا - تاکہ کنیزک کی جان پہ بد داوری یعنے محبت زرگر کے سرد ہونے کا ستم نہ ڈھایا جاتا۔ ان معنوں میں یہ خرابی ہے کہ عشق زرگر خود ننگ تھا اگر جاتا رہا تو کنیزک پر ستم ہونے کے کیا معنی ہیں بلکہ یہ تو عین عدل اور سراسر خوبی ہے کیونکہ عشق مجازی مذموم صفت ہے جس کا زائل ہو جانا سراسر حسن ہے

دوسرے معنے یہ ہیں کہ **کاشکے** وہ ننگ یعنے عشق مجازی پائدار ہوتا تاکہ زرگر کی جان پر ستم نہ ہوتا یعنے اس کے قتل کی تدبیر نہ کی جاتی - کیونکہ طبیب کو معلوم ہو گیا تھا کہ زرگر کے رنگ روپ کم ہونے سے کنیزک کا عشق کم ہوتا جاتا ہے - اس لئے زرگر کو ہلاک کر کے ہمیشہ کے لئے کنیزک کو اُس کے عشق کی بیماری سے نجات دلائی گئی - اگر یہ عشق پائدار ہوتا تو ہرگز زرگر کے ہلاک کرنے کی تدبیر نہ کی جاتی -

پہلے معنوں میں ضمیر وی کنیزک کی طرف راجع ہے اور دوسرے معنوں میں زرگر کی طرف - مگر ان معنوں میں یہ خرابی ہے کہ زرگر کا ہلاک کرنا خدا کے حکم سے تھا - جس کو مولانا قدس سرہ نے حضرت خضر کی کشتی توڑنے سے مشابہت دی ہے - بس تو طبیب غیبی کے فعل کو جو خدا کے حکم سے تھا بد داوری کہنا سراسر خلاف ہے - **تیسرے** معنے یہ ہیں کہ **یکسری** بمعنے تمام و کمال ہے - یعنے **کاشکے** عشق مجازی بالکل ننگ اور قابل زوال ہوتا - نہ بادشاہ کے عشق کو پائداری ہوتی نہ کنیزک کے - یعنے جس طرح کنیزک کا عشق مرض زرگر سے زائل ہو گیا ہے - اسی طرح بادشاہ کا عشق مرض کنیزک سے زائل ہو جاتا - تاکہ زرگر پر ظلم نہ ہوتا مگر ان معنوں میں بھی وہی خرابی ہے - جو دوسرے معنوں میں بیان ہوئی - یعنے زرگر کا قتل بحکم الٰہی تھا - اس کو بد داوری نہیں کہہ سکتے -

چوتھے معنے یہ ہیں کہ **کاشکے** یہ ننگ یعنے عشق صورت **یکسری** ہوتا **دوسری** نہ ہوتا یعنے یہ بات نہ ہوتی کہ بادشاہ کنیزک پر عاشق ہوتا اور کنیزک زرگر پر - بلکہ یا تو بادشاہ کنیزک کو چاہتا اور کنیزک زرگر سے کچھ تعلق نہ رکھتی - یا کنیزک زرگر سے عشق رکھتی اور بادشاہ سے بالکل الگ رہتی - اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ زرگر پر ستم نہ کیا جاتا - لیکن ان معنوں میں بھی وہی خرابی ہے - جو تیسرے معنوں میں ہے -

پانچویں معنے یہ ہیں کہ اگر عشق صورت ننگ یکسری یعنے ہر کس و ناکس کے نزدیک باعث ننگ ہوتا تو کوئی کسی پر عاشق نہ ہوتا - یہاں تک کہ کنیزک بھی زرگر سے کچھ علاقہ نہ رکھتی اور اس بیچارے پر ظلم نہ کیا جاتا لیکن یہ معنے بھی تیسرے معنوں کی خرابی سے خالی نہیں -

چھٹے معنے یہ ہیں کہ **کاشکے** یہ ننگ یعنے عشق مجازی یکسری یعنے ایک طریقہ کا ہوتا مطلب یہ کہ جس طرح کنیزک صورت زرگر کی عاشق تھی اسی طرح بادشاہ صورت کنیزک کا عاشق ہوتا حالانکہ بادشاہ صورت کا عاشق نہ تھا بلکہ اُس حقیقت کا عاشق تھا - جو صورت کنیزک میں ظاہر تھی کیونکہ عورتوں میں مشاہدہ حقیقت کامل درجہ کا ہوتا ہے) تو زرگر پر ستم نہ ہوتا - اس لئے کہ زرگر کا قتل کرنا الہام کی رو سے تھا اور جس حالت میں کہ بادشاہ زرگر کی طرح خود گرفتار صورت ہوتا تو اُسے الہام کا مرتبہ نصیب نہ ہوتا اور نہ طبیب غیبی اُس کا معالج بنتا کیونکہ یہ طبیب قطب زمانہ تھا ایسے قطب کو عاشقان مجازی کے علاج سے

سروکار نہیں ہوتا مگر ان معنوں میں یہ خرابی ہے کہ بادشاہ کو جو عارف اور عاشق حقیقی تھا عاشق مجازی ہونے کی بددعا دی گئی ہے اور یہ بددعا صرف اس غرض سے ہے کہ ایک واجب القتل (زرگر) قتل سے بچ جائے کیونکہ اُس کا قتل بحکم الٰہی تھا۔ ساتویں معنی یہ ہیں کہ کاشکے اگر عشق مجازی ننگ کیسری (ایک طرف کا ننگ) یعنے فقط دنیا میں باعث ذلت و رسوائی ہوتا عقبیٰ میں اس کا حساب و کتاب نہ لیا جاتا۔ تو قیامت کے دن عاشق مجازی کی جان پر ستم نہ ٹوٹتا اس صورت میں ضمیر آں جو پہلے مصرع میں ہے عشق مجازی کی طرف اور ضمیر وے جو دوسرے مصرع میں ہے عاشق مجازی کی طرف راجع ہے۔ لیکن ان معنوں میں یہ خرابی ہے کہ عشق مجازی اگر اس سے تجاوز نہ کیا جائے باعث گناہ ہے۔ اور قیامت کے دن اگر گنہگاروں کو اُن کے گناہوں کے سبب عذاب کیا گیا تو اس کو بدداوری یعنے ظلم وستم سے تعبیر کرنا بے ادبی بلکہ کفر ہے۔

آٹھویں معنے یہ ہیں کہ ننگ بمعنے عیب ہے اور یکیسری بمعنے سراپا۔ اور ضمیر آں زرگر کی طرف راجع ہے یعنے کاشکے وہ زرگر سراپا عیب اور سخت بدصورت ہوتا۔ تاکہ کنیزک اُس کی صورت پر عاشق نہ ہوتی اور وہ کمبخت ہلاکت سے بچ جاتا۔ ان معنوں میں یہ خرابی ہے کہ زرگر کے قتل کو جو بحکم الٰہی تھا بدصورتی بھی روک نہیں سکتی تھی کیونکہ حکم الٰہی کو خوبصورتی اور بدصورتی سے کچھ سروکار نہیں۔

نویں معنے جو تمام مذکورۂ بالا خرابیوں سے الگ اور ہر قسم کے اعتراض سے بچے ہوئے ہیں۔ یہ ہیں کہ اوّل مصرع میں آں ننگ بمعنے عشق صورت ہے اور یکیسری بمعنے پائدار۔ اور دوسرے مصرع میں ضمیر وے عشق ہی کی جانب راجع ہے اور بدداوری بمعنے ظلم وستم۔ اس صورت میں شعر کا یہ مطلب ہوا کہ کاشکے وہ ننگ یعنے عشق صورت پائدار ہوتا یعنے عشق مجازی سے تجاوز ہو کر عشق حقیقی بن جاتا تاکہ عاشق مجازی کی طرف سے عشق کی جان پر ستم نہ ٹوٹتا۔ کیونکہ عاشق مجازی نے عشق کو ان معنوں میں استعمال کیا ہے جن کے لئے وہ موضوع نہ تھا عشق ایک بڑی نیک صفت تھی جس کو عاشق مجازی نے مذموم بنا دیا اور یہ ظاہر ہے کہ اچھی چیز کو بُرا کر دینا اسکی جان پر ستم توڑنا ہے۔ اسی صورت میں اگر ضمیر وے عاشق کی طرف راجع ہو۔ اور بدداوری سے ستم فراق لیا جائے تو بھی معنے صحیح ہیں اس وقت یہ مطلب ہو گا کہ اگر عشق مجازی پائدار ہوتا یعنے مجازی سے حقیقی بنجاتا تو عاشق ہمیشہ کے لئے ستم فراق سے بچ جاتا۔ یہ شعر مثنوی شریف کے معرکتہ الآرا اشعار میں سے ہے جس کے حل کرنے میں بڑے بڑے علما اور صوفیوں کے قدم پھسل گئے ہیں۔ ہم نے جس قدر معنے یہاں لکھے ہیں سب کو نہایت تامل اور فکر کی نظر سے دیکھنا چاہیئے۔ آخری معنے تمام معنوں سے بہتر اور نہایت دلچسپ ہیں۔

یا الٰہ العالمین صورت کی محبت کے پھندے سے نکال کر عشق حقیقی کے رستہ پر لگا دے کہ ہمیں اپنی حقیقت کا حال معلوم ہو جائے۔

	خون دوید از چشم ہمچوں جوئے او	دشمن جان وے آمد روئے او
ترجمہ	بھر پڑ خوں چشم گریاں ہو گئی	اُس کی صورت دشمن جاں ہو گئی

شرح مصرع دوم مولانا کا مقولہ ہے اور ہمچوں جوی بحالت ترکیب چشم کی صفت ہے یعنے اپنی بیماری کے سبب جس میں اُسے مر جانے کا گمان تھا یا حالت مرض میں یا یاد وطن اور فراق اہل دعیال یا اپنی عاشق کنیزک کی اس دوری کے باعث زرگر کی چشم دریا بار سے خوں ٹپکنے لگا۔ اور اُس کا چہرہ ظاہری حسن و جمال اُس کی جان

کا دشمن ہوگیا۔ اگر وہ خوبصورت نہ ہوتا تو کنیزک عاشق نہ ہوتی اور اُس کے ہلاک کرنے کی تدبیر نہ کی جاتی۔

	دشمن طاؤس آمد پرِ او	اے بسا شہ را بکشتہ فرِّ او
ترجمہ	دشمن طاؤس ہے خود اُس کا پر	بادشاہوں کا ہے قاتل رعب و فر

شرح یعنے طاؤس اپنے پروں کی خوشنمائی کے باعث مارا جاتا ہے اور بہت سے مغرور بادشاہ بیشہ دبدبہ اور شوکت کے سبب قتل کئے جاتے ہیں۔ مطلب یہ کہ بسا اوقات خوبصورتی اور خوشنمائی دشمن جان بنجاتی ہے چنانچہ زرگر کا حال اس کی گواہی دے رہا ہے۔ یہ شعر پہلے شعر کے مضمون کی توضیح ہے بطریق تمثیل۔

	چونکہ زرگر از مرض بدحال شد	در گدازش شخص او چون نال شد
ترجمہ	جب تغیر ہوگیا زرگر کا حال	بسکہ زاری سے ہوکر شکل نال

شرح شخص یعنے وجود یعنے جسم۔ اور نال یعنے نالیہ۔ مطلب یہ کہ زرگر کا بدن سوکھ سوکھ کر نالیہ کے مانند ہوگیا

	گفت من آن آہوم کز نافِ من	ریخت آن صیاد خون صافِ من
ترجمہ	میں ہوں وہ آہو کہ نافے کے لئے	مجھکو اُس صیاد نے [illegible] دیئے

شرح۔ یہاں سے یہ چند شعر مقولہ زرگر اور وہ متکبرانہ کلمات ہیں جو مرض الموت میں اُس کی زبان سے نکلے تھے یعنے میں وہ مظلوم ہرن ہوں کہ صرف نافہ کے لالچ یعنے حسن کے سبب سے ہلاک کیا گیا ہوں۔ حالانکہ یہ مجھ پر سراسر ظلم ہے۔

	اے من آن روباہِ صحرا کز کمیں	سر بریدندم برائے پوستین +
ترجمہ	میں ہوں وہ روباہ ۔ صیادِ کمیں	مارتا ہے مجھکو بہرِ پوستیں +

شرح۔ ملک روس میں ایک قسم کی لومڑی ہوتی ہے۔ جس کو صرف اس لئے ہلاک کیا جاتا ہے کہ اس کی پوستین نہایت نرم و نازک خوبصورت اور قیمتی ہوتی ہے چنانچہ مولانا نظامی سکندر نامہ میں فرماتے ہیں ؎

شنیدم کہ روباہے در ملک روس — خود آرائے باشد بشکل عروس

یہ شعر پہلے شعر کے قریب المعنی ہے۔

	اے من آن پیلے کہ زخم پیلبان	ریخت خونم از برائے استخوان
ترجمہ	میں وہ ہوں ہاتھی کہ زخمِ پیلبان	خون مرا کرتا ہے بہرِ استخوان

شرح۔ ہاتھی دانت قیمتی چیز ہوتی ہے۔ بلکہ بعض موقع پر اس کی ہڈیاں بھی دانتوں کے بھاؤ بکجاتی ہیں مطلب وہی ہے۔ جو پہلے شعر کا تھا۔ یعنے صد حیف میں اپنے قیمتی حسن و جمال کے سبب ہلاک کیا گیا ہوں۔

	آن کشتستم پئے ما دونِ من	مے نداند کہ نخسپد خون من
ترجمہ	مار ڈالا ہے مجھے بہر جمال	خون مرا لیکن نہ ہو گا پائے مال

شرح مادون بمعنے کمتر و کم رتبہ جس سے زرگر نے اپنا حُسن و جمال مراد لیا ہے کیونکہ حُسن و جمال جان سے نہایت کم رتبہ کی چیز ہے ۔ مطلب یہ کہ جس شخص نے مجکو اُس چیز کے لالچ سے مارا ہے جو مجھ سے نہایت کم رتبہ کی ہے ۔ کیا وہ یہ نہیں جانتا کہ میرا خون ہرگز نہ چھپ سکیگا ۔ بالفرض قاتل دنیا میں قصاص سے بچگیا مگر عقبیٰ میں حاکم حقیقی سے چھپکر کہاں جائے گا ۔ خون تو سر چڑھکر بولتا ہے ۔

	بر منست امروز و فردا بر وے ست	خون چون من کس چنیں ضایع کے ست
ترجمہ	آج مجھ پر ہے تو کل اُس پر ضرور	کب سبیل ہوتا ہے خونِ بے قصور

شرح ۔ یعنے آج قتل کی تکلیف مجکو ہوئی ہے ۔ کل انتقام کی تکلیف قاتل کو ہو گی اور مجھ جیسے مظلوم صاحب حُسنُ جمال کا خون ضائع نہ جائے گا ۔ نکتہ اگر اس آخری وقت میں بھی زرگر یہ لاف وگزاف اور تکبر چھوڑ کر توبہ اور طریق عجز اختیار کرتا تو مقبول بندوں میں سے ہوجاتا ۔ چونکہ اس کا قتل الہام کی رو سے تھا اس لئے قیامت کے دن قاتل سے قصاص کی امید رکھنی سراسر لاف زنی ہے ۔

	گرچہ دیوار افگند سایہ دراز	باز گردد سوئے او آں سایہ باز
ترجمہ	سایۂ دیوار ہو دور از زمیں	لیکن آجاتا ہے ہر پھر کر وہیں

شرح یعنے اگرچہ دن نکلتے وقت دیوار کا سایہ دراز اور دیوار سے دور پڑتا ہے مگر دوپہر کو وہی سایہ اُسی دیوار کی طرف آجاتا ہے ۔ مطلب یہ کہ اچھے بُرے کام کا نتیجہ گو بالفعل نہیں مگر کسی نہ کسی وقت ضرور کرنے والے کو مل جائے گا علیٰ ہذا القیاس قاتل کو میرے خونِ ناحق کی سزا ضرور ملیگی ۔

	ایں جہاں کوہست و فعل ما ندا	سوئے ما آید ندا ہا را صدا
ترجمہ	ہے جہاں کوہ و ندا افعالِ خلق	سوئے خلق آتے ہیں سب اعمالِ خلق

شرح ۔ یہ شعر زرگر اور مولانا قدس سرہ دونوں کا مقولہ ہوسکتا ہے یعنے عالم دنیا ایک پہاڑ کی اور ہمارے افعال و اعمال اُس پہاڑ میں آواز کے مانند ہیں پہاڑ میں ہم جس طرح کی ندا کرینگے بعینہ وہی ندا اُلٹ کر ہمارے کانوں تک آئیگی ۔ بقول شخصے ع ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سُنے ۔ مطلب یہ کہ جیسے ہمارے افعال ہوں گے اُنکی ویسی ہی جزا و سزا ہم کو ملیگی ۔ قرآن مجید میں موجود ہے ۔ اَلْيَوْمَ تُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ یعنے آج کے دن ہر نفس کو اُسکی کمائی کا بدلہ دیا جائے گا اور کسی پر ظلم نہ ہوگا ۔

	ایں بگفت و رفت در دم زیر خاک	آن کنیزک شد ز درد و رنج پاک
ترجمہ	کہکے یہ زرگر اُسی دم مر گیا	پاک لونڈی کو الم سے کر گیا

شرح بعض نسخوں میں زرنج عشق پاک اور بعض میں زعشق ورنج پاک دیکھا گیا ہے مطلب سب کا ایک ہے۔ یعنے چونکہ زرگر کا عشق کنیزک کے دل سے اُس کی بیماری کے سبب رفتہ رفتہ کم ہوگیا تھا اس لئے اُس کے مرجانے سے بالکل جاتا رہا۔ اس عشق کے جاتے رہنے کی علت یہ اگلا شعر ہے۔

	زانکہ عشق مردگان پایندہ نیست	زانکہ مُردہ سوی ما آیندہ نیست
ترجمہ	مُردے کی الفت کا ہے کیسا اعتبار	مردہ کب آتا ہے پھر کر بار بار

شرح۔ یعنے فنا ہونیوالی چیزوں کا عشق پائدار نہیں ہوتا۔ کیونکہ فانی اور معدوم ہونے والی چیز واپس ہو کر ہمارے پاس نہیں آتی۔ اس لئے فانی کی صحبت بھی فنا ہو جاتی ہے۔ مثلاً ایک شخص کا ایسا چاہیتا بیٹا مر گیا جو اُس کے نزدیک تمام عالم سے زیادہ محبوب تھا۔ باپ کو چند روز اُس کی جدائی کا قلق رہے گا۔ مگر رفتہ رفتہ مرنے والے کا عشق بالکل فراموش اور نیست نابود ہو جائے گا۔

	عشق زندہ در روان و در بصر	ہر دمی باشد ز غنچہ تازہ تر
ترجمہ	عشق زندہ سے ہے خوش جان و بصر	ہے جو غنچہ سے زیادہ تازہ تر

شرح۔ زندہ سے حیُّ القیّوم یعنے ذات حق روان سے باطن۔ اور بصر سے ظاہر مراد ہے مطلب یہ کہ اللہ تعالےٰ کا عشق ظاہر و باطن دونوں کو تر و تازہ کر دیتا ہے۔ یہ عشق روح کے لئے باعث سرور اور آنکھوں کے لئے موجب نور ہے۔ کیونکہ یہ عشق اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کا ہے۔

	عشق آن زندہ گزیں کو باقیست	وز شراب جانفزایت ساقیست
ترجمہ	عشق اُس کا کر نہیں جس کو فنا	تجھکو دیتا ہے شراب جان فزا

شرح شراب جانفزا سے وہ ظاہری و باطنی نعمتیں مراد ہیں جن کے ذریعہ سے جسمانی و روحانی زندگی قایم رہتی ہے۔

	عشق آن بگزیں کہ جملہ انبیاؑ	یافتند از عشق او کار کیا
ترجمہ	عشق سے اللہ کے بے اشتباہ	انبیا کرتے ہیں کارِ بادشاہ

شرح صاحب برہان قاطع نے کارگیا بکسر رائے مہملہ و کاف فارسی کو بمعنے بادشاہ و وزیر و کارفرما لکھا ہے نیز چار دل عنصروں میں سے کسی عنصر کو بھی کارگیا کہا ہے صاحب فرہنگ جہانگیری کا بھی یہی قول ہے جس نے کارگیا کو بمعنے بادشاہ و کارفرما ہونے کی سند میں مولوی معنوی کا یہی شعر جس کی ہم شرح لکھ رہے ہیں پیش کیا ہے۔ لیکن صاحب برہان اور مؤلف جہانگیری دونوں نے غلطی کی ہے۔ کیونکہ کیا بمعنی مخفف گیاہ کے فارسی میں اور کوئی معنے نہیں رکھتا دوسرے یہ کہ مولوی معنوی کے شعر میں کارگیا بمعنے بادشاہ کارفرما لیا جائے تو شعر کے معنے نہیں بنتے۔ اس کی صحیح تحقیق یہ ہے کہ کیا لفظ کے کا مزید علیہ ہے اور کے بمعنے خداوند مالک ہے اس سے ظاہر ہوگیا کہ لفظ کیا بکاف عربی ہے۔ اور کارِ کیا میں ترکیب اضافی ہے۔ اس لفظ کو مفرد خیال کرنے والے سخت غلطی پر ہیں۔ کارِ کیا بمعنے کار بادشاہ ہے یعنے سلطنت۔ علیٰ ہذا القیاس جب کارکیا کو بمعنے عنصر لیا جائے گا تو کارے کے متعلق۔ عنصر باشد کے معنوں میں ہوگا۔

نہ نقط یعنے عنصر البتہ کار کیا بسکون رائے ہملہ و کاف عربی بمعنے بادشاہ عنصر ہوسکتا ہے کیونکہ اس حالت میں اضافت مقلوب ماننی پڑیگی۔ یعنے کائے کار یعنے خداوند کار۔ چنانچہ وہ کیا بمعنے مالک وہ اہل زبان کا محاورہ ہے اور اس میں اضافت مقلوب ہے۔ مطلب شعر یہ ہے کہ اُس معشوق حقیقی کا عشق اختیار کر جس کی محبت کے باعث انبیاء نے باوجود ترک دنیا وہ مرتبہ پایا ہے جو بادشاہ کو حاصل ہوتا ہے اور وہ کام کیا ہے جو بادشاہ کرتے ہیں کیونکہ انبیاؑ اُسی طرح اپنی امت کے نگہبان رہے ہیں جس طرح ایک عادل اور خداترس بادشاہ اپنی رعیت کا بادشاہ صرف ملک دنیا کا مالک ہوتا ہے۔ اور انبیاؑ ملک دنیا وعقبےٰ دونوں کے حاکم ہیں۔ مثنوی کے تمام نسخوں میں کار وکیا واو عاطفہ کے ساتھ دیکھا گیا ہے۔ مگر یہ معنوی اعتبار سے غلط اور کاتبوں کا تصرف ہے۔

	تو مگو مارا بداں شہ بار نیست	با کریماں کارہا دشوار نیست
ترجمہ	یہ نہ کہہ اُس شاہ تک کیونکر ہو بار	کب کریموں پر ہے مشکل کوئی کار

شرح۔ یعنے تو یہ کہکر اُس بادشاہ حقیقی تک ہماری رسائی نہیں ہوسکتی اپنی ہمت نہ توڑ۔ اور راہ طلب نہ چھوڑ کیونکہ کریموں کے ساتھ کسی کو کوئی کام پڑتا ہے تو اُس میں کسی طرح کی دقت اور دشواری نہیں ہوتی۔ قرآن مجید میں موجود ہے فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ۔ تم میرا ذکر کروگے تو میں تم کو یاد رکھوں گا اور حدیث قدسی میں یہ لفظ موجود ہیں مَنْ تَقَرَّبَ اِلَیَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ اِلَیْہِ ذِرَاعًا وَمَنْ تَقَرَّبَ اِلَیَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ اِلَیْہِ بَاعًا وَمَنْ اَتَانِیْ مَشْیًا اَتَیْتُہٗ اِلَیْہِ ہَرْوَلَۃً یعنے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ جو شخص بالشت بھر میری طرف بڑھتا ہے میں اُس کی طرف ایک گز بڑھ جاتا ہوں اور جو ایک گز بڑھتا ہے میں دوگز تک سبقت کرتا ہوں۔ اور جو میرے پاس آہستہ آہستہ چل کر آتا ہے میں اُس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔

	دربیان آنکہ کشتن مرد زرگر باشارۂ الٰہی بود نہ بخیال باطل
ترجمہ	اس بات کا ذکر کہ زرگر کا مار ڈالنا خدا کے حکم سے تھا نہ کہ خیال باطل سے

شرح نشر رع حکایت میں یہ معلوم ہوچکا ہے کہ زرگر سے نفس امارہ یا حب دنیا مراد ہے اور حکیم سے مرشد کامل۔ چونکہ سالک کے دل سے محبت دنیا کا زائل کرنا مرشد پر فرض ہے اس لئے زرگر کا ہلاک کرنا خدا کے حکم سے تھا۔ جیسا کہ حضرت خضر نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ سفر کرتے ہوئے بالہام ربانی ایک نابالغ لڑکے کو قتل کردیا تھا اس قصہ کو ہم آگے چل کر بیان کرینگے۔

	کشتنِ آن مرد بردستِ حکیم	نے پئے امید بود و نے زبیم
ترجمہ	مرد زرگر کی ہلاکت اسے نہیم	نے پئے امید تھی نے بھیر بیم

شرح۔ یہاں کشتن بمعنے ہلاک شدن بطور مجاز مصدر لازم ہے یعنے حکیم کے ہاتھ سے زرگر کا ہلاک ہونا نہ تو اس لئے تھا کہ اُس کو بادشاہ سے کسی قدر انعام کی امید تھی۔ اور نہ اس لئے تھا کہ وہ بادشاہ سے کسی طرح کا خوف رکھتا تھا تو یہ محض حکم خدا کی تعمیل تھی۔ کامل صوفی دنیا کی طمع یا اہل دنیا کے خوف سے کوئی کام نہیں کرتے بلکہ ایسے لوگ ہمیشہ خدا کی رضا کے طالب رہتے ہیں۔

	آن کشتن از برائے طبعِ شاہ	تا نیامد امر والہام از آلہ +
ترجمہ	قتل تھا اُس کا نہ بہرِ طبعِ شاہ	بلکہ تھا یہ امر والہام آلہ *

شرح - پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ قتل زرگر بیشک از روئے الہام تھا۔ اس الہام کو وحی اس لئے کہا گیا ہے کہ اِلْہَامُ الْوَلِیِّ کَوَحْیِ النَّبِیِّ - یعنے ولی کا الہام نبی کی وحی کے برابر ہوتا ہے گو ولی کا کوئی فعل ظاہر میں خلاف شرع معلوم ہو مگر باطن میں بالکل شریعت کے مطابق ہوگا۔ اس کی مثال آیندہ شعر میں ہے -

	آں پسر راکش خضر ببرید حلق	سِرّ آنرا در نیابد عام خلق
ترجمہ	خضر نے کاٹا تھا جس بچے کا حلق	راز اُس کا کب سمجھ سکتی ہے خلق

شرح یعنے زرگر کا مار ڈالنا اگرچہ ظاہر میں بُرا معلوم ہوتا تھا کیونکہ اس کے لئے کوئی شرعی وجہ قایم نہیں ہوئی تھی مگر چونکہ یہ قتل حسب الہام الٰہی تھا اس لئے فی الواقع جرمانہ تھا۔ اس کی مثال حضرت خضر کا قصہ ہے اُن کا ایک بالغ لڑکے کو مار ڈالنا اُس زمانے کے پیغمبر (حضرت موسیٰ علیہ السلام) کو برا معلوم ہوا۔ مگر انجام کار ظاہر ہوگیا کہ خضرؑ کا فعل حکم الٰہی کی تعمیل پر مبنی تھا - حضرت خضرؑ کا قصہ مختصر طور پر یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام فرعون کے ڈوبنے کے بعد بنی اسرائیلوں کے ایک مجمع میں بیٹھے ہوئے وعظ فرما رہے تھے اُن میں سے ایک سردار نے کہا کہ اے موسیٰؑ کلیم اللہ کیا دنیا میں اب کوئی ایسا ہے جو آپ سے زیادہ علم وعقل رکھتا ہو۔ حضرت موسیٰؑ نے جواب دیا کہ میں نہیں جانتا کوئی ہے یا نہیں اتنے میں حضرت جبرئیل تشریف لائے اور یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ جس جگہ دو دریا بہتے ہیں یعنے مجمع البحرین میں ہمارے ایک خاص بندے (خضر علیہ السلام) کی صحبت میں رہکر اُس سے کچھ سیکھو - کیونکہ خضرؑ حسب مضمون وَعَلَّمْنٰہُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا - علم لدنی رکھتے تھے حضرت موسیٰؑ محنت سفر اور سخت تکلیفیں اٹھا کر خضرؑ سے ملے اور اُن سے کچھ سیکھنا چاہا - آیت ہَلْ اَتَّبِعُکَ عَلٰٓی اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا یعنی موسےٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اے خضر کیا میں اس شرط پر تیرے ساتھ رہ سکتا ہوں کہ تو اپنے اُس علم میں سے جو تجھکو دیا گیا ہے مجھے کچھ سکھا دے اور میری رہبری کرے) اسی کی طرف اشارہ کرتی ہے - خضرؑ نے فرمایا کہ تم میرے اُن فعلوں کو دیکھکر جو بظاہر تمہاری شریعت کے خلاف ہوں گے مجھسے بازپرس کروگے اور میرے کاموں پر تم سے ہرگز صبر نہ ہو سکیگا - بلکہ ہمیشہ اعتراض کرتے رہوگے موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں کسی کام میں تمہاری نافرمانی نہ کرونگا - اور تمہارے ہر فعل پر انشاء اللہ تعالیٰ صبر کرتا رہوں گا - خضرؑ نے جواب دیا کہ اچھا اگر تم میرے ساتھ رہنا چاہتے ہو تو مجھ سے کسی چیز کی بابت سوال نہ کرنا جب تک میں خود اظہار اسرار نہ کردوں - جب دونوں طرف سے اقرار و مدار ہو چکے تو دونو ایک کشتی میں سوار ہو کر چلے - حضرت خضرؑ نے تھوڑی دور چلکر بلاوجہ اُس کشتی کو توڑ دیا - حضرت موسیٰؑ سے صبر نہ ہو سکا - اور یہ فرمایا کہ اے خضر تم نے اس کشتی کو شاید اس لئے توڑا ہے کہ اسکے بیٹھنے والے دریا میں ڈوب جائیں - خضرؑ نے جواب دیا کہ میں تو پہلے ہی کہتا تھا - کہ تم سے میرے فعلوں پر صبر نہ ہو سکے گا اور تم اعتراض کرتے رہوگے - موسیٰؑ نے بھول چوک کا عذر کیا اور دونوں آگے بڑھے راستہ میں ایک نابالغ لڑکا ملا - خضرؑ نے اُس لڑکے کو قتل کر دیا - چونکہ اس قتل کا کوئی سبب شرعی ظاہر نہ تھا - اس لئے حضرت موسیٰؑ نے پھر معترض ہو کر حضرت خضرؑ سے فرمایا کہ میں تمہارے اس معصوم اور بے گناہ لڑکے کے قتل

کردینے کو بُرا جانتا ہوں۔ خضرؑ نے کہا کہ میں تم کو تاکید کے ساتھ صبر کرنے کی ہدایت کر چکا ہوں۔ مگر تم سے صبر نہیں ہو سکتا۔ موسیٰؑ نے جواب دیا کہ اگر میں تم سے اب کسی بات کا سوال کروں تو مجھے اپنی مصاحبت سے جدا کردینا۔ اس اقرار کے بعد دونوں ایک بستی میں پہنچے۔ اور وہاں والوں سے کھانا مانگا۔ بستی والوں نے کھانا دینے سے انکار کردیا۔ خضرؑ نے اُس بستی میں ایک جھکی ہوئی دیوار دیکھی جو گرنے کو تھی اُسے نئے سرے سے بنا دیا۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا کہ تم چاہتے تو اس دیوار کو مزدوری لے کر بناتے۔ خضرؑ نے کہا **هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ** یعنے اے موسیٰ اب میں تم کو اپنے ساتھ نہیں رکھ سکتا۔ البتہ عنقریب کشتی توڑنے لڑکے کو قتل کردینے اور بستی والوں کی دیوار بنا دینے کا باطنی سبب تم سے بیان کروں گا۔ کشتی توڑنے کا یہ سبب تھا کہ اُس ملک کا ظالم بادشاہ سالم کشتیوں کو بیگار میں پکڑ لیتا تھا۔ میں نے اس کو توڑ کر معیوب کردیا۔ کیونکہ وہ کشتی مسکینوں کی تھی اگر سالم ہوتی تو بادشاہ پکڑ لیتا۔ اور بیچارے مسکین مزدوری کر کے پیٹ نہ پال سکتے۔ اور لڑکے کو مار ڈالنے کی یہ وجہ تھی کہ اُس کے ماں باپ مومن تھے وہ خود اگر زندہ رہتا تو بہت شقی ہوتا اور والدین کو کافر بنا لیتا۔ اس لئے اُس کا قتل اُس کے والدین کے حق میں نہایت مفید ہوا اور باوجود انکار ضیافت بستی والوں کی دیوار بنا دینے کی یہ علت تھی کہ اس کے نیچے دو یتیم بچوں کا خزانہ تھا۔ اگر وہ دیوار گر پڑتی تو لوگ خزانہ کو لوٹ لیتے اور اللہ کو یہ منظور تھا کہ وہ دونو جوان ہو کر اپنے خزانہ کے آپ مالک بنیں۔ آخر میں خضرؑ نے اتنا اور فرما دیا کہ **وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِيْ** اے موسیٰ میں نے ان میں سے کوئی فعل اپنی طرف سے نہیں کیا بلکہ خدا کے حکم سے ایسا ہوا ہے۔ حضرت موسیٰؑ اور خضرؑ کا قصہ سورۂ کہف میں ہے۔ کہتے ہیں خضرؑ نے جس لڑکے کو قتل کردیا تھا اللہ تعالےٰ نے بطور نعم البدل اس کے والدین کو ایک نیکبخت لڑکی دی جس کی اولاد سے کئی پیغمبر پیدا ہوئے۔ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ اُس بستی کا نام انطاکیہ ہے جس کے رہنے والوں نے اِن دونو پیغمبروں کو کھانا دینے سے انکار کیا تھا۔ اُن کا دستور تھا کہ لینے گاؤں کا دروازہ شام سے بند کر کے صبح تک کسی کے لئے نہیں کھولتے تھے۔ چونکہ حضرت خضرؑ و موسیٰؑ رات کے وقت پہنچے تھے اس لئے حسب دستور اُن کے لئے بھی دروازہ نہ کھلا۔ انہوں نے کہا کہ اگر دروازہ نہیں کھولتے تو ہمیں کچھ کھانا دو۔ کیونکہ ہم مسافر ہیں۔ مگر گانو والوں نے کھانا دینے سے بھی انکار کیا۔ یہ دونو رات بھر گانو کے باہر بھوکے پڑے رہے۔ صبح کو خضرؑ نے ایک جھکی ہوئی دیوار کی مرمت کردی سورۂ کہف میں یہ آیت ہے **حَتّٰۤى اِذَاۤ اَتَيَاۤ اَهْلَ قَرْيَةِ ۨاسْتَطْعَمَاۤ اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا** یعنے حضرت موسےٰ و خضرؑ نے ایک گانو میں پہنچکر گانو والوں سے کھانا مانگا۔ مگر اُنہوں نے ضیافت دینے سے انکار کیا لطیفہ۔ اس آیت میں لفظ ابو صیغۂ جمع غائب) اباء بمعنے انکار کرنے سے مشتق ہے۔ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی انطاکیہ کے لوگ یہ سمجھکر کہ آیت قرآنی کی معرفت دو پیغمبروں کے کھانا نہ دینے کی بابت انطاکیہ والوں کی بدنامی قیامت تک باقی رہیگی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ لفظ اَبَوْا کو اَتَوْا سے بدل دیجئے۔ ایک نقطہ کے فرق میں ہماری بدنامی نیکنامی سے مبدل ہوجائیگی اور اس صورت میں اَتَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا کے یہ معنے ہو جائینگے کہ انطاکیہ والے اُن دونو پیغمبروں کے پاس ضیافت کا سامان لے کر آئے۔ کیونکہ اَتَوْا صیغۂ جمع اتیان سے مشتق ہے بمعنے آنا۔ لیکن چونکہ رسالت کا کام امانت کا ہے اور رسولؐ خدا کے کلام میں سے ایک حرف کیا ایک زیر و زبر اور ایک نقطہ کو بھی نہیں بدل سکتا۔ اس لئے انطاکیہ والے ناکامیابی کے ساتھ واپس ہوئے۔ یہ لطیفہ خاکسار شارح نے ایک زبردست عالم سے سُنا ہے گو اسوقت تک کسی تفسیر میں نظر سے نہیں گزرا نکتہ خضر و موسیٰؑ کے قصے سے یہ بات نکلتی ہے کہ سالک کو مرشد کے کاموں

صبر کرنا لازم ہے۔ نیز سالک کسی بات پر معترض ہو تو مرشد اس کو سمجھاتا رہے اور کم از کم تین بار معذور سمجھکر فیضانِ صحبت سے جدا نہ کرے حضرت موسیٰ اور خضر میں فرق مرتبہ۔ یہاں یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ نبی مرسل اولوالعزم پیغمبر صاحب کتاب و معجزات ہیں اور خضرؑ کی نبوت اختلافی ہے۔ پھر حضرت موسیٰؑ کو خضرؑ سے بعض علوم حاصل کرنے کی ہدایت کیوں کی گئی اور وہ بطور طالب علم خضرؑ کو تلاش کرکے اُن کے ہمراہ کیوں رہے اس کا جواب یہ ہے کہ علم کی دو قسمیں ہیں۔ ایک کُلّی دوسری جزئی۔ رسولوں اور اولوالعزم پیغمبروں کو علم کُلّی دیا جاتا ہے۔ اور دوسرے درجہ کے نبیوں کو علم جزئی وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا کے یہی معنے ہیں کہ ہم نے خضرؑ کو بعض جزئیات کا علم عنایت فرمایا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ فضیلت جزئی فضیلت کلی سے بڑھ نہیں سکتی یعنے حضرت موسیٰؑ کو بعض جزئیات کا علم نہ ہونا اُن کے مرتبہ کو خضرؑ کے مرتبہ سے گھٹا نہیں سکتا۔ مثلاً فرض کیجئے کہ زید تمام زبانوں اور جمیع علوم کا جامع عالم ہے مگر فارسی نہیں جانتا۔ اور خالد صرف فارسی جاننے کے سوا اور کسی علم میں دخل نہیں رکھتا۔ اس صورت میں خالد کی فضیلت زید کی فضیلت سے بڑھ گئی تو کیا اُس سے کسی قسم کی نسبت ہی نہیں رکھتی یا یہ جواب ہے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت سے پہلے ایک زمانے اور ایک وقت میں مختلف شریعتوں کا رواج مذہبی طور پر جائز تھا۔ الوالعزم رسول کی شریعت اور ہوتی تھی اور اُس وقت کے نبی کی اور نبی اُس وقت کے رسول کی رسالت کے تو قائل ہوتے تھے مگر اُس کی شریعت کی پابندی اُن پر لازم نہ تھی چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی رسالت خضرؑ کے لئے نہ تھی اس لئے ممکن ہے کہ خضرؑ کو بعض ایسی باتوں کا علم دیا گیا ہو جن سے حضرت موسیٰ بے خبر تھے۔ مگر فضیلت کُلّی موسیٰ علیہ السلام ہی کے لئے تھی۔

	آنکہ از حق یابد او وحی و خطاب	ہرچہ فرماید بود عین صواب
ترجمہ	جانب حق سے جسے آئے خطاب	وہ کہے جو کچھ وہ ہے عین صواب

شرح۔ یعنے نبی از روئے وحی اور ولی از روئے الہام جو کچھ کرتے یا کہتے ہیں۔ وہ ٹھیک اور واجب العمل ہوتا ہے کیونکہ وحی اور الہام حکم خداوندی ہے۔ اس لحاظ سے خضرؑ کا نابالغ لڑکے کو اور طبیب غیبی کا زرگر کو قتل کر دینا بالکل بجا اور عین صواب تھا۔

	آنکہ جاں بخشد اگر بکشد رواست	نائب است و دست او دست خداست
ترجمہ	مار سے گر جان بخش تو ہے یہ روا	ہات ہر نائب کا ہے دست خدا

شرح اس شعر کے معنے دو طرح ہو سکتے ہیں اوّل یہ کہ بخشد اور بکشد کا فاعل خدا ہے جو جلانے اور مار ڈالنے کا مالک ہے۔ چونکہ خدا ہاتھ میں تلوار لے کر کسی کو نہیں مارتا۔ اس لئے اُس نے اپنے نائب یعنے صاحب شریعت کو حسب مصلحت قصاص وغیرہ کے موقعوں پر مجرم کے مار ڈالنے کی اجازت دی ہے اور بعض صورتوں میں قتل کو واجب یا مباح کر دیا ہے۔ فعل الحکیم لایخلو عن الحکمۃ اس لحاظ سے بخشد کا حقیقی فاعل تو خدا ہی ہے مگر مجازی فاعل اُس کا نائب یعنے صاحب شریعت ہے اس تقریر سے واضح ہو گیا کہ لفظ نائب است میں فعل ناقص یعنے است کا اسم لفظ بکشد کی ضمیر ہے جو فاعل مجازی کی طرف راجع ہے اور مطلب شعر یہ ہے کہ وہ خدا جو جان ڈالتا ہے اگر کسی زندہ کو مار ڈالے یعنے اپنے حکم سے اپنے کسی نائب کے ہاتھوں قتل کرا دے تو یہ قتل بالکل

بجا ہے کیونکہ مارنے والا یعنے فاعل مجازی خدا کا نائب ہے اور چونکہ اس نے خدا کے حکم سے مارا ہے اس لئے اُس کا ہاتھ گویا خدا کا ہاتھ ہے اور یہ پہلے کئی جگہ معلوم ہو چکا ہے کہ نائب خدا کے تمام افعال واقوال خدا ہی کی طرف منسوب ہوتے ہیں اس کی دلیل ۔ ۔ قرآن میں موجود ہے وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی جنگ بدر میں رسول مقبول صلعم کے خاک کی ایک مٹھی پھینکنے سے تمام کافر اندھے ہو گئے تھے اللہ تعالے نے رسول کے اس فعل کو اپنی ذات کی طرف منسوب کیا ہے ۔ یعنے اے رسول وہ خاک کی مٹھی تو نے نہیں پھینکی بلکہ اللہ نے پھینکی تھی دوسری آیت اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ ہے یعنے اے رسول جو تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ گویا خدا سے بیعت کرتے ہیں دوسرے معنے یہ ہیں کہ جان سے معرفت مراد ہے اور بخشندہ وبخشد کا فاعل انسان کامل ہے مطلب یہ کہ جو شخص مردہ میں جان ڈالتا ہے یعنے لوگوں کے دل مردہ کو ذکر الٰہی کی تعلیم سے زندہ کر دیتا ہے اگر وہ مار بھی ڈالے یعنے سالک کے وجود عارضی کو مٹا دے تو یہ بالکل درست ہے کیونکہ انسان کامل خدا کا نائب ہے اس کے تمام افعال واقوال وحی یا الہام کے ذریعہ سے ہوتے ہیں ۔

	ہمچو اسمٰعیل پیشش سر بنہ	شاد وخندان پیش تیغش جاں بدہ
ترجمہ	شکل اسمٰعیل کہنا اُس کا مان	شاد وخنداں کر حوالے اپنی جان

شرح۔ یعنے اے شخص تو نائب خدا کی (خواہ وہ نبی ہو یا ولی یا مرشد کامل) اس طرح اطاعت کر جس طرح حضرت اسمٰعیلؑ نے نائب خدا یعنے اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی اطاعت کی ۔ کیونکہ جس شخص کے لئے جان آفرین نے قتل ہو جانا شروع کر دیا ہے ۔ اُس پر فرض ہے کہ اپنی جان نائب خدا کے روبرو پیش کر دے تاکہ اُسے ہمیشہ کی شادمانی نصیب ہو اس لئے کہ حکم الٰہی کی تعمیل میں اپنی جان دینی حیات جاودانی کا سبب ہے ۔ قرآن مجید میں یہ آیت موجود ہے وَلَکُمْ فِی الْقِصَاصِ حَیٰوۃٌ یّٰاُولِی الْاَلْبَابِ یعنے تمہارے لئے قصاص میں بہت بڑی زندگی ہے اس کے معنے اکثر مفسرین یہ لکھتے ہیں کہ جب کسی خونی کو قصاص میں قتل کیا گیا تو اُس کی شرارت اور جرأت قتل سے خلق خدا محفوظ ہو گئی ۔ اور خونی آدمی کا خوف جو عموماً دلوں میں ہوا کرتا ہے بالکل جاتا رہا گویا مخلوق کو بہت بڑی زندگی حاصل ہوئی ۔ لیکن بعض نکتہ فہم مفسرین نے آیت مذکورہ کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ اے عقلمندو ۔ تمہارے لئے قصاص میں یعنے حکم الٰہی سے قتل ہو جانے میں ہمیشہ کی زندگی اور نجات ابدی پوشیدہ ہے ۔ کیونکہ اطاعت الٰہی سے روحانی اور ہمیشہ کی زندگی حاصل ہوتی ہے ۔ مثنوی شریف کے مناسب مقام یہی دوسرے معنے ہیں ۔ اس شعر کا پہلا مصرع اس آیت کی طرف اشارہ کر رہا ہے قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیْٓ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْٓ اَذْبَحُکَ الیٰ آخرہ یعنے ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے سے کہا کہ میں خواب میں یہ دیکھتا ہوں کہ تجھے ذبح کر رہا ہوں ۔ اب تیری مرضی کیا ہے بیٹے نے جواب دیا کہ اے باپ تجھے جس چیز کا حکم دیا گیا ہے وہ کر ڈال یہ سُن کر باپ نے ذبح کرنے کے لئے بیٹے کو پیشانی کے بل زمین پر لٹا یا اور گلے پر چھری رکھی ۔ اُس وقت غیب سے ندا آئی کہ اے ابراہیم یہ فقط تیرا اور تیرے بیٹے کا امتحان تھا اس لڑکے کے بدلے ہم تجھے ذبح کرنے کیلئے یہ دنبہ دیتے ہیں **حاصل مطلب** یہ ہے کہ شادمانی اور خوشی سے نائب خدا کے روبرو اپنی جان حاضر کر دینے کے سبب حضرت اسمٰعیلؑ کو حیات جاودانی حاصل ہو گئی ۔ اسی طرح اگر زرگر خوشی سے اپنی جان دے دیتا تو ہمیشہ کی زندگی کا مالک ہو جاتا ۔ اور چونکہ نائب خدا مقتول کو خدا کے حکم سے قتل کرتا ہے اس لئے اُس کا فعل بالکل بجا ہوتا ہے **فائدہ** علمائے ظاہر کا قول ہے

کہ ذبیح حضرت اسمٰعیل علیہ السلام تھے مگر اہل کشف نے حضرت اسحاق کو ذبیح کہا ہے اور یہی قول ابن مسعودؓ اور حضرت علیؓ کا ہے اور توریت میں بھی حضرت اسحٰق ہی کے ذبیح ہونے کی تصریح کی گئی ہے۔

	تا بماند جانت خنداں تا ابد	ہمچو جانِ پاکِ احمدؐ با احد
ترجمہ	خوش رہے تا جان تیری تا ابد	جیسے جانِ پاک احمدؐ با احد

شرح۔ یہ شعر پہلے شعر کے مضمون کا نتیجہ ہے یعنے تو اپنی جان کو خوشی سے تیغ حکم مرشدِ کامل کے حوالے کردے اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تیری روح ہمیشہ شاد و خرم رہیگی۔ اور تجھے ہمیشہ کی زندگی ملجائیگی۔ اور جس طرح حضرت احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی روح پاک وصال شاہد حقیقی سے ہمیشہ خرم و شادماں ہے۔ اسی طرح تعمیل حکم الٰہی کے باعث تیری روح کو بھی ہمیشہ فرحت حاصل ہوا کریگی۔

	عاشقاں جامِ فرح آنگہ کشند	کہ بدست خویش خوباں شاں کشند
ترجمہ	عاشقوں کو فرخی ہوتی ہے جب	قتل کردیتے ہیں محبوبانِ رب

شرح۔ پہلے مصرع میں کشند بفتح کاف ہے مشتق از کشیدن اور دوسرے میں بضم کاف مشتق از کشتن یعنے عاشقانِ الٰہی روحانی مسرت کی شراب کا جام اُس وقت تک پیتے ہیں جب کہ معشوقانِ الٰہی یعنے خدا کے سچّے نائب اُن کو اپنے ہاتھ سے مار ڈالتے ہیں اور وہ تعمیل حکم الٰہی کے لئے گردن جھکا کر خوشی خوشی اپنی جان دیدیتے ہیں کیونکہ اُس وقت سے اُن کو حیات ابدی حاصل ہوجاتی ہے۔ کُشند کے یا تو یہ معنے ہیں کہ خدا کے نائب قصاص وغیرہ میں اُن کو مار ڈالتے ہیں۔ یا یہ معنے ہیں کہ اُن کو ترک وجود عارضی اور نفس کشی کے تعلیم دیتے ہیں۔

	شاہ آں خوں از پئے شہوت نکرد	تو رہا کن بد گمانی و نبرد
ترجمہ	قتل زرگر کا پئے شہوت نہ تھا	بدگمانی شاہ سے چھوڑا اے فتا

شرح۔ یعنے شاہ نے زرگر کا خون شہوت نفسانی یا لذات جسمانی کے لئے نہیں کیا تھا۔ بلکہ یہ جو کچھ ہوا الہام الٰہی سے ہوا۔ شاہ کی نسبت بدگمانی نہ چاہیئے۔

	تو گماں کردی کہ کرد آلودگی	در صفا غش کے ہلد پالودگی
ترجمہ	تو سمجھتا ہے کہ کی آلودگی	چھوڑتی ہے میل کب پالودگی

شرح۔ آلودگی یعنے گناہ۔ غش بالکسر و بالفتح بمعنے کدورت میل کچیل۔ پالودگی۔ صفائی۔ یعنے تو یہ گمان کرتا ہوگا کہ قتل زرگر کے باعث بادشاہ نے گناہ کیا۔ مگر یہ سراسر بدگمانی ہے۔ بادشاہ اس تہمت سے پاک وصاف تھا کیونکہ اہل اللہ کے دل گناہوں کی کدورت سے صاف ہوا کرتے ہیں دوسرے مصرع کے لفظی معنے یہ ہیں۔ کہ صاف چیز میں صفائی کدورت اور میل کو ہرگز نہیں چھوڑتی اور باطنی مطلب یہ ہے کہ چونکہ بادشاہ کا دل گناہوں کی کدورت سے صاف تھا اس لئے صاف دل میں اُس کی فطرتی صفائی نے گناہ کی کدورت کو باقی نہیں رکھا تھا۔ اسی لئے قتل زرگر نے اُس کے صاف و پاک دامن کو گناہ کے دھبے سے آلودہ نہیں کیا۔

	بگذر از ظنِ خطا اے بدگمان	اِنَّ بعضَ الظنِّ اثمٌ را بخوان
ترجمہ	ہے یہ تیرا ظن بد بالکل خطا	اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ پڑھ ذرا

شرح - دوسرا مصرع قرآن مجید کی آیت کا ٹکڑا ہے اور پوری آیت یہ ہے - یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ۔ اے ایمان والو بہت گمانوں سے پرہیز کرو - کیونکہ بعض گمان (جو خلاف واقع ہو) گناہ کے درجہ کو پہنچ جاتا ہے - مطلب شعر یہ ہے کہ اے مخاطب تو بادشاہ کی نسبت یہ گمان نہ کر کہ قتل زرگر میں خطا کا مرتکب ہوا ہے - بدگمانی سراسر گناہ ہے - کیونکہ تو اسرار الٰہی کو نہیں جانتا - اور سمجھے اب تک یہ معلوم نہیں ہوا کہ خاصان خدا کے بعض افعال جو ظاہر میں خلاف معلوم ہوتے ہیں وہ در باطن بالکل درست اور سراسر حکم الٰہی کی تعمیل کے دائرے میں ہیں -

	بہر آنست ایں ریاضت ویں جفا	تا بر آرد کورہ از نقرہ جُفا
ترجمہ	اس لئے ہے یہ ریاضت یوم دلیل	تاکہ بھٹی سے چھٹے چاندی کا میل

شرح - کورہ بمعنی بھٹی اور جفا بالضم جیم سونے چاندی کا میل یعنے جس طرح بھٹی میل کو دور کر دیتی ہے اسی طرح ریاضت اور مجاہدۂ نفس کی بھٹی اس لئے موضوع ہے کہ یاد الٰہی کے زر خالص کو دل میں رکھکر حُبِ دنیا کی کدورت اور محبت ماسوی اللہ کے میل کچیل کو الگ کر دے - بادشاہ چونکہ ریاضت ونفس کشی کی منزلیں طے کئے ہوئے تھا - اس لئے اُس کی نسبت یہ خیال کرنا کہ زرگر کا قتل کسی نفسانی خواہش پر مبنی تھا سراسر بدگمانی ہے -

	بہر آنست امتحانِ نیک و بد	تا بجوشد بر سر آرد زر زَبَد
ترجمہ	اس لئے ہے امتحان نیک و بد	تا جُدا ہو زرِ خالص سے زَبَدْ

شرح - زَبَد بفتحتین کفِ آب وکف شیر - وکف سیم وزر گداختہ - یعنے چرک زر وسیم (پگلی ہوئی سونے چاندی کا میل) یہ شعر گذشتہ مطلب کی توضیح ہے - یعنے جس طرح لوگ اچھے بُرے سونے کا امتحان کرتے ہیں - اور اُس کو کٹھالی میں ڈال کر تاؤ دیدیتے ہیں - اور اس ترکیب سے خالص سونا تہ میں بیٹھ جاتا ہے اور جھاگ یعنے میل کچیل اوپر آجاتا ہے اسی طرح انسان کی نیک و بد خصلتوں کا امتحان پابندی شریعت اور مجاہدہ وریاضت سے لیا جاتا ہے - اور یہ امتحان اس لئے ہے کہ ریاضت کا تاؤ اوصاف نورانیہ کو صفات ظلمانیہ سے جدا کر دے اور انسان میں صرف اوصاف نورانیہ باقی رہ جائیں - بادشاہ چونکہ پابند شریعت وطریقت تھا اس لئے اُس کی نسبت ظلمانی صفت یعنے قتل ناحق کا گمان موجب گناہ ہے دوسرے مصرع میں بجوشد فعل لازم ہے اور زر اُس کا فاعل یعنے امتحان نیک و بد اس لئے ہے کہ سونا تاؤ کھا کر میل کچیل کو اوپر لے آئے -

	گر نبودے کارش الہامِ الٰہ	او سگے بودے درانندہ نہ شاہ
ترجمہ	گر نہ وہ حکم الٰہی مانتا	ہیں سگِ درّندہ اُسکو جانتا

شرح شاہ یہاں یعنے خلیفۂ برحق ہے اسی لئے رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے اِذَا بُوْیِعَ بِالْخَلِیْفَتَیْنِ فَاقْتُلُوا الثَّانِیَ مِنْہُمَا -

یعنے جب دو خلیفوں کے ہاتھ پر بیعت کی جائے تو دوسرے کو قتل کر دو کیونکہ یہ خلیفہ برحق نہیں ہو سکتا اگر حق پر ہوتا تو پہلے ہی کی اطاعت کرتا۔ دوسری حدیث یہ ہے کہ اِنْ عَدَلَ فَهُوَ خَلِیْفَةُ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَاِنْ جَارَ فَهُوَ خَلِیْفَةُ الشَّیٰطِیْنِ۔ یعنے اگر شاہ وقت عادل ہے تو رسول اللہ صلعم کا خلیفہ ہے اور اگر ظالم ہے تو خلیفہ شیطان ہے۔ مولانا قدس سرہ فرماتے ہیں کہ وہ بادشاہ خلیفہ برحق یعنے خلیفۂ رسول اللہ اور نائب آلہی تھا۔ اس نے جو کیا الہام سے کیا اگر اس کے افعال الہامی نہ ہوتے تو وہ خلیفہ رسول اللہ نہ ہوتا۔ بلکہ اُسے لذائذ نفسانیہ کا پابند مردم آزار خونریز اور سگ درندہ کہتا۔ اور ایسے ظالم کی ہرگز مدح نہ کرتا۔

	پاک بود از شہوت و حرص و ہوا	نیک کرد او لیک نیکِ بدنما
ترجمہ	بادشہ حرص و ہوا سے پاک تھا	ظاہرا نیکی تھی اُس کی بدنما

شرح۔ نیکِ بدنما۔ وہ نیک فعل جو بظاہر برا معلوم ہوتا ہو۔ لیکن فی الواقع نیک ہو۔ چنانچہ قتل زرگر۔ جو باعتبار ظاہر برا تھا۔ اور باعتبار باطن رضائے آلہی کے مطابق اور الہام پر مبنی تھا۔

	گر خضر در بحر کشتی را شکست	صد درستی در شکستِ خضر ہست
ترجمہ	خضر نے توڑی تھی گو کشتی مگر	تھی درستی توڑنے میں مستتر

شرح گو حضرت خضرؑ نے ظاہر میں بلا وجہ کشتی توڑ دی تھی مگر باطناً اس میں بہت سی مصلحتیں پوشیدہ تھیں۔ مثلاً اول اُس بادشاہ کو جو کشتیاں بیگار میں پکڑ لیتا تھا غصب کے گناہ سے بچانا۔ دوم۔ اُن مسکینوں کو جو مالکان کشتی تھے بیگار سے محفوظ رہنا سوم مسکینوں کے مال یعنی کشتی کا مالکوں کے قبضہ میں بدستور رہنا چہارم حضرت موسےٰ کا یہ تماشا دیکھ کر حیران رہجانا وغیرہ۔

	وہم موسیٰ با ہمہ نور و ہنر	شد از آن محجوب تو بے پر مپر
ترجمہ	وہم موسیٰؑ رہ گیا باوصف نور	تو نہ بے پر کی اُڑا اے پُر قصور

شرح یعنے جب کہ حضرت موسیٰؑ کا خیال باوجود رسالت و علم شریعت کشتی توڑنے کے متعلق خضر کی مصلحت تک نہ پہنچا۔ بس تو اے مخاطب تو بے پر کیوں اُڑتا ہے اور بادشاہ کی نسبت یہ بدگمانی کیوں کرتا ہے کہ اُس نے خواہش نفسانی کے سبب زرگر کو ہلاک کر ڈالا بلکہ ہم بار بار کہہ چکے ہیں کہ خضرؑ کی طرح بادشاہ کا یہ فعل بھی الہام آلہی پر مبنی تھا بے پر پریدن۔ کار محال و بے فائدہ کردن کے معنوں میں ہے۔ یعنی بے کار غیر ممکن کام میں سعی کرنا۔

	آن گلِ سرخ ست تو خونش مخوان	مست عقل ست او تو مجنونش مدان
ترجمہ	تھا گل سرخ اُس کو قاتل خون نہ کہہ	مست عقل و ہوش کو مجنون نہ کہہ

شرح۔ یعنے زرگر کا خون مباح ہونے میں گویا سرخ رنگ کا پھول تھا مطلب یہ کہ جس طرح پھول توڑنا مباح ہے بادشاہ کے لئے یہ خونریزی بھی مباح تھی۔ یا یہ معنے ہیں کہ زرگر کا خون رونق باغ معرفت کے لئے بمنزلہ گل

تھا۔ بعض محققین نے گِل سُرخ بکسر کاف فارسی لکھا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ بعض قسم کی مٹی سُرخ رنگ کی ہوتی ہے اس صورت میں یہ مطلب ہوا کہ جس طرح مٹی کے پامال کرنے سے کسی طرح کا گناہ پلّے نہیں بندھتا۔ اسی طرح زرگر کے خون کرنے سے بادشاہ مجرم نہیں ٹھیر سکتا۔ کیونکہ وہ حکم الٰہی اور اشارۂ غیبی پر عمل کرنے کے لئے مجبور تھا۔ دوسرے مصرع کے یہ معنے ہیں کہ بادشاہ مست شرابِ عقل یا عاشق عقل یعنے کامل عقیل تھا۔ اگر عقیل نہ ہوتا تو قتل زرگر کے متعلق الہام الٰہی کے معنے ہرگز اس کی سمجھ میں نہ آتے۔

	گر بُدے خونِ مسلمان کام او	کافرم گر بُردمے من نام او
ترجمہ	قتل اہل دیں جو ہوتا اُس کا کام	کوئی کافر لب پہ لاتا اُس کا نام

شرح۔ یعنے اگر یہ بادشاہ ظالم مردم آزار اور خونریز ہوتا تو تعریف کرنے کی کیا معنے میں تو ایسے شخص کا کبھی نام بھی نہ لیتا۔ حالانکہ میں اُس کی مدح میں ع ملک دنیا بودشاں ملک دیں۔ وغیرہ بہت سے تعریفی کلمہ لکھ چکا ہوں۔ یہ شعر مولانا قدس سرہ کا مقولہ ہے اور نام سے مراد مدح ہے۔

	مے بلرزد عرش از مدحِ شقی	بدگمان گردد ز مدحش متّقی
ترجمہ	عرش کو تھراتی ہے مدحِ شقی	بدگماں ہوتے ہیں جس سے متّقی

شرح۔ یعنے اگر بادشاہ ظالم و خونریز یا فاسق و فاجر ہوتا تو میں ہرگز اس کی مدح نہ کرتا۔ کیونکہ حدیث شریف میں موجود ہے اِذَا مُدِحَ الْفَاسِقُ غَضِبَ الرَّبُّ وَاهْتَزَّ لَهُ الْعَرْشُ۔ یعنے جب فاسق کی مدح کی جاتی ہے تو اللہ تعالےٰ غضبناک ہوجاتا ہے۔ اور عرش الٰہی کانپ اُٹھتا ہے دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ فاسق کی مدح کرنے سے لوگ مدح کہنے والے کو۔ طماع۔ دین فروش۔ یا ممدوح کا ہمرنگ سمجھکر اُس سے بدگمان ہوجاتے ہیں۔ خواہ وہ کیسا ہی پرہیزگار کیوں نہ ہو۔ نیک لوگوں کی نگاہ میں ایسے بھانڈ کی عزت نہیں رہتی۔

	شاہ بود و شاہ بس آگاہ بود	خاصہ بود و خاصۂ اللہ بود
ترجمہ	شاہ تھا وہ شاہِ دل آگاہ تھا	خاص میں سے خاصۂ اللہ تھا

شرح۔ یعنے یہ بادشاہ جس کی حکایت لکھی گئی ہے خلیفہ برحق اور واقف اسرار اور خاصان الٰہی میں سے تھا اس کی نسبت قتل ناحق کا الزام سراسر گناہ ہے۔ خاصہ فارسی محاورہ میں اُس چیز کو کہتے ہیں جو امیروں اور خاص آدمیوں کے لائق ہو۔ خاصہ بود سے یہ شبہ ہوتا تھا کہ شاید بادشاہ دنیا کے معمولی خاص لوگوں میں سے ہو۔ مگر خاصہ اللہ بود نے اس شبہ کو دفع کردیا ہے۔

	آن کسی را کش چنیں شاہے کُشد	سوئے تخت و بہترین جاہے کَشد
ترجمہ	مارتا ہے جس کو ایسا بادشاہ	مرحمت کرتا ہے اُس کو تخت و جاہ

شرح۔ پہلے مصرع میں کُشد۔ کُشتن سے اور دوسرے میں۔ کَشد کشیدن سے مشتق ہے۔ یعنے جس کسی کو ایسا عارف و عادل بادشاہ قتل کردے۔ اُس کے زہے نصیب کیونکہ عارف اور ولی کا کوئی فعل بلا الہام نہیں ہوتا

پس تو ایسی صورت میں قاتل و مقتول دونو ثواب کے مستحق ہیں قاتل نے حکم الٰہی کی تعمیل کی - اور مقتول نے ضمن تعمیل میں جان تک دے - اس لئے بمقتضا ئے وَلَکُمۡ فِی الۡقِصَاصِ حَیٰوۃٌ مقتول کو ابدی زندگانی ملی - اور قاتل نے اس کو روحانی بادشاہت کے تحت اور نہایت بلند مرتبہ تک پہنچا دیا -

	نیم جان بستاند و صد جان دہد	انچہ در وہمت نیاید آن دہد
ترجمہ	دیکے جانیں نیم جاں لیتا ہے وہ	جو نہ آئے وہم میں دیتا ہے وہ

شرح - یعنے ایسا عارف بادشاہ جس کو اہل اللہ اور مرشد کامل کہنا چاہیئے - آدہی جان لیکر سو جانیں دیتا ہے بلکہ ایسا کچھ عنایت فرماتا ہے جو کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتا - جان کے لینے سے یا تو قتل ظاہری مراد ہے اس صورت میں مقتول کا قتل سے پہلے نیم جان ہونا خود ظاہر ہے اور سو جان دینے سے وہی حیات جاودانی مقصود ہے جس کا ذکر پہلے ہوچکا ہے یا یہ مطلب ہے کہ مرشد کامل طالب کے نفس امارہ کو (جو بمنزلہ نصف جان ہے) قتل کرکے اس کو بہت سی اضافی روحیں مرحمت فرما دیتا ہے - مثلاً روح معرفت روح کرامت روح تجلی روح مشاہدہ و غیرہم - بلکہ مرشد وہ چیز عطا کرتا ہے - جس کی شان میں یہ حدیث موجود ہے مَا لَا عَیۡنٌ رَأَتۡ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتۡ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلۡبِ بَشَرٍ یعنے ایمان والوں اور خدا کے رستہ پر چلنے والوں کو ایسی چیز دی جائے گی - جو کسی آنکھ نے نہیں دیکھی اور کسی کان نے نہیں سُنی اور کسی بشر کے دل میں اُس کا تصور تک نہیں آیا - یہ چیز جنت روحانی یعنے دیدار الٰہی ہے - خدا تمام مومنین کو نصیب کرے -

	قہر خاصے از برائے لطفِ عام	شرع میدارد روا بگذار گام
ترجمہ	ایک کا خوں بہر آرام جہان	شرع میں جائز ہے آگے چل میاں

شرح - یعنے کسی خاص شخص پر آسائش عام کے لئے قہر کرنا شرعاً جائز ہے حدیث شریف اور فقہ میں بالتصریح مذکور ہے - کہ اگر کوئی خلیفۂ وقت کسی مصلحت یا سیاست کے لئے بعض سرکشوں یا چوروں کو جان سے مار ڈالے تو جائز ہے چنانچہ رسول مقبول نے عرلیین کو جو اونٹ چرالے گئے تھے ہاتھ پاؤں کاٹنے آنکھیں پھوڑنے اور گڑھے میں ڈالنے کا حکم فرمایا تھا اور وہ ناشدنی سخت عذاب دیئے جانے کے بعد ہلاک کئے گئے تھے - شعر کا مطلب یہ ہے - کہ ہماری سابق دلیل کے مطابق بادشاہ نے زرگر کو الہام الٰہی سے قتل کیا تھا - اگر کوئی معترض اس کو تسلیم نہ کرے تو یوں سہی کہ خلیفۂ وقت کو دفع ضرر عام کے لئے کسی خاص شخص کا مار ڈالنا جائز ہے شاید بادشاہ نے اس لئے مارا ہو کہ صحت رعایا صحت بادشاہ پر اور صحت بادشاہ صحت کنیزک پر اور صحت کنیزک قتل زرگر پر موقوف تھی اس لئے بادشاہ قتل زرگر سے گنہگار نہیں ہو العبقرت رعین نے کہا ہے کہ مولانا قدس سرہ - بودشاہے در زمانے پیش ازیں - فرما کر اشارہ کرگئے ہیں - کہ یہ بادشاہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے پہلے تھا - شاید اُس زمانے کی شریعت میں صحت بادشاہ کے لئے کسی بے گناہ کو قتل کرنا جائز ہو - ورنہ زرگر بالکل بے گناہ تھا - کیونکہ عشق مجازی اول تو جرم ہی نہیں اور اگر اس کو جرم فرض کر لیا جا دے تو کنیزک زرگر پر عاشق تھی نہ کہ زرگر کنیز پر مجرم کو چھوڑ کر بے گناہ کو مار ڈالنا ہرگز قرین انصاف نہیں ہے - مولانا بحر العلوم کی رائے بھی یہی ہے کہ بادشاہ مذکور کو پیغمبر آخر الزمان سے پہلے تھا - کس لئے کہ انہوں نے بھی بودشاہے در زمانے پیش ازین

اپنے مدعا کی سئے دلیل قرار دیا ہے۔ لیکن خاکسار شارح کے نزدیک یہ رائے درست نہیں کیونکہ اس بادشاہ نے طبیب غیبی سے ملاقات کرتے وقت ایک شعر پڑھا ہے جس کو مولانا بحرالعلوم نے بھی مقولہ بادشاہ مان لیا ہے وہ شعر یہ ہے۔ اے مرا چوں مصطفےٰ من چوں عمر۔ از برائے خدمتت بندم کمر۔ اس شعر سے صاف ظاہر ہے کہ یہ بادشاہ رسول مقبول صلعم کے زمانہ کے بعد ہوا ہے۔ اور زرگر کے قتل کرنے کی وہی وجہ ہے۔ جو ہم اوپر لکھ آتے ہیں۔

	گر ندیدے سودِ او در قہرِ او	کے شدے آں لطفِ مطلق قہر جو
ترجمہ	گر نہ ہوتا قہر میں کچھ سود بھر	بادشاہ ہرگز نہ کرتا اس پہ قہر

شرح یعنے اگر بادشاہ زرگر پر قہر کرنے اور اُس کے مار ڈالنے میں اُس کا فائدہ نہ دیکھتا تو لطف مطلق اور نائب خدا ہوکر قہر خدا کو ہرگز نہ ڈھونڈتا۔ کیونکہ بیگناہ کا قتل قہر الٰہی ہوتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ لطفِ مطلق کسی کے لئے قہر کو پسند نہیں کرتا۔ بلکہ وہ سب کچھ حکم خدا کے مطابق کرتا ہے۔ نائب خدا کے ہاتھ سے قتل ہو جانے میں مقتول کے فائدہ کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ نکتہ خدا کے قہر میں رحمت پوشیدہ ہوتی ہے۔ کیونکہ قہر بندوں کو گناہ سے پاک کرنے کیلئے آتا ہے اسی طرح نائب خدا کے قہر میں بھی رحمت مخفی ہوتی ہے۔ اور مقتول و معذب کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

	طفل مے لرزد ز نیشِ احتجام	مادرِ مشفق دراں غم شادکام
ترجمہ	کانپتا ہے بچہ نشتر سے مگر	مادر مشفق ہے اس سے شاد تر

شرح۔ احتجام استرہ زدن بر عضوے برائے خون کشیدن (یعنے پچھنے لگانا) یعنے بچہ لوک نشتر یا اُسترے کی دہار سے ڈرتا ہے لرز جاتا ہے۔ مگر اُس کی ماں خوش ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ خوب جانتی ہے کہ بچہ کی صحت اسی میں ہے۔ اسی طرح سالک تو نشتر ریاضت سے ڈرتا ہے لیکن مرشد کامل جو ماں سے زیادہ شفیق ہے اس کے نتیجہ کے لحاظ سے خوش ہوتا ہے یا یہ معنے ہیں کہ قتل نفس امّارہ بظاہر بُرا معلوم ہوتا ہے۔ مگر اس کا انجام اچھا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس بادشاہ کا زرگر کو قتل کرنا ظاہر میں کوئی دلیل نہیں رکھتا اس لئے بُرا تھا مگر باطن میں بہت سی مصلحتوں پر مبنی تھا۔ یہ شعر مضمون مطابق کی تمثیل ہے بطریق تشریح۔

	تو قیاس از خویش میگیری ولیک	دور دور افتادۂ بنگر تو نیک
ترجمہ	سچ تو ہے تیرا قیاس اے پُرقصور	راستی سے ہے جدا اور حق سے دور

شرح۔ یعنے تجکو طبیب غیبی یا بادشاہ عارف کے فعل سے اس لئے حیرت ہے کہ تو اُن کے افعال کو اپنے افعال پر قیاس کرتا ہے حالانکہ یہ قیاس غلط ہے غور کرکے دیکھ کہ تو نزدیکان خدا کے حالات اور اسرار معلوم کرنے سے بہت دور پڑا ہوا ہے۔ اے ظاہر پرست تجھے اعتراض کے سوا اور کچھ نہیں آتا۔

	پیشتر آ تا بگویم قصۂ	بو کہ یابی از بیانم حصۂ
ترجمہ	آ سناؤں پیشتر قصہ تجھے	معرفت کا تا ملے حصہ تجھے

شرح - یعنے میں محقق و مبطل عارف و غیر عارف کے حالات کے متعلق پہلے ایک حکایت کہتا ہوں اس کے بعد شاید تیری سمجھ میں آجائے کہ زرگر کا قتل ناحق پر مبنی تھا - یا یہ معنے ہیں کہ اس حکایت کے آگے میں ایک اور حکایت کہتا ہوں اس سے شاید تجھکو میرے بیان سے معرفت کا کوئی حصہ مل جائے اور تو بادشاہ پر معترض نہ ہو - بو بود کا مخفف ہے بمعنے شاید -

حکایت مرد بقال و روغن ریختن طوطی در دُکان	
حکایت مرد بقال کی اور اُس کی دُکان میں طوطی کے روغن گرانے کی	ترجمہ

شرح اس حکایت میں بطور مثال اہل باطن اور اہل ظاہر کا فرق بیان کیا گیا ہے اور گزشتہ حکایت سے اس کو یہ ربط ہے کہ زرگر کا قتل اہل ظاہر کے نزدیک برا اور اہل باطن کے نزدیک اچھا تھا - جبتک دونوں میں اچھی طرح فرق نہ معلوم ہو مخاطب ایسی باریک بات کو ہرگز نہیں سمجھ سکتا - لہذا بطور حکایت و مثال سمجھایا جاتا ہے -

	بود بقالے مر او را طوطئے	خوش نوائے سبز و گویا طوطئے
ترجمہ	ایک طوطی تھا کسی بقال کا	سبز رنگ و خوش نوائے خوش نما
	بر دکان بودے نگہبان دُکان	نکتہ گفتے با ہمہ سوداگران
ترجمہ	اس کا پیشہ حفظ اسباب دُکان	اُس کا شیوہ نکتہ با سوداگران

شرح یعنے طوطی مالک کی غیبت میں دُکان کا محافظ تھا - مثلاً غیر شخص کو دُکان میں داخل ہوتے سے چیخ اُٹھتا تھا - اور سودا لینے والوں سے میٹھی میٹھی باتیں کیا کرتا تھا سوداگر بمعنے خریدنے والا اور بیچنے والا دونو طرح ہے - یہاں پہلے معنے مراد ہیں - اور گزشتہ شعر میں لفظ سبز بمعنے خوش رنگ ہے -

	در خطاب آدمی ناطق شدی	در نوائے طوطیان حاذق شدی
ترجمہ	بولنے والوں کو دیتا تھا جواب	تھا نوائے طوطیاں میں نکتہ یاب

شرح - یعنے طوطی آدمی کے جواب میں بولنے والا - اور انواع طوطی کے ترنم میں نہایت دانا تھا -

	خواجہ روزے سوئے خانہ رفتہ بود	بر دُکان طوطی نگہبانی نمود
ترجمہ	ایک دن خواجہ گیا سوئے مکان	کرکے طوطی کو دُکان کا پاسبان
	گربۂ برجست ناگہ بر دُکان	بہر مُوشے - طوطیک از بیم جان
ترجمہ	بلی ایک چوہے پہ کودی ناگہاں	ہوگیا طوطی کو اُس سے خوف جان
	جست از صدر دُکان سوئے گریخت	شیشہائے روغن بادام ریخت

ترجمہ	بھاگ کر اُس مرغ بے ہنگام نے	شیشے پھینکے روغن بادام کے

شرح - یہ شعر قطعہ بند ہیں یعنے ایسے وقت میں جب کہ بقال اپنے گھر گیا ہوا تھا - ایک بلی دُکان پر کودی - طوطی اِس خوف سے کہ کہیں بلی مجھکو نہ کھا جائے - صدر دوکان سے بھاگ کر ایک کونے میں جا چھپا - اور روغن بادام کے چند شیشے جو اُس کونے میں رکھے ہوئے تھے - گرا دیئے یعنے اپنی جان کی حفاظت کے لئے دوسرے کا نقصان کیا اور انجام کار مالک کے ہاتھ سے مار کھائی نکتہ مولانا قُدس سرہ نے تمثیلاً یہ اشارہ اُن لوگوں کی طرف کیا ہے جو اپنے خیال فاسد کے مطابق انسان کامل بنے بیٹھے ہیں اور اپنے فائدے کیلئے ناواقفوں کو مرید بنا کر روغن شریعت وطریقت نازک شیشے توڑتے پھرتے ہیں ایسے دین فروش صوفی مالک حقیقی کے ہاتھ ضرور اکدن سزا پائینگے جلد طوطیکا از بیم جان جست بر صدر دُکان کے متعلق ہے

	از سوی خانہ بیامد خواجہ اش	بر دُکان بنشست فارغ شاد و خوش
ترجمہ	اتنے میں وہ خواجہ آزاد دل	آگیا اپنی دُکان پر شاد دل

شرح - بعض نسخوں میں بر دوکان بنشست فارغ خواجہ وش ہے - اس صورت میں پہلے مصرع میں لفظ خواجہ بمعنے مالک طوطی اور دوسرے میں بمعنے مالک دُکان ہے -

	دید پُر روغن دُکان و جاش چرب	بر سرش زد گشت کُل ز ضرب
ترجمہ	دیکھکر پُر روغن اُس نے اپنی جا	مار کر طوطی کو گنجا کر دیا +

شرح یعنے بقال نے جا بجا دُکان میں روغن گرا ہوا پایا اور اپنے بیٹھنے کی جگہ تر دیکھی - اس لئے طوطی کو غصہ میں سر کے بل دے مارا یا کوئی چیز اُٹھا کر اُس کے سر پر مار دی - اس صدمہ سے طوطی گنگ یا سر سے گنجا ہو گیا - کُل بالفتح وسکون لام وہ شخص جس کے سر پر بال نہ رہے ہوں - نیز بالفتح وتشدید لام بمعنے گنگ و کند شدن زبان پہلی صورت میں یہ لفظ ترکی ہے اور دوسری میں عربی - بعض نسخوں میں جاش کی جگہ جامہ ہے - جو حسبِ اقتضائے حال نہایت مناسب ہے -

	روز کے چندے سخن کوتاہ کرد	مرد بقال از ندامت آہ کرد
ترجمہ	گنگ طوطی ہو گیا تا چند روز	آہ کی بقال نے با درد و سوز

شرح - یعنے صدمۂ ضرب سے طوطی گویا چند روز تک گنگ رہا - اس سبب سے بقال کو رنج بھی ہوا - اور اپنے کئے پر ندامت بھی -

	ریش میکند و میگفت اے دریغ	کافتابِ نعمتم آمد بہ میغ
ترجمہ	اور کہا افسوس ہو کس طرح صبر	ہے مری دولت کا سورج زیر ابر

شرح - طوطی کو آفتاب نعمت اس لئے کہا کہ اُس کے بولتے وقت لوگوں کا ہجوم ہو جاتا تھا اور اُس ہجوم میں سودے کی بکری اچھی ہو جاتی تھی - اور یہ ظاہر ہے کہ گاہکوں کا ہجوم دُکاندار کے لئے نعمتِ خداداد ہے -

	دستِ من بشکستہ بودے آن زمان	چون زدم من بر سرِ آن خوش زبان

ترجمہ	ہاتھ میرے ٹوٹ جاتے اُس گھڑی	مار میں نے اُس کو کیوں ماری کڑی
	ہدیہا میداد ہر درویش را	تا بیابد نطق مرغ خویش را
ترجمہ	صدقے کرتا تھا بہت سا مال و زر	تا کہ گرمِ نطق ہو وُہ جانور

شرح ہدیہ بمعنے صدقہ ۔ اور یابد بمعنے شنود اور پہلے شعر میں چوں بمعنے جرا ہے ۔ اس شعر میں اشارہ ہے کہ جس شخص کا طوطیِ روح یادِ خدا سے غافل ہو وہ غضب الٰہی میں ہے اس لئے اس کو صدقہ دینا چاہیئے حدیث شریف میں ہے اَلصَّدَقَۃُ تُطْفِیُٔ غَضَبَ الرَّبِّ (صدقہ غضب الٰہی کی آگ کو بجھا دیتا ہے) یا د خدا سے غافل رہنے کا صدقہ کثرت سے نفلوں کا ادا کرنا ہے ۔ کیونکہ عبادت غضب الٰہی کو کم کر دیتی ہے ۔

	بعد سہ روز و سہ شب حیران و زار	بر دکان بنشستہ بد نومید وار
ترجمہ	تین دن تک ہو کے وہ حیران و زار	کھولکر بیٹھا دُکان نومید وار +

شرح لفظ بعد سے یا تو انتہائے غایت مراد ہے یعنے بقال تین دن اور تین رات تک طوطی کے غم میں بعالم حیرانی و ناامیدی دُکان پر بیٹھا رہا ۔ یا یہ کہ تین روز بعد دکان کھولی ۔ مگر اس کی حیرانی و ناامیدی اُس وقت تک وہی رہی جو پہلے تھی ۔

	باہزاراں غصہ و غم گشتہ جفت	کائے عجب ایں مرغ کے آید بگفت
ترجمہ	کہہ رہا تھا کہا کے غصہ سر بسر	دیکھیئے بولے گا کب یہ جانور +
	می نمود آن مرغ را ہر گون شگفت	وز تعجب لب بدنداں می گرفت
ترجمہ	تھا تعجب اُس کو حالِ مُرغ سے	کاٹتا تھا لب مقالِ مُرغ سے

شرح ۔ لفظ را بمعنے برائے اور گون مخفف گونہ بمعنے نوع یعنے بقال طوطی کے نہ بولنے پر تعجب کرتا تھا ۔

	دمبدم میگفت از ہر در سخن	تا کہ باشد کاندر آید در سخن
ترجمہ	ہر طرح کی باتیں کرتا تھا وہ مرد	تا کہ ہو گرم سخن وُہ مُرغ سرد

شرح پہلے مصرع میں لفظ در بمعنے باب ہے اور دوسرے میں لفظ اندر برائے تحسین کلام زائد ہے ۔

	بر اُمید آنکہ مرغ آید بگفت	چشم او را با صور میکرد جُفت
ترجمہ	کیں بہت اُس مردِ دشمن کام نے	اُس کی آنکھیں صورتوں کے سامنے

شرح یعنے بقال طوطی کی آنکھیں آدمیوں کے چہروں کی طرف کئے دیتا تھا تا کہ وہ عادت کے مطابق صورتیں دیکھکر کچھ بول اُٹھے ۔ طوطی صورت دیکھکر بسا اوقات بولنا شروع کر دیتا ہے ۔ مگر یہ طوطی پھر بھی خاموش رہا ۔

	ناگہانے جُوالقیئے میگذشت	باسرِ بے مُو بسان طاس و طشت
ترجمہ	اک قلندر کا ہوا ناگہ گذر	تھا کاسہ تھا صفا چٹ جس کا سر

شرح - جُوالقی بمعنے ژندہ پوش یعنی پرانی گدڑی پہننے والا۔ قلندر۔ جو بال نہ رکھتا ہو۔ چار ابرو کا صفایا کرلنے والا جوالق اور جوال بواد معدولہ معرب گوال ہے جوال بمعنے گون جس میں غلہ وغیرہ بھرکر گدہے یا نجیر پر لادتے ہیں نیز جوال بمعنے گدڑی اور ایک سخت اور موٹی قسم کا کپڑا (مثلاً کمل) جو فقیروں کا پہناوا ہے لفظ طاس یہاں بمعنے کاسہ گھڑی ہے اور طشت بمعنے لگن ایک برتن کا نام ہے۔ قلندر کے سر کو گول ہونے میں طاس یعنے کاسہ گھڑی سے اور بے موہوں میں طشت سے تشبیہ دیگئی ہے بعض نسخوں میں جوالقی برمیگذشت ہے۔ دونوں کے معنے ایک ہیں

	طوطی اندر گفت آمد در زماں	بانگ بروے زد بگفتش در عیان
ترجمہ	دیکھکر اس کو کہا طوطی نے یوں	دے جواب راست اے مردِ زبوں
	کز چہ اے کل باکلاں آمیختی	تو مگر از شیشہ روغن ریختی
ترجمہ	بال او گنجے ترے سر پر نہیں	شیشے روغن کے گرائے ہیں کہیں

شرح - دونو شعر قطعہ بند ہیں - در زماں بمعنے فی الفور اور در عیاں سے مراد حضور مرقوم ہے۔ بعض نسخوں میں در عیاں کی جگہ کائے فلاں دیکھا ہے۔ مطلب یہ کہ طوطی نے اُس کمل پوش کو دیکھکر یہ کہا کہ اے گنجے تجہیر کیا مصیبت پڑی کہ گنجوں میں جا ملا شاید تو نے بھی میری طرح روغن کے شیشے گرائے ہیں اور اس تقصیر پہ تجکو تیرے آقا نے مار مار کے گنجا کر دیا ہے -

	از قیاسش خندہ آمد خلق را	کو چو خود پنداشت صاحب دلق را
ترجمہ	اک تعجب اس سے آیا خلق کو	سمجھا اپنا سا وہ صاحب دلق کو

شرح - یعنے طوطی کی باتوں سے لوگوں کو اس لئے ہنسی آئی کہ اس نے کمل پوش کو اپنا جیسا خیال کیا۔ یہی حال ظاہر پرستوں کا ہے کہ بلا واقفیت اسرار اولیاء اللہ اور خاصان خدا کو اپنے نفس پر قیاس کر لیتے ہیں حالانکہ اُن کا قیاس بالکل غلط ہوتا ہے ع چہ نسبت خاک را بعالم پاک۔ حکایت یہاں تک تمام ہو گئی اور نتیجہ یہ نکلا کہ اگر اہلِ ظاہر اہل باطن کو اپنے رنگ کا سمجھ بیٹھیں تو یہ فہم کا قصور ہے۔ غور سے دیکھا جائے تو ان دونوں میں بہت بڑا فرق ہے چنانچہ آیندہ شعروں میں اُسی فرق کو بطور تمثیل بیان کیا گیا ہے جو اہل ظاہر اور اہل باطن میں موجود ہے -

	کار پاکاں را قیاس از خود مگیر	گرچہ ماند در نوشتن شیر و شِیر
ترجمہ	اولیا کچھ اور ہیں اے خردہ گیر	گرچہ ہے لکھنے میں یکساں شیر و شِیر

شرح - شیر بیائے مجہول درندۂ مشہور۔ و بیائے معروف بمعنے حلیب یعنے دودھ اگرچہ باعتبار صورت و تحریر دونو حرف یکساں ہیں۔ مگر باعتبار معنے و سیرت تفاوت عظیم رکھتے ہیں - یہ یعنے ۵ شیر آں باشد کہ مردم میدرد

شیر آن باشد کہ مردم میخورد۔ شیر اُس کو کہتے ہیں جو آدمیوں کو پھاڑ کھاتا ہے۔ اور شِیر اُس کا نام ہے جسے آدمی کھاتے پیتے ہیں۔ بعض نسخوں میں سیر و شیر بھی دیکھا گیا ہے۔ سیر لہسن کہتے ہیں۔ جو صورت و تحریر میں شیر کا ہمشکل ہے چونکہ نقطے کسی حرف کا جز نہیں ہوتے اس لئے ع عاقلاں در پئے نقطہ نزوند۔

	جملہ عالم زین سبب گمراہ شد	کم کسے ز ابدال حق آگاہ شد
ترجمہ	اس سبب سے اک جہاں گمراہ ہے	کم کوئی ابدال سے آگاہ ہے

شرح ابدال اولیاء اللہ کا ایک ایسا گروہ ہے جن کے وجود سے زمین و آسمان قایم ہیں۔ یہ تمام عالم میں ستر آدمی ہیں۔ جن میں سے چالیس ملک شام میں رہتے ہیں۔ اور تیس دیگر ملکوں میں ایک مرتا ہے تو اس کے بدلے دوسرا قائم ہو جاتا ہے۔ اسی لئے ان کا نام ابدال ہے۔ اور ستر کی گنتی ہمیشہ پوری رہتی ہے۔ مطلب شعر یہ ہے کہ تمام جہان اولیاء اللہ کو اپنے نفس پر قیاس کرنے اور ابدال حق کو نہ پہچاننے کے باعث گمراہ ہوا ہے۔ اگر اہل عالم اولیاء اللہ کو اپنے نفس سے بہتر سمجھکر اور ابدال حق کو اچھی طرح پہچان کر اُن سے دین و دنیا کے فائدے اور معرفت کا سبق حاصل کرتے تو ہرگز گمراہ نہ ہوتے۔

	ہمسری با انبیا برداشتند	اولیا را ہمچو خود پنداشتند
ترجمہ	انبیا سے ہمسری کرنے لگے	اولیا پر برتری کرنے لگے
	گفتہ اینک ما بشر ایشاں بشر	ما و ایشاں بستۂ خوابیم و خور
ترجمہ	یوں کہا یہ بھی بشر ہم بھی بشر	ہم بھی ہیں یہ بھی بقید خواب و خور
	ایں ندانستند ایشاں از عمے	ہست فرقے درمیان بے منتہے
ترجمہ	اندھے پن سے یہ نہ جانا واہ وا	ہم میں اُن میں فرق ہے بے انتہا

شرح یعنے اہل عالم انبیا کی ہمسری اور اولیا کو اپنے نفس پر قیاس کرنے کے سبب گمراہ ہوگئے ہیں۔ چنانچہ کفار انبیا علیہم السلام کو خطاب کرکے کہا کرتے تھے کہ مَا اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا یعنے اے نبوت کے مدعیو۔ تم بھی ہماری ہی طرح کے ایک بشر ہو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت کفار کا مقولہ ہے مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ یَاْکُلُ الطَّعَامَ وَیَمْشِیْ فِی الْاَسْوَاقِ۔ (اس رسول کو کیا ہو گیا کہ کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے)، افسوس کفار نے انبیا کی ظاہری حالت اور انسانی صورت کو تو اپنے نفس پر قیاس کر لیا مگر اندھے پن سے اُس باطنی فرق کو معلوم نہ کرسکے۔ جو اُن میں اور ان میں بے انتہا درجہ کا تھا۔ چنانچہ ایک بہت بڑے فرق کی مثال یہ ہے۔ کہ کفار شیطانی وسوسوں کے تابع ہوتے ہیں۔ اور انبیا رحمانی وحیوں کی پیروی کرتے ہیں۔ وعلیٰ ہذا القیاس (عمے یعنے کوری و نابینائی)

	ہر دو گوں زنبور خوردند از محل	لیک شد زیں نیش وزاں دیگر عسل
ترجمہ	ایک رس لیتی ہیں دونوں مکھیاں	ڈنک اس سے شہد ہے اُس سے عیاں

هر دو گوں آہو گیا خوردند و آب — زین یکے سرگیں شد و زاں مشک ناب

ترجمہ: ایک ہے دو آہوؤں کی خورد و آب — اس میں ہے سرگیں اُس میں مشک ناب

ہر دو نے خوردند از یک آبخور — آن یکے خالی و آن پُر از شکر

ترجمہ: دونوں کو ملتا ہے اک پانی مگر — ایک نے خالی ہے اک ہے پُر شکر

صد ہزاراں اینچنیں اشباہ بیں — فرق شان ہفتاد سالہ راہ بیں

ترجمہ: اور لاکھوں چیزیں ہیں اس کی مثال — فرق ہے دونوں میں تا ہفتاد سال

شرح - ان شعروں میں اہل ظاہر اور اہل باطن کے فرق کو لبطور تشبیہ بیان کیا گیا ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ کفار اور عوام کا انبیا اور اولیا رکو اپنے نفس پر قیاس کرنا صریح غلطی ہے دگون مخفف گونہ اور محل بمعنے محل واحد ہے) یعنے دو نو طرح کی مکھیوں نے ایک ہی جگہ سے کھایا پیا ہے۔ پانی پر بیٹھنے اور ہر قسم کے پھول کا رس لینے میں دونو برابر ہیں۔ لیکن انجام کار ایک سے صرف نیش پیدا ہوا۔ اور دوسری سے شہد۔ اور دو نو طرح کی نے ایک ہی پانی سے پیدا ہوئی ہے۔ لیکن ایک خالی ہے اور ایک مٹھاس رکھتی ہے۔ اسی طرح اور بہت سی چیزیں ہیں۔ جو باعتبار صورت ایک دوسرے کی مشابہ ہیں۔ مگر باعتبار معنے ان میں بہت بڑا فرق ہے جس کو مولانا قدس سّرہٗ نے لبطور مبالغہ ستر، برس کا فرق بتایا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس انبیار اور کفار یا اولیار اور عوام کی ظاہری صورت اور کھانا پینا یکساں سہی مگر باطنی حالت میں بہت تفاوت ہے۔ جس طرح ایک ہرن صرف مینگنیا دیتا ہے۔ اور دوسرا مُشک نافہ حالانکہ خوراک ایکساں ہے۔

ایں خورد گردد پلیدی زو جدا — واں خورد گردد ہمہ نورِ خدا

ترجمہ: اس نے جو کھایا نجاست ہو گیا — اس کا کھایا بن گیا نورِ خدا

این خورد زاید ہمہ بخل و حسد — وان خورد گردد ہمہ نورِ احد

ترجمہ: اس نے جو کھایا ہوا بخل و حسد — اس نے جو کھایا ہوا نورِ احد

این زمینِ پاک و آن شورست و بد — ایں فرشتہ پاک و آن دیوست و دد

ترجمہ: یہ زمین پاک ہے وہ شور و بد — یہ فرشتہ ہے تو وہ ہے دیو و دد

شرح - یعنے جو کھانا کفّار اور اشقیا کھاتے ہیں وہی انبیار اور اولیار کو ملتا ہے۔ لیکن کفّار وغیرہ کا کھانا صرف نجاست اور انبیار وغیرہ کا محض نور احدیت پیدا کرتا ہے۔ کفّار کے حق میں ان کا کھانا گناہوں کی طاقت اور بخل و حسد کو اور انبیار کے حق میں نور احد کو زیادہ کرتا ہے۔ انبیار اور اولیار کا وجود مبارک پاک۔ اور اُگانے والی زمین یا فرشتوں کی مانند سراسر فائدہ رساں ہے۔ اور کفار و اشقیار کا وجود زمین شور یا شیطان اور درندوں کی طرح محض نقصان

پہنچانے والا ہے۔

	ہر دو صورت گر بہم ماند رواست	آبِ تلخ و آبِ شیریں را صفات
ترجمہ	تلخ و شیریں آب کی صورت ہے ایک	کیونکہ دونو صاف ہیں اے مردِ نیک
	جز کہ صاحب ذوق کہ شناسد بیاب	او شناسد آبِ خوش از شورہ آب
ترجمہ	چکھنے والا جانتا ہے بر ملا	آبِ شور و آبِ شیریں کا مزا
	جز کہ صاحب ذوق کہ شناسد طعوم	شہد را ناخوردہ کے داند زموم
ترجمہ	چکھنے والا جانتا ہے سب طعوم	غیر کو کب ہے تمیز شہد و موم

شرح - یعنے انبیاء و اولیا اگر ظاہری صورت میں اشقیا سے مشابہ ہوں تو کچھ مضائقہ نہیں۔ باطنی اوصاف کا لحاظ رکھنا چاہیئے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسا کہ میٹھا اور کھاری پانی کہ ظاہر میں تو دونو صاف معلوم ہوتے ہیں۔ مگر صاحب ذوق اور چکھنے والا خوب جانتا ہے۔ کہ میٹھے اور کھاری میں کس قدر فرق ہے تیسرے شعر میں کے داند بمعنے تمیز کند ہے۔ اور لفظ شہد را۔ ترکیب میں از موم سے متعلق ہے اور ناخوردہ بمعنے ناچشیدہ ہے یعنے جس شخص نے شہد نہ چکھا ہو وہ شہد اور موم میں تمیز نہیں کر سکتا۔ یا اُسے جدا نہیں کر سکتا۔ بلکہ اس کی تمیز اُسی کو ہے جو ہر طرح کے مزے چکھ چکا ہو۔ علیٰ ہذا القیاس انبیاء اور اولیاء کی ذات میں تمیز کرنا عوام کا کام نہیں ہے۔

	سحر را با معجزہ کردہ قیاس	ہر دو را بر مکر پنہادہ اساس
ترجمہ	کیئے سحر و معجزہ کو ایک شئے	مکر سمجھا کافر دل نے حیف ہے

شرح - یعنے کفار نے جادو کو معجزے پر قیاس کر کے دونوں کو مکر و فریب پر مبنی سمجھا۔ تینوں کو جادوگر بتایا حق و باطل میں تمیز نہ کی حالانکہ دونوں میں فرق عظیم تھا نکتہ جادو اُس چیز کو کہتے ہیں جس کا ظہور جادوگر کی ہمت اور ارادہ سے ہو اور جو صرف خیال میں کوئی عجیب صورت پیدا کر دے اور واقع میں کچھ نہ ہو۔ اور معجزہ اُس کا نام ہے جو کسی پیغمبر کی ہمت اور ارادہ سے ظاہر نہ ہو بلکہ اُس کا ظہور حکم اور ارادہ الٰہی پر موقوف ہو اور جس سے واقع اور خارج میں ایسے عجائبات ظاہر ہوں جو طاقت بشری سے خارج ہیں۔ حضرت موسیٰؑ کے مقابلہ میں جادوگروں کی نسبت اللہ تعالٰے فرماتا ہے۔ حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِن سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعَىٰ یعنے اُن جادوگروں کی رسیاں اور لکڑیاں موسیٰؑ کے خیال میں سانپ کی طرح دوڑتی معلوم ہوتی تھیں۔ مگر فی الواقع سانپ نہ تھیں جادوگروں نے اپنے ارادہ اور ہمت سے با مداد سحر لوگوں کی نظر وں میں انکو سانپ کی صورت بنا کر دکھا دیا اور عصائے موسیٰ کی نسبت یہ آیت موجود ہے فَأَلْقَاهَا فَإِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعَىٰ قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ یعنے جب موسیٰؑ نے اپنے عصا کو گرا دیا اور وہ حکم الٰہی سے آہنگ دوڑنے لگا تو خدا نے حکم دیا کہ اے موسیٰ اس سانپ کو پکڑ اور خوف نہ کر ہم اسکو پھر عصا بنا دینگے۔ لفظ لَا تَخَفْ سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت موسیٰؑ عصا کو سانپ کی صورت میں دیکھ کر ڈر گئے تھے اس سے معلوم ہوا کہ یہ معجزہ حکم الٰہی سے تھا۔ اور عصا فی الواقع سانپ بن گیا تھا۔ اگر وہ فی الواقع سانپ نہ ہوتا اور حضرت موسیٰ اپنی ہمت اور ارادہ سے ایسا کرتے تو اُن کو خوف ہرگز معلوم نہ ہوتا جیسا کہ

فرعونی جادوگروں کو اپنی رسّیوں اور عصاؤں کے سانپوں کی صورت بدل لینے سے کچھ خوف معلوم نہیں ہوا تھا آئندہ شعروں کا یہی مطلب ہے ۔

	ساحراں با موسٰی از ستیزہ را	برگرفتہ چون عصائے او عصا
ترجمہ	ساحروں نے ازرہِ جادوگری	کی عصائے موسوی سے ہمسری
	زین عصا تا آن عصا فرقی شت ژرف	زین عمل تا آن عمل راہے شگرف
ترجمہ	وہ عصے تھے اور یہ کچھ اور تھا	اُن میں ۔ اس میں فرق تھا بے انتہا
	لعنۃ اللہ ایں عمل را در قفا	رحمۃ اللہ آن عمل را در وفا
ترجمہ	اس عمل پر لعنتِ اللہ ہے	اُس عمل پر رحمتِ اللہ ہے

شرح ۔ پہلے شعر میں لفظ استیزہ بمعنے جنگ و عناد ہے اور لفظ را قایم مقام لفظ برائے ۔ اور دوسرے میں ژرف بمعنے عمیق اور شگرف بمعنے عجیب دبزرگ اور راہ سے مراد فاصلہ ہے یعنے جادوگروں نے حضرت موسٰی کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لئے عصائے موسوی کے مانند عصائے کر سانپ بنا تو دیئے مگر اُس عصا اور ان عصاؤں میں بہت گہرا فرق اور اُس کام اور اس کام میں بہت بڑا فاصلہ تھا ۔ جادوگروں کا سحر باطل تھا اور موسٰی کا عصا معجزہ حق (اس فرق کی شرح اوپر آچکی ہے) تیسرے شعر میں لفظ را قائم مقام اضافت اور قفا بمعنے انتہا مضاف اور لفظ عمل مضاف الیہ ہے (علیٰ ہذا القیاس ترکیب مصرع دیگر) مطلب یہ کہ انتہائے عمل سحر باعث لعنت خدا اور وفائے عمل معجزہ موجب رحمت الٰہی ہے ۔ اور اس میں شک نہیں کہ انتہائے سحر (اگر جادوگر بلا توبہ مرجائے) موجب کفر اور کفر باعث لعنت ہے اور انبیا کے معجزے جو باعث ہدایت عالم اور جن کے ضمن میں تبلیغ احکام الٰہی کی وفا یعنے اُن کا پورا کرنا مقصود ہے موجب رحمت ہیں ۔

	کافران اندر مری بوزینہ طبع	آفتی آمد درون سینہ طبع
ترجمہ	ہمسری میں ہیں شقی بندر کی شکل	آفت سینہ ہے حُبِّ جاہ و اکل

شرح مری کوشش لڑائی ۔ اور کسی کے ساتھ مرتبہ میں برابری کرنی ۔ یعنے کفار اور اشقیا انبیاء اور اولیا کے ساتھ لڑائی اور برابری کا دعوی کرنے میں بندر کی خاصیت رکھتے ہیں بندر کی بعض حرکتیں گو انسانی حرکات سے مشابہت رکھتی ہیں ۔ مگر فی الواقع دونوں میں بہت بڑا فرق ہے ۔ کافروں میں بوزینہ طبعی اس لئے ہوتی ہے کہ اُن کے سینوں میں دنیوی جاہ و مال کی طمع موجب آفت ہوگئی جس کا وبال اُن پر ضرور آئے گا فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضًا یعنے کفار کے دلوں میں باطنی بیماری ہے جس کو اللہ اور ترقی دیگا ۔ لفظ طمع بفتح اوّل وسکون میم و بفتحتین دونوں طرح صحیح ہے ۔

	ہرچہ مردم میکند بوزینہ ہم	آن کند کز مرد بیند دمبدم

ترجمہ	کرتا ہے بندر بھی گو انسان کی نقل	نقل کو کیا چاہیئے ہے شرطِ عقل
	او گمان بردہ کہ من کردم چو او	فرق را کے بیند آن استیزہ جو
ترجمہ	اور سمجھتا ہے کہ میں انسان ہوں	لیکن اس کا فرق کیا جانے وہ دل
	این کند از امر و آن بہر ستیز	بر سرِ استیزہ رویان خاک بیز
ترجمہ	کام اس کا طاعت اور اُس کا جدال	جنگ پردازوں کے سر پر خاک ڈال

شرح یعنے بندر جو کچھ آدمی کو کرتے دیکھتا ہے وُہی کرنے لگتا ہے اور اپنے گمان میں اپنی اور انسانی حرکتوں کو مساوی جانتا ہے۔ مگر اُس کا گمان غلط ہے۔ کیونکہ وہ اپنی مطلق حیوانیت کے سبب اُس فرق کو نہیں سمجھ سکتا جو خالق کائنات نے انسان اور حیوان میں رکھا ہے۔ اسی طرح بوزینہ طبع کفار ذات انبیاء کو اپنی یا اپنی ذات کو انبیا کی برابر خیال کرتے ہیں انہیں کفّار کی شان میں یہ آیت آئی ہے اُولٰئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ ہُمْ اَضَلُّ یہ لوگ جانوروں کے مانند بلکہ اس سے بھی زیادہ گمراہ ہیں دوسرے شعر میں استیزہ جو یا استیزہ خو دونو طرح درست ہے۔ تیسرے شعر کا یہ مطلب ہے کہ انسان کامل ہر فعل حکم الٰہی کی تعمیل کے لئے کرتا ہے اور بندر جنگ و عناد کے لئے۔ اے مخاطب تو عناد کرنے والوں کے سر پر خاک ڈال دے۔ اور اُن سے کچھ علاقہ نہ رکھ۔ بلکہ اُس باطنی فرق کو دیکھ جو انسان وحیوان۔ انبیا و اشقیا۔ اور خواص وعوام میں پایا جاتا ہے۔

	آن منافق با موافق در نماز	از پے استیزہ آید نے نیاز
ترجمہ	مومنوں کے ساتھ کافر کی نماز	ہے بُری نیت سے نے بہر نیاز
	در نماز و روزہ و حج و زکات	با منافق مومنان در بُرد و مات
ترجمہ	ہے نماز و روزہ و حج و زکات	اُن کے حق میں بُرد اُس کے حق میں مات
	مومنان را بُرد باشد عاقبت	با منافق مات اندر آخرت
ترجمہ	مومنوں کو بُرد ہے انجام کار	اور منافق کے لئے آخر ہے ہار

شرح۔ یعنے منافق مومن کے ساتھ فقط جنگ و عناد کی نیت سے نماز میں شریک ہو جاتا ہے تاکہ بہکا سکھا کر مسلمانوں میں فساد اور اُن کی عبادت میں خلل ڈالے یا نماز کے حرکات و سکنات کے متعلق کوئی عیب نکال کر مسلمانوں کی ہنسی اُڑائے۔ یا لگائی بجھائی کر کے اہل اسلام میں لڑائی کرادے۔ اور اُن کی جماعت و جمعیت کو پریشان کر دے منافق خدا کے سامنے عاجزی کرنے کے لئے نماز نہیں پڑھا کرتا۔ قرآن مجید میں ہے وَاِذَا قَامُوْا اِلَی الصَّلٰوۃِ قَامُوْا کُسَالٰی یعنے منافق بے رغبتی اور بددلی کے ساتھ نماز میں کھڑے ہوتے ہیں۔ اگرچہ ظاہری حرکات و سکنات میں مومن و منافق کی نماز و روزہ اور حج و زکات یکساں معلوم ہوتے ہیں مگر باطن میں فرق عظیم ہے مومن کو انجام کار ان عبادتوں کے صلے میں بُرد (جنت) اور منافق کو مات (دوزخ) حاصل ہوتی ہے۔ مومن چونکہ

خالص نیت سے عبادتوں میں جانبازی کرتا ہے اس لئے میدان محشر میں بازی جیت جاتا ہے۔ اور منافق کا باطن چونکہ خلاف ظاہر ہوتا ہے۔ اس لئے اس ٹیڑھی چال کے سبب انجام کار ہار جاتا ہے برد اصطلاح شطرنج میں جیت کو اور مات ہار کو کہتے ہیں یہ بھی ممکن ہے کہ پہلے شعر میں لفظ منافق سے ابوجہل اور موافق سے رسول مقبول مراد ہوں جنکی شان میں یہ آیت ہے اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یَنْھٰی عَبْدًا اِذَا صَلّٰی یعنے اے مخاطب کیا تونے اُس شخص کو دیکھا ہے۔ جو ہمارے خاص بندے د محمدؐ کو نماز سے منع کرتا ہے۔ مفصل قصہ تفسیروں میں درج ہے۔

	گرچہ ہر دو بر سر یک بازیند	لیک باہم مروزی و رازیند	
ترجمہ	گرچہ دونوں ہیں اک بازی کے سر	مروزی ہے ایک اک رازی مگر	

شرح۔ یعنے گرچہ مومن و منافق بساط دنیا پر بظاہر ایک ہی بازی (ادائے عبادات ظاہری) میں شریک معلوم ہوتے ہیں۔ مگر در باطن ان دونوں میں اتنا فرق ہے جتنا مروزی اور رازی میں مرو خراسان کے اور رے بلاد دیلم یعنے عراق کے ایک شہر کا نام ہے۔ رازی یہ منسوب بسوئے رے۔ ان دونو شہروں میں بڑی دور کا فاصلہ ہے بعض نسخوں میں مروزی کی جگہ مرغزی ہے۔ مرغز فارس میں ایک مشہور قصبہ کا نام ہے۔

	ہر یکے سوئے مقام خود رود	ہر یکے بر وفق نام خود رود	
ترجمہ	اُس کا جنت اِس کا دوزخ ہے مقام	ہر ٹھکانے کا نشان دیتا ہے نام	

شرح یعنے مومن اپنے مقام (جنت) اور منافق اپنے مقام (دوزخ) میں اپنے نام کے موافق جانے کے لئے تیار ہو کیونکہ مومن کا دوسرا نام سعید ہے اور منافق کا شقی اَلْمُؤْمِنُ سَعِیْدٌ وَّالْمُنَافِقُ شَقِیٌّ اور قرآن مجید کی آیت ہے فَاَمَّا الَّذِیْنَ شَقُوْا فَفِی النَّارِ وَاَمَّا الَّذِیْنَ سُعِدُوْا فَفِی الْجَنَّۃِ۔ یعنے شقی دوزخ میں ہوں گے اور سعید جنت میں۔

	مومنش خوانند جانش خوش شود	ور منافق تند و پر آتش شود	
ترجمہ	خوش ہو مومن گر کوئی مومن کہے	اور منافق تند پر آتش رہے	

شرح مومنش کی ضمیر مومن کی طرف اور باقیا عطف منافقش کی ضمیر محذوف منافق کی طرف راجع ہے۔ یعنے اگر مومن کو کوئی شخص مومن کہکے پکارے تو وہ بُرا نہیں مانتا بلکہ خوش ہوتا ہے کیونکہ یہ اُس کا واقعی نام ہے اور جو منافق کو کوئی منافق کہدے تو وہ اپنے اس حقیقی نام سے جل جاتا ہے۔ کیونکہ منافق بظاہر مدعی ایمان ہوتا ہے گو باطن میں اپنی صفتِ نفاق سے خوب واقف ہے۔

	نام آن محبوب از ذات وی ست	نام این مبغوض ز آفات وی ست	
ترجمہ	اُس کی فطرت سے ہے پیارا اُس کا نام	کرتے ہیں بد نام اِس کو اِس کے کام	

شرح یعنے مومن کا نام اُس کی ذات (فطرتی اور ازلی ایمان) کے سبب محبوب اور منافق کا نام اُس کی آفات (خصائل نفاق) کے باعث مکروہ ہے۔ الفاظ اور حروف کو اس میں دخل نہیں۔ اور یہ محبوبیت و کراہت اس درجہ تک ہے کہ خود مومن اپنے نام سے خوش اور خود منافق اپنے نام سے ناراض ہے۔

میم و واو و میم و نون تشریف نیست — لفظ مؤمن جز پئے تعریف نیست

ترجمہ: میم و واو و میم نون کب ہیں عزیز — لفظ مومن ہے فقط بہر تمیز

شرح یعنے مومن کے چار حرف کسی کی بزرگی دعلیٰ ہذاالقیاس منافق کے پانچ حرف کسی کے بدبختی کی دلیل یا سبب نہیں ہو سکتے بلکہ بزرگی و بدبختی اعمال صالحہ اور افعال قبیحہ سے تعلق رکھتی ہے۔ مؤمن تو صرف قوم یا فرقہ کی پہچان کے لئے ہے جیسا کہ شیخ سید۔ مغل پٹھان۔ اگر زید سید ہو کر سیدالمرسلین صلعم کی شریعت کا تابع نہیں ہے تو ہرگز سید نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح صرف مومن کا خطاب اختیار کر لینا کامل ایمان کی علامت نہیں ہے جبتک افعال ایمان والوں کے سے نہ ہوں۔ یہی سبب ہے کہ اگر مومن کامل کو کوئی شخص منافق کا خطاب دے تو اسے رنج نہیں ہوتا کیونکہ لفظ منافق دجبتک نفاق کے معنے نہ پائے جائیں) کسی مومن کو منافق نہیں بنا سکتا۔ اسی طرح کوئی شخص منافق کو مومن کہکے پکارے تو لفظ مؤمن میں اتنی طاقت نہیں کہ منافق کو مؤمن بنا دے۔

گر منافق خوانیش ایں نام دوں — ہمچو کژدم مے خلد در اندروں

ترجمہ: گر منافق کو منافق تو کہے — نیش عقرب کی طرح دل میں رہے

گرنہ ایں نام اشتقاق دوزخ است — پس چرا در وے مذاق دوزخ است

ترجمہ: نار سے مشتق ہے نام ناسزا — اس لئے ہے اس میں دوزخ کا مزا

شرح پہلے شعر میں ضمیر شین۔ منافق کی طرف ہے۔ یعنے اگر منافق کہدیا جائے تو یہ کمینہ نام اس کے دل میں بچھو کی طرح ڈنک مارتا ہے اور اسے نہایت بُرا معلوم ہوتا ہے حالانکہ یہ نام اُس کا حقیقی اور واقعی نام ہے۔ اسکا سبب یہ ہے کہ منافق کا نام دوزخ سے مشتق ہے۔ اسی لئے وہ اس نام سے جلتا ہے۔ اگر یہ نام دوزخ سے مشتق نہیں ہے تو اسمیں دوزخ کا مزہ کیوں ہے۔ یعنے منافق اس سے جلتا کُڑھتا ہے اس کے جلنے اور غضبناک ہونے سے صاف ظاہر ہے کہ بمقتضائے کُلُّ شَیْءٍ یَرْجِعُ اِلٰی اَصْلِہٖ ضرور یہ نام دوزخ سے مشتق ہے۔ اشتقاق ایک چیز کا دوسری چیز سے نکالنا مصدر ہے بمعنے مفعول۔ یعنے مشتق دوزخ میں اصاف ستی ہے۔

زشتی آں نام بد از حرف نیست — تلخی آں بحر شور از ظرف نیست

ترجمہ: یہ بدی اس میں نہیں ہے حرف سے — پانی کب ہوتا ہے کڑوا ظرف سے

شرح۔ یعنے منافق کے نام میں ان پانچ حرفوں کے سبب کوئی برائی نہیں آئی بلکہ برائی اُس کی ذات میں پڑی ہوئی ہے اسکی مثال ایسی ہے۔ جیسا دریائے شور کہ اُس کا پانی کسی برتن میں رکھنے سے تلخ نہیں ہوتا بلکہ تلخی اُس کی ذات میں موجود ہے۔

حرف ظرف آمد درو معنے چو آب — بحر معنی عندہٗ اُمُّ الکتاب

ترجمہ: حرف شکل ظرف ہیں معنی ہے آب — بحر معنی ما عندہٗ اُمُّ الکتاب

شرح۔ پہلا مصرع گزشتہ شعر کے مصرع دیگر کی توضیح ہے۔ اور دوسرا مصرع ایک جدید فائدے کیلئے ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ

اچھے بُرے افعال اور صفت ایمان و نفاق کا خالق اللہ تعالٰے ہے حرف مومن و منافق میں نہ بھلائی ہے نہ بُرائی نیکی بدی کا تعلق معنوں سے ہے۔ کیونکہ حرف برتن کی اور معنے پانی کی مانند ہیں۔ جس طرح برتن میٹھی پانی کو کھاری اور کھاری کو میٹھا نہیں کر سکتا۔ اسی طرح حرف مومن و منافق (جبتک ایمان و نفاق کے معنے نہ پائے جائیں) کسی کو مومن و منافق نہیں بنا سکتا۔ اور ایمان و نفاق کی صفت کا پیدا کرنے والا خدا ہے جسکے پاس اُمّ الکتاب یعنے لوح محفوظ ہے دوسرے مصرع کے معنے تین طرح ہیں۔ اول یہ کہ بحر معنے مبتدا اور اُمّ الکتاب خبر۔ اور عِندہٗ متعلق خبر ہے۔ یعنے دریائے معانی لوح محفوظ ہے جو خدا کے پاس ہے۔ مومن میں صفت ایمان اور منافق میں صفت نفاق اسی دریا کا قطرہ ہے یعنے لوح محفوظ میں جس شخص کی نسبت مومن یا منافق ہونا لکھا گیا ہے وہ دنیا میں بھی مومن یا منافق ہے علٰی ہذا القیاس دیگر صفتیں بھی ہیں دوم یہ کہ دریائے معانی وہ ذات (یاک اللہ تعالٰے) ہے جسکے پاس لوح محفوظ ہے سوم یہ کہ اہل دنیا ظاہر پرست اور صورت الفاظ کے پیرو ہیں اور دریائے معانی وہ انسان کامل ہے جو از روئے کشف گویا لوح محفوظ کو دیکھ رہا ہے ایسے شخص کی خدمت میں رہکر اخلاق ذمیمہ کی اصلاح کرنی چاہیئے یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے یَمْحُو اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَیُثْبِتُ وَعِنْدَہٗٓ اُمُّ الْکِتٰبِ اس آیت کے معنے بعض صوفیہ نے یہ بتائے ہیں کہ اللہ تعالٰے نے مومنوں کے لئے اہل شقاوت کے افعال محو اور اہل سعادت کے ثبت اور منافقوں کے لئے اہل سعادت کے اعمال محو اور اہل شقاوت کے ثبت کر دیئے ہیں۔ اور لوح خدا اور ہی تغیر و تبدل سے محفوظ ہے یعنے مومن منافق اور منافق مومن ہرگز نہ ہوگا حاصل مطلب یہ کہ ایمان و نفاق کے معنے لوح محفوظ یا ذات باری کی طرف سے دلوں میں ڈالے جاتے ہیں اور خیر و شر کا خالق خدا ہے۔ مگر چونکہ بندوں کو بھی تھوڑا بہت اختیار دیا گیا ہے۔ اس لئے حتی الامکان نیکیوں کو حاصل کرنا چاہیئے۔

	بحر تلخ و بحر شیریں در جہان	درمیان شان برزخ لا یبغیان
ترجمہ	بحر تلخ و بحر شیریں ہیں عیاں	اور ہے دونوں کے برزخ درمیان

شرح۔ گزشتہ مضمون کی تمثیل اور آیت کا اقتباس ہے مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ یَلْتَقِیٰنِ بَیْنَھُمَا بَرْزَخٌ لَّا یَبْغِیٰنِ یعنے اللہ نے دو دریا ایک تلخ دوسرا شیریں باہم ملا دیئے ہیں۔ دونو ساتھ ساتھ بہتے ہیں مگر دونوں کے مابین ایک قدرتی پردہ ہے جو ایک کو دوسرے پر غالب نہیں ہونے دیتا۔ یعنے دریائے تلخ کی دہار شیریں میں اور شیریں کی تلخ میں نہیں پڑتی صورت میں دونو ملے ہوئے مگر سیرت اور مزہ میں جدا جدا ہیں۔ اہل تفسیر نے لکھا ہے کہ اس سے دریائے فارس اور دریائے روم مراد ہیں۔ جو بحر محیط میں جا کر ملگئے ہیں۔ یہ آیت کے ظاہری معنے ہیں اور باطنی طور پر دریائے تلخ سے اوصاف ذمیمہ (کفر و نفاق و معاصی) اور دریائے شیریں سے اوصاف حمیدہ (ایمان و اخلاص و طاعات) مراد ہیں یعنے یہ دونو صفتیں جہان میں موجود اور انہیں انسانوں میں پائی جاتی ہیں جو باعتبار صورت یکساں ہیں۔ مگر باعتبار معنے مومن و منافق یعنے اپنے آثار اور خواص سے الگ الگ پہچانے جاتے ہیں۔ الغرض کفر و ایمان یکساں نہیں ہو سکتا۔

	دان کہ این ہر دو زیک اصلی روان	در گزر زین ہر دو تا معنے آن
ترجمہ	اصل دونوں کی مری جاں ایک ہے	در گزر دونوں سے گر تو نیک ہے

شرح یعنے یہ دونو دریا (اوصاف ذمیمہ حمیدہ) ایک جگہ اور ایک اصل (ذات باری) سے جاری ہوئے ہیں۔

اگرچہ اوصاف ذمیمہ اسم مضل کا مظہر اور اوصاف حمیدہ اسم ہادی کا مظہر ہیں اور یہ دونو اسم باعتبار معنے ایک دوسرے کے مخالف ہیں مگر فی الواقع دونوں کی اصل وہی ایک ذات ہے جو وحدہ لاشریک لہٗ ہے بس تو اے مخاطب اس اصل کا طالب ہونا چاہیئے جس کا نام شاہد وحدت ہے ۔ یا یہ معنے ہیں کہ ان دونوں کی ایک ایک اصل الگ الگ ہے چنانچہ اخلاق ذمیمہ کی اصل اسم مضل ہے اور اخلاق حمیدہ کی اسم ہادی لیکن یہ جدائی باعتبار معنے عین وحدت ہے کیونکہ مضل اور ہادی فی الواقع ایک ہی ذات ہے ۔ اس لئے معنی پر نگاہ رکھنی چاہیئے مصرع دوم کے نعوذ باللہ یہ معنے نہیں کہ کفر و ایمان دونوں سے الگ ہو جا بلکہ یہ مطلب ہے کہ طالب کو چاہیئے کہ مضل اور ہادی یا خالق کفر و ایمان کو باعتبار اختلاف ہر دو مظہر جدا جدا نہ سمجھے ورنہ شرک خفی لازم آجائیگا ۔ بلکہ ان دونوں مظہروں کے اختلاف سے گزر کر اصل اور معنے کو معلوم کرے اور یہ سمجھے کہ مضل اور ہادی کے معنے کس کی ذات پر صادق آتے ہیں ۔ یہ معنے اسی ایک ذات پر صادق آئینگے ۔ جس کا اسم جلالی اللہ ہے ۔ جبتک یہ معنے سمجھ میں نہ آئینگے ۔ شاہد وحدت اور حقیقی ایمان کا جلوہ نصیب نہ ہوگا ۔

	زر قلب و زر نیکو در عیار	بے محک ہرگز ندارد اعتبار
ترجمہ	سونا کھوٹا ہے کہ خالص سر دکار	بے محک رکھتا نہیں کچھ اعتبار
	ہر کرا در جان خدا بنہد محک	ہر یقیں را باز داند او ز شک
ترجمہ	مرحمت ہے غیب سے جن کو محک	جانتے ہیں وہ یقیں ہے یہ کہ شک

شرح ۔ کفر اوصاف ذمیمہ کھوٹے اور ایمان و اوصاف حمیدہ کھرے سونے کی مانند ہیں لیکن کھوٹے کھرے کی پہچان کے لئے کسوٹی چاہیئے ۔ اس لئے اللہ تعالے نے مومن کو کسوٹی (نور قلب و فراست) ہوئے رکھی ہے وہ اپنے دل سے فتوے لیکر گناہ اور شک کی چیزوں پر عمل نہیں کرتا ۔ بلکہ ہمیشہ نیکی و بدی میں امتیاز کرتا ہے اور کفار و فساق کو یہ باطنی کسوٹی نہیں ملی ۔ اس لئے وہ اعمال بد کو بھی نیک سمجھ لیتے ہیں ۔ محک در جان سے وجدان و عرفان اور یقین و شک سے نیکی و بدی مراد ہے ۔

	آنچہ گفت استفت قلبک مصطفا	آں کسے داند کہ پر بود از وفا
ترجمہ	یعنے استفت قلبک لے فتا	وہ سمجھ سکتا ہے جو ہو باوفا

شرح حدیث شریف ہے اِسْتَفْتِ قَلْبَکَ وَاِنْ اَفْتَاکَ الْمُفْتُوْنَ یعنے اے شخص اپنے دل سے فتوی لیا کر اگرچہ مفتی تجھ کو فتوی دیا کریں ۔ چونکہ دل ہر شخص کا منصف ہوتا ہے اس لئے قاضی دل وہی فتوی دیتا ہے جو عند اللہ درست ہو اس بنا پر خاکسار شارح قسم کھا کر کہتا ہے کہ تمام زمانے کی غیر قومیں دل سے مذہب اسلام کو پسند کرتی ہیں مگر حب مال و جاہ آبائی تقلید یا رسم و رواج کی پابندی یا دنیا کی شرم انہیں ایمان نہیں لانے دیتی دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ اس حدیث کے معنے وہی سمجھتا ہے جو وفا یعنے ایمان رکھتا ہو ۔ بعض نے وفا بمعنے تصوف لیا ہے چونکہ اہل تصوف کا قلب صاف ہو جاتا ہے ۔ اس لئے ان [illegible] زیادہ معتبر ہے ۔

	ور دہان زندہ خاشاک از جہد	آنگہ آرامی نہیں [illegible]

ترجمہ	منہ میں گر اک شخص کے پڑجائے خاک	چین جب آئے کہ منہ ہو اس سے پاک
	در ہزاراں لقمہ یک خاشاکِ خرد	چوں درآید حسِّ زندہ پے بہ برد
ترجمہ	ہو جو لقموں میں ذراسی کنکری	کارِ حس سے آدمی ہے پے بُری

شرح - یعنے زندہ آدمی کے منہ میں اگر خاک وغیرہ یا نوالے میں کچھ کرکراہٹ یا کنکر آجاتا ہے تو بذریعہ حواس ظاہر فوراً اُسے معلوم ہوجاتا ہے۔ اور نوالہ تھوک کر منہ صاف کرنا پڑتا ہے اسی طرح اُس پر فرض ہے کہ بذریعہ حواس باطن نفاقی خطروں اور شیطانی وسوسوں کو معلوم کرکے اُن کا دفعیہ کرتا رہے۔

	حسِّ دنیا نردبانِ ایں جہاں	حسِّ عقبےٰ نردبانِ آسمان
ترجمہ	دنیوی حس نردبان دنیا کی ہے	اُخروی حس نردبان عقبا کی ہے
	صحتِ ایں حس بجوئید از طبیب	صحتِ آں حس بجوئید از حبیب
ترجمہ	اس کی صحت کے لئے ہے ہر طبیب	اُس کی صحت کے لئے ہے ہر حبیب
	صحت ایں حس ز معموریِ تن	صحت آں حس ز تخریبِ بدن
ترجمہ	صحت اس حس کی ہے معموریِ تن	صحت اُس حس کی ہے تخریبِ بدن

شرح - یعنے حواس ظاہری دنیا کی چیزیں معلوم کرنے کا ذریعہ ہیں اور حواس باطن (عقل و معرفت) آسمان معنی اور بام عرفان تک پہنچنے کا زینہ۔ اُن کا علاج طبیب کرتا ہے اور ان کا مرشد کامل وہ حواس کھانے پینے اور حفظ صحت بدن سے ٹھیک رہتے ہیں۔ اور یہ نفس کشی اور ترک ہستی سے۔

	شاہِ جاں مر جسم را ویراں کند	بعد ویرانیش آباداں کند
ترجمہ	جسم کو کرتا ہے ویران شاہِ جان	جان تازہ بخشتا ہے بعد ازاں

شرح - یعنے شاہ جان (اللہ تعالےٰ جو مالک جان ہے یا مرشد کامل یا خود جان جو بادشاہ بدن ہے) سچے عاشقوں کو ریاضتوں میں مصروف کرکے اُن کے جسموں کو فانی کردیتا ہے۔ اور اُس کے بعد مرتبہ بقا باللہ تک پہنچا دیتا ہے بعض نسخوں میں راہِ جان ہے جس سے طریق عرفان مراد ہے۔

	اے خنک جانے کہ در عشقِ مآل	بذل کرد او خانمان و ملک و مال
ترجمہ	ہے وہ اچھا جو پئے عشق مآل	صرف کردے خانمان و ملک و مال

شرح بعض نسخوں میں (بہر عشق حال) دیکھا گیا ہے مگر دونوں صورتوں میں مراد عشق حقیقی ہے۔ عشق مآل عاقبت کا عشق۔ وہ عشق جس سے عاقبت پاک ہو عشق حال سچا عشق جو قال سے تعلق نہ رکھے بلکہ سچوں کے حسب حال ہو۔

	کرد ویراں خانہ بہرِ گنج و زر	وز ہماں گنجش کند معمور تر
ترجمہ	کر کے ویراں گھر کو بہرِ گنج و زر	گنج و زر سے پھر کرے معمور تر
	آب را ببرید و جو را پاک کرد	بعد ازاں در جو رواں کرد آبخورد
ترجمہ	بند باندھے صاف کرنے کے لیئے	نہر میں پھر صاف پانی چھوڑ دے
	پوست را بشگافت پیکاں را کشید	پوست تازہ بعد ازانش بر دمید
ترجمہ	پوست چیرے اور پیکاں کھینچ لے	زخم تا بھر جائے تازہ پوست سے
	قلعہ ویران کرد و از کافر ستد	بعد ازاں بر ساختش صد برج و سد
ترجمہ	ڈہادے لیکر قلعہ کو کفار سے	اور بنائے پھر نئے آثار سے

شرح - یعنے اللہ تعالےٰ عارفوں کو فنا کے بعد مرتبۂ بقا عنایت فرماتا ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص اپنے گھر کو اس لیئے ڈہائے کہ اُس کی بنیاد میں خزانہ گڑا ہوا ہے اور بعد خزانہ نکالنے کے پہلے سے اچھا تعمیر کردے یا پانی کو روک کر نہر کو کوڑے کرکٹ اور کیچڑ وغیرہ سے صاف کرے اور پھر اُس میں آبخورد پینے کے لائق پانی جاری کردے - یا کھال کو چیر کر پیکان نکال لے اور پھر تازہ جلد پیدا ہونے کے لیئے مرہم پٹی کرے - یا کافروں سے قلعہ چھین کر ویران کردے اور پھر اُس میں نئے سرے سے برج اور فصیل بنائے - ان تمام صورتوں کا انجام بہتری ہے - اسی طرح فنا فی اللہ بھی انجام کار بقا باللہ ہو جاتا ہے -

	کار بیچون را کہ کیفیت نہد	اینکہ گفتم ہم ضرورت میدہد
ترجمہ	ہو بیاں کیا حالتِ افعالِ رب	کہہ دیا ہے کچھ ضرورت کے سبب

شرح - یعنے اللہ تعالےٰ کے اس کام (عطائے مرتبہ بقا) کی کیفیت کسی سے بیان نہیں ہوسکتی - وہ خود ہی جانتا ہے کہ فنا کرکے مرتبۂ بقا تک کیوں واصل کردیتا ہے - یہ راز قابل شرح نہیں - عقل صرف اس قدر بتا سکتی ہو کہ انسان شاید ریاضت و مجاہدہ کے باعث فانی ہوکر واصل ہو جاتا ہے - مگر یہ قاعدہ کلیہ نہیں ہے گاہے ریاضت بیکار جاتی ہے اور گاہے بلا ریاضت مرتبۂ وصول حاصل ہو جاتا ہے - لیکن اکثر اوقات ریاضت خدا تک پہنچا دیتی ہے - اس لیئے عارف کو اُس کے ارشاد و تلقین کی ضرورت ہے چنانچہ دوسرے مصرع کا یہی مطلب ہے کہ میں نے جو مثنوی میں جا بجا مجاہدہ اور ریاضت کی ترغیب دی ہے یہ بطور ہدایت ضروری امر ہے ورنہ کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ ریاضت بالضرور اور قطعاً واصل الی اللہ ہے -

	گہ چنیں بنماید و گہ ضدِ ایں	جز کہ حیرانی نباشد کارِ دین
ترجمہ	شان حق گاہے چناں گاہے چنیں	غیر حیرانی نہیں ہے کارِ دیں

شرح - بنماید کا فاعل کار بیچوں ہے یعنے اللہ کا کام کبھی تو اس طرح نظر آتا ہے کہ ریاضت اُس تک پہنچا دیتی ہے اور کبھی اس کے خلاف - یا کار بیچوں سے مراد تجلی ہے جو کبھی رحمت کے پردہ میں ہے اور کبھی اُس کی ضد یعنے قہر کے پردہ میں اس لئے اہل دین کو حیرت ہوتی ہے کیونکہ نہ اُس تک پہنچنے کا کوئی طریقہ مقرر ہے اور نہ اُس کی تجلی ایک حالت پر رہتی ہے - کُلَّ یَومٍ ھُوَ فِی شَاْنٍ وہ ہر وقت ایک نئی شان میں ہے -

	نے چنیں حیران کہ پشتش سوئے اوست	بل چنین حیران کہ غرق و مست دوست
ترجمہ	جس سے غفلت ہو یہ وہ حیرت نہیں	بلکہ ہے یہ عشق ربّ العالمین

شرح - حیرت کی دو قسمیں ہیں اول محمودہ یا مقبولہ جو کثرت تجلیات یا مشاہدۂ وحدت در کثرت سے عارف کو حاصل ہوتی ہے دوم مذمومہ یا مردودہ جو جہل و شک یا وسوسوں کے ازدحام کے سبب عوام کے حصہ میں آتی ہے اس تمہید کے بعد شعر کا یہ مطلب ہے کہ عارف کی حیرت اس طرح کی نہیں ہوتی کہ اُس کی پشت ذات حق کی طرف ہو جائے - یعنے اُسے خدا سے غافل کر دے (کیونکہ غافل کر دینے والی حیرت مردودہ ہے) بلکہ وہ مشاہدۂ تجلیات کے سبب حیرت مقبولہ کے عالم میں غرق دوست یعنی فنا فی الذات ہو جاتا ہے -

	آن یکے را روئے او شد سوئے دوست	وان یکے را روئے او خود روئے اوست
ترجمہ	ایک کا رُخ ہے ہمیشہ سوئے دوست	ایک کا رخ ہو گیا ہے روئے دوست

شرح پہلے شعر میں معلوم ہو چکا ہے کہ حیرت مقبولہ دو سببوں (کثرت تجلیات یا مشاہدۂ وحدت در کثرت) سے پیدا ہوتی ہے اس سے واضح ہو گیا کہ عارف حیران کی دو قسمیں ہیں - ایک وہ جس کا منہ ہر وقت دوست (شاہد حقیقی) کی طرف ہے یعنے طرح طرح کی تجلیوں کا مشاہدہ کرتا ہے اس کو متوجہ الی اللہ اور روگرداں از ماسواہ کہنا چاہیئے - دوسرا وہ کہ اُس کو فنا فی الذات اور مشاہدۂ وحدت در کثرت کے باعث چہرہ چہرۂ محبوب بنکر نظر آتا ہے - کیونکہ فی الواقع فانی وہی ہے - جس کے نزدیک بجز ذات واحد کے تمام عالم یہاں تک کہ اُس کا جسم لاشئے اور بالکل ہیچ ہو - بعض نسخوں میں او شد کی جگہ اُفتد ہے مطلب دونوں کا ایک ہے -

	روئے ہر یک می نگر میدار پاس	بو کہ گردی تو ز خدمت رُو شناس
ترجمہ	دیکھ منہ ایک ایک کا اور رکھ نگاہ	تا کہ ملجائے تجھے خدمت سے راہ

شرح یعنے اے مخاطب حیران مقبول کی دونوں قسموں میں سے ہر ایک کی طرف متوجہ ہو - اور دونوں کا پاس ادب کر (کیونکہ یہ دونوں مقبول بارگاہ خداوندی ہیں) شاید تو ان کی خدمت سے بوئے معرفت کو پہچاننے لگے - بعض نسخوں میں رو شناس ہے - یعنے مشہور در زمرۂ مقربان الٰہی -

The End

فرق درمیان محقق و مدعی مبطل و حدیث النظر الی وجہ العالم عبادۃ	
ترجمہ	سچے اور جھوٹے مدعی میں فرق اور اس حدیث کا ذکر کہ عالم کو دیکھنا عبادت ہے

دیدن عالم عبادت این بود	فتح ابواب سعادت این بود

ترجمہ: دید اہل اللہ عبادت ہے بڑی ‖ ہو میسّر تو سعادت ہے بڑی

چون بسے ابلیس آدم روئے ہست ‖ پس بہر دستے نباید داد دست

ترجمہ: ہیں بہت ابلیس کی شکل آدمی ‖ ایسوں کی بیعت سے ہے بیشک گمرہی

شرح۔ آدم سے حقیقت آدم مراد ہے اور حقیقت آدم صوفیون کے نزدیک انسان کامل کے معنوں میں ہے یعنے علما کے ظاہر و باطن کو صرف دیکھ لینا ہی عبادت ہے۔ مگر بہت سے مکار عالم و درویش جن کا باطن فی الواقع باطن ابلیس ہے انسان یا مرشد کامل کی صورت بنائے پھرتے ہیں۔ اس لئے بلا تجربۂ حال و تحقیق مقام بیعت کے لئے ہر شخص کے ہاتھ میں ہاتھ نہ دینا چاہیئے۔ ایسے مکاروں کا نام اہل تصوف نے شیاطین الانس (شیطان بصورت انسان) رکھا ہے۔ افسوس آج کل کے اکثر بد عالم اور درویش اسی قسم کے ہیں اللہ ایسے مکاروں سے پناہ میں رکھے۔

زانکہ صیّاد آورد بانگ صفیر ‖ تا فریبد مرغ را آں مرغ گیر

ترجمہ: مکر ہے صیاد کا بانگ صفیر ‖ پھانستا ہے جانور وہ مرغ گیر

شرح۔ دنیا پرست حسب مقتضائے الدنیا زورٌ اکثر کام مکر و فریب سے لیا کرتا ہے۔

بشنود آن مرغ بانگ جنس خویش ‖ از ہوا آید بیابد دام و نیش

ترجمہ: جان کر اسکو وہ بانگ جانور ‖ دیکھتا ہے رنج دام و نیشتر

شرح یعنے مکاروں سے اس لئے بیعت نہ کرنی چاہیئے کہ اُن کی مثال اُس صیاد کی سی ہے جو جانوروں کی سی آواز بنا کر اُن کو فریب دے اور گرفتار کرے و آن سبیہ اور نیش سے تکلیف و مصیبت مراد ہے۔ صفیر طائروں کی آواز وہ آواز جو طائروں کے بلانے کے لئے ہوتی ہے۔ یہاں دوسرے معنی مراد ہیں اسی طرح شیاطین الانس اولیاء اللہ کی صورت بنا کر مخلوق کو اپنے دام فریب میں پھنسا لیتے ہیں۔ ان کے دام فریب سے ہمیشہ بچنا چاہیئے۔

حرف درویشان بدزدد مرد دون ‖ تا بخواند بر سلیمے زان فسون

ترجمہ: لفظ درویشوں کے سنکر مرد دون ‖ سانپ کے کاٹے پہ پڑتا ہے فسوں

کار مرداں روشنی و گرمی ست ‖ کار دونان حیلہ و بے شرمی ست

ترجمہ: روشنی گرمی یہ ہے مردوں کا کام ‖ بے حیائی حیلہ سے فعل عوام

شرح سلیم۔ صحیح وسالم۔ و احمق و مارگزیدہ یہاں تینوں معنوں میں درست ہے۔ یعنے مکار درویش اُس شخص کو جو عشق حقیقی کے مرض سے تندرست ہے یا بالکل بیوقوف ہے۔ یا اُس طالب کو جسے عشق کے سانپ نے کاٹ کھایا ہے۔ اور وہ تریاق اعظم یعنی مرشد کامل کی تلاش میں ہے۔ فریب دیتا ہے اور اولیائے کرام کے ملفوظات یا عارفانہ کلمات ادھر اُدھر سے جمع کر کے طالب کو سنا کر مال دنیوی حاصل کر لیتا ہے اور بے [illegible]

اور حرارت عشق حقیقی ہے۔ اور کمینوں کا ناجائز حیلہ اور بے شرمی سے دنیا کما کھانا۔

	شیر پشمیں از برائے گد کنند	بوسیلم را لقب احمد کنند
ترجمہ	شیر پشمین مانگتے کو ہے فقط	بوسیلم کا لقب احمد غلط
	بوسیلم را لقب کذاب ماند	مر محمد را اولو الالباب ماند
ترجمہ	بوسیلم کا لقب کذّاب ہے	اور محمد کا اُولو الالباب ہے
	آن شراب حق ختامش مشکناب	بادہ را ختمش بود گند و عذاب
ترجمہ	اُس شراب حق پہ مُہر مشکناب	اور اس کھرّے کی عقبیٰ ہے خراب

شرح - بینے سکار لوگوں کی ایسی مثال ہے جیسے بعض لوگ اُون یا صوف وغیرہ کا شیر بھیک مانگنے کے لئے بنالیں یا بوسیلم کو احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ کے پکاریں حالانکہ وہ فی الواقع شیر نہیں ہوتا اور بوسیلم احمد نہیں بن سکتا بوسیلم زمانہ رسالت میں موجود تھا۔ ایک بار اُس نے آنحضرتؐ سے عرض کیا کہ میں اس شرط پر ایمان لاتا ہوں کہ آپ اپنے بعد خلافت میرے نام لکھدیں۔ حضور نے اپنے ہاتھ کی لکڑی کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ یہ لکڑی بھی تجھے نہیں دے سکتا۔ بوسیلم اسکے بعد مدینہ منورہ سے اپنے وطن (یمامہ) میں چلا گیا۔ اور نبوت کا جھوٹا مدعی بن بیٹھا۔ اور یمامہ کا ایک قبیلہ (بنی حنیفہ) اُس کی جھوٹی نبوت کی تصدیق کرکے اُس کا مرید اور مرتد ہوگیا۔ آخر کار بعد وفات حضرت صلعم جناب ابوبکر صدّیق نے اُس پر جہاد کیا۔ اس جنگ میں بہت سے حفاظ شہید ہوئے اور بوسیلم حضرت ابوبکر کے غلام (وحشی نام) کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اور داخل جہنم ہوا۔ بوسیلم کا نام مسیلمہ کذّاب بھی ہے اور لقب کذّاب اس کے نام کے ساتھ قیامت تک لازم ہوگیا ہے جیسا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لقب اولوالالباب (صاحب عقل و معرفت و علم لدنی) ان دونوں میں بہت بڑا فرق ہے۔ کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بمنزلہ شراب حق ہیں۔ اس شراب کے فیضان سے بیشمار طالبان سرمست وصال نشا ۂ حقیقی ہوگئے ہیں اور تاحشر ہوتے رہینگے۔ اور اس شراب میں خالص مشک کی مہر ہے مہر سے دہان مبارک رسول مقبولؐ اور مشک سے کلمات فیض آیات مراد ہیں۔ جنکی خوشبو دہان مبارک سے نکلکر مشتاقان حق کے دماغوں کو معطر کررہی ہے۔ اور ابو سیلم دنیوی شراب کے مانند ہے جسکو ام الخبائث (ناپاکیوں کی جڑ) کہتے ہیں اور اُس کی مہر یا انجام بدبو اور عذاب ہے اور وہ اُس کے ہم صحبت عذاب ابدی میں گرفتار ہونیکے لئے ہیں نیز ممکن ہے کہ شراب حق سے اولیائے عظام و مرشدان کامل اور بادہ سے شیاطین الانس اور مکار صوفی مراد ہوں۔

داستان بادشاہ جہودان کہ نصرانیان رامیکشت بہر تعصب ملت خود و حکایت آن اُستاد و شاگرد

ترجمہ۔ داستان یہودی بادشاہ کی جو تعصب مذہب کے سبب نصرانیوں کو قتل کرتا تھا۔ اور ایک استاد اور اسکے بھینگے شاگرد کی

شرح وجہ مناسبت ماقبل سے یہ ہے کہ اس حکایت میں جھوٹوں سے الگ رہنے کی تاکید کی گئی ہے۔

بود شاہے در جہودان ظلم ساز	دشمن عیسےٰ و نصرانی گداز
ترجمہ　ایک یہودی بادشاہ تھا کینہ جو	عیسیٰ و موسیٰ کی امت کا عدو
عہدِ عیسےٰ بود نوبت آنِ او	جان عیسیٰ او و موسیٰ جان او
ترجمہ　عہد عیسیٰ میں تھا وہ شہ حکمران	موسیٰ و عیسےٰ ہیں دونوں ایک جان

شرح نوبت وقت و مصیبت و مرتبہ و نقارہ و خیمہ - آن عربی میں وقت ہنگام فارسی میں مال ملکیت - اگر ضمیر او بادشاہ کی طرف ہے تو نوبت آنِ او - مبتدا ہے اور عہد عیسےٰ خبر مقدم یعنے اُس بادشاہ یہود کے مال و ملکیت کا نقارہ عہد عیسیٰ میں بجتا تھا - اور اگر عیسیٰ کی طرف ہے تو عہد عیسےٰ پہلی خبر ہے اور نوبت آن او دوسری اور مبتدا لفظ عہد آن شاہ) محذوف ہے - یعنے اُس بادشا کا عہد عیسیٰ کا عہد تھا اور عیسیٰ کے نقارہ ملکیت بجنے کا زمانہ تھا یعنی اُس زمانہ میں شریعت عیسیٰ کا نقارہ بج رہا تھا - گو بمقتضائے حکمت الٰہی تغیر زمانہ کے سبب شریعت موسیٰ کے بعض احکام بدل گئے تھے - مگر یہ ظاہری اختلاف حقیقی اختلاف نہ تھا - بلکہ فی الواقع موسےٰ اور عیسےٰ باہم ایک دوسرے کی جان تھے - کیونکہ دونوں میں روحانی اتحاد موجود تھا - رسالت میں شریک ہونے کے سبب ان کا دوست اور اُن کا منکر بعینہٖ انکا منکر ہے -

شاہِ احول کردہ در راہِ خدا	آن دو دمسازِ خدائی را جدا
ترجمہ　شاہ احول دونوں کو سمجھا جدا	اور وہ دونوں ایک تھے مرد خدا

شرح - احول - کژ چشم - بھینگا - جسے ایک کے دو دکھائی دیں چونکہ ان دونوں رسول کو جو خدا کے کام میں متفق اور ایک جان دو قالب تھے بادشاہ یہود اپنی کج فہمی سے باہم مخالف سمجھتا تھا اس لئے اسے احول کہا گیا آئندہ شعروں میں ایک اُستاد اور اُس کے بھینگے شاگرد کی حکایت بطور مثال ہے - جس سے اُستاد نے ایک شیشہ منگایا اور اُسے ایک کے دو نظر آئے -

گفت اُستاد احولے کاندر آ	رو برو آر از وثاق آن شیشہ را
ترجمہ　بھینگا تھا شاگرد اک اُستاد کا	یوں کہا اُستاد نے وہ شیشہ لا
چوں درون خانہ احول رفت زود	شیشہ پیشِ چشم او دو مے نمود
ترجمہ　گو نے کونے چھان مارا اُس نے گھر	ایک کے دو شیشے آتے تھے نظر
گفت احول زاں دو شیشہ من کدام	پیش تو آرم بکن شرحے تمام
ترجمہ　ڈھونڈ کر شاگرد احول نے کہا	لاؤں میں دو شیشوں میں سے کونسا
گفت اُستاد آن دو شیشہ نیست رو	احولی بگذار و افزوں بیں مشو

ترجمہ	یہ کہا اُستاد نے وہ دو نہیں	احولی کو چھوڑ اے مرد دو بین
	گفت اے اُستا مرا طعنہ مزن	گفت استا زاں دو یک را بر شکن
ترجمہ	بولا وہ طعنہ کی عادت چھوڑ دے	بولا یہ اک رہنے دے۔ ایک توڑ دے
	چون یکے بشکست ہر دو شد ز چشم	مرد احول گردد از میلان و خشم
ترجمہ	ایک جب ٹوٹا تو دونوں گم ہوئے	آدمی ہوتا ہے احول خشم سے

شرح - یعنے جب شاگرد نے یہ کہا کہ اُستاد مجھے احول ہونیکا طعنہ ندے شیشے فی الواقع دو ہی ہیں تو اُستاد نے جواب دیا کہ دو میں سے ایک کو توڑ ڈال چنانچہ شاگرد نے جب ایک توڑا تو دونو آنکھوں کے آگے سے جاتے رہے کیونکہ فی الواقع شیشہ تو ایک ہی تھا وہی ٹوٹ گیا - آخر مصرع مولانا کا مقولہ ہے یعنے آدمی جا ہے احول نہو مگر تعصب اور حق سے پھر جانا اس کو ضرور احول بنا دیتا ہے ایسی حالت میں حق نظر نہیں آتا وثاق بمعنے بند و قید وخانہ۔

	شیشہ یک بود بچشمش دو نمود	چون شکست آں شیشہ را۔ دیگر نبود
ترجمہ	دو نتھے شیشے وہاں تو ایک تھا	جب وہ ٹوٹا دوسرا جاتا رہا

شرح - یہی حال شاہ یہود کا تھا جو دراصل احول نہ تھا مگر حق سے پھر جانیکے سبب اُسے حقیقت موسیٰ وعیسےٰ جدا جدا دکھائی دی حالانکہ ایک تھی اُس لئے تکذیب عیسیٰؑ سے اُن کی تکذیب تو کیا ہوئی اور لینے کے دینے پڑ گئے یعنے موسیٰ پر بھی ایمان نہ رہا - لَانُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ (ہم رسولوں میں سے کسی کی تفریق نہیں کرتے) سے ظاہر ہے کہ ایک رسول کی تکذیب گویا تمام رسولوں کی تکذیب ہے -

	خشم و شہوت مرد را احول کند	ز استقامت روح را مُبدل کند
ترجمہ	آدمی ہوتا ہے خواہش سے دو بیں	راستی پھر روح میں رہتی نہیں
	چون غرض آمد ہنر پوشیدہ شد	صد حجاب از دل بسوئے دیدہ شد
ترجمہ	باغرض سے نورِ عرفان دور ہے	آنکھ دل کے پردے سے مستور ہے
	چون دہد قاضی بدل رشوت قرار	کے شناسد ظالم از مظلومِ زار
ترجمہ	قاضی صاحب کو ہو جب رشوت عزیز	ظالم و مظلوم کی ہو کیا تمیز

شرح - استقامت راستی وامر واقعی - غرض - جبد یا حب دنیا ہنر معرفت - اور رشوتِ قاضی تمثیلِ مضمون سابق ہے

	شاہ از حقد جہودانہ چنان	گشت احول کالاماں یا رب اماں
ترجمہ	کینہ سے شاہِ یہودان زمان	ہو گیا احول الٰہی الاماں

صد ہزاران مؤمن مظلوم گشت　　کہ پناہم دین موسٰے را و پشت

ترجمہ　لاکھوں مؤمن مار ڈالے آہ آہ　　کہ کہے میں ہوں دین موسٰی کی پناہ

شرح - یعنے شاہ نے اس خیال سے کہ میں دین موسٰی کا پشت پناہ ہوں لاکھون ایمان دار عیسائی مار ڈالے حالانکہ یہ دین موسٰی کی حمایت نہیں بلکہ تکذیب اور تخریب تھی اس کی وجہ اوپر لکھی گئی ہے -

حکایت وزیر پادشاہ و مکر او در تفریق ترسایان ۱۲

ترجمہ　حکایت اُس پادشاہ کی وزیر کی اور نصارے کے تین تفرقہ کرنے میں اُس کے مکر کی

او وزیرے داشت رہزن عشوہ دہ　　کو بر آب از مکر بربستی گرہ

ترجمہ　اک وزیر اُس شاہ کا تھا عشوہ دہ　　جو لگا دیتا تھا پانی میں گرہ

گفت ترسایان پناہِ جان کنند　　دین خود را از ملک پنہان کنند

ترجمہ　یہ کہا لیتے ہیں - نصرانی پناہ　　اپنے مذہب کو چھُپا کر تجھسے شاہ

با ملک گفت اے شہ اسرار جو　　کم کش ایشانرا و دست از خون بشو

ترجمہ　اس لئے بس اے شہ نیکو صفات　　دشمنوں کے قتل سے دھو ڈال ہات

شرح - شہ اسرار جو سے مکار یا مکاروں کا قدر دان مراد دیا گیا ہے ورنہ شاہ کو اسرار معرفت سے کیا مطلب

کم کش ایشان را کہ کشتن سود نیست　　دین ندارد بو کہ مشک و عود نیست

ترجمہ　قتل کرنا ان کا اب بے سود ہے　　دین کوئی مشک ہے یا عود ہے

شرح - یعنے شاہ یہود کے ایک رہزن و مکار وزیر نے جس کا نام پولوس تھا اور جس کی انجیل مشہور ہے - شاہ سے کہا کہ نصرانیوں کا قتل کرنا چھوڑ دے کیونکہ اُنہوں نے جان کے خوف سے اپنے دین کو چھپانا شروع کر دیا ہے - اور دین مشک یا عود نہیں ہوتا - کہ خود بخود ظاہر ہو جائے - بہت سے نصارے برائے نام یہود بن گئے ہیں - مگر فی الواقع نصارے ہی ہیں - اب اگر باوجود اقرار یہودیت اُن کو مارا جائے تو بدنامی بھی ہے اور ظلم بھی اس لئے قتل کی صلاح موقوف میں ایک ایسی تدبیر بتاؤنگا - کہ تمام نصرانی خود آپس میں لڑ لڑ کے کٹ مرینگے - عشوہ دہ فریب دینے والا ہے -

شاہ گفتش پس بگو تدبیر چیست　　چارۂ ایں مکر و ایں تزویر چیست

ترجمہ　شاہ بولا اس کی ہے تدبیر کیسا　　چارۂ مکر و فن و تزویر کیا

تا نماند در جہان نصرانئے　　نے ہویدا دین و نے پنہانئے

ترجمہ	ایسی کچھ تدبیر کر مجھسے بیان	پاک کر دے جو نصاریٰ سے جہان

شرح۔ مکروتزدیر سے نصرانیوں کا مکر (بظاہر یہود و در باطن نصرانی ہونا) مراد ہے۔ ایسا علاج بادشاہ کو مطلوب ہے کہ سارے جہان میں کوئی نصرانی نہ آشکارا طور پر رہے نہ مخفی طور پر۔ ہویدا دین۔ وہ شخص جسکا دین آشکارا ہو

	گفت اے شہ گوش و دستم را ببر	بینیم بشگاف ولب در حکم مر
ترجمہ	یہ کہا اس نے کہ میرے کان ہاتھ	کاٹ دے بینی ولب کے ساتھ ساتھ

شرح وزیر نے یہ تدبیر بتائی کہ اے بادشاہ تو میرے کان اور ہاتھ کاٹ ڈال۔ اور ناک اور ہونٹ چھید دے اگر لفظ در۔ دریدن کا امر اور لفظ مُر امر یا مُر کا امر ہے تو یہ معنے ہیں کہ میری ناک میں چھید کر اور ہونٹ کاٹ دے اور مذکورہ بالا باتوں کے لئے حکم فرما دے۔ اور اگر در حرف ظرف اور مُر بمعنے تلخ ہے تو یہ مطلب ہے کہ تو اپنے حکم تلخ و سخت کے پورا کرنے میں میری ناک اور ہونٹ کاٹ دے۔

	بعد ازان در زیر دار آور مرا	تا بخواہد یک شفاعت گر مرا
ترجمہ	بعد ازان سولی کا مجکو حکم دے	پھر چھڑائے اک سفارش گر مجھے
	بر منادے گاہ کن این کار تو	بر سر راہے کہ باشد چار سو
ترجمہ	عام شارع میں سزا دے مجھکو تو	واقعہ مشہور ہو تا چار سو
	آنگہم از خود بران تا شہر دور	تا در اندازم در ایشان صد فتور
ترجمہ	پھر جلاوطنی کی دے مجکو سزا	تا چکھا دوں میں نصاریٰ کو مزا

شرح۔ منادے۔ جس کو آواز دی جائے۔ صیغہ اسم مفعول۔ نیز مصدر میمی بمعنے ندا یہاں دوسرے معنے مراد ہیں یعنے اعضا کاٹ کر مجھے سولی کے نیچے پہنچا دے اور ایک مصنوعی سفارش کرنیوالا کھڑا کر دے تاکہ مجھے چھڑا لے مگر اس کام کو شارع عام میں کرنا چاہیئے تاکہ عموماً یہ واقعہ مشہور ہو جائے اور پھر مجھے شہر بدر کر دے میں نصاریٰ کے ملک میں جا کر سینکڑوں فتنے برپا کر دونگا یعنے نصرانیوں سے یہ کہونگا کہ میں ظاہر میں یہودی اور باطن میں نصرانی تھا۔ بادشاہ یہود نے میرا حال معلوم کر کے ناک کان کاٹکر شہر بدر کر دیا ہے۔ میں عالم انجیل ہوں۔ تمہیں دینی تعلیم دینے آیا ہوں۔ اس فریب سے بہت سے نصرانی میری شاگردی کریں گے۔ جس طرح بہکاؤنگا بہک جائینگے۔

	چون شود آن قوم از من دین پذیر	کار ایشان سر بسر شوریدہ گیر
ترجمہ	مجھسے جب سیکھیں گے وہ دین پروری	کام میں ان کے پڑے گی ابتری
	درمیان شان فتنہ و شور افگنم	کاہنان خیرہ شوند اندر فنم

ترجمہ	ایسا فتنہ ایسا شر برپا کروں	کاہنوں کی عقل ہو جس سے زبون

شرح۔ بعض نسخوں میں کاہرمن حیران بماند در فہم ہے۔ اہرمن شیطان کو کہتے ہیں مطلب دونوں کا ایک ہے۔

	آنچہ خواہم کرد با نصرانیان	آن نمی آید کنوں اندر بیان
ترجمہ	فتنے جو برپا کرونگا میں وہان	مجھ سے اُن کا ہو نہیں سکتا بیان
	چوں شمارندم امین و رازداں	دام دیگر گون نہم در پیش شان
ترجمہ	جان لینگے جب وہ مجکو رازدان	چال پھیلاؤنگا پھر میں بے گمان
	وز حِیَل بفریبم الیشان را ہمہ	واندر الیشان افگنم صد دمدمہ
ترجمہ	ایسا کچھ دونگا نصارا کو فریب	جس سے ہو جایگی زائل دیں کی زیب

شرح۔ دمدمہ۔ چاپلوسی۔ فریب۔ مکر۔ حیلہ۔ یعنے میں رازدار بنکر نصاری کو فریب دونگا اور اُن میں لڑائی کرا دونگا

	تا بدست خویش خونِ خویشتن	بر زمیں ریزند کوتہ شد سخن
ترجمہ	اپنے ہاتھوں سے کرینگے اپنا خون	ہے سخن کوتاہ آگے کیا کہوں

شرح۔ یہ مکار وزیر ناک کان کٹوانے کے بعد نصارے کے شہر میں جاکر انجیل کا عالم بن گیا۔ اور بہتوں کو مرید کرلیا رفتہ رفتہ احکام انجیل کو غلط ملط کرکے اپنی تصنیف کردہ انجیل مریدوں میں تقسیم کی۔ جس کو اکثر نے تو قبول کیا مگر بعض نے (جو خداداد عقل کی رہبری کے باعث اُس کی فریب سے واقف ہوگئے تھے) نمانا۔ ماننے اور نماننے والوں میں جدال و قتال تک نوبت پہنچ گئی۔ چونکہ اُس نے بعض فرقے کے شاگردوں کو اور۔ اور بعض کو اُسکے خلاف اور انجیل گھڑ کے دے رکہی تہی۔ اس لئے باہم خوب لڑائیاں اور کشت و خون ہوئے کیونکہ ہر فرقہ اپنی انجیل کو صادق اور غیر کو کاذب جانتا تھا انجام کار اس مکار نے اس خیال سے کہ ایسا نہو کہیں میرے شاگرد جنکے پاس میری تصنیف کردہ انجیلیں ہیں آخری فیصلے کے لئے جمع ہوکر آئیں۔ اور اس وقت مجبور ہوکر مجھے فقط ایک ہی کی انجیل کی تصدیق کرنی پڑے خودکشی کرلی۔ اور نصارے میں قیامت تک اختلاف کی بنا ڈال گیا۔ چنانچہ مولانا آیندہ یہی قصہ بیان کرتے ہیں۔

	تلبیس اندیشیدن وزیر با نصاری و مکر او	
ترجمہ	فریب سوچنا　وزیر کا　نصارے کے ساتھ اور مکر اُس کا	

شرح۔ وزیر اُس تدبیر کو بادشاہ سے بیان کررہا ہے جو اُس نے نصاری میں فتنہ اندازی کے لئے سوچی تہی (یعنے) اے بادشاہ جب تو مجھے شہر بدر کردیگا۔ تو میں نصرانیوں میں مل کر اپنے نصاری ہونے کا اقرار اور اُن سے تیری شکایت کرونگا۔ کہ فلاں بادشاہ یہود نے میرے نصرانی عقائد سے واقف ہوکر مجھے طرح طرح کے عذاب

دیئے اور شہر بدر کر دیا۔ اس سے نصاریٰ میری ہمدردی نہ کرینگے اور چونکہ انجیل کا عالم ہوں اس لئے میرے مرید ہو جائینگے۔ آیندہ شعروں کا یہی مطلب ہے۔ اسی لئے ہم آسان اور شرح شعروں کی شرح غیر ضروری سمجھتے ہیں

	پس بگویم من بسر نصرانیم	اے خدائے رازدان مے دانیم
ترجمہ	پھر کہوں گا میں ہوں نصرانی بسر	اے خدا ہے تجھکو بھید دل کی خبر

شرح۔ بسر نصرانیم میں عطف بیان ہے اور بعض نسخوں میں بسر نصرانیم ہے یعنے میں در باطن نصرانی ہوں۔

	شاہ واقف گشت از ایمان من	وز تعصب کرد قصد جان من
ترجمہ	حال سن کر شہ مرے ایمان کا +	ہو گیا بے دین دشمن جان کا
	خواستم تا دین ز شہ پنہاں کنم	آنچہ دین اوست ظاہر آں کنم
ترجمہ	میں نے چاہا تھا کہ دین پنہاں کروں	اُس کی ایک ایک بات پر ہاں ہاں کروں
	شاہ بوئے بُرد از اسرار من	متہم شد پیش شہ گفتار من
ترجمہ	کھل گیا شہ پر مگر پوشیدہ حال	چل سکی ہرگز نہ میری قیل و قال
	گفت گفتِ تو چو در نان سوزن ست	از دل تو تا دل من روزن ست
ترجمہ	یہ کہا شہ نے کہ سن اے حیلہ جو	ہے سوئی روٹی میں تیری گفتگو

شرح مکار وزیر کہہ رہا ہے کہ میں نصاریٰ سے یہ کہونگا کہ جب بادشاہ یہود کو میرا دریردہ نصرانی ہونا معلوم ہوگیا تو میں نے اُس کی تردید کی تو اُس نے میری بات کو متہم (بے اعتبار) جان کر یہ جواب دیا کہ تیرا قول ایسا ہے جیسے روٹی میں سوئی ظاہر تو کچھ ہے اور باطن کچھ تیرے دلی عقیدے (نصرانیت) کو میرا دل خوب جانتا ہے دل را بدل رہست وَاِنَّ الشَّیٰطِیْنَ لَیُوْحُوْنَ اِلٰۤی اَوْلِیٰٓئِهِمْ (بیشک شیاطین اپنے دوستوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے ہیں) کے یہی معنے ہیں۔ مگر چو از دل تو تا دلِ من روزن ست سے نکلتے ہیں۔

	گر نبودے جان عیسےٰ چارہ ام	او جہودانہ بکردے پارہ ام
ترجمہ	گر نہ ہوتی جانِ عیسےٰ چارہ گر	قتل کرتا مجھکو شاہ بدسیر
	بہر عیسیٰ جان سپارم سر دہم	صد ہزاراں منتش بر جان نہم
ترجمہ	بہر عیسےٰ جان و سر قربان ہیں	میری جان پر اُس کے لاکھ احسان ہے
	جان دریغم نیست از عیسیٰ ولیک	واقفم از علم دینش نیک نیک
ترجمہ	بہر عیسےٰ جان تک دینی صحیح	ہوں مگر میں عالم دین مسیح

شرح۔ یعنے میں حضرت عیسیٰؑ سے اپنی جان تک دریغ نہ کرتا۔ باایں ہمہ زندگی کو اس لئے غنیمت سمجھتا ہوں کہ میرے ہلاک ہو جانے سے عیسیٰؑ کا وہ علم شریعت جس کا میں زبردست عالم ہوں ضایع ہو جاتا۔ پہلے شعر میں جان عیسیٰ سے اُن کی روحانی امداد اور جھود دانہ بمعنے متعصبانہ ہے۔

	شکر یزدان را و عیسیٰ را کہ ما	گشتہ ایم ایں دین حق را رہنما
ترجمہ	چاہیئے ہے شکر عیسیٰ و خدا	ہم ہوئے اس دین حق کے رہنما
	دُور دَور عیسیٰ ست اے مردمان	بشنوید اسرار کیشِ او بجان
ترجمہ	دو دورِ عیسوی ہے دوستو	باتیں اس مذہب کی تم دل سے سنو
	از جہودان و جہودی رَستہ ایم	تا بزنار ایں میان را بستہ ایم
ترجمہ	ہے یہودیت سے یارب اَلحذر	جب سے یہ زنار ہے زیب کمر

شرح۔ جہودان۔ یہود۔ اور جہودی بیائے مصدری۔ یہودیت دوسرے مصرع سے ظاہر ہے کہ اس زمانہ کے نصارلے زنار بند تھے۔ نکتہ یہاں سے یہ بات نکلتی ہے کہ بلا تصفیۂ قلب علما کے خیالات بھی تاریک ہوتے ہیں۔ اُن کے اقوال سے دہوکا کھانا نہ چاہیئے۔

	چون شمارندم امین و مقتدا	سر نہندم جملہ جویند اہتدا
ترجمہ	جان ہیں گے جب مجھے وہ پیشوا	سب کے سب کرنے لگیں گے اقتدا

شرح۔ یہاں تک وزیر نے یہود سے اُس مکر کا بیان کیا ہے جو آیندہ وہ نصارلے کے ساتھ کرنیوالا ہے اس سے آگے مولانا فرماتے ہیں۔

	چون وزیر آن مکر را بر شہ شمرد	از دلش اندیشہ را کلی ببُرد
ترجمہ	جب وزیر پُر دغا نے یہ کہا	فکر دل سے شاہ کے جاتا رہا +
	کرد با وے شاہ آن کارے کہ گفت	خلق حیران اندر آن راز نہفت
ترجمہ	شہ نے کاٹے اُس کے دست و گوش و لب	خلق حیران تھی کہ کیا اس کا سبب
	کرد رسوائش میان انجمن	تاکہ واقف شد ز حالش مرد و زن
ترجمہ	کرکے رسوا و برئے انجمن +	دیکے تعزیریں میان مرد و زن
	راند او را جانب نصرانیان	کرد در دعوت شروع او بعد ازان
ترجمہ	اس کو ہانکا جانب نصرانیان	دعوت دیں اس نے کی من بعد آن

	چوں چناں دیدند ترسایانِ زار	مے شدند اندر غم او اشکبار
ترجمہ	دیکھکر یہ حال ترسا یا ن زار	اُس کی حالت پر ہوئے سب اشکبار

شرح بعض نسخوں میں زین نسق میگفت بانصرانیان ہے یعنے وزیر نے اثنائے تدبیر میں جو بات شاہ یہود سے کہی تھی وہی نصارا سے جا کہی - یعنے عمل تدبیر کے سوافق کیا - اور جو کہا تھا وہ کر دکھایا -

	حال عالم اینچنین ست اے پسر	از حسد مے خیزد اینہا سر بسر
ترجمہ	حال عالم کا یہی ہے اے پسر	ایسی تدبیریں حسد ہیں سر بسر

شرح یعنے تمام عالم میں حسد پھیلا ہوا ہے اور ایسی شیطانی تدبیریں حسد ہی کے سبب بن پڑتی ہیں -

جمع آمدن نصاریٰ و قبول کردن مکر وزیر و راز گفتن او با ایشاں

نصارا کا جمع ہو کر وزیر کے مکر کو قبول کرنا اور وزیر کا اُن سے راز کہنا

	صد ہزاران مرد ترسا سوئے او	اندک اندک جمع شد در کوئے او
ترجمہ	جمع عیسائی ہزاروں ہو گئے	تھوڑے تھوڑے ہو کے لاکھوں ہو گئے

شرح - یعنے دین عیسوی سیکھنے کے لئے تھوڑے تھوڑے نصارا جمع ہو کر لاکھوں وزیر مکار کے معتقد ہو گئے - ترسا یعنے نصارا - رومی لفظ ہے -

	سر انگلیون و زنار و نماز	او بیان میکرد با ایشان بہ راز
ترجمہ	نکتۂ انجیل و زنار و نماز	اُن کو سمجھاتا تھا وہ مانند راز

شرح - اُنگلیوں بالفتح و کاف فارسی مفتوح و یائے تحتانی معروف یعنے انجیل عیسیٰ علیہ السلام و نام کتاب مانی نقاش و نام جامۂ ہفت رنگ و ہر عجیب و غریب چیز - مگر یہاں یعنے انجیل ہے جس کی تعلیم وزیر مکار نصاریٰ کو دیتا تھا -

	او بیان میکرد با ایشان فصیح	دائماً ز اقوال و افعالِ مسیح
ترجمہ	اور بیان کرتا تھا با حرف فصیح	دائما اقوال و افعالِ مسیح
	او بظاہر واعظِ احکام بود	لیک در باطن صفیر و دام بود
ترجمہ	حسب ظاہر واعظ احکام تھا	اور باطن میں صفیر و دام تھا

شرح - صفیر - جانوروں کے بلانے کی آواز یعنے وزیر مکار کا وعظ در باطن صفیر - نصاریٰ کے بلانے کی آواز) اور دام مکر تھا

	ہر ایں معنے صحابہ از رسولؐ	ملتمس بودند مکرِ نفس غول
ترجمہ	ہے یہی باعث کہ اصحاب رسول	پوچھتے رہتے تھے مکرِ نفسِ غول
	گوچہ آمیزد زاغراضِ نہان	در عبادتہا و در اخلاصِ جان
ترجمہ	یعنے کیا کیا ہیں وہ اغراض نہاں	ملکے کھو دیتی ہیں جو اخلاص جان
	فضل ظاہر رانجستندے ازو	عیب باطن رابجستندے کہ گو
ترجمہ	فضل ظاہر کو نہ کچھ کہتے تھے وہ	عیب باطن پوچھتے رہتے تھے وہ

شرح۔ ایں معنے کا اشارہ خبث باطن اور مکر نفس امّارہ کی طرف ہے غول بمعنے جن و دیو جو جنگل یا پہاڑوں میں رہتا ہے اور مسافر کو رستے سے الگ کر کے ہلاک کر دیتا ہے۔ یعنے چونکہ خبث باطن اور نفس کا مکر کیا یک معلوم نہیں ہوتا اس لئے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم رسول مقبول سے نفس سرکش کے مکر کی بابت سوال کیا کرتے تھے۔ اس کی ماہیت پوچھا کرتے تھے۔ اور یہ کہا کرتے تھے کہ اے حبیب الٰہی اُن پوشیدہ خود غرضیوں اور مکر کا حال بیان فرمایئے۔ جو عبادتوں اور باطنی اخلاص سے ملکر اُن کو فاسد کر دیتے ہیں صحابہؓ ظاہری طور پر بزرگ بننے کے طریقے نہیں پوچھتے تھے بلکہ اس بات کا سوال کیا کرتے تھے۔ کہ باطنی عیب اور مکر نفس کیا چیز ہے۔ دوسرے شعر میں گو بکاف فارسی صیغہ امر ہے (خطاب صحابہ بطرف رسولؐ) بعض نسخوں میں گو بکاف عربی برائے استفہام ہے جیسا کہ اس مصرع میں۔ کو دوستے کہ جان مرا بر شنے کند اور لفظ چہ برائے کثرت جیسا کہ اس مصرع میں ہے۔ چہ شبہا نشستم ز یر دیر گم + مطلب دونوں کا ایک ہے تیسرے شعر کے پہلے مصرع میں نجستندے بنون نفی اور دوسرے میں بجستندے ببائے موحدہ حسب اقتضائے مقام نہایت درست ہے۔ چنانچہ حذیفہؓ فرماتے ہیں کَانَ النَّاسُ یَسْئَلُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلعم مِنَ الْخَیْرِ وَ اَسْأَلُہٗ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَۃَ اَنْ یُّدْرِکَنِیْ یعنے اور آدمی تو رسولؐ اللہ سے بھلائیوں کا سوال کیا کرتے تھے اور میں برائیوں (مکر نفس) نفس کی حقیقت پوچھتا رہتا یہ اس لئے کہ کہیں ایسا نہ ہو نفس کی برائی مجھ تک پہنچ جائے۔ بعض محققین نے دونوں مصرعوں میں بجستندے ببائے موحدہ تحقیق کیا ہے۔ یعنے صحابہؓ فضل ظاہر اور عیب باطن دونوں کی تعلیم رسول اللہ سے پاتے تھے لیکن خاکسار شارح کے نزدیک پہلا نسخہ اچھا ہے۔ اگر حذیفہؓ کے واحد اور بجستندے کے صیغۂ جمع ہونے کا اعتراض کیا جائے تو اس کا جواب ہم پہلے دے چکے ہیں۔ کہ صحابہ سے مراد بعض صحابہ ہیں

	مو بمو ذرہ بذرہ مکرِ نفس	مے شناسیدند چون گل از کرفس
ترجمہ	تھوڑا تھوڑا ذرہ ذرہ مکر نفس	جانتے تھے جس طرح گل اور کرفس

شرح۔ کرفس ایک قسم کی گھاس یا اجوائن کے مانند ایک دوا (اجمود) جو بدبودار اور تیز ہوتی ہے۔ یا بمعنے لہسن یعنے صحابۂ کرام کو اخلاص طاعت اور مکر نفس میں اس طرح امتیاز حاصل تھا۔ جس طرح گل اور کرفس میں اور یہ امتیاز رسول مقبولؐ کی تعلیم سے حاصل ہوا تھا۔

	تا بدان شد وعظ و تذکیرش حسن		گفت زان فصلے خذیفہؓ با حسنؓ
	وعظ تھا جس سے حسنؓ کا سرفراز		کچھ خذیفہؓ نے کہا تھا اس کا راز	ترجمہ

شرح - یعنے حضرت خذیفہؓ جلیل القدر صاحب اسرار صحابی اور سردار طائفہ اہل تصوف گزرے ہیں انہوں نے جو اسرار مکر نفس رسول علیہ الصلوٰۃ سے معلوم کئے تھے ان میں سے ذرا ایک فصل (تھوڑے سے اسرار) حضرت حسن بصریؒ وسرخیل گروہ اہل اللہ کو بتا دیئے تھے اس لئے حسن بصریؒ کا وعظ نہایت با تاثیر ہوگیا تھا - مگر یہ معنے ٹھیک نہیں معلوم ہوتے - کیونکہ اہل حدیث نے تحقیق کر لیا ہے کہ حسنؒ بصری کی ملاقات خذیفہؓ سے نہیں ہوئی - اس لئے حسن سے امام حسن رضی اللہ عنہ مراد ہیں - آئندہ شعر اسی دوسرے معنے کی تائید کر رہا ہے -

	خیرہ گشتندے دران وعظ و بیان		موشگافان صحابہ جملہ شان
	رہتے تھے حیران اُن کے وعظ سے		نکتہ داں سارے صحابہ آپ کے	ترجمہ

شرح - چونکہ امام حسنؓ نبیرۂ رسولؐ اور صحابی ہیں اس لئے ممکن ہے کہ اُن کے وعظ میں بہت سے صحابہ جمع ہو کر اور اسرار مکر نفس کے متعلق آپ کا وعظ سنکر حیران رہجاتے ہوں - لہذا اگر لفظ حسن سے حسن بصریؒ مراد لئے جائیں تو صحابہ کا اُن کے وعظ میں جمع ہونا قرین قیاس نہیں ہے - واللہ اعلم بالصواب وعندہ ام الکتاب -

	متابعت نصاریٰ آن وزیر جہود را	
	نصاریٰ کا اُس یہودی وزیر کی اطاعت کرنا	

	خود چہ باشد قوت تقلید عام		دل بدو دادند ترسایان تمام
	شک نہیں کمزور ہے تقلید عام		اس پر ایمان لائے عیسائی تمام	ترجمہ

شرح - مصرع دوم مولانا کا مقولہ ہے یعنے عام آدمی کو امام بنالینا اور اُس کی تقلید کرنی کمزور اور ناقابل اعتبار ہے - کیونکہ عام حق و باطل میں تمیز نہیں کر سکتے - بس تو بمقتضائے ع او خویشتن گم است کرا رہبری کند اس لحاظ سے نصاریٰ نے ایسے شخص کی تقلید کی جو خود گمراہ تھا - یا یہ معنے ہیں کہ عام آدمی (بلا شمول خاص) جو کسی کے مقلد بنجاتے ہیں یہ تقلید قابل ترک ہے کیونکہ یہ ممکن ہے کہ عام بلا تمیز حق و باطل کسی گمراہ کو امام بنالیں - نکتہ یہاں سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ عام کو خاص اشخاص (مثلاً ائمہ اربعہ کی تقلید کرنی جائز ہے) کیونکہ اول تو وہ خود خاصان خدا ہیں سے ہیں دوسرے یہ کہ عام آدمیوں سے قطع نظر لاکھوں خواص بھی اُن کے مقلد ہیں -

	نائب عیساش مے پنداشتند		اندرون سینہ مہرش کاشتند
	نائب عیسیٰ اُسے کہنے لگے		سا تھہ الفت کے وہ سب رہنے لگے	ترجمہ
	اے خدا فریاد رس نعم المعین		او بسر دجّال یک چشم لعین	

ترجمہ: تھا وہ کافر ایک دجّال لعین — تجھ سے ہے فریاد اے نعم المعین

شرح یعنے وزیر مکار ظاہر میں عالم اور باطن میں کانا دجال تھا۔ اے خدا اے سب سے اچھے مددگار تو ہماری فریاد کو پہنچ۔ اور ایسے شیاطین الانس کے مکر سے ہمیشہ کے لئے محفوظ رکھ دوسرے مصرع سے آخر داستان تک مولانا کا مقولہ ہے ان اشعار میں شیطان کے مکروں سے پناہ مانگی ہے۔

صد ہزاران دام و دانہ ست اے خدا — ما چو مرغان حریص بے نوا

ترجمہ: دام ہیں رستے میں لاکھوں اے خدا — اور ہم مرغ حریص بے نوا

شرح یعنے اے خدا ہم حریص اور بھوکے طائر کی اور مکر نفس و شیطان یا تعلقات دنیا دام و دانہ کی مانند ہیں۔ ہماری دنیوی گرفتاریاں ہمیں آسمان معرفت تک اڑنے نہیں دیتیں۔ بلکہ دانہ کی حرص بلند پرواز طائر کو بھی نیچے اتار لاتی ہے۔

دمبدم پابستۂ دام تو ایم — ہر یکے گر باز و سیمرغے شویم

ترجمہ: قید تیرے دام میں ہیں بے نیاز — ہم کوئی سیمرغ ہو جائیں کہ باز

شرح۔ یعنے ہم ہر وقت دام حرص دنیوی کے پابند رہتے ہیں جو تیرے علم سے ہمارے امتحان کے لئے بچھا ہوا ہے۔ گو بالفرض ہم بلند پروازی میں باز۔ اور نادرت میں عنقا بن جائیں لیکن اس دام سے آزاد نہیں ہو سکتے

تو رہانی ہر دمے ما را و باز — سوئے دامے میرویم اے بے نیاز

ترجمہ: تو رہائی ہم کو دیتا ہے مگر — ہم گرے پڑتے ہیں یارب دام پر

شرح۔ یعنے تو اگرچہ بارہا بچاتا ہے مگر حسب اقتضائے بشریت ہم پھر بھی کسی نہ کسی (نفس یا شیطان) کے دام میں آ جاتے ہیں۔

ما دریں انبار گندم می کنیم — گندم جمع آمدہ گم می کنیم

ترجمہ: ڈھیر ہم کرتے ہیں گندم دمبدم — جمع جو کرتے ہیں کھو دیتے ہیں ہم

شرح۔ یعنے ہم اس دنیوی زندگی میں یا اعمالنامہ میں یا میزان الٰہی میں اپنے خیال کے مطابق گیہوں (اعمال صالحہ) کا ذخیرہ جمع کر کے یہ امید رکھتے ہیں کہ اس کا ثواب ضرور ملیگا۔ مگر یہ ذخیرہ ضایع ہو جاتا ہے۔ یعنے عجب یا مکر کے سبب سارا ثواب جاتا رہتا ہے۔ اور شیطان جو بمنزلہ موش ہے ہمارے گیہوں چرا لیجاتا ہے۔

مے نیندیشیم آخر ما بہوش — کاین خلل در گندم ست از مکر موش

ترجمہ: ہے ہماری عقل کا یہ ماحصل — موش نے ڈالا ہے گندم میں خلل

موش تا انبار ما حفرہ زدست — از فنش انبار ما ویران شدست

ترجمہ	موش کے رخنے سے نقصان ہوگیا	گیہوں کا ڈھیر ویران ہوگیا	
	اول ایجان دفع شر موش کن	وانگہ اندر جمع گندم جوش کن	
ترجمہ	اول ایجان موش کو تو دفع کر	اور پھر انبار گندم جمع کر	

شرح - ہوش سے عقل - اور موش سے شیطان یا نفس بد مراد ہے مخفرہ بمعنے رخنہ فن بمعنے مکر اور جوش بمعنے محنت ہے - یعنے جب ہم عقل سے سوچتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ایک چوہا (شیطان) ہمارے غلہ کو نقصان پہنچاتا ہے - جیسے اس نے انبار میں چھید کیا ہے (اعمال صالحہ میں ریا و مکر کو شامل کر دیا ہے) ہمارا خرمن ثواب برباد ہوگیا ہے - اے مخاطب اول مکر اور وسوسۂ شیطان کو دل سے دفع کر پھر غلہ جمع کرنے کا مضائقہ نہیں - بعض نسخوں میں جوش کی جگہ گوش ہے -

	بشنو از اخبار آن صدر صدور	لاصلوٰۃ تم الا بالحضور	
ترجمہ	ہے یہ قول حضرت صدر صدور	لاصلوٰۃ تم الا بالحضور	

شرح - صدر صدور بمعنے امیر الامرا - و بالاثنین بالاثنیان - یعنے رسول مقبول صلوٰۃ اللہ علیہ کی حدیث شریف میں ہے لا صلوٰۃ الا بحضور القلب (بلا حضور قلب نماز نہیں ہوتی) اس سے علماء ظاہر نے کمال کی اور علمائے باطن نے وجود کی نفی مراد رکھی ہے - بہر حال نماز کے لئے حضور ضروریات سے ہے - جو ریا و مکر کی حالت میں ہرگز حاصل نہیں ہوتا - اس شعر میں اگر تم تائے فوقیانہ پڑھا جائے تو یہ معنے ہیں کہ نماز بلا حضور قلب تمام نہیں ہوتی - لفظ صلوٰۃ مونث سہی مگر بتاویل عبادت تم کی ضمیر اس کی طرف راجع ہو سکتی ہے اور اگر ثم بثائے مثلثہ (بمعنے آنجا) کہا جائے تو یہ مطلب ہے کہ اس جگہ یعنے بارگاہ الٰہی میں نماز بلا حضور قلب قبول نہیں ہوتی -

	گر نہ موشے دزد در انبار ماست	گندم اعمال چل سالہ کجاست	
ترجمہ	گر الگ ہے موش اس انبار سے	گندم اعمال گم ہے کس لئے	
	ریزہ ریزہ صدق ہر روزہ چرا	جمع مے ناید دریں انبار ما	
ترجمہ	ریزہ ریزہ طاعت و صدق و صفا	جمع کیوں ہوتا نہیں یہ کیا ہوا	

شرح - یعنے اگر ہمارے اعمال کو شیطان چرا نہیں لیجاتا تو ہر سعی کی نیکیوں کا اثر اور عبادتوں کا نور کہاں چلا جاتا ہے - تھوڑا تھوڑا سا صدق و اخلاص جمع ہو ہو کر خرمن قلب میں ڈھیر کیوں نہیں ہو جاتا - کیونکہ یہ ممکن نہیں کہ ہم خالص دل سے عبادت کریں اور اس کے انوار و برکات موصل الی اللہ نہوں - حدیث شریف میں ہے ان الشیطان یجری من الانسان مجری الدم (شیطان انسان کی ایک اک رگ میں خون کیطرح دوڑتا ہے -

	بس ستارہ آتش از آہن جہید	وین دل سوزندہ پذرفت و کشید	
ترجمہ	نکلے آہن سے ستارے بیشمار	اور دل نے رکھ لئے سارے شرار	

	بیک ذظلمت یکے درد نہاں	مے نہد انگشت بر استارگان
ترجمہ	چور اک ظلمت میں ہے اے مرد دیں	ان شرار دں کو بجھایا ہے یقین
	میکشد استارگان را یک بیک	تاکہ نفروزد چراغے از فلک
ترجمہ	وہ بجھا دیتا ہے شعلے یک بیک	تا نہ روشن دل میں ہو شمع فلک

شرح - ان میں مضمون سابق (شیطان اور اعمال صالحہ میں اس کی خلل اندازی) کی توضیح ہے۔ ستارہ بمعنے شرارہ اور شرارۂ آتش سے انوار آتش عشق الٰہی۔ آہن سے۔ طاعات (جنکا بجالانا لوہے کے چنے چبانے سے کم نہیں) دل سوزندہ سے جلا ہوا دل ظلمت سے نفس امارہ (جو سراسر تاریک ہے) اور دزد سے شیطان مراد ہے یعنے اکثر انوار آتش عشق الٰہی طاعات الٰہی سے چمکتے ہیں اور دل اُن کو قبول کرکے اپنی طرف کھینچتا جاتا ہے۔ لیکن وسوسۂ شیطانی یا خود شیطان نفس امارہ میں چور کی طرح گھس بیٹھتا ہے۔ اور اُن چمکتے ہوئے شرار دں کو بجھا دیتا ہے مطلب یہ کہ مکر اور وسوسہ شیطانی سے کسی شخص پر انوار طاعات ظاہر نہیں ہو سکتے۔ ورنہ انسان طاعات کے سبب عالم ملکوت تک پہنچ سکتا ہے حدیث میں ہے۔ لَوْلَا اَنَّ الشَّیَاطِیْنَ یَحُوْمُوْنَ عَلٰی ابْنِ اٰدَمَ لَنَظَرَ اِلَی الْمَلَکُوْتِ اگر شیاطین ابن آدم پر غلبہ کئے رہتے تو اُس کی نظر عالم ملکوت تک پہنچ جاتی یہ بھی ممکن ہے کہ شرارۂ آتش سے انوار جذبات الٰہی اور آہن سے حکم مرشد (جس کا ماننا ابتدا میں سخت مشکل ہے۔ ظلمت سے احکام بشریت دزد سے افکار ما سوا اللہ مراد رکھے جائیں۔ یعنے اکثر انوار جذبات الٰہی ارشاد مرشد کامل سے حاصل ہوتے ہیں۔ جنکو طالب صادق کا دل قبول کرلیتا ہے۔ لیکن طالب غیر صادق کی ظلمت بشریت میں افکار ما سوی کا ایک چور داخل ہو گیا ہے جو انوار جذبات کو اُس کی نظروں کے سامنے آنے نہیں دیتا۔ اور یہ سب اس لئے ہے کہ شیطان یا فکر ما سوے اللہ یہ نہیں چاہتا کہ طالب کے دل میں فلک (عالم علوی) سے انوار جذبات کا چراغ روشن ہو۔ بلکہ اُس کا مطلب تو ظلمت اور گمراہی ہے۔ بعض نسخوں میں سوزندہ کی جگہ شوریدہ ہے مطلب دونوں کا ایک ہے۔

	گر عنایات شود با ما مقیم	کے بود بیمے ازان دزد لئیم
ترجمہ	ہم پہ ہو گر تیری رحمت سر بسر	ایسے خائن چور کا ہو کیا خطر
	گر ہزاران دام باشد در قدم	چون توئی با ما نباشد ہیچ غم
ترجمہ	گو ہزاروں دام ہیں زیر قدم	تو ہمارا ہے تو پھر کیا ہم کو غم

در تمثیل عارف وحال او

ترجمہ	عارف باللہ کی تمثیل اور اس کا حال

	ہر شبے از دام تن ارواح را	مے رہانی مے کنی الواح را

ترجمہ دام تن سے شب کو چھٹکر مرغ روح اے تیری قدرت کہ پاتا ہے فتوح

شرح۔ لفظ بیرہانی۔ ارواح سے متعلق ہے۔ اور سکی بفتح الکاف مشتق از کندن یعنے ایجدا تو ہر شب ارواح کو سوتے میں تن سے جدا کردیتا ہے اور الواح بدن کو کھودکر ان میں سے روحوں کو نکال لیتا ہے یا یہ معنے ہیں کہ الواح ذہن وعقل کا علاقہ سوتے وقت روح سے قطع کردیتا ہے۔ کیونکہ حالت خواب میں ذہنی معلومات مختلط ہوجاتے ہیں اور بیداری کی وقت وہی معلومات پھر رجوع کراتے ہیں۔ نیکوں کو نیکیاں اور بدوں کو بدیاں اسی طرح سوجھنے لگتی ہیں۔ جو خواب سے پہلے ذہن میں تھیں۔ یہ آیت اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ الٰے آخرہ کا اقتباس ہے جس کا مطلب آگے چل کر لکھا جائے گا۔ عارف کا حال ہر حال میں بالکل خواب کی حالت سے متشابہ ہے جو عنقریب بالتفصیل معلوم ہوگا۔

	مے رہند ارواح ہر شب زیں قفس	فارغان نے حاکم ومحکوم کس
ترجمہ	چھٹکے روحیں رات کو اس دام سے	ہوکے فارغ رہتے ہیں آرام سے
	شب ز زندان بیخبر زندانیاں	شب ز دولت بیخبر سلطانیاں
ترجمہ	شب کو قیدی قید سے ہیں بے خبر	اور سلطانی پُراز خواب سکر
	نے غم واندیشہ سود و زیان	نے خیال ایں فلان وآن فلاں
ترجمہ	فکر ہے سود زیاں کا بر طرف	فکر ہے سارے جہاں کا بر طرف

شرح یعنے شب کو سوتے وقت روحیں۔ قفس بدن سے جدا ہوکر تمام نفع وضرر کے اندیشوں اور زید وعمرو کے خیال سے فارغ ہوجاتی ہیں۔ یہاں تک کہ قیدی زندان کی حالت سے (باوجود تکلیف ومصیبت) بیخبر اور ملازمان بادشاہی اپنی خدمات سے غافل ہوجاتے ہیں۔ کیونکہ اَلنَّوْمُ اُخْتُ الْمَوْتِ نیند موت کی بہن ہے یہی حال عارف کا ہے جس کی تفصیل مع فرق خاص آئندہ اشعار میں ہے۔

	حال عارف ایں بود بیخواب ہم	گفت یزداں ہُم رُقُوْدٌ زیں مرم
ترجمہ	ہے یہی بے خوابی میں عارف کا حال	ہم رُقُوْدٌ دیکھ قول ذو الجلال

شرح مرم۔ مخفف مرام۔ بمعنے مطلب ومراد۔ یعنے ہم جو کچھ اوپر کہہ چکے ہیں یہ عام لوگوں کا حال تھا کہ بیداری میں ان کے تمام تعلقات بدستور قائم رہتے ہیں اور حالت خواب میں منقطع ہوجاتے ہیں۔ لیکن عارف کامل کا عالم بیخوابی میں بھی وہی حال ہے جو عالم خواب میں ہوتا ہے۔ ان کی روحیں ہر وقت اور ہر عالم میں عالم ارواح کی سیر کرتی رہتی ہیں۔ اور اُن کا عمل مُوتُوا قبل اَن تَمُوتُوا پر ہے۔ اسی لئے اللہ تعالےٰ نے اصحاب کہف کی نسبت فرمایا ہے۔ وَتَحْسَبُهُمْ اَیْقَاظًا وَّهُمْ رُقُوْدٌ (یعنے اے مخاطب تو اصحاب کہف کو بیدار خیال کریگا کیونکہ ان کی آنکھیں کھلی ہوئی ہیں) مگر فی الواقع وہ سورہے ہیں یعنے ما سوے اللہ سے غافل ہیں یا یہ کہ انکی روحیں بدن کو چھوڑکر مشاہدۂ حق میں مستغرق ہیں۔ یہی حال عارفان کامل کا ہے کہ وہ ظاہر میں بیدار رہتے ہیں۔ مگر

حقیقت میں سو رہے ہیں یعنے تعلقات دنیوی سے بالکل جدا ہیں اُن کا خواب بیداری ہے اور بیداری خواب ہے

	خفتہ از احوالِ دنیا روز و شب	چوں قلم در پنجۂ تقلیب رب
ترجمہ	بے خبر دنیا سے ہیں وہ اس طرح	پنجۂ رب میں قلم ہے جس طرح

شرح - یعنے عارفان کامل احوال دنیا سے ہر وقت غافل ہیں اور اُن کی مثال ایسی ہے جیسا قلم قدرت - پنجۂ تقلیب رب میں - کہ وہ جس طرح اور جس طرف چاہتا ہے قلم کو پھیر دیتا ہے تقلیب بازگردانیدن - دہاز گونہ کردن و بدل کردن حرفے بحرفے (چنانچہ اصحاب کہف کی شان میں وارد ہے - ونقلبہم ذات الیمین و ذات الشمال (داہنی یا بائیں جس جانب چاہتے ہیں ہم اُن کو پھیر دیتے ہیں) مطلب یہ کہ عارفان کامل اور تارکان ہستی فانی اللہ تعالٰے کے ہاتھ میں اس طرح ہیں جس طرح مردہ بدست زندہ - اُن کے تمام افعال و حرکات و سکنات اُسی کی طرف منسوب ہیں - اور تسلیم و رضا ان کا خاص شیوہ ہے بخلاف عوام جو پنجۂ تقلیب رب سے تو کسی طرح باہر نہیں ہو سکتے مگر اسس قابل کا ہیکو ہیں کہ اُن کے افعال اُدھر منسوب کئے جائیں یا وہ تسلیم و رضا کے پابند ہو کر رہیں -

	آنکہ او پنجہ نہ بیند در رقم	فعل پندارد بجنبش از قلم
ترجمہ	ہاتھ ہے جس سے نہاں وقت رقم	جانتا ہے خط کو وہ فعل قلم

شرح - اس شعر میں عارفان کامل اور عوام کے فرق کی تمثیل ہے یعنے مثلاً ایک شخص دوسرے کی تحریر کو تو دیکھ رہا ہے مگر لکھنے والے کا ہاتھ اُس کو نظر نہیں آتا تو یہ کم فہم دیکھنے والا حرکت کے سبب تحریر کو قلم ہی کا فعل سمجھے گا - حالانکہ تحریر فی الواقع ہاتھ کا فعل ہے اور قلم صرف ایک واسطہ ہے یہی حال عارفوں کا ہے کہ ان کے افعال درحقیقت خدا کی طرف منسوب ہوتے ہیں - اور عوام کے نہیں ہوتے - لیکن لوگوں کو یہ فرق نظر نہیں آتا -

	تمثیل مرد عارف و تفسیر آیۂ اللہ یتوفی الانفس حین موتہا
ترجمہ	تمثیل مرد عارف کی اور تفسیر آیت اللہ یتوفی الانفس حین موتہا کی

اللہ یتوفی الانفس حین موتہا والتی لم تمت فی منامہا فیمسک التی قضٰی علیہا الموت ویرسل الاخرٰی الی اجل مسمّٰی - یعنے اللہ تعالٰے قبض کر لیتا ہے جانوں کو ان کی موت کے وقت اور قبض کر لیتا ہے ان جانوں کو جنکی ابھی موت نہیں آئی - سوتے وقت پس جن جانوں کو اُس نے موت کے وقت قبض کر لیا ہے وہ پھر کر نہیں آتیں سوا وہ جو نیند کے وقت قبض کی جاتی ہیں وہ پھر آ جاتی ہیں آدمی غور کرے تو اُس کی نیند بھی ایک تماشائے قدرت ہے کہ روح بدن سے نکل جاتی ہے - اور ظاہری علاقے سب منقطع ہو جاتے ہیں - مگر پھر بیدار ہوتے ہی نئی زندگی مل جاتی ہے - سبحانہ ما اعظم شانہ -

	شمۂ از حال عارف وانمود	خلق را ہم خواب حسی در ربود
ترجمہ	اس میں ہے کچھ حال عارف کا بیان	خلق کو ہے خواب حسی کا گمان

اس شعر کے معنے دو طرح ہو سکتے ہیں۔ اول یہ کہ خلق را۔ پہلے مصرع سے متعلق ہے اور لفظ را بمعنے برائے بحذف مضاف ہے (یعنے لفظ ارشاد محذوف ہے) اور در ربود کی ضمیر اُس کے فاعل خلق کی طرف راجع ہے اور ربود بمعنے معلوم کرد۔ اس صورت میں شعر کے یہ معنے ہونگے کہ اللہ تعالےٰ نے اصحاب کہف کے قصہ میں ارشاد خلق کے لئے تھوڑا سا عارف کا حال بیان کر دیا ہے۔ یعنے عارف ایسے ہوتے ہیں جیسے کہ اصحاب کہف تھے کہ بظاہر بیدار معلوم ہوتے ہیں۔ مگر فی الواقع سو رہے ہیں یعنے ماسوائے اللہ سے بالکل غافل ہیں۔ لیکن افسوس خلق نے اسکو بھی خواب حسی سمجھا۔ اور واقعی حال کو نہ جانا۔ دوسرے یہ کہ اللہ تعالےٰ نے جب یہ چاہا کہ عوام پر عارف کا کچھ حال ظاہر کرے تو نیند کو مسلط کر کے تھوڑی دیر کے لئے اُن کو خودی سے بیخود کر دیا تاکہ وہ معلوم کرلیں کہ عارف ہر وقت اور ہر حال (خواب و بیداری) میں اسی طرح مستغرق اور دنیا سے غافل رہتے ہیں۔ خواب حسی خواب ظاہری۔ یعنے ذکر الٰہی اور طاعات خداوندی سے ہمیشہ کی غفلت کو کہتے ہیں۔

	رفتہ در صحرائے بیچون جان شان	روح شان آسودہ و ابدان شان
ترجمہ	ان کی جانیں عالم برتر میں ہیں	روح ان آسودگی کے گھر میں ہیں
	فارغان از حرص اکباب و حصص	مرغ وار از دام جستہ در قفص
ترجمہ	گرنے پڑنے دوڑنے سے بر کنار	دام سے آئے قفس میں مرغ دار

صحرائے بیچون۔ عالم بے کیف۔ اکباب منہ کے بل گرنا۔ اور حصص دوڑ کر چلنا۔ یعنے سونے والے (خواہ اصحاب کہف ہوں یا عام مخلوق) حرص دنیوی اور بھاگ دوڑ سے بالکل فارغ ہیں اور دام تعلقات دنیوی سے چھوٹ کر قفس عالم بے کیف میں جا پڑے ہیں۔ لیکن نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ۔

	ترک روز آخر چو با زرین سپر	ہندوئے شب را بہ تیغ افگند سر
ترجمہ	ترک روز آتا ہے جب لے کر سپیر	ہندوئے شب کا گرا دیتا ہے سر
	میل ہر جانے بسوئے تن بود	ہر تنے از روح آبستن بود
ترجمہ	جان پھر آتی ہے سوئے جسم زار	روح سے ہوتا ہے ہر تن زیر بار

یعنے جب سونیوالوں کی رات گذر گئی اور دن نکل آیا۔ یا یہ کہئے کہ جب دن نے (جسکو ترک سے اُس کے سفید رنگ ہونے میں تشبیہ دی ہے) آفتاب کی سپر اور اُس کے شعاعوں کی تلوار لے کر ہندوئے شب کا سر کاٹ دیا تو اُن سب سونے والوں کی جانیں اُن کے بدنوں کی طرف چلی گئیں۔ اور ہر بدن روح کا حامل ہوگیا مگر انجام یہ ہوا کہ۔

	از صفیرے باز دام اندر کشی	جملہ را در دام و در داور کشی
ترجمہ	دے کے آواز پھیلاتا ہے دام	زیر دام آجاتی ہیں مدعین تمام

صفیر سے لفظ کن یعنے حکم خداوندی مراد ہے۔ چونکہ دام بچھاتے وقت صیاد جانوروں کی سی آواز بنا کر اُن کو فریب

دیا کرتا ہے۔ اس لئے دام کے مناسبت سے یہاں بھی وہی لفظ استعمال کیا گیا ہے یعنے اے خدا صبح ہوتے وقت پھر تو اپنے حکم سے جال بچھا دیتا ہے اور سونے والوں کو دام تعلقات اور تکالیف دینی و دنیوی کی طرف کھینچتا ہے داور بمعنے حکم اور فیصلہ کنندہ مقدمات ہے۔ لیکن یہاں بمعنے حکم ہے۔

	چونکہ نورِ صبحدم سر بر زند	کرگس زرین گردون پر زند
ترجمہ	جبکہ ظاہر ہوگیا نور سحر	کرگس گردون نے کھولے اپنے پر
	فالق الاصباح اسرافیل وار	جملہ را در صورت آرد زان دیار
ترجمہ	حکم رب فالق الاصباح سے	مل گئے سارے بدن ارواح سے

پہلے مضمون کی توضیح ہے۔ بطریق تمثیل۔ کرگس زرین آفتاب فالق الاصباح بمعنے شگافندہ صبح یعنے اللہ تعالیٰ صورت سے عالم صورت اور زان دیار سے عالم بے کیف مراد ہے۔

	روحہائے منبسط را تن کند	ہر تنے را باز آبستن کند
ترجمہ	تھی الگ جو روح تن سے مل گئی	صبح ہوتے ہی بدن سے مل گئی

شرح۔ منبسط بمعنے مجرد وجدا۔ از تن۔ آبستن حاملہ۔ یعنے تو اُن روحوں کو جو سوتے وقت بدن سے جدا ہوگئی تھیں متعلق بدن کردیتا ہے۔ اور ہر تن کو حامل روح بنا دیتا ہے یا اُن پر اصلاح امور دینیوی اور تکالیف شرعیہ کا بوجھ ڈال دیتا ہے یہ تیری وحدانیت اور قدرت کا ثبوت ہے مولانا نے آیت مذکورہ کی تفسیر میں یہاں تک معنوی طور پر عارفان کامل کا حال بیان کیا ہے۔ یعنے جس طرح سونے والے رات کو بےخبر سو جاتے ہیں اور صبح کو ہوشیار ہو کر اپنے کاروبار میں مشغول ہوجاتے ہیں اسی طرح عارفان کامل ہر وقت مشاہدۂ تجلیات میں مستغرق ہو کر ماسوے اللہ سے غافل ہیں اور قید بشریت میں صرف ارشاد خلائق یعنے دینی کام کے لئے آجاتے ہیں۔

	اسپ جانہا را کند عاری زین	سرّ النوم اخ الموت ست این
ترجمہ	زین سے ہوتا ہے خالی اسپ جان	سرّ النوم اخ الموت اس کو مان

شرح۔ یعنے اللہ تعالیٰ اسپ جان (روح) اور زین بدن کے تعلق کو بوقت خواب جدا کردیتا ہے اور حدیث النوم اخ الموت کے یہی معنی ہیں۔ یعنے جس طرح موت سے تمام تعلقات منقطع ہو جاتے ہیں اسی طرح نیند سے حدیث شریف میں ہے سائل سائل عن رسول اللہ صلعم ہل ینام اہل الجنۃ فقال النوم اخ الموت لا ینام اہل الجنۃ۔ ایک شخص نے رسول اللہ سے سوال کیا کہ اہل جنت کو نیند آئیگی یا نہیں آپ نے فرمایا نیند کو موت کا بھائی سمجھنا چاہئے۔ اس لئے اہل جنت پر خواب طاری نہ ہوگا۔

	لیک بہر آنکہ روز آیند باز	بر نہد بر پائے شان بند دراز
ترجمہ	لیکن اُن کے پھر بلانے کے لئے	رسیاں وہ باندھتا ہے پانو سے

	تاکہ روزش واکشد زان مرغزار	وز چراگاه آردش در زیر بار
ترجمہ	تاکہ اُس جنگل سے اُن کو کھینچ کر	زیر بار غم کرے بار دگر

شرح - یعنے اللہ تعالےٰ سوتے وقت اسپ روح کو بدن کے زین سے جدا کر دیتا ہے۔ لیکن اس لئے کہ اس اسپ کی دن کو ضرورت ہوتی ہے اُس کو پابند رکھا ہے۔ دام دراز سے مراد تعلقات ہیں۔ اور یہ پابندی اس لئے ہے کہ دن میں اس کو مرغزار سے کھینچکر اور چراگاہ سے واپس لاکر اس سے کچھ کام لے۔ یعنے جس طرح گھوڑا پالنے والے اُس کے پاؤں میں ایک لمبی رسی باندھ کر گھوڑے کو چراگاہ میں چھوڑ دیتے ہیں اور جب چاہتے ہیں رسی کھینچکر اُس پر سواری کر لیتے ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ حالت خواب میں اسپ روح کو زین بدن سے جدا کر دیتا ہے لیکن دونوں میں علاقہ قائم رکھتا ہے یہ علاقہ حقیقی موت سے پہلے منقطع نہیں ہوتا۔ کیونکہ ابھی اس کو روح اور بدن کے مجموعے سے دینی یا دنیوی کام لینے ہیں۔ یہی حال اولیاء اللہ کا ہے کہ اُن کا عالم محویت میں مستغرق رہنا بمنزلہ خواب ہے لیکن ارشاد خلق کے لئے اُن کو عالم بشریت میں آنے کی تکلیف دی گئی ہے (جو بمنزلہ بیداری ہے)

	کاش چون اصحاب کہف آن روح را	حفظ کردی یا چو کشتی نوح را
ترجمہ	کاش رہتی حفظ خالق میں وہ روح	مثل اہل غار جوں کشتی نوح
	تا ازیں طوفان بیداری وہوش	وارہیدے ایں ضمیر و چشم و گوش
ترجمہ	عقل کے طوفان سے پاتے نجات	قلب چشم وگوش جملہ کائنات

شرح - یعنے کاش کہ اللہ تعالےٰ یا تو روح کی حفاظت روح اصحاب کہف کی طرح کرتا۔ یا کشتی نوح کی طرح (دوسرے مصرع میں را قائم مقام اضافت ہے) تاکہ بعد استغراق طوفان بیداری اور طوفان عقل جزئی سے دل اور آنکھ اور کانوں کو نجات ملتی۔ یعنے اے رب جس شخص نے تیری محبت میں اپنی بشریت کو فنا کر دیا ہے (جیسا کہ اصحاب کہف نے) اُسکو پھر عالم بشریت میں نہ لا۔ بلکہ مشاہدۂ تجلیات میں ہمیشگی کی زندگی دے اور سفینۂ وجود عارضی کو طوفان ماسوائے اللہ سے بچا۔ اور اپنے عشق کی بیداری دے کر تمام دنیا سے غافل کر دے۔

	اے بسا اصحاب کہف اندر جہاں	پہلوے تو پیش تو ہست ایں زمان
ترجمہ	ہیں بہت اصحاب کہف اب بھی مگر	تیری نظروں سے نہاں ہیں سربسر

شرح - یعنے اے مخاطب اگر اصحاب کہف کا تجسس کر تو ان کی ملاقات کا طالب ہے تو اب بھی بہت سے اصحاب کہف تیرے پہلو میں اور تیرے سامنے موجود ہیں۔ مگر بصیرت چاہیئے وہ ان ظاہری آنکھوں سے نظر نہیں آتے۔

	غار با تو یار۔ با تو در سرود	مہر بر چشمست و بر گوش چہ سود
ترجمہ	گا رہے ہیں نغمہ تیرے یار غار	اندھے بہرے پن سے ہے تو بہرہ کار

شرح - غار با تو۔ یار با تو کے بعد حرف عطف (واو) محذوف ہے اور غار بطور استعارہ عارف مراد ہے اس لئے

کروہ بھی غار کی طرح مقام وحدت اور امن میں ہے۔ یعنے ایمطلب تو اصحاب کو کیوں ڈھونڈتا ہے بہت سے اصحاب کہف کے مرتبہ کے آدمی (یعنے عارف) تیرے یار ہیں اور تجھکو سرود وحدت سنا رہے ہیں۔ مگر تو ان کے سرود کو سنتا نہیں۔ نیز یہ بھی ممکن ہے کہ غار سے پہلے حذف مضاف ہو یعنے اصحاب غار اس وقت یہ معنے ہوئے کہ بہت سے اصحاب کہف (عارفان کامل) تیرے یار غار ہیں اور تجکو اپنا راگ سنا رہے ہیں۔ مگر تیرے کانوں پر مہر لگی ہوئی ہے۔ تجھے نغمۂ حق سنائی نہیں دیتا۔

	بازدان کز چیست این روپوشہا	ختم حق بر چشمہا و گوشہا
ترجمہ	سوچ تو کیوں ہیں یہ تجھسے مستتر	ہوگئی ہے مہر چشم و گوش پر

شرح۔ خلاصہ یہ کہ اے شخص اگر تو بینا ہو تو خلق میں مشاہدۂ حق کرسکتا ہے اسی مناسبت کے لئے مولانا قصۂ لیلی نقل فرماتے ہیں جس نے بادشاہ وقت کو ایک سوال کا عارفانہ جواب دیکر شرمندہ کردیا تھا۔

سوال کردن خلیفہ از لیلی وجواب او

بادشاہ وقت کا لیلیٰ سے سوال اور لیلی کا جواب

	گفت لیلے را خلیفہ کان توئی	کز تو مجنوں شد پریشان و غوی
ترجمہ	ایک خلیفہ نے یہ لیلے سے کہا	قیس ہے شاید تجھی پر مبتلا
	از دگر خوبان تو افزون نیستی	گفت خامش چون تو مجنون نیستی
ترجمہ	اور معشوقوں سے تو افزوں نہیں	بولی وہ چپ رہ کہ تو مجنوں نہیں

شرح یعنے خلیفۂ وقت نے لیلی سے یہ کہا کہ تیرے عشق میں مجنوں کے دیوانہ ہونے کا کیا باعث حالانکہ تو اور حسینوں سے کچھ زیادہ خوبصورت نہیں ہے لیلے نے جواب دیا کہ اے بادشاہ خاموش رہ کیونکہ تو خود مجنوں نہیں ہے۔ ورنہ مجھکو تمام حسینوں سے بہتر جانتا۔ گویا مولانا قدس سرہٗ اس شخص کو جواب دے رہے ہیں۔ جو اولیائے وجود اور اُن کے ہم رتبہ اصحاب کہف ہونے سے انکار کرے۔ مطلب یہ ہے کہ اولیائے کامل ہر وقت موجود ہیں۔ مگر کور باطنوں کو نہیں دکھائی دیتے جسطرح خلیفہ کی آنکھوں میں لیلے انہیں جچی تھی غوی گم کردہ عقل

ترجمہ	دیدۂ مجنوں اگر بودے ترا	ہر دو عالم بے خطر بودے ترا
ترجمہ	دیدۂ مجنوں اگر ملتا تجھے	بہتر از ہر دو جہان کہتا مجھے
	با خودی تو لیک مجنون بیخودست	در طریق عشق بیداری بدست
ترجمہ	تو ہے با خود اور مجنوں بے خبر	عشق میں رہتی ہے بیداری ضرر

شرح لیک قائم مقام حرف عطف ہے اور دوسرے مصرع میں بیداری سے دنیوی معاملات کی ہوشیاری اور انکی طرف متوجہ

[illegible]

	ہر کہ بیدار ست او در خواب تر	ہست بیداریش از خوابش بتر
ترجمہ	مست ہے بیدار کیسر خواب سے	اُس کی بیداری ہے بدتر خواب سے

شرح ۔ یعنے جو شخص دنیوی معاملات میں بیدار ہے ۔ گویا اُس کا خواب غفلت بہت بڑھ گیا ہے وہ حقیقت سے زیادہ غافل ہے دوسرے مصرع میں اس مضمون کو ترقی دی گئی ہے یعنے ایسے شخص کی بیداری خواب سے بھی بدتر ہے کیونکہ وہ حالات خواب میں صرف حسنات سے محروم ہے اور یہ حالت بیداری میں غفلت کے سبب حسنات سے تو محروم تھا ہی سئیات بھی جمع کر رہا ہے ۔

	ہر کہ در خوابست بیداریش بہ	مست غفلت عین ہشیاریش بہ
ترجمہ	خواب والے کی ہے بیداری عزیز	مست غفلت کی ہے ہشیاری عزیز

شرح ۔ یعنے جو شخص دنیوی معاملات سے غافل ہے وہ فی الواقع بیدار ہے اور اُس کی بیداری بہت اچھی ہے کیونکہ بظاہر مست غفلت ہے مگر درباطن ہشیار ہے اور اُس کی یہ غفلت عین ہشیاری ہے نہایت اچھی ہے

	چون بحق بیدار نبود جان ما	ہست بیداری چو دربندان ما
ترجمہ	جو نہ ہو بیدار حق کیا جان ہے	بلکہ چوکیدار وہ انسان ہے

شرح ۔ دربند بمعنے قلعہ و بمعنے دروازہ لیکن یہاں مجازاً بمعنے چوکیدار لیا گیا ہے یعنے جب ہماری جان بیداری کے لئے ہو بلکہ دنیا کے لئے ہو ۔ تو یہ بیداری ایسی ہے جیسے ہماری چوکیداروں کی بیداری جو صرف دنیا کے لئے ہے ۔ اکثر مالدار تہجد کے بہانہ سے رات کو جاگتے ہیں ایسے لوگ مال کے چوکیدار ہیں ۔

	جان ہمہ روز از لکد کوب خیال	وز زیان و سود و از خوف زوال
ترجمہ	جان کو سرد م ہو جب فکر خیال	دنیوی سود و زیاں ۔ خوف زوال
شرح	نے صفا میماندش نے لطف و فر	نے بسوئے آسمان راہ سفر
ترجمہ	پھر صفائی تام کو رہتی نہیں	جا نہیں سکتی سوئے عرش بریں

شرح ۔ یعنے روح میں لکد کوب اور صدمات خیال اور امید سود و غم زیاں اور خوف زوال دنیا کے سبب صفائی اور لطافت اور قوت باقی نہیں رہتی اور نہ اُس کو آسمان اور عالم ملکوت کی طرف رستہ ملتا ہے بلکہ وہ اسی عالم سفلی میں نفس اور شیطان کے قبضہ میں پھنسکر دنیا میں عشق حقیقی اور عقبےٰ میں درجات علیا سے محروم رہجاتی ہے انسان کو چاہیئے کہ دنیا کے خیالات فاسد کو (جو فی الواقع خواب و خیال ہیں) ترک کر کے روح کی صفائی حاصل کرے ۔

	خفتہ آن باشد کہ او از ہر خیال	دارد امید و کند با او مقال
ترجمہ	خفتہ وہ ہے جو ہو پابند خیال	رکھے امید اور اُس سے قیل و قال

شرح یعنے خفتہ اور غافل عن اللہ جس کی ہم مذمت کرتے ہیں وہ ہے جو اپنے خیال سے کسی قسم کی اُمید رکھے اور خیال ہی سے باتیں کرے جائے۔ یعنے اپنے خیالات کا ایک وجود مقرر کرے اور تمام عمر تصورات باطلہ میں ضایع کردے اور عقبیٰ کے عالی مرتبے حاصل کرنے سے محروم رہے۔

	نے چنان کز خیال آید بحال	آن خیالش گردد او را صد وبال
ترجمہ	فکر باطل سے نہ ہو یکدم بحال	اک خیال اُس کے لئے ہوں سو وبال

شرح یعنے وہ خفتہ ایسا خفتہ نہ ہو کہ اپنے خیال باطل سے باز آجائے کیونکہ ایسے خیال سے باز آنیوالا اہل دل کے نزدیک لائق تعریف ہے۔ بلکہ ایسا خفتہ ہو کہ اُس کا خیال اس کے لئے بہت سے وبال کا باعث ہو جائے۔

	دیو را چون حور بیند او بخواب	پس ز شہوت ریزد او با دیو آب
ترجمہ	خواب میں شیطان کو سمجھے رشک حور	احتلام اس سے ہو اُس کو باضرر
	چونکہ تخم نسل او در شورہ ریخت	او بخویش آمد خیال از وی گریخت
ترجمہ	ہو گیا جب تخم بالکل رائیگان	کھل گئی آنکھ اب وہ جلوہ ہے کہاں
	ضعف سر بیند از آن و تن پلید	آہ از آن نقش پدید ناپدید
ترجمہ	اُنکو سر میں ضعف ہے جسم ہے پلید	حور کی سی شکل ہے اب ناپدید

شرح۔ ان شعروں میں اُس شخص کا حال بیان کیا گیا ہے جو اپنے خیالات باطلہ کے ساتھ غفلت کی نیند سو رہا ہے یعنی اُس شخص کو خواب میں شیطان حور کی صورت دکھائی دیتا ہے اور احتلام ہو جاتا ہے۔ اور جب تخم نسل زمین شور میں جاتا دکھائی دیتا ہے۔ حالانکہ خواب سے ہوش میں آجاتا ہے۔ اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ضعف سر اور ناپاکی بدن سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ علیٰ ہذا القیاس اُس کے دیگر خیالات باطلہ کا نتیجہ بُرا ہوتا ہے اور چونکہ انکا کچھ وجود نہیں اس لئے ترک کے قابل ہیں مطلب یہ کہ دنیا ایک خواب و خیال ہے کیونکہ اسکی دولت لذت شہوت موت کے سبب زائل ہو جاتی ہے۔ اور اس کا عاشق جب حشر کے دن اُٹھایا جائیگا تو دنیا ایک قبیح صورت میں اُس سے ملاقات کریگی۔ اور اُس کے بدن جان ناپاکی سے ملوث کردیگی۔ پھر اگر یہ شخص مومن ہے تو جب تک محبت دنیا کی ناپاکی دور نہ ہو جائیگی عذاب میں گرفتار رہیگا۔ اور اگر کافر ہے تو عذاب مخلد کیا جائیگا کیونکہ کافر کی ناپاکی کفر کے باعث بے انتہا ہو گئی ہے اور ان لوگوں کا حال بھی یہی ہے جو اور مکار صوفیوں کے کہنے میں آجاتے ہیں اُس احتلام والے کا سا ہے یعنی جب اُن کو ہوش آتا ہے تو اُس کے فریب سے آگاہ ہو جاتے ہیں۔ لیکن اُس کے فساد کی ناپاکی کو ذات سے دور نہیں کرسکتے۔

	مرغ بر بالا پران و سایہ اش	می‌دود بر خاک پران مرغ وش
ترجمہ	اُڑ رہا ہے جانور افلاک پر	لیکن دوڑتا ہے اُس کا سایہ خاک پر

	ابلہے صیاد آن سایہ شود	مے دود چندانکہ بے مایہ شود
ترجمہ	احمق اس سایہ کا کرتا ہے شکار	ہے مگر اس کام میں وہ ہرزہ کار
	بے خبر کان عکس آن مرغ ہواست	بیخبر کہ اصل آن سایہ کجاست
ترجمہ	کیونکہ ہے وہ سایۂ مرغ ہوا	طائر پران کجا سایہ کجا
	تیر اندازد بسوئے سایہ او	ترکشش خالی شود در جستجو
ترجمہ	تیر سایہ پر لگائے بے مرام	اور ترکش ہو گیا خالی تمام

شرح یہ شعر بطور تمثیل و توضیح صاحب خیالات باطلہ کی نسبت لکھے گئے ہیں اور ان کا مطلب خود شرح ہے۔

	ترکش عمرش تہی شد عمر رفت	از دویدن در شکار سایہ تفت
ترجمہ	عمر سب کھوئی گمان باطل ہوا	سعی بے حاصل سے کیا حاصل ہوا

شرح یعنے جس طرح سایہ کا شکار کرنے والے کی عمر کا ترکش خالی ہو گیا۔ اور عمر برباد ہو گئی یا سایہ کے پیچھے دوڑنے سے گھل گئی۔ اسی طرح صاحب خیالات باطلہ کی تمام عمر ضائع ہو جاتی ہے اور اس کو کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

	سایۂ یزدان چو باشد دایہ اش	وارہاند از خیال و سایہ اش
ترجمہ	سایۂ حق جس کے حق میں دایہ ہے	اسکو کب فکر خیال و سایہ ہے

شرح سایۂ یزداں بمعنے ولی مرشد کامل اور دایہ سے مراد مربی ہے یعنے اولیاء اللہ اگر اس کا مربی اور دایہ بنکر اس کو شیر معرفت حق پلائیں تو دنیا دار اپنے خیال باطل اور سایہ لاحاصل سے [illegible] رہ سکتا ہے ولی کو سایہ اس لئے کہا کہ جس طرح دایہ کا دودھ ممد حیات جسمانی ہے۔ اسی طرح ولی کا ارشاد و افاضہ ممد حیات روحانی ہے خیال و سایہ سے ممکنات بھی مراد ہو سکتے ہیں۔

در تحریص متابعت ولی مرشد

ترجمہ	ولی مرشد کے اتباع کی [illegible] کا ذکر	
	سایۂ یزدان بود بندہ خدا	مردہ این عالم و زندہ خدا
ترجمہ	بندۂ حق سایۂ حق ہے ضرور	ایک کا ہو کر دو عالم سے نفور

شرح۔ ولی کو اس لئے سایہ یزدان کہتے ہیں کہ اس نے [illegible] بشریت اور وجود عارضی کو تجلیات الٰہی کے سامنے فنا کر دیا ہے۔ اس لئے ولی عالم دنیا کے اعتبار سے [illegible] ہے۔ اور عالم عقبے یا خدا کی نزدیک زندہ ہے۔

	دامن او گیر زوتر بے گمان	تا رہے از آفت آخر زمان

ترجمہ اُس کا دامن تھام لے تو بے گمان | تا نہ آئے آفتِ آخر زمان

شرح زوتر معنی زود تر اور آخر زماں سے زمانہ موت یا عالم عقبےٰ مراد ہے۔

	کَیْفَ مَدَّ الظِّل نقشِ اولیاست		کو دلیلِ نورِ خورشیدِ خداست
ترجمہ	کَیْفَ مَدَّ الظِّل کے معنے ہیں جدا		ہر ولی ہے نور خورشید خدا

شرح حدیث شریف میں آیا ہے اِنَّ لِلْقُرْآنِ ظَھْراً وَّ بَطْناً یعنے قرآن مجید کے ظاہر معنے بھی ہیں اور باطن بھی اللہ تعالےٰ سورۂ فرقان میں فرماتا ہے۔ اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّکَ کَیْفَ مَدَّ الظِّلَّ الآیہ۔ یعنے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا اے مخاطب کیا تو نے اپنے رب کے فعل کی طرف نہیں دیکھا۔ کہ اُس نے کیونکر سایہ کو دراز کیا اور اگر چاہتا تو اُس کو ساکن کر دیتا۔ پھر اُس پر آفتاب کو دلیل ٹھیرایا۔ پھر پوشیدہ طور پر اپنی طرف کھینچ لیا۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ سپیدی صبح سے طلوع آفتاب تک بحکم الٰہی سایہ تمام عالم میں پھیلا رہتا ہے۔ اور آفتاب اُس کے پہچاننے کی دلیل اور اُس کے سمجھنے کی ایک تمثیل ہے اگر آفتاب نہ ہوتا تو ہرگز اس کی شناخت نہ ہو سکتی۔ طلوع شمس کے بعد سایہ اپنے مرکز اصلی (ذات اللہ تعالےٰ) کی طرف مقبوض ہو جاتا ہے اور آفتاب کا سایہ باقی رہجاتا ہے۔ پہلا سایہ جس کی بابت قرآن مجید میں ذکر ہے وہ سایہ ہے جو صبح صادق کے وقت شروع ہو جاتا ہے یہ اس آیت کے ظاہر معنے ہیں۔ اور باطن معنے مولانا قدس سرہ نے بیان فرمائے ہیں۔ یعنے کیف مد ظل سے نقش اولیا مراد ہے اور نقش کے معنی وجود اولیا یا ارشاد کے ہیں۔ اس صورت میں آیۃ کے یہ معنے ہیں کہ اے مخاطب تو اپنے رب کی قدرت کی طرف دیکھ کہ اس نے وجود اولیا یا ارشاد اولیا کو کیونکر جہان میں پھیلایا جو نور ذات الٰہی کا اس طرح رہبر ہے جس طرح آفتاب سایۂ صبح صادق کا ظہور صبح سے طلوع آفتاب تک کا سایہ اور زمانہ تمام زمانوں سے بہتر ہے۔ کیونکہ اس وقت نہ زیادہ روشنی ہوتی ہے نہ زیادہ تاریکی۔ جنت میں ایسا سایہ رہیگا اور آیت ظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ کے یہی معنی ہیں۔ بعض محققین نے ظل سے زمین کا سایہ یعنے رات کا اندھیرا مراد لیا ہے یعنے خدا نے رات کو زمین کا سایہ پھیلا کر عالم کو تاریک کر دیا۔ مگر اس تاریکی کو ہمیشگی نہیں دی۔ بلکہ آفتاب کو روشن کر کے اُس کے پہچاننے کی دلیل قائم کر دی۔ اشیاء اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہیں۔ اچھے سے برے اور گورے سے کالے کی شناخت جلد ہو جاتی ہے یا سایہ سے زمانہ فترت و جاہلیت اور آفتاب سے نور اسلام مراد ہے۔ یعنے نبی آخر الزمان سے پہلے تمام زمانہ میں اندھیر تھا۔ لوگ ظلمت کفر و شرک سے گمراہ تھے۔ اگر وہ غفلت ہمیشہ رہتی تو شاہد حقیقی کا نور ہرگز نہ چمکتا۔ اس لئے آفتاب اسلام نے طلوع ہو کر خلائق کی رہبری کی۔ بعض کے نزدیک مد ظل سے حضرت رسالت پر سایۂ عصمت کا پھیلنا مراد ہے۔ اور آفتاب معرفت جو حضور کے قلب سے طلوع ہوا ہے اُس کی دلیل ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

	اندریں وادی مرو بے ایں دلیل		لَا اُحِبُّ الْآفِلِیْن گو چوں خلیل
ترجمہ	چل نہ اس رستہ میں لیکر دل بے دلیل		لَا اُحِبُّ الْآفِلِیْن کہہ جیوں خلیل

شرح حضرت ابراہیم کا قصہ سورۂ انعام میں اس طرح ہے فَلَمَّا جَنَّ عَلَیْہِ اللَّیْلُ الآیہ۔ یعنے جب رات ہو گئی تو حضرت ابراہیم نے ایک ستارہ دیکھا۔ اور یہ کہا کہ میرا رب یہ ہے لیکن جب وہ غروب ہو گیا تو آپ نے فرمایا کہ میں فنا ہونیوالے

یا غائب ہونیوالی چیزوں کو دوست نہیں رکھتا۔ یہ آیت کے ظاہر معنے ہیں۔ اور باطنی مطلب یہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے لیے رب کا مشاہدہ مظہر کوکب یعنے ستارہ کے پردے میں کیا تھا۔ اور ہذا ربی کا اشارہ ظاہر کی طرف تھا نہ کہ مظہر کی طرف اس لئے آپ نے بعد غروب ستارہ ظاہر طور پر فرمادیا کہ میں مشاہدہ رب کو کسی خاص مظہر کا مقید ہونا پسند نہیں کرتا۔ خلاصۂ شعر یہ ہے کہ وادی سلوک میں بدون مرشد کامل کے قدم نہ رکھ اور اس وادی کے مظاہر میں اگر تو جلوہ حق دیکھ لے۔ تو حضرت ابراہیمؑ کی طرح لَا اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ کہہ اور کسی خاص مظہر مقید نہ رہ بلکہ جمیع مظاہر سے قیود اکر کے ذات حق میں فانی ہوجا۔ یہاں سے ترک عشق مجازی کی تاکید بھی نکلتی ہے۔

	روز سایہ آفتابے را بیاب	دامن شہ شمس تبریزی بتاب
ترجمہ	سایہ سے ڈھونڈ آفتاب لے دست گلم	چل کے دامن شمسؒ تبریزی کا تھام

شرح۔ سایہ سے مرشد کامل اور آفتاب سے آفتاب حقیقت مراد ہے۔ اور دوسرے مصرع میں لفظ آفتاب سے مدح شمس الدین تبریزیؒ کی طرف انتقال کیا گیا ہے تباب بمعنے بگیر۔

	رہ ندانی جانب این سور و عرس	از ضیاء الحق حسام الدین بپرس
ترجمہ	راہ عرفان مردم حق ہیں سے پوچھ	چل ضیاء الحق حسام الدین سے پوچھ

شرح۔ سور بمعنے فرح یعنے نشاط عشق حقیقی اور عرس بمعنے دولہن سے مولانا شمس الدین مراد ہیں۔ کیونکہ اَلْاَوْلِیَاءُ عَرَائِسُ اللّٰہِ مشہور منقول ہے مطلب شعر یہ ہے کہ اے مخاطب اگر تو عشق حقیقی یا شمس تبریزی تک پہنچنے کا رستہ نہیں جانتا تو ضیاء الحق حسام الدینؒ سے پوچھ لے کیونکہ وہ محرم اولیا ہیں کہ لَا یَرَی الْعَرَائِسَ اِلَّا الْمَحَارِمُ اور دولہن کو وہی لوگ دیکھ سکتے ہیں جو محرم ہیں۔ مولانا قدس سرہ نے یہاں شمس الدین تبریزی اور مولانا حسام الدین رح کا ذکر کیا ہی اور کسر نفس کے باعث لپنے ذات بابرکات کو چھوڑکر اس طرف اشارہ فرمادیا ہے کہ بعد مولانا شمس الدین تبریزی رح کے مولانا حسام الدین رح خلیفہ ہیں اگر طالب مولانا شمس الدینؒ کو نہ پائے تو مولانا حسام الدینؒ سے تصوف حاصل کرے اور ان کو بھی نہ پائے تو اس مثنوی سے اصلاح باطن کی کوشش کرنی چاہئے۔ خاکسار شارح مثنوی اس مقام پر بسلسلہ بیعت روحانی یہ کہہ سکتا ہے کہ اگر مثنوی شریف بسبب دقائق اسرار سمجھ میں نہ آتی ہو تو اس مختصر شرح سے طالب حق راہ سلوک معلوم کرے اور اس خاک قدم درویشاں کے حق میں بقا بعد الفنا کی دعا کرے

	ور حسد گیرد ترا در رہ گلو	در حسد ابلیس را باشد غلو
	چل ادھر کو گو حسد پکڑے گلو	دیکھ شیطان کو حسد میں ہے غلو

شرح حسد بمعنے بدخواہی و تمنائے زوال نعمت و فضیلت غیر غلو زیادہ و طغیانی یہ شعر پہلے شعر سے متعلق ہے یعنے اے مخاطب اگرچہ حسد خدا کے رستہ میں تیرا گلو گیر ہو۔ مگر تو اس راہ کو ضیاء الحق حسام الدین ہی سے پوچھ کیونکہ حسد کرنا ابلیس کا طریقہ ہے جس کا نتیجہ سوائے محرومی کے اور کچھ نہیں نکلتا۔

	کو ز آدم ننگ دارد از حسد	با سعادت جنگ دارد از حسد
ترجمہ	اس کو ہے بھر حسد آدم سے ننگ	اور سعادت سے ہے اس حاسد کو جنگ

عقبۂ زین صعب تر در راہ نیست ۔ اے خنک آن کس حسد ہمراہ نیست

ترجمہ: راہ حق میں ہے یہ گھاٹی سب سے بد ۔ ہے وہی اچھا نہ ہو جس میں حسد

این جسد خانہ حسد آمد بدان ۔ از حسد آلودہ باشد خاندان

ترجمہ: ہے حسد کا گھر جسد اے نکتہ دان ۔ ہے ملوث اس سے سارا خاندان

شرح۔ یعنے جسد انسانی گویا حسد کا گھر ہے اسی سبب سے اس جسد کا تمام خاندان یعنی اعضاء و حواس [illegible] حسد میں ملوث ہیں۔

خانمانہا از حسد گردد خراب ۔ بازِ شاہی از حسد گردد غراب

ترجمہ: خانماں لاکھوں حسد سے ہیں خراب ۔ باز شاہی اس سے ہوتا ہے غراب

شرح۔ غراب کوے کو کہتے ہیں مطلب یہ کہ حسد سے آدمی نہایت ذلیل اور ادنی مرتبہ کا ہو جاتا ہے۔

گر جسد خانہ حسد باشد ولیک ۔ آن جسد را پاک کرد اللہ نیک

ترجمہ: گو حسد کا گھر ہے انسان کا جسد ۔ پاک کر دیتا ہے اللہ الصمد

شرح لفظ نیک پاک کرد سے متعلق ہے یعنے اگرچہ مطلقاً بدن انسانی حسد کا گھر ہے مگر بعض جسد کو اللہ [illegible] نے اس سے اچھی طرح پاک کر دیا ہے اور وہ انبیا اور اولیا کے جسد ہیں۔

طَہِّرَا بَیْتِیْ بیانِ پاکیست ۔ گنج نورست ار طلسم خاکیست

ترجمہ: طہرا بیتی سے پاکی کا بیان ۔ ہے خزانہ نور کا اس میں نہان

شرح سورۂ بقر میں یہ آیت ہے وَعَہِدْنَا اِلٰی اِبْرٰہِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ اَنْ طَہِّرَا بَیْتِیَ ۔ یعنے ہم نے [illegible] کے ذمہ یہ کام کر دیا تھا کہ میرے گھر (کعبہ) کو پاک کرو۔ مولانا قدس سرہ باطنی طور پر اس آیت کے یہ معنے [illegible] ان دونوں پیغمبروں کو یہ حکم ہوا تھا۔ کہ تم اپنے قلب کو جو ایک قسم کا جسد اور بیت اللہ ہے [illegible] تکبر اور بخل سے پاک کرو۔ کیونکہ یہ جسد یعنے قالب نور الٰہی کا خزانہ ہے اگرچہ خاک کا بنا ہوا [illegible] اور طلسم۔

چون کنی با بے حسد مکر و حسد ۔ زان حسد دل را سیاہیہا رسد

ترجمہ: بے حسد سے تو جو رکھے گا حسد ۔ دل سیہ ہو جائے گا بے ریب و حد

خاک شو مردانِ حق را زیرِ پا ۔ خاک بر سر کن حسد را ہمچو ما

ترجمہ: پائے مردانِ خدا میں خاک ہو ۔ چھوڑ دے مکر و حسد کو [illegible]

شرح - کیونکہ حسد کا انجام بُرا ہے جیسا کہ اُس وزیر پُر تزویر کا ہوا اور پہلے شعر میں بے حسد سے مراد اولیا ہیں -

در بیان حسد کردن وزیر جہود

یہودی وزیر کے حسد کرنے کا ذکر

	آن وزیرک کز حسد بودش نژاد	تا بباطل گوش و بینی باد داد
ترجمہ	ایک چیلا تھا حسد کا وہ وزیر	ناک کان اپنے دیئے سب ناگزیر

شرح - یاد بمعنے برباد - یعنے اُس وزیر نے یہاں تک حسد کیا کہ خیال باطل یا مذہبی تعصب کے پیچھے اپنے کان ناک برباد کر دیئے - بُرائی شگون کو اپنی ناک کٹا دی اور انجام کار خودکشی کی - اور لاکھوں کو گمراہ کر دیا -

	ہر کسے کو از حسد بینی کند	خویش را بے گوش و بے بینی کند
ترجمہ	حکم حق سے جو کوئی منکر ہوا	گوش و بینی دیکھئے وہ کافر ہوا

شرح - پہلے مصرع میں کند بفتح الکاف ہے اور دوسرے میں بضم الکاف - بینی کندن و بینی زدن بمعنے انکار کردن آیا ہے - یعنے جس شخص نے احکام انبیائے عظام اور ارشاد اولیائے کرام سے انکار کیا - گویا اُس نے اپنے کان ناک سب کاٹ دیئے - کیونکہ وہ کانوں سے اُن کے احکام و ارشاد کو سننا نہیں چاہتا اور ناک سے اُن کے کلمات طیّبات کی خوشبو نہیں لیتا -

	بینی آن باشد کہ او بوئے برد	بوئے او را جانب کوئے برد
ترجمہ	ناک وہ ہے جس میں آئے بوئے حق	اور وہ بو لیجائے سوئے کوئے حق

شرح - یعنے ہماری مراد بینی سے یہ ظاہری ناک نہیں ہے بلکہ وہ بینی ہے جو اہل حق کے کلمات طیّبات کی خوشبو سے مستفیض ہوتی ہے اور یہ خوشبو اُس صاحب بینی کو کوچۂ محبوب تک لیجاتی ہے اس بینی کا نام اہل تصوف کے نزدیک معنوی بینی یا قوت شامہ قلبیہ ہے - یعنے دل کی ایسی قوت جو بوئے اسرار کو معلوم کر سکتی ہے

	ہر کہ بویش نیست بے بینی بود	بوئے آن بوئیست کو دینی بود
ترجمہ	جس میں یہ خوشبو نہ ہو بینی نہیں	بو نہیں بد بو ہے - جو دینی نہیں

شرح - یعنے جس شخص کی معنوی بینی میں محبوب کی خوشبو نہیں پہنچی - وہ گویا بے بینی ہے کیونکہ بینی سے جو مقصود تھا وہ حاصل نہ ہوا - پس تو ایسی بینی کا ہونا نہ ہونا برابر ہے - اور یہ جو ہم نے کئی جگہ لفظ بو کہا ہے اس سے ظاہری عطر وغیرہ کی خوشبو مراد نہیں ہے - بلکہ دینی بو مراد ہے اس سے معلوم ہوا کہ جس شخص کی معنوی بینی میں بوئے دینی جا پہنچی - وہ محبوب تک واصل ہو گیا - مگر اس وصول کے لیئے ایک شرط اور بھی ہے جس کا بیان اگلے شعر میں ہے

	چونکہ بوئے برد و شکر آن نکرد	کفر نعمت آمد و بینیش خورد
ترجمہ	کافر نعمت ہو جو پے کر یہ بو	ہے وہ اپنے گوش و بینی کا عدو

شرح یعنے معنوی بینی تک پہونچنے کے بعد اس نعمت کا شکریہ ادا نہ کرنا کفران نعمت ہے اور ایسا کافر نعمت گویا نکٹا ہے۔ بینی خوردن یعنے بینی بریدہ شدن۔ یعنے کفران نعمت کے باعث اللہ تعالیٰ اس کی معنوی بینی کو چھین لیتا ہے۔ لئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید۔ اگر تم شکر کروگے تو میں نعمت کی زیادتی کرونگا۔ اور اگر کفران نعمت کروگے تو میرا عذاب بہت سخت ہے نکتہ یہاں سے یہ نکلتا ہے کہ عارف کامل کا فرض ہے کہ مرتبہ عرفان حاصل ہونے کے بعد دوسروں کو صدق و اخلاص کے ساتھ خدا کا رستہ بتائے (یہ ہوئے معرفت کا شکریہ ہے) اگر مکر و فریب سے کام لیگا تو ناک کٹ جائیگی۔ (مرتبہ عرفان سلب ہو جائیگا۔ اور وہ حال ہوگا جو مکار وزیر کا ہوا۔

	شکر کن مر شاکراں را بندہ باش	پیش ایشان مردہ شو پایندہ باش
ترجمہ	شکر کر اور شاکروں کا بندہ ہو	ان کے آگے مر کے تو پائندہ ہو

شرح۔ یعنے اولیاء اللہ کا غلام رہ اور کمال تواضع سے ان کے ساتھ پیش آ۔ اور ان کے روبرو مردہ بنا رہ اپنے نفس کی کچھ ہستی نہ سمجھ یعنے فنا فی الشیخ ہو جا۔ اس فنا کے بعد تجھکو مرتبہ بقا حاصل ہو جائے گا۔

	چوں وزیر از رہزنی مایہ مساز	خلق را تو برمیا ور از نماز
ترجمہ	رہزنی پیشہ نہ بن شکل وزیر	منع نیکی سے نہ کر اے دلپذیر

شرح یعنے وزیر مکار کے طرح ڈاکہ ڈال کر مال جمع نہ کر یا یہ کہ رہزنی کو اپنی پونجی نہ بنا اور خلقت کے دکھانے کیلئے نماز نہ پڑھ۔ کیونکہ یہ مکر اور فریب ہے دوسرے مصرع کے معنے دو طرح ہو سکتے ہیں۔ اول یہ کہ برمیا ور بمعنے ادا مکن ہے۔ اور از حرف زائد یعنے خلقت کے دکھانے کیلئے نماز نہ پڑھ دوم یہ کہ برمیا ور بمعنے منع مکن ہے یعنے مخلوق کو نماز سے منع نہ کر۔ کیونکہ از راہ مکر دوسروں کو ادائے عبادت کی نصیحت کرنی اور خود عمل نہ کرنا گویا ان کو منع کرنا ہے ایسی نصیحت کا اثر ہرگز نہیں ہوتا۔ ناصح پر فرض ہے کہ خود عمل کرکے دوسروں کو نصیحت کرے۔

فہم کردن حاذقان نصاریٰ مکر وزیر را
نصاریٰ کے دانا لوگوں کا وزیر کے مکر کو پہچان لینا

	ناصح دین گشتہ آں کافر وزیر	کردہ او از مکر در لوزینہ سیر
ترجمہ	ناصح دین تھا وزیر پر دغل	اور تھا علوے میں لہسن یہ عمل

لوزینہ حلوائے لوز۔ سیر لہسن وسیر در لوزینہ کردن بمعنے بسیار مکر کردن۔ بڑا بھاری مکر کرنا۔

	ہر کہ صاحب ذوق بود از گفت او	لذتے میدید تلخی جفت او
ترجمہ	جانتے تھے اہل ذوق در راستاران	اس کی میٹھی باتوں میں ہیں تلخیاں

شرح۔ یعنے جو شخص نصاریٰ میں سے صاحب ذوق اور حاذق تھا اسے معلوم ہو گیا تھا کہ وزیر کا ظاہر کلام تو میٹھا ہے

مگر باطن میں بُرا ہے۔ اسی طرح جھوٹے صوفی ظاہر میں تو خلقت کو طریق فنا و بقا تعلیم کرتے ہیں مگر باطن میں اُن کا مقصود دنیا طلبی اور گمراہی ہے۔ طالبان حاذق اس کو پہچان لیتے ہیں۔

	نکتہا میگفت او آمیختہ	در جلاب و قند زہرے ریختہ
ترجمہ	اس کا ہر نکتہ تھا اک قصہ ملا	قند میں پوشید گویا زہر تھا

شرح یعنے وزیر کلمات حکمت مخلوط باغراض دنیا کہتا تھا۔ گویا جلاب و قند میں زہر ملا رکھا تھا۔ یعنے ظاہر خلاف باطن تھا۔ جلاب یعنے شربت جو قند اور گلاب سے بنتا ہے۔

	ہان مشو مغرور زاں گفت نکو	زانکہ دارد صد بدی در زیر او
ترجمہ	گفتگوئے نیک سے دہوکا نہ کھا	ہوتی ہے بعضی بدی نیکی نما +

شرح۔ یعنے مکاروں کی نرم نرم اور بظاہر نیک باتوں سے دہوکا نہ کھانا۔ کیونکہ یہ ظاہری نیک گفتگو بہت سی بدیاں اپنے باطن میں لئے ہوئے ہے۔ مکاروں کا ظاہری قول باطن کے خلاف ہوتا ہے۔

	او چو باشد زشت گفتش زشت دان	ہرچہ گوید مردہ آنرا نیست جان
ترجمہ	بد کہے جو کچھ وہ بد ہے محض بالیقین	قول میں مردہ کے کب ہوتی ہے جان

شرح یعنے مقولہ کا اعتبار قائل کے اعتبار سے ہے یہ بُرا ہے تو وہ بھی بُرا ہے اور یہ اچھا ہے تو وہ بھی اچھا ہے۔ دوسرے مصرع میں مردہ سے وہ شخص مراد ہے جس کا دل اوصاف ذمیمہ کفر و نفاق کبر (و) مکر سے تاریک اور مردہ ہوگیا ہے۔ ایسے شخص کا قول بیشک مردہ اور ناکارہ ہوگا۔

	گفت انسان پارۂ انسان بود	پارۂ از نان یقین دان نان بود
ترجمہ	قول انسان پارۂ انسان ہے	پارۂ نان مرد ناداں نان ہے

شرح یعنے انسان کا مقولہ گویا اُس کا ایک جزو ہے کیونکہ اُسی کے زبان سے نکلا ہے اس لئے جو حال انسان کا ہے وہی اس کے مقولہ کا اچھے کا قول اچھا ہوتا ہے بُرے کا بُرا دوسرا مصرع پہلے مصرع کی توضیح ہے۔ بطریق تمثیل یعنے روٹی کا حال ایک ٹکڑے سے معلوم ہوجاتا ہے۔ جیسا روٹی کا ٹکڑا ہوگا ویسی ہی تمام روٹی ہوگی۔ اسی طرح ہر انسان کے اقوال اسکی نیکی بدی کی شناخت اور بُرائی بھلائی پہچاننے کی دلیل ہیں۔

	زان علی فرمود نقل جاہلاں	بر مزابل ہمچو سبزہ است اے فلاں
ترجمہ	اس لئے ہے قول شاہ لا فتا	قول جاہل سبزہ ہے سرگین کا

شرح۔ حضرت علیؓ نے فرمایا ہے نعم الجاہل کروضۃ فی مزبلۃ جاہل کی نعمتیں ایسی ہیں جیسا ناپاک جگہ میں سبزہ مزابل جمع مزبلہ بجائے نجاست و سرگین وغیرہ چونکہ قول بھی ایک بہت بڑی نعمت ہے اس لئے مولانا قدس سرہ نے نعمت سے قول مراد لیا ہے۔ شعر میں نقل بھی قول ہے۔

برچنان سبزہ ہر آنکو بر نشست | بر نجاست بیشکے بنشستہ است

ترجمہ: جو نہیں ہے ایسے سبزہ سے نفور | بیٹھ جاتا ہے نجاست پر ضرور

شرح - یعنے جو شخص ایسے سبزہ پر جا بیٹھا جس کے نیچے نجاست چھپی ہوئی ہے تو گویا وہ نجاست ہی پر بیٹھا ہے مطلب یہ ہے کہ جاہل شخص کا قول ایسا ہے جیسا سبزہ سرگین پر یعنی اُس کا ظاہر و باطن ایکساں نہیں ہے - پس جو شخص دہوکا کھاکر اس سبزہ پر بیٹھ گیا - یعنے جاہل کے قول کا اعتبار کر لیا - وہ گویا نجاست پر بیٹھ گیا - یعنے بجائے ہدایت کے گمراہی کی نجاست میں ملوث ہوگیا -

بایدش خود را بشستن از حدث | تا نماز فرض او نبود عبث

ترجمہ: چاہئیے پہلے وضو اے مقتدا | تا نماز فرض ہو تیری ادا

شرح - یعنے اُس کو چاہیئے کہ اپنے آپ کو گمراہی کی نجاست سے پاک کرے تاکہ اُس کی نماز فرض (معرفت الٰہی) باطل نہ ہو جائے - مطلب یہ کہ جاہل کے اقوال اور اُس کے صحبت سے ہمیشہ پرہیز کرنا چاہیئے -

ظاہرش میگفت در رہ چست شو | در اثر میگفت جان را سست شو

ترجمہ: ظاہراً کہتا تھا تم ہو جاؤ چست | اور منشا تھا کہ ہوں سب دین سے سست

شرح - یعنے وزیر کا ظاہر کلام تو سامع سے یہ کہہ رہا تھا کہ طریق حق میں چست و چالاک رہ مگر کلام کا باطنی اثر یہ کہتا تھا کہ اے رہرو راہ سلوک بڑا مشکل راستہ ہے - تو اُس پہ نہ چل اور سستی اختیار کر - بیکار محنت نہ اُٹھا -

ظاہر نقرہ گر اسپید ست و نو | دست و جامہ مے سیہ گردد ازو

ترجمہ: گرچہ چاندی ہے سفید اے رشک ماہ | ہاتھ اور کپڑے کو کرتی ہے سیاہ

شرح نو یعنے جدید یعنے کہ اگرچہ بظاہر چاندی کیسی سفید اور کھری معلوم ہوتی ہے - لیکن اُس کے باطنی اثر سے ہاتھ اور کپڑا سیاہ ہوتا جاتا ہے یہی حال مکاروں کے مقولہ کا ہے کہ ظاہر کچھ ہے اور باطن کچھ - یہ شعر پہلے مضمون کی تمثیل ہے -

آتش ار چہ سرخ رویست از شرر | تو ز فعل او سیہ کاری نگر

ترجمہ: یہ آگ گرچہ سرخ آتی ہے نظر | فعل ہے اُس کا سیہ کاری مگر

شرح یعنے آگ بظاہر انگاروں کے سبب سرخ معلوم ہوتی ہے - مگر اے مخاطب تو اُس کے افعال کی طرف دیکھ لے کہ کیسی سیہ کار ہے اوّل سیہ کاری تو یہ ہے کہ خود دہوئیں کے ساتھ مخلوط ہے دوم یہ کہ جس چیز پر گرتی ہے اُس کو جلا کر خاک سیاہ کر دیتی ہے - یہ مضمون سابق کی دوسرے تمثیل ہے - یعنے جھوٹے مدعیوں کے افعال و اقوال بھی اسی طرح کے ہیں جس طرح آگ کے فعل ہوتے ہیں -

برق اگرچہ نور آید در نظر | لیک ہست از خاصیت دزد بصر

ترجمہ: برق گو ظاہر میں ہے نورِ نظر — ہے مگر یہ نور خود دزدِ بصر

شرح۔ بجلی اگرچہ نور معلوم ہوتی ہے لیکن اُس کی خاصیت ہے کہ اُس کی طرف دیکھنے والیکو کچھ نظر نہیں آتا بلکہ آنکھیں چکاچوند ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح جھوٹا شیخ جو نورانی ڈاڑھی اور سفید کپڑوں سے بظاہر سنور نظر آتا ہے طالبانِ غیر حاذق کی آنکھوں میں خاک ڈال کر اپنی غرض دنیوی حاصل کر لیتا ہے اسی مضمون کی تیسری تمثیل ہے۔

ہر کہ جز آگاہ و صاحب ذوق بود — گفتِ او در گردنِ او طوق بود

ترجمہ: اُن میں جو نا آشنائے ذوق تھا — قول اُس کا اُن کے حق میں طوق تھا

شرح۔ یعنے نصاریٰ میں جو شخص غیر آگاہ اور غیر صاحب ذوق تھا وزیر کا کہنا اُس کے گلے کا طوق ہو گیا تھا۔ یعنے عوام نصارے اُس کا اتباع کرنے لگے تھے۔

مدتِ شش سال در ہجرانِ شاہ — شد وزیر اتباعِ عیسےٰ را پناہ

ترجمہ: چھ برس تک چھوڑ کر شہ کو وزیر — یوں رہا عیسائیوں کا دستگیر

دین و دل را کُل بدو بسپرد خلق — پیشِ نہی و امرِ او پے برد خلق

ترجمہ: دین و دل سب اُس کو سونپا خلق نے — جو کہا اُس نے وہ مانا خلق نے

شرح یعنے عوام نصاریٰ اُس کی غایت درجہ کی اطاعت کرتے تھے بادشاہ یہود سے الگ رہکر چھ برس میں اس نے تمام عوام نصرانیوں کو اپنا مرید کر لیا تھا اُس کے بعد بادشاہ یہود نے وزیر کو ذیل کا پیغام بھیجا۔

پیغامِ شاہ پنہانے بسوئے وزیرِ پُر تزویر

بادشاہ یہود کا پیغام خفیہ طور پر وزیر مکار کے نام

درمیانِ شاہ و اُو پیغامہا — شاہ را پنہان بدو آرامہا

ترجمہ: شاہ میں اور اُس میں تھے خفیہ پیام — موجبِ تسکینِ شہ تھا اُس کا کام

شرح یعنے شاہ جہود اور وزیر مکار کے مابین خفیہ خط و کتابت رہتی تھی۔ اور چونکہ وزیر نے نصارے میں فتنہ و فساد ڈالنے کا اقرار کر لیا تھا۔ اور اُس کی کوشش کر رہا تھا۔ اس لئے بادشاہ کو تسلی تھی۔ بادشاہ کا یہ پیغام وزیر کی طرف ایسا ہے جیسا شیطان کا پیغام نفس امارہ کی طرف ہوتا ہے۔

آخر الامر از برائے آن مراد — تا دہد چون خاکِ ایشان را بباد

ترجمہ: آخر اس کارن کہ بر آئے مراد — اور مٹی دشمنوں کی ہو برباد

پیشِ او بنوشت شہ کائے مقبلم — وقت آمد زود فارغ کن دلم

ترجمہ	یہ لکھا شہ نے کہ اے مقبل وزیر	آگیا ہے وقت اب ہو دستگیر	
	زانتظارت دیدہ و دل بر رہ ست	زین غمم آزاد کن گر وقت ہست	
ترجمہ	منتظر ہوں مدتوں سے شاد کر	اور اس غم سے مجھے آزاد کر	

شرح یہ شعر قطعہ بند ہیں یعنے آخر کار شاہ یہود نے اس خیال سے کہ نصاریٰ برباد ہو جائیں وزیر مکار کو (جس سے درپردہ خط وکتابت ہوتی تھی) یہ لکھا کہ میں تیری کارروائی کا ہر وقت منتظر ہوں۔ نصاریٰ تیرے مطیع ہو گئے ہیں پھر فتنہ اندازی میں دیر کیوں لگا رکھی ہے۔

	گفت اینک اندرین فکرم شہا	کافگنم در دین عیسےٰ فتنہا	
ترجمہ	بادشہ کو اس نے یہ لکھا جواب	کر رہا ہوں دین عیسےٰ کو خراب	

شرح۔ یعنے وزیر نے جواب میں یہ لکھا کہ اے بادشاہ میں رات دن اسی کام میں لگا ہوا ہوں کہ دین عیسوی میں فتنے ڈالوں۔ چنانچہ میں اپنے ارادہ میں جلد کامیاب ہونیوالا ہوں۔

بیان دوازدہ سبط نصاریٰ

نصاریٰ کے بارہ فرقوں کا بیان

شرح۔ سبط فرزندزادہ وطائفہ فرزندان یعقوبؑ۔ یہاں مطلق طائفہ مراد ہے۔ بعض نسخوں میں یہ سرخی نہیں ہے

	قوم عیسیٰ را بُد اندر دار و گیر	حاکمان شان دہ امیر و دو امیر	
ترجمہ	قوم عیسیٰ میں برائے دار و گیر	حاکمان وقت تھے بارہ امیر	

شرح نصاریٰ میں ریاست وحکومت کرنے کیلئے بارہ امیر الگ الگ بارہ فرقوں کے حاکم تھے دار و گیر حکومت

	ہر فریقے مر امیرے را تبع	بندہ گشتہ میر خود را از طمع	
ترجمہ	بندہ تھا ایک ایک کا اک فریق	اور طریق حرص تھا سب کا طریق	

شرح تبع لفتحتین پیروی۔ وپیرو وپیروان یہاں یعنے پیرو ہے۔ میر مخفف امیر اور طمع سے امید اسباب دنیا مراد ہے۔

	آن دہ و آن دو امیر و قوم شان	گشتہ بندہ آن وزیر بے نشان	
	ساری قومیں اور دہ سارے امیر	ہو گئے یکلخت محکوم وزیر	

شرح بے نشاں ناشدنی۔ غارت ہونے کی قابل بد دعا کا کلمہ ہے۔

	اعتماد جملہ بر گفتار او	اقتدائے جملہ بر رفتار او	

ترجمہ: اس کی باتوں پر تھا سب کو اعتماد | اور تھا اس کے چلن پر اعتقاد

پیش او در وقت و ساعت ہر امیر | جان بدادے گر بدو گفتے کہ میر

ترجمہ: فوراً اُس کے آگے مرتا ہر امیر | جان دینے کو اگر کہتا وزیر

شرح - یہی حال اُس سالک کا ہو جاتا ہے جو مرشد کامل کا اقتدا نہیں کرتا۔ یعنے اُس کے وجود کے بارہ امیر (حسد غضب۔ غیبت۔ حرص۔ شہوت۔ عُجب۔ عجلت۔ کبر۔ حقد۔ تعصب طول امل بخل) اُس کے بارہ فرقوں (حواس خمسہ باطنہ و حواس خمسہ ظاہرہ اور قوتِ علمی اور قوت نظری) پر حاکم ہو جاتے ہیں اور ان امیروں پر سے ان فرقوں کے نفس امّارہ غالب آجاتا ہے۔ اور سالک کو راہ سلوک سے گمراہ کر دیتا ہے۔ جس طرح وزیر نے نصاریٰ کو گمراہ کر دیا تھا۔

چونکہ یون کرد آن جہود ک جملہ را | فتنۂ انگیخت از مکر و دَہا

ترجمہ: معتقد جب اُس نے سب کو کر لیا | دین عیسےٰ میں کئے فتنے بپا

شرح - دہا - زیرکی و جودت فکر یعنے فن و فریب اور جہودک میں کاف تحقیر ہے یعنے ذلیل یہودی۔

تخلیط وزیر در احکام انجیل و مکر آن

وزیر کا احکام انجیل کو خلط ملط کر دینا اور اُس کا مکر

ساخت طومارے بنام ہر یکے | نقش ہر طومار دیگر مسلکے

ترجمہ: لکھے بارہ نامے ایک اک سے جدا | تھی الگ ہر ایک میں راہِ خدا

شرح طومار نامہ و صحیفہ - یعنے وزیر نے ہر فرقہ کے نام ایک صحیفہ الگ تصنیف کیا در انحالیکہ ہر صحیفہ کا مضمون دوسرے صحیفہ سے جدا تھا۔ ایک صحیفہ میں جس چیز کو جائز لکھا تھا دوسرے میں اُسی کو ناجائز بتایا تھا۔

حکمہائے ہر یکے نوعِ دگر | این خلافِ آن ز پایان تا بسر

ترجمہ: سب میں تھا باہم تناقض صاف صاف | وہ خلاف اسکے تھا یہ اُس کے خلاف

شرح - توضیح مضمون سابق نکتہ فی الواقع ارباب تفرقہ کا یہی حال ہے کہ وہ اپنے مقتضائے نفس کی پیروی کرتے ہیں اور طالبان حق کا یہ مقولہ ہے کہ لانفرق بین احدٍ من رسلہٖ یعنے تمام رسولوں اور ساری آسمانی کتابوں کو سچا جانتے ہیں۔ اور یہ ظاہری اختلاف مرتبوں اور اختلاف زمانہ کے سبب ہے مثلاً ایک حدیث ہے کہ تناکحوا تناسلوا آپس میں نکاح کر دیا کرو تاکہ تمہاری نسل بڑھے اور دوسری حدیث میں ہے۔ خیر امتی لبعد المائتین خفیف الحاذ قالوا ومن خفیف الحاذ یا رسول اللہ قال ﷺ لا اہل لہ ولا ولد لہ یعنے میرے زمانے کے دو سو برس بعد میری امت میں سب سے بہتر وہ ہوگا۔ جو ہلکی پیٹھ والا ہو۔ صحابہ نے عرض کیا کہ ہلکی پیٹھ والا کون ہے حضور نے فرمایا جس کے اہل و عیال کچھ نہ ہوں۔ اس سے ظاہر ہے کہ اختلاف زمانہ سے احکام میں بھی اختلاف ہو جاتا ہے

	در یکے راہ ریاضت را و جوع	رکن توبہ کردہ و شرط رجوع
ترجمہ	ایک میں لکھا ریاضت اور جوع	شرط ہے توبہ کی اور رکن رجوع

شرح - یہاں سے ان مختلف صحیفوں کے بعض مضامین کا بیان شروع ہوا ہے۔ جو وزیر پاتزویر نے ان بارہ فرقوں کے نام لکھے تھے۔ نکتہ مولانا قدس سرہ نے صحائف وزیر کے مضامین لکھنے میں بہت بڑا اعجاز کلام (الہام ربانی) دکھایا ہے یعنی اشعار میں ایسے الفاظ لائے ہیں جنکے دو معنے ہو سکتے ہیں۔ ایک معنے سے نصیحت نکلتی ہے۔ جو مولانا کا مقصود ہے۔ اور اسی شعر کے دوسرے معنوں سے کجروی اور گمراہی پیدا ہوتی ہے۔ جو وزیر پرتزویر کا مقصود تھا۔ چنانچہ اس شعر کے دو معنے ہیں۔ اول یہ کہ ریاضت (مشقت برنفس بسبب اعمال حسنہ) اور بھوک توبہ قبول ہونے کا رکن اور رجوع الی اللہ کی شرط ہے۔ کیونکہ ریاضت اور بھوک سے قلب منور ہوتا ہے اور حظوظ نفسانی معدوم ہو جاتے ہیں۔ اُس وقت توبہ سچے دل سے ہوگی۔ اور غالباً مقبول بھی ہو جائیگی۔ مطلب یہ کہ کسی حال میں سالک ریاضت کو نہ چھوڑے۔ ورنہ حصول مقصود سے محروم رہے گا۔ یہ مولانا کا مقصود اور اس شعر کا صحیح مطلب ہے اور وزیر کا مطلب یہ ہے کہ ریاضت اور بھوک توبہ قبول ہونے کا رکن ہے لیکن چونکہ مکلف بھوک اور ریاضت کی طاقت نہیں رکھتا۔ اس لئے اُس کو چاہئے کہ ایسے توبہ کرنے سے باز رہے یہ مقصود غلط اور سراسر وزیر کا دھوکا ہے۔

	در یکے گفتہ ریاضت سود نیست	اندریں رہ مخلصی جز جود نیست
ترجمہ	ایک میں لکھا ریاضت ہے غلط	مخلصی ہے جود سے تیری فقط

شرح یہ شعر بھی پہلے شعر کی طرح دو معنے رکھتا ہے۔ مولانا کا مطلب یہ ہے کہ ریاضت سخاوت بغیر کسی کام کی نہیں کیونکہ جب تک حُبِّ مال وجاہ باقی ہے۔ ریاضت نیکی حاصل کرنے کا ذریعہ نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ وہ ریاضت بیکار ہے جو بلا جود وسخاوت ہو اللہ تعالےٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۔ اس لئے سالک کو چاہیئے کہ جود اختیار کرے۔ تاکہ رفتہ رفتہ حُبِّ دنیا دل سے جاتی رہی اور وزیر کا مقصود یہ ہے کہ ریاضت بالکل بے فائدہ چیز اور خواہ مخواہ کی مشقت ہے۔ آدمی کو چاہیئے کہ اس کو ترک کرکے جود وبخشش اختیار کرے جیسا کہ اکثر فضول خرچ کرنے والوں کی عادت ہے۔

	در یکے گفتہ کہ جوع وجودِ تو	شرک باشد از تو با معبود تو
ترجمہ	ایک میں لکھا کہ جوع وجود سے	شرک لازم آئے گا معبود سے
	جز توکل جز کہ تسلیم تمام	در غم وراحت ہمہ مکرست ودام
	غیر تسلیم وتوکل اے ہمام	رنج میں راحت میں ہے سب مکر ودام

شرح حسب سابق اس میں بھی دو احتمال ہیں۔ اول (جو مولانا کا مطلب ہے) یہ ہے کہ وہ ریاضت وجود جس کا فاعل اور مصدر تو اپنے آپ کو جانتا ہے۔ اُس کو شرک سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ اس میں خودی کی بو پائی جاتی ہے

ریاضت وجود کا عجب یا تکبر شرک خفی ہے۔ اس لئے سالک کو چاہیے کہ ریاضت وجود میں مشغول بحق اور متوکل برحق رہے اور اُن کو بھی اپنے اور اعمال کے سہارے کو سونپ دے اور یہ سمجھے کہ یہ ریاضت وجود گویا لاشئے ہے قبول کرنا نہ کرنا اُس کے اختیار میں ہے آدمی پر توکل وتسلیم کی پابندی (خوشی ہو یا غم) ہر حالت میں واجب ہے رنج وراحت میں توکل وتسلیم کو چھوڑ کر جزع فزع۔ یا اسراف سے کام لیگا۔ تو نفس کے مکر اور شیطان کے دام فریب کا شکار ہو جائے گا۔ اور وزیر کا یہ مطلب ہے کہ جب ریاضت وجود شرک خفی ٹھیرے تو سالک کے لئے بجز تسلیم وتوکل اور کوئی چارہ نہیں رہا۔ اس لئے ریاضت وجود کو چھوڑ کر صرف اللہ پر توکل رکھنا چاہیے خواہ وہ غم میں رکھے یا راحت میں دوزخ میں جگہ دے یا بہشت میں مرشد توکل وتسلیم کے سوا ریاضت وغیرہ کا رستہ بتلائے تو یہ اُس کا فریب ہے۔

	در یکے گفتہ کہ واجب خدمت ست	ورنہ اندیشۂ توکل تہمت ست
ترجمہ	ایک میں لکھا کہ خدمت فرض جان	ورنہ تہمت ہے توکل کا گمان

شرح۔ اس کے بھی دو معنے ہیں مولانا کا مقصود یہ ہے کہ بندہ پر عبادت الٰہی واجب ہے۔ ورنہ بغیر عبادت کے توکل کرنا ناجائز ٹھیریگا۔ کیونکہ محض توکل بلا عبادت سے اُس پر زندیق اور ملحد ہونیکی تہمت لگ سکتی ہے۔ اور وزیر کا یہ مطلب ہے کہ عبادت الٰہی واجب ہے اور چونکہ مخدوم پر خادم کی مزدوری لازم ہو جاتی ہے۔ اسلیئے بالکل ہمیں مطمئن رہنا چاہیئے۔ کہ اللہ تعالے ہماری خدمت وعبادت کا صلہ ضرور دیگا۔ ورنہ خدمت کی حالت میں توکل کرنا تہمت یعنے غلط بیانی ہے۔ خادم کو قطعاً مزدوری ملنے کا امید وار رہنا چاہیئے توکل کے کیا معنے۔

	در یکے گفتہ کہ امر ونہی ہاست	بہر کردن نیست شرح عجز ماست
ترجمہ	ایک میں لکھا کہ امر ونہی حق	عاجزی کا ہم کو دیتے ہیں سبق
	قدرت حق رابدانیم آں زماں	تاکہ عجز خود بہ بینیم اندر آں
ترجمہ	قدرت وشان خدا مفہوم ہو	عجز اپنا گر ہمیں معلوم ہو

شرح دو احتمالوں میں سے پہلا احتمال یعنے مولانا کا مطلب یہ ہے کہ شریعت میں جو اوامر ونواہی وارد ہیں۔ یہ صرف عمل ہی کرنیکے لئے نہیں ہیں۔ بلکہ ایک اور فائدے کے لئے بھی ہیں وہ یہ ہے کہ جس وقت سالک اوامر ونواہی بجالائے گا تو اُس کا قلب ضرور منور ہوگا۔ اور صفائی قلب سے وہ اس بات کو ضرور جان لے گا کہ میں اوامر ونواہی کو کماحقہ ادا نہیں کرسکتا۔ اور اچھی طرح اُن کے بجالانے سے عاجز ہوں۔ بس تو گویا احکامات شرعی ہمارے عجز کے شارح اور بیان کرنے والے ہیں۔ ایک حدیث میں آیا ہے ما عبدناک حق عبادتک اے اللہ ہم کماحقہ تیری عبادت کرنے سے عاجز ہیں اور دوسرا احتمال یعنے وزیر کا مطلب یہ ہے کہ شرعی اوامر ونواہی عمل کرنے کیلئے نہیں ہیں بلکہ یہ احکام خود پکار پکار کہہ رہے ہیں کہ اے بندو تم ہمارے بجالانے اور تکلیف شرعی اٹھانے سے عاجز ہو حسب قاعدہ تعرف الاشیاء باضدادہا۔ چیزیں ضد سے پہچانی جاتی ہیں انسان اپنے آپ کو عاجز جانے گا

توخدا کو قادر سمجھے گا

	در یکے گفتہ کہ عجز خود مبین	کفر نعمت کردن ست آن عجز بین
ترجمہ	ایک بین لکھتا کہ تو عاجز نہیں	کفر نعمت جان اسے اے مرد دین
	قدرت خود بیں کہ ایں قدرت ازوست	قدرت خود نعمت او دان کہ ہوست
ترجمہ	تیری قدرت اُس کی قدرت ہے ضرور	تیری قدرت اُسکی نعمت ہے ضرور

شرح - اس کے بہی دو معنے ہیں - مولانا کا مطلب یہ ہے کہ اے مخاطب اپنے آپ کو عاجز مطلق نہ جان - کیونکہ یہ جبریہ کا مذہب ہے - بلکہ یہ سمجھہ کہ حق سبحانہ وتعالےٰ نے تجکو قدرت کی نعمت دی ہے - اس کا شکر ادا کر - اپنے آپ کو محض عاجز سمجھنا کفران نعمت ہے - سالک پر فرض ہے کہ اپنی قدرت کے مطابق عبادت بجالاتے اور وزیر کا یہ مقصد ہے کہ بندہ عاجز نہیں ہے - بلکہ اللہ تعالےٰ نے اس کو قدرت دی ہے - تو اُس کو چاہیئے کہ اپنے آپ کو اپنے افعال پر اس طرح قادر سمجھے - جس طرح اللہ تعالےٰ اپنے افعال پر قادر ہے نعوذ باللہ من ذالک مولانا کے مقصود کے مطابق چوتھے مصرع کے یہ معنے ہیں کہ اپنے قدرت کو اُس کی نعمت سمجھہ کیونکہ وہ یعنے اللہ تعالےٰ ہو ہے - یعنے اُس کی صفت ہوالاول ہوالآخر ہوالظاہر ہوالباطن ہے - اور جس کی ایسی صفتیں ہوں وہ منعم حقیقی ہے اُس کی نعمتوں کا شکر ضرور بجالانا چاہیئے -

اور وزیر کے مطلب کے موافق ضمیر ہو (بمعنے ہمانست) قدرت حق کی طرف ہے - یعنے تیری قدرت یعنا اُس کی قدرت ہے -

	در یکے گفتہ گزیں دو در گزر	بت بود ہر چہ بگنجد در نظر
ترجمہ	ایک بیں لکھتا کہ اِن دونوں کو چھوڑ	جو نظر میں ہے تری اُس بت کو توڑ

شرح - اس کے بھی دو معنے ہیں - مولانا کا یہ مطلب ہے کہ اس عجز و قدرت کے جھگڑے سے درگزر نہ اپنے آپ کو پورا عاجز جان نہ پورا قادر کیونکہ اپنی ذات کو عاجز اور بقدرت اللہ قادر جاننا بھی اثنینیت سے خالی نہیں اگر تو ہمیشہ عجز و قدرت کے معنوں پر نظر رکھیگا - تو وہ تیرے حق میں گویا بت ہو جائینگے - اور خدا سے غافل کردینگے - کیونکہ حدیث میں آیا ہے - کُلّ مَا اَلْہَاکَ عَنِ اللّٰہِ فَہُوَ صَنَمُکَ (جو چیز تجکو خدا سے غافل کرے وہ تیرے حق میں بت ہے اور وزیر کا مقصود باطل یہ ہے - کہ اے شخص تو اپنے آپ کو نہ عاجز جان اور نہ قادر بلکہ سوفسطائی بنجا جنکا یہ مذہب ہے - کہ حقیقۃ الاشیاء غیر ثابتہ (یعنے خارج اور واقع میں کوئی شے موجود نہیں ہے سب وہمی باتیں ہیں -

	در یکے گفتہ زعجز و قدرتت	بگزری و ہر چہ اندر فکرتت
ترجمہ	ایک میں لکھتا کہ اُن کے ذکر کو	چھوڑ دے دل میں نہ لا اس فکر کو
	از ہوائے خویش در ہر ملتے	گشتہ ہر قومے اسیر زلتے

ترجمہ: خواہشوں سے ہیں بہت مذہب تباہ — لاکھوں قومیں ہیں اسیر صد گناہ

شرح - یہ دونوں شعر اکثر نسخوں میں نہیں ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ الحاقی ہیں۔ اور اگر فی الواقع مثنوی کے ہیں تو ان کا وہی مطلب ہے جو پہلے شعر کا تھا یعنے مولانا فرماتے ہیں کہ اے مخاطب عجز و قدرت کے جھگڑوں اور ماسوا اللہ سے جو تیرے خیال میں آئے درگزر ورنہ شرک خفی لازم آجاتے گا۔ جو خلاف طریقت ہے کیونکہ ہر قوم نے اپنی خواہش پر عمل کرنے سے لغزش کھائی ہے کسی نے پتھروں کو بتوں کو خدا بنالیا ہے اور کسی نے اپنی خیالی خواہشوں کو اور وزیر کا یہ مطلب ہے اے شخص عجز و قدرت اور ان دونوں کے متعلق جسقدر شبہات تیرے ذہن میں پیدا ہوں سب سے الگ رہ کیونکہ اپنے آپ کو عاجز سمجھنا جبریہ کا مذہب ہے۔ اور قادر جاننا قدریہ کا ان دونوں نے اپنی خواہش پر عمل کرنے سے لغزش کھائی ہے اس لئے دونو مردود ہیں بلکہ تو سوفسطائی بنجا نہ اپنے آپ کو عاجز سمجھ نہ قادر۔ لا الی ہٰؤلاء ولا الی ہٰؤلاء۔ نہ ادہر نہ ادہر۔ یہ بلا کدہر۔

در یکے گفتہ بکش ایں شمع را — کیں نظر چوں شمع آمد جمع را

ترجمہ: ایک میں لکہا نہ پھونک اس شمع کو — دیکہ یے شمع نظر سے جمع کو

از نظر چون بگزری واز خیال — کشتہ باشی نیم شب شمع وصال

ترجمہ: بند کیوں کرتا ہے تو چشم دماغ — نیم شب میں کیوں بجہاتا ہے چراغ

شرح ان شعروں کے بھی دو معنے ہیں مولانا کا مطلب یہ ہے کہ اپنی شمع نظر کو ان چیزوں سے جو ظاہر میں دکھائی دیتی ہیں دور مت کر کیونکہ یہ سب چیزیں مظاہر حق ہیں۔ اگر تو ان کو اپنی نظروں سے دور کردیگا۔ تو مشاہدۂ حق سے محروم رہے گا۔ کیونکہ یہ نظر جماعت اولیاء اللہ کے لئے شمع کے مانند ہے اس سے راہ معرفت معلوم ہوتی ہے اور وزیر کا یہ مقصود ہے کہ چونکہ سب چیزیں مظاہر حق ہیں اس لئے نظر کو ان سے دور نہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ ان کی رویت گویا رویت حق ہے۔ بلکہ ان کی پرستش کرنی چاہیئے۔ کیونکہ یہ خدا تک پہنچا دیتی ہیں۔

در یکے گفتہ بکش باکے مدار — تا عوض بینی یکے را صد ہزار

ترجمہ: ایک میں لکہا بجہا دے ہرزہ کار — تاکہ بدلہ ایک کا ہو سو ہزار

کہ ز کشتن شمع جان افزوں شود — لیلیت از صبر چون مجنون شود

ترجمہ: تاکہ نور جان افزوں اس سے ہو — تیری لیلی تجہ پہ مجنوں اس سے ہو

ترک دنیا ہر کہ کرد از زہد خویش — پیش آمد پیش او دنیا و بیش

ترجمہ: جو کرے گا ترک دنیا کا بہت — اس کے آگے آئیگی دنیا بہت

شرح - یہ تین شعر بھی دو معنے رکھتے ہیں۔ مولانا کا یہ مطلب ہے کہ اے شخص اپنے شمع نظر کو ان ظاہری چیزوں کے دیکھنے سے باز رکھ۔ تاکہ اس ایک شمع نظر کے گل کرنے یعنے نظر کے روکنے کا عوض تجکو ہزار ہا بارلے

یعنے تجلیات متواترہ حق نصیب ہوں - مولانا ایک جگہ مثنوی میں فرماتے ہیں -

چشم بند و گوش بند و لب بہ بند   گر نہ بینی سرِ حق بر ما بخند

کس لئے کہ اس شمع نظر کے گل کرنے سے شمع روح روشن ہو جاتی ہے جس کی روشنی بہت زیادہ ہے مطلب یہ کہ جب آدمی ماسوے اللہ سے آنکھیں بند کر لیتا ہے - تو فی الواقع وصال حقیقی تک پہنچ جاتا ہے جیسے مصرع کے یہ معنے ہیں کہ ماسوے اللہ سے آنکھیں بند کرنیکے باعث تو مرتبۂ عاشقی سے مرتبۂ معشوقی پر پہنچ جانے کا اے مخاطب ظاہری چیزوں کے نہ دیکھنے کے سبب شمع روح کے روشن ہونے اور کثرت تجلیات کی ایسی مثال ہے جیسے ترک دنیا اور زہد کہ زاہد دنیا کو چھوڑتا جاتا ہے اور وہ زیادہ زیادہ اس کے پاس آتی جاتی ہے اور وزیر کا یہ مطلب ہے کہ ان مظاہر کو نہ دیکھ کیونکہ اس سے مشاہدۂ حق کی امید ہے جو تیرے لئے غیر ضروری بات ہے نیز دنیوی چیزوں پر نظر نہ ڈالنے سے یہ فائدہ ہوگا کہ لوگ تارک الدنیا سمجھکر تیری طرف رجوع کرینگے - اور نذر نیاز لائینگے - ایک نہ دیکھنے کی تکلیف اُٹھاکر ہزار طرح کے فائدے ہونگے - کہ دنیا کو از راہ مکر بہ نیت حصول دنیا چھوڑ دینا چاہیئے - اس صورت میں وہ ضرور حاصل ہوگی - اور بہت زیادہ ملیگی - یہ مطلب سراسر حقانیت سے دور اور مکر و فریب ہے -

	دریکے گفتہ کہ آنچت داد حق	بر تو شیریں کرد در ایجاد حق	
ترجمہ	ایک میں لکھا کہ ہے جو جو دادِ حق	خاص ہے تیرے لئے ایجادِ حق	
	بر تو آسان کرد و خوش آنرا بگیر	خویشتن را در مفگن در زحیر	
	تجبیہ جو آسان ہو کر اُس پر عمل	رنج میں پڑتا ہے کیوں اے پُر خلل	

شرح دونو معنوں میں سے مولانا کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالے نے جو کچھ تجکو دیا ہے اور عالم ایجاد میں تجھ پر مباح کر دیا ہے اس پر راضی اور صابر رہ کیونکہ رضا بقضا ئے حق واجب ہے زیادہ طلبی نہ کر اور اپنے آپ کو رنج اور مشقت زیادہ طلبی میں نہ ڈال - کیونکہ کسی کو تقدیر الٰہی سے زیادہ نہیں مل سکتا - اور وزیر کا یہ مقصود ہے - کہ جو کچھ اللہ تعالے نے ایجاد کیا ہے - اور تجھپر اس کا حاصل کرنا آسان کر دیا ہے اُس کو حاصل کر اور اپنے آپ کو رنج ترک منہیات میں نہ ڈال اور جو چیز شریعت میں آسان ہو اُس کو اختیار کر - اور مشکل یعنے تکلیف کی چیز کو چھوڑ دے - حالانکہ یہ مذہب اباحیہ کا ہے - جو سراسر الحاد ہے زحیر بمعنے مرض پیچش مگر عرف استعمال میں بمعنے ناخوش اور آزردہ و ناخوشی و آزردگی یہاں پچھلے معنے مراد ہیں -

	دریکے گفتہ کہ بگزار آن خود	کان قبول طبع تو ردست و بد	
ترجمہ	ایک میں لکھا ہے کہ خود رائی کو چھوڑ	رد قبول طبع ہے مُنہ اُس سے موڑ	
	راہہائے مختلف آسان شدہ	ہر یکے را ملتے چون جان شدہ	
ترجمہ	ہو گئی ہیں اس سے راہیں مختلف	کیونکہ ہیں لوگوں کی چاہیں مختلف	

	گر میسّر کردن حق رہ بُدے	ہر جہود و گبر زان آگہ بُدے
ترجمہ	راہ حق ہوتی ہر آسانی اگر	ہر یہود و گبر ہوتا با خبر

شرح - آن فارسی میں مال و ملکیت کو کہتے ہیں۔ لیکن یہاں بمعنے مقتضائے طبیعت ہے کیونکہ ہر شخص اپنی طبیعت پر اختیار رکھتا ہے اس لحاظ سے اس کی طبیعت گویا اُس کی ملکیت ہے۔ قبول بمعنے مقبول ہے اور رد بمعنے مردود مختلف راہوں سے مختلف قوموں کے جدا جدا طریقے مراد ہیں۔ ان شعروں کے بھی حسب سابق دو معنے ہیں۔ پہلے معنے جو مولانا کا مطلب ہے طریقت اور شریعت کے مطابق ہیں اور وزیر کا مقصود سراسر الحاد ہے۔ چنانچہ مولانا کا مطلب یہ ہے کہ اے شخص مقتضائے طبیعت اور خواہش نفسانی کو چھوڑ کیونکہ جو شئے مقتضائے طبیعت اور مقبول طبع ہے وہ مردود اور بُری ہے بلکہ پابند شریعت راہ اس لئے کہ طبیعت اباحت اشیا اور رخصت کی طرف مائل ہے۔ اور مقتضائے طبائع کے سبب مختلف اور ٹیڑھی راہیں نفسوں پر آسان ہوگئیں ہاں ہر شخص اپنی طبع کے موافق اپنی ہوائی ملت کا پابند ہوگیا ہے تیسرے شعر کا یہ مطلب ہے کہ اگر کسی قوم یا شخص کے لئے تیسیر حق (اللہ تعالےٰ کا کسی مذہب پر چلنے کو آسان کردینا اور اُس کا سامان فرحت فرمانا) مذہب حق ہوجاتا تو ہر کافر اس مذہب حق سے آگاہ ہوجا۔ حالانکہ کافر مذہب حق سے بیشتر آگاہ ہیں مگر انہیں اپنے مذہب پر چلنے کے بڑے بڑے سامان عنایت ہوئے ہیں۔ بس تو معلوم ہوا کہ بلا پابندی شرع جس چیز پر عمل کرنا آسان ہو وہ آسانی مذہب حق کی دلیل نہیں ہوسکتی۔ اور وزیر کا یہ مطلب ہے کہ اپنے مقتضائے طبیعت پر عمل نہ کر کیونکہ مقتضائے طبیعت پر عمل کرنے سے مختلف راہیں پیدا ہوگئی ہیں قوموں میں برابر جنگ وجدال جاری ہے تو بھی مقتضائے طبیعت پر عمل کریگا تو جنگ وجدل میں مبتلا ہوجائے گا۔ بس تو اے مخاطب تو جم غفیر اور جماعت کثیر کا تابع ہوجا جو وہ کریں وہ تو کر۔ اگرچہ فعل معصیت ہو۔ اور جس چیز کو وہ نہ کریں اُن سے تو بھی باز رہ اگرچہ ملامت ہو کیونکہ مقتضائے طبع اور تیسیر حق اگر مذہب حق ہوتا تو ہر شخص مذہب حق سے آگاہ ہوتا حالانکہ مذہب حق سے ہر شخص آگاہ نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مقتضائے طبیعت مذہب حق نہیں ہوتا۔ بلکہ مذہب حق وہی ہے۔ جس پر جماعت کثیر عمل کررہی ہے۔ خواہ اُس کا اجتماع معصیت پر ہو یا طاعت پر۔

	در یکے گفتہ میسّر آن بود	کہ حیات دل غذائے جان بود
ترجمہ	ایک میں لکھا کہ وہ آسان ہے	جو حیات دل غذائے جان ہے
	ہر چہ ذوق طبع باشد چون گزشت	بر نیارد ہمچو شورہ ریع وکشت
ترجمہ	اور ذوق طبع جب جاتا رہا	لطف اُس کھیتی کا سب جاتا رہا
	جز پشیمانی نباشد ریع او	جز خسارت بیش نارد بیع او
ترجمہ	اب پشیمانی ہے اس کھیتی کا پھل	اس تجارت میں ہے نقصان و خلل

شرح کشت بفتح کاف عربی ایک قسم کی گھاس کا نام ہے اگر کشت بکسر کاف پڑھا جائے تو قافیہ نادرست ہے

	آن میسر نبود اندر عاقبت	نام او باشد معسر عاقبت
ترجمہ	اس کو کب کہتے ہیں آسان باہنر	بلکہ اس کا نام ہے دشوار تر
	تو میسر از معسر باز دان	عاقبت بنگر جمال این و آن
ترجمہ	معنے آسان دشکل کو سمجھ	جانچ لے دونوں کے حاصل کو سمجھ

شرح مولانا کا یہ مطلب ہے کہ آسان چیز جس کا حاصل کرنا ضروری ہے عبادت اور ترک لذات نفسانیہ ہے۔ جو حیات دل اور غذائے روح ہے آسان چیز سے ذوق طبع یعنے لذات نفسانیہ مراد نہیں ہیں۔ کیونکہ لذات نفسانی ایک فانی چیز ہے۔ اس کا لطف اسی وقت ہے جبتک موجود ہے اور جس وقت یہ جاتی رہی تو دو قسم کا نقصان رہا ایک اس کا نفنا ہونا دوسرے یہ کہ طبیعت بالکل نکمی اور شورزمین کے مانند رہگئی جس میں محبت الہٰی کا تخم ہرگز بار ور نہیں ہوگا۔ (ضمیر برنیار طبیعت کی طرف راجع ہے) اور جب کہ یہ تخم بار ور نہ ہو توزمین طبع میں دے بشیبانی کے اور کوئی کھیتی پیدا نہ ہوگی۔ اور اس قسم کا معاملہ سوائے خسارہ عقبےٰ کے اور کسی چیز کو مفید نہ ہوگا جز خسارت بیش نارد بیع او پہلے مصرع کی تمثیل ہے اور بیش دبشیں دونو طرح معنے درست ہیں۔ ریع افزونی مزروعات۔ نتیجہ یہ نکلا کہ طبیعت لذات نفسانی کے سبب کسی قابل نہیں رہتی۔ اور انجام کار لذات نفسانیہ فانیہ کا ملنا بھی (جس کو آسان سمجھ رکھا تھا) بالکل ناممکن ہوجاتا ہے۔ پانچویں شعر کا یہ مطلب ہے کہ اے شخص تو معسر اور میسر یعنے مشکل او آسان چیزیں تمیز حاصل کر۔ اور یہ سمجھ کہ ہماری مراد مشکل سے کیا ہے۔ اور آسان سے کیا۔ عارفوں کے نزدیک عبادت آسان ہے اور لذات کا پابند ہونا مشکل یا یہ کہ دنیا کی ظاہری عسرت اور یسرت پر نہ جا ممکن ہے کہ اکثر مال و دولت والے یاد الہٰی سے غافل ہوں اور ان کا آل عسرت کے ساتھ ہو اور بہت سے فقرا یاد الہٰی میں مشغول ہوں اور ان کا انجام یسرت سے ہو۔ نیکی بدی کا اعتبار خاتمہ پر ہے اور دوسرے کا مطلب یہ ہے کہ آسان چیز اس کا نام ہے جس میں دل کی خوشی اور جان کی تازگی ہو۔ اور قوام بدن ہو اور یہ بات لذت نفسانی سے حاصل ہوتی ہے۔ بس تو یہ چاہیئے کہ آدمی لذت نفسانی کو نہ چھوڑے۔ کیونکہ اگر اس کو چھوڑیگا تو طبیعت اور مزاج میں ضعف پیدا ہو جائے گا اور جب ضعف ہوگیا تو زمین طبع سے تروتازگی کا سبزہ ہرگز نہ اگے گا۔ بلکہ پشیمانی حاصل ہوگی۔ اور آدمی یوں کہیگا کہ میں نے ناحق لذت نفسانی کو چھوڑا اس ترک لذت اور انجام کار حسرت کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ جس چیز کا ملنا میسر یعنے آسان تھا اب معسر یعنے مشکل ہو جائے گا۔ کیونکہ گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں۔ یعنے جتنی مدت اس نے لذات کو ترک کیا ہے وہ مدت واپس نہیں آسکتی۔

پانچویں شعر کا یہ مطلب ہے کہ اے شخص تو میسر اور معسر میں تمیز کر یعنے جس چیز سے (مثلاً لذات نفسانی) بدن تازگی اور جان و دل کو فرحت حاصل ہو۔ اس کو آسان سمجھ تو اس کے خلاف ہو اس کو مشکل جان۔ دوسرے شعر کا یہ مطلب طریقت کے خلاف شریعت سے جدا اور سراسر الحاد اور اس کی بے ایمانی کی نشانی ہے۔

	در یکے گفتہ کہ استادے طلب	عاقبت بینی نیابی در حسب
ترجمہ	ایک میں لکھا کہ ہو مرشد طلب	عاقبت بینی نہیں مال و حسب

	عاقبت دیدند ہر گون اُمتے	لاجرم گشتند اسیر زلتے
ترجمہ	عاقبت بے مرشدوں کے ہے خراب	مسلک الیوں کا ہے راہ نا صواب
	عاقبت دیدن نباشد دست باف	ورنہ کے بودے بدینہا اختلاف
ترجمہ	عاقبت بینی نہیں ہاتوں کا کام	ورنہ سب دین ایک ہوتے اے ہمام

شرح ۔ مولانا کا یہ مطلب ہے کہ اے سالک مرشد کامل کو ڈھونڈ (خواہ رسول ہو یا اُس کا خلیفہ یا ولی) اور اپنے حسب ونسب (مال وخاندان) پر مغرور نہ ہو ۔ کیونکہ عاقبت بینی اور مشاہدۂ حق حسب ونسب سے حاصل نہیں ہوتا ۔ جنہوں نے بلا ارشاد مرشد عاقبت بینی چاہی ۔ وہ لغزش میں مبتلا ہو گئے اور مقام مشاہدہ تک نہ پہنچے ۔ عاقبت بینی دست باف (اپنے ہاتھ کا کام) یعنے آسان چیز نہیں ہے ۔ ورنہ دنیا کے مذہبوں میں اختلاف نہ ہوتا ہر شخص گھر بیٹھے عاقبت بیں بنجاتا ۔ پیغمبروں کا آنا اور مذاہب کا اختلاف اسی لئے ہے کہ ہر شخص اپنے زمانہ کے موافق رسولوں اور مرشدوں کے ذریعہ سے عاقبت بیں بنجائے ۔ وزیر کا یہ مطلب ہے کہ کسی استاد ہنرمند کو طلب کر اُس سے دنیا کمانا سیکھ کیونکہ عاقبت بینی یہی ہے کہ آدمی دنیا کمائے ۔ دین کی بزرگی کچھ عاقبت بینی نہیں ہے اس صورت میں حسب سے بزرگی دین ہے ۔ بغیر دنیا کمائے دین درست نہیں ہو سکتا جنہوں نے بزرگی دین پر نگاہ رکھی ۔ وہ دولت دنیا سے محروم رہے ۔ تو ہنرمند اُستادوں کے کہنے پر عمل کر (خواہ طاعت ہو یا معصیت) عاقبت بینی (دنیا کمانا) کوئی آسان کام نہیں ہے جو بلا امداد اُستاد خود حاصل ہو جائے ۔ اگر یہ کام آسان ہوتا ۔ تو اختلاف مذاہب نہ رہتا ۔ کیونکہ یہ اختلاف اسی لئے ہے کہ جب لوگوں کو دنیا کمانے میں دشواری ہوئی ۔ تو اُنہوں نے نئے نئے مذہب ایجاد کر کے دین کے پردے میں دنیا کمانی شروع کر دی اور مختلف فرقے بن گئے ۔ یہ اس مکار وزیر کا فریب آمیز الحاد کی ترغیب دینے والا سبق ہے ۔ جو اُس نے نافہم عیسائیوں کو دیا تھا ۔

	در یکے گفتہ کہ اُستا ہم توئی	زانکہ اُستا را شناسا ہم توئی
ترجمہ	ایک میں لکھا کہ خود مرشد ہے تو	عارفِ مرشد ہے تو عابد ہے تو
	مرد باش و سخرۂ مردان مشو	رو سر خود گیر و سر گردان مشو
ترجمہ	مرد بن اور بازیٔ مردان نہ ہو	چل پڑ اے کمبخت سر گردان نہ ہو

شرح مولانا کا یہ مطلب ہے کہ اے مخاطب اگر تو کامل العقل اور کامل الادراک ہے تو تجھکو اُستاد کی کچھ حاجت نہیں ۔ بلکہ تو اس صورت میں اپنے وقت کا خود اُستاد ہے ۔ کیونکہ تو اپنے فہم سے اُستاد حقیقی کو معلوم کرے گا مثلاً اگر سارا جہان کامل اساتذہ سے پر ہو مگر تجھکو اتنی تمیز نہیں کہ حق و باطل میں فرق کر سکے ۔ تو اس سے کچھ فائدہ نہ ہوگا ۔ اور اگر تمام جہان میں کوئی اُستاد نہ ہو ۔ لیکن تو اپنے ادراک سے یہ معلوم کرے کہ اُستاد (منعم حقیقی اللہ تعالیٰ ہے تو تیری عقل گویا تیرے لئے مرشد ہے ۔ اور الرحمٰن علم القرآن کے یہی معنی ہیں مطلب یہ کہ عقلمند اپنے نفس

کا آپ ہادی ہے۔ پس اگر تجھ میں عقل ہے تو مردانگی اختیار کر۔ اور جھوٹے مشائخ کا مقلد نہ بن اور اُن کے اتباع سے قابل تضحیک خلائق اور پریشان نہ ہو۔ مشہور ہے کہ شیخ فرید الدین عطارؒ اور شیخ بہاء الدین صاحب نقشبندؒ کسی کے مرید نہ تھے بلکہ اُن کو روحانی بیعت حضرت بایزید بسطامیؒ سے تھی۔ اور اُن کو شیخ عبد الخالق غجدوانی سے۔

وزیر کا یہ مطلب ہے کہ اے شخص تو خود ہنرمند ہے اگر ہنرمند نہ ہوتا تو دوسرے ہنرمند کو کیونکر پہچان لیتا۔ پس جب تجھ میں اتنی عقل ہے تو مرد بن اور جو کچھ تیری عقل میں آئے کر گزر۔ اُستاد کی تقلید کی کیا ضرورت ہے خواہ نبی ہو یا ولی۔ اگر تو اُن کے تقلید کریگا تو پریشان ہو جائے گا۔ اور باوجود عقلمندی لوگ تیری بیوقوفی پر ہنسینگے۔ سخرہ بمعنے تمسخر و خوش طبعی و مسخرہ۔

	دریکے گفتہ کہ این جملہ توئی	مے نگنجد درمیان ما دوئی
ترجمہ	ایک میں لکھا کہ یہ سب کچھ ہے تو	ہو نہیں سکتی دوئی کی گفتگو

شرح یہ شعر اکثر نسخوں میں نہیں پایا جاتا۔ لیکن اس کا مطلب بھی دو طرح ہو سکتا ہے مولانا کا مقصود یہ ہے کہ اے خدا یہ تمام موجودات تیرے مظاہر ہیں۔ اور ان میں تو ہی نظر آتا ہے۔ کیونکہ اگر یہ تیرے مظاہر نہ مانے جائیں تو ضرور ہے کسی اور کے مظاہر ہوں گے اور یہ شرک خفی اور دوئی ہے۔ جس کا وجود اہل تصوف کے نزدیک بالکل باطل ہے اور وزیر کا یہ مقصود ہے کہ اے خدا یہ تمام موجودات عین حقیقت ذات ہیں اگر عین حقیقت نہ مانے جائیں تو دوئی لازم آتی ہے یعنے تیرے وجود کی طرح ان کا وجود بھی تسلیم کرنا پڑتا ہے یہ مقصود غلط ہے کیونکہ موجودات عین حقیقت ذات نہیں ہو سکتے۔ ایسا عقیدہ سراسر الحاد ہے۔

	دریکے گفتہ کہ ایں جملہ یکیست	ہر کہ او دو بیند احوال مردکیست
ترجمہ	ایک میں لکھا کہ یہ سب ایک ہے	تو نہ بن احوال کہ مطلب ایک ہے

شرح اس کے بھی دو معنے ہیں۔ مولانا کا یہ مقصد ہے کہ یہ تمام موجودات ازل میں یعنے آفرینش سے پہلے ایک چیز یعنے لاشئے تھے البتہ عالم کثرت میں آکر ان میں تعین اور تعدد واقع ہو گیا ہے۔ اس مسئلہ کا نام اہل سلوک کے نزدیک وحدت وجود ہے۔ اور وزیر کا یہ مقصود ہے کہ تمام موجوات ایک حالت میں ہیں حلال وحرام اور جائز و ناجائز میں کچھ فرق نہیں فعل واجب اور ترک واجب ایکساں ہیں۔ نعوذ باللہ من ذلک

	دریکے گفتہ کہ صد یک چون بود	این کہ اندیشد مگر مجنون بود
ترجمہ	ایک میں لکھا کہ سو کیونکر ہوں ایک	یہ تو ہے دیوانگی اے مرد نیک

شرح۔ مولانا کا مطلب ہے کہ خالق اور موجودات میں فرق اعتباری ضرور ہے اس لئے سو چیزیں ایک ذات ہرگز نہیں ہو سکتیں۔ اور وزیر کا یہ مطلب ہے کہ ذات اور موجودات میں فرق حقیقی ہے یعنے موجودات اس کا مظہر نہیں ہو سکتیں۔ اور جب فرق حقیقی ٹھیرا تو سو چیزیں مل کر ایک نہیں ہو سکتیں۔ کاف کہ ابتدائیہ ہے اور مگر کے بعد آنکہ محذوف ہے۔ الحمد للہ کہ ان مشکل شعروں کا حل جو دو طرح کے احتمالات رکھتے ہیں ہماری رائے ناقص کے موافق اچھی طرح ہو گیا۔ فی الواقع یہ مولانا کا الہام ہے۔ کہ وہ ایسے الفاظ لائے جن سے دو دو

کے مطالب نکل سکیں ایک صحیح بطور نصیحت و تصوف اور دوسرے وزیر کے مقولے جو بالکل غلط اور خلاف واقع ہیں ان اشعار کے مطالب پر غور کرنے سے معلوم ہو جائے گا کہ مولانا کے مطالب ہرگز ایک دوسرے کے خلاف نہیں ہیں۔ اور وزیر کے مطالب بالکل ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ چنانچہ مولانا قدس سرہ خود فرماتے ہیں۔

	ہر یکے قولیست ضدِّ یک دگر	چوں یکے باشد بگو زہر و شکر
ترجمہ	ہیں یہ سارے قول ضدِ یک دگر	ایک ہو سکتے ہیں کب زہر و شکر
	در معانی اختلاف و در صُوَر	روز و شب ہیں خار و گل سنگ و گہر
ترجمہ	ظاہر و باطن مخالف ضد ہیں کے سب	خار و گل سنگ و گہر یا روز و شب

شرح یعنے وزیر کا ہر مقولہ ایکدوسرے کی ضد ہے کیونکہ پہلے اسنے ریاضت و جوع کی تعریف کی پھر اسکی ہجو بعدہ جود کی تعریف کی۔ پھر اس کی ہجو علی ہذا القیاس۔ دوسرے مصرع سے مولانا نے بغرض نصیحت ایک اور مطلب کی طرف انتقال کیا ہے زہر و شکر سے افعال حسنہ اور اعمال قبیحہ مراد ہیں۔ یہ دونوں صورت میں بھی مختلف ہیں۔ (مثلاً نماز ادا کرنے کی اور صورت ہے۔ اور چوری کی اور) اور معنے یعنے تاثیر میں بھی مختلف ہیں اعمال حسنہ کی تاثیر نجات ہے اور افعال قبیحہ کی ہلاک۔ چوتھا مصرع افعال حسنہ اور قبیحہ کی تمثیل ہے بطور توضیح یعنے برُے اور بھلے افعال میں ایسا فرق ہے جیسا رات اور دن یا خار و گل یا پتھر اور گوہر میں۔

	تا ز زہر و از شکر در نگذری	کے تو از گلزار وحدت بر خوری
ترجمہ	زہر و شکر سے نہ ہوگا گر نفور	تو رہے گا گلشن وحدت سے دور

شرح۔ یعنے اے مخاطب جبتک تو افعال اور اعیان کی مخالفت اور اس مخالفت کے متعلق مباحثوں سے الگ نہ ہوگا اور اختلافی جھگڑوں کو چھوڑ کر اصل ذات واحد کو نہ معلوم کریگا۔ مقر وحدت تک ہرگز نہ پہنچیگا۔ اور تجکو ہرگز یہ معلوم نہ ہوگا۔ کہ مُذِل و مُعِز اور محیی اور ممیت اور قابض اور باسط اور نافع اور رافع ایک ہے۔

	وحدت اندر وحدت ست این مثنوی	از سمک رو تا سماک اے معنوی
ترجمہ	عین وحدت ہے یہ ساری مثنوی	اُڑ زمیں سے عرش پر اے معنوی

شرح۔ وحدت اندر وحدت بطور مبالغہ ہے یعنے سر بسر ذکر وحدت سمک بمعنے مچھلی اس سے مراد عالم پستی ہے سماک بمعنی ستارہ اس سے مراد عالم علوی ہے معنوی بمعنے طالب معنے۔ یعنے اے طالب اس مثنوی پر عمل کرنے سے تو از عالم پستی تا عالم علوی و سر وحدت ترقی کرسکتا ہے فی الواقع مثنوی شریف ایسی ہی چیز ہے

	در بیان آنکہ اختلاف در صورت روش است نہ در حقیقت
ترجمہ	اس بات کا ذکر کہ اختلاف ظاہر میں معلوم ہوتا ہے حقیقت میں نہیں

ایں نمط زیں نوع دہ طومار و دو	بر نوشت آں دین عیسیٰ را عدو

ترجمہ	اس طرح بارہ صحیفے لکھ دیئے	دین عیسیٰؑ کی عداوت کے لئے

شرح اس شعر کے معنے دو طرح ہیں اوّل یہ کہ وزیر نے اسی طرح کے باہم مخالف مضامین لکھے تھے۔ جن کا نمونہ ہم نے اوپر دکھایا ہے اور ان میں سے بعض کو نقل کیا ہے۔ دوسرے یہ کہ زین نمط سے یہ مطلب ہے کہ وزیر نے اسی طرح کے کچھ باہم مخالف مضامین لکھے تھے جنکو مثنوی میں تو نقل نہیں کیا گیا۔ لیکن بطور تشبیہ و تمثیل گزشتہ سولہ مقالوں میں بعض اصطلاحات صوفیہ افادۂ سالکین کے لئے اپنی طرف سے درج کر دیئے ہیں۔ مگر اس صورت میں اتنی بات اور زیادہ کرنی پڑیگی کہ مولانا کے مقولے ایک دوسرے کے مخالف نہیں اور وزیر کے مقولے ایک دوسرے کی ضد تھے۔

	او زیکرنگی عیسیٰؑ بو نداشت	وز مزاج خم عیسیٰؑ خو نداشت
ترجمہ	واقف یک رنگیٔ عیسیٰ نہ تھا	خم عیسیٰ کو کبھی دیکھا نہ تھا

شرح۔ یعنے وزیر یہ نہ جانتا تھا کہ حضرت عیسیٰؑ اور موسیٰؑ باہم یک رنگی رکھتے ہیں اگر مذاہب کے اتحاد حقیقی سے واقف ہوتا تو ہرگز لوگوں کے گمراہ کرنے کا فکر نہ کرتا۔ اور اگر خم عیسیٰ کی عادت سے واقف ہوتا تو معلوم کر لیتا کہ اس میں وہی رنگ ہے جو حضرت موسیٰؑ کے خم میں تھا۔ اور جس میں خدا کے پاک بندے رنگے جاتے ہیں۔ اسی رنگ کا نام صبغۃ اللہ ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔ صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً۔

	جامۂ صد رنگ ازان خم صفا	سادہ و یک رنگ گشتے چون ضیا
ترجمہ	جامۂ صد رنگ اُس سے ۔ با صفا	ہوتے تھے یک رنگ مانند ضیا

شرح۔ جامۂ صد رنگ سے مختلف عقیدے والے لوگ اور خم عیسیٰؑ سے مذہب عیسیٰ علیہ السلام مراد ہے۔ یا جامۂ صد رنگ سے وہ شخص مراد ہے جو مختلف صفات ذمیمہ اور اغراض دنیا میں ملوث ہو حاصل یہ کہ لوگ مذہب عیسیٰؑ کے اتباع سے یک رنگی (رنگ وحدت) اور دنیا کی اغراض مختلفہ سے سادگی حاصل کرتے تھے اور اُن کے قلب روشن قابل تجلی ذات ہو جاتے تھے۔ بعض نسخوں میں ضیا کی جگہ صبا دیکھا ہے۔ یعنے ایسے پاک ہو جاتے تھے۔ جس طرح صبا کہ ہر طرح کے رنگ سے پاک ہے۔ بعض نے لکھا ہے کہ یہ شعر حضرت عیسیٰؑ کے مشہور معجزہ کی طرف اشارہ ہے یعنے ایکبار آپ کپڑے رنگنے والوں کی طرف گزرے جن کے پاس مختلف رنگائی کے کپڑوں کا ڈھیر تھا۔ عیسیٰؑ نے سارے کپڑے ایک مٹکے میں ڈالدیئے۔ رنگریزوں کو نہایت رنج ہوا کیونکہ اُن کا مقصود یہ نہ تھا۔ کہ سارے کپڑے ایک ہی رنگ میں رنگے جائیں۔ عیسیٰؑ نے اُن کی گھبراہٹ کو دیکھکر فرمایا کہ ایک ایک رنگ کا نام لیتے جاؤ۔ جس رنگ کا نام لے کر کپڑا نکالنا چاہو گے اُسی رنگ کا نکلے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور وہ لوگ یہ معجزہ دیکھ کر ایمان لے آئے۔ بعض نے انہیں کو حواری کہا ہے۔ لیکن مولانا کے اس شعر سے یہ معجزہ نہیں نکلتا۔ کیونکہ معجزہ تو یہ تھا کہ ایک رنگ یعنے سفید کپڑے سو رنگ کے ہو کر نکلے۔ اور شعر سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سو رنگ کے کپڑے ایک رنگ ہو کر برآمد ہوئے۔ اس لئے وہی معنے ٹھیک ہیں جو ہم نے اوپر بیان کئے۔ البتہ اثبات معجزہ کے لئے شعر میں تعقید مانی جائے تو معنے درست ہو جائینگے۔ مثلاً یوں کہا جائے کہ گشتے فعل ناقص سادہ و یک رنگ اُس کا اسم اور جامۂ صد رنگ اُس کی خبر ہے۔ یعنے جامۂ سادہ و یک رنگ خم عیسیٰؑ کی تاثیر سے جامۂ صد رنگ ہو جاتے تھے۔

نیست یکرنگی کزو خیزد ملال — بل مثالِ ماہی و آبِ زُلال

ترجمہ: یہ نہیں یکرنگی رنج و ملال — بلکہ ہے چوں ماہی و آب زلال

شرح۔ یعنے رنگ وحدت ایسا رنگ نہیں ہے کہ رنگ دنیا کی طرح اس میں رنج ومشقت اُٹھانی پڑے بلکہ اس کی مثال ایسی ہے۔ جیسا کہ مچھلی اور پانی جس طرح مچھلی پانی میں خوش رہتی ہے۔ اسی طرح طالب جب مقام تفرقہ اور خیالات اور اختلافات دنیوی سے نکلکر غریق بحر وحدت ہو جاتا ہے۔ تو نہایت خوش رہتا ہے۔

گرچہ در خشکی ہزاران رنگہاست — ماہیان را با یبوست جنگہاست

ترجمہ: گرچہ ہیں خشکی میں ظاہر لاکھ رنگ — ہے یبوست سے مگر ماہی کو جنگ

شرح۔ یعنے اگرچہ دنیا میں طرح طرح کے نقش اور قسم قسم کی صورتیں موجود ہیں۔ لیکن ماہی بحر وحدت خشکی کو ناپسند کرتی ہے۔

کیست ماہی چیست دریا در مثل — تا بدان ماند خدا عزّ و جل

ترجمہ: کون مچھلی کیا ہے دریا فی المثل — تا ہوں مانند شہ عزّ و جل

شرح۔ یعنے اے مخاطب مچھلی بیچاری کون ہوتی ہے اور دریا کیا چیز ہے کہ تشبیہ میں انبیا و اولیا مچھلی کے اور خدائے عزّ و جل دریا کے مانند ہو سکے۔ تو ہمیں مچھلی کو عین اولیا و انبیا اور دریا کو عین ذات نہ سمجھو۔ بلکہ ہم نے ماہی و زلال کی مثال سمجھانے کیلئے بیان کی ہے۔

صد ہزاران بحر و ماہی در وجود — سجدہ آرد پیش آن دریائے جود

ترجمہ: صد ہزاراں بحر و ماہی کی مثال — سجدہ میں ہیں پیشِ ربّ ذُوالجلال

شرح۔ یعنے دریا اس قابل نہیں کہ ذات احدیت کو اُس سے تشبیہ دی جائے۔ کیونکہ لاکھوں دریا اور مچھلیاں عالم وجود میں اُس دریائے وجود کے سامنے سجدہ میں ہیں۔ اور اسکی تسبیح کر رہی ہیں۔ وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بحمدہٖ کے یہی معنے ہیں۔

چند باران عطا باران شدہ — تا بدان آں بحر دُر افشان شدہ

ترجمہ: مدتوں ابرِ عطا باراں رہا — اس سے دریا گوہر افشاں رہا

شرح یعنے دریا کی عطا اللہ تعالیٰ کی عطا پر موقوف ہے اگر قطرۂ نیساں نہ برسے تو بحر دُر اُفشاں نہیں ہو سکتا۔ پس تو ہم کیونکر ذات حق کو دریا سے تشبیہ دے سکتے ہیں۔ پہلا باران بمعنے بارش۔ اور دوسرا اسم فاعل ہے۔

چند خورشید کرم افروختہ — تا کہ بر و بحر جُود آموختہ

ترجمہ: مدتوں چمکا ہے خورشیدِ کرم — جس سے سیکھا ہے سخاوت دشت و یم

شرح۔ پہاڑوں میں پتھر اور لعل۔ دریا میں موتی کھیت میں غلہ پیدا ہونیکے لئے آفتاب کی حرارت بھی ضروری ہے۔

بحر و بر کی عطا و بخشش گو آفتاب پر موقوف ہے۔ مگر آفتاب کا نکلنا اور چھپنا اللہ تعالےٰ کے اختیار اور حکم میں ہے پھر جب یہ بات ہے تو ہم اللہ کو دریا وغیرہ سے کس طرح تشبیہ دے سکتے ہیں۔ اسی پہلے مضمون کی تائید ہے۔ اور ان دونو شعروں سے یہ بھی نکلتا ہے کہ گو ظاہر میں ہم کو عطائے آفتاب اور جود دریا کی صورت الگ الگ نظر آتی ہے۔ مگر فی الواقع دونوں کی حقیقت ایک ہے کیونکہ دونوں ایک ہی ذات پاک سے فیض حاصل کرتے ہیں۔ بعض نسخوں میں تا کہ ابر و بحر ہے اور یہ ظاہر ہے کہ ابر کا وجود حرارت آفتاب پر اور دریا کا وجود ابر نیساں پر منحصر ہے اور یہ سب حکم الٰہی کے تابع ہیں اس لئے گو صورت میں اختلاف ہے مگر حقیقت سب کی ایک ہے۔

	چند خورشید کرم تاباں شدہ		تا بدان آن ذرہ سرگردان شدہ
ترجمہ	مدتوں تاباں رہا ہے مہر جود		ذرہ کو حاصل ہوئی جس سے نمود

شرح۔ ذرہ کا چمکنا آفتاب پر اور آفتاب کا طلوع حکم الٰہی پر موقوف ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ گو ان دونوں میں ظاہری اختلاف ہے۔ مگر حقیقت میں ایک ہیں۔ ذرہ کا سرگرداں ہونا بمعنے اڑنا ہے۔

	پرتو دانش زدہ بر ماؤ طین		تا شدہ دانہ پذیرندہ زمین
ترجمہ	آب و گل میں ہے وہ ظاہر بالیقیں		جس سے ہے دانہ پذیرندہ زمین

شرح یعنے ذات حق مظہر آب و گل میں ظاہر ہوئی ہے (کیونکہ جمیع موجودات اس کے مظاہر ہیں) اس سبب سے زمین نے دانہ اور روئیدگی کو قبول کیا۔ مطلب یہ کہ روئیدگی اللہ تعالےٰ کا فعل ہے جو مظہر زمین میں ظاہر ہوا۔ مظہر یعنے زمین کا فعل نہیں ہے۔ زدہ بمعنے افتادہ ہے اور یہ شعر اتحاد حقیقی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ بعض نسخوں میں نور آتش کی جگہ دانش ہے۔ یعنے ذات حق کی دانش کا پرتو آب و گل پر پڑا ہے۔ یعنے اللہ تعالےٰ اپنے اسم علیم (دانائے از نامہائے الٰہی) کے ساتھ اس مظہر میں ظاہر ہوا۔ اور زمین میں بقدر وسعت دانائی پیدا ہو گئی ہے کہ اس نے دانہ کو قبول کر لیا۔

	خاک امین و ہرچہ در وے کاشتی		بے خیانت جنس آن برداشتی
ترجمہ	ہے زمین گویا امیں اے مرد دین		ہے وہ حاصل بوئے گا جو بالیقین
	ایں امانت زاں عنایت یافتست		کافتاب عدل بروے تافتست
ترجمہ	یہ عنایت ہے جناب عدل کی		روشنی ہے آفتاب عدل کی

شرح یعنے خاک امانت دار ہے کیونکہ جو کچھ تو اس میں بوتا ہے بے نقصان و خیانت (بلکہ مع زیادت) حاصل کر لیتا ہے۔ یہ امانت اس لئے زمین کو حاصل ہوئی کہ آفتاب عدل (اللہ تعالےٰ) نے اسم عدل کے ساتھ اس میں ظہور کیا ہے مطلب یہ کہ فی الواقع زمین اور پرتو ذات حق متحد ہے۔ گو ظاہر میں مختلف معلوم ہو (عدل کو امانت لازم ہے)

تا نشان حق نیارد نو بہار		خاک سرہا را نسازد آشکار

ترجمہ: گر نشانِ حق نہ پائے نوبہار — خاک بھیدوں کو کرے کب آشکار

شرح: یعنے جب تک حُسنِ حق یا اثر اسم عدل ولطیف نوبہار یا فصل ربیع میں ظاہر نہ ہو زمین ... اپنے اسرار مکنونہ یا روئیدگی نباتات کو ہرگز آشکارا نہ کرے۔ اس سے معلوم ہوا کہ تمام آثار اور اسرار موجودات و مصنوعات میں اللہ تعالٰے ہی کی طرف سے ہیں۔ اور اُس کے اسمائے حسنیٰ کے مظہر ہیں۔ قرآن مجید میں ہے۔ سَنُرِیْهِمْ اٰیٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَفِیْۤ اَنْفُسِهِمْ۔ ہم اُن کو اپنی قدرت کی نشانیاں دکھائینگے۔ جہان میں اور اُن کے نفسوں میں یعنے تمام اشیاء ہمارے اسماء کا مظہر ہیں۔ دوسری آیت ہے فَانْظُرْ اِلٰۤى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا اس کے معنے شعر کے مطابق ہیں۔ دوسرے مصرع میں سِر بکسر سین اور سَر بفتح سین دونوں طرح درست ہے۔

آن ہوا دے کہ جمادے را بداد — ایں خبرہا ایں امانت ویں سداد

ترجمہ: دی ہے اس نے جان کو اُس نے یہ خبر — یہ امانت یہ اطاعت اے بشر

شرح: جماد بالفتح و بالکسر سخت زمین اور بیجان چیز کو کہتے ہیں۔ خبر بمعنے دانائی و سداد بمعنے استقامت و استحکام۔ یعنے اللہ تعالٰے ایسا جواد ہے کہ اُس نے زمین کو دانائی اور امانت اور استقامت عطا فرمائی ہے۔ سداد اور استقامت سے اطاعت حکم خدا اور اُس اطاعت میں استحکام مراد ہے۔

آن جماد از لطف چوں جان میشود — زمہریر از قہر پنہان میشود

ترجمہ: جان اس بیجان کو دیتا ہے خبیر — قہر سے چھپتا ہے اُس کے زمہریر

شرح: جان۔ بمعنے صاحب جان۔ بحذف مضاف۔ یعنے ذی روح اور زمہریر بمعنے سرمائے سخت یعنے اللہ تعالٰے کے لطف و انعام سے زمین فصل ربیع میں ذی روح کے مانند ہو جاتی ہے یعنے ذات حق کا ظہور اسم لطیف یا اسم منعم کیساتھ اس مظہر میں ہوتا ہے۔ اور سرما جو ربیع کا دشمن ہے پنہاں ہو جاتا ہے کیونکہ اُس وقت سرما کے حق میں ظہور ذات حق اسم قہار کے ساتھ ہو جاتا ہے۔

آن جمادے گشت از فضلش لطیف — کُلُّ شَیْءٍ مِّنْ ظَرِیْفٍ هُوَ ظَرِیْف

ترجمہ: فضل سے اُس کے ہے ہر بیجان لطیف — یعنے ہے بیمثل کی ہر شئے ظریف

شرح: ظریف بطاء مہملہ و بظاء معجمہ دونو طرح درست ہے طریف۔ بمعنے غریب و نادر ظریف بمعنے زیرک و دانا یعنے بیمثل ذات کی بنائی ہوئی چیز بیمثل اور نادر ہے یا یہ کہ دانا اور عالم الغیب کے بنائی ہوئی ہر شئے دانا ہے۔ چنانچہ پرتو دانش زدہ بر ماء و طین سے ظاہر ہے۔ جماد سے۔ افسردہ و یخ بستہ و غیر ذی روح غرضکہ ہر شئے مظہر الٰہی ہونے کے باعث حقیقت میں ساتھی ہے۔ ظاہری اختلاف کا اعتبار نہیں۔

ہر جمادے را کند فضلش خبیر — عاقلان را کردہ قہر او ضریر

ترجمہ: فضل سے اُس کے ہیں بیجان باخبر — اور عاقل قہر سے ہیں کور در کر

شرح: کیونکہ اگر جماد ... میں باخبر ہونے۔ اور دانائی کا مادہ نہ ہو تو یُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ کے معنے

درست نہیں ہوتے تسبیح بلا دانائی و عقل غیر ممکن ہے۔ دوسرے مصرع میں بیان قدرت ہے۔ یعنے جمادی کا تو یہ حال کہ باوجود غیر ذی روح ہونے کے خبیر اور امانت دار ہیں اور بعض عقلا ر کا یہ نقشہ کہ گویا متحجر ہیں۔ پتھر بن گئے ہیں۔ اور قہر خدا نے اُن کو دل نابینا کر کے چاہِ ضلالت میں ڈال دیا۔ چنانچہ کفار اور بعض فلاسفہ اسی قبیل کے ہیں۔ ایسے انسان کو اہل تصوف محجوب کہتے ہیں۔ جو جمادات سے بدتر ہے۔

	جان و دل را طاقتِ این جوش نیست	با کہ گویم در جہاں یک گوش نیست
ترجمہ	جان کو طاقت نہیں اس جوش کی	کہنے والے کو ہے حاجت گوش کی

شرح۔ این جوش کا اشارہ اور اک ذات اور اسرار حقیقت کی طرف ہے یعنے میں اسرار معرفت کس سے کہوں کوئی کان سننے والا نہیں ہے۔ کیونکہ جن کانوں سے امور دنیا سُنے جاتے ہیں وہ صرف گوشت کے ٹکڑے ہیں اور جن کانوں سے امور معنوی سُنے جائیں (گوشہائے دل) وہ بہت کم اور نادر ہیں کالنادر کالمعدوم۔

	ہر کجا گوشے بُد از وے چشم گشت	ہر کجا سنگے بُد از وے یشم گشت
	کان اُس کے لطف سے ہے رشکِ چشم	پتھر اُس کے فضل سے ہیں شکلِ یشم

شرح۔ یعنے جہاں معنوی کان تھے وہ لطف و عنایت الٰہی سے آنکھ بن گئے۔ اور جس جگہ پتھر تھے۔ وہ یشم اور لعل و جواہر ہو گئے۔ مطلب یہ کہ جو لوگ مرتبہ گوش میں تھے (یعنے اسرار معرفت سنتے تھے) وہ توفیق الٰہی سے مرتبہ چشم یعنے رویت و مشاہدہ میں پہنچ گئے ہیں۔ اور جس شخص کا دل پتھر کا تھا وہ اُس کی اعانت سے یشم بن گیا یعنے سنور اور صاف ہو گیا اس سے معلوم ہوا کہ تمام حیوانات اور نباتات و جمادات میں آثار لطف الٰہی ظاہر ہیں۔ اور یہ سب اُسی کے مظہر ہیں یشم سنگِ قیمتی مائل بہ سبزی۔

	کیمیا سازے ست چہ بود کیمیا	معجزہ بخشے ست چہ بود سیمیا
ترجمہ	اُس کی صنعت سے ہے لاشے کیمیا	معجزوں کے آگے کیا ہے سیمیا

شرح۔ یعنے اے مخاطب اگر بطور تشبیہ و تمثیل تو یوں کہے کہ اللہ تعالےٰ کی صنعت ایسی ہے جیسے صنعت کیمیا تو ہم یہ کہتے ہیں کہ کیمیا کیا چیز ہے۔ اس کی قدر کچھ تیرے ہی نزدیک ہو گی اللہ کے نزدیک کچھ نہیں اس لیے تشبیہ عبث ہے کیونکہ کیمیا گر تانبے کو سونا کر دیتا ہے اور اللہ تعالےٰ پتھر یعنے کفار کو ہدایت کے باعث اکسیر بنا دیتا ہے۔ اور انبیا کو معجزے اور اولیا کو کرامت عطا فرماتا ہے۔ جس کے سامنے سیمیا کی کچھ حقیقت نہیں سیمیا علم طلسم جس کے ذریعہ سے روح کو دوسرے بدن میں ڈال سکتے ہیں۔ مجازاً بعنے سحر دیا دو۔

	ایں ثنا گفتن ز من ترکِ ثنا ست	کیں دلیلِ ہستی و ہستی خطا ست
ترجمہ	ہے مری تعریف خود ترکِ ثنا	کیونکہ ہستی سے ہے ہستی ہے خطا

شرح اس شعر کی شرح مولانا شمس الدین تبریزی کی داستان میں مفصل طور پر گذر چکی ہے۔ وہاں دیکھ لیجئے۔

پیش هستش باید نیست بود | چیست هستی پیش او کور و کبود

ترجمہ: اُس کے آگے چاہیئے ترک وجود | کیونکہ ہستی ہے تری کور و کبود

شرح - یعنے اللہ تعالےٰ کی ہستی کے سامنے اپنی یا ماسوائے کی ہستی کو لاشئے اور نابود سمجھنا چاہیئے - کیونکہ یہ ہستی گویا کور چشم اور سراسر ظلمت ہے یعنے اپنے وجود عارضی کو ہست سمجھنا مرتبۂ مشاہدہ تک نہیں پہنچنے دیتا - طالب اور شاہد حقیقی میں ظلمت کی طرح حائل ہو جاتا ہے - اس لئے خیالی ہستی کو چھوڑ کر مرتبۂ فنا فی اللہ حاصل کرنیکی کوشش کرنی چاہیئے -

گر نبودے کور ازو بگداختے | گرمئ خورشید را بشناختے

ترجمہ: آنکھیں مل جاتیں گر اُس بے دید کو | دیکھ سکتی گرمئ خورشید کو -

شرح - یعنے اگر ہماری ہستی شپر کی طرح کور چشم نہ ہوتی تو آفتاب وحدت کے تجلی کو ضرور پہچانتی - اور اُس کی محبت میں گھل جاتی - چونکہ ہستی سے صاحب ہستی مراد ہے اس لئے بطور مفہوم مخالف ان اشعار سے یہ نکلتا ہے - کہ جو شخص اُسکی محبت میں نہیں پگھلتا - وہ کور باطن اور سراسر ظلمت ہے -

ور نبودے او کبود از تعزیت | کے فسردے ہمچو یخ این ناحیت

ترجمہ: تعزیت سے گر نہ ہوتی یہ کبود | کس لئے افسردہ رہتی اسے ودود

شرح اس شعر میں ہستی کے سراسر ظلمت اور کبود ہونے کا سبب تعزیت بیان کیا گیا ہے - اور بات بھی ٹھیک ہے کیونکہ تعزیت اور ماتم میں آدمی اکثر سیاہ لباس پہنتا ہے مطلب یہ کہ اگر ہستی موہوم تعزیت قوت مشاہدۂ حق کے سبب کبود اور سراسر ظلمت نہ ہوتی تو یہ ناحیۂ ممکنات یخ کی طرح افسردہ نہ ہوتا - بلکہ مرتبۂ فنا فی اللہ کی طرف ترقی کر جاتا - اور اُس کو خسارہ نہ ہوتا - جیساکہ اُس وزیر کو ہوا -

در بیان خسارت وزیر درین خدعه و مکر

ترجمہ: اس مکر اور فریب دینے میں وزیر کے نقصان اُٹھانے کا بیان

ہمچو شہ نادان و غافل بُد وزیر | پنجہ میزد با قدیم ناگزیر

ترجمہ: شکل شہ نادان و غافل تھا وزیر | عازم جنگ خدا سے ناگزیر

شرح - پنجہ زدن یعنے جنگ و مخالفت کرنا ناگزیر یعنے لازم الاتباع یعنے وزیر یہ چاہتا تھا کہ عیسیٰ کے دین کو مٹا دے مگر اللہ تعالےٰ نے جو قدیم اور ازلی اور لازم الاتباع ہے اُس دین کو پسند کر لیا تھا - تو گویا وزیر کا یہ سوچنا اُس کے ساتھ جنگ کرنا تھا -

ناگزیر جملہ - کان حی و قدیر | لایزال و لم یزل فرد و بصیر +

ترجمہ: بادشاہ انس و جان - حی و قدیر | لایزال و لم یزل فرد و بصیر

شرح - یعنے اللہ تعالے جملہ موجودات کے لئے لازم الاتباع ہے - کیونکہ وہ حی و قدیر ہے لایزال ہے لم یزل فرد بصیر ہے اور جس میں ایسی صفتیں ہوں وہ بیشک لازم الاتباع ہے کان حی و قدیر میں کاف تعلیل ہے -

با چنان قادر خدائے کز عدم | صد چو عالم ہست گرداند بدم

ترجمہ: جنگ - اور پھر ایسے قادر سے - کہ جو | ہست کردے ایک دم میں نیست کو

شرح - یعنے وزیر نے ایسی خدائے قادر کی مخالفت کی جو اس عالم کے مانند سو عالم ایکدم پیدا کر سکتا ہے -

صد چو عالم در نظر پیدا کند | چونکہ چشمت را بخود بینا کند

ترجمہ: ایسے عالم سیکڑوں پیدا کرے | تیری آنکھوں کو اگر بینا کرے

شرح - کیونکہ جب اللہ تعالے آنکھیں کھول دیتا ہے تو عارف کو عالم ملکوت جبروت لاہوت سب نظر آجاتے ہیں -

گر جہاں پیشت بزرگ و بے بنی ست | پیش قدرت ذرۂ میدان کہ نیست

ترجمہ: ہے جہاں گو تیری نظروں میں عظیم | کم ہے ذرہ سے مگر پیش کریم

شرح - بے بن بے انتہا و بے نہایت طویل و عریض بعض نسخوں میں بے ثنے . ثبائے مثلثہ ہے اس صورت میں ثنے ثانی کا امالہ اور مخفف ہے یعنے اگرچہ سارا جہان تیرے نزدیک عظیم الشان اور لاثانی ہے اور بعض نسخوں میں پر ثنے ست بھی ہے اس وقت ثنے امالہ ثنا ہے یعنے گو سارا جہان قابل تعریف ہے مگر فی الواقع لاشے ہے -

اینجہان خود حبس جانہائے شماست | ہیں روید آنسو کہ صحرائے شماست

ترجمہ: یہ جہاں ہے قیدخانہ جان کا | دوڑ جاؤ سوئے دشت پر فضا

شرح یعنے عالم دنیا تمہاری ارواح کا محبس ہے - یعنے روح قید وجود ظلمانی میں مقید ہے - اس قیدخانہ کو چھوڑ کر اس پر فضا جنگل میں چلو جو اولیاء انبیاء کا تفرج گاہ ہے - اس جنگل کا نام صحرائے عشق حقیقی ہے -

اینجہان محدود آن خود بیحد ست | نقش و صورت پیش آن معنے سد ست

ترجمہ: یہ جہاں محدود - وہ بے روک ہے | نقش و صورت اس کے آگے روک ہے

شرح - یعنے عالم دنیا محدود ہے کیونکہ فانی ہے - اور عالم حقیقت غیر محدود ہے - کیونکہ باقی ہے بس تو عالم فانی سے چل کر عالم باقی کی سیر کرنی چاہیئے مگر افسوس نقش و صورت یعنے سامان ظاہری اس عالم کے ان حقیقی معنوں کے معلوم کرنے میں سد راہ اور مانع ہیں - مطلب یہ کہ جس شخص نے اس عالم فساد کے نقش صورت اور ظاہری سامان سے تعلق رکھا - وہ عالم بقا سے محروم رہا - اور جس نے اپنے وجود موہوم کو ترک کر کے ماسوائے اللہ سے علاقہ منقطع کر دیا وہ اس عالم تک پہنچ گیا -

صد ہزاران نیزۂ فرعون را | در شکست آن موسی با یک عصا

ترجمہ | توڑ ڈالے نیزے سب فرعون کے | موسیٰ بایک عصانے دیکھ لے

شرح - موسیٰ بایک عصا کی اضافت توصیفی ہے اور وصف ترکیبی نے گویا اس سارے کلمہ کو ایک کر دیا ہے - یہاں سے پھر بیان قدرت حق شروع ہے -

صد ہزاران طب جالینوس بود | پیش عیسیٰؑ و دمش افسوس بود

ترجمہ | گرچہ زور طب جالینوس تھا | روبرو عیسیٰؑ کے سب افسوس تھا

صد ہزاران دفتر اشعار بود | پیش حرف امیئے اش عار بود

ترجمہ | گرچہ لاکھوں دفتر اشعار تھے | روبرو اُمّی کے ننگ و عار تھے

شرح - یہ معجزہ خاتم الانبیا کی طرف اشارہ ہے اور اُمیئے کی دوسری یے برائے وحدت ہے اور اش ضمیر شین اللہ تعالیٰ طرف راجع ہے - یعنے اللہ تعالیٰ کے پیدا کئے ہوئے ایک امی رسول کی بات کے آگے فصحائے عرب اور بلغائے حجاز کے دفتر اشعار باعث عار و ننگ تھے - فائدہ حضرت موسیٰؑ کے زمانہ میں سحر کا بہت زور تھا اس لئے اُن کو ویسا سحر نما اور مبطل سحر معجزہ (عصا) دیا گیا اور عیسےٰؑ کے زمانہ میں علم طب کی کثرت تھی انہیں اندھے کو بینا اور کوڑھی کو اچھا مُردہ کو زندہ کرنے کا معجزہ دیا گیا تھا - خاتم الانبیاء کے عہد میں فصاحت و بلاغت اور اشعار کی بہت دھوم تھی چنانچہ سبعہ معلقہ - یعنے سات قصیدے خانہ کعبہ میں لٹکائے گئے تھے اس لئے آپ کو قرآن شریف بطور معجزہ عنایت ہوا - اُمی او سان پڑھ ہونا آپ کے حق میں بہت بڑا معجزہ ہے - پہلے شعر میں افسوس بمعنے بازی و تمسخر ہے یعنے معجزات عیسیٰؑ کے روبرو طب جالینوس ایک کھیل سا تھا -

با چنان غالب خداوندے کسے | چون نمیرد گر نباشد او خسے

ترجمہ | روبروئے آن خداوندے جلیل | جو نہ ہو فانی وہ ہے مرد ذلیل

شرح - کسی دوسرے مصرع سے متعلق ہے - یعنے ایسے غالب خداوند کی محبت اور اطاعت میں کوئی اپنے آپ کو کیونکر فنا نہ کر دے گا - نہیں بلکہ ضرور کریگا - بشرطیکہ فنا کرنیوالا ذلیل اور دنی الطبع نہ ہوگا -

بس دل چون کوہ را انگیخت او | مرغ زیرک با دو پا آویخت او

ترجمہ | دل بہت سے کر دیئے انگیختہ | مرغ زیرک کو کیا آویختہ +

شرح - یعنے بہت سے دل جو کمال عقل اور قوت علم کے سبب پہاڑ کی طرح قوی تھے اللہ تعالیٰ نے اُن کو اکھاڑ دیا اور وہ پر کاہ کی طرح علم و عقل سے خالی ہو کر حضیض کفر میں جا پڑے جس طرح نصاریٰ باوجود دعوئے علم و عقل و زیر پُر تزویر کے کہنے میں آگئے - اور وزیر باوجود علم و عقل باعث گمراہی مخلوق ہوا جو اُس کے لئے سراسر خسارہ ہے دوسرا مصرع پہلے کی تمثیل ہے - یعنے مرغ زیرک باوجود اس زیرکی کے دام میں مشکل سے پھنستا ہے - مگر دیکھ لیجیے اُس کے حکم سے دونوں پاؤں کے بل شکنجہ میں لٹکایا جاتا ہے - بعض نے مرغ زیرک سے شیطان مراد لیا ہے جو بعید لعنت ہے - اور بعض نے طوطی کہ باوجود اس دانائی اور عقل اور گفتگو کے شکار - - - -

اور مقید ہو جاتا ہے۔ بعض نے مرغ زیرک سے دانشمند لوگ مراد لئے ہیں اور دو پا سے فکر و عقل یعنے دانشمند لوگ بھی عقل و فکر کے مقید ہیں۔ ان سے باہر نہیں نکل سکتے۔ اور چونکہ عقل و فکر میں فتور اور خطا کا احتمال ہے اس لئے ان سے راہ راست معلوم نہیں ہو سکتی۔ جیسا کہ وزیر اور مریدوں کو نہ معلوم ہوئی۔ اور عاقبت الامر خسارہ اٹھایا بعض نے کہا ہے کہ مرغ زیرک خاص ایک جانور کا نام ہے۔ جو دونوں پاؤں سے شاخوں میں لٹکا رہتا ہے

	فہم و خاطر تیز کردن نیست راہ		جز شکستہ مے نگیرد فضل شاہ
ترجمہ	کام کچھ دیتا نہیں علم خطیر		دل شکستوں کا ہے خالق دستگیر

شرح فہم و خاطر سے علم و کمال مراد ہیں یعنے علم و کمال طریقہ وصول الی اللہ نہیں ہے بلکہ سلطان کون و مکان کا فضل انکسار اور ترک وجو سے حاصل ہوتا ہے حدیث قدسی ہے۔ اَنَا عِندَ المُنکَسِرَۃِ القُلُوبِ لِاَجلِی یعنی میں ان لوگوں کے پاس ہوں جنکا دل میری محبت میں ٹوٹا ہوا ہے۔ مطلب یہ کہ جو شخص محض عقل پر اعتماد کرے وہ گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے۔ جیسا کہ وزیر گمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا تھا۔

	اے بسا گنج آگنان و کنج کاو		کان خیال اندیش را شد ریش گاو
ترجمہ	علم والے سیکڑوں طامع ہوئے		اُس خیال اندیش کے تابع ہوئے

شرح۔ گنج آگنان اسم فاعل ترکیبی و آگنان مشتق از آگندن بمعنے بھرنا۔ کنج کاؤ میں۔ کاؤ مشتق از کاویدن بمعنے کھودنا اور ریش گاؤ شدن ضرب المثل ہے اس شخص کے لئے جو کسی ذلیل اور دنی شخص کا تابع ہو ریش گاؤ احمق خام طمع مسخرہ یعنے ایسا طب بہت سے ایسے شخص جو خزانے بھرنے والے اور خزانہ حاصل کرنے کے لئے زمین کے کونے کھودنے والے تھے۔ اس خیال اندیش یعنے وزیر پُرتزویر کے تابع ہو گئے خزانہ بھرنے اور زمین کھودنے والوں سے نصاریٰ مراد ہیں۔ جنھوں نے اپنے دل کے خزانوں میں حضرت عیسٰیؑ کی تصدیق بھر رکھی تھی۔ اور اسی کی تلاش رکھتے تھے۔ لیکن پھر بھی وزیر پُرتزویر کے تابع ہو گئے۔ نیز یہ معنے بھی ہیں کہ بہت سے علم و کمال کی دولت جمع کرنے والے اہل دنیا کے تابع ہو جاتے ہیں۔ مقصود یہ ہے کہ علم و کمال سے راہ مغفرت نہیں ملتی۔ بلکہ اس سے اکثر دین کا خسارہ متصور ہے۔ بعض نسخوں میں بجائے کنج آگنان گنج گاؤ بھی ہے یعنے بہت سے لوگ زمین کے کونے گنج گاؤ سے بھرنے والے ہیں۔ گنج گاؤ جمشید کے ایک خزانہ کا نام ہے۔

	گاو کہ بود تا تو ریش او شوی		خاک چہ بود تا حشیش او شوی
ترجمہ	مسخرہ بنتا ہے کیوں تو اے عقیل		کیوں زمیں کی گھاس ہوتا ہے ذلیل

شرح۔ یعنے اے شخص تو ذلیل اور دنی چیز کا تابع کیوں ہوتا ہے۔ تو تو انسان ہے اور تجھہ میں قوت رہ جانی موجود ہے۔ بس تو عالم سفلی کو چھوڑ کر عالم علوی کی طرف ترقی کر۔ اور ذلیل چیز کو نہ دیکھہ حشیش گھاس کو کہتے ہیں

	زر و نقرہ چیست تا مفتون شوی		چیست صورت تا چنیں مجنوں شوی
ترجمہ	نقرۂ و زر پر ہے مفتوں کس لئے		اچھی صورت کا ہے مجنوں کس لئے

شرح - یعنی زر ونقرہ اور ایسی صورت عالم سفلی میں داخل ہیں ان کا اتباع نہ کر اور اُن پر عاشق نہ ہو۔

	این سراؤ باغ تو زندانِ تست	ملک و مالِ تو بلائے جانِ تست
ترجمہ	یہ سرا یہ باغ اک زندان ہے	مال و دولت سب بلائے جان ہے۔

شرح - اس لئے کہ یہ سب اللہ سے غافل کرنے والی چیزیں ہیں اور غفلت وبال جان کا سبب ہے اور ملک ومال کی محبت سے آدمی گویا مسخ ہو جاتا ہے۔ اور دنیا کی محبت تمام برائیوں کی جڑ ہے۔

	آن جماعت را کہ ایزد مسخ کرد	آیت تصویر شان را نسخ کرد
ترجمہ	ہو چکی ہیں مسخ پہلے جو اُمم	آئیتیں اُن کی ہیں مصحف میں رقم
	چون زنے از کار بد شد روئے زرد	مسخ کرد او را خدا و زہرہ کرد
ترجمہ	مسخ تو یہ ہے اک زن بدکار کا	حکم حق سے زہرہ بننا مسخ تھا

شرح مسخ اور نسخ کے معنے - زہرہ اور ہاروت کا سچا قصہ آئندہ شعر کی شرح میں درج کیا گیا ہے۔

	عورتے را زہرہ کردن مسخ بود	خاک و گل گشتن چہ باشد اے عنود
ترجمہ	زہرہ بنجانا سبب اُس کا مسخ تھا	خاک و گل ہونا ہے کیا جلدی بتا

شرح یہ تین شعر بطور قطعہ بند ہیں مسخ ایک صورت کا دوسری صورت میں بدل دینا جو پہلی صورت سے بدتر ہو۔ جیسا کہ یہود اپنے گناہوں کے سبب خنزیر اور بندر کی صورت میں مسخ کئے گئے تھے۔ چنانچہ آیت وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ۔ اس کی طرف اشارہ ہے اور نسخ ایک چیز کو کسی ایسی چیز کے بدلے میں زائل کر دینا جو پہلی چیز سے بہتر ہو۔ چنانچہ نسخ بعض آیات و احکام الٰہی و بمعنے کتاب نوشتن اس شعر میں نسخ کے دونوں معنے مراد ہوسکتے ہیں۔ اور شعر کا یہ مطلب ہے کہ جن قوموں کو اللہ تعالےٰ نے مسخ کیا ہے اُن کی اصلی صورت کا نشان تک دور کر دیا ہے اور اُن کی ماہیت بالکل بدل دی ہے۔ یا یہ کہ مسخ شدہ قوموں کی حالت اور کیفیت کی آیت اپنے کلام میں لکھدی ہے۔ تاکہ اُس سے اور قوموں کو عبرت ہو اور اُن گناہوں سے بچیں جنکے باعث وہ مسخ کئے گئے تھے۔ آیت بمعنے نشان۔ تصویر بمعنے حالت۔ مسخ کی دوسری مثال وہ عورت ہے جس کو اللہ تعالےٰ نے مسخ کر کے زہرہ کر دیا۔ یہ اُس عورت کی طرف اشارہ ہے جس پر ہاروت ماروت عاشق ہوئے اور یہ اُن سے اسم اعظم سیکھ کر آسمان پر چلی گئی۔ لیکن بسبب شومی اعمال ستارہ زہرہ کی صورت میں مسخ کی گئی۔ محققین کے نزدیک یہ قصہ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ زہرہ ستارہ ہاروت ماروت کے قصہ سے پہلے ہی موجود تھا۔ اس قدر صحیح ہے کہ ہاروت ماروت تعلیم سحر کیلئے بھیجے گئے تھے۔ اور اُس سے بندگان خدا کا امتحان منظور تھا۔ مگر چونکہ عوام شعرا میں زہرہ اور ہاروت ماروت کا قصہ حسب تفصیل سابق مشہور ہے۔ اس لئے مولانا قدس سرہ نے اُسی طرح نقل کر دیا۔ آپ کا قاعدہ ہے۔ کہ اکثر قصے نقل کر کے اُس سے صحیح نتیجے نکالتے ہیں۔ تیسرے شعر کا یہ مطلب ہے کہ جب عورت کا زہرہ کر دینا باوجودیکہ بظاہر میں اسقدر بلند مرتبہ ہوگئی ہے، ایک قسم کا مسخ ہے تو کیا اے

انسان سرکش تیرا مٹی اور خاک ہو جانا (عالم روحانی سے عالم جسمانی کی طرف رجوع کرنا) مسخ نہیں ہے۔ بلکہ مزید ہے۔ اے شخص تو اُس سے پہلے عالم ملکوت وجبروت کے رہنے والوں کے لئے باعث رشک تھا۔ وہاں سے مرتبۂ آب وگل میں آکر گویا مسخ ہوگیا ہے۔ اس مسخ کو مسخ معنوی کہتے ہیں۔ نکتہ یہاں سے یہ بھی نکلتا ہے کہ آدمی کی حالت پر افسوس ہے۔ کہ عورت تو (خواہ مسخ ہی ہو کر سہی) اس بلند مرتبہ پر پہنچ گئی۔ اور مرد باوجود مردانگی مسخ ہو کر بھی اسی عالم سفلی میں رہا۔

	روح مے پرد سوئے چرخ برین	سوئے آب و گل شدی در اسفلین
ترجمہ	روح اڑتی ہے سوئے چرخ بریں	اور تجھے ہر وقت میل اسفلیں تا

شرح۔ یعنے تیری روح تو عالم علوی کی طرف مائل ہے کیونکہ بمقتضائے قل الروح من امر ربی وکل شئی یرجع الی اصلہ روح کا ہر وقت یہی قصد ہے۔ کہ عالم الٰہی کی طرف ترقی کر جائے۔ مگر وہ جسم کی ظلمانی قید میں ہے باینہمہ ایمخاطب افسوس تو نے مقتضائے روح کو چھوڑ کر خواہش نفس کو اختیار۔ اور عالم سفلی کو پسند کر لیا انجام کار جس طرح وزیر عالم سفلی کو اختیار کر کے خسارہ میں پڑا اس طرح تو بھی خسارہ اُٹھائیگا۔

	خویشتن را مسخ کردی زین سفول	زان وجودے کہ بد آن رشک عقول
ترجمہ	ہوگیا ہے مسخ تو اے بو الفضول	اُس حقیقت سے کہ تھی رشک عقول

شرح۔ سفول بضمتین۔ یعنے پستی اور عقول یعنے فرشتگان اور وجود سے حقیقت انسانی مراد ہے فائدہ اگر کوئی شخص آئینہ میں اپنا مُنہ دیکھکر یہ کہے کہ میں مسخ نہیں ہوا تو ہم یہ کہینگے ہماری مراد مسخ سے مسخ صورت نہیں۔ بلکہ مسخ سیرت ہے۔ لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم (ہم نے آدمی کو اچھی صورت میں پیدا کیا ہے) کی تفسیر میں لکھا ہے۔ کہ ہم نے انسان میں حقایق لاہوتیہ۔ اور جبروتیہ اور ملکوتیہ اور ناسوتیہ سب جمع کر دیئے تھے۔ جس کے سبب وہ مسجود ملائک تھا۔ لیکن اُس نے سب کو چھوڑ کر حقیقت ناسوتیہ کو پسند کیا۔ اور عالم سفلی میں جا پڑا۔ جس کو مسخ معنوی اور مسخ سیرت کہتے ہیں۔

	پس تبرزین مسخ کردن چون بود	پیش آن مسخ این بغایت دون بود
ترجمہ	کوئی مسخ اس مسخ سے بدتر نہیں	مسخ سیرت سے بشر کا ید تویں

شرح۔ یعنے جہان میں اس مسخ سیرت سے بدتر اور مسخ کونسا ہوگا۔ کیونکہ اس مسخ صورت کے مقابلہ مسخ یعنے مسخ سیرت نہایت درجہ کا بُرا اور ذلیل ہے دوسرے مصرعہ کے معنے یہ ہیں کہ اُس عورت کے مسخ کے مقابل یہ مسخ نہایت ہی ذلیل درجہ کا ہے کیونکہ اُس میں عالم سفلی سے عالم علوی کی طرف ترقی ہے اور اس مسخ میں اُس کا عکس۔

	اسپ ہمت سوئے آخر تاختی	آدم مسجود را نشناختی +
ترجمہ	تو حقیقت اپنی گر کچھ جانتا	آدم مسجود کو پہچانتا

شرح - مخاطب تو نے اسپ ہمت دوسری طرف دوڑایا اور عالم سفلی یا دنیا کو پسند کیا - اور حضرت آدم مسجود ملائک کی حقیقت کو نہ پہچانا - کہ فرشتوں نے انکو تارک دنیا او مظہر ذات سمجھکر سجدہ کیا تھا نہ کہ آب و گل سمجھکر اسی لیے تجھہ پر بھی اسی عالم علوی کی طرف چلنا اور اپنے آپ کو درحقیقت مظہر ذات بنانا اور باپ کے قدم بقدم رہنا لازم ہے - یہ پستی باعث شرف اور عالم علوی کی ہم پلہ نہیں ہوسکتی - چنانچہ مولانا خود فرماتے ہیں -

آخر آدم زادهٔ اے ناخلف　　چند پنداری تو پستی را شرف

ترجمہ: تو تو آدم زادہ ہے اے ناخلف　　کس لئے کہتا ہے پستی کو شرف

شرح - یعنے اے غافل تو الولد سر لابیہ (بیٹا باپ کا نمونہ ہوتا ہے) کے معنوں سے غافل ہے ورنہ عالم سفلی کو عالم علوی خیال نہ کرتا - نیک بیٹا وہی ہے جو نیکیوں میں باپ کے قدم بقدم ہو باپ کے مخالف اور اس کے بدنام کرنے والے بیٹے کو ناخلف اور نالائق کہتے ہیں -

چند گوئی من بگیرم عالمے　　این جہان را پر کنم از خود ہمے

ترجمہ: کیوں یہ کہتا ہے کہ لیلوں کا جہان　　پُر کرونگی اس کو میری عز دشان

شرح - از خود یعنے از حکومت و سلطنت خود یہاں سے عالم سفلی کے مذمت شروع ہوئی ہے -

گر جہان پُر برف گردد سربسر　　تاب خور بگدازدش دیک نظر

ترجمہ: برف سے پُر ہو جو عالم سربسر　　اُس کو پگلا دے کی سورج کی نظر

شرح - یعنے جس طرح برف کو آفتاب تھوڑی دیر میں پگلا دیتا ہے - اسی طرح آفتاب قہر الٰہی ایک لمحہ میں دولت متکبرین کو زائل کردیتا ہے - جس کے بغرور وہ خدا کو بھول گئے ہیں -

وزرِ او وزر چون او صد ہزار　　نیست گرداند خدا از یک شرار

ترجمہ: دفتر عصیاں مٹا دیتا ہے وہ　　ایک شعلے سے جلا دیتا ہے وہ

شرح - یعنے اللہ تعالےٰ وزیر کا اور وزیر جیسے لاکھہ گناہگاروں کا یعنے اُس کے تابعین نصارے کا گناہ ایک ذرہ عفو سے نابود کرسکتا ہے - شرار یعنے ذرہ -

عین آن تخییل را حکمت کند　　عین آن زہراب را شربت کند

ترجمہ: چاہے تو تخییل کو حکمت کرے　　اور آب زہر کو شربت کرے

شرح - یعنے اللہ تعالےٰ اگر چاہتا تو وزیر کے اُن خیالات فاسدہ کو عین حکمت کردیتا اور اس سم قاتل کو عین شربت بنا دیتا - مگر اس کو یہ منظور نہ تھا -

در ضلالِ گنجہا پنہان کند　　خار را گل جسم ہا را جان کند

ترجمہ: گنج کرتا ہے خرابے میں نہاں　　خار کو گل جسم کو کرتا ہے جان

	آن گمان انگیز را سازد یقین	مہر ہا رویاند از اسباب کین	
ترجمہ	بدگمانوں کو دلانا ہے یقین	مہر پیدا کرتے ہیں اسباب کین	

شرح - یعنے اگر وہ چاہتا تو اس گمان انگیز - یعنے وزیر افترا پرداز کو عین یقین بنا دیتا - یعنے اُس کو یقین کرا دیتا کہ دین موسیٰ کی طرح دین عیسیٰ بھی حق ہے اور فی الواقع یہ دونوں متحد ہیں - اور اُس نے جو کینے کے اسباب یعنے صحیفے تیار کئے تھے اُن کے برخلاف نصاریٰ میں باہم محبت پھیلتی - کیونکہ اللہ تعالےٰ کے کام مناسبت اسباب پر موقوف نہیں ہیں - وہ اچھے سے بُرا اور بُرے سے اچھا کرسکتا ہے - چنانچہ پہلے اور آئیندہ شعر میں اس کی مثال موجود ہے

	پرورد در آتش ابراہیمؑ را	ایمنی روح سازد بیم را	
	آگ میں پالا ہے ابراہیم کو	ایمنی جان کیا ہے بیم کو	

شرح - دیکھو حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں رکھکر تمام مضرتوں سے محفوظ رکھا - حالانکہ آگ ایسی چیز نہیں کہ اسمیں رہکر آدمی عمر وسے محفوظ رہے - اور دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالےٰ خوف کو باعث بے خوفی بنا دیتا ہے جس طرح گناہگار کا خوف عذاب سے بے خوفی اور دوزخ سے نجات کا سبب ہے -

	از سبب سازیش من سودائیم	وز سبب سوزیش سوفسطائیم	
ترجمہ	اس سبب سازی کا میں سودائی ہوں	اور سبب سوزی سے سوفسطائی ہوں	

شرح - سوفسطائی کے لغوی معنے صاحب علم باطل کے ہیں کیونکہ لغت یونانی میں سوف بمعنے علم اور اسطا بمعنے باطل ہے سوفسطائی یونان میں ایک فرقہ تھا - جو حقایق اشیا کا منکر ہے - وہ یہ کہتے ہیں کہ حقیقت میں کوئی شے کچھ نہیں ہے - اور جو کچھ موجود ہے اور کسی حس کے ذریعہ سے محسوس ہوتا ہے وہ سب وہم و خیال ہے پھر یہ وہم و خیال بھی وہم و خیال ہے اس فرقہ کے تین گروہ ہیں اول عنادیہ - انکا مذہب وہی ہے جو ہم نے اوپر بیان کیا دوسرے عندیہ وہ یہ کہتے ہیں کہ حقائق اشیا اعتبارات عقلیہ کے تابع ہیں - یعنے اگر عقل جوہر کو عرض خیال کرے تو وہ عرض ہی ہے - اور عرض کو جوہر مانے تو وہ جوہر ہے - اور قدیم کو حادث جانے تو حادث ہے اور حادث کو قدیم کہے تو قدیم ہے تیسرے لاادریہ یہ اشیا کے ثبوت میں شک رکھتے ہیں اور پھر اس شک میں بھی شک ہے اور اس شک میں بھی شک ہے علیٰ ہذا القیاس غرضیکہ یہ تینوں فرقے ثبوت اشیا میں حیران ہیں مولانا قدس سرہ نے اپنے نفس کو سوفسطائی سے فقط اسباب کی حیرت میں تشبیہ دی ہے کہ اللہ تعالےٰ کے بعض افعال مقتضائے اسباب اور وسائط کے موافق ہیں مثلاً سبزہ کا پیدا ہونا بارش کے سبب اور بچے کا پیدا ہونا ماں باپ کے سبب کیونکہ سبزہ اور بچہ ہونے اور اس کے نشو و نما اور تصویر بننے اور ایسے تنگ جگہ میں رہنے کی کیفیت گو ہماری سمجھ میں نہیں آتی (لیکن ظاہر طور پر تو باران اور ماں باپ ہی اس کے سبب معلوم ہوتے ہیں) - اور بعض افعال مقتضائے اسباب اور وسائط کے مخالف ہیں مثلاً حضرت ابراہیمؑ کا آگ میں محفوظ رہنا - اور عصائے موسیٰ کا سانپ بنجانا معاذ اللہ مولانا کا یہ مطلب نہیں ہے کہ میں فی الواقع سوفسطائی ہوں - شعر کا مطلب یہ ہے کہ میں بدیں باعث کہ اللہ تعالےٰ نے [illegible]

پر جہاں مسببات کا کوئی ظاہری سبب نہیں ہوتا۔ کوئی نہ کوئی سبب قائم کر دیتا ہے۔ دیوانہ ہو گیا ہوں یعنے عقل میں یہ بات نہیں آتی کہ یہ سبب کدھر سے قائم ہو گیا اور یہی باعث کہ بعض موقعوں پر مسببات خلاف اسباب ظاہر ہوتے ہیں حیران ہو گیا ہوں کہ یہ کیونکر ہو گیا۔ سبب سازی سے ظہور مسبب حسب اقتضائے سبب اور سبب سوزی سے ظہور مسبب خلاف سبب مراد ہے۔ کیونکہ جب مسبب خلاف سبب ظاہر ہوا تو گویا سبب کو جلا دیا گیا ہے اور معدوم کر دیا گیا ہے ورنہ مسبب ضرور سبب کے موافق ہوتا یعنے آگ حضرت ابراہیم کو زندہ نہ چھوڑتی ۔

	از سبب سازیش سرگردان شدم	وز سبب سوزیش ہم حیران شدم
ترجمہ	اس سبب سازی سے سرگردان ہوں میں	اور سبب سوزی سے بھی حیران ہوں میں

شرح پہلے شعر کی توضیح ہے۔ اور بالکل وہی معنی ہیں جو ہم نے اوپر بیان کئے ہیں۔ لہذا مکرر شرح کی ضرورت نہیں۔

دیگر مکر کردن وزیر و در خلوت نشستن و شور افگندن در قوم نصارٰی

ترجمہ: وزیر کا دوسرا مکر کا اٹھنا اور خلوت میں بیٹھنا اور قوم نصارٰی میں شور و غل ڈال دینا

	چون وزیر ماکر بد اعتقاد	دین عیسےٰ را بدل کرد از فساد
ترجمہ	جب وزیر پر شر بد اعتقاد	ڈال بیٹھا دین عیسےٰ میں فساد
	مکر دیگر آن وزیر از خود بہ بست	وعظ را بگذاشت در خلوت نشست
ترجمہ	مکر اک گانٹھا نیا از بہر کیں	وعظ کو چھوڑا ہوا خلوت نشین
	در مریدان در فگند از شوق سوز	بود در خلوت چہل پنجاہ روز
ترجمہ	یہاں مریدوں میں پڑا اک شور و سوز	وہاں رہا خلوت میں وہ چالیس روز
	خلق دیوانہ شدند از شوق او	از فراق حال و قال و ذوق او
ترجمہ	ہو گئی دیوانہ خلقت شوق سے	ہجر حال و قال و ذکر و ذوق سے
	لابہ و زاری ہمیکردند و او	از ریاضت گشتہ در خلوت دوتو
ترجمہ	اس طرف مخلوق سب فرقت سے زار	اُس طرف وہ بدعمل خلوت سے زار

شرح دوتو۔ دوہرا یعنی ضعیف و منحنی اس سے یہ نکلتا ہے کہ سالک کسی شخص کی خلوت نشینی اور ضعف سے دھوکا نہ کھائے۔ بلکہ تجربہ کے بعد بیعت کرے۔ ورنہ اس طرح دھوکا کھائیگا۔ جس طرح وزیر کے مریدوں نے کھایا۔

	گفت ایشان بے تو مارا نیست نور	بے عصا کش چون بود احوال کور

ترجمہ	کہتے تھے بے نور جینا ہے وبال	بے عصا کش ہے بڑا اندھے کا حال
	از سر اکرام واز بہر خدا	پیش ازین مارا مدار از خود جدا
ترجمہ	ہم پہ کر اکرام از بہر خدا	اور اپنے سے نہ رکھ ہم کو جدا
	ما چو طفلانیم و مارا دایہ تو	بر سر ما گستران آن سایہ تو
ترجمہ	طفل ہیں ہم ہمکو شکل دایہ رکھ	رحم کر سر پر ہمارے سایہ رکھ
	گفت جانم از محبان دور نیست	لیک بیرون آمدن دستور نیست
ترجمہ	وہ بولا تم سے میں کب دور ہوں	لیک خلوت سے نکلنا ہے زبون

شرح - یعنے اذن خداوندی نہیں ہے - بعض نسخوں میں گفت نے تو جملہ پُر شریم وشور ہے - اس قصہ سے مولانا کا مطلب یہ ہے کہ سالک مرشد سے دور نہ رہے اور اُس کی صحبت کو غنیمت جانے -

	آن امیران در شفاعت آمدند	وان مریدان در ضراعت آمدند
ترجمہ	ان امیروں نے شفاعت کی بہت	اُن مریدوں نے ضراعت کی بہت

شرح - ضراعت یعنے زاری - اور بعض نسخوں میں ضراعت کی جگہ شناعت بھی ہے یعنے مرید اپنے نفس کی برائی اور قصور کا اعتراف کرتے ہوئے آئے -

	کین چہ بدبختی ست مارا اے کریم	از دل و دین ماندہ ما بے تو یتیم
ترجمہ	یعنے یہ بدقسمتی ہے اے کریم	رہ گئے ہم دین سے تجھ بن یتیم
	تو بہانہ میکنی و ماز درد	میزنیم از سوز دل دمہائے سرد
ترجمہ	وہاں بہانے اور یہاں ہے دلیں درد	سوز پنہاں سے ہے لب پر آہ سرد
	ما بگفتار خوشت خو کردہ ایم	ما ز شیر حکمت تو خوردہ ایم
ترجمہ	خوگر گفتار ہیں ہم سر بسر	شیر حکمت سے ہیں تیرے بہرہ ور
	اللہ اللہ این جفا با ما مکن	لطف کن امروز را فردا مکن
ترجمہ	ڈر خدا سے یہ جفا اصلا نہ کر	مہر کر امروز کو فردا نہ کر
	مے دہد دل مر ترا کین بیدلان	بے تو گردند آخر از بے حاصلان

ترجمہ | چاہتا ہے تو؟ کہ یہ بیدل تمام | تیری فرقت میں رہیں ناشاد کام

شرح مے دہد دل مرترا۔ جملہ استفہامیہ ہے۔ یعنے کیا تیرا دل چاہتا ہے کہ یہ بے دل مسلوب العقل تیرے مرید تیرے فراق میں ایک بیعمل اور بے فائدہ چیز ہو کر رہجائیں۔ نہ دنیا کے رہیں نہ دین کے لئے اُستاد ہماری دستگیری کر

ہمہ در خشکی چو ماہی مے طپند | آب را بکشا ز جو بر دار بند

ترجمہ | ہیں بے آب ہیں ہم سر بسر | بند جو کھول اور ہمیں سیراب کر

شرح۔ یعنے اپنی نہر معرفت سے بند کھولکر آب حکمت تشنگان شوق کو پلا اور پیاسوں کو سیر کر۔

اے کہ چوں تو در زمانہ نیست کس | اللہ اللہ خلق را فریاد رس

ترجمہ | کوئی تجسا اب زمانہ میں نہیں | خلق کی فریاد سن لے مرد دین

شرح دو نو جگہ اللہ اللہ کے یہ معنے ہیں کہ اے استاد خدا سے ڈر۔ خدا سے ڈر اور ہمیں اپنی صحبت سے دور نہ کر خلق اللہ کی فریاد کو پہنچ۔ اور ہمیں اپنے جمال اور ملاقات سے مسرور فرما۔

دفع کردن وزیر مریدان و اتباع خود را

وزیر کا اپنے مریدوں اور شاگردوں کو دفع کرنا۔ ٹالدینا

شرح۔ اس داستان میں مولانا قدس سرہ نے تصوف کے بڑے باریک مسائل تحریر کئے ہیں۔ گو وزیر کی زبان سے نکلے ہیں۔

گفت ہاں اے سخرگان گفتگو | وعظ و گفتار زبان و گوش جو

ترجمہ | اُن سے یہ بولا وزیر زشت خو | سنتے ہو؟ اے عاشقان گفتگو

شرح یعنے اے مشغولین قیل و قال۔ اور ایسے وعظ کے سننے والو جو کہنے والے کی زبان اور سننے والے کے کان سے تعلق رکھتا ہے۔ مطلب یہ کہ لمبے ظاہری اور لفظی وعظ کے طالبو۔ سنو۔

پنبہ اندر گوش حس دوں کنید | بند حس از چشم خود بیروں کنید

ترجمہ | پنبہ ان کانوں کے اندر چاہئیے | قید حس آنکھوں سے باہر چاہئیے

شرح یعنے کان میں جو ایک حس ذلیل ہے روئی ٹھونس لو اور باطن کے کان کھولکر کلمات اہل اللہ سننے کے لئے مستعد رہو حس ظاہری کی قید یعنے کانوں پر نگاہ نہ رکھو۔ یعنے یہ نہ سمجھو کہ ظاہری ہی کانوں سے کچھ سنا جاتا ہے مطلب یہ کہ حواس ظاہرہ معطل کرکے حواس باطنہ سے کام لو۔

پنبۂ آن گوش سر گوش ہست | تا نگردد این کر آن باطن کرست

ترجمہ | پنبہ گوش سر کا ہے خود گوش سر | گر نہ ہو ظاہر تو پھر باطن ہے کر

شرح - یعنے ان ظاہری کانوں میں روئی ٹھونسنا ہی گویا باطنی کان ہیں جبتک یہ ظاہری کان بھرے نہ ہونگے باطن کے کان بہرے رہینگے - مطلب یہ کہ حواسِ سر کو معطل کرنا عین حس قلب ہے بعض نسخوں میں تا نگردید ایں کر ان باطن درست ہے -

	بے حس و بے گوش و بے فکرت شوید		تا خطاب ارجعی را بشنوید
ترجمہ	بے حس و بے فکر رہ اے مدعی		سن سکے تا خطاب ارجعی

شرح - یعنے بے حس اور بے فکر و بے گوش ہو کر نفس مطمئنہ بنجاؤ - اس وقت تم خطاب ارجعی کو سنوگے یہاں آیت کی طرف اشارہ ہے یَا اَیَّتُہَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً یعنے نفس مطمئنہ داصل بحق ہو جاتا ہے

	تا بگفت و گفتگوی بیداری ری		تو ز گفت خواب کے بوئے بری
ترجمہ	ہے جو بیداری ہیں مصروف کلام		گفتگوئے خواب سے ہے بے مرام

شرح - لفظ دری بائے بگفت کے اظہار معنے کے لئے زائد ہے - یعنے جب تک تو عالم بیداری کی گفتگو میں مشغول ہے گفتگوئے خواب سے محروم ہے اسی طرح جب تک تو حواس ظاہرہ کو معطل نہ کریگا ذوق باطنی سے محروم رہیگا - حواس باطن یعنے حواس قلب ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواس ظاہر نزول وحی کے وقت اس لئے معطل ہو جاتے تھے - کہ حواس باطن مصروف الی اللہ رہتے تھے -

	سیر بیرونست قول و فعل ما		سیر باطن ہست بالائے سما
ترجمہ	ہے یہ عالم سیر ظاہر کا مکان		سیر باطن کی جگہ ہے آسمان

شرح - یعنے ہمارے وہ قول فعل جو ہمارے لئے حواس ظاہری سے صادر ہوتے ہیں - اسی عالم دنیا تک کی سیر کر سکتے ہیں - یعنے اُن کے مقبول ہونے اور آسمان پر جانے کی امید نہیں البتہ وہ اقوال وافعال جو حواس باطنہ اور صاف دل سے صادر ہونگے - ضرور آسمان تک پہنچ جائینگے - اور انہیں مرتبہ قبولیت حاصل ہوگا -

	حس خشکے دید کز خشکی بزاد		موسئ جان پائے در دریا نہاد
ترجمہ	حس ظاہر رہگیا خشکی میں پار		موسیٰ جان ہو گیا دریا کے پار

شرح لفظ خشکے اول بیائے مجہول و معروف - اور ثانی لفظ بیائے معروف مصدری بمعنے یبوست ہے اور خشک سے مراد حس ظاہر ہے - اسکو خشک اس لئے کہا کہ خشک چیز دیعنے مٹی سے بنا ہے پہلے خشک میں اگر یائے معروف ہے تو نسبتی اور مجہول ہے تو زائد ہے - دید بمعنے دانست ہے یعنے حس سے ظاہر نے فقط اتنا معلوم کر لیا کہ میں خشکی سے پیدا ہوا ہوں اور چونکہ اس کو عالم علوی کی خبر نہ تھی اس لئے عالم سفلی ہی میں رہگیا - اور ترقی نہ کرسکا بخلاف حس باطن یعنے روح کے کہ اُس نے بحر معنے میں قدم رکھا - کیونکہ جنس اپنی ہمجنس کی طرف مائل رہتا ہے حس ظاہر مٹی سے پیدا ہوا تھا - اس لئے مٹی ہی میں رہا اور حس باطن عالم علوی سے مرحمت ہوا تھا - اس لئے اُسی کی طرف ترقی کر گیا - کیونکہ جسم کثیف ہے اور روح لطیف جان کو موسیٰ اس لئے کہا کہ جب فرعون حضرت موسیٰؑ

کے تعاقب میں آیا تو آپ نے دریا پر عصا مارا۔ دریا خشک ہوگیا اور حضرت موسیٰ مع مومنین عبور کر گئے۔ اس سے حضرت موسیٰؑ کے معجزے کی طرف بھی اشارہ ہوگیا بعض نسخوں میں عیسیٰ جان بھی آیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دریا کو بغیر کشتی عبور کرنا حضرت عیسیٰؑ کا بھی معجزہ تھا۔

	سیر جسم خشک بر خشکی فتاد	سیر جان پا در دل دریا نہاد
ترجمہ	سیر جسم خشک خشکی تک رہی	سیر جان کو بحر سے ہے آگہی

شرح اس کا مطلب پہلے شعر کی تقریر سے بالکل واضح ہوگیا ہے۔ لہذا مکرر شرح کی ضرورت نہیں۔

	چونکہ عمر اندر رہِ خشکی گزشت	گاہ کوہ و گاہ صحرا گاہ دشت
ترجمہ	عمر خشکی میں گزاری سر بسر	گاہ کوہ و گاہ صحرا گاہ بر
	آبِ حیوان را کجا خواہی تو یافت	موج دریا را کجا خواہی شکافت
ترجمہ	چشمۂ حیوان ملے گا تجھ کو خاک	موج دریا صاف کر دے گی ہلاک

شرح رہِ خشکی سے عالم صورت۔ کوہ سے فکر محال صحرا سے طول آل دشت سے باطل خیال مراد ہے۔ یعنے جب عمر اس طرح اور ان حالتوں میں گزری تو آبِ حیوان عشق حقیقی اور موج دریائے معانی سے ہرگز نہیں واقف ہو سکتا اس لئے خلوت اور ریاضت ضرور ہے۔

	موج خاکی وہم و فہم و فکر ماست	موج آبی محو و سکرست و فناست
ترجمہ	موج خاکی وہم و فہم و فکر ہے	موج آبی محو و سکر و ذکر ہے

شرح یعنے دریائے عالم سفلی کی موج وہم و فہم اور ہمارا فکر ہے یعنی مشاغل دنیا میں استغراق اور دنیا کمانے کا فکر اور دنیوی معاملہ فہمی اور نفع و نقصان کا وہم یہ سب امواج عالم ظاہری ہیں اور دریائے عالم معنے کی موج عشق حقیقی میں محو ہو جانا بادۂ عشق حقیقی کا نشہ اور فنا فی اللہ ہو جانا بعض نسخوں میں بجائے محو کے صحو ہے صحو کے معنے ہوشیاری ہے اور اصطلاح صوفیہ میں صفات بشری کے نابود کرنے کو صحو اور غلبۂ حال کو سکر کہتے ہیں۔ دونوں کا مطلب ایک ہے۔

	تا درین فکری ازان سکری تو دور	تا ازین مستی ازان جامی نفور
ترجمہ	فکر والا سکر معنے سے ہے دور	مست غفلت جام حق سے ہے نفور

شرح۔ یعنے جب تک تو فکر دنیا میں مبتلا ہے نشۂ وحدت سے دور ہے اور جب تک بادۂ غفلت سے مست ہے جام عشق حقیقی سے نفور ہے۔

	گفتگوئے ظاہر آمد چون غبار	مدتے خاموش کن ہین ہوشدار

ترجمہ	گفتگو ظاہر کی ہے شکل غبار		تھوڑے دن خاموش رہ اے ہوشیار

شرح یعنے گفتگوئے ظاہر غبار کی طرح مشاہدۂ حق سے محروم رکھتی ہے بہنے سُننے سے مشاہدۂ حق نصیب نہیں ہوتا اسلئے چندمدت خلوت میں بیٹھکر خاموش رہنا چاہئے کیونکہ نطق امر عارض ہے اور سکوت اصل ہے۔

مکر کردن مریدان کہ خلوت را بشکن

ترجمہ: وزیر سے مریدوں کا مکر کرنا کہ خلوت سے باہر نکل

	جملہ گفتند اے حکیم رخنہ جو		ایں فریب و ایں جفا با ما مگو
	بولے وہ سب اے حکیم رخنہ جو		ہمسے کیوں ہے مکر کی یہ گفت گو

شرح۔ رخنہ بمعنے خلل۔ یعنے جوبندہ خلل درجماعت مریدان نے وزیر کو رخنہ جو اس لئے کہا کہ اُسکی خلوت نشینی سے اُنکی جمعیت میں خلل پڑگیا تھا۔ اور پُرفریب پُرجفا اس لئے کہ اُسکی خلوت موجب ضرر تھی۔ کیونکہ ہنوز تمام مرید مبتدی تھے جنہیں استاد کی خلوت نشینی سے اپنی پریشانی کا اندیشہ اور اختلاف عقل کے سبب یہ خیال تھا کہ ہر شخص نیا مذہب اختیار کریگا۔ یا یوں کہئے کہ غلبہ عشق اور صدمۂ فراق کے سبب اُستاد کی نسبت ایسے کلمے زبان سے نکل گئے کیونکہ عاشق معذور ہوتا ہے۔ اور فراق میں معشوق کو پُرجفا پُرستم کہہ دیا کرتا ہے۔ اس سے اُن کا مقصد اپنے پیر کی توہین نہ تھی۔

	چون پذیرفتی تو مار از ابتدا		مرحمت کن ہمچنیں تا انتہا
ترجمہ	ہم ترے مقبول تھے از ابتدا		مہربانی ہم پہ کر تا انتہا
	ضعف و عجز و فقر ما دانستۂ		درد ما را ہم دوا دانستۂ
ترجمہ	ہے ہمارے ضعف سے تو باخبر		تو دوائے درد ہے اے پُرہنر
	چار پا را قدر طاقت بار نہ		بر ضعیفان قدر ہمت کار نہ
ترجمہ	جانور پر قدرِ طاقت بار رکھ		عاجزوں پر قدر ہمت کار رکھ

شرح۔ یعنے اے اُستاد تو خوب جانتا ہے کہ ہم احکام انجیل کے سمجھنے میں عاجز ہیں اور تیرے محتاج ہیں تیرے فراق کی زیادہ طاقت نہیں رکھتے۔ تو ہم پر اپنی جدائی کی مصیبت کا اُتنا ہی بوجھ رکھ جتنا ہم سے اُٹھ سکے۔

	دانۂ ہر مرغ اندازہ وے ست		طعمۂ ہر مرغ انجیرے کے ست
ترجمہ	دانۂ ہر مرغ ہے قدرِ طلب		طعمۂ ہر مرغ ہے انجیر کب

شرح۔ یعنے ہر مرغ کا دانہ اُس کی حیثیت اور اندازہ کی موافق ہے یہی باعث ہے کہ ہر جانور انجیر ہضم نہیں کرسکتا ہر شخص صدمۂ فراق نہیں اُٹھا سکتا۔

	طفل را گر نان دہی بر جائے شیر	طفل مسکین را ازان نان مردہ گیر
ترجمہ	دودہ کے بدلے جو روٹی کھائیگا	طفل مسکیں دیکھنا مرجائے گا
	چونکہ دندان ہا بر آرد بعد ازان	ہم بخود گردد دلش جویائے نان
ترجمہ	ہاں نکالے گا جو دندان بعد ازان	خود بخود ہو جائے گا جویائے نان

شرح - یعنے بچہ سے جوان کا اور مبتدی سے منتہی کا کام نہیں ہوسکتا مطلب یہ کہ ہم بالفعل مبتدی ہیں اس لئے تیری مفارقت کی برداشت نہیں ہوسکتی - البتہ جب منتہی ہو جائینگے تو تیری ضرورت نہ رہیگی - تو ہمیں اپنے فیض صحبت سے محروم نکر

	مرغ پر نارستہ چون پران شود	لقمۂ ہر گربۂ دوران شود
ترجمہ	پر ابھی نکلے نہ ہوں جس مرغ کے	اُس کا اُڑ چلنا ہے بلی کے لئے

شرح - اسی طرح مرید جب قبل حصول کمال مرشد سے دور ہو جاتا ہے تو اکثر گمراہ کرنیوالے اُسے شکار کر لیتے ہیں -

	چون بر آرد پر بپرد او بخود	بے تکلف بے صفیر نیک و بد
ترجمہ	پر نکالیگا تو خود اُڑ جائے گا	بے صفیر نیک و بد اُڑ جائے گا

شرح - یعنے جب مُرید کامل ہو جاتا ہے تو مرشد سے خود بخود الگ ہو جاتا ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسا پردار مرغ کہ اسکو اُڑنے میں سیٹی یا اچھی بری آواز کی ضرورت نہیں ہوتی - اور وہ بلی وغیرہ کا لقمہ کبھی نہیں بنتا -

	دیو را نطق تو خامُش میکند	گوش ما را گفت تو ہُش میکند
ترجمہ	نیار ہے شیطان تیرے قول سے	با خبر ہیں کان تیرے قول سے

شرح - خامش مخفف خاموش بمجاز اً بمعنے دور - اور ہُش مخفف ہوش بمعنے صاحب ہوش یعنے باخبر اور دیو سے شیطان یا النفس امّارہ مراد ہے - مطلب یہ کہ تیرے متبرک اقوال شیطان کو دور کرتے ہیں اور تیری گفتگو طالبانِ حقیقت کو اسرار سے آگاہ اور باخبر کر دیتی ہے -

	گوشِ ما ہوش است چوں گویا توئی	خشک ما بحر است چوں دریا توئی
ترجمہ	کان تیرے قول سے ہیں باخبر	تیرے بحر فیض سے ہے خشک تر

شرح یعنے ہماری طبیعت خشک تیرے دریائے فیض سے بحر معانی بنجاتے ہیں - اور تیری باتوں سے ہمارے کانوں کو اسرار معلوم ہوتے ہیں -

---

باتو مارا خاک بہتر از فلک ‌ | اے سماک از تو منور تا سمک

ترجمہ: تیرے ہوتے ہی زمین گو یا فلک ‌ | آسمان ہے تجھسے روشن تا سمک

بے تو مارا بر فلک تاریکی ست ‌ | باتو اے مہ این زمین تاری کی است

ترجمہ: بے ترے یہ چرخ ہیں تاریک سب ‌ | تیرے ہوتے یہ زمیں تاری ہی کب

شرح - پہلے مصرع میں تاریکی ایک لفظ ہے اور دوسرے میں تاری بمعنے تاریک الگ لفظ ہے اور کے ست الگ یعنے بالفرض اگر ہم تیرے بغیر فلک پہنچ جائیں۔ تب بھی ہمارے نزدیک وہاں تاریکی ہے - اور زمین تیرے وجود سے روشن ہے -

بامہ روئے تو شب تاری کی است ‌ | روز بے روئے تو تاریکی ست

ترجمہ: تیرے ہوتے ہے شب تاری کہاں ‌ | تو نہ ہو تو دن ہیں ہیں تاریکیاں

شرح - اس شعر کے پہلے مصرع میں تاری جدا لفظ ہے اور دوسرے میں تاریکی ایک لفظ ہے -

باتو بر خاک از فلک بردیم دست ‌ | باسماہا بے تو چون خاکیم پست

ترجمہ: تجھسے ہم افلاک پر ہیں چیرہ دست ‌ | تو نہ ہو تو آسمان پر بھی ہیں پست

شرح دست از کسے بردن بمعنے غالب شدن - یعنے باعتبار مرتبہ ہم آسمان پر غالب ہو گئے ہیں -

صورت رفعت بود افلاک را ‌ | معنی رفعت روان پاک را

ترجمہ: ظاہری رفعت ہے ان افلاک کو ‌ | معنوی رفعت ہے جان پاک کو

شرح - یعنے ہم اس لئے باعتبار علو مرتبہ آسمان پر غالب ہیں کہ آسمان کی رفعت صوری اور ظاہری ہے - اور ہماری معنوی رفعت حقیقی و واقعی - اور معنوی رفعت صوری سے بدرجہا بلند ہے - جسکے دلیل اس شعر میں ہے -

صورت رفعت برائے جسمہاست ‌ | جسمہا در پیش معنے اسمہاست

ترجمہ: ظاہری رفعت برائے جسم ہے ‌ | جسم خود معنے کے آگے اسم ہے

شرح - یعنے ظاہری رفعت اجسام کے لئے ہوتی ہے اور اجسام معنی اور حقیقت کے مقابلہ میں ایسے ہیں جیسے اسمار مسمیات کے مقابلہ میں - یعنے جسطرح مقصود اصلی اسم سے مسمےٰ ہوتا ہے اور مسمیٰ کے روبرو اسم کی کچھ اصل نہیں ہوتی اسی طرح معنے کے روبرو جسم کی کچھ اصل نہیں ہے - ظاہری رفعت اور بلندی کا مرتبہ فنا ہونے والی چیز ہے جس کو صرف اہل دنیا پسند کرتے ہیں - اور باطنی رفعت (معرفت اسرار الٰہی) اولیاء اللہ کا حصہ ہے اور بلند مرتبہ ہے جس کو نہ زوال ہے نہ فنا -

اللہ اللہ یک نظر بر ما فگن ‌ | لا تقنطوا فقد طال الحزن

ترجمہ	اللہ اللہ ڈال ہم پر اک نظر		بڑھ گیا غم۔ مت ہمیں مایوس کر

شرح۔ یعنے خدا سے ڈر اور نظر کرم کر۔ اس سے زیادہ ہمیں ناامید نہ کر کیونکہ ہمارا غم بہت بڑھ گیا ہے۔

جواب گفتن وزیر کہ خلوت را نمے شکنم

ترجمہ: وزیر کا جواب دینا کہ میں خلوت سے نہیں نکل سکتا۔

	گفت حجتہائے خود کوتہ کنید	پند را در جان و در دل رہ کنید
ترجمہ	یہ کہا اس نے کہ حجت چھوڑ دو	جو نصیحت ہیں کروں دل سے سنو

شرح۔ یعنے مجھسے معارضہ نکرو کیونکہ مرید کا شیخ سے معارضہ کرنا ناجائز ہے اور میری نصیحت کو جان و دل میں جگہ دو۔

	گر امینم متہم نبود امین	گر بگویم آسمان را من زمین
ترجمہ	مجھپہ تہمت کیوں ہے گر ہوں میں امین	آسمان کو بھی اگر کہدوں زمین

شرح یعنے اگر میں تمہارے نزدیک امین اور سچا ہوں تو مجھکو فی الواقع سچا جانو۔ کیونکہ امین پر تہمت نہیں لگاتے اگر میں آسمان کو زمیں کہوں۔ بہتیر اس کی تصدیق لازم ہے یہ پند اگرچہ وزیر کی زبان سے ہے لیکن فی الواقع مرید کو شیخ کے ساتھ ایسا ہی ہونا چاہئے۔

	گر کمالم با کمال انکار چیست	ور نیم ایں زحمت و آزار چیست
ترجمہ	ہوں اگر کامل تو پھر انکار کیا	اور ناقص ہوں تو یہ آزار کیا

شرح۔ یعنے اگر میں کامل ہوں تو میرا کہنا مانو اور اگر ناقص ہوں تو مجھکو چھوڑ دو۔ اور تکلیف نہ دو۔ میں خلوت کو نہیں توڑ سکتا۔

	من نخواہم شد ازیں خلوت بروں	زانکہ مشغولم بحال اندروں
ترجمہ	کنج خلوت سے نکلنا ہے زبوں	میں صفائی قلب میں مشغول ہوں

اعتراض کردن مریدان از خلوت وزیر بار دیگر

مریدوں کا وزیر کی خلوت پر دوسری بار اعتراض کرنا

	جملہ گفتند اے وزیر انکار نیست	گفت ما چوں گفتۂ اغیار نیست
ترجمہ	بولے وہ سب یہ نہیں حجت کا طور	ہے ہمارا قول اور۔ اور ونکا اور

شرح۔ یعنے ہم تیرے کلام اور کمال کے منکر نہیں ہیں اور نہ ہمارا یہ مقولہ جو تیرے حق میں کہا گیا ہے غیروں کے مقولہ کے مانند ہے کہ انکار پر مبنی ہو۔ بلکہ یہ سب ہماری بیقراری کا اظہار ہے۔ پہلے شعر میں حال اندرون سے

صفائی قلب مراد ہے۔

	اشک دیدہ ست از فراقِ تو دوان		آہ آہست از میانِ جان روان
ترجمہ	اشک ہے تیری جدائی میں روان		آہ سوزان سے نکلی جاتی ہے جان
	طفل با دایہ نہ استیزد و لیک		گرید او گرچہ نہ بد داند نہ نیک
ترجمہ	دایہ سے لڑتا ہے بچہ اے عزیز		نیک بد کی گو نہیں اُس کو تمیز

شرح یعنے اے وزیر تو ہماری دایہ اور ہمارا مربی ہے اور ہم تیرے بچے تو یہی خیال کر کہ لڑکا دایہ سے لڑتا نہیں مگر اُس کی گود میں روتا ہے اگرچہ اُس کو نیک و بد کی تمیز نہیں۔ اسی طرح ہم بھی تیرے بچے ہیں اور بچے کی طرح اس لئے ہٹ کر رہے ہیں۔ کہ شاید ہماری ضد میں کچھ ہمارا فائدہ ہو۔

	ما چو چنگیم و تو زخمہ میزنی		زاری از ما نے تو زاری میکنی
ترجمہ	چنگ ہیں ہم اور تو ہے زخمہ زن		ہم نہیں ہے زار تو ہے نعرہ زن

شرح۔ اس شعر سے مولانا قدس سرہ نے بیان وحدت مطلق کی طرف انتقال کیا ہے چونکہ تمام موجودات مظاہر صفات حق ہیں۔ اس لئے ظاہر و مظہر اور شاہد و مشہود گویا واحد ہے۔ اور یہ وزیر کے مریدوں کا مقولہ نہیں بلکہ مولانا کی مناجات ہے۔ شعر کا یہ مطلب ہے کہ ہم آلۂ ملاحظۂ صفات ہیں۔ ہم میں تیری صفتیں ظہور کئے ہوئے ہیں اور ہماری مثال ایسی ہے جیسا چنگ۔ یعنے جس طرح چنگ میں تمام اقسام کے نغموں کی استعداد ہے۔ مگر بلا مضراب وہ نغمے ظاہر نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح ہم میں ارادہ و قدرت و افعال کے استعداد موجود ہے۔ مگر جبتک تیری تحریک نہ ہو وہ ارادے ہم سے ظاہر نہیں ہو سکتے۔ دوسرے مصرع میں زاری سے مراد آواز ہے یعنے جس طرح چنگ سے بلا مضراب خود بخود آواز نہیں نکلتی۔ اسی طرح فی الواقع ہماری آواز۔ ہماری زاری ہماری ذاتی آواز نہیں ہے۔ بلکہ حقیقت میں آواز کا پیدا کرنے والا تو ہے۔

	ما چو نائیم و نوا در ما ز تست		ما چو کوہیم و صدا در ما ز تست
ترجمہ	ہم ہیں نے اور تو ہے مانند نوا		کوہ ہیں ہم ہم میں ہے تیری صدا

شرح مانائے بمعنے نے یعنے ہمارا تکلم تیرے اس کلام کے اثر سے ہے جو تیری صفات ذاتیہ سے ہے اور جو حالات ہم میں موجود ہیں تیری ہی طرف سے منعکس ہیں جس طرح پہاڑ کی آواز جو آواز کرنیوالے کی طرف پھر کر آتی ہے۔ فی الواقع پہاڑ کی آواز نہیں ہوتی بلکہ اور شخص کی ہوتی ہے ہی تیرا وجود حقیقی ہے اور ہمارا وجود فانی اور وجود فانی میں جتنی حالتیں اور صفتیں پائی جاتی ہیں۔ تیرے ہی صفات کا عکس ہیں مثلاً ہم میں صفت غضب تیرے اسم جبار کا عکس ہے اور صفت رحم تیرے اسم رحیم کا وعلے ہذا القیاس۔

	ما چو شطرنجیم اندر برد و مات		برد و مات ما ز تست اے خوش صفات
ترجمہ	ہم ہیں ہے شطرنج کی سی برد و مات		تیری جانب سے ہے یہ اے خوش صفات

شرح یعنے ہم صفت غالبیت اور مغلوبیت میں بازی شطرنج کی طرح ہیں کبھی غالب ہیں اور کبھی مغلوب اور یہ غالبیت و مغلوبیت تیری طرف سے ہے کیونکہ تو ہمارے افعال و اقوال و احوال کا خالق ہے قرآن مجید میں قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِندِ اللّٰه اور تُعِزُّ مَن تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَن تَشَاءُ موجود ہے۔ ہر شے خدا کی طرف سے ہے اور وہ جسکو چاہتا ہے عزت دیتا ہے جسکو چاہتا ہے ذلت۔

	ما کہ باشیم اے تو ما را جانِ جان	تا کہ ما باشیم با تو درمیان	
ترجمہ	کون ہیں ہم کچھ نہیں اے جانِ جان	تو ہی تو ہے کون ہیں ہم درمیان	

شرح جان جان روح الروح بمعنے مُمدّ حیات۔ یعنے ہماری کیا ہستی ہے کہ ایجاد افعال میں میرے شریک ٹھہر سکیں۔

	ما عدمہائیم و ہستی ہائے ما	تو وجودِ مطلق فانی نما	
ترجمہ	ہم عدم ہیں اور ہستی ہے عدم	تو ہی تو موجود ہے لے ذی الکرم	

شرح فانی نما بمعنے مظہر اشیائے فانیہ یعنے ہماری ہستی بالکل فانی ہے کیونکہ ہمارا وجود خارجی گو باعتبار ظاہر موجود ہے لیکن فی الحقیقت معدوم ہے اور تیرا وجود مطلق یعنے بلاقید فنا ہے اور تو اشیا ر فانیہ کا مظہر ظاہر کرنیوالا ہے

	ما ہمہ شیران و لے شیرِ علم	حملہ شان از باد باشد دمبدم	
ترجمہ	شیر ہیں ہم سب و لے شیرِ علم	ہے ہوا سے جسکو حرکت دمبدم	

شرح شیر علم تصویر شیر کہ ہیبت دشمن اور شگون غلبہ کے لئے جامہ علم پر سی دیتے ہیں۔ حملہ بمعنی حرکت و جنبش یعنے ہم شیر علم کے مانند ہیں جس کو ہوا کے سبب جنبش ہوتی ہے۔ مطلب یہ کہ ہمارے حرکات و سکنات تیرے ہوائے ارادت پر موقوف ہیں۔ جب تک تو شریک نہ ہو ہم کچھ نہیں کر سکتے۔

	حملہ شان پیدا و ناپیداست باد	آنکہ ناپیداست از ما کم مباد	
ترجمہ	حرکتیں ظاہر ہوا ناپید ہے	یا الٰہی کم نہ ہو ناپید شے	

شرح۔ یعنے شیر علم کی حرکت تو محسوس ہوتی ہے مگر ہوا جو فی الواقع اس کی محرک ہے بالکل ناپدید ہے اسی طرح ہمارے حرکات و سکنات تو ظاہر ہیں مگر محرک اصلی ناپدید ہے خدا کرے اس محرک کا عشق اور اسکی معرفت کا شوق ہم سے کم نہ ہو

	باد ما و بود ما از دادِ تست	ہستی ما جملہ از ایجادِ تست	
ترجمہ	یہ ہوا یہ بود تیری داد ہے	ہستی جملہ تری ایجاد ہے	

شرح باد سے حرکت اور بود سے وجود اور ہستی سے حاصل وجود مراد ہے یعنے ہم موجود نہیں ہیں بلکہ موجود برحق تو ہے

	لذتِ ہستی نمودی نیست را	عاشق خود کردہ بودی نیست را	
	تو نے دی ہستی کی لذت نیست کو	اور بخشی اپنی الفت نیست کو	

	لذتِ انعام خود را وا مگیر	نُقل و بادہ و جام خود را مگیر
ترجمہ	لذت انعام کو واپس نہ لے	نقل کو اور جام کو واپس نہ لے

شرح - یعنے تو نے عدم اضافی (انسان) کو ہستی کا ذائقہ چکھایا اور ازل میں اُس کو اپنا عاشق بنایا چنانچہ (الست بربکم قالوا بلےٰ اسی عشق کی طرف اشارہ ہے -) اب اپنے انعام کی لذت اس سے واپس نہ لے اور نقل معرفت اور بادۂ محبت اور کاسۂ حقیقت سے محروم نہ رکھ۔ شراب کے بعد ترش یا نمکین یا کباب وغیرہ کھانے کو نقل کہتے ہیں۔

	ور بگیری کیست جست و جو کند	نقش با نقاش چون نیرو کند
ترجمہ	تو اگر لے لے تو واپس کون دے	نقش کیا نقاش سے طاقت کرے

شرح - یعنے اگر تو اپنے انعام کو چھین لے یا اُن سے محروم رکھے تو ایسا کون ہے جو تجھ سے لے سکے - کیونکہ نقش یعنی کالبد نقاش سے مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں ہے - یہ بیچارہ تو فقیر ہے جس طرح تو نے قبل از استحقاق یعنے ازل میں اس کی پرورش کی ہے اسی طرح بعد استحقاق بھی اپنی نعمتوں سے محروم نہ رکھ۔

	منگر اندر ما مکن در ما نظر	اندر اکرام و سخائے خود نگر
ترجمہ	کس لئے ہے میرے گناہوں پر نظر	اپنے اکرام و سخا پر کر نظر

شرح - یعنے ہماری خطاؤں کو نہ دیکھ اپنی بخشش پر نظر رکھ - مع بر ما منگر بر کرم خویش نگر -

	ما نبودیم و تقاضا ما نبود	لطف تو ناگفتۂ ما را شنود
ترجمہ	ہم نہ تھے کچھ اور تقاضا بھی نہ تھا	راز ناگفتہ کو تو نے سُن لیا

شرح - تقاضا سے طلب لسانی اور ناگفتۂ ما سے استعداد وجود مراد ہے - یعنے جب ہم صرف تیرے علم میں تھے اور اپنا ذاتی وجود نہ رکھتے تھے تو ہم میں طلب لسانی کی طاقت نہ تھی کیونکہ معدوم سے طلب ناممکن ہے لیکن تیرا لطف ہماری استعداد وجود کو جانتا تھا - یعنے اُس کو معلوم تھا کہ انسان اس کی استعداد رکھتا ہے کہ اُس کو وجود میں لایا جائے کیونکہ وہ اشرف المخلوقات ہونے والا ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا - مطلب یہ کہ جب تو وجود سے پہلے ہم پر مہربان تھا - تو بعد ایجاد بھی مہربان رہ - کیونکہ ہم نہایت عاجز اور تیرے الطاف کے خوگر ہیں -

	نقش باشد پیش نقاش و قلم	عاجز و بستہ چو کودک در شکم
ترجمہ	نقش صورت پیش نقاش و قلم	ہے مقید صورت طفل شکم

شرح - یعنے ہماری مثال ایسی ہے جیسے نقش کہ نقاش اور قلم کے سامنے عاجز اور مقید ہے جس طرح بچہ ماں کے پیٹ میں کہ اپنے بننے اور بگڑنے کا کچھ اختیار نہیں رکھتا - مطلب یہ کہ انسان اگرچہ خودی اختیارات رکھتا ہے مگر انسان کامل نے اپنے تمام اختیارات شاہد حقیقی کے سپرد کر دیئے ہیں یا یہ کہ ہر متنفس کے افعال و حرکات اُسکے ارادہ پر موقوف ہیں -

	پیشِ قدرت خلق جملہ بارگہ	عاجزان چون پیش سوزن کارگہ
ترجمہ	روبرو قدرت کے خلق بارگاہ	یوں ہے جیسے پیش سوزن کارگاہ

شرح۔ کارگہ مخفف کارگاہ کام کرنے کا محل خصوصاً کپڑا بننے کی جگہ یہاں کارگاہ سے وہ کپڑا جس پر پھول بوٹے بنائے جاتے ہیں اور بارگاہ سے عالم مراد ہے یعنے تیری قدرت کے آگے مخلوق اور تمام عالم اس طرح عاجز ہے جس طرح سوئی کے آگے کپڑا۔ سوئی جس طرح چاہے اُس کو بنائے یا بگاڑے۔

	گاہ نقش دیو گہ آدم کند	گاہ نقش شادی وگہ غم کند
ترجمہ	گاہ نقش دیو۔ گہ آدم کرے	گاہ نقش شادی وگہ غم کرے

شرح۔ یعنے اُس نقش کو کبھی نقش شیطان بنا دیتا ہے اور کبھی نقش آدم یعنے کبھی گمراہ کرتا ہے اور کبھی ہدایت دیتا ہے اور کبھی صفات انسانیہ عطا فرماکر روح کو خوش کر دیتا ہے اور کبھی صفات شیطانیہ دیکر مغموم بنا دیتا ہے۔

	دست نے تا دست جنباند بدفع	نطق نے تا دم زند از ضر و نفع
ترجمہ	کس میں طاقت ہے کرے جو سلو دفع	کون دم مارے ضرر ہو یا ہو نفع

شرح۔ یعنے افراد مخلوق میں سے کسی کو یہ طاقت واختیار نہیں ہے کہ نقاش حقیقی کے نقوش شادے اور نہ اتنی گویائی ہے کہ نفع وضرر کی بابت کچھ دم مار سکے۔ بلکہ سب طرح کی طاقت اور ہر قسم کا اختیار خدا کو ہے۔

	تو ز قرآن باز خوان تفسیر بیت	گفت ایزد مارمیت اذ رمیت
ترجمہ	دیکھ لے قرآن میں تفسیر بیت	قول حق ہے مارمیت اذ رمیت

شرح یہ اُس آیت کی طرف اشارہ ہے فلم تقتلوہم ولکن اللہ قتلہم ومارمیت اذ رمیت یہ آیت جنگ بدر میں نازل ہوئی تھی جب کفار نے غلبہ کیا تو رسول مقبول نے اُن کی طرف کنکریوں کی ایک مٹھی پھینکی۔ جس سے وہ اندھے ہوکر جنگ سے باز رہے۔ مطلب یہ کہ اگر اے مخاطب تجھکو ہمارے اشعار کی (جو علم قدرت اور عجز کے باب میں ہیں) شرح اور تفسیر دیکھنی منظور ہے تو اس آیت کو دیکھ۔ اللہ تعالےٰ نے رسول کی کنکریاں پھینکنے کے فعل کو اپنی طرف منسوب کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بندہ کچھ نہیں کرسکتا۔ بلکہ قادر مطلق اللہ تعالےٰ ہے نکتہ اس آیت میں اول رسولؐ سے فعل رمی کی نفی کی گئی پھر اذ رمیت سے اُس کا اثبات کیا گیا۔ پھر ولکن اللہ رمےٰ سے نفی کی گئی اور صحابہ کی شان میں فلم تقتلوہم ولکن اللہ قتلہم آیا ہے یعنے اُن سے صرف ایک بار قتل کی نفی کرکے اپنی طرف منسوب کیا ہے جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ مراتب باعتبار خصوصیت ہیں رسول اللہؐ کا مرتبہ اُن کے افعال کو اُن کی طرف منسوب نہ کرنے میں صحابہ سے زیادہ تھا۔ یہ نہایت باریک اور لطیف نکتہ ہے غور سے سمجھنا چاہیئے

	گر بپرانیم تیر آن کے ز ماست	ما کمان و تیر اندازش خداست
ترجمہ	تیر میں کب طاقتِ پرواز ہے	ہم کمان ہیں اور وہ تیر انداز ہے

شرح - یعنے ہمارے افعال واقوال کے تیر جو ہمارے وجود کی کمان سے نکلے ہیں یہ فی الحقیقت ہماری جانب سے نہیں ہیں کیونکہ ہم دست قدرت میں کمان کی طرح ہیں اور تیر پھینکنے والا فی الواقع وہی ہے ۔ ہم اک خفیف سا ظاہری وسیلہ ہیں ۔ اس شعر کے معنے پہلے شعر کے مطالب سے ملتے جلتے ہیں ۔

	این نہ جبر این معنی جبّاری ست		ذکر جبّاری برائے زاری ست
ترجمہ	جبر کب ہے یہ جبّاری کی شان		پھر زاری ذکر جبّاری کو جان

شرح اس شعر میں فرقہ جبریہ اور قدریہ کا رد ہے ۔ جبریہ یہ کہتے ہیں کہ بندہ کو اپنے افعال میں مطلق قدرت اور اختیار نہیں ہے بلکہ خیر و شر اور بندہ کے جمیع حرکات و سکنات خاص افعال الٰہی ہیں بندہ ایک بوجہل پتھر کے مانند ہے جو اپنے اختیار اور ارادہ سے متحرک نہیں ہوتا ۔ اور قدریہ کا مذہب اس کے برعکس ہے وہ کہتے ہیں کہ بندہ اپنے افعال کا خالق اور مختار کامل ہے ۔ اس کو اللہ تعالےٰ کے مدد کی کچھ حاجت نہیں یہ دونوں فرقے باطل پر ہیں اور مذہب حق جو مولانا قدس سرہ اور تمام اہل سنت والجماعتہ کا ہے وہ مذہب متوسط ہے جو ان دونوں کے مابین ہے یعنی بندہ نہ تو بالکل مجبور ہے کہ اسے پتھر سے تشبیہ دی جائے اور نہ بالکل مختار ہے کہ آپ اپنے افعال کا خالق ہو بلکہ یوں سمجھنا چاہیئے کہ خالق افعال اللہ تعالےٰ ہے اور کاسب یعنی خیر و شر کا حاصل کرنے والا بندہ ہے شعر کا مطلب یہ ہے کہ مولانا قدس سرہ کے سابق اشعار سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ بندہ مجبور ہے کیونکہ انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ ہم گویا نیست ہیں اور جو افعال ہم سے صادر ہوتے ہیں وہ خالق کے افعال ہیں اس سے یہ وہم ہوتا تھا کہ مولانا قدس سرہ نے فرقہ جبریہ کی تائید کی ہے ۔ یہ شعر اس اعتراض کا جواب ہے یعنے ہم نے جو یہ کہا ہے کہ ہمارے افعال حق سبحانہٗ وتعالےٰ کے افعال ہیں اور ہم گویا نیست اور لاشئے ہیں ۔ اس سے یہ مراد نہیں کہ بندہ بالکل مجبور اور مسلوب الاختیار ہے بلکہ ہم نے اللہ تعالےٰ کی جبّاری کے معنے بیان کئے ہیں یعنے اللہ تعالےٰ افعال انسانی میں صفت جباریت کے ساتھ ظاہر ہوا ہے ۔ جباری بمعنے جبر نقصان ہے ۔ یعنے اصلاح امور و پُر کردن ہر شئے چیزے کہ لائق آں باشد چونکہ عالم ارواح میں روحیں بذات خود ارتکاب افعال کے لئے مستعد تھیں اور اللہ تعالےٰ نے اپنے علم ازلی سے اس استعداد کو جان لیا تھا ۔ اس لئے ان کو ایسے افعال سے پُر کر دیا جنکی وہ لیاقت رکھتی تھیں ۔ یعنے روح مؤمن کو افعال حسنہ سے اور روح کافر کو افعال سیئہ سے کیونکہ جبار اُسی کو کہتے ہیں جس کی عطا مقتضائے اشیاء کے مطابق ہو بس تو جباری کے یہ معنے اختیار عبد کے منافی نہیں ہیں نیز جبار کے یہ معنے بھی ہو سکتے ہیں کہ اس نے اپنے بندوں کو اوامر و نواہی کے بجالانے پر قادر قائم کر دیا ہے دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ جباری کا ذکر اس لئے ہے کہ بندہ ہر فعل کے بجالانے کے وقت جناب باری میں اس خوف سے زاری کرے کہ واللہ اعلم مقتضائے جباری اس فعل کے متعلق طاعت ہے یا معصیت جباری کے یہ معنے نہیں کہ خود معاصی میں گرفتار ہو کر اپنی معصیت کو اُس کی جباری کی طرف منسوب کر دے ۔ یہ مذہب خلاف سنت اور یہ عقیدہ قریب کفر ہے ۔

	زاری ما شد دلیلِ اضطرار		خجلت ما شد دلیلِ اختیار
ترجمہ	ہے تری زاری دلیل اضطرار		اور پشیمانی دلیل اختیار ہے

شرح - یعنے ہماری زاری اور تضرع جو بعض افعال پر ہم سے صادر ہوتے ہی یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ہم مجبور

اور مضطر ہیں۔ کیونکہ اگر ہمکو اپنے افعال پر اختیار ہوتا تو ہم سے ایسے گناہ نہ ہوتے جیسے ہمکو زاری کرنی پڑتی لیکن اپنی افعال قبیحہ سے ہماری خجلت اسبات کی دلیل ہے کہ ہم کو اپنے افعال پر اختیار بھی دیا گیا ہے۔ کیونکہ اگر اختیار نہ ہوتا تو ہم کو خلق اور حق سے بُرے افعال پر خجالت کیوں ہوتی۔ اس سے معلوم ہوا کہ بندہ کو من وجہٍ اختیار بھی دیا گیا ہے۔

	گر نبودے اختیار ایں شرم چیست		ویں دریغ و خجلت و آزرم چیست
ترجمہ	گر نہیں مختار تو کیوں شرم ہے		کیوں تجھے یہ خجالت و آزرم ہے

شرح توضیح سابق۔ آزرم یعنی غم و شرم کیونکہ اگر ہمکو اختیار نہ ہوتا تو بیل اور گدہے اور دیگر جانوروں کی طرح کسی گناہ سے شرم نہ آتی۔

	زجر استادان بشاگرداں چراست		خاطر از تدبیرہا گرداں چراست
ترجمہ	زجر استادان لب شاگردان ہے کیوں		اور دل تدبیر کا خواہاں ہے کیوں

شرح یعنے اگر انسان کو اختیار نہ ہوتا۔ تو استاد شاگرد پر مولیٰ غلام پر خاوند بیوی پر کسی فعل معیوب کے باعث زجر نہ کر سکتا۔ اور آدمی کا دل تدبیروں میں سرگرداں نہ رہتا۔ حالانکہ بہت سے کام آدمی مشورۂ دل کے بعد کرتا ہے جو قابل کرنے کے دیکھا لیا۔ اور جو نہ دیکھا نہ کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ آدمی کو جزوی اختیار دیا گیا ہے۔

	ور تو گوئی غافلست از جبر او		ماہ حق پنہاں شد اندر ابر او
ترجمہ	یہ کہے گر تو کہ بیشک غافل جبر		یوں نہاں ہے ماہ جیسے زیر ابر
	ہست ایں را خوش جواب ار بشنوی		بگذری از کفر و در دیں بگروی
ترجمہ	اس کا سن لے یہ جواب لے بد شعار		چھوڑ کر تو کفر ہوگا دیندار

شرح۔ یعنے ہم تو یہ کہتے ہیں کہ آدمی کو جزوی اختیار دیا گیا ہے۔ لیکن اگر تو یہ اعتراض کرے کہ آدمی مختار نہیں بلکہ بالکل مجبور ہے لیکن وہ جبر سے غافل ہے اور اس بات کو جانتا نہیں کہ ماہ حق یعنے کیفیت جبر الٰہی اُس کے افعال و اقوال میں پوشیدہ ہے۔ تو ہم اُس کا جواب آئندہ شعروں میں دیتے ہیں جس کا سمجھنا منکر کو مومن بنا دیگا

	حسرت و زاری کہ در بیماریست		وقت بیماری ہمہ بیداریست
ترجمہ	حسرت و زاری کہ بیماری میں ہے		یہ بھی داخل تیری بیداری میں ہے

شرح یعنے جس قدر حسرت و زاری بیماری کے وقت ہوتی ہے تندرستی کے وقت نہیں ہوتی اور بیماری کے وقت کی زاری گویا خواب غفلت سے بیداری ہے کیونکہ مصیبت کے وقت خدا زیادہ یاد آتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ اگر انسان مجبور ہوتا تو حسرت کے وقت بھی خدا سے غافل نہ ہوتا کیونکہ مجبور کو ہر حالت میں مجبور ہونا چاہئے یہ کیا کہ خوشی کے زمانہ میں تو خدا سے غافل رہا اور بیماری یا مصیبت کے وقت زاری کرنے لگا۔

	آن زبان کہ میشوی بیمار تو	میکنی از جرم استغفار تو	
ترجمہ	یعنی جب ہوتا ہے تو بیمار و زار	جرم سے کرتا ہے توبہ بار بار	
	مینماید بر تو زشتی گنہ	میکنی نیت کہ باز آیم برہ	
ترجمہ	تجھپہ کھلجاتی ہے زشتی گناہ	عہد کرتا ہے کہ لونگا نیک راہ	
	عہد و پیمان میکنی کہ بعد ازین	جز کہ طاعت نبودم کار گزین	
ترجمہ	بعد ازیں یہ عہد یہ پیمان ہے	کار دیں ہے اور میری جان ہے	
	پس یقیں گشت آنکہ بیماری ترا	مے ببخشد ہوش و بیداری ترا	
ترجمہ	پس ہوا ظاہر کہ بیماری تجھے	بخشتی ہے ہوش و بیداری تجھے	

شرح خلاصہ اشعار اور حاصل جواب یہ ہے کہ آدمی بیماری میں توبہ و استغفار اور یاد خدا زیادہ کرتا ہے اور غفلت سے بیدار رہتا ہے اور سرور میں غافل رہتا ہے پس اگر وہ مجبور ہوتا تو دونوں حالتوں میں یکساں رہتا اور ہر دم یاد خدا میں مصرف ہوتا کیونکہ مجبور کو سرور سے (جو موجب غفلت ہے) کیا کام۔ اور مجبور سے گناہ ہی نہیں ہوتا۔ پھر توبہ سے کیا سروکار۔

	پس بدان این اصل را اے اصل جو	ہر کرا درد است او بردست بو	
ترجمہ	جان رکھہ اس اصل کو اے اصل جو	درد دل سے آتی ہے کچھہ اسکی بو	
	ہر کہ او بیدار تر پر درد تر	ہر کہ او آگاہ تر رخ زرد تر	
ترجمہ	جو کہ ہے بیدار وہ پر درد ہے	جو ہے آگاہ اس کا چہرہ زرد ہے	

شرح۔ پہلے شعر میں اصل اول یعنے قاعدہ اور ثانی سے مراد ذات حق ہے یہ دونوں شعر تتمۂ جواب کے علاوہ ایک جدید فائدہ کے لئے ہیں یعنے اے انسان جب یہ معلوم ہوگیا کہ تو کلی طور پر مجبور نہیں بلکہ خدا کے اختیار دینے سے تھوڑی بہت قدرت بھی رکھتا ہے۔ تو تجھہ پر اس قادر مطلق کی معرفت حاصل کرنی فرض ہے اس لئے اے حق کی تلاش کرنے والے اس قاعدہ کو یاد رکھہ کہ جس کے دل میں عشق حقیقی کا درد ہے وہی بوئے معرفت حاصل کرسکتا ہے اور بیدار وہی ہے جو پر درد ہو اور آگاہ حق وہی ہے جس کا چہرہ زرد ہو۔

	گر ز جبرش آگہی زاریت کو	جنبش زنجیر جباریت کو	
ترجمہ	تو ہے گر مجبور تو زاری دکھا	جنبش زنجیر جباری دکھا	

شرح یعنے اگر تو بجبر خداوندی سے آگاہ ہے اور اپنے آپ کو مجبور جانتا ہے تو تیری زاری کہاں گئی۔ کیونکہ زنجیر

جباری کی حرکت یعنے علامت زاری ہے۔ اس لئے کہ جو شخص مجبور ہوتا ہے اُس کو سوائے زاری کے شادی و سرور سے مطلب نہیں رہتا۔ یہاں سے پھر مذہب جبریہ کا رد شروع ہوا ہے۔

	بستہ در زنجیر زادی چوں کند	چوب اشکستہ عمادی چوں کند
ترجمہ	قید والے کی ہے آزادی زبون	ٹوٹی لکڑی کا نہیں بنتا ستون

شرح۔ زادی مخفف آزادی اور عمادی بمعنے کار عماد۔ یعنے ٹوٹی ہوئی لکڑی ستون کا کام نہیں دیسکتی۔

	کے اسیر حبس آزادی کند	کے گرفتار بلا شادی کند
ترجمہ	قید میں ہے جو وہ کب آزاد ہے	ہر گرفتار بلا ناشاد ہے
	ور تو می بینی کہ پایت بستہ اند	بر تو سرہنگان شہ بنشستہ اند
ترجمہ	تو ہے گر پابستہ اے گم کردہ راہ	ہیں معیّن تجھپہ سرہنگان شاہ
	پس تو سرہنگی مکن با عاجزان	زانکہ نبود طبع و خوئے عاجزان
ترجمہ	عاجزوں پر کیوں ہے سرہنگی تیا	عجز کا تجھ میں نہیں ہرگز پتا۔

شرح۔ یعنے اگر تو اپنے آپکو مجبوراً عاجز اور بستہ و بے اختیار سمجھتا ہے تو اپنے چھوٹوں پر ظلم اور جبر کیوں کرتا ہے کیونکہ عاجز عاجزوں پر ظلم اور جبر نہیں کیا کرتا یہ عاجز کی شان سے بالکل بعید ہے اس سے معلوم ہوا کہ تو عاجز اور مجبور نہیں ہے پہلے مصرع میں عاجزان جمع ہے دوسرے میں مفرد مع ضمیر۔ یہ دونو شعر قطعہ بند ہیں۔

	چون تو جبر او نمی بینی مگو	ور ہمے بینی نشانِ دید گو
ترجمہ	تو نہیں مجبور۔ تو خاموش رہ	اور اگر ناچار ہے تو ہم سے کہہ

شرح یعنے اگر ایسا ہے تو اپنے آپکو مجبور نہیں جانتا۔ تو اپنی مجبوری کا اقرار نہ کر اور اگر جانتا ہے تو اُس کی علامت دکھا۔ اور جبکہ کوئی علامت مجبور ہونے کی تجھمیں نہیں پائی جاتی۔ تو تو کسی طرح مجبور نہیں ہو سکتا۔

	در ہر آن کاریکہ میلستت بدان	قدرتِ خود را ہمے بینی عیان
ترجمہ	جس کی رغبت ہے تجھے اے بے شعور	اُس کے کرنے میں ہے تو قادر ضرور
	در ہر آنکارے کہ میلت نیست و خواست	اندر آن جبری شوی کیں از خداست
ترجمہ	اور تجھے جس فعل کی رغبت نہیں	کہتا ہے مجبور ہوں طاقت نہیں

شرح۔ یعنے قائلان جبر اپنے جبر کو وسیلہ ارتکاب معاصی جانتے ہیں جس فعل کو جی چاہا کر گزرے اگرچہ معصیت ہو اور جسکو جی نہ چاہا ترک کر دیا اگرچہ طاعت ہو۔

	انبیا در کار دنیا جبری اند	کافران در کار عقبیٰ جبری اند
ترجمہ	کار دنیا سے نبی مجبور ہیں	کارِ عقبیٰ سے شقی مجبور ہیں

شرح بطور موعظت فرماتے ہیں کہ انبیا دنیا کے کاموں میں اپنے نفس کو مجبور جانتے اور متوکل علی اللہ رہتے ہیں۔ اپنی طرف سے معاملات دنیا میں سعی نہیں کرتے اور کفار اس کے برعکس کار دنیا میں بہت سعی کرتے ہیں اور کار عقبیٰ میں اپنے نفس کو مجبور ظاہر کرتے ہیں۔ پس تو آدمی کو انبیا کا طریقہ اختیار کرنا چاہیے۔

	انبیا را کار عقبےٰ اختیار	کافران را کار دنیا اختیار
ترجمہ	انبیا کو کار عقبےٰ ہے پسند	اشقیا کو کار دنیا ہے پسند
	زانکہ ہر مرغے بسوئے جنس خویش	میرود او در پس و جان پیش پیش
ترجمہ	کیونکہ ہر طائر کو میل جنس ہے	مومن و کافر کو میل جنس ہے

شرح مرغ سے ارادہ نیک یا بد مراد ہے اور جان بمعنے روح یعنے ہر شخص کا نیک یا بد ارادہ پیچھے پیچھے رہتا ہے اور روح آگے آگے۔ چونکہ روح پہلے پیدا ہوئی ہے اور ارادہ پیچھے اس لئے اگر روح کا مسکن سجین ہے۔ تو ارادۂ شقاوت اُس کے پیچھے ہے۔ اور اگر علیین ہے تو ارادہ سعادت کیونکہ حدیث میں آیا ہے اَلسَّعِیْدُ سَعِیْدٌ فِی الْاَزَلِ وَالشَّقِیُّ شَقِیٌّ فِی الْاَزَلِ وَکُلٌّ مُیَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَہٗ یعنے نیک اور بد ازل میں ہو چکے ہیں دنیا میں نیکوں کو نیک اور بدوں کو بد کام آسان ہیں۔

	کافراں چون جنس سجین آمدند	سجن دنیا را خوش آئین آمدند
ترجمہ	کافروں کی جنس میں سجین ہے	سجن دنیا باعث تزئین ہے

شرح را بمعنے برائے اور خوش آئین۔ بمعنے مناسب یعنے جنس اپنی جنس کی طرف مائل ہوتی ہے۔

	انبیا چون جنس علیین بدند	سوے علیین بجان و دل شدند
ترجمہ	جنس علیین نبی ہیں سر بسر	سوئے علیین ہے اُن کا سفر
	ایخدا بنما تو جان را آن مقام	کاندرو بیحرف میروید کلام
ترجمہ	اے خدا جان کو دکھا دے وہ مقام	جسجگہ بے حرف ہوتا ہے کلام

شرح یعنے روح کو مقام علیین میں پہنچا دے جہاں خدا کا کلام بلا کیفیت حروف و آواز سُنائی دیتا ہے۔

	این سخن پایان ندارد لیک ما	باز گوئیم آن تمامی قصہ را
ترجمہ	ایسی باتوں کا نہیں کچھہ انتہا	کہنے دے قصہ کا باقی مدعا

نومید کردن وزیر مریداں را در نقضِ خلوت

ترجمہ: وزیر کا اپنے مریدوں کو خلوت توڑنے سے ناامید کرنا ہے۔

آن وزیر از اندرون آواز داد — کائے مریدان از من این معلوم باد

ترجمہ: گوشۂ خلوت سے بولا بد صفات — اے مرید و یاد رکھنا میری بات

شرح: باوجود اصرار مریدان وزیر مکار خلوت سے باہر نہ نکلا اور مریدوں کو یہ جواب دیا کہ عیسیٰؑ کا حکم خلوت توڑنے کا نہیں ہے

کہ مرا عیسیٰؑ چنیں پیغام کرد — کز ہمہ یاران و خویشان باش فرد

ترجمہ: مجھکو پہنچا ہے یہ پیغام خدا — اپنے بیگانہ سے رہ بالکل جدا

روئے بر دیوار کن تنہا نشین — وز وجود خویش ہم خلوت گزین

ترجمہ: رہ الگ سب سے تو اے تنہا نشین — اپنی ہستی سے بھی ہو خلوت گزین

شرح: یعنے خلوت گزیں ہوکر صفات بشریہ ترک کرکے صفات ملکوتیہ حاصل کر۔ خلوت ز وجود یعنے ترک وجود ہے

بعد ازین دستوری گفتار نیست — بعد ازین با گفتگو ہم کار نیست

ترجمہ: بعد اس کے بولنا تک ہے حرام — گفتگو سے میں نہیں رکھونگا کام

الوداع اے دوستان من مردہ ام — رخت بر چارم فلک بر بردہ ام

ترجمہ: رخصت اے لوگو کہ میں تو مر گیا — اب گیا اور چرخ چارم پر گیا

شرح۔ یعنے میں نے مرتبہ موتوا قبل ان تموتوا حاصل کیا ہے اور عالم فانی سے رحلت کرکے مرتبہ عالی پر پہنچگیا ہوں چرخ چارم کی تخصیص مناسبت عیسیٰؑ کے سبب سے ہے ورنہ اس سے مطلق مرتبۂ عالی مراد ہے فائدہ حضرت عیسیٰؑ کا فلک چہارم پر ہونا مشہور بات ہے مگر فی الواقع وہ آسمان دوم پر ہیں چنانچہ شب معراج رسول علیہ الصلوٰۃ نے اُن سے آسمانِ دوم پر ہی ملاقات کی ہے اور حضرت یحییٰؑ بھی یہیں ہیں۔ البتہ حضرت ادریسؑ چارم فلک پر ہیں پھر مولانا کا یہ مصرع فرمانا کہ بر فراز آسمان چار میں یا تو وزیر کی زبان سے ہے یا یہ کہ مولانا نے شعر میں شاعروں کا مشہور مقولہ نقل کردیا ہے۔

تا بزیرِ چرخِ ناری چوں حطب — من نسوزم در عنا و در عطب

ترجمہ: کیوں جلوں اس چرخ ناری کے تلے — آتش رنج و ہلاک و درد سے

شرح۔ حطب لکڑی اور عطب ہلاکت۔ یعنے میں خلوت نشین ہوکر دنیوی مشقت اور محنت اور ہلاکت سے بچونگا کیونکہ اہل دنیا کی دنیوی گرفتاری اُن کیلئے گویا آگ ہے۔ یعنے میں اس لئے آسمان پر جاتا ہوں تاکہ چرخ ناری کے

نیچے رہکر لکڑی کی طرح نہ جل جاؤں ۔

پہلوئے عیسیٰ نشینم بعد ازیں | بر فرازِ آسمانِ چارمیں

ترجمہ: نزد عیسیٰ جا بہ لگا بیں بعد ازیں | اب ہے عزم آسمانِ چارمیں

والگہانے آن امیران را بخواند | یک بیک تنہا بہر یک حرف راند

ترجمہ: پھر امیروں کو بلاکر اپنے پاس | کہہ گیا ایک ایک سے وہ بار اساس

شرح۔ یک بیک لفظ خواند سے متعلق ہے یعنے ایک ایک امیر کو الگ الگ بلاکر سمجھایا اور سب کو دہوکا دیا۔ اس دہوکا دینے کا مفصل حال آئندہ داستان میں مذکور ہے ۔

فریفتن وزیر امیران را ہر یک بنوعے وطریقے

ترجمہ: اس مکار وزیر کا ہر امیر کو الگ الگ بلاکر جدا جدا طریق سے فریب دینا

گفت ہر یک را بدین عیسوی | نائبِ حق و خلیفہ من توئی

ترجمہ: یعنے ہر شانِ دین عیسوی | نائب حق اور خلیفہ ہے توئی

وان امیرانِ دگر اتباعِ تو | کرد عیسیٰ جملہ را اشیاعِ تو

ترجمہ: اور ہیں تیرے سوا جتنے امیر | سب ہیں تیرے بندۂ فرمان پذیر

ہر امیرے کو کشد گردن بگیر | یا بکش یا خود ہمیدارش اسیر

ترجمہ: حکم سے تیرے ہو باہر جو امیر | جان سے مار اس کو یا کرلے اسیر

لیک تا من زندہ ام ایں را مگو | تا نمیرم ایں ریاست را مجو

ترجمہ: لیک میری زندگی تک رہ خموش | اس ریاست کا نہ لانا دل میں جوش

تا نمیرم من تو ایں پیدا مکن | دعوئ شاہی و استیلا مکن

ترجمہ: میرے جیتے جی یہ کام اصلا نہ ہو | دعوئ شاہی و استیلا نہ ہو

اینک ایں طومار و احکامِ مسیح | یک بیک برخوان تو بر امت فصیح

ترجمہ: لے یہ ہیں طومار و احکام مسیح | ان کو پڑھیو سب پہ بالنطق فصیح

شرح۔ لفظ فصیح ضمیر برخوان سے حال واقع ہوا ہے اور اشیاع بمعنے انصار و مددگار ہے ۔

	ہر امیرے را چنیں گفت او جدا	نیست نائب جز تو در دینِ خدا
ترجمہ	اس طرح ایک اک کو سمجھایا جدا	ہے تو ہی تو نائبِ دینِ خدا
	ہر یکے را کردہ او یک یک عزیز	ہر چہ آں را گفت ایں را گفت نیز
ترجمہ	اس نے ایک اک کو خلیفہ کر لیا	جو کہا اس سے وہی اس سے کہا
	ہر یکے را او یکے طومار داد	ہر یکے ضدِ دگر بود۔ المراد
ترجمہ	اور دی ایک ایک کو اک کتاب	مختلف ہر ایک کی ہر فصل و باب

شرح ۔ المراد بمعنے حاصل کلام ۔ یا یہ کہ ہر طومار کا مضمون و مراد طومار دیگر کی ضد تھا ۔ اس وقت المراد بمعنے فی المراد ہوگا ۔ پہلے شعر میں عزیز بمعنے خلیفہ ہے ۔ اور بعض نسخوں میں ہر یکے را کرد اندر سر عزیز ہے ۔

	جملگی طومارہا بُد مختلف	ہمچو شکلِ حرفہا ۔ یا تا الف
ترجمہ	غرض کے سب طومار تھے وہ مختلف	مختلف ہیں جس طرح بے تے الف

شرح ۔ یا تا الف حرفہا سے بدل واقع ہوا ہے جس کو عطف بیان کہنا چاہئے یعنے الف ۔ بے تے کے حرفوں کی طرح سارے نامے مختلف تھے ۔ یعنے اُن صحیفوں میں اختلاف لفظی بھی تھا ۔ اور معنوی بھی ۔

	حکمِ ایں طومار ضدِ حکمِ آن	پیش ازیں کردیم ایں ضد را بیان
ترجمہ	حکمِ ہر طومار تھا باہم خلاف	ذکر جس کا ہو چکا ہے صاف صاف

کشتن وزیر خود را در خلوت از مریدان

ترجمہ	وزیر کا مریدوں سے الگ ہوکر خلوت میں اپنے آپ کو جان سے مار ڈالنا

	بعد ازاں چل روز دیگر در ببست	خویش کشت و از وجود خود برست
ترجمہ	بیٹھکر خلوت میں پھر چالیس روز	خودکشی سے مر گیا وہ کینہ توز

شرح اس وزیر نے اپنے بادشاہ کی رضا جوئی کے لئے خودکشی کی جو شرعاً ممنوع ہے چونکہ اس مکار نے مجازی بادشاہ کی اطاعت کے لیے حقیقی بادشاہ کی مخالفت کی اس لئے گنہگار اور جہنمی ہوا ۔ مگر یہاں سے یہ نکلتا ہے کہ اگر سالک اپنے بادشاہ حقیقی کی رضا جوئی کیلئے نفس امارہ کو مار ڈالیگا تو اُسے ضرور وجود باقی مرحمت ہوگا ۔

	چونکہ خلق از مرگِ او آگاہ شد	بر سرِ گورش قیامتگاہ شد
ترجمہ	باخبر اس سے ہوئے جب دم مرید	ہوگیا مدفن پہ اک محشر پدید

خلق چندان جمع شد بر گورِ او — موکنان جامہ دران در شورِ او

ترجمہ: مجتمع مخلوق مدفن پر ہوئی — سوگ میں مرشد کے جامہ در ہوئی

شرح: قیامگاہ سے ہنگامۂ محشر شور سے ماتم اور چندان بمعنے بسیار ہے موکندن بال کھسوٹنا۔ جامہ دریدن کپڑے پھاڑنا۔

کان عدد را ہم خدا داند شمرد — از عرب از ترک و ز رومی و کرد

ترجمہ: نعرہ زن شیوہ کنان تھے سب کے سب — ترکی و رومی و کردی و عرب

خاک او کردند در سرہا خویش — درد او دیدند دماہائے خویش

ترجمہ: ڈالتے تھے غم سے اپنے سر میں خاک — اور ہوئے جاتے تھے ماتم میں ہلاک

شرح: ضمیر او گور کی طرف ہے اور لفظ خویش علاوہ اپنے مشہور معانی کے بمعنے خوش و خوب بھی آیا ہے اس شعر میں پہلا خویش بمعنے خود ہے اور دوسرا بمعنے خوش ورنہ قافیہ ناجائز ہوگا۔ کرد ایران کے ایک ملک یا صحرا نشین ایک فرقہ کا نام ہے یعنے اُس کی گور پر عرب تُرک و رومی کُرد اسقدر جمع ہوئے جنکی گنتی خدا کو معلوم ہے

آن خلائق بر سرِ گورش مہے — کردہ خون را از دو چشم خود رہے

ترجمہ: قبر پر اُس کی رہے اک ماہ تک — خون آنکھوں سے بہایا راہ تک

شرح: مخفف ماہ۔ بمعنے مہیا۔ درہ مخفف راہ مراد آ بمعنے جاری۔ اول مصرع میں یائے مجہول بہائے دحدت ہے اور دوم میں زائد

جملہ از دردِ فراقش در فغان — ہم شہان و ہم کہان و ہم مہان

ترجمہ: دردِ ہجران سے تھے مرشد کے تباہ — سب بڑے چھوٹے فقیر و بادشاہ

بعد ماہے خلق گفتند اے مہان — از امیران کیست بر جایش نشان

ترجمہ: پھر امیروں سے یہ لوگوں نے کہا — جانشین اب کون مرشد کا رہا

شرح: خلق امتِ حضرت عیسٰی اور نشان سے خلیفہ اور جانشین مراد ہے۔ جو مرشد کی علامت ہوتا ہے۔

تا بجائے او شناسیمش امام — تا کہ کار ما ازو گردد تمام

ترجمہ: تاکہ ہم اس شخص کو سمجھیں امام — اور کارِ دیں ہو پا انتظام

سر ہمہ بر اختیارِ او نہیم — دست در دامان موسیٰ او زنیم

ترجمہ: اس کے آگے سر جھکائیں سب مرید — اُس کے ہاتھوں عقدِ بیعت ہو جدید

شرح - بعض نسخوں میں دست درہ داں و دست او دہیم ہا اور مطلب دونوں نسخوں کا ایک ہے ۔

	چونکہ شد خورشید و مارا کرد داغ	چارہ نبود بر مقامش جز چراغ
ترجمہ	اس آفتاب نے چھپکر دیا جب ہم کو داغ	روشنی ہو کس سے حاصل جز چراغ

شرح - داغ کردن بمعنے داغ دادن - یعنے جب مرشد چھپ گیا (یعنی مرگیا) اور ہمکو آتش فراق کا داغ دے گیا تو سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں کہ ظلمت نفس دور کرنیکے لئے ہم کسی چراغ کو ڈھونڈیں یعنے کوئی خلیفہ مقرر کریں ۔

	چونکہ شد از پیش دیدہ روئے یار	نایبے باید ازو مایادگار
ترجمہ	چھپ گیا پردے میں جس دم روئے یار	ہو کوئی تصویر اُس کی یادگار
	چونکہ گل بگذشت و گلشن شد خراب	بوئے گل را از کہ جوئیم از گلاب
ترجمہ	جب نہ ہو گل اور گلشن ہو خراب	گل کی خوشبو دے ہی دیتا ہے گلاب

شرح - مطلب یہ کہ خلیفہ میں سے بھی مرشد کی موت کے بعد اسی کی بو آیا کرتی ہے ۔ اس لئے ضرور کسی کو مرنیوالے کا خلیفہ مقرر کرنا چاہیئے ۔ اس شعر کی مفصل شرح گزر چکی ہے ۔ مگر حسب اقتضائے مقام وہاں اور معنے تھے یہاں اور ہیں

	چون خدا اندر نیاید در عیان	نایب حقند این پیغمبران
ترجمہ	چونکہ بے پردہ نہیں ہوتا خدا	کردیا نبیوں کو اُس نے مقتدا

شرح - یعنے چونکہ اللہ تعالے مخلوق پر ظاہر نہیں ہوتا اس لئے پیغمبروں کو اپنا نایب بنا کر حکومت اور اظہار اسرار قدرت کے لئے بھیجدیا ہے ۔ اس قاعدہ سے نایب کا تقرر اور اُس کی اطاعت لازم ہے ۔

	نے غلط گفتم کہ نایب یا منوب	گر دو پنداری قبیح آمد نہ خوب
ترجمہ	یہ غلط ہے بلکہ نایب اور منوب	اُن کو دو کہنا نہیں ہے قول خوب

شرح - یہاں سے مولانا نے اسرار کا بیان شروع کیا ہے یعنے میں نے جو یہ کہا ہے کہ پیغمبر نایب حق ہیں اور اس سے نایب اور منوب میں اثنینیت اور فرق کا احتمال پیدا ہوتا ہے یہ بات غلط ہے کیونکہ نایب اور منوب کو دو یعنے الگ الگ خیال کرنا قباحت بلکہ سخت قباحت ہے نایب و منوب ایک ہیں اور حق پیغمبروں کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے قرآن مجید میں ہے مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ اور اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ ۔ یعنے جو رسول کی اطاعت کرتے ہیں ۔ وہ بالتحقیق خدا کی اطاعت کرتے ہیں اے رسول جو تجھسے بیعت کرتے ہیں وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں ۔

	نے دو باشد تا توئی صورت پرست	پیش او یک گشت کز صورت برست
ترجمہ	یہ دوئی ہے اہل صورت کے لئے	وحدت ارباب حقیقت کے لئے

شرح اس شعر میں لفظ سے پہلے شعر کے غلط ہونیکا انکار کیا گیا ہے۔ یعنے نائب و منسوب کی دوئی کا بہمہ طور غلط ہونا درست نہیں ہے بلکہ وہ صورت پرستوں کے نزدیک دو ہیں۔ کیونکہ یہ لوگ تعین اور تشخیص کی طرف نگاہ رکھتے ہیں۔ اور جو صورت پرستی سے نجات پا کر نظر حقیقت سے دیکھتے ہیں ان کے نزدیک دونوں ایک ہیں نائب نیابت کرنے والا اور منسوب جس کی طرف سے نیابت کی جائے۔ جیسے پیغمبر اور اللہ تعالے۔

	چون بصورت بنگری چشم تو دوست		تو بنورش درنگر کز چشم روست
ترجمہ	تیری آنکھیں دو ہیں ظاہر میں مگر		نور ان دونوں کا ہے ایک اے بشر

شرح مضمون سابق کی توضیح ہے بطریق تمثیل یعنے جب تو باعتبار صورت دیکھیگا تو تجکو تیری آنکھیں دو نظر آئینگی لیکن اے شخص آنکھوں کی روشنی کی طرف دیکھ جو آنکھوں سے پیدا ہوتی ہے کہ وہ ایک ہی ہے روست باظہار واو صیغہ ماضی از رستن۔ بعض نسخوں میں یہ شعر اس طرح ہے چوں بصورت بنگری چشمت دوست۔ تو بنورش درنگر در نگر کان یک توست تو۔ بواو مجہول بمعنے پردہ و تہ۔ پہلی صورت میں رستن بمعنے اگنا اور پیدا ہوتا ہے۔

	لاجرم چون بر یکے افتد بصر		آن یکے باشد دو ناید در نظر
ترجمہ	ایک شے پر جب نظر پڑتی ہے یار		وہ نہیں آتیں نظر دو زینہار

شرح - چونکہ آنکھ کا نور ایک ہے اس لئے جب کسی واحد چیز پر نگاہ جائیگی تو ایک ہی نظر آئیگی۔ مطلب یہ کہ نور متعدد نہیں ہوسکتا۔ اگر دونوں آنکھوں کے دو نور الگ الگ ہوتے تو ہر چیز دو ہو کر دکھائی دیتی۔

	نور ہر دو چشم نتوان فرق کرد		چونکہ بر نورش نظر انداخت مرد
ترجمہ	نور ہر دو چشم ہے بے امتیاز		رکھ نظر وحدت پہ تا کھل جائے راز

شرح - یعنے جب آدمی اپنے آنکھوں کے نور پر نظر ڈالے تو دونوں کا نور ممتاز اور جدا نہیں ہوتا۔ اسی طرح اللہ بھی نور ہے اور انبیا اور اولیاء بھی نور ہیں۔ ایک نور دوسرے نور سے جدا نہیں ہے۔

	در بیان آنکہ جملہ پیغمبران برحق اند کہ لانفرق بین احد من رسلہ
ترجمہ	اس بات کا ذکر کہ تمام پیغمبر برحق ہیں اور ہم کسی میں تفریق نہیں کرتے

	دہ چراغ ار حاضر آری در مکان		ہر یکے باشد بصورت غیر آن
ترجمہ	گر جلائیں دس بوقت شب چراغ		مختلف صورت میں ہونگے سب چراغ
	فرق نتوان کرد نور ہر یکے		چون بنورش روئے آری بے شکے
ترجمہ	لیکن ان کا نور بالکل ایک ہے		شک نہیں کرتا جو مرد نیک ہے

شرح اتحاد نور نائب و منسوب کی توضیح ہے بطریق تمثیل اور بیت کے پہلے شعر سے متعلق ہے۔

	اُطلُبُ المعنیٰ مِنَ الفُرقانِ و قُل	لانُفرّقُ بینَ اَحادُ الرُّسُل
ترجمہ	سن لے یہ فرمانِ حق ہے اے رَجُل	لانفرق بین احدٍ من رُسُل

شرح اگر تجکو اتحاد نور کی دلیل چاہیئے تو قران مجید میں موجود ہے لانفرقُ بین احدٍ من رُسلہ۔ اس کے ظاہری معنے یہ ہیں کہ ہم رسولوں میں فرق نہ کرینگے کہ ایک پر ایمان لائیں اور ایک پر نہ لائیں اور باطنی مطلب یہ ہے کہ اگرچہ انبیا بسبب صورت و تعین مختلف ہیں لیکن بسببِ حقیقت ایک ہی نور ہیں کے نور ہیں۔ بعض نسخوں میں لانفرق بین احدٍ من رُسُل ہے اور یہ نسخہ پہلے سے اچھا ہے۔

	گر تو صد سیب و صد آبی بشمری	صد نماید یک شود چوں بفشری
ترجمہ	صد انار و بہ کو توڑے گر کوئی	ایک ہو جائیں نچوڑے گر کوئی

شرح۔ آبی۔ بمعنے بہی مشہور پھل جسکو فارسی میں آبہ اور اردو میں بہی کہتے ہیں یعنے ظاہر میں بہت سے سبب اور بہی نظر آتے ہیں۔ مگر جبکہ آدمی اُن کو نچوڑ لیتا ہے تو سب ایک ہو جاتے ہیں یعنے باعتبار معنے واحد ہیں۔

	در معانی قسمت و اعداد نیست	در معانی تجزیہ و افراد نیست
ترجمہ	قسمت و اعداد معنی میں نہیں	تجزُیہ افراد معنی میں نہیں

شرح۔ کیونکہ تجزیہ اور اعداد صورت کا خاصہ ہے تجزیہ ٹکڑے کرنے کو اور اعداد گنتی کو کہتے ہیں۔

	اتحادِ یار با یاران خوش است	پائے معنے گیر صورت سرکش است
ترجمہ	اتحاد دوستان سے مُنہ نہ موڑ	طالب معنی ہو اور صورت کو چھوڑ

شرح یعنے صورت اتحاد سے نفرت کرتی ہے اس لئے تو معنی کی طلب کر کہ وصل حقیقی تک پہنچ جائے۔ اور تجھپر سرِّ وحدت کُھل جائے صورت پرست ہمیشہ معنی سے محروم اور پریشان حال رہتا ہے۔

	صورتِ سرکش گدازان کن برنج	تا بہ بینی زیر او وحدت چو گنج
ترجمہ	صورتِ سرکش کو غافل کر گذار	تا کہ مل جائے تجھے وحدت کا راز

شرح یعنے صورت کو جو معنی سے سرکش اور نافر ہے آتش عشق اور ریاضت باطنی سے گداز کر تاکہ خزانہ وحدت ملجائے

	ور تو نگدازی عنایتہائے او	خود گدازد اے دلم مولائے او
ترجمہ	ورنہ رکھ چشم عنایتہائے رب	خود بنادے گا وہ تیرے کام سب

شرح یعنے اگر تجھہ میں اتنی طاقت نہیں کہ اپنے وجود کو آتش عشق اور ریاضت سے گداز کر سکے تو اُس کی عنایتوں سے توفیق کی خواستگاری کر۔ اُس کی عنایتیں سب کچھہ کر سکتی ہیں۔ اس سے یہ بھی نکلتا ہے کہ معرفت فی الواقع ریاضت پر موقوف نہیں جبتک عنایت حق شامل حال نہ ہو۔ مولا۔ بمعنے غلام ہے۔

	اونماید ہم بدلہا خویش را	او بدوزد خرقۂ درویش را
ترجمہ	ہے وہی جلوہ نماہر خویش کا	بخیہ گر ہے خرقۂ درویش کا

شرح یہ اللہ کی عنایتوں کا مختصر بیان ہے مگر انتہا درجہ کا ہے۔ یعنے وہ عارفوں کے دلوں میں اپنا جلوہ دکھاتا ہے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے فرمایا ہے رَأیٰ قَلْبِیْ رَبِّیْ میرے دل نے اپنے خدا کو دیکھ لیا ہے اور حضرت علیؓ کا قول ہے لَا اَعْبُدُ رَبًّا لَمْ اَرَہٗ میں اُس خدا کی عبادت نہیں کرتا جس کو میں نے نہ دیکھا ہو۔ دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ وہ عارف کے دل شکستہ کو جو عالم کثرت کے کانٹوں اور دنیا کی محبت سے پارہ پارہ ہوگیا ہے۔ اپنے رشتۂ عنایت وکرم سے سِی دیتا ہے۔ خرقہ درویش سے دل عارف مراد ہے۔

	منبسط بودیم ویک جوہر ہمہ	بے سرو بے پا بُدیم آن سر ہمہ
ترجمہ	حیف ہم تھے ایک جوہر کے سب	سُوئے حق بے پاؤں بے سر تھے سب

شرح۔ ان اشعار میں مرتبۂ روح کی طرف اشارہ ہے جس سے وحدت کا ثبوت ملتا ہے یعنے ہم عالم ارواح میں خوش تھے۔ کیونکہ سب کے سب جوہر فرد یعنے ایک شے تھے مطلب یہ کہ ہمارا ثبوت اور تعین فقط علم الٰہی میں تھا۔ اور ہم علم الٰہی میں موجود ہونے کے وقت ظاہری اور جسمی ترکیب سے خالی اور بے سر وپا تھے آن سر یعنے آنجانب یعنے علم الٰہی جو موجودات وغیرہ موجودات سب کا مخزن ہے۔

	یک گہر بودیم ہمچون آفتاب	بے گرہ بودیم صافی ہمچو آب
ترجمہ	ایک گوہر تھے برنگ آفتاب	بے تعین بے گرہ مانند آب

شرح۔ ایک گہر یعنے جوہر فرد۔ یعنے ایک شے اور بے گرہ یعنے بے تعین اور بلا ترکیب جسمی۔

	چون بصورت آمد آن نورِ سرہ	شد عدد چون سایہائے کنگرہ
ترجمہ	آگیا جب جسم میں نور سرہ	بن گیا چون سایہائے کنگرہ

شرح سرہ یعنے خالص برگزیدہ نور سے مراد نور ذات حق ہے یا روح یعنے روح جب صورت یعنے بدن میں آئی تو متعدد ہوگئی۔ ظاہر بینوں کو ٹکڑے ہوکر الگ الگ نظر آنے لگی یعنے روح کے اعداد جسموں کے اعداد کے برابر ہوگئے اور اس تعداد ارواح کی ایسی مثال ہے جیسے قلعہ کے کنگوروں کا سایہ۔ کہ کنگوروں کے سبب متعدد معلوم ہوتا ہے ورنہ سایہ اپنی ذات میں متعدد نہیں ہے اس تشبیہ میں قلعہ کے کنگرہ سے جسم اور کنگرہ قلعہ سے روح مراد ہے جس طرح سایہ اجزا اور اعداد سے کچھ سروکار نہیں رکھتا۔ اسی طرح روح اجزا و اعداد سے بالکل پاک ہے۔

	کنگرہ ویران کنید از منجنیق	تا رود فرق از میانِ ایں فریق
ترجمہ	کنگرے ڈھا دو جو لیکر منجنیق	دفع ہو جائے خلاف ہر فریق

شرح۔ منجنیق۔ فلاخن جس میں بڑے بڑے پتھر رکھکے مارتے اور قلعہ کی دیواروں کو توڑ دیتے ہیں یعنے گو پھیا یعنے کنگرہ جسم کو ریاضت اور توحید کے منجنیق سے ویران کردو تاکہ زمرہ کائنات سے فرق اور اختلاف جاتا رہے

دربیان آنکہ انبیا راگفتند تکلموا الناس علی قدر عقولہم۔ زیرا کہ آنچہ ندانند انکار کنند و ایشان را زیان دارد وقال علیہ السلام اُمرنا ان ننزل الناس منازلہم

ترجمہ: انبیا کو حکم آلہی تھا کہ لوگوں سے انکی عقلوں کے موافق کلام کیا کریں کیونکہ لوگ جس چیز کو نہ جانینگے اس کا انکار کرینگے ورنہ انکار باعث نقصان ہوگا پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ کہ ہم لوگوں کو علی قدر مراتب رکھنے پر مامور ہوئے ہیں

شرح این را گفتمے من از مرے | لیک ترسم تا نہ لغزد خاطرے

ترجمہ: شرح اس وحدت کی کرتے خوب ہم | خوف ہے لیکن کہ پھسلیں کے قدم

شرح مری جانور کا تیز ہانکنا مجازاً بمعنے کوشش شعر میں مری بلحاظ قافیہ خاطرے بطور امالہ یائے مجہول کے ساتھ ہے یعنے میرا ارادہ تھا کہ بہ وحدت کو کوشش کے ساتھ نہایت شرح طور پر بیان کرتا مگر اس بات کا خوف ہے کہ کسی کے دل کا قدم راہ شریعت سے پھسل جائے کیونکہ مسائل سر وحدت کا سمجھنا محل لغزش اقدام ہے کند ذہن لوگ اسکو نہیں سمجھ سکتے۔ بلکہ اپنی نافہمی کے باعث الحاد میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

نکتہا چون تیغ الماس ست تیز | گر نداری تو سپر واپس گریز

ترجمہ: نکتے ہیں تلوار سے بھی تیز تر | بھاگ جا واپس نہیں ہے گر سپر

شرح یعنے وہ نکتے جو وحدت سے متعلق ہیں تلوار کے مانند تیز ہیں۔ اینما طب اگر تیرے پاس عقل وفہم کی ڈھال نہیں ہے تو اس تلوار کے سامنے سے بھاگ جا اور ان نکتوں کے سیکھنے کی جرأت نہ کر۔ تیغ الماس تیغ آبدار۔

پیش این الماس بے اسپر میا | کز بریدن تیغ را نبود حیا

ترجمہ: اس کے آگے بے سپر ہرگز نہ آ | کاٹنے سے تیغ کو کب ہے حیا

شرح یعنے اس تلوار کے سامنے بلا استعداد فہم نہ آ کیونکہ تلوار کا کام کاٹ دینا ہے اسکو کاٹنے سے شرم نہیں آتی تو اگر بلا استعداد سر وحدت کو معلوم کیا جاہیگا تو ملحد ہو جائے گا۔

زین سبب من تیغ را کردم غلاف | تا کہ کثر خوانے نخواند بر خلاف

ترجمہ: کر لیا ہے تیغ کو میں نے غلاف | تا کوئی کج خوان نہ سمجھے بر خلاف

شرح۔ تیغ سے نکات وحدت کا ذکر اور اکثر خوان سے نافہم مراد ہے۔ جو نکتوں کو سمجھ نہیں سکتا۔

آمدیم اندر تمامی داستان | در وفاداری جمع راستان

ترجمہ: کہتے ہیں اب ہم بقیہ داستان | وہ وفاداری جمع راستان

شرح۔ یعنے اب ہم وزیر کی بقیہ داستان کو بیان کرتے ہیں اور اُس مجمع داستان (مریدان وزیر) کی پوری حکایت لکھتے ہیں۔ اس گروہ کو مجمع داستان باعتبار اعتقاد وزیر کہا گیا ہے۔

	کز پس ایں پیشوا بر خاستند	بر مقامش نائبے میخواستند
ترجمہ	اس کے پیچھے پیشوا کے اٹھے تمام	چاہتے تھے اُس کا ایک قائم مقام

منازعت کردن امرا با یک دیگر در باب ولی عہدی

ترجمہ	ولیعہدی کے باب میں امیروں کا باہمی تنازع	
	یک امیرے زان امیران پیش رفت	پیش آن قوم وفا اندیش رفت
ترجمہ	ان امیروں میں سے آیا اک امیر	پیش آن قوم وفادار وزیر
	گفت اینک نائب آن مرد من	نائب عیسیٰ منم اندر زمن
ترجمہ	اور کہا قائم مقام اُس کا ہوں میں	نائب حق نائب عیسیٰ ہوں میں

شرح۔ اینک یعنے ببیں ایں را فعل با فاعل محذوف ہے اور مطلب یہ ہے کہ بارہ میں سے ایک امیر نے نصرانیوں سے یہ کہا کہ پولوس عیسیٰ کا نائب تھا۔ اور میں پولوس کا نائب ہوں تو نتیجہ یہ نکلا کہ میں عیسیٰ کا نائب ہوں۔

	اینک ایں طومار برہان منست	کیں نیابت بعد ازو آن منست
ترجمہ	اے لو یہ طومار ہے حجت مری	شک نہیں کچھ اب نیابت ہے مری
	آن امیر دیگر آمد از کمیں	دعوی او در خلافت بد ہمیں
ترجمہ	اتنے میں اک آگیا دیگر امیر	مدعی اُس کی خلافت کا شریر
	از بغل او نیز طومارے نمود	تا بر آمد ہر دو را خشم و جحود
ترجمہ	اک صحیفہ اس نے بھی دکھلا دیا	دوسرے نے ایک کو جھوٹا کیا

شرح۔ آن بمعنے ملک۔ نمود بمعنے ظاہر کرد و جحود بمعنے انکار ہے مطلب یہ کہ خلافت کے تمام جھوٹے مدعی ایک دوسرے کے منکر تھے۔

	وان امیران دگر یک یک قطار	بر کشیدہ تیغہائے آبدار
ترجمہ	پھر امیران دگر ہو کر قطار	کھینچ بیٹھے تیغہائے آبدار
	ہر یکے را تیغ و طومارے بدست	در ہم افتادند چوں پیلان مست

ترجمہ: اک صحیفہ اور اک خنجر بدست ۔۔۔ لڑ پڑے یوں جس طرح پیلانِ مست

ہر امیرے داشت خیلے بیکران ۔۔۔ تیغہا را برکشیدہ آنزمان

ترجمہ: پاس تھا ہر ایک کے لشکر بہت ۔۔۔ کھنچ گئے اک آن میں خنجر بہت

صد ہزاران مرد ترسا کشتہ شد ۔۔۔ تا ز سرہائے بریدہ پشتہ شد

ترجمہ: سیکڑوں عیسائی کشتہ ہو گئے ۔۔۔ سر کٹے اتنے کہ پشتہ ہو گئے

شرح خیل یعنے سواران واسپان۔ ولپشتہ یعنے ڈھیر۔ یعنے ہر امیر اپنا اپنا صحیفہ دکھا کر خلافت کا مدعی بنا اور جب دوسروں نے نہ مانا تو باہم سخت کشت و خون ہوا کشتوں کے پشتے لگ گئے۔

خون روان شد ہمچو سیل از چپ و راست ۔۔۔ کوہ کوہ اندر ہوا زین گرد خاست

ترجمہ: دائیں بائیں بہگیا دریا سے خون ۔۔۔ گرد پہنچی ان کے تا گردونِ دون

شرح کوہ کوہ۔ یعنے بسیار بسیار یا مانندِ کوہ ہوا اُس خالی جگہ کا نام ہے جو زمین اور آسمان کے مابین ہے۔

تخمہائے فتنہا کو کشتہ بود ۔۔۔ آفتِ سرہائے ایشان گشتہ بود

ترجمہ: بیج جو فتنہ کا ظالم بو گیا ۔۔۔ انکے حق میں آفتِ جان ہو گیا

جوزہا بشکست و آنکو مغز داشت ۔۔۔ بعد کشتن روحِ پاک و نغز داشت

ترجمہ: جوز ٹوٹے لیک جس میں مغز تھا ۔۔۔ بعد مرنے کے وہ پاک و نغز تھا

شرح۔ اس شعر میں آدمیوں کے بدن کو جوز (اخروٹ) سے تشبیہ دی گئی ہے۔ یعنے اس لڑائی میں بہت سے اخروٹ ٹوٹے (آدمی مرے) لیکن جس اخروٹ میں مغز (یعنے عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان یا عمل صالح) تھا قتل کے بعد اُس کی روح قیدِ ظلمت جسمانی سے آزاد اور خواہش نفسانی سے پاک ہو گئی کیونکہ الدنیا سجن المومن وجنۃ الکافر اور جو شخص وزیر کے دام فریب میں آگیا تھا۔ وہ بوسیدہ اور بے مغز جوز کی مانند لطافت روح سے محروم اور مشاہدۂ حق سے دُور رہا۔

کشتن و مُردن کہ بر نقشِ تن ست ۔۔۔ چون انار و سیب را بشکستن است

ترجمہ: سچ ہے یہ مرنا جہان کو چھوڑنا ۔۔۔ ہے انار و سیب کا سا توڑنا

شرح یعنے قتل اور موت جو نقش وجود پر طاری جاتی ہے اُس کی مثال ایسی ہے جیسا انار وسیب کا توڑنا یہاں سے مولانا عروس موت کا حال مختصر طور پر بیان کرتے ہیں جس طرح انار وغیرہ کو توڑنے سے اُس کے حسن قبح کا حال کھل جاتا ہے اسی طرح موت کے آنے سے (جو جسم کو توڑتی ہے) روح کا حال معلوم ہو جاتا ہے۔ کیونکہ موت سے جسم اشکل شکستہ ہو جاتا ہے اور روح اپنے صفات حمیدہ یا ذمیمہ کے ساتھ باقی رہتی ہے اگر اوصاف حمیدہ کیساتھ متصف ہے تو قیمتی اور عمدہ ہے اور اگر اوصاف ذمیمہ رکھتی ہے تو ناکارہ اور عالم ارواح میں رسوا ہوتی ہے۔

	آنچه شیرین ست آن شد نارِ دنگ	وانچه پوسیده نبود غیر بانگ
ترجمہ	ہے جو شیریں اُس کا پانی ہے لطیف	اور نکما ہے جو ہوتا ہے کثیف

شرح نار دانگ۔ اب انار و خلاصۂ انار یعنے شیریں انار کا نتیجہ اچھا ہوتا ہے اور گلا ہوا انار کسی کام کا نہیں بجز اس کے کہ اس کے توڑنے میں کچھ آواز پیدا ہو۔ یہی حالت روح کی ہے اگر لطیف اور متصف باوصاف حمیدہ ہے تو مقبول ہے اور اگر کثیف اور متصف باوصاف ذمیمہ ہے تو مردود ہے۔

	آنچہ پُر مغز ست چون مشک ست پاک	وانچہ پوسیدست نبود غیر خاک
ترجمہ	مشک کی مانند ہے پُر مغز و پاک	اور جو بوسیدہ ہے ہو جاتا ہے خاک
	آنچہ با معنےست خود پیدا شود	وانچہ بےمعنےست خود رسوا شود
ترجمہ	جو ہے با معنے وہ از خود ہے عیاں	اور بے معنے کی ہیں رسوائیاں

شرح یعنے جس طرح پُر مغز اخروٹ خود ظاہر ہو جاتا ہے اور بےمغز خود رسوا ہوتا ہے اسی طرح روح کا عالم ہے اگر متصف باوصاف حمیدہ ہے تو اس کے آثار نکلنے سے پہلے ظاہر ہو جاتے ہیں اور اگر برعکس ہے تو پہلے ہی رسوائی ہو جاتی ہے۔ فکل میسر لما خلق لہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جنتیوں کے لئے جنت کے اور دوزخیوں کے لئے دوزخ کے کام آسان کئے گئے ہیں یعنے اعمال جنتی اور دوزخی کی علامت ہیں۔

	رو بمعنے کوش اے صورت پرست	زانکہ معنے بر تنِ صورت پرست
ترجمہ	جہد معنی کے لئے کر اے بشر	کیونکہ صورت کے لئے معنے ہیں پر

شرح۔ یعنے ریاضت اور طاعت صورت اور وجود انسان کے لئے ایسی ہے جیسا جانور کے لئے پر آدمی ریاضت کے سبب درجات عالیۂ عرفان تک پہنچ جاتا ہے۔ اور بام عرش معرفت تک اُڑ سکتا ہے۔

	ہمنشین اہل معنے باش تا	ہم عطا یابی و ہم باشی فتا
ترجمہ	اہل معنی کا رہا کر ہمنشین	تا عطائے رب ہو تجھ پر بالیقیں

شرح فتا بمعنے جوانمرد۔ فتوت کے لغوی معنے سخا اور کرم کے ہیں لیکن اہل تصوف کے نزدیک بڑے بت کو توڑنے۔ یعنے نفس کشی کو کہتے ہیں۔ کیونکہ نفس امارہ تمام بتوں سے بڑا اور سب سے بُرا ہے جس کا بیان پہلے گذر چکا۔

	جانِ بےمعنے درین تن بےخلاف	ہست ہمچون تیغِ چوبین در غلاف
ترجمہ	جانِ بے معنے بدن میں بے خلاف	کاٹھ کی تلوار ہے زیرِ غلاف
	تا غلاف اندر بود باقیمت ست	چون برون شد سوختن را آلت ست
ترجمہ	قیمتی ہے بس دکھانے کے لئے	ورنہ ایندھن ہے جلانے کے لئے

تیغ چوبین را مبر در کارزار ‌ ‌ بنگر اول تا نگردد کارِ زار

ترجمہ: تیغ چوبیں سے نہ کر تو کارزار ‌ ‌ دیکھ پہلے تا نہ بگڑے کاربار

شرح پہلے مصرع میں کارزار یعنے جنگ سے میدان آخرت مراد ہے نیز حرب شیطان یا النفس امارہ بھی مراد ہو سکتا ہے یعنے لکڑی کی تلوار غلاف سے نکلکر چلانے کے قابل رہجاتی ہے جان بمعنے لکڑی کی تلوار ہے جو میدان آخرت میں ہرگز کام نہ دیگی۔

گر بود چوبین برو دیگر طلب ‌ ‌ ور بود الماس پیش آ با طرب

ترجمہ: تیغ چوبین چھوڑ تیغ تیز لے ‌ ‌ اور اگر ہے تیز تو آ شوق سے

شرح یعنے اگر تیری جان بے معنے ہے تو دوسری جان پیدا کر یعنے بامعنے ہونے کی کوشش کر یا مرشد کامل کو ڈھونڈ جس کو یا معنی بنانیکی ترکیب یاد ہے اور تو خود آگاہ معنی ہے تو معرکۂ عشق حقیقی میں مژدہ کامیاب ہوگا۔ قدم شوق آگے بڑھا۔

تیغ- در زرّادخانۂ اولیاست ‌ ‌ دیدنِ ایشان شمارا کیمیاست

ترجمہ: اولیا کے میگزین میں ہے وہ تیغ ‌ ‌ دید جنکی کیمیا ہے بیدریغ

شرح- زرّادخانہ سلیح خانہ۔ یعنے وہ تیغ یعنے جس سے شیطان اور نفس کا مقابلہ ہوسکے اولیا کے سلاح خانہ سے ملتی ہے سالک کو چاہیئے کہ یہ تیغ وہیں سے حاصل کرے۔ جن کی زیارت اکسیر اعظم کا حکم رکھتی ہے۔

جملہ دانایان ہمیں گفتہ ہمیں ‌ ‌ ہست دانا رحمۃً للعالمین

ترجمہ: عالموں کا قول ہے یہ بالیقین ‌ ‌ ہر ولی ہے رحمۃ للعالمین

شرح یعنے تمام علماء کا یہی قول ہے کہ دانا شخص رحمۃ للعالمین ہوتا ہے حدیث شریف میں ہے العلماء مصابیح الارض وخلفاء الانبیاء علماء زمین کے چراغ اور انبیا کے خلیفہ ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ مرشد کامل سے بہتر کوئی دانا نہیں۔ لہٰذا اُس کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ وہ ضرور تیرے لئے باعث رحمت ہوگا۔

گر انارے میخری خندان بخر ‌ ‌ تا دہد خندہ ز دانۂ او خبر

ترجمہ: نے شگفتہ ہے اگر لینا انار ‌ ‌ حال ہو دانے کا جس سے آشکار

شرح انار سے مرشد اور خندان سے متصف باوصاف حمیدہ مراد ہے مرشد کو انار سے اس لئے تشبیہ دیگئی ہے کہ جس طرح یہ انار قوت دل الٰہی ہے اسی طرح مرشد قوت دل حقیقی ہے یعنے اگر تو مرشد کو ڈھونڈھتا ہے تو ایسی کو طلب کو جس میں اوصاف حمیدہ ظاہر ہوں کیونکہ اوصاف ظاہر اوصاف باطن کی خبر دیتے ہیں۔ جیسا کہ کھلا ہوا انار اپنے دانہ کی خبر دیتا ہے۔ مطلب یہ کہ جھوٹے مدعیوں کو اپنا مرشد نہ بنانا چاہیئے۔

اے مبارک خندہ اش کو از دہان ‌ ‌ مے نماید دل چو دُر از درجِ جان

ترجمہ: ہے مبارک اُس کا خندہ کس قدر ‌ ‌ راز دل جس سے عیاں ہے چوں گہر

شرح ۔ ضمیر شین انار کی طرف راجع ہے جس سے بطور استعارہ مرشد کامل مراد ہے اور ضمیر کو خندہ کی طرف ہے اور دل سے مراد سر قلبی ہے اور از دُرج جان بنماید کے متعلق ہے یعنے اے مخاطب مرشد کامل کا خندہ (اتصاف باوصاف حمیدہ) نہایت مبارک ہے کیونکہ یہ خندہ سر قلبی کو جو موتی کے مانند ہے ظاہر کر دیتا ہے یعنے مرشد کامل کے ظاہری اوصاف باطنی اوصاف کو ہویدا کر دیتے ہیں ۔

	نامبارک خندۂ آن لالہ بود	کز دہانِ او سوادِ دل نمود
ترجمہ	خندہ لالہ کا بلاشک ہے زبون	منہ سے ظاہر ہے سیاہی درون

شرح یعنے اُس لالہ کا خندہ نہایت نامبارک ہے جس کے منہ سے اُس کے دل کی سیاہی ظاہر ہوتی ہے مطلب یہ کہ جھوٹے مرشد اور مدعی کی طرف رجوع نہ کرے منہ کی سیاہی (اتصاف باوصاف ذمیمہ) اُس کے دل کی سیاہی اوصاف ذمیمہ باطنی کی خبر دے رہی ہے ۔

	نارِ خندان باغ را خندان کند	صحبتِ مردانت از مردان کند
ترجمہ	باغ ہے خندان جو خندان ہو انار	مل کہیں مردوں سے تا ہو مرد کار

شرح یعنے جس طرح شگفتہ انار تمام باغ کو شگفتہ کر دیتا ہے اسی طرح اہل اللہ کی صحبت اہل اللہ بنا دیتی ہے

	یک زمانے صحبتے با اولیا	بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا
ترجمہ	اولیا سے ہو جو صحبت اک گھڑی	سو برس کی ہے عبادت سے بڑی

شرح ۔ کیونکہ صد سالہ عبادت میں تصفیہ قلب اور عشق حقیقی کا حاصل ہونا یقینی اور ضروری بات نہیں البتہ صحبت اولیا بطور اظہار کرامت دم بھر میں ایسا کر سکتی ہے ۔

	گر تو سنگِ خارۂ و مرمر بُدی	چون بصاحبدل رسی گوہر شدی
ترجمہ	سنگدل ہو کر جو مرمر بن گیا	مل کے صاحبدل سے گوہر بن گیا
	مہر پاکان درمیانِ جان نشان	دل مدہ الا بمہر دل خوشان
ترجمہ	عشق رکھہ پاکوں کا اہل دل سے مل	دل خوشوں کو دے اگر دیتا ہے دل

شرح دل خوش وہ ولی جو عشق حقیقی کی دہن میں ہمیشہ مسرور رہتا ہے اور جس کو ماسوی اللہ کا کبھی غم نہیں ہوتا ۔

	کوئے نومیدی مرو امیدہاست	سوئے تاریکی مرو خورشیدہاست
ترجمہ	کوئی نومیدی نہ دیکھہ امید ہے	سوئے تاریکی نہ چل ۔ خورشید ہے

شرح یعنے مشاہدہ حق سے ناامید نہ ہو کیونکہ لاتقنطوا من رحمۃ اللہ موجود ہے اور ظلمتہ یعنی مرشد ناکامل کی طرف نہ جا کیونکہ جہان میں مرشد کامل بھی موجود ہیں ۔ گو شپر کو خورشید نہیں نظر آتا ۔

دل ترا در کوئے اہل دل کشد — تن ترا در حبس آب و گل کشد

ترجمہ: کھینچتا ہے دل بسوئے اہل دل — جذب تن ہے سوئے قید آب و گل

شرح۔ دل سے صاحبدل یعنے ولی کامل مراد ہے۔ یعنے مرشد صاحب دل تجکو اہل اللہ اور اولیاء اللہ کی طرف کھینچ لے گا۔ اور صاحب جسم یعنے مرشد مدعی وغیرہ کامل قید آب و گل یعنے ظلمت کی طرف لیجائیگا۔ کیونکہ قلب طالب پر مرشد کامل کا اثر ضرور ہوتا ہے۔ جیسا مرشد کا دل ہوتا ہے ویسا ہی طالب کا ہو جاتا ہے۔

ہیں غذائے دل بدہ از ہمدلے — رو بجو اقبال را از مقبلے

ترجمہ: جا غذائے دل کو اہل دل سے ڈھونڈ — چاہئے اقبال تو مقبل سے ڈھونڈ

شرح۔ ہیں اماکہ ہان۔ کلمۂ تنبیہ بمعنے خبردار یا ہمدل بمعنے صاحبدل و مقبل بمعنے صاحب اقبال دونوں سے مرشد کامل مراد ہے

دست زن در ذیل صاحبدولتے — تا ز افضالش بیابی رفعتے

ترجمہ: دامن مردانِ دولت تھام لے — رفعت و افضال حق سے کام لے

صحبت صالح ترا صالح کند — صحبت طالح ترا طالح کند

ترجمہ: نیک صحبت نیک کر دے گی تجھے — بد بدوں میں ایک کر دے گی تجھے

شرح۔ طالح مرد بد کردار۔ ضد صالح۔ اور پہلے شعر میں صاحب دولت سے وہی مرشد کامل مراد ہے۔

نعت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کہ در انجیل بود

ترجمہ: اس کا ذکر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت انجیل میں تھی۔

بود در انجیل نعتِ مصطفےٰ — آن سرِ پیغمبران بحرِ صفا

مصطفےٰ کی نعت تھی انجیل میں — تھے سرِ پیغمبراں افضیل میں

بود ذکرِ حلیہا و شکل او — بود ذکرِ غزو و صوم و اکلِ او

ترجمہ: ذکر تھا سرور کے وضع و شکل کا — ذکر تھا صوم غزاۃ اکل کا

شرح۔ غزوہ غزدہ اور غزا۔ بمعنے جہاد ہے اور حلیہا سے مراد صفات محمدی ہیں جو انجیل میں درج تھیں۔

طائفہ نصرانیان بہرِ ثواب — چون رسیدندے بدان نام و خطاب

ترجمہ: بعض عیسائی فقط بہر ثواب — دیکھتے احمد کا جب نام و خطاب

بوسہ دادندے بدان نام شریف — رو نہادندے بدان وصف لطیف

	بوسہ نام پاک پر دیتے تھے وہ	وصف آنکھوں سے لگا لیتے تھے وہ
	اندرین فتنہ کہ گفتم آن گروہ	ایمن از فتنہ بدند و از شکوہ
ترجمہ	اس لڑائی میں کہ جس کا ذکر تھا	ہر شر اور فرقہ کا بے فکر تھا
	ایمن از شر امیران و وزیر	در پناہ نام احمد مستجیر
ترجمہ	دور تھا شر وزیر پُر گناہ	نام احمدؐ ہوگیا اُن کی پناہ
	نسل ایشان نیز ہم بسیار شد	نور احمدؐ ناصر آمد یار شد
ترجمہ	اُن کی نسلیں بھی ہوئی ہیں بے شمار	نور احمد ہوگیا ساروں کا یار

شرح ۔ شکوہ ترس دبیم مستجیر۔ پناہ جوئندہ یعنے جو نام کے حاذق اور مومن نصرانی احمدؐ کے نام کی پناہ میں آگئے تھے نور احمدی اُن کا مددگار اور معین ہوگیا تھا۔ اس لئے وہ تمام فتنوں سے محفوظ رہے۔

	وان گروہ دیگر از نصرانیان	نام احمدؐ داشتندے مستہان
ترجمہ	اور اُن کا تھا جو فرقہ دوسرا	جانتا تھا نام احمدؐ کو بُرا
	مستہان و خوار گشتند از فتن	از وزیر شوم رائے و شوم فن
ترجمہ	ہوگئے وہ سب ذلیل آفات سے	اس وزیر فتنہ گر کی گھات سے

شرح ۔ شوم رائے و شوم فن بمعنے بیوقوف و بدکردار اور مستہان بمعنے ذلیل ہے اور فتن فتنہ کی جمع ہے۔

	مستہان و خوار گشتند آن فریق	گشتہ محروم از خود و شرط طریق
ترجمہ	خوار و رسوا ہوگئے سب بے دلیل	زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے ذلیل

شرح ۔ یعنے نام احمدؐ کو ذلیل جاننے والے نصرانی ایک تو اپنی ذات سے محروم ہوئے یعنے قتل کئے گئے دوسرے شرط طریق سے محروم ہوئے یعنے اُن کا دین مشتبہ اور مخبط ہوگیا۔ مخبط مشتبہ۔ خلط ملط جسمیں خبط ہو۔

	ہم مخبط دین شان و حکم شان	از پے طومارہائے کژ بیان
ترجمہ	ہوگئے احکام دیں ایسوں کے خبط	کیونکہ طوماروں میں نہ تھا معنی کو ربط
	نام احمد چون چنین یاری کند	تاکہ نورش چون نگہداری کند
ترجمہ	نام احمد کی تو اُس یاری کو دیکھ	نور احمد کی نگہداری کو دیکھ

شرح لفظ تا علاوہ اپنے بہت سے معنوں کی تنبیہ کے لئے بھی آتا ہے اور یہاں بھی مقصود ہے یعنے جب نام احمدؐ اور

اُس کی تنظیم ایسی مددگار ہے۔ تو اے مخاطب خبردار اُن کا نور کس قدر محافظت کرتا ہوگا یعنے وہ لوگ جنہوں نے ایمان لاکر آپ کا نور دیکھا ہوگا۔ کس قدر امن اور حفاظت میں ہونگے۔ اُن کو دنیا میں بھی امن ملیگا اور محشر میں بھی۔

	نام احمدؐ چون حصارے شد چنیں	تا چہ باشد ذات آن روح الامین	
	نام احمد جبکہ ہے ایسا حصار	ذات کیا ہوگی سمجھ اے باوقار	

شرح یعنے جب آپکا نام ایسا مضبوط ہے تو آپ کی ذات کیسا حصار ہوگی۔ یعنے آتش دوزخ سے مومنوں کو بچالیگی

حکایت بادشاہ جہود دیگر کہ در ہلاک دین عیسےٰ جہد کرد

ترجمہ ایک دوسرے یہودی بادشاہ کی حکایت جو عیسوی دین کے مٹانے کی کوشش کرتا تھا

	بعد ازین خونریز درمان ناپذیر	کاندر افتاد از بلائے آن وزیر	
ترجمہ	ہوچکا جب دور خونریزی تمام	جس کا باعث تھا وزیر فتنہ کام	
	یک شہ دیگر ز نسل آن جہود	در ہلاک دین عیسیٰؑ رو نمود	
ترجمہ	نسل سے اُسکی ہوا اک بادشاہ	کرنے بیٹھا دین عیسیٰؑ کو تباہ	

شرح۔ خونریز یعنے خونریزی۔ درمان ناپذیر یعنے غیر قابل اصلاح پہلا شعر مبتدا ہے اور دوسرا خبر یعنے اُس مکار وزیر کی فتنہ انگیزی کے بعد اُسی شاہ یہود کی نسل سے ایک اور بادشاہ پیدا ہوا۔ اور دین عیسیٰؑ کی تباہی کی کوشش کرنے لگا

	گر خبر خواہی ازیں دیگر خروج	سورہ بر خوان والسماذات البروج	
ترجمہ	پوچھ لے ہم سے ہوا کب یہ خروج	دیکھ لے تو والسماء ذات البروج	

شرح۔ خروج یعنے بغاوت ہے اور یہ شعر اس آیت کی طرف اشارہ ... قتل اصحاب الاخدود ... الی آخرہ یعنے ... ہے ... مت ہے جا ہیں آگ کی خندقوں والے جبکہ وہ خندق پر بیٹھکر مومنوں سے مرتد ہونیکے طالب تھے اور جو اُن کا کہا نہ مانتا تھا اسکو آگ میں ڈال دیتے تھے۔ اور یہ سب شاہ یہود کے کہنے سے ہوتا تھا۔

	سنت بد کز شہ اول بزاد	این شہ دیگر قدم بروے نہاد	
ترجمہ	بد طریقہ اس نے جو جاری کیا	پاؤں اس نے بھی اُسی پر رکھدیا	
	ہر کہ او بنہاد ناخوش سنتے	سوئے او نفرین رود ہر ساعتے	
ترجمہ	ہے یہ سچ جو بانی بدعت ہوا	دمبدم وہ قابل نفرت ہوا۔	

شرح یہ اس حدیث کے مضمون کی طرف اشارہ ہے من سن سنۃ حسنۃ فلہ اجرھا واجر من عمل بہا الی آخرہ۔ یعنے سنت حسنہ جاری کرنے والے کو اُس کے جاری کرنے کا ثواب بھی ملیگا۔ اور اُس پر عمل کرنے والوں کا ثواب بھی حاصل

ہوگا۔ مگر یہ بات ہوگی کہ اس عمل کرنیوالوں کے ثواب کے حصہ میں کچھ کمی آجائے علیٰ ہذا القیاس طریقہ بدجاری کرنیوالے پر قیامت تک اسکے جاری کرنیکا گناہ بھی ضرور ہوگا۔ اور اسپر عمل کرنیوالونکا گناہ بھی حالانکہ عمل کرنیوالونکے گناہوں میں کچھ کم نہ کیا جائیگا۔ خدا کی پناہ

	زانکہ ہر جہ این کند زاں گوں ستم		زاولین جوید خدائے بے ستم وکم
ترجمہ	کیونکہ یہ ثانی کریگا جو ستم		پوچھے گا اول سے ربِ ذی الکرم

شرح۔ یہ شعر اکثر مثنوی کے مطبوعہ نسخوں میں نہیں ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ مقلد جب اس برے سنت کے ایجاد کرنیوالے کی تقلید کریگا تو اسپر گناہ ہوہی گا مگر خدا اس اول سے بھی اس گناہ کا سوال کریگا۔ کیونکہ مقلد کو یہ رستہ اسی موجد نے بتادیا ہے۔ مثلاً جہاں میں جب قتل کا واقعہ یا خونریزی ہوتی ہے تو اسکا ایک گناہ قابیل پر بھی ہوتا ہے جسنے اول خونریزی کی بنا ڈالی ہے۔

	نیکوان رفتند سنت ہا بماند		وز لئیمان ظلم ولعنت ہا بماند
ترجمہ	چل بسے سب نیک سنت چھوڑ کر		مر گئے بدکار لعنت چھوڑ کر
	تا قیامت ہر کہ جنس آن بدان		در وجود آید شود رویش بدان
ترجمہ	حشر تک ہوگا جو پیدا بدعمل		جائیگا بدیوں کی جانب بے خلل

شرح۔ اول بدان۔ جمع بد۔ ثانی بمعنے بآں۔ یعنے قیامت تک بد دن کی جنس میں سے جو شخص ظاہر ہوگا اسکی توجہ اسی اول شخص کی طرف ہوگی جس نے پہلے بدی کو ایجاد کیا تھا اور بد آدمی اسی کی ایجاد پر عمل کرے گا اس لئے موجد عمل کرنے والوں کا گناہ بھی سمیٹتا رہیگا۔ ظلم ولعنت کبیرہ گناہ کے معنوں میں ہے۔

	یک رگ ست این آب شیرین وآب شور		در خلائق میرود تا نفخ صور
ترجمہ	کھاری میٹھا پانی اک چشمہ سے ہے		دونوں کی طغیانی اک چشمہ سے ہے

شرح۔ آب شیرین سے ہدایت واہتدا اور صفات حمیدہ اور آب شور سے ضلالت وضلال اور صفات ذمیمہ مراد ہیں۔ یعنے ہدایت وضلالت دونوں ایک چشمہ (ذات حق سبحانہ وتعالےٰ کی طرف سے ہیں اور یہ دونوں چشمے تمام خلائق میں قیامت تک جاری وساری رہینگے کیونکہ مخلوق ان دونوں کا مظہر ہے۔ بعض آدمی خود بھی ہدایت پر ہیں اور اور دوسروں کے بھی ہادی ہیں۔ اور بعض خود بھی گمراہ ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔

	نیکوانرا ست میراث از خوش آب		آنچہ میراث ست اورثنا الکتاب
ترجمہ	نیکوں کو میراث ہے بیشک خوش آب		کیا ہے وہ میراث اورثنا الکتاب

شرح یعنے نیکوں کی میراث آب شیرین (ہدایت واہتدا) ہے دوسرے مصرع میں آنچہ میراث ست سوال ہے اور ثنا الکتاب اس کا جواب۔ یعنے اے مخاطب نیکوں کی میراث کیا چیز ہے۔ اس آیت کا مضمون ہے ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا الی آخرہ یعنے ہم نے قرآن مجید کا وارث ان لوگوں کو کیا ہے جن کو برگزیدہ کر لیا ہے وہ کتاب قرآن مجید ہے۔ حاصل یہ کہ نیکوں کی میراث قرآن مجید ہے۔ جو سر بسر ہدایت اور نور ہے۔

	شد نیاز طالبان ار بنگری	شعلہا از گوہر پیغمبری
ترجمہ	ہیں نثار طالبان بر تری ہے	شعلہائے گوہر پیغمبری

شرح - یعنے طالبان شاہد حقیقی اور اولیاء اللہ کا عجز و نیاز اور اُن کی زاری و تفرع گویا جوہر نبوت کی چمک ہے جو اُن کو انبیاء سے بطور میراث ملی ہے - بعض نسخوں میں نیاز کی جگہ نثار ہے بمعنے افشاندن نقد و جنس بر فرق کسے بسبیل تصدق اس صورت میں یہ معنے ہونگے کہ اولیاء اللہ کو بہت سے کمالات جوہر نبوت کے صدقے میں ملے ہیں یعنے ہر امت نے اپنے زمانہ کے پیغمبر سے کمالات حاصل کئے ہیں کیونکہ کسی ولی کو میراث ایمان بلا وساطت پیغمبر ہرگز نہیں ملتی -

	شعلہا با گوہر گردان بود	شعلہ آنجانب رود ہم کان بود
ترجمہ	شعلہ گوہر کا ہے گوہر کی طرف	اولیا ہیں سب پیمبر کی طرف

شرح - یہ قاعدہ ہے کہ چمک گوہر کے ساتھ گردش کرتی ہے جس طرف گوہر کا رخ ہوگا اُسی طرف چمک ہوگی اسی طرح ولی کے کمالات جوہر نبوت کے ساتھ گردش کرتے ہیں جدہر جوہر نبوت کی توجہ ہوگی اودہر ہی کمالات ولی پہنچینگے داور وہ جانب - جانب عشق حقیقی ہے) کیونکہ اولیاء اللہ کے کمالات انبیا کے کمالات کے فرع ہیں اور فرع ضرور اصل کی طرف رجوع کرتی ہے - دوسرے مصرع میں لفظ ہم شعلہ سے متعلق ہے کان اصل میں کہ آن ہے اور ضمیر گوہر کی طرف راجع ہے یہ بھی ممکن ہے کہ کان بمعنے معدن ایک لفظ ہے اور شعر کے معنے یہ ہیں کہ کمالات اُسی جانب چلتے ہیں جس جانب اُن کی کان ہے - یعنے کمالات بلا واسطہ حاصل نہیں ہوتے - بلکہ سب ایک کان ایک جگہ اور ایک معدن سے نکالے گئے ہیں - کان سے مراد کمال محمدی ہے جو معدن جمیع کمالات ہے تمام انبیا اولیا کے کمالات کان محمدی سے ماخوذ ہیں اور اسی کان کی طرف رجوع کرتے ہیں - یعنے اُس کے اجزا ہیں اس صورت میں ہمکان بمعنے ہمہ یک کان ہے -

	نور روزن گرد خانہ مے دود	زانکہ خور برجے ببرجے میرود
ترجمہ	نور روزن کا نہیں یوں ایک حال	کرتا ہے برجوں میں سورج انتقال

شرح یعنے جس طرح آفتاب کا نور جو روزن سے گھر میں جاتا ہے اور بسبب حرکت آفتاب ایک جگہ نہیں ٹہرتا بلکہ آفتاب کا تابع ہے جس طرف آفتاب پھرتا ہے اسی طرف نور پھر جاتا ہے اسی طرح نور قلب اولیا آفتاب نبوت کا تابع ہے کیونکہ آفتاب اصل ہے اور نور فرع - یا یہ کہ جس طرح نور آفتاب کا تابع ہے اسی طرح ہر نبی اور ہر ولی کا کمال آفتاب کمال محمدی کا تابع ہے - کیونکہ نور احمدی اور فیض محمدی کا انحصار ایک جگہ نہیں ہے - بلکہ تمام عالم میں پھیلا ہوا ہے -

	ہر کرا با اختر پیوستگی ست	ہم ورا با اختر خود ہمتگی ست
ترجمہ	ہے علاقہ جسکو جس اختر کے ساتھ	ساتھ ساتھ اُسکے وہ چکر کے ساتھ

	طالعش گر زہرہ باشد در طرب		میلِ کلی دارد و عشق و طلب
ترجمہ	جس کا طالع زہرہ ہوئے پُر شعور		مائل عیش و طرب ہوگا ضرور
	ور بود مریخی و خونریز خو		جنگ و بہتان و خصومت جوید او
ترجمہ	اور اگر مریخ ہو اسے نیک نام		اُس کو بہتان خصومت سے ہے کام

شرح - ہمتگی بمعنے ساتھ ساتھ دوڑنا - یعنے اتباع یہ شعر بایک رگست ایں آب شیریں و آب شور کے متعلق ہے اور مطلب یہ کہ جس شخص کو جس ستارے کے ساتھ علاقہ ہے اُس کو اُس ستارے کی تاثیرات کا اتباع ضروری ہے مثلاً جس شخص کا ستارہ زہرہ ہے اُس کا میلان طرب و عشق اور طلب معشوق کی جانب ہوگا - اور جس کسی کا ستارہ مریخ ہے وہ جنگ و بہتان اور خصومت کو ڈھونڈیگا - اُس کو سعادت حاصل ہوگی اور اُس کو شقاوت پس تو جس طرح ہر شخص کو کسی نہ کسی ستارہ سے علاقہ ہے - اسی طرح ہر شخص کو آب شیریں یا آب شور سے تعلق ہے اور ہر شخص یا مظہر سعادت ہے یا شقاوت نکتہ مولانا قدس سرہ ستاروں کی تاثیر کے قائل نہیں ہیں - کیونکہ یہ مذہب نجومیوں کا ہے لیکن چونکہ شاعروں میں تاثیرات سبع سیارہ بہت شہرت پکڑی ہے - آپنے بھی اُنہیں کے طریقہ کے موافق لکھدیا ہے جس سے مقصود فقط تمثیل و تفہیم ہے - چنانچہ آئندہ شعر سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا کو معنوی ستاروں کی تحقیق مقصود ہے -

	اختر انند از ورائے اختران		کاحتراق و نحس نبود اندران
ترجمہ	اور بھی اختر ہیں ورائے مرد دین		احتراق و نحس کچھ جن میں نہیں
	سائراں در آسمانہائے دگر		غیر ایں ہفت آسمان مشتہر
ترجمہ	آسمان اُن کے لئے کچھ اور ہیں		ہے نئی گردش نرالے دور ہیں -
	راسخان در تاب انوار خدا		نے بہم پیوستہ نے از ہم جدا
ترجمہ	مستفید تاب انوار خدا		نے بہم پیوستہ ہیں وہ نے جدا

شرح پہلے شعر میں احتراق بمعنے کم شدن نور ہے اور اختران سے مراد انبیا ہیں یعنے ان ظاہری اور آسمانی ستارون کے ماسوا اور معنوی ستارے بھی ہیں کہ نہ ان کا نور کم ہوتا ہے اور نہ وہ نحس ہیں یہ بھی ممکن ہے کہ اختران سے صحابہ اور اولیا مراد ہوں - کیونکہ حدیث شریف ہے اَصْحَابِی کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّہِمْ اقْتَدَیْتُمْ اِہْتَدَیْتُمْ میرے سارے صحابی ستاروں کے مانند ہیں - ان میں سے جس کی اقتدا کروگے تمہیں سیدھا رستہ مل جائیگا - دوسرے شعر کا یہ مطلب ہے کہ یہ معنوی ستارے اس ظاہری آسمان میں سیر نہیں کرتے - بلکہ ان کے سیر کرنیکے آسمان اور ہیں (یعنے آسمانہائے اسماء صفات حق تعالےٰ) اور چونکہ یہ مشاہدہ حق کے سیر کرتے ہیں اس لئے اُن کی سیر غیر متناہی ہے - تیسرے شعر کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ ستارے انوار خدا کی روشنی میں بیٹھ گئے ہیں - لیکن ذات حق سے نہ بہمہ وجوہ پیوستہ ہیں - کہ مثلاً اُس کا جز بنجائیں - کیونکہ بشر ہیں اور نہ بہمہ وجوہ اُس سے جدا ہیں - کیونکہ اُنکو

مرتبہ فنا فی اللہ کا حاصل ہے۔

	ہر کہ باشد طالع اوزان نجوم		نفس او کفار سوزد در رجوم
ترجمہ	جس کے یہ طالع ہوں ہے وہ نیک روز		اور اس کا نفس ہے کفار سوز ۔

شرح پہلے مصرع میں لفظ او متعلق محذوف ہے یعنے جس شخص کا نصیب ان معنوی ستاروں میں سے کسی ستارہ کے ساتھ متعلق ہو (یعنے جو شخص انبیا و اولیا کا تابع ہو) اس کا نفس مطمئنہ کفار (شیاطین اور نفس امارہ) کو جلا دیتا ہے رجوم وہ ستارے جن سے شیاطین کو ہانکا جاتا ہے ۔ اور جو شب کو ٹوٹتے نظر آتے ہیں مگر یہاں مجازاً رجوم بمعنے رجم ہے یعنے ہانکنا دفع کرنا ۔

	خشم مریخی نباشد خشم او		منقلب رو غالب و مغلوب جو
ترجمہ	اس کا غصہ چشم مریخی نہیں		انقلاب اس میں نہیں اے مرد دین

شرح ۔ یعنے جو شخص انبیا کا تابع ہے اس کا غصہ اور غضب ایسا نہیں ہوتا ۔ جیسا مریخ کا کیونکہ مریخ منقلب السیر ہے کبھی سعد زہرہ پر غالب ہو کر محض ضرر پہنچاتا ہے اور کہیں اس سے مغلوب ہو کر سعد بنجاتا ہے مطلب یہ کہ مریخ اپنے ایک حالت غضب پر قائم نہیں رہتا ۔ بخلاف تابعان انبیا علیہم السلام کے کہ ان کا غضب اس شخص پر جو قابل غضب الٰہی ہے ہمیشہ سبذول رہتا ہے کیونکہ وہ بدول سے بغض فی سبیل اللہ رکھتے ہیں ۔ اُن کا غضب غضب الٰہی ہے اور اُن کی رحمت رحمت الٰہی ۔ پھر جب تابعان انبیا کا غضب ایسا ہے تو انبیا ر اور اولیا ر کا غضب کیسا ہو گا ۔ طالب کو چاہیئے کہ اُن سب کے غضب سے پناہ مانگے ۔ اور اُن کی اطاعت کرتا رہے ۔ نعوذ باللہ من غضب اللہ و غضب رسولہ ۔

	نور غالب ایمن از کسف و غسق		درمیان اصبعین نور حق
ترجمہ	کسف سے ہے نور غالب کو امان		نور حق کی انگلیوں کے درمیان

شرح یعنے انبیا ر اور اولیا ر نور غالب ہیں جو کم ہو جانے اور گہن اور ظلمت سے بالکل بیخوف ہیں اور یہ نور حق کی دو انگلیوں (صفات جلالی و جمالی) کے بیچ میں ہیں ۔ یعنے مشاہدۂ صفات جلالی و جمالی میں مستغرق ہیں ۔ انبیا اور اولیا کو اختر سے تشبیہ ہدایت اور راہنمائی کے مناسبت سے دی گئی ہے بعض نسخوں میں کسف کی جگہ نقص ہے ۔

	حق فشاند آن نور را بر جان ہا		مقبلان بر داشتہ دامان ہا
ترجمہ	حق نے جب اُس نور کو افشان کیا		مقبلوں نے اپنا دامن بھر لیا

شرح یعنے اللہ تعالےٰ نے انبیا ر کا نور ارواح پر تقسیم کیا ہے اور مقبلوں یا خوش نصیبوں نے اپنے دامن اُٹھا کر اس نور کو دامن میں بھر لیا ۔ یعنے اُن کے فرمان پر نیک روحیں ایمان لے آئیں یہ بھی ممکن ہے کہ اُن نور کا اشارہ نور ذات حق کی طرف ہو ۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے ۔ ان اللہ تعالےٰ خلق الخلق فی ظلمۃ ثم رش علیہم من نورہٖ

فمن اصابہ ذالک النور اہتدیٰ ومن خطاء ضل عن سواء السبیل۔ یعنے اللہ تعالےٰ نے مخلوق کو اندھیرے میں پیدا کیا پھر ان پر اپنے نور کا جلوہ ڈالا پس جس شخص کو اس نور کا کچھ حصہ مل گیا وہ ہدایت پر رہا اور جسکو نہ ملا وہ گمراہ ہوگیا۔

	وان نثار نور ہر کو یافتہ	روئے از غیر خدا ہر تافتہ
ترجمہ	جس پہ وہ نور خدا باران ہوا	ماسوائے اللہ سے وہ روگردان ہوا

شرح۔ نثار نور کی اضافت۔ اضافت صفت بطرف موصوف ہے اور نثار مصدر بمعنے مفعول یعنے نور منثور مطلب یہ کہ خدا کے اس پھیلے ہوئے نور میں سے جو انبیا کو ملا ہے جس شخص کو کچھ حصہ ملگیا۔ وہ سب سے علیحدہ ہوکر خدا کا ہو رہا

	ہر کرا دامان عشقے نابدہ	زان نثار نور بے بہرہ شدہ
ترجمہ	پاس جسکے عشق کا دامن نہ تھا	نور یزدان سے وہ بے بہرہ رہا

شرح یعنے جس کے پاس اُس نور کے سمیٹنے کو عشق حقیقی کا دامن نہیں ہے وہ محروم اور بالکل بے بہرہ ہے چونکہ کفار اس نور سے بے بہرہ تھے۔ اس لئے انبیا علیہم السلام کے معجزوں اور خدا کی آیتوں پر ایمان نہ لاسکے۔

	جزوہا را رویہا سوئے کل است	بلبلان را عشق بازی با گل است
ترجمہ	جزو کا منہ ہے ہمیشہ سوئے کل	بلبلیں رکھتی ہیں دائم عشق گل

شرح مضمون سابق کی دلیل ہے یعنے ارواح مومنین کے ایمان لانے اور کافرین کے منکر رہنے کا یہ سبب ہے کہ جزو کل کی طرف اور بلبل گل کی طرف رجوع کرتا ہے۔ مومنین اور عشاق نور الٰہی کے ایک جزو ہیں اور انبیا علیہم السلام گویا سراپا نور ہیں یا یہ کہیئے کہ مومنین بلبل ہیں اور انبیا گل ہیں (یعنے مومنین انبیاء کے عاشق ہیں) اس لئے اس جزو نے اُس کل کی طرف اور اس بلبل نے اُس گل کی طرف رجوع کیا۔ اور علیٰ ہذا القیاس کفار ظلمت کے اجزا ہیں اور اس کے عاشق ہیں۔ اس لئے اُس کی طرف راجع ہیں۔

	گاؤ را رنگ از برون و مرد را	از درون جو رنگ سرخ و زرد را
ترجمہ	جانور کے رنگ کو باہر سے دیکھ	آدمی کے رنگ کو اندر سے دیکھ

شرح۔ یعنے جس طرح تو جانور کے سرخ اور زرد رنگ کو باہر سے معلوم کر لیتا ہے اس طرح آدمی کا رنگ باہر سے نہیں۔ بلکہ اندر سے معلوم ہوتا ہے ایمخاطب تو آدمی کے سرخ و زرد رنگ کو اندر سے ڈھونڈ۔ سرخ و زرد سے نیکی و بدی مراد ہے۔ مطلب یہ کہ فریب کی شکلیں اور فتنوں کے طریقے یا الوان طاعت اور اقسام عبادت و خلاصہ یہ کہ ضلالت و ہدایت وغیرہ باہر سے نہیں معلوم ہوتے۔ بلکہ ان کا اختلاف اندر سے معلوم ہوتا ہے۔ اور اس کے معلوم کرنے کی یہ ترکیب ہے کہ جس کا ظاہر باطن کے موافق ہو وہ نیک ہے اور سرخ رنگ رکھتا ہے اور جس کا ظاہر و باطن یکساں نہ ہو وہ بد ہے اور زرد رنگ رکھتا ہے۔ نیکو کو اپنا ظاہر و باطن یکساں رکھنا چاہیئے

	رنگہائے نیک از خم صفاست	رنگ زشتان از سیہ آبہ جفاست
ترجمہ	آتا ہے خم صفا سے نیک رنگ	ظلم کی بحر ہیں سب بدلوں کے رنگ

شرح ۔ یعنے افعال نیک قلب صاف کے خم سے نکلتے ہیں اور افعال بد باطنی جفا کی کیچڑ سے صادر ہوتے ہیں وہ افعال مومن کے ہیں اور کفار کے باطنی جفا سے کفر دنیا پرستی اور سیہ آبہ سے تاریکی دل مراد ہے ۔ سیہ آبہ کیچڑ کو کہتے ہیں ۔

صبغۃ اللہ نام آن رنگ لطیف — لعنۃ اللہ بوئے ایں رنگ کثیف

ترجمہ: صبغۃ اللہ ہے وہ رنگ لبس لطیف — لعنۃ اللہ ہے یہ رنگ لبس کثیف

شرح ۔ یعنے افعال حسنہ کا نام صبغۃ اللہ ہے یعنے یہ اللہ کا رنگ ہے ۔ جو مومنین پر چڑھا ہوا ہے اور افعال قبیحہ کی بو یعنے ان کا ماحصل اور نتیجہ لعنۃ اللہ ہے ۔ خدا اپنے رنگ میں رنگے اور لعنت کے ڈھنگ سے بچائے ۔

آنچہ از دریا بدریا مے رود — از ہمان جا کامد آنجا میرود

ترجمہ: آب دریا سوئے دریا جائے گا — جس جگہ سے آریا تھا جائیگا ۔

شرح ۔ یعنے اس مقولہ کا کہ جو پانی دریا سے آتا ہے وہ دریا ہی میں جاتا ہے یہ مطلب ہے کہ وہ جہاں سے آتا ہے وہیں جاتا ہے ۔ قاعدہ ہے کہ چھوٹے چھوٹے دریاؤں میں بڑے بڑے دریاؤں میں سے پانی آتا ہے اور پھر پھر کروہ پانی انہی بڑے بڑے دریاؤں میں چلا جاتا ہے اسی طرح افعال نیک جو صبغۃ اللہ کا ایک جزو ہیں اُسی کی طرف رجوع کرتے ہیں ۔ اور افعال بد جو لعنۃ اللہ کے ایک شاخ ہیں لعنت کی طرف راجع ہیں ۔ یعنے نیک افعال کو اللہ قبول کرتا ہے ۔ کیونکہ یہ اُسی کی توفیق سے صادر ہوتے ہیں اور افعال بد کو مردود کرتا ہے کیونکہ وہ بندہ کی جانب سے صادر ہوتے ہیں ۔ اہل سنت والجماعۃ کا یہی مذہب ہے کہ مَا اَصَابَکَ مِنْ حَسَنَۃٍ فَمِنَ اللّٰہِ وَمَا اَصَابَکَ مِنْ سَیِّئَۃٍ فَمِنْ نَّفْسِکَ نیکی خدا کی طرف سے پہنچتی ہے اور بدی اپنے نفس کی طرف سے ۔

از سر کہ سیلہائے تیز رو — وز تن ما جان عشق آمیز رو

ترجمہ: نکل ہیں دریا سے سیل تیز چل — اور بدن سے جان عشق آمیز چل

شرح ۔ یعنے اے سیل سرکوہ سے بہت جلد نکل اور دریا سے مل ۔ اور تن عشاق سے اے روح عشق آمیز نکل اور خدا سے مل یہ معنے اس صورت میں ہیں کہ لفظ رود دونو جگہ صیغہ امر فرض کیا جائے وہ بشکل دیگر نیز ممکن ہے کہ پہلے مصرع میں تیز رو اسم فاعل ترکیبی ہو اور دوسرے مصرع میں رو صیغہ امر اس وقت یہ مطلب ہوگا کہ اے جان عشق آمیز شوق ملاقات خدا میں تن عشاق سے اس طرح نکل جس طرح سرکوہ سے سیلہا کے تیز رو نکلکر دریا میں ملجاتی ہیں پہلا مصرع دوسرے کی تمثیل ہے اور مقصود ترغیب عشق الٰہی ہے اور مطلب یہ ہے کہ آدمی کو اس بات کی کوشش کرنی چاہیئے کہ اپنے قطرہ وجود فانی کو دریائے عشق حقیقی میں پہنچادے ۔ یعنے ہر وقت خالق سے لو لگائے رہے

آتش افروختن بادشاہ و بت در پہلوئے او نہادن کہ ہر کہ سجدہ بت کند از آتش برہد یا بلا

ترجمہ بادشاہ کا آگ جلانا اور اس کے پاس بت رکھکر یہ حکم دینا کہ جو اس بت کو سجدہ کریگا وہ آگ سے نجات پائیگا

آن جہود سگ ببیں چہ رائے کرد — پہلوئے آتش بتے برپائے کرد

ترجمہ	شاہ سگ طینت نے پھر ایسا کیا	آگ کے پاس ایک بت کو رکھدیا	
	کانکہ ایں بت را سجود آرد برست	ورنہ آرد در دلِ آتش نشست	
ترجمہ	اور کہا ہے اس کا ساجد کامیاب	ورنہ وہ ہے اور آتش کا عذاب	
	چون سزائے آن بتِ نفس او نداد	از بتِ نفسش بتے دیگر بزاد	
ترجمہ	نفس کے بت کا وہ شیدا ہوگیا	دوسرا بت اس سے پیدا ہوگیا	

شرح - یہاں سے مولانا اسرار بیان کرتے ہیں یعنے جب کہ اس شاہ یہود نے اپنے بت نفس کو سزا نہ دی اور نفس کشی نہ کی تو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے باطنی بت یعنے نفس نے ایک ظاہری بت تراش لیا - بعض نسخوں میں نداد کی جگہ بداد ہے اس صورت میں سزا یعنے سزاوار ہوگا یعنے چونکہ اس نے اپنے بت نفس کو اس کے لائق چیزیں دیں اور اس کی اطاعت کی تو نفس نے ایک اور بت پیدا کرلیا - معنوی طور پر شاہ یہود سے شیطان اور آگ سے آتش شہوت اور بت سے مطالب نفس امارہ مراد ہے - یعنے شیطان نے آتش شہوت روشن کرکے اس کے پاس مطالب نفس امارہ رکھدیئے اور نفس سے کہا کہ اگر تو مقتضائے طبیعت کے موافق عمل نہ کریگا تو آتش فراق سے جلجائیگا طالب حق کو چاہیئے کہ ہمیشہ شیطان کی مخالفت کرتا رہے (جیسا کہ مومنین نے اس شاہ یہود کی مخالفت کی تھی) کیونکہ مخالفت کے سبب وہ آتش نور اور رحمت بنجائیگی -

	مادر بتہا بتِ نفسِ شماست	زانکہ آن بت مار و این بت اژدہاست	
ترجمہ	ہے بتوں کی ماں بت نفس اے فنا	کیونکہ وہ بت سانپ ہیں یہ اژدہا	

شرح - نفس امارہ ہمیشہ لذات نفسانیہ اور بدنیہ میں گرفتار رہتا ہے اور اس کا سب سے برا نتیجہ جو سب سے بڑھکر ہے ابنائے جنس پر تکبر ہے اور چونکہ انبیا علیہم السلام بھی ابنائے جنس کی صورت تشریف لائے ہیں اس لئے نفس ان پر بھی تکبر کرنیکی ہدایت کرتا ہے - اور انبیا کی مخالفت اور بت پرستی کی رغبت دلاتا ہے اس لئے نفس کو مادر بت کہنا بجا ہے - کیونکہ نفس تمام برائیوں اور جملہ گناہوں کا مخزن ہے اور بت سانپ کے مانند ہیں اور بت نفس اژدہا یعنے تمام بتوں سے بڑا ہے - خدا نفس کی شرارت اور بداعمالیوں سے بچائے -

	آہن و سنگست نفس و بت شرار	آن شرار از آب میگردد قرار	
ترجمہ	سنگ و آہن نفس ہے بت ہیں شرار	ان سے شراروں کو ہے پانی سے قرار	

شرح قرار اور فرار دوسرے مصرع میں دونو لفظ صحیح ہیں مگر قرار میں بہ نسبت فرار کے معنے زیادہ واضح ہوجاتے ہیں

	سنگ و آہن ز آب کے ساکن شود	آدمی با این دو کے ایمن شود	
ترجمہ	سنگ یا آہن ہو ساکن کس طرح	آدمی ہو ان سے ایمن کس طرح	

شرح - ایمن بکسرۂ لیم بمعنے بیخوف - یعنے نفس امارہ لوہا یا پتھر ہے اور بت ان شعلوں کے مانند ہیں جو اس لوہے اور

پتھر سے پیدا ہوتے ہیں شعلوں کا قاعدہ ہے کہ پانی پڑنے سے بجھ جاتے ہیں لیکن لوہا اور پتھر نہیں بجھتا خواہ برسوں پانی میں رہے۔ کیونکہ پانی میں پڑکر بھی آہن اور پتھر کے شرارے ان کے جوف میں اس طرح رہتے ہیں جس طرح شہوت نفس میں اس لئے بت کا توڑ ڈالنا آسان ہے۔ مگر بت نفس کا مارنا نہایت مشکل ہے آدمی ان دونوں یعنے سنگ ہوا اور آہن ہوس کے ہوتے ہرگز گناہوں سے بیخوف نہیں رہ سکتا۔ نتیجہ یہ کہ جس طرح آہن و سنگ شعلوں کے اصل ہیں اسی طرح نفس امارہ کفر و معاصی دنیا طلبی اور بت پرستی کی اصل ہے آب سے قدرے ہدایت مراد ہے اور بعض نسخوں میں قرار کی جگہ فرار بھی دیکھا گیا ہے۔ جسکی بابت ہم اوپر رائے ظاہر کر چکے ہیں۔

	سنگ و آہن در درون دارند نار	آب را بر نار شان نبود گزار
ترجمہ	سنگ و آہن دل میں رکھتے ہیں شرر	ان میں پانی کا نہیں ہوتا گزر
	زاب چون نار درون کشتہ شود	در درون سنگ و آہن کے رود
ترجمہ	آب سے آگ کی بجھتی ہے کہیں	سنگ و آہن میں پہنچتا ہی نہیں

شرح۔ یعنے جس طرح پانی پتھر اور لوہے کے ان شعلوں کو نہیں بجھا سکتا۔ جو ان میں پنہان ہیں اسی طرح آب قدرے ہدایت نفس امارہ کے مخفی شعلوں (لذت گناہ کے شراروں) کو نہیں بجھا سکتا۔ بلکہ ان کا بجھانا دریائے رحمت الٰہی کا کام ہے۔ مطلب یہ کہ نفس پرستی بت پرستی سے بدتر ہے۔

	آہن و سنگ ست اصل نار و دود	فعل ہر دو کفر ترسا و یہود
ترجمہ	سنگ اور آہن ہے اصل نار و دود	ہے اسی سے کفر ترسا و یہود

شرح۔ یعنے جس طرح آہن و سنگ آگ اور دھوئیں کی اصل ہے اسی طرح نفس امارہ کفر و فسق کی اصل ہے اور یہود و نصاریٰ کا کفر اسی آہن و سنگ کا فعل ہے۔ یعنے انکا کفر ان کے مقتضائے نفس کے باعث ہے۔ بعض نسخوں میں اس شعر کی جگہ سنگ و آہن چشمہ نار ند و دود قطرہ شاہان کفر ترسا و جہود ہے مطلب دونوں کا ایک ہے۔

	بت سیاہ آبست در کوزہ نہاں	نفس مر آب سیہ را چشمہ دان
ترجمہ	ہر صنم کوزہ میں کیچڑ ہے نہان	نفس ہے کیچڑ کا چشمہ میری جان
	آن بت منحوت چون سیل سیاہ	نفس بنگر چشمۂ بر شاہراہ
ترجمہ	ہیں تراشیدہ بت سیل سیاہ	نفس اس کا چشمہ ہے بر شاہراہ

شرح۔ یعنے بت کیچڑ میلے اور گدلے پانی کی سیل ہے جسکی صفائی بھی ممکن ہے اور انقطاع بھی اور نفس شاہراہ میں گدلے پانی کا ایک چشمہ ہے کہ جس کی نہ تو صفائی ممکن ہے اور نہ انقطاع متصور ہے منحوت یعنے تراشیدہ اس سے معلوم ہوا کہ نفس کی برائی بت پرستی سے بڑھی ہوئی ہے ان شعروں میں نفس امارہ اور بت کے فرق کی دوسری تمثیل ہے۔

	بت درون کوزہ چون آب کدر	نفس شومت چشمۂ آن اے مُصر
ترجمہ	بت ہے گویا کوزے میں آب کدر	نفس امّارہ ہے چشمہ اے مصر

شرح- کدر بمعنے مکدر- اور اے مصر بمعنے اے اصرار کنندہ بر تقاضائے نفس ہے یعنے اے خواہشات نفس پر عمل کرنے والے تیرا نفس بت سے زیادہ بدتر ہے کیونکہ نفس گدلے پانی کا چشمہ ہے اور بت ایسا ہے جیسا ایک کوزہ میں گدلا پانی- کوزہ کا پانی تمام ہو جاتا ہے اور چشمہ کا پانی کم نہیں ہوتا-

	صد سبو را بشکند یکپارہ سنگ	واب چشمہ میرہاند بے درنگ
ترجمہ	سنگپارہ توڑ دے گو سو سبو	پر اُچھل جاتا ہے اس سے آب جو

شرح- میرہاند بمعنے آزاد میکند پہلے اشعار میں نفس کو چشمۂ سیاہ سے اور کفر و معاصی کو آب سیاہ سے دجو کوزہ میں ہو) تشبیہ دی گئی ہے اور اب اس کے مناسب یہ ارشاد فرماتے ہیں کہ سوٹھلیوں اور کوزوں کو ایک چھوٹا سا پتھر توڑ سکتا ہے لیکن چشمہ کے پانی کو روک نہیں سکتا بلکہ آزاد کر دیتا ہے یعنے پتھر اُس پر اثر نہیں کرتا نیز ممکن ہے کہ میرہاند بمعنے می جہاند ہو یعنے بجائے اس کے کہ پتھر آب چشمہ کو معدوم کرے اور اُس کو اُچھالتا ہے ان دونوں شعروں کی تشبیہوں کا خلاصہ یہ ہے کہ دفع معصیت کے لئے تھوڑی سی تدبیر کافی ہے اور دفع شر نفس کے لئے تدبیر عظیم کی حاجت رہتی ہے-

	آب خم و کوزہ گر فانی بود	آب چشمہ تازہ و باقی بود
ترجمہ	آب کوزہ آب خم کو ہے فنا	اور ہے چشمہ کے پانی کو بقا

شرح- اسی طرح نفس امّارہ کی شرارت ہر وقت تازہ بتازہ نو بنو ہوتی ہے-

	بت شکستن سہل باشد نیک سہل	سہل دیدن نفس را جہل است جہل
ترجمہ	توڑنا بت کا بہت ہی سہل ہے	نفس کو آسان سمجھنا جہل ہے
	صورت نفس ار بجوئی اے پسر	قصۂ دوزخ بخوان با ہفت در
ترجمہ	نفس کی صورت ہی ہے لے پسر	دیکھ حال دوزخ با ہفت در

شرح- یعنے حال دوزخ جاننے سے حال نفس معلوم ہو جاتا ہے کیونکہ دوزخ میں عذاب دینے والی چیزیں گویا گناہوں کی تصویریں ہیں جو آگ اور سانپ اور بچھو کی صورت میں آ گئی ہیں اور اعمال شرارت نفس سے صادر ہوتے ہیں- بس تو دوزخ کے حالات معلوم کرنے سے آدمی اپنے نفس کی حالت کا اندازہ اور اپنے اعمال کی جانچ کر سکتا ہے دوسرے معنے یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ نفس امّارہ سات دروازوں والے دوزخ کے ساتھ تشبیہ کامل رکھتا ہے کیونکہ جس طرح سات دروازہ کی دوزخ کا کام مبتلائے عذاب کرتا ہے اسی طرح نفس سات اعضا سے افعال قبیحہ صادر کرا کے آدمی کو مبتلائے عذاب کر دیتا ہے وہ سات اعضا یہ ہیں اول ذہن جس سے آدمی جو کچھ

جاہتا ہے کہ سیکھتا ہے اور جو کچھ چاہتا ہے کھالیتا ہے۔ دوم فرج جس سے زنا اور لواطت وغیرہ صادر ہوتے ہیں تیسرے ہاتھ جو قتل ناحق اور ایذائے مظلوم اور چوری وغیرہ کا گنہگار ہے چوتھے پانو جسکی رفتار اور چلنے پھرنے سے گناہ صادر ہوتے ہیں۔ پانچویں آنکھ جس سے غیر محرم عورتوں کو بری نگاہ دیکھا جاتا ہے چھٹے کان جس سے غیبتیں اور فساد کی باتیں سنی جاتی ہیں۔ ساتویں قلب جو تمام شرارتوں اور گناہوں کا مخزن ہے یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے (اِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ) یعنے جہنم کے سات دروازے ہیں۔ انھیں دروازوں سے لوگ اس میں داخل ہونگے۔ اہل باطن نے ان دروازوں کی یہ تفصیل بیان کی ہے۔ حرص۔ بغض۔ حسد۔ حقد۔ غضب۔ شہوت۔ کبر۔ بعضے پسندوں کے نزدیک دوزخ کے سات دروازے یہی ہیں۔

	ہر نفس مکرے ودر ہر مکر از آن	غرقہ صد فرعون با فرعونیاں
ترجمہ	نفس کا ہے فعل مکر ہر زمان	غرق ہیں جس سے بہت فرعونیان

شرح۔ یعنے نفس امارہ کا فعل ہر وقت مکر کرنا ہے اور ہر مکر میں بہت سے فرعون مع لشکروں کے غرق ہیں یعنے نفس کے مکر نے ہزاروں کو گمراہ کرکے تباہ کر دیا۔

	در خدائے موسیٰ و موسیٰ گریز	آب ایمان را ز فرعونی مریز
ترجمہ	رکھ ہمیشہ رب موسیٰ پر نظر	تیری فرعونی ہے ایمان کا ضرر

شرح خدائے موسیٰ رب العالمین ہے اور موسیٰ سے موسیٰ وقت یعنے خلیفہ اور نائب رسول مراد ہے اور فرعونی یعنے طغیان و سرکشی ہے یعنے موسیٰ کے خدا پر ایمان لا۔ ورنہ فرعونی سے آبروئے ایمان جاتی رہے گی۔

	دست را اندر احد و احمد بزن	اے برادر وارہ از بوجہل تن
ترجمہ	حکم حق فرمان احمد کر قبول	رہ الگ بوجہل تن سے اے جہول

شرح یعنے خدا کے احکام اور حضرت احمدؐ کے فرمان پر عمل کر اس ترکیب سے تو ابی جہل تن یعنے نفس سرکش و کافر کے مکر سے نجات پا جائیگا۔ وارہ۔ صیغہ امر از رہیدن یعنے نجات یافتن۔

آوردن بادشاہ جہود زنے را با طفل و انداختن او طفل را در آتش و بسخن در آمدن طفل در میان آتش

ترجمہ بادشاہ یہود کا ایک بچہ والی عورت کو آگ کے سامنے لانا اور بچہ کا آگ میں ڈالنا اور آگ میں پڑکر بچہ کا کلام کرنا

	یک زنے با طفل آورد آن جہود	پیش آن بت و آتش اندر شعلہ بود
ترجمہ	ایک بچہ والی کو وہ بے شعور	لایا اس آتش کے اس بت کے حضور
	گفت اے زن پیش این بت سجدہ کن	ورنہ در آتش بسوزی بے سخن
ترجمہ	اور کہا اس بت کو اے زن سجدہ کر	ورنہ آتش میں جلیگی سر بسر

	بود آن زن پاکِ دین و مؤمنہ	سجدہ آن بُت نکرد آن موقنہ
ترجمہ	تھی وہ عورت پاک دین اور مؤمنہ	سجدہ کیوں کرنے لگی تھی موقنہ
	طفل از وبستید و در آتش فگند	زن بترسید و دل از ایمان بکند
ترجمہ	آگ میں بچہ کو ڈالا چھین کر	ہوگئی ماں اس ستم سے پُر عذر
	خواست تا او سجدہ آرد پیشِ بُت	بانگ زد آن طفل کانّی لم اَمُت
	سجدہ کرنا چاہتی تھی خوش صفات	دی صدا بچے نے میں تو ہوں حیات

شرح - یعنے جب اسکی ماں بت کے سامنے سجدہ کرنے ہی کو تھی کہ لڑکے نے آگ میں سے آواز دی کہ اے ماں میں مرا نہیں ہوں بلکہ زندہ ہوں۔ موقنہ خدا کی وحدانیت کا یقین رکھنے والی ہے۔

	اندر آ مادر کہ من اینجا خوشم	گرچہ در صورت میانِ آتشم
ترجمہ	اندر آ اے ماں کہ میں ہوں خوش یہاں	گو بظاہر آگ کے ہوں درمیان
	چشم بندست آتش از بہرِ حجیب	رحمتست ایں سر بر آوردہ زجیب
ترجمہ	آگ کیسی ہے فسوں بہرِ حجاب	ہے کشادہ غیب سے رحمت کا باب

شرح - حجیب امالہ حجاب چشم بند بمعنے افسوں یعنے عوام کی آنکھوں کے حجاب کے لئے یہ آگ ایک افسون ہے یعنے عوام کو آگ نظر آتی ہے۔ اور جس طرح افسوں آنکھوں پر پردہ ڈالدیتا ہے اسی طرح آگ نے عوام کی آنکھوں پر پردہ ڈالدیا ہے۔ اور رحمت کو اپنے اندر چھپا لیا ہے۔ مطلب یہ کہ آگ فی الواقع رحمت ہے جس نے جیب غیب سے سر نکالا ہے۔ معتقدین وحدانیت کے حق میں یہ آگ باغ ہے۔

	اندر آ مادر بہ بیں برہانِ حق	تا بہ بینی عشرتِ خاصانِ حق
ترجمہ	اندر آ ماں دیکھ لے برہانِ حق	قدرتِ حق عشرتِ خاصانِ حق

شرح یعنے لڑکے نے ماں کو آواز دیکر یہ کہا کہ تو بھی آگ میں چلی آ اور اللہ تعالےٰ کی قدرت کا تماشا دیکھ کہ اسنے تمام شعلوں کو پھول اور آگ کو گلزار کردیا ہے معنوی طور پر طفل سے مراد عقل ہے جب ماں طبیعت اور نفس کی مقتضا سے دور ہوگئی۔ تو ترک تنعم ضرور ہوا۔ اور آتش فقر و فاقہ بھڑک اٹھی اور اس حالت میں اس کو لذت روحانی اور نعمت معنوی حاصل ہوگئی اور اس نے اپنی مادر (طبیعت) کو بھی بزبان حال آتش فقر اور نار مجاہدہ کی طرف بلا یا ۔

	اندر آ و آب بیں آتش مثال	از جہانے کآتش ست آبش مثال
ترجمہ	اندر آ سے آگ پانی کی مثال	اس جہاں سے جس کا پانی ہے وبال

شرح - یعنے اے مادر یہاں آ - اور اسکو آگ نہ سمجھ بلکہ یہ حقیقت میں پانی ہے اور صورت میں آگ اور اس جہان کو جبکہ جس کا پانی صورت میں پانی اور حقیقت میں آگ ہے - دوسرے مصرع میں مثال آتش کے متعلق ہے یعنے کہ آتش مثال ست آب اور در حقیقت یعنے یہود کے عیش و عشرت کی طرف نہ دیکھ کیونکہ وہ فی الواقع آگ ہے

	اندر آ اسرار ابراہیم بین		کو در آتش یافت سرو و یاسمین
ترجمہ	اندر آ کر دیکھ آثارِ خلیل ؑ		ہے شگفتہ آگ میں باغِ جلیل

شرح - بعض نسخوں میں سرو کی جگہ ورد ہے بمعنے درخت گلاب یعنے آگ میں قدرت حق کا باغ کہلا ہوا ہے -

	مرگ میدیدم گہ زادن ز تو		سخت خوفم بود افتادن ز تو
ترجمہ	جلتے دم اک موت آتی تھی نظر		سخت تر سقاط کا تھا مجکو ڈر

شرح یعنے میں اپنی پیدائش کے وقت گویا اپنی موت کو دیکھ رہا تھا - کیونکہ رحم نہایت تنگ جگہ تھی اس لئے مجھکو اپنا گلا گھٹ جانے اور اپنے ساقط ہونیکا بہت بڑا خوف تہا بعض نسخوں میں خوفم کی جگہ خویم بھی ہے - یعنے ولادت کے وقت میں اس بات کو نہایت اچھا سمجھ رہا تھا - کہ اس پیدا ہونے سے بیجان ساقط ہو جاؤں -

	چون برادم رستم از زندانِ تنگ		در جہانے خوش ہوائے خوب رنگ
ترجمہ	چھٹ گیا جس وقت وہ زندانِ تنگ		مل گیا مجھکو جہان خوب رنگ

شرح یعنے بعد ولادت میں رحم کے قید خانہ سے رہائی پاکر وسیع دلچسپ فضا عالم میں آگیا - لیکن اب میرے لئے آگ ایسا پُر بہار اور وسیع مقام ہوگیا ہے کہ دنیا کو اُس کے مقابلہ میں رحم کے مانند تنگ سمجھ رہا ہوں -

	اینجہان را چون رحم دیدم کنون		چون درین آتش بدیدم این سکون
ترجمہ	لیکن اس عالم میں فرحت ہے مجھے		اک سکونِ دل سکونت ہے مجھے
	اندرین آتش بدیدم عالمے		ذرہ ذرہ اندرو عیسیٰ دمے
ترجمہ	آگ میں اے ماں عجب عالم ہوا		ذرہ ذرہ اس کا عیسیٰ دم ہوا
	نک جہانے نیست شکل ہست ذات		وین جہانے ہست شکل و بے ثبات
ترجمہ	وہ جہان موجود ہے فی حد ذات		یہ جہان ہے ہست لیکن بے ثبات

شرح - نک مخفف آنک - یعنے وہ جہان (عالم معنے) ظاہری صورت و شکل کے اعتبار سے تو نیست ہے مگر فی ذاتہ موجود ہے اور یہ جہان دنیا باعتبار صورت تو ہست ہے - مگر باعتبار معنے بالکل بے ثبات ہے عالم سے عالم جدید و کیفیت نو مراد ہے - عیسیٰ دم بمعنے زندگی بخش ہے -

	اندر آ مادر بحق مادری		بین کہ این آذر ندارد آذری

ترجمہ	اندر آ اے ماں بحق مادری	گم ہے اس آتش سے وصف آذری
	اندر آ مادر کہ اقبال آمدست	اندر آ مادر مدہ دولت ز دست
ترجمہ	اندر آ اے ماں کہ ہے تو بالغیب	اندر آ اے ماں یہ دولت ہے عجیب
	قدرت آن سگ بدیدی اندر آ	تا ببینی قدرت و فضل خدا
ترجمہ	دیکھ لی اُس سگ کی قدرت اندر آ	دیکھنی ہے گر تجھے شانِ خدا
	من ز رحمت مے کشانم پائے تو	کز طرب خود نیستم پروائے تو
ترجمہ	محض شفقت سے بلاتا ہوں تجھے	ورنہ تیری کچھ نہیں پروا مجھے

شرح - آذری یعنے ناریت وحرارت سگ سے بادشاہ یہود اور رحمت یعنے شفقت ہے یعنے میں صرف محبت کے باعث تجھے بلاتا ہوں ورنہ طرب معنوی کے سبب مجھے تیری کچھ پرواہ نہیں ہے۔ بعض نسخوں میں ز طرب ہے

	اندر آ و دیگراں را ہم بخوان	کاندر آتش شاہ بنہادست خوان
ترجمہ	اندر آ اور دوستوں کو بھی بلا +	دعوتِ حق آگ میں ہے بر ملا

شرح - شاہ سے اللہ تعالےٰ اور خوان سے نعمت اُخروی اور حیات ابدی مراد ہے یعنے اے ماں اللہ نے اس آگ میں خوان نعمت رکھدیا ہے۔

	اندر آئید اے مسلمانان ہمہ	غیر عذب دین عذابست آن ہمہ
ترجمہ	اندر آؤ اے مسلمانو چلو +	آؤ خوانِ دین کے مہمانو چلو
	اندر آئید اے ہمہ پروانہ وار	اندریں آتش کہ دارد صد بہار
ترجمہ	آؤ اس آتش میں سب پروانہ دار	آگ میں ہے لطفِ صد فصلِ بہار

شرح یعنے اے مسلمانو اس آگ میں آجاؤ کیونکہ یہ آگ عذب (دین کا آب شیریں) ہے اور دنیا کی وہ تمام چیزیں جنمیں تم مصروف ہو عذاب کا باعث ہیں بعض نسخوں میں آتش کی جگہ بہمن ہے اور بہمن فصل خزاں کے ایک مہینہ کا نام ہے

	اندر آئید و نہ بینید اینچنیں	سرد گشتہ آتش گرم مہین
ترجمہ	اندر آؤ حق سے ہے گر تم کو لاگ	حکم یزدانی سے ٹھنڈی ہے یہ آگ

شرح - یعنے اس آگ کو فی الواقع آگ نہ سمجھو اور بعض نسخوں میں یہ ببینید بھی ہے یعنے جو کچھ میں نے آگ میں ظہور حق دیکھا ہے۔ وہ تم بھی دیکھو آتش نہیں - ذلیل کرنے والی آگ - یعنے تکلیف رسان اور ایذا دینے والی۔

	اندر آئید اے ہمہ مست وخراب	اندر آئید اے ہمہ عین عتاب
ترجمہ	اندر آؤ ہو کے سب مست وخراب	اندر آؤ چھوڑ کر عین عتاب

شرح - خراب بمعنے بیخود اور مست . یہ لفظ آئید کے ضمیر فاعل سے حال ہے اور عین عتاب سے شاہ جہود کی سخت خفگی اور ناراضی مراد ہے . جو مسلمانوں کے حق میں تھی -

	اندر آئید اندریں بحرِ عمیق	تا کہ گردد روحِ صافی و رقیق
ترجمہ	اندر آجاؤ یہ ہے بحرِ عمیق	روح تا ہو جائے صافی و رقیق
	مادرش انداخت خود را اندر رو	دست او بگرفت طفل مہر جو
ترجمہ	گر پڑی ماں آگ میں سنتے کے ساتھ	مہر سے بچہ نے پکڑا اُس کا ہاتھ
	اندر آمد مادر آن طفلِ خرد	اندر آتش کوئے دولت را ببرد
ترجمہ	گر کے اُس میں چھوٹے سے بچہ کی ماں	لے گئی بازی رِ دولت بے گمان
	مادرش ہم زبان نسق گفتن گرفت	در وصفِ لطفِ حق سفتن گرفت
ترجمہ	ہوگئی بچہ سے ماں بھی ہم زبان	وصف حق میں تر رہی پیہم زبان
	بانگ میزد درمیان آن گروہ	جانِ خلقان پُر ہمے شد از شکوہ
ترجمہ	دیتی تھی آواز سوز وساز سے	ہیبت حق تھی عیان آواز سے
	نعرہ میزد خلق را کاے مردماں	اندر آتش بنگرید ایں بوستان
ترجمہ	کہتی تھی لوگوں سے یوں اے مردمان	آؤ دیکھو آگ میں ہے بوستان

شرح پہلے شعر میں بحرِ عمیق بمعنے رحمت الٰہی . رقیق بمعنے لطیف دوسرے میں دستگیری سے رہبری لطف رحمت تیسرے میں دولت سے دولت دین - چوتھے میں زبان نسق یعنے بطور طفل - پانچویں میں بانگ میزد کا فاعل مادر طفل ہے اور شکوہ سے ہیبت حق وعظمت الٰہی مراد ہے ایسے سہل شعروں کی شرح ہم دانستہ چھوڑ جاتے ہیں -

	اندر افگندن مردمان خود را در آتش از سرِ ذوق
ترجمہ	آدمیوں کا ذوق باطن کے سبب اپنے آپ کو آگ میں ڈالنا

	خلق خود را بعد ازان بیخویشتن	میفگندند اندر آتش مرد و زن

ترجمہ	خلق ہو کر جدا ازان بے خویشتن	آگ میں گرتے تھے مل کر مرد و زن
	بے موکل بے کشش از عشق دوست	زانکہ شیرین کردن ہر تلخ از وست
ترجمہ	یہ کشش عشق خداوندی کی تھی	سہل ہر مشکل کو کرتا ہے وہی

شرح- موکل بکسر الکاف۔ سپارندہ کار بدیگرے۔ مجازاً بمعنے سبب کیونکہ موکل وکیل کے لئے کار و بار کا سبب ہوتا ہے یعنی بلا کشش ظاہر لوگ آگ میں گرتے تھے۔ کیونکہ حبیب اپنے خالص بندوں کے لئے کڑوے کو میٹھا جفا کو وفا محنت کو نعمت بنا دیتا ہے۔ پہلے شعر میں مرد و زن خلق کا بدل واقع ہوا ہے۔

	تا چنان شد کان عوانان خلق را	منع میکردند کآتش در میا
ترجمہ	پہنچی یہ نوبت کہ نوکر شاہ کے	خلق کو مانع ہوئے اس آگ سے

شرح- یعنے یہاں تک مخلوق آگ میں گری کہ بادشاہ کے مددگاروں اور سپاہیوں نے لوگوں کو اس آگ کے پاس آنے سے منع کر دیا۔ آتش اصل میں در آتش ہے۔ اور عوان بتشدید الواو یعنے سخت گیر و ظالم و سرہنگ لیکن یہاں ضرورۃ شعر کے لئے بالتخفیف لائے ہیں۔ معنوی مطلب یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کو اپنی اطاعت کی طرف کھینچ لیتا ہے۔ تو نار ریاضت کی برداشت اس پر آسان ہو جاتی ہے۔ اس وقت شیطان اور اس کی اتباع اس شخص کو اس آگ میں گرنے سے منع کرتے کرتے عاجز ہو جاتے ہیں۔

	آن یہودی شد سیہ روی و خجل	شد پشیمان زین سبب بیمار دل
ترجمہ	وہ یہودی سیہ روے و خجل	ہو گیا اس واقعے سے منفعل
	کاندر آتش خلق عاشق تر شدند	در فنائے جسم صادق تر شدند
ترجمہ	کیونکہ مخلوق آگ پر دلدادہ تھی	اور فنائے جسم پر آمادہ تھی

شرح- یہ شعر زین سبب سے متعلق ہے۔ بیمار دل ضعیف القلب جس کا دل دنیا طلبی اور بری خواہشوں کے لاعلاج مرض میں گرفتار ہو۔ اور محبت دنیا میں پھنسکر عشق حقیقی کی جانب سے سست ہو گیا ہو۔

	مکر شیطان ہم در و پیچید شکر	دیو خود را ہم سیہ رو دید شکر
ترجمہ	مکر شیطان خود رہا شیطان تک	خود سیہ رو ہو گیا بے شبہ و شک

شرح- یعنے بادشاہ جو شیاطین الانس میں سے تھا شکر ہے اس کا مکر اسی کے طرف راجع ہوا اور اس نے اپنے تئیں آپ سیہ رو پایا۔ اور خدا کا مکر تمام کافروں کے مکر پر غالب آیا۔

	آنچہ مے مالید بر روئے کسان	جمع شد در چہرۂ آن ناکسان
ترجمہ	جو سیاہی روئے مومن پر ملی	چہرۂ کافر میں گویا جمع تھی

شرح۔ یعنے جو کردہ خیروں اور مومنوں کے لئے کر رہے تھے۔ اُس کا ضرر انہی کی طرف عائد ہوا کہ دنیا میں خراب اور عقبےٰ میں عذاب الٰہی کے سزاوار ہوئے۔ کسان۔ مومنین۔ اور ناکسان۔ ٹوان شاہ جہود۔ بعض نسخوں میں جمع شد در جہرہ آن ناکس آن ہے۔ اس صورت میں آن کا اشارہ اُس بادشاہ جہود کی جانب ہے یہ نسخہ پہلے سے اچھا ہے۔

	آنکہ میدرید جامۂ خلق چست	خود درید آن او وشیان درست
ترجمہ	پھاڑتا تھا جامۂ مخلوق جو	اُس کے کپڑے پھٹ گئے خود در دستو

شرح لفظ چست دوسرے مصرع سے متعلق ہے یعنے جس شخص نے مخلوق کا جامۂ آبرو چاک کر دیا لوگوں کو ستایا خلق کو ایذا پہنچائی فی الفور اُس کا جامۂ آبرو پھٹ گیا۔ اور اُنکا درست ہو گیا۔ یعنے بُرائی کا وبال کرنے والے کی طرف عائد ہو کر پشیمانی کا باعث ہوتا ہے جیسا کہ اُس شاہ یہود نے اپنے کئے سے پشیمانی اور وبال آخرت مول لیا۔ آن بمعنے ملک سے مجازاً لباس مراد ہے۔ اور یہ قول بالکل سچ ہے کہ چاہ کن را چاہ در پیش۔

	کژ ماندن دہان آن شخص کہ نام پیغمبر را از تسخر بخواند
ترجمہ	ایک ایسے آدمی کا مُنہ ٹیڑے کا ٹیڑھا رہجانا جس نے پیغمبر علیہ السلام کا نام تمسخر سے لیا تھا

	آن دہن کژ کرد از تسخر بخواند	نام احمد را دہانش کژ بماند
ترجمہ	اُس کا منہ ٹیڑھے کا ٹیڑھا ہی رہا	نام احمد کو برا جس نے کہا

شرح۔ تسخر بمعنے تمسخر۔ واستہزا اور آن سے مراد ایک شخص ہے یعنے ایک شخص نے ٹیڑھا مُنہ کر کے حضرت احمدؐ کا نام نعوذ باللہ تمسخر سے لیا تھا۔ اس لئے اُس کا مُنہ ٹیڑھے کا ٹیڑھا رہ گیا۔

	باز آمد کای محمد عفو کن	ای ترا الطاف علم من لدن
ترجمہ	توبہ کی اور یہ کہا کیجیے معاف	تمکو علم من لدن ہے صاف صاف
	من ترا افسوس میکردم ز جہل	من بدم افسوس را منسوب و اہل
ترجمہ	یہ تسخر۔ محض میرا جہل تھا +	سچ تو یہ ہے میں ہی اس کا اہل تھا

شرح۔ علم من لدن (علم لدنی وہ علم جو خدا کی طرف سے عطا کیا جائے) مبتدا ہے۔ اور الطاف خبر مقدم افسوس بمعنے کلمۂ تمسخر

	چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد	میلش اندر طعنۂ نیکان برد
ترجمہ	چاہتا ہے جب کی حق پردہ دری	کرتا رہتا ہے وہ نیکوں کی بدی
	ور خدا خواہد بپوشد عیب کس	کم زند در عیب معیوبان نفس
ترجمہ	اور ہوتا ہے وہ جن کا عیب پوش	رہتے ہیں وہ عیب گوئی سے خموش

شرح پردہ بمعنے ناموس ہے اور نیکان سے انبیا و خلفا و اولیا و علما و صلحا مراد ہیں۔ یعنے جب خدا کسی کی پردہ دری چاہتا ہے تو اُس کے دل میں نیک لوگوں پر طعنہ زنی کی رغبت ڈالدیتا ہے۔ اور جسکی پردہ پوشی منظور ہوتی ہے وہ نیکوں سے قطع نظر بدوں اور عیبیوں میں بھی عیب نہیں نکالتا۔ فائدہ کسی پر پس پشت یا روبرو جھوٹا عیب لگانا تہمت اور بہتان ہے اور پس پشت سچا عیب لگانا غیبت ہے۔ اور روبرو عیب دار بنانا دلشکنی میں داخل ہے۔ نعوذ باللہ منہا۔

	چون خدا خواہد کہ مایاری کند	میلِ مارا جانبِ زاری کند
ترجمہ	جب خدا کی ہم سے یاری ہوتی ہے	تو ہمیں توفیق زاری ہوتی ہے

شرح۔ زاری۔ بمعنے بکا و تضرع و توفیق عفو تقصیر جیسا کہ اُس مسخرے شخص نے جناب رسولؐ سے معافی چاہی تھی یاری میں اضافت مقلوب ہے۔ یعنے یاری ما۔ ہماری یاری اور ہماری مدد۔

	اے خنک چشمے کہ او گریان اوست	وے ہمایون دل کہ او بریان اوست
ترجمہ	آنکھ ہے وہ جو کہ ہے گریانِ دوست	دل وہی ہے جو رہے بریانِ دوست

شرح۔ یعنے کیا مبارک وہ آنکھ ہے جو خوف خدا کے سبب روتی ہے اور کیا مبارک وہ دل ہے جو اُسکی محبت کی آگ میں جلتا ہے ایخدا اپنے عاشقوں کو چشم گریاں اور دل بریاں عطا فرما۔

	از پئے ہر گریہ آخر خندہ ایست	مردِ آخر بیں مبارک بندہ ایست
ترجمہ	گریہ کا انجام آخر خندہ ہے	مرد آخر بیں مبارک بندہ ہے

شرح۔ کیونکہ خدا کے خوف سے گریہ کا انجام نجات اور خوشی ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا ہے لان اُدمع دمعۃ من خشیتہ اللہ احب الی من ان اتصدق بالف دینار۔ خدا کے خوف سے ایک آنسو گرانا میرے نزدیک ہزار دینار صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔ یہ حدیث خدا کے خوف سے رونے والوں کے لئے نہایت درجہ کی بشارت ہے

	ہر کجا آبِ روان سبزہ بود	ہر کجا اشکے دوان رحمت شود
ترجمہ	سبز ہو جاتی ہے پانی سے زمین	جس جگہ آنسو ہیں رحمت ہے وہیں

شرح۔ حضرت شعیبؑ پر وحی نازل ہوئی تھی یا شعیب ہب لی من قلبک الخشوع ومن عینیک الدموع۔ یعنے اے شعیب اپنے دل میں سے خشوع اور اپنے دل سے خوف اور اپنی آنکھ سے آنسو میرے لئے وقف کر۔

	باش چون دولاب نالان چشم تر	تا ز صحنِ جانت بر روید خضر
ترجمہ	صورتِ دولاب رہ باچشم تر	صحن جان کا سبزہ تا آئے نظر
	رحم خواہی رحم کن بر اشکبار	رحم خواہی بر ضعیفان رحمت آر

ترجمہ: رحم حق گر تجکو ہے تدِ نظر — مہربان ہو رحم مسکینوں پہ کر

شرح: خضر سے سبزہ ایمان و عرفان۔ اور اشکبار سے شکستہ دل فقیر مراد ہیں۔ خضر بفتحتین بمعنے سبزی۔

عتاب کردن جہود آتش را کہ چرا نمے سوزی و جواب او

ترجمہ: بادشاہ یہود کا آگ پر غصہ کرنا کہ تو کیوں نہیں جلاتی اور اُس کا جواب دینا بادشاہ کو

شرح۔ بادشاہ یہود چونکہ ظاہری اسباب پر نظر رکھتا تھا۔ اس لئے آگ پر خفا ہوا۔ اور یہ نہ سمجھا کہ اللہ نے اس کا اثر ذائل کر دیا ہے۔

رو بآتش کرد شہ کائے تند خو — آن جہان سوز طبیعی خوت کو

ترجمہ: جلکے شہ نے آگ سے پھر یہ کہا — تو تو عالم سوز تھی۔ یہ کیا ہوا

شرح یعنے اے آگ تیری عادت میں رحم کب تھا۔ تو تو عالم سوز ہے۔ اب وہ تیری طبیعت اور پہلی سی عادت کیا ہوئی

چون نمی سوزی چہ شد خاصیتت — یا ز بخت ما دگر شد نیتت

ترجمہ: تو جلاتی کیوں نہیں کیا ہو گیا — بدلی ہے نیت کہیں کیا ہو گیا

مے نبخشائی تو بر آتش پرست — آنکہ نپرستد ترا چون او برست

ترجمہ: تجھسے کب چھوٹے مجوسی سیج تبا — جو نپوجے تجھہ کو وہ کیون بچ رہا

ہرگز اے آتش تو صابر نیستی — چون نسوزی چیست قادر نیستی

ترجمہ: تو جلانے سے کبھی صابر نہ تھی — اب یہ ہے گو یا کبھی قادر نہ تھی

چشم بندست اے عجب یا ہوش بند — چون نسوزاند چنین شعلہ بلند

ترجمہ: ہوش کچھ پران ہیں یا آنکھیں ہیں بند — ہو گئی ہے سرد یا نارِ بلند

شرح۔ نمے سوزی ہر شعر میں متعدی ہے۔ اور بخت سے شومی بخت مراد ہے آخر شعر کا یہ مطلب ہے کہ شاہ یہود نے آگ سے یہ کہا کہ ان دونوں میں سے ایک بات ضرور ہے یا تو یہ کہ ہماری آنکھوں پر بندِ سحر ہے کہ تو تو مومنوں کو جلا رہی ہے مگر ہم نہیں دیکھہ سکتے۔ یا یہ کہ مومنوں کی عقل و ہوش بند ہیں کہ جلتے تو ضرور ہیں۔ مگر اُن کو اپنا جلنا معلوم نہیں ہوتا۔ یہ قضیہ مانعۃ الخلو ہے ممکن ہے کہ دونو باتیں ہوں۔

جادوئے کردت کسے یا سیمیاست — یا خلافِ طبع تو از بخت ماست

ترجمہ: تجھپہ جادو کر دیا ہے یا طلسم — یا ہماری تیرہ بختی کی ہے قسم

گفت آتش من ہمانا آتشم — اندر آتا تو بہ بینی تابشم

	آگ بولی ہیں تو ہوں آتش وہی	اندر آ اور دیکھ لے تابش وہی
	طبع من دیگر نگشت و عنصرم	تیغ حقم ہم بدستوری برم
ترجمہ	ہے وہی خو طبع و عنصر میں مرے	تیغ حق ہوں کاٹتی ہوں حکم سے

شرح پہلے شعر میں سیمیا بمعنے طلسم ہے اور آخر میں عنصر بمعنے اصل و جوہر یعنے آگ نے یہ کہا کہ میں بغیر حکم خدا ہرگز نہیں جلا سکتی ۔

	بر درِ خرگہ سگانِ ترکمان	چاپلوسی کردہ پیشِ میہمان
ترجمہ	اپنے خیمے پر سگان ترکمان	میہمانوں پر ہیں بالکل مہربان

شرح خرگاہ جائے خوشی اور خیمہ کلاں کو کہتے ہیں خر بکسر خا بمعنے خوشی ہے اور خر بالفتح بمعنے کلان ۔

	ور بخرگہ بگذرد بیگانہ رو	حملہ بیند از سگان شیرانہ او
ترجمہ	اور جو آئے اس طرف بیگانہ رو	حملہ کرتے ہیں سگ شیرانہ خو

شرح ۔ ترکمان ترک کی ایک قوم ہے اس قوم کے کتّے اجنبی اور غیر اجنبی میں اور کتوں سے زیادہ تمیز کرتے ہیں یعنے ترکمانوں کے خیمہ کے دروازہ پر اُن کے کتے اُن کے مہمانوں اور دوستوں کے آگے نہایت چاپلوسی کرتے ہیں ۔ اور غیروں پر شیر کی طرح حملہ کر بیٹھتے ہیں یہی حال آگ کا ہے ۔

	من ز سگ کم نیستم در بندگی	کم ز ترکی نیست حق در زندگی
ترجمہ	کم نہیں ہے سگ سے میری بندگی	کم نہیں ترکی سے حق کی زندگی

شرح ۔ یعنے میں اپنے مولائے حقیقی کی خدمت بجالانے میں کتے سے کم نہیں ہوں اُس کے دوست اور اجنبی کو خوب پہچانتی ہوں ۔ دوسرے مصرع میں زندگی بمعنے قوّت ہے ۔ یعنے اللہ تعالےٰ اس بات پر قادر ہے اور قوت رکھتا ہے ۔ کہ آگ میں ڈالکر دوستوں کو بچائے اور دشمنوں کو جلادے ۔

	آتشِ طبعت اگر غمگیں کند	سوز از امر ملیکِ دین کند
ترجمہ	آتش غم سے ہے تو غمگیں اگر	یہ بھی امر شاہ دین ہے سربسر
	آتش طبعت اگر شادی دہد	اندرو شادی ملیکِ دین نہد
ترجمہ	اور حاصل ہے اگر تجکو خوشی	اس خوشی کو دل میں رکھتا ہے وہی
	چون کہ غم بینی تو استغفار کن	غم بامر خالق آمد کار کن
ترجمہ	باندہ استغفار ہی سے غم میں دھیان	کیونکہ امر حق سے ہے غم کارکن

	چون بخواہد عین غم شادی شود	عین بند پائے آزادی شود
ترجمہ	غم کو وہ چاہے تو اب شادی کرے	عین زنجیروں کو ۔ آزادی کرے

شرح آتش درونی کے متعلق یہاں سے مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے یعنے ایمخاطب اگر تیری آتش طبع فکر دنیا یا فکر عاقبت کے سبب تجکو غمگین کردے تو یہ اندرونی سوزش اور غم کی جلن بادشاہ دین (خدا) کے حکم سے ہے اور اگر ذوق طاعت اور شوق عبادت سے تجکو خوشی حاصل ہو تو یہ بھی خدا کا عطیہ ہے تو غم کے حال میں استغفار کیا کر۔ کیونکہ غم خدا کے حکم سے تیرے کام بنانے کیلئے آیا ہے غم کی حالت میں جب تو استغفار کریگا تو رحمت نازل ہوگی اور سب بگڑے ہوئے کام بنجائینگے ۔کس لئے کہ خدا جب چاہتا ہے عین غم کو شادی اور عین بندپا (قید وزنجیر) کو آزادی بنا دیتا ہے مطلب یہ کہ جس طرح آتش باطنی (آتش طبیعت) میں غمگین وشاد کرنیکے دونو مادے موجود ہیں۔ اسی طرح اس آتش ظاہری میں بھی دونو باتیں موجود تھیں ۔کہ مومنوں کے لئے گلزار تھی اور کافروں کے حق میں نار ۔

	بادو خاک و آب و آتش بندہ اند	بامن و تو مردہ باحق زندہ اند
ترجمہ	بادو خاک و آب و آتش بندہ ہیں	مردہ ہیں ظاہر میں لیکن زندہ ہیں

شرح - یعنے یہ چاروں چیزیں خدا کے لونڈی غلام ہیں اُس کے حکم کی مخالفت نہیں کرتیں گو ہماری تمہاری نظروں میں بیجان یا مردہ نظر آتی ہیں ۔مگر اللہ تعالی کے نزدیک زندہ ہیں وَاِنۡ مِّنۡ شَیۡءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمۡدِہٖ سے ظاہر ہے کہ تسبیح کرنا مردہ چیز کا کام نہیں۔ مگر ان چیزوں کی معنوی زندگی کا بھید عوام کو معلوم نہیں ہوسکتا ۔

	پیش حق آتش ہمیشہ در قیام	ہمچو عاشق روز و شب بیجان مدام
ترجمہ	پیش حق ہے آگ کو ہر دم قیام	خدمت خالق کو حاضر ہے مدام

شرح - یعنے جسطرح عاشقان الٰہی خدمت وعبادت کے لئے ہر وقت مستعد اور تیار ہیں اسی طرح آگ باوصفیکہ ظاہر میں بیجان ہے ۔مگر فی الواقع زندہ ہے اور حکم بجالانے کے لئے ہر دم تیار رہے ۔

	سنگ بر آہن زنی آتش جہد	ہم بامر حق قدم بیروں نہد
ترجمہ	سنگ آہن پر اگر مارے بشر	حکم حق سے آگ ہوگی جلوہ گر +

شرح لوہے پر پتھر مارنے سے جو آگ نکلتی ہے تو اس کا سبب لوہے پر پتھر مارنا نہیں ہے بلکہ یہ آگ امر الٰہی سے نکلتی ہے ۔

	آہن و سنگ ہوا بر ہم مزن	کین دو میزایند شکل مرد و زن
ترجمہ	لوہے پر سنگ ہوا ہرگز نہ مار	کیونکہ یہ جنتے ہیں بچے بے شمار

شرح چونکہ پچھلے شعر میں آہن وسنگ کا ذکر تھا۔ اس لئے مولانا قدس سرہ آہن وسنگ کو نفس اور خواہشات نفسانی

سے تشبیہ دیکر فرماتے ہیں ۔ کہ سنگ ہوا و ہوس کو آہن نفس پر نہ مار یعنے خواہشات کا اتباع مت کر۔ کیونکہ ان دونوں کے ملنے سے ایک برا نتیجہ نکلتا ہے ۔ یعنے جس طرح عورت و مرد کے ملنے سے بچہ پیدا ہوتا ہے اسی طرح نفس اور ہوس کے ملنے سے فتنہ، فسق اور معاصی پیدا ہوتے ہیں ۔

	سنگ و آہن خود سبب آمد ولیک	تو بالاتر نگر اے مرد نیک
ترجمہ	سنگ و آہن خود سبب اس کا ہی لیک	دیکھ اوپر کی طرف اے مرد نیک

شرح ۔ یہ شعر سنگ بر آہن زنی آتش جہد کے متعلق ہے ۔ یعنے سنگ و آہن کو ظاہر میں آگ کے پیدا ہونے کے لئے سبب بنگئے ہیں ۔ مگر اے مخاطب تو مرتبہ الوہیت کی طرف دیکھ ۔ اور یہ سمجھ کہ ان میں یہ سببیت ان کی ذات سے پیدا نہیں ہوئی ۔ بلکہ اور مخلوقات کی طرح یہ سببیت بھی مخلوق حق ہے اور سبب حقیقی اللہ تعالٰے ہے ۔

	کیں سبب را آن سبب آورد پیش	بے سبب کے شد سبب ہرگز ز خویش
ترجمہ	اس سبب کا ہے سبب ارشاد رب	بے سبب کے ہو نہیں سکتا سبب
	این سبب را آن سبب عامل کند	باز گاہے بے پرو عاطل کند
	اس سبب میں ہے موثر وہ سبب	سب سبب بیکار ہیں بے حکم رب

شرح ۔ یعنے اللہ اس ظاہری سبب کو اپنی قدرت سے عامل اور موثر کر دیتا ہے اور پھر جس وقت چاہتا ہے اسکی تاثیر چھین کر سبب کو بالکل معطل کر دیتا ہے ۔ شلاً دوا ہمیت دفع اثر کرتی ہے اور بعض مرتبہ غیر موثر ثابت ہوتی ہے ۔ ظاہر پرست یہ جانتے ہیں ۔ کہ دوا نے اچھا کیا ۔ حالانکہ موثر حقیقی اللہ تعالٰے ہے اور آگ اکثر مرتبہ جلاتی ہے بعض مرتبہ اپنا اثر نہیں کرتی ۔ جیسا ابراہیم اور شاہ یہود کے قصہ میں ہے یہ بتلانا اس لئے تھا کہ موثر حقیقی اللہ تعالٰے ہے وہ جب چاہے اثر دے اور جب چاہے چھین لے ۔ کیں سبب سے سبب ظاہری اور آں سبب سے اللہ تعالٰے مراد ہے ۔ پہلے شعر میں کے بمعنے استفہام انکاری اور ز خویش بمعنے از جانب خود ہے ۔

	وان سببہا کانبیا را رہبرست	آن سببہا زین سببہا برترست
ترجمہ	جو سبب ہیں انبیا کے راہبر +	ظاہری اسباب سے ہیں دور تر

شرح یعنے وہ اسباب جو انبیاء اور خلفاء اور اولیا کو شاہد حقیقی کی طرف رہبر ہیں ان ظاہری اسباب سے عالی درجہ کے ہیں ۔ شلاً عام آدمی آگ کی جلی ہوئی چیز کو دیکھکر فقط اتنا جان سکتا ہے کہ اسکو آگ نے جلایا ہے اور انبیا اور اولیا یہ جانتے ہیں کہ آگ اسکے جلانے کا ظاہری سبب بنگئی ہے ورنہ فی الحقیقت ذات حق آگ میں اپنے صفت ذی الجلال کے ساتھ ظاہر ہوئی ہے ۔ وان سببہا سے اسماء و صفات حق مراد ہیں جنکی تشریح پہلے ہو چکی ہے ۔ مطلب یہ کہ انبیا اولیا تمام موجودات میں صفات حق کا مشاہدہ کرتے ہیں اور عوام کی نظر ظاہری اسباب پر ہوتی ہے اس نظر اور اُس نظر میں بہت بڑا فرق ہے ۔

	این سبب را محرم آمد عقل ما	وان سببہا راست محرم انبیا

	اس سبب کو جانتا ہے ہر کوئی	اُس سبب سے محض واقف ہیں نبی

شرح یعنے ہماری عقل ان ظاہری اسباب سے واقف ہے اور انبیا اُن معنوی اسباب سے ماہر ہیں۔ کیونکہ وہ خوب جانتے ہیں کہ ہر شے میں مؤثر حقیقی اللہ تعالےٰ ہے۔ پانی میں غرق کرنے اور آگ میں جلا دینے اور روٹی میں پیٹ بھر دینے کی طاقت اُسی نے عنایت کر رکھی ہے ورنہ دیکھیے کہ مستسقے کا پیٹ پانی سے اور صاحب جوع الکلب وجوع البقر کا پیٹ کھانے سے کبھی نہیں بھرتا۔

	این سبب چہ بود بتازی گو رسن	اندرین چہ این رسن آمد بفن
ترجمہ	ہے سبب کیا چیز تازی میں رسن	آئی ہے جو اس کنویں میں بہر فن

شرح لفظ فن لغت میں بمعنے حال و نوع ہے۔ لیکن ہنر اور داؤ کے معنوں میں مستعمل ہے یہاں یہی معنی مراد ہیں۔

	گردش چرخ این رسن را علت است	چرخ گردان را ندیدن زلت است
ترجمہ	گردش چرخ اس کی علت ہے مگر	چرخ گردان پر نظر رکھ اے بشر

شرح یعنے اگر کوئی یہ کہے کہ سبب عربی لفظ ہے فارسی میں اس کے کیا معنے ہیں تو اس سے کہدو فارسی میں سبب بمعنے رسن (یعنے ریسمان) ہے یہ رسن اس دنیا کے کنویں میں صنعت الٰہی اور حکمت ربانی سے آئی ہے۔ یعنے اسباب ظاہری دنیا میں اس لئے پیدا کئے گئے ہیں کہ آدمی اُن کی بدولت اس کنویں سے زندگی کا پانی حاصل کرے کیونکہ دنیا عالم اسباب ہے۔ سبب موجود نہ ہوں تو آدمی کی زندگی مشکل ہو جاتی ہے اور ان اسباب کے پیدا ہونیکی علت آسمان کی گردش ہے۔ اس لئے کہ گردش آسمان سے فصول اربعہ پیدا ہوتی ہیں اور نموئے اشجار و اثمار اور روئیدگی غلہ وغیرہ جو انسانی زندگانی کے اسباب ہیں اُنہی فصلوں میں سے کسی فصل کے ساتھ متعلق ہیں۔ لیکن چرخ گردان یعنے مدبر فلک اور گردش دہندہ آسمان (اللہ تعالےٰ) کو ندیکھنا اور اُس کو سبب حقیقی نجاننا بہت بڑی لغزش اور خطا ہے مطلب یہ کہ آسمان کی گردش سے فصول یعنے پیدا ہوتیں اور اُن سے اسباب ظاہر ہوتے ارادۂ الٰہی کی تابع ہے بس تو سبب حقیقی اللہ تعالےٰ ہے ان اشعار میں ستارہ پرستوں اور دہریوں کا رد ہے جو گردش فلک اور دورۂ کب کو مسببات دنیا کا سبب حقیقی قرار دیتے ہیں بعض نسخوں میں ہے گردش چرخہ رسن را علت است۔ یعنے جس طرح گھرنی رسن کی گردش کے لئے علت ہے اسی طرح ارادۂ الٰہی اسباب میں تاثیر عنایت کرنے کی علت ہے اس صورت میں چرخ گردان باضافت توصیفی بمعنے چرخہ (گھرنی) اور پہلی صورت میں بلا اضافت بمعنے گردانندۂ فلک ہے۔

	این رسنہائے سبب را در جہان	ہان وہان از چرخ سرگردان بدان
ترجمہ	ظاہری اسباب کو سُن رکھ کے کان	فعل دور آسمان ہرگز نہ جان
	تا نمانی صفر و سرگردان چو چرخ	تا نسوزی تو ز بےمغزی چو مرخ
ترجمہ	ورنہ سرگردان رہیگا شکل چرخ	اور دوزخ میں جلے گا مثل مرخ

شرح - رسن ہائے سبب میں اضافت بیانی ہے یعنے ان رسیوں کو جو اسباب ظاہری ہیں آسمان کی طرف سے خیال نہ کر بلکہ یہ سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے آسمان کو سبب حقیقی خیال کریگا تو صفر یعنی معرفت سے خالی رہجائیگا اور اپنی بیوقوفی سے مرخ کی طرح دوزخ میں جلیگا - دوسرا شعر پہلے شعر کے دوسرے مصرع کی علت ہے مرخ ایک درخت کا نام ہے اور ایک قسم کی لکڑی ہے جو آگ کو جلد قبول کر لیتی ہے مثلاً چیڑ -

باد آتش مے شود از امر حق	ہر دو سرمست آمد از خمر حق	
ترجمہ	ہو ہوا آتش اگر ہو امر حق	کیونکہ یہ دونوں ہیں مستِ خمرِ حق

شرح - یعنے حکم خدا سے ہوا آگ بنجاتی ہے اور آگ ہوا ہوجاتی ہے اور دونوں اپنی اپنی طبیعت اور خاصیت کو چھوڑ دیتی ہیں -

آب حلم و آتش خشم اے پسر	ہم ز حق بینی چو بکشائی نظر	
ترجمہ	آب علم اور آتش خشم اے پسر	حق کی جانب سے ہیں گر آئے نظر

شرح - کیونکہ وہ حلم میں اپنی صفت حلیم کے ساتھ ظاہر ہوا ہے - اور غضب میں صفت قہار کے ساتھ -

گر نبودے واقف از حق جان باد	فرق چوں کردے میان قوم عاد	
ترجمہ	اگر نہ ہوتی واقفِ حق جان باد	فرق کب کرتی میان قومِ عاد

شرح - یعنے اگر اللہ تعالے ہوا کو ادراک اور فہم باطنی عنایت نہ کرتا تو وہ قوم عاد میں سے مومن اور کافر کے مابین فرق اور تمیز نہ کرسکتی بلکہ سب کو ہلاک کر دیتی اس سے معلوم ہوا کہ ہر شئے اُس کے علم میں ہے -

قصۂ ہلاک کردن عاد قوم ہود علیہ السلام را

عاد قوم ہود علیہ السلام کو ہوا کے ہلاک کردینے کا قصہ

ہود گرد مؤمنان خطے کشید	نرم میشد باد کانجا میرسید	
ترجمہ	گرد مردم ہود نے کھینچی لکیر	وہاں ہوا جاتی تھی ہو کر دلپذیر

شرح - ہود علیہ السلام قوم عاد کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے تھے - جب قوم نے احکام الٰہی کو نہ مانا تو اللہ تعالےٰ نے اُن کو ہوا کے عذاب میں مبتلا کر کے ہلاک کر دیا - ایسی تند ہوا چلی کہ اُن کے مکانوں کو اکھاڑ کر پھینکدیا مفصل قصہ قرآن مجید اور تفاسیر میں مذکور ہے - شعر کا یہ مطلب ہے کہ جب ہوا آنے کو ہوئی تو ہودؑ نے مومنوں کو ایک جگہ بٹھا کر اُن کے گرد حلقہ کھینچدیا - اُن کے پاس نہایت آہستگی سے آتی تھی - اور ہلکی ہلکی چلتی تھی -

ہر کہ بیرون بود زاں خط جملہ را	پارہ پارہ مے شکست اندر ہوا	
ترجمہ	اور جو باہر خط سے تھا	اُس ہوا سے پارہ پارہ ہو گیا

شرح۔ شکست فعل لازم ہے اور پہلے مصرع میں لفظ جملہ را کے بعد ہلاک میکرد حسب قرینہ محذوف ہے۔

ہمچنیں شیبان راعی میکشد — گرد بر گرد رمہ خطے پدید

ترجمہ: حضرت شیبان راعی اس نمط — کھینچتے تھے گرد گلہ ایک خط

شرح۔ شیبانؒ مشایخ صوفیہ میں سے ایک عارف باللہ کا نام ہے جو بکریاں چرایا کرتے تھے۔ رمہ بھیڑ بکریوں کا گلہ ریوڑ۔ شیبان راعی کی بہت سی کرامتیں کتابوں میں درج ہیں۔ یہ بڑے صاحب عرفان صوفی تھے۔

چون بجمعہ میشد او وقت نماز — تا نیارد گرگ آنجا ترک تاز

ترجمہ: جاتے تھے جمعہ کو جب بہر نماز — بھیڑیے نا تے نہ تھے کچھ ترک تاز

شرح۔ پہلا مصرع میکشید سے متعلق ہے اور دوسرا تمام مضمون کی علت۔ ترک تاز یعنے تاختن بر سبیل غارت

ہیچ گرگے در نرفتے اندر آن — گوسپندے ہم نگشتے زان نشان

ترجمہ: بھیڑیا اندر نہ جاتا تھا کوئی — اور بکری باہر آتی ہی نہ تھی

شرح نگشتے بمعنے بیرون نگشتے یعنے کوئی بھیڑیا اُس لکیر کے اندر نہ جاتا تھا اور کوئی بکری لکیر سے باہر نہ نکلتی تھی۔

باد حرص گرگ و حرص گوسپند — دائرہ مرد خدا را بود بند

ترجمہ: تھی ہوا و حرص گرگ و گوسپند — اُس خط شیبان کے باعث سے بند

شرح۔ را بمعنے از سببیہ ہے۔ یعنے حرص گرگ اور حرص گوسپند کی ہوا السبب دائرہ مرد خدا (شیبان راعی) کے بند تھی۔ نہ بھیڑیوں کو اندر جانیکی حرص تھے۔ نہ بکریوں کو باہر نکلنے کے۔ یہی حال اولیاء اللہ کا ہے جو دائرہ شریعت و طریقت میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ کہ نہ تو نفس امارہ کا بھیڑیا اُن کے پاس پہنچتا ہے اور نہ اُن کی قوت بہیمیہ دائرہ شریعت سے خارج ہوتی ہے۔ وہ حصار خداوندی میں امن سے بیٹھے ہوئے ہیں۔

ہمچنیں باد اجل بر عارفان — نرم و خوش ہمچون نسیم بوستان

ترجمہ: ایسے ہی باد قضائے عارفان — ہوتی ہے شکل نسیم بوستان

شرح یعنے جس طرح مومنان حضرت ہودؑ پر وہ ہوا خوش اور نرم ہو گئی تھی اسی طرح موت کی ہوا عارفوں کے حق میں خوشگوار ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اولیاء اللہ مشاہدہ حق میں مستغرق رہتے ہیں اس لئے موت کی تکلیف راحت سے بدلجاتی ہے۔ بعض نسخوں میں بوستان کی جگہ یوسفان ہے یعنے عارفوں کے حق میں موت کی ہوا ایسی نسیم کے مانند ہے جو خوشبوئے پیراہن یوسفؑ یعقوب علیہ السلام تک لے گئی تھی۔ یا اُس نسیم کے مانند ہے جو معشوقوں کے پیراہن کی خوشبو عاشقوں کے دماغ تک پہنچاتی ہے مطلب یہ کہ موت کی ہوا عارفوں کیلئے راحت رسان ہے

آتش ابراہیمؑ را دندان نزد — چون گزیدۂ حق بود چونش گزد

ترجمہ	آگ نے چھیڑا نہ ابراہیم کو	وہ جلے کیونکر جو خاص حق کا ہو	

شرح - یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے قُلْنَا یَا نَارُ کُونِی بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ یعنے اے آگ ابراہیم پر سلامتی کے ساتھ ٹھنڈی ہو جا۔ اگر لفظ سلامًا نہ ہوتا تو آگ برف سے زیادہ ٹھنڈی ہو کر حضرت ابراہیم کو ہلاک کر دیتی۔

	آتشِ شہوت نسوزد اہلِ دین	باغیان را بُردہ تا قعرِ زمین	
ترجمہ	نارِ شہوت سے جلے کب اہلِ دین	لے گئی غیروں کو تا قعرِ زمین	

شرح یعنے جس طرح واقعی آگ اُس طفل اور ابراہیم کو نہ جلا سکی اسی طرح آتش شہوت دینداروں کو نہیں جلا سکتی۔ اور نافرمانوں کو دوزخ تک پہنچا سکتی ہے۔ حضرت ابراہیم کے آگ میں ڈالے جانے کا قصہ تفسیروں میں مفصل طور پر درج ہے

	موجِ دریا چون بامرِ حق بتاخت	اہلِ موسیٰ را ز قبطی وا شناخت	
ترجمہ	موجِ دریا جب ہوئی سرگرم تاخت	کر لیا سبطی و قبطی کو شناخت	

شرح - جب حضرت موسیٰ اپنے اتباع کو لیکر رود نیل میں سے گزرے تو قوم فرعون اُن کے تعاقب میں چلی مگر اتباع موسیٰ پار ہو گئے اور اسی دریا میں اسی جگہ اُسی ساعت قبطی ہلاک اور غرق ہو گئے قبطی قوم فرعون کا نام ہے اور آیت وَاِذْ فَرَقْنَا بِکُمُ الْبَحْرَ اُس کی طرف اشارہ ہے۔ زیادہ تفصیل تفسیروں میں دیکھنی چاہئے۔

	خاکِ قارون را چو فرمان در رسید	با زر و تختش بقعرِ خود کشید	
ترجمہ	حکم خالق سے زمین میں دھنس گیا	چھوڑ کر قارون گنج بے بہا	

شرح - جب قارون نے حضرت موسیٰ کی نافرمانی کی اور زکوٰۃ نہ دی تو اللہ تعالےٰ نے اُس کو مع مال و اسباب کے زمین میں دھنسا دیا۔ آیت فَخَسَفْنَا بِہٖ وَبِدَارِہِ الْاَرْضَ اُسکی طرف اشارہ ہے۔ خاک کشید کا فاعل ہے۔

	آب و گل چون از دمِ عیسیٰ چرید	بال و پر بکشاد مرغے شد پدید	
ترجمہ	آب و گل پر دم کیا عیسےٰ نے جب	بنگئے طائر وہ پاکر حکم رب	
	از دہانت چون بر آید حمدِ حق	مرغِ جنت سازدش رب الفلق	
ترجمہ	منہ سے جب نکلیگی حمد کبریا	مرغ جنت اُس کو کر دے گا خدا	

شرح - یعنے مٹی گارے نے جب دم عیسیٰ کو چرا یعنے اُس سے مقارن ہوا - یا اُس کو حاصل کیا تو بال و پر کھولکر مرغ کی طرح اُڑ گیا - یہ اُس آیت کی طرف اشارہ ہے وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّیْنِ کَہَیْئَۃِ الطَّیْرِ بِاِذْنِیْ اسی طرح جب تیری زبان سے خدا کی حمد نکلتی ہے تو اللہ تعالےٰ اُس کو طائر جنت بنا دیتا ہے۔

	ہست تسبیحت بجائے آب و گل	مرغِ جنت شد ز نفخِ صدقِ دل	
ترجمہ	ہے تری تسبیح شکل آب و گل	مرغ کر دیتا ہے جس کو صدق دل	

شرح یعنے اے سالک اب انبیا علیہم السلام کے معجزے تو باقی نہیں رہے اور تو بھی صاحب کرامت نہیں معلوم ہوتا لیکن اگر وارث انبیا ہونا چاہتا ہے تو تسبیح کیا کر۔ تیری تسبیح بجائے آب وگل کے ہے اور اس کا طائر بنجانا تیرے صدق دل سے تسبیح خوان ہونے پر منحصر ہے۔ بلکہ یہ سمجھ کہ حضرت عیسیٰ کا طائر دنیا کا جانور تھا اور یہ طائر تسبیح طائر جنت ہے

	کوہِ طور از نورِ موسیٰ شد برقص	صوفیِ کامل شد و رست از نقص
ترجمہ	طور نورِ حق سے ہو کر محو رقص	صوفیِ کامل بنا بے عیب و نقص

شرح یعنے کوہ طور اس نور کے سبب جو حضرت موسیٰ پر جلوہ افگن ہوا تھا۔ رقص کرنے لگا۔ اور کامل صوفی بن گیا کیونکہ وجد صوفیوں کا فعل ہے۔ جو شدت اشتیاق میں اُن کو حال سے بے حال کر دیتا ہے۔

	چہ عجب گر کوہ صوفی شد عزیز	جسمِ موسیٰ از کلوخے بود نیز
ترجمہ	کیا عجب گر کوہ صوفی بن گیا	جسم موسیٰ کا بھی مٹی ہی سے تھا

شرح۔ یعنے طور اگر صوفی باعزت ہو گیا تو کیا عجب ہے حضرت موسیٰ کا جسم بھی تو مٹی اور پانی کا بنا ہوا تھا جس طرح انکو نبوت اور رسالت سے عزت ملی اسی طرح طور کو تجلی رب العالمین کے سبب مرتبہ صوفیت حاصل ہو گیا۔ اس سارے قصہ کا یہ مطلب اور نتیجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جمادات کو بھی معنوی روح عطا فرما رکھی ہے اور یہ سب اسکے تابع فرمان ہیں افسوس ہے انسان کے حال پر کہ باوجود عقل و روح اور مشاہدہ آیات اُس کی اطاعت سے غافل اور اُس کی قدرت کا منکر ہے جیسا کہ یہ بادشاہ یہود منکر رہا۔ لفظ عزیز یا تو صوفی کی صفت ہے یا بمعنے اے عزیز ہے۔

	طنز و انکار کردن بادشاہِ جہود و قبول نا کردن نصیحت ناصحان را
ترجمہ	بادشاہ یہود کا خیر خواہوں کی نصیحت کو نہ ماننا اور طعن مارنا اور انکار کرنا

	این عجائب دید آن شاہ جہود	جز کہ طنز و جز کہ انکارش نبود
ترجمہ	دیکھکر یہ معجزہ شاہ یہود	ہو گیا پہلے سے کچھ بڑھکر عنود

شرح یعنے باوجود دیکہ شاہ یہود نے اتنا بڑا آگ کا معجزہ دیکھا مگر پھر بھی قدرت حق کا انکار ہی کرتا رہا کیونکہ کافر اور منکر معجزہ کو سحر خیال کرتا ہے اور کسی طرح ایمان نہیں لاتا۔ دوسرے مصرع میں کاف دونوں جگہ زائد ہے جو مولانا کے کلام میں لفظ جز کے ساتھ اکثر زائد آتا ہے۔

	ناصحان گفتند از حد مگذران	مرکب استیزہ را چندین مران
ترجمہ	کہتے تھے ناصح بہت آگے نہ بڑھ	پھیرے گھوڑا لڑائی پر نہ چڑھ
	بگذر از کشتن مکن این فعلِ بد	بعد ازین آتش مزن در جانِ خود
ترجمہ	چھوڑ دے یہ فعل بد کہنے کو مان	آگ میں کیوں ڈالتا ہے اپنی جان

	ناصحان را دست بست و بند کرد	ظلم را پیوند در پیوند کرد
ترجمہ	ناصحوں کو قید فوراً کر دیا	ظلم پر یہ ظلم ظالم نے کیا

شرح ۔ یعنے بادشاہ نے ناصحوں کو قید کر کے ظلم پر ظلم کیا ۔ پہلے شعر میں گذرا نقل کا مفعول محذوف ہے ۔ یعنے ناصحوں نے یہ کہا کہ اے بادشاہ فساد ظلم کو حد سے زیادہ نہ بڑھا مگر بادشاہ نے نہ مانا اور ناصحوں کو قید کر دیا ۔

	بانگ آمد کار چون اینجا رسید	پائے دار اے سگ کہ قہر ما رسید
ترجمہ	غیب سے آئی پھر آواز غضب	ٹھیرا و کتے کہ آیا قہر رب

شرح ۔ یعنے غیب سے بادشاہ کو یہ آواز آئی کہ اے سگ دنیا ٹھیر تو وہ ہمارا قہر آیا اور اب آیا ۔

	بعد ازان آتش چہل گز بر فروخت	حلقہ گشت و آن جہودان را بسوخت
ترجمہ	تا چہل گز آگ روشن ہو گئی	ظالموں کی ٹولی ایندھن ہو گئی

شرح ۔ قرآن مجید میں اس قصہ کے اختتام میں یہ آیت ہے فلھم عذاب جھنم ولھم عذاب الحریق ۔ یعنے آگ میں جلانے والوں کے لئے جو مومنوں کو جلاتے تھے جہنم کا عذاب ہے اور جلنے کا ۔ بیضاوی نے اس کے تفسیر میں لکھا ہے کہ وہ آگ انہی پر پلٹ پڑی اور آخر کار ان سب کو جلا دیا ۔ آئندہ شعروں میں مولانا اسی طرف اشارہ فرماتے ہیں ۔

بر جستن آتش چہل گز
آگ کا چالیس گز تک بلند ہونا

	اصل ایشان بود آتش ز ابتدا	سوئے اصل خویش رفتند انتہا
ترجمہ	چونکہ ان کی آگ سے تھی ابتدا	آگ ہی الیسوں کی ٹھیری انتہا

شرح ۔ یعنے ان کی روح ازل میں استعداد نار رکھتی تھی اس لئے اسی کی طرف راجع ہو گئی کل شئ یرجع الی اصلہ ۔

	ہم ز آتش زادہ بودند آن فریق	جزوہا را سوئے کل آمد طریق
ترجمہ	آگ سے پیدا ہوا تھا وہ فریق	سوئے کل ہوتا ہے ہر جز کا طریق

شرح ۔ چونکہ وہ آگ سے پیدا ہوئے تھے یعنے شیاطین الانس تھے اس لئے ان کی طبیعت کو آگ میں جلانا زیادہ پسند تھا ۔ اور اسی سبب سے انجام کار دنیا میں معجزانہ آگ اور عقبے میں آتش دوزخ کی طرف رجوع کر گئے ۔

	ہم ز آتش زادہ بودند آن خسان	حرف میراندند از نار دخان
ترجمہ	آگ سے تھی خلقت ان کی بیگمان	تھا زبان پر ہر گھڑی نار دخان
	آتشے بودند مومن سوز و بس	سوخت خود را آتش ایشان چو خس

ترجمہ	آگ تھی اور وہ بھی مومن سوز بس	آگ میں پھینکے گئے مانند خس	
	آنکہ او بود دست امہ ہاویہ	ہاویہ آمد مر اورا زاویہ	
ترجمہ	سچ تو یہ ہے جس کی ماں ہو ہاویہ	ہاویہ میں پائے گا وہ زاویہ	

شرح ہاویہ دوزخ کے سب سے نیچے کے طبقہ کا نام ہے یعنے جس شخص کی ماں ہاویہ ہے (جیسا کہ منافقوں کا فرقہ اور اس بادشاہ یہود کی) اس کو ہاویہ ہی کا گوشہ ملے گا۔ کافر کو اس لئے ہاویہ کا بیٹا کہا گیا کہ اس کی کوشش نے اس کو معاصی کے لئے اس طرح پال رکھا ہے جس طرح ماں بیٹے کو پالتی ہے۔ بعض نسخوں میں آنکہ او بود دست ام الہاویہ ہے اس صورت میں کافر کو ہاویہ کی ماں اس لئے کہا گیا۔ کیونکہ ہاویہ اس کے اعمال سیئہ کی تصویر ہے اور اعمال سیئہ چونکہ اس سے صادر ہوتے ہیں۔ اس لئے یہ گویا ہاویہ کی ماں ٹھیرا پہلے شعر میں خود را یعنے نفس ایشان را ہر یعنے ان کی آگ نے انہی کو جلادیا۔ خسان کمینے اور ذلیل دخان یعنے دھواں۔ مومن سوز ایمان والوں کو تکلیف دینے اور جیتے جی آگ میں جلانے والے۔ یہ تمام صفتیں بادشاہ یہود اور اس کے مددگاروں کی ہیں۔

	مادر فرزند جویان وے است	اصلہا مر فرعہا را در پے است	
ترجمہ	مادر فرزند جویان اس کی ہے	ساتھ اپنی فرع کے ہے اصل شے	

شرح۔ یعنے ماں فرزند کی جویان رہتی ہے کیونکہ اصل شئے اپنی فرع کے ساتھ ساتھ ہے اس لئے وہ یہود آگ کے یا آگ ان یہودیوں کی جویاں تھی۔ اصلہا و فرعہا کی ضمیر شئے کی طرف ہے۔

	آب اندر حوض گر زندانی است	باد نشفش میکند کارکانی است	
ترجمہ	حوض میں پانی اگر ہووے فنا	اپنی جانب کھینچ لیتی ہے ہوا	

شرح۔ ارکانی یعنے عنصر و اصل یعنے پانی اگرچہ ایک حوض میں قید ہے مگر اس کو ہوا اپنی طرف کھینچتی ہے کیونکہ ہوا پانی کی اصل ہے وہ اسی سے پیدا ہوا تھا۔ اور اسی کی طرف کھنچ گیا۔ قرآن مجید میں ہے فارسلنا الریاح لواقح فانزلنا من السماء ماءً یعنے ہم نے رس بھری ہوائیں بھیجیں اور پانی نازل کیا یہ شعر پہلے مضمون کی تمثیل ہے۔

	میرہاند میبرد تا معدنش	اندک اندک تا نہ بینی بردنش	
ترجمہ	سوئے معدن کھینچ لیتی ہے مگر	تھوڑا تھوڑا تا نہ کچھ آئے نظر	

شرح میرہاند یعنے خلاص میدہد از زندان حوض یعنے ہوا اس پانی کو جو حوض میں مقید ہے نظروں سے بچا کر تھوڑا تھوڑا کر کے اپنی معدن کی طرف لیجاتی ہے نتیجہ یہ کہ ہر چیز اپنی اصل کی طرف رجوع کرتی ہے۔

	وین نفس جانہائے مارا ہمچنان	اندک اندک دزد از حبس جہان	
ترجمہ	سانس لیجاتی ہے روحوں کو یونہیں	اس جہان سے سوئے رب العالمین	
	تا الیہ یصعد اطیاب الکلم	صاعدا منا الیٰ حیث علم	

ترجمہ	پاک کلمے تاکہ ہوں مقبول حق		اور جائیں سوئے علم ما سبق

شرح یعنے جس طرح ہوا پانی کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ اسی طرح ہماری سانسیں ہماری روحوں کو تیار جہان سے جو اُن کی طرف کھینچتی ہیں جو ان کا مخزن ہے اگر وہ روحیں علیین سے تعلق رکھتی ہیں تو سانسیں اُن کو اُسی طرف لیجاتی ہیں۔ اور اگر سجین سے علاقہ ہے تو اُسی طرف کھینچ لیتی ہیں پس تولائق یہ ہے کہ کوئی سانس لہو و لعب اور معاصی میں ضایع نہ ہو نہیں تو خسر الدنیا والآخرۃ کا مضمون صادق ہوگا۔ مطلب یہ کہ ہر سانس آدمی کو انہیں اعمال پر مجبور کرتی ہے جنکی استعداد اُس کی روح رکھتی ہے۔ نیکوں کی روحوں کو سانس نیکی کی طرف کھینچتی ہے اور اُن سے قولاً وعملاً نیکیاں ہی صادر ہوتی ہیں تاکہ اُن کے نیک کلمے اور نیک اعمال اللہ تعالےٰ کی طرف صعود کر جائیں (یعنے مقبول ہوں) درجہ اجابت پر جا چڑھیں اور اُس جگہ پہنچ جائیں جو اللہ تعالےٰ نے اُن کیلئے مقرر کی ہے (مثلاً علیین اور قرب الٰہی) اس سے معلوم ہوا کہ کلمۂ خبیثہ اور اعمال سئیہ صاعد نہیں ہوتے بلکہ اسفل السافلین میں گرجاتے ہیں اور وہ بندہ کو بھی وہیں پہنچا دیتے ہیں اور اُن کی جگہ سجین ہے یہ مضمون اس سے اقتباس کیا ہے الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعہ یعنے کلمات طیبات اور اعمال نیک اللہ تعالےٰ کی طرف چڑھ جاتے ہیں شعر میں اطیاب الکلم کی اضافت توصیفی ہے یعنے صفت موصوف کی طرف مضاف ہے اور صاعداً یصعد کا مفعول مطلق واقع ہوا ہے فائدہ آدمی کی زبان سے جو کلمہ صادر ہوتا ہے وہ معدوم نہیں ہوتا۔ بلکہ اُس کے نامۂ اعمال میں درج کیا جاتا ہے اور ہمیشہ باقی رہتا ہے اگر نیک کلمہ ہے تو مقبول ہے ورنہ مردود قرآن مجید میں ہے ما یلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید آدمی جو لفظ زبان سے نکالتا ہے اُس کے اوپر ایک نگہبان تیار رہتا ہے۔ اور اطیاب الکلم سے تسبیح و تہلیل و توحید اور تلاوۃ قرآن مجید مراد ہے۔

	ترتقی انفاسنا بالاتقا		تحفاً منا لی دار البقا
ترجمہ	جاتے ہیں کلمے بوجہ اتقا		تحفہ بن بنکر سوئے دار البقا

شرح ہماری سانسیں اتقا کے سبب اللہ تعالےٰ کی طرف صعود کرتی ہیں اور ہماری طرف سے تحفہ بنکر دار البقا کو جاتی ہیں۔ یا تحفہ لیجاتی ہیں مطلب وہی ہے جو پہلے شعر کا تھا کہ کلمات طیبات مقبول ہیں اور غیر طیبات مردود تحفاً ترتقی سے حال واقع ہوا ہے اور تحف اتحاف بمعنے تحفہ فرستادن سے مشتق ہے اگر اس کو بفتح حا کے حطی پڑھیں تو اسم مفعول ہے اور اگر بالکسر کہیں تو اسم فاعل۔ یہاں دونو صحیح ہیں۔

	ثم یاتینا مکافات المقال		ضعف ذاک رحمۃ من ذی الجلال
ترجمہ	اور آتی ہے مکافات مقال		دوگنی تگنی از جناب ذی الجلال

شرح۔ یعنے جب ہمارے انفاس اور اقوال نیک صعود کر جاتے ہیں تو ہمارے پاس ہمارے مقال کی جزا اللہ تعالےٰ کی رحمت کے سبب دوچند آتی ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے فاذکرونی اذکرکم یعنے تم میرا ذکر کرو گے تو میں تمہاری یاد کرونگا۔ اور حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ ان ذکرتمونی فی انفسکم اذکرکم فی نفسی وان ذکرتمونی فی ملاء اذکرکم فی ملاء خیر منکم یعنے اگر تم مجھکو اپنے دلوں میں یاد کروگے تو میں بھی تم کو اپنی ذات پاک میں یاد کرونگا اور اگر تم جماعت میں میرا ذکر کروگے تو میں تمہارا ذکر اپنی جماعت میں کرونگا جو تم سے بہتر ہے یعنے فرشتوں میں

	ثم ملحینا الی امثالہا	کے ینال العبد ممانالہا
ترجمہ	اس کی پھر توفیق دیتا ہے ہمیں	پہنچے تا بندہ کو اجر بندگی

شرح - یعنے وہ رحمت جو انفاس اور کلمات طیبات کے سبب ہم پر نازل ہوتی ہے ہمکو پھر انہی جیسے انفاس طیبات کے صادر کرنے پر مجبور اور مضطر کر دیتی ہے یعنے وہ رحمت اس بات کا شوق دلاتی ہے کہ ہم پھر ویسے ہی کلمات اپنی زبان سے نکالیں اور یہ شوق اس لئے ہے کہ بندہ اس رحمت کو پھر حاصل کرے جسکو اس سے پہلے حاصل کر چکا ہے - فائدہ خدا کی مہربانیوں کا کیا ٹھکانا ہے کہ وہ صرف اپنی رحمتیں نازل کرنے کے لئے اپنے بندوں کے دلوں کو بار بار نیکیوں کی طرف پھیر دیتا ہے - ع ایخدا قربان احسانت شوم -

	ہکذا تعرج وتنزل دائما	ذا فلازلت علیہ قائما
ترجمہ	ہے یہ چڑھنا اور اترنا دائمی	چاہیے بندہ کو اس پر قائمی

شرح - یعنے اسی طرح نیک بندوں کے کلمات طیبات اللہ تعالے کی طرف اور اللہ تعالے کی رحمت نیک بندوں کی طرف ہمیشہ صعود اور نزول کرتی رہتی ہے - اور یہ صعود و نزول یہی حالت ہے کہ انفاس اولیاء ہمیشہ اس حالت پر قائم رہتے ہیں ذا اسمائے اشارات میں سے ہے اور مشار الیہ مضمون مصرع اول ہے یعنے عروج و نزول بعض نسخوں میں ذا فلازلت علیہ قائما ہے یعنے ایمخاطب ان عربی اشعار کے نکتہ کو یاد رکھ اور اس پر ہمیشہ قائم رہ -

	پارسی گوئیم یعنے این کشش	ز ان طرف آمد کہ آمد این چشش
ترجمہ	فارسی کہتا ہوں یعنے یہ کشش	واں سے آئی ہے جہاں سے یہ چشش

شرح - یعنے اب ہم مثنوی کے اشعار پھر فارسی میں کہتے ہیں کیونکہ یہ کشش (ہمارے فکر کو فارسی کی طرف کھینچ لیجانا) اسی اللہ تعالے کی طرف سے آئی ہے جس کی طرف سے یہ چاشنی (مذاق عربی) آئی تھی -

	چشم ہر قومے بسوئے ماندہ ست	کان طرف یک روز ذوقے راندہ است
ترجمہ	رہتی ہے اس سمت چشم اشتیاق	جس طرف ہوتا ہے انسان کا مذاق

شرح یعنے ہر قوم در ہر شخص کی آنکھ اور توجہ اس طرف ضرور ہو جاتی ہے جس طرف اس نے کم سے کم ایکدن دلچسپی حاصل کی ہے - مثلاً عاشق کی آنکھ ایسے معشوق کی طرف ضرور ہوگی جس سے اس نے ایک دن ملاقات کی ہو اور سوداگر کی آنکھ ایسی تجارت کی جانب ضرور پڑیگی جس سے اس نے ایکدن تھوڑا سا نفع اٹھایا ہو علی ہذا القیاس اسکی بہت سی مثالیں موجود ہیں - مولانا کا مطلب یہ ہے کہ نیکوں کی آنکھ نیکیوں کی طرف اور بدوں کی معاصی کی طرف ہوتی ہے کیونکہ ان دونو گروہوں نے اپنے اپنے اعمال کا لطف حاصل کر لیا ہے اور دونوں اپنے اپنے مذاق کیجانب متوجہ رہتے ہیں -

	ذوق جنس از جنس خود باشد یقین	ذوق جزء از کل خود باشد ببین
ترجمہ	جنس کو ہمجنس سے ہوتا ہے ربط	جزء کو کل سے ہے ہمیشہ ربط ضبط

شرح - دیکھیے مفسد کو فساد میں مزا آتا ہے کیونکہ اُس کی جنس ہے۔ اور نیکبخت کو عبادات میں کیفیت حاصل ہوتی ہے کیونکہ بدبخت اور مفسد فساد کا جز ہے اور نیک طاعات و عبادات کا **فائدہ** آدمی تین قسم کے ہیں ایک صالح اور نیک دوسرے بد اور مفسد یہ دونوں قسمیں اپنی اپنی جنس کی جانب مائل ہیں - تیسری قسم اور ہے جو بظاہر نہ نیکوں کی جنس ہے نہ بدوں کی - اس کا بیان آیندہ اشعار میں ہے یعنے وہ ایسے لوگ ہیں جو ظاہر میں تو ایک جنس میں داخل ہیں - مگر باطن میں دوسری جنس میں داخل ہونیکی صلاحیت رکھتے ہیں - مثلاً ایک شخص میں صلاح و تقوے کی استعداد ہے تو یہ شخص تقوے ہی کی جنس میں سے ہوگا اگرچہ اُس کی صورت فاسقوں کی سی ہو اور ایک شخص میں فسا اور شیطنت کا مادہ موجود ہے تو یہ فساد ہی کی جنس میں داخل ہے اگرچہ اس کی صورت زہاد کی سی ہو - پہلا شخص جو بظاہر بدوں کے جنس کے خلاف ہے جب اپنی جنس یعنے نیکوں سے ملیگا - تو اُنہی کی جنس ہو جائیگا - اور دوسرا شخص جو بظاہر بدون کے جنس کے خلاف ہے جب بدوں سے ملیگا تو اُنہیں میں کا ایک ہو جائیگا - کیونکہ الجنس الی الجنس یمیل - اسی طرف مولانا اشارہ فرماتے ہیں - اور اسی مطلب کی مزید زیادہ توضیح آیندہ شعر میں کرتے ہیں -

	یا مگر آن قابلِ جنسے بود	چون بدو پیوست جنسِ او شود
ترجمہ	یا مگر اک جنس کے قابل ہو وہ	اور ہمجنسوں میں پھر شامل ہو وہ

شرح یا حرف تردید ہے اس لئے کہ پہلے مصرع ذوق خود از جنس تو یا شد سے یہ بات ضمناً معلوم ہو چکی ہے کہ آدمی یا نیک ہوگا - وہ نیکوں کی جنس ہے یا بد ہوگا وہ بدوں کی جنس ہے - یا شاید وہ کسی اور جنس کے قابل ہوگا یعنے اس کی حقیقت اُسکی ظاہری حالت سے معلوم نہوگی لیکن جب وہ - اپنی واقعی اور باطنی جنس سے ملجائیگا تو اُسی جنس سے مل جائیگا اور اُسی جنس کا ایک ہو جائیگا چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم چونکہ اُن میں ہدایت کی استعداد موجود تھی رسول مقبول سے ملتے ہی ہدایت پاگئے اور کفار چونکہ اُن میں مادۂ کفر موجود تھا معجزے دیکھکر بھی ایمان نہ لائے - باوجودیکہ بعض رسولؐ کے بہت قریب کے رشتہ دار تھے -

	ہمچو آب و نان کہ جنس ما نبود	گشت جنس ما و اندر ما فزود
ترجمہ	آب و نان گو جنس انسانی نہیں	ہو گئے ہم جنس لیکن باعث

شرح یہ تیسرے قسم کے آدمی کی خارجی مثال ہے یعنی باوجودیکہ روٹی اور پانی انسانی جنس بطور ظاہر نہیں ہے لیکن چونکہ اس سے جاملی اس لئے اُسی کی جنس ہوگئی یہاں تک کہ اُس نے خون اور گوشت اور قوت انسان کو بڑھا دیا فائدہ یہاں سے معلوم ہوا کہ گوشت آدمی کی جنس ہے جو نہایت قوت اور خون پیدا کرتا ہے اور اس کا کھانا جزو انسان بننے کے لئے شرعی ہونے کے علاوہ عقلی طور پر بھی جائز ہے -

	نقش جنسیت ندارد آب و نان	ز اعتبار آخر آنرا جنس دان
ترجمہ	دور جنسیت سے ہے گو آب و نان	لیکن اک صورت سے اُن کو جنس جان

شرح نقش سے صورت اور اعتبار آخر سے معنوی اعتبار مراد ہے جسکو تو نے ابھی جانا - اس سے معلوم ہوا کہ آب و نان انسان سے معنوی جنسیت رکھتے ہیں - اور ظاہر میں بالکل غیر جنس اور ...

ورز غیر جنس باشد ذوق ما … آن مگر مانند باشد جنس را

ترجمہ: ذوق غیر جنس کا لے گیر شعور … جنس کر دینا ہے اُس کو بالضرور

شرح - پہلے مصرع کی جزا محذوف ہے - یعنے اگر بالکل غیر جنس سے ہمیں دلچسپی ہو تو وہ دلچسپی قائم نہیں رہتی - مگر اس صورت میں کہ وہ غیر جنس مانند جنس بنگیا ہو - خلاصہ یہ ہے کہ اصل میں جنس اپنی جنس کی طرف مائل ہوتی ہے نہ کہ غیر کی طرف جیسا کہ صالح جنس صالح ہے اور طالح جنس طالح اگر ایک شے ظاہر و معنے دونو باتوں میں دوسری شے کے موافق ہے تو وہ دو نو تحقیقی ہمجنس ہیں - اور اگر ایک دوسرے سے ظاہر میں ناموافق اور باطن میں موافق ہے تو بھی اُس کی جنس ہو جائیگی مثلاً انسان اور آب و نان اور اگر بظاہر موافق ہے اور باطن میں ناموافق تو اس کا حکم وہ ہے جو مولانا اگلے شعر میں فرماتے ہیں -

آنکہ مانندست باشد عاریت … عاریت باقی نماند عاقبت

ترجمہ: جنس کے مانند ہے اک عاریت … عاریت ہوتی ہے فانی عاقبت

شرح یعنے جو جنس ایک جنس سے باطن میں ناموافق ہے مگر ظاہر میں مانند جنس ہے تو یہ مشابہت بطور عاریت ہے اور عاریت انجام کار باقی نہیں رہتی اس کی مثال یہ ہے - جو آئندہ شعر میں مذکور ہوئی ہے -

مرغ را گر ذوق آید از صفیر … چونکہ جنس خود نیابد شد نفیر

ترجمہ: شوق سے سنتا ہے گو طائر صفیر … لیک ناجنسوں سے ہوتا ہے نفیر

شرح - یعنے طائر صیاد سے جانور کی سی آواز سنکر اپنے ہمجنس طائر کی آواز کی کیفیت تو حاصل کر لیتا ہے اور گرفتار دام بلا ہو جاتا ہے مگر چونکہ یہ ظاہری آواز بطور عاریت تھی (کیونکہ واقعی جانور کی آواز نہ تھی) اس سبب سے انجام کار وہ مرغ گرفتار صیاد سے نفرت کرنے لگتا ہے یہی حال اُن لوگوں کا ہے جو باوجود استعداد ہدایت بدوں کی صحبت میں بیٹھتے ہیں - کیونکہ وہ بدون کو بظاہر اپنے جنس کا جان لیتے ہیں - مگر چونکہ فی الواقع ایسا نہیں ہوتا انجام کار پھر ہدایت پر آجاتے ہیں - کیونکہ کل شئی یرجع الی اصلہ -

تشنہ را گر ذوق آید از سراب … چون رسد در وے گریزد جوید آب

ترجمہ: پیاس میں ہوتا ہے گو ذوق سراب … بھاگنا پڑتا ہے لیکن سوئے آب

شرح - اسی مضمون کی دوسری مثال ہے اور یہی حال طالبان صادق کا ہے کہ جھوٹے اور مدعی شیخ سے بہلتے ہیں - سراب یعنے ریت جسکو پیاسا مسافر دور سے پانی سمجھتا ہے اور آخر کار نفرت کر کے چلا جاتا ہے -

مفلسان گر خوش شوند از زر قلب … لیک آن رسوا شود در دار ضرب

ترجمہ: خوش ہیں مفلس قلب سکہ سے مگر … ہے اُسے ٹکسال میں ذلت کا ڈر

شرح - کیونکہ ہو مار و پیہ دار الضرب کی جنس میں نہیں ہے - اُسی مضمون کی تیسری مثال ہے -

تا نراند و دیت از رہ نفگند | تا خیال گژ ترا چہ نفگند

ترجمہ: یہ ملمع سازی ہے راہِ ضلال | ڈالدیگا چاہ میں ٹیڑھا خیال

شرح - تا بمعنے زینہار یعنے ہرگز غیر جنسوں کو حسب ظاہر اپنی جنس سمجھکر انکی صحبت میں نہ بیٹھ ورنہ گمراہ ہو جائیگا اور چاہ ضلالت میں گر پڑیگا - یا یہ کہ مکار اور ظاہری مشایخ کی مریدی سے بچ - اور اگر تو نیک بننا چاہتا ہے تو اللہ پر توکل کرکے اپنی جنس کے لوگ ڈہونڈ -

قصہ نخچیران در بیان توکل و ترک جہد

نخچیروں کا قصہ توکل کے بیان اور کسب چھوڑ دینے میں

از کلیلہ بازخوان این قصہ را | وندران قصہ طلب کن حصہ را

ترجمہ: پڑہ کلیلہ دمنہ میں اس قصے کو | اور قصہ سے طلب کر حصے کو

شرح کلیلہ دمنہ ایک کتاب ہے جس میں جانوروں کی زبان سے بطور نصیحت بہت سی عمدہ عمدہ حکایتیں درج ہیں - اور حصہ سے حصہ معرفت مراد ہے مولانا نے اس حکایت میں جہد و توکل کے بڑے بڑے اسرار لکھے ہیں -

طائفہ نخچیر در وادی خوش | بودشان با شیر دایم کشمکش

ترجمہ: پُرفضا ایک دشت میں نخچیر تھے | کشمکش رکھتے تھے دایم شیر سے

بسکہ آن شیر از کمین در مے ربود | آن چرا بر جملہ ناخوش گشتہ بود

ترجمہ: شیر لیجاتا تھا اُن کو گھات سے | تنگ اُن پر دشت تھا اس بات سے

شرح - چرا بمعنے چراگاہ - نخچیر وہ جانور جن کا شکار کیا جاتا ہے کشمکش - یعنے زحمت و تکلیف -

حیلہ کردند آمدند ایشان بہ شیر | کز وظیفہ ما ترا داریم سیر

ترجمہ: حیلہ کرکے آئے اک دن پیش شیر | اور کہا رکھیں گے ہم سب تجکو سیر

شرح - یعنے اے شیر ہم تیرے کہانیکے لئے بطور وظیفہ کچھ مقرر کردیں گے - تو ہمیں ستانا چھوڑ دے -

بعد ازین اندر پے صیدے میا | تا نگردد تلخ بر ما این گیا

ترجمہ: تیری روزی تجکو پہنچادیں گے روز | چھوڑ دے قصد شکار اے کینہ طوز

شرح گیاہ کی ہائے ہوز بضرورت قافیہ محذوف ہے - اور گیا بمعنے چراگاہ ہے -

جواب گفتن شیر نخچیران را و بیان منفعت جہد

شیر کا نخچیروں کو جہد اور کسب کی منفعت کا بیان

گفت آرے گر وفا بینم نہ مکر	مکرہا بس دیدہ ام از زید و بکر	
ترجمہ	شیر بولا تم کرو گے مجھ سے مکر	ہے مری نظروں میں مکر زید و بکر

شرح - یعنے شیر نے کہا کہ اگر میں زمانہ میں مکر و حیلہ نہ دیکھوں اور مخلوق کو باوفا پاؤں تو تمہارے کلام کو قبول کرتا ہوں مگر افسوس میں نے بہت سے لوگوں کو مکار دیکھا ہے۔ اس لئے کسی کے قول کا اعتبار نہیں رہا۔

من ہلاک قول و فعل مردمم	من گزیدۂ زخم مار و کژدمم	
ترجمہ	ہوں ہلاک قول و فعل مردمان	اور شہید زخم مار و کژدمان

شرح یعنے آدمی کہتے کچھ اور ہیں اور کرتے کچھ اور ہیں ایسے مکاروں کے جھوٹے اقوال اور ایذا رسانیوں نے میرے بدن میں بچھوؤں اور سانپوں کے سے زخم پہنچائے ہیں مجھے جھوٹ بولنے والوں کے فریب نے ہلاک کر دیا ہے۔

نفس ہر دم از درونم در کمیں	از ہمہ مردم بتر در مکر و کیں	
ترجمہ	مکر سیکھے بیٹھا ہوں اس ڈھب سے ہیں	مکر و کینہ میں ہوں بدتر سب سے میں

شرح یعنے عجب میں نے دیکھا کہ آدمی نہایت کینہ ور اور مکار ہیں تو میرا نفس بھی مکر اور کینے کی گھاتوں میں ان سے بدتر ہو گیا ہے۔ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ اخلاق بد کا اثر نیکوں پر بھی ہو جاتا ہے اس لئے بُری صحبت سے پرہیز کرنا لازم ہے۔

گوش من لا یلدغ المؤمن شنید	قول پیغمبر بجان و دل گزید	
ترجمہ	مجھکو لا یلدغ المومن پسند	قول پیغمبر پہ ہوں میں کاربند

شرح حدیث میں آیا ہے لا یلدغ المومن من جحر مرتین۔ یعنے مومن ایک سوراخ سے دو بار ڈنگ نہیں کھاتا یعنے ایک دفعہ چوٹ کھا کر وہ دوسری بار سوراخ میں انگلی ہی نہیں ڈالتا۔ کہ سانپ اور بچھو ڈنک مار سکے۔ مطلب یہ کہ جس طرح مومن اور عقلمند شخص ایک بار دھوکا کھا کر دوسرے بار کسی کے فریب میں نہیں آتا۔ اسی طرح میں بھی مخلوق کی جانب سے بہت دھوکے کھا چکا ہوں اے نخچیرو اب فریب میں نہ آؤنگا۔

	بازترجیح نہادن نخچیر توکل را بر جہد
ترجمہ	نخچیروں کا توکل کو کسب پر ترجیح دینا

جملہ گفتند اے حکیم با خبر	الحذر دع لیس یغنی عن قدر	
ترجمہ	بولے وہ سب اے حکیم باخبر	کچھ حذر سے ٹل نہیں سکتی قدر

شرح نخچیروں نے شیر کو حکیم باخبر اس کی عمدہ تقریر اور حدیث لا یلدغ کے سبب کہا الحذر دع مدعا ہے اور لیس یغنی عن قدر اس کی دلیل یعنے نخچیروں نے شیر سے کہا کہ اے حکیم باخبر پرہیز چھوڑ دے۔ کیونکہ پرہیز حکم

اور تقدیر خداوندی کو دفع نہیں کرسکتا۔ یعنے تو جو توکل سے بچکر جہد اور مشقت کرتا پھرتا ہے اس بچاؤ کو ترک کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اگر تیرے تقدیر میں مثلاً کسی روز شکار نہ ہوا تو توکل سے بچکر جہد کرنا ہرگز شکار کو سامنے نہیں لاسکتا۔ اِذَا دَخَلَ الْقَدَرُ بَطَلَ الْحَذَرُ۔ یعنے تقدیر سامنے آتی ہے تو پرہیز اور حذر کچھ کام نہیں دیتا۔

	در حذر شوریدن از شور و شر است	رو توکل کن توکل بہتر است
ترجمہ	کوشش پرہیز ہے اک شور و شر	جا توکل کر کہ ہے لاشے حذر

شرح یعنے بچاؤ میں بیقراری اور اضطراب کے ساتھ کوشش کرنا منجملہ شور و شر ہے۔ جس سے کچھ حاصل نہیں ہوتا

	با قضا پنجہ مزن اے تند و تیز	تا نگیرد ہم قضا با تو ستیز
ترجمہ	تو اگر ہوگا قضا پر تند و تیز	تو قضا بھی تجھسے ڈھونڈیگی ستیز

شرح۔ یعنے قضا اور حکم الٰہی سے نہ لڑ۔ ورنہ قضا کو تیرے ساتھ خصومت ہو جائیگی اور تو زمرۂ شیاطین سے ہو جائیگا۔ کیونکہ تقدیر سے لڑنا کفار کا کام ہے۔ تند و تیز مضطرب الحال اور مطلب برآری کیلئے سخت بیقرار

	مردہ باید بود پیش حکم حق	تا نیاید زخم از ربُّ الفلق
ترجمہ	مردہ ہوئے شخص پیش حکم حق	تا نہ دے قہر خدا تجھکو سبق

شرح یعنے احکام الٰہی کے سامنے مُردہ ہو جاتا اور اُن کو رضا و تسلیم کے ساتھ قبول کرنا چاہیئے ورنہ در صورت نافرمانی عذاب الٰہی کا خوف ہے۔ یہی حال شیطان اور نفس امارہ کا انسان کے ساتھ ہے اگر وہ سعی کرتا ہے تو یوں کہتا ہے کہ یہ محنت مشقت بے فائدہ ہے۔ جو مقدر میں ہوگا ہر حال میں ملے گا۔ اور اگر توکل کرتا ہے تو اس کے دل میں یہ خیال ڈالتا ہے۔ کہ لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی یعنے انسان کو اس کی کوشش کا پھل ملتا ہے ان تمام اشعار کا ماحصل یہ ہے کہ جو کچھ مقدر میں ہے وہ انسان کو ضرور پہنچتا ہے اور تقدیر کا لکھا کسی طرح نہیں ٹلتا اس لئے سعی اور محنت و مشقت بیفائدہ ہے اور توکل بہتر ہے فائدہ صوفیہ کے نزدیک توکل کے معنے اللہ پر بھروسہ رکھنا اور ظاہری اسباب اور ان کے اعتماد سے منقطع ہو جانا ہے۔ لیکن اس میں یہ شرط ہے کہ انسان کا دل گواہی دیتا ہو۔ کہ بندہ کے پاس جو کچھ پہنچتا ہے سب اللہ تعالے کی طرف سے ہے اشیاء کے پہنچنے کا کوئی ظاہری سبب درمیان ہو یا نہ ہو۔ اور یہ بھی توکل کی شرط ہے کہ بندہ اپنے آپکو اللہ تعالٰے کے سامنے مردہ تصور کرے۔ اپنی محنت و مشقت کو اشیاء کے حاصل ہونے کا سبب نہ جانے اس قسم کا توکل صفت قلبیہ ہے اس صورت میں ہاتھ پانو کی حرکت جو تلاش اسباب روزی کے لئے ہو منافی توکل نہیں ہوسکتی کیونکہ جو شخص یہ جان لے کہ ہر شئے اللہ تعالے کی طرف سے ہے آسان ہو یا مشکل سبب کے ہونے نہ ہونے پر منحصر نہیں بلکہ جو کچھ مقدر ہے وہ ضرور پہنچیگا۔ اور پھر حسب ایمائے خداوندی اعضا کو کسی حلال کام میں لگائے رکھے تو صوفیہ کے نزدیک پورا متوکل ہے۔ چنانچہ مولانا قدس سرہ ایک جگہ خود فرماتے ہیں۔

گر توکل مے کنی در کار کن ∴ کسب کن پس تکیہ بر جبار کن

یعنی توکل کے یہ معنے ہیں کہ آدمی کوئی پیشہ حلال بھی کرتا ہے اور اپنے کام کے بنانے میں اللہ تعالٰے پر توکل بھی رکھے

فائدہ اس حکایت میں نخچیروں سے نفس امارہ اور خواہشات نفسانی مراد ہیں۔ اور شیر سے روح۔ کیونکہ روح ریاضت اور مجاہدہ کو چاہتی ہے۔ اور نفس امارہ روکتا ہے۔

باز ترجیح نہادن شیر جہد را بر توکل

پھر ترجیح دینا شیر کا کسب و جہد کو۔ توکل پر

گفت آرے گر توکل رہبرست	ایں سبب ہم سنت پیغمبرست
ترجمہ: شیر بولا ہے توکل راہبر	جہد بھی ہے سنت پیغمبر

شرح۔ شیر نے کہا اگرچہ توکل موصل الی اللہ ہے مگر کسب اور سعی و جہد بھی سنت پیغمبر ہے اور حضرت آدم سے لیکر پیغمبر آخرالزماں تک تمام نبیوں کا شیوہ رہا ہے بلکہ بعض اوقات سعی و جہد فرض ہو جاتا ہے۔ مثلاً جہاد میں تلوار ہاتھ میں لے کر جہاد و جہد کرنا۔ ایک بزرگ کا مقولہ ہے اَلتَّوَکُّلُ حَالُ النَّبِیِّ وَالْکَسْبُ سُنَّتُہٗ فَمَنْ بَقِیَ عَلٰی حَالِہٖ فَلَا تَتْرُکْ سُنَّتَہٗ یعنے توکل پیغمبر کی صفت قلبیہ اور اُن کا حال ہے اور کسب اُن کی سنت۔ پس جو شخص حال نبی پر قائم رہنا چاہتا ہو اسکو چاہیئے کہ ترک سنت نہ کرے اس سے معلوم ہوا کہ کسب اور طلب اسباب معاش منافی توکل نہیں۔

گفت پیغمبر بآواز بلند	باتوکل زانوئے اشتر بہ بند
ترجمہ: اک صحابی سے پیمبر نے کہا	کر توکل باندہ زانو اونٹ کا

شرح۔ یہ اس حدیث کی طرف اشارہ ہے۔ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالصَّوْتِ الْعَالِیْ لِمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ لَمَّا دَخَلَ عَلَیْہِ۔ وَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَعْقِلُ جَمَلِیْ وَاَتَوَکَّلُ اَمْ اُطْلِقُہٗ وَاَتَوَکَّلُ فَقَالَ لَہٗ مُجِیْبًا اَعْقِلْ بَعِیْرَکَ ثُمَّ تَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ یَا مُعَاذُ۔ معاذ بن جبلؓ صحابی پیغمبر علیہ السلام کے پاس آئے اور یہ کہا کہ میں اونٹ پر سوار ہو کر آیا ہوں۔ کیا اب اُس کو باندہ دوں اور اُس کی احتیاط کروں یا یونہیں چھوڑ دوں نبی علیہ السلام نے بہ آواز بلند فرمایا کہ اے معاذ اپنے اونٹ کو باندہ دے اور پھر اللہ تعالےٰ پر توکل کر۔ کیونکہ اگر تو اُسے یونہی چھوڑ دے گا تو ممکن ہے کہ کسی طرف کو بھاگ جائے اور اگر زانو باندہکر توکل علی اللہ کریگا۔ تو باعتبار ظاہر تو بھاگ نہیں سکتا۔ آئندہ خدا کی مرضی اس سے معلوم ہوا کہ توکل مع الجہد سنت ہے۔ اس لئے سالک کو چاہیئے کہ ریاضت اور مجاہدہ کئے جائیں۔ لیکن اس کو جنت میں داخل ہونے کا سبب نہ جانے بلکہ متوکل علی اللہ رہے۔

رمز الکاسب حبیب اللہ شنو	از توکل در سبب کاہل مشو
ترجمہ: رمز الکاسب حبیب اللہ سُن	کسب کر اے کاہل گمراہ سُن

شرح۔ حدیث شریف میں ہے الکاسب حبیب اللہ حلال کمائی کرنے والا اخدا کا دوست ہے دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ صرف توکل ہی توکل ہو اور کسب نہ ہو یہ بہتر نہیں۔ بلکہ یہ دونو صفتیں جمع ہونی چاہئیں۔

رو توکل کن تو با کسب اے عمو	جہد میکن کسب میکن مو بمو

ترجمہ: کسب بھی کر اور توکل بھی چچا ۔۔۔ ہو مُو دونوں برابر ہوں بچا

شرح: عمو یا تو بمعنے گمراہی و خواری و فروتنی ہے جس سے بطور مبالغہ گمراہ یا فروتن مراد ہے۔ یا برادر پدر (چچا) کے معنوں میں ہے۔ اور سالک کو بزرگی کے خطاب سے یاد کیا ہے ہو مُو کا یہ مطلب ہے کہ جتنا توکل ہو اُتنا ہی جہد ہو۔ دونوں باتیں ساتھ ہونی چاہئیں۔ اور دونوں میں برابری کا بھی لحاظ رہے۔

جہد کن جدے نما تا وا رہی ۔۔۔ ور تو از جہدے بمانی ابلہی

ترجمہ: جہد و کوشش کر کہ تا پائے نجات ۔۔۔ ترک کوشش حمق ہے اے بدصفات

شرح: جہد سے مجاہدۂ حق مراد ہے بمقتضائے وَجَاهِدُوا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ۔ یعنے اللہ کے رستہ میں اچھی طرح کوشش کرو وجہ ترجیح جہد کی توکل محض پر یہ ہے کہ اگرچہ اللہ تعالے خالق حقیقی اور اسبات پر قادر ہے کہ مسببات کو بلا اسباب پیدا کر دے۔ مگر پھر بھی اس نے ہر مسبب کے لئے کوئی نہ کوئی سبب ضرور رکھا ہے اور عادت الٰہی اسی طرح جاری ہے پس تو جہد اور کسب کرنیوالا گویا متخلق باخلاق اللہ ہے۔ اس لئے سالک کو کسب ضرور چاہئے جد بالکسر بمعنے کوشش ہے اور وارہی بمعنے نجات ہے۔

باز ترجیح نخچیران توکل را از جہد و کسب

پھر نخچیروں کا توکل کو کسب پر ترجیح دینا

قوم گفتندش کہ کسب از ضعفِ خلق ۔۔۔ لقمۂ تزویر دان مقدارِ حلق

ترجمہ: بولے سب نخچیر ملکر کسبِ خلق ۔۔۔ لقمۂ تزویر ہے مانند حلق

شرح: نخچیروں نے کہا کہ کسب بسبب ضعف اعتقاد خلق کے ہے کہ خلقت اللہ تعالے پر پورا پورا بھروسا نہیں رکھتی اور کسب بقدار حرص گویا دغا اور کذب و فریب کا لقمہ ہے۔ حلق مجازاً بمعنے حرص ہے۔

پس بدانکہ کسبہا از ضعف ہاست ۔۔۔ در توکل تکیہ بر غیرے خطاست

ترجمہ: کسب کرتے ہیں ضعیف الاعتقاد ۔۔۔ ہے خطا غیرِ خدا پر اعتماد

شرح: یعنے کسب اور محنت مشقت کرنے کا یہ سبب ہے کہ لوگوں کے اعتقاد ضعیف ہیں خدا پر پُورا بھروسا نہیں رکھتے۔ توکل کے یہ معنے ہیں کہ کسب کا بھی بھروسا رکھے اور توکل کا نام بھی لیتا جائے۔

نیست کسبے از توکل خوب تر ۔۔۔ چیست از تسلیم خود محبوب تر

ترجمہ: کچھ توکل سے نہیں ہے خوب تر ۔۔۔ کچھ نہیں تسلیم سے محبوب تر

شرح: یعنے توکل سے زیادہ خوب اور تسلیم و رضا سے زیادہ محبوب کوئی چیز نہیں۔

بس گریزند از بلا سوئے بلا ۔۔۔ بس جہند از مار سوئے اژدہا

ترجمہ: ایک سے چھوٹے تو آئی اک بلا ۔۔۔ سانپ سے بھاگے تو آیا اژدہا

یعنے لوگ تحمل مشقت توکل سے بھاگ کر مصیبت کسب و جہد میں گرفتار ہو جاتے ہیں جو توکل سے زیادہ رنج دینے والی چیز ہے جیسا کوئی سانپ سے بھاگا اور اژدہا کے منہ میں جا پڑا۔

حیلہ کرد انسان و حیلہ اش دام بود	آنکہ جان پنداشت خون آشام بود	
حیلۂ انسان گویا دام تھا	رزق سمجھا جسکو خون آشام تھا	ترجمہ

شرح یعنے بسا اوقات انسان کسب کرتا ہے مگر وہی کسب جسکو وہ بقائے جان کا سبب سمجھتا ہے اُس کا خون پی لیتا ہے اس کی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص کھجوریں توڑنے درخت پر چڑھا اور بیچارہ وہاں سے گر پڑا۔

در ببست و دشمن اندر خانہ بود	حیلۂ فرعون زین افسانہ بود	
بند در تھا دشمن اندر خانہ تھا	کید فرعونی بھی افسانہ تھا	ترجمہ

شرح۔ یعنے کسب کرنیوالے کی ایسی مثال ہے جیسا کہ کسی شخص نے ایک دشمن کے خوف سے گھر کو قفل لگا لیا حالانکہ دشمن گھر میں موجود تھا۔ یعنے بارہا ایسا ہوتا ہے کہ کسب کو آدمی اچھا سمجھتا ہے اور اپنی آسایش کا باعث تصور کرتا ہے۔ (جیسا کہ اس قفل لگانے والے نے سمجھا تھا) لیکن آخر میں وہی اُس کی جان کا دشمن بنجاتا ہے چنانچہ حیلہ فرعون اسی قبیل سے تھا۔ کہ اُس نے حضرت موسیٰ کے مار ڈالنے کے لئے بہت حیلے کئے اور سیکڑوں بچے مار ڈالے مگر آخر کار اُس کے حیلہ اُس کے لئے ہلاکت کا باعث ہوئے اور حضرت موسیٰ نے اُسی کے گھر میں پرورش پائی۔ چنانچہ آیندہ شعر کا یہی مطلب ہے۔

صد ہزاران طفل کشت آن کینہ کش	وانکہ او مے جست اندر خانہ اش	
لاکھوں بچے مار ڈالے بے گناہ	اور عدو کو اپنے گھر میں دی پناہ	ترجمہ

شرح یعنے فرعون نے لاکھوں بچے مار ڈالے مگر جنکو ڈھونڈ رہا تھا اُنہوں نے اُسی کے گھر میں پرورش پائی کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی بیوی نے متبنیٰ کر لیا تھا۔ مطلب یہ کہ فرعون نے قتل موسیٰ کے لئے بہت کوشش کی سود مند نہ ہوئی۔ یہی حال اُس شخص کا ہے جو اپنے نفس کی اطاعت کرتا ہے اور دفع خواہشات نفسانی کیلئے کسب و مشقت کا بوجھ سر پر اُٹھاتا ہے۔ اُس کو معلوم کر لینا چاہئے۔ کہ اُس کا دشمن یعنی نفس امارہ اُس کے خانہ وجود میں داخل ہے۔ جو کسی دن ضرور ہلاک کر دیگا۔

دیدۂ ما چون بسے علت دروست	رو فنا کن دید خود در دید دوست	
ہے ہماری دید سر تا سر خطا	دید خود کو دید حق میں کر فنا	ترجمہ

شرح۔ یعنے ہماری آنکھوں میں غلطیوں اور خطاؤں کی بہت سے بیماریاں ہیں اے سالک اپنی دید کو دید حق میں فنا کر یعنے اپنے کام اُسی کے سپرد کر دے اور یہ سمجھ کہ خدا جس کام میں مصلحت دیکھتا ہے اسی کو ہمارے لئے پسند فرماتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ توکل سب سے زیادہ خدا کو پسند ہے۔ اس شعر سے توکل کی ترجیح کسب پر اس طرح ثابت ہوئی کہ دیت اور تفکر سے بھی آدمی کو بہت سے اسباب معلوم ہو جاتے ہیں اور وہ کسب کے ڈھنگ سیکھ جاتا

ہے مگر چونکہ ہماری نظر میں خطا بھی واقع ہوتی ہے اس لئے وہ سبب جسکو ہماری نظر نے معلوم کیا تھا کسی کام کا نہیں ہوتا بس تو آدمی کو چاہئیے کہ توکل اختیار کرے اور تسلیم و رضا پر قایم رہے۔ دید مجاز بمعنے ارادہ ہے۔

	دید ما را دید او نعم العوض	ہست اندر دید او کلی غرض
ترجمہ	دید حق ہر شے کا ہے نعم العوض	جس سے حاصل ہوتی ہے پوری غرض

شرح - یعنے اسکی دید ہماری دید کا نعم البدل ہے - اور اس کی دید میں ہماری غرض کامل طور سے حاصل ہوتی ہے مطلب یہ کہ ہم اپنے کام اگر اس کے سپرد کر دیں گے تو نتیجہ اچھا ہوگا - خلاصہ یہ کہ اپنے عزم اور ارادہ کو بشریت کو ارادہ قدرت حق میں فنا کر دینا چاہئیے تاکہ تمام غرضیں پوری طرح حاصل ہوں اور سارے کام بنجائیں کیونکہ ہماری دید میں خطا کا احتمال ہوتا ہے اور اسکی دید اس سے پاک ہے جو شخص اللہ پر توکل کریگا وہ ضرور اس کو اپنا وکیل پائے گا۔

	طفل تا گیرا و تا پویا نبود	مرکبش جز گردن بابا نبود
ترجمہ	طفل چل سکتا نہ تھا جو آپ سے	کار مرکب لے رہا تھا باپ سے
	چون فضولی کرد دست و پا نمود	در عنا افتاد و در کور و کبود
ترجمہ	لیکن جب دم پا گیا نشو و نما	ہو گیا پابند صد رنج و عنا

شرح ترجیح توکل بر جہد و کسب کی تمثیل ہے - یعنے بچہ جب تک اپنے کام آپ نہیں کرتا تھا - اس کا باپ اس کے کام کا کفیل تھا - اور بچہ محنت و مشقت سے بالکل مبرا تھا - لیکن جب بڑا ہو گیا اور ہاتھ پاؤں نکالے تو مشقت اور تردد میں پڑ گیا یہی حال متوکلین کا ہے جب تک متوکل ہیں خدا ان کا کارساز ہے اور جب کسب کرنے لگے محنت میں پڑ گئے۔ فضولی بمعنی نشو و نما اور کور و کبود - یعنے تاریکی ظلمت مجازاً تردد و رنج کہ باعث تاریکی عقل ہے۔

	جانہائے خلق پیش از دست و پا	مے پریدند از وفا سوئے صفا
ترجمہ	روح تھی جس وقت تک بے دست و پا	کر رہی تھی سیر تسلیم صفا
	چون بامر اہبطوا بندی شدند	حبس حرص و خشم و خرسندی شدند
ترجمہ	لیکن امر اہبطوا جب دم ہوا	ہو گئے ہمجنس صد خشم و ہوا

شرح - کسب پر ترجیح توکل کی دوسری تمثیل ہے - یعنے خلقت کی روحین ہاتھ پاؤں پیدا ہونے سے پہلے (یعنے جس وقت کہ روحیں بدن سے متعلق نہ ہوئیں تھیں) ہر قسم کی قید سے آزاد تھیں اور اپنے معنوی پروں سے عالم وفا سے لیکر عالم صفا تک اڑتی تھیں (عالم وفا سے عالم میثاق مراد ہے جہاں روحوں نے بلیٰ کہا تھا اور عالم صفا سے عالم الٰہی - یعنے عالم اسما و صفات) لیکن جب ارواح کو اجسام کی طرف نزول کا حکم ہوا جو اسفل اور کثیف چیز ہے تو روحیں بھی اسفل چیزوں اور اخلاق ذمیمہ کی جنس ہو گئیں اور وہ حرص و غضب اور اسباب دنیوی کی خرسندی ہے - اور انہی اخلاق ذمیمہ کے باعث طرح طرح کی ضرورتوں نے ان کا دامن پکڑ لیا - اہبطوا اس آیت کی طرف اشارہ ہے - قلنا

اہبطوا منہا جمیعا - یعنے ہم نے آدم کے ساتھ تمام انسانی روحوں کو حکم دیا کہ جنت سے نکل جاؤ - وجہ ترجیح توکل کی کسب پر یہ ہے - کہ ارواح نے جب جہد اور کسب میں ہاتھ پاؤں کی مدد اور جسم کی معاونت کی تو گویا خود بھی توکل چھوڑ کر کاسب بن گئیں - اور اس ترک توکل کا یہ نتیجہ ہوا کہ ہر وقت ضرورت اور احتیاج میں مبتلا ہو گئیں -

	ما عیال حضرتیم و شیر خواہ	گفت الخلق عیال للالٰہ
ترجمہ	ہم عیال حق ہیں سب اور شیر خواہ	سچ ہے الخلق عیالٌ للالٰہ
	آنکہ او از آسمان باران دہد	ہم تواند کو برحمت نان دہد
ترجمہ	دے رہا ہے حکم جو باران کا	اپنے رحمت سے ہے ضامن نان کا

شرح یعنے ہم حضرت خداوندی کی عیال اور اس کے پرورش کے چاہنے والے ہیں کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے - الخلق کلھم عیال اللہ فاحبھم الی اللہ انفعھم لعیالہ گفت کا فاعل رسول علیہ السلام ہیں اور اس حدیث شریف کے یہ معنے ہیں کہ ساری مخلوق خدا کا کنبا ہے اللہ تعالے اُسی کو دوست رکھتا ہے جو اُس کے کنبے کو فائدہ پہنچائے بس تو جس طرح ایک خاندان کا افسر اپنے عیال کو محتاج نہیں ہونے دیتا - اسی طرح اللہ تعالے اپنی مخلوق کو جو اُس کی عیال ہے غیر کا محتاج نہیں رکھتا اس سے صاف ظاہر ہے کہ توکل کسب سے بہتر ہے - کیونکہ جس طرح خاندان کا افسر کمائی پوت کی اعانت کو لازم نہیں سمجھتا اُسی طرح اللہ تعالے توکل کے خلاف کسب کرنے والوں کی پرواہ نہیں کرتا -

	دیگر بار بیان کردن شیر ترجیح جہد بر توکل	
ترجمہ	دوسری بار شیر کا توکل پر جہد و کسب کی ترجیح کو بیان کرنا	
	گفت شیر آرے ولے رب العباد	نردبانے پیش پائے ما نہاد
ترجمہ	شیر بولا جو کہو تم سچ ہے - ہاں	ہے عطائے حق مگر اک نردبان

شرح شیر نے کہا کہ ہاں بیشک اللہ تعالے سب کا وارث ہے وہ بلا جہد بھی رزق پہنچا سکتا ہے لیکن اُس رب العباد نے سعی اور طلب وجہد کی سیڑہی ہمارے پاؤں کے سامنے رکھی ہے - تاکہ ہم اس سیڑہی کی بدولت بام کمالات صوری اور معنوی تک پہنچ جائیں - اللہ تعالے خود فرماتا ہے فمن یعمل مثقال ذرۃ الی آخر الآیۃ یعنے ذرہ برابر کوئی نیک عمل کرے یا بد اُسکی جزا و سزا ضرور پائے گا - خلاصہ یہ کہ اللہ تعالے نے اسباب اور آلات (عقل وفہم دست دپا) اسی لئے عطا فرمائے ہیں کہ ہم اُن سے سببات (روزی وضروریات معاش حاصل کریں اور بیکار نہ بیٹھے رہیں چونکہ اسباب اور وسائط کے ساتھ سببات کو مربوط کیا گیا ہے اسی لئے مسببات کو اسباب کے ساتھ طلب کرنا چاہیئے - کیونکہ اسباب کا قائم کرنا گویا باشارۂ الٰہی ہے کہ اُن سے مسببات کو طلب کرو اور اشارہ الٰہی پر عمل کرنا فرض ہے - اور عمل ہی سے نیک وبد اور مقبول مردود کے مابین تمیز ہو سکتی ہے ورنہ معاذ اللہ رسول کا اتباع اور شرع کے احکام سب عبث ٹھیرینگے -

پایہ پایہ رفت باید سوئے بام	ہست جبری بودن اینجا طمع خام

ترجمہ	پایہ پایہ چل ۔ میری جان سوئے بام		ہے ترا مجبور بننا طمع خام +	

شرح یعنے اسباب کی سیڑھی کے وسیلے سے آدمی کو چلئے کہ بام مقصود تک پہنچ جائے یعنے کوشش کرتا ہے ورنہ دنیا میں آکر جبریہ ہونا طمع خام اور بے فائدہ بات ہے ۔ مولانا قدس سرہ نے یہاں اُس شخص کو جو بلا وسیلہ و اسباب بدون جہد سببات کو طلب کرے جبری قرار دیا ہے جبریہ کے نزدیک آدمی محض غیر قادر اور پتھر کے مانند ہے اور چونکہ قدرت خداداد بھی منجملہ اسباب ہے ۔ پس تو جس شخص نے قدرت کسب کو بیکار سمجھ رکھا ہے گویا وہ جبریہ میں سے ہے

	پائے داری چون کنی خود را تو لنگ	دست داری چون کنی پنہان تو چنگ	
ترجمہ	پانو والا ہو کے کیوں کرتا ہے لنگ	ہات ہوتے کیوں ہیں یہ پنجوں کے ڈھنگ	

شرح ۔ یعنے ہاتھ پانو کے ہوتے تو لنگڑا لولا بنا کیوں بیٹھا ہے اللہ تعالے نے یہ آلات عمل اور کسب کے لئے پیدا کئے ہیں

	خواجہ چون بیلے بدست بندہ داد	بیزبان معلوم شد او را مراد	
ترجمہ	بیلچہ بندہ کو جس دم دے دیا	کھل گیا آقا کا سمجھا جو مدعا	

شرح ۔ یعنی جب آقا نے اپنے غلام کے ہاتھ میں بیلچہ دیدیا تو غلام کو بغیر خواجہ کے سکھے) اُس کی مراد معلوم ہو جائیگی اور وہ سمجھ لیگا کہ خواجہ مزدوری کرنے کا حکم دے رہا ہے ۔ یہی حال انسان کا ہے جب اُسکو ہاتھ پانو دے گئے تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالے اُن سے کام لینا چاہتا ہے چنانچہ فرماتے ہیں ۔

	دست ہمچون بیل اشارتہائے اوست	آخر اندیشی عبارتہائے اوست	
ترجمہ	ہات تیرا بیلچہ ہے لے بشر	رکھہ اشارات الٰہی پر نظر	

شرح یعنے ہاتھ بیلچہ کی طرح جو آدمی کو دے گئے ہیں اُن کے عطا کرنے سے گویا اللہ تعالے اشارہ کر رہا ہے کہ ان ہاتوں سے آدمی کچھ جہد اور کسب کرے ۔ عبارت تعبیر کردن سخن مجازاً بمعنے حکم یعنے اللہ تعالے کا حکم ہے کہ آدمی کو عاقبت اندیشی چاہئے ۔ (امرہم شورا بینہم) اور عاقبت اندیشی اسی میں ہے کہ آدمی اپنی جہد و کسب اور ریاضت و مجاہدہ سے دین و دنیا کے کمالات حاصل کرے ۔

	چون اشارتہاش را بر جان نہی	در وفائے آن اشارت جان دہی	
ترجمہ	جو اشارات خدا پر جان دے	اور اشاروں کی وفا پر جان دے	

	پس اشارتہاش اسرارت دہد	بار بردارد ز تو کارت دہد	
ترجمہ	اُس پہ کھلجائینگے سب اسرار حق	بار سب ٹلکر ملیگا کار حق	

شرح ۔ یعنے جب تو اللہ تعالے کے اشارات اور اُس کے احکام کو جد و جہد کے ساتھ اپنی جان پر رکھے یعنے قبول کرے اور انکے پورا کرنے میں اپنی جان جھونکدے تو نتیجہ یہ ہوگا کہ تجھپر اسرار الٰہی منکشف ہو جائینگے ۔ اور اللہ تعالے تجھ سے گناہوں کا بوجھ اُٹھا لیگا اور تجھکو صاحب تصرف بنا دیگا ۔ مطلب یہ ہے کہ جو اللہ تعالے کے رستہ میں مجاہدہ کریگا اللہ اسکو اسرار حقیقت سے آگاہ کردیگا اور مرتبہ ولایت تک پہنچائیگا

علی کا اور صاحب تصرف بنجائیگا - کیونکہ یہ مقولہ مشہور ہے کہ تصرف الاولیار فی البرایا کتصرف الملوک فی الرعایا یعنے اولیار مخلوق پر ایسا تصرف اور قبضہ رکھتے ہیں جیسا بادشاہ رعایا پر - مگر یہ سب باتیں جہد وکسب کے سبب حاصل ہوتی ہیں

حاملی محمول گرداند ترا — قابلی مقبول گرداند ترا

ترجمہ: پہلے حامل تھا پر اب محمول ہے — پہلے قابل تھا پر اب مقبول ہے

شرح - یعنے اس وقت تو امور دنیوی اور قیود نفسانی اور وسوسۂ شیطان کا بوجھ اُٹھا رہا ہے - لیکن جب اشارات الٰہی پر عمل کرکے واقف اسرار ہو جائیگا - تو حامل سے محمول یعنے براق عشق کا سوار بنجائیگا - یہ معنے بھی ہو سکتے ہیں - کہ تیرے اعمال حسنہ قیامت کے دن براق کی صورت میں مصور ہو کر تجکو اُٹھا لینگے - یا یوں کہئے کہ یہ شعر معراج دلی کی طرف اشارہ ہے - یعنے دلی کے اعمال حسنہ براق کی صورت بنکر اُسکو منزل مقصود تک پہنچا دیتے ہیں -

قابل امر وی - قابل شوی — وصل جوئی بعد ازان واصل شوی

ترجمہ: قابل امر خدا قابل ہوا — وصل کا طالب تھا جو واصل ہوا

شرح - یعنے تو اگر اس کے اشارات اور احکام کو قبول کریگا تو کسی لائق ہو جائیگا - یا قابل معرفت اور شہود حق بنجائیگا - پہلا قابل بمعنے قبول کنندہ اور دوسرا بمعنے لائق وصاحب جاہ و منزلت ہے بعض نسخوں میں قائل شوی ہے یعنی اُس کے احکام واشارات قبول کرنے کے بعد تو قائل یعنے صاحب امراد مرشد خلق بن سکتا ہے دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ پہلے وصل کو ڈہونڈ یعنے ریاضت اور مجاہدہ کر بعد میں واصل ہو جانا سہل ہے -

سعی شکر نعمت قدرت بود — جبر تو انکار آن نعمت بود

ترجمہ: کسب شکر نعمت حق ہے ضرور — جبر ہے انکار نعمت لے کفور

شرح - جبر مجبور ہونا جبری بننا فرقہ جبریہ کا مذہب اختیار کرنا جس کی تردید مولانا کئی بار فرما چکے ہیں -

شکر نعمت نعمتت افزون کند — کفر نعمت از کفت بیرون کند

ترجمہ: شکر سے بڑہتی ہیں ہر دم نعمتیں + — کفر سے بڑہتی ہیں ہر دم زحمتیں

شرح - یعنے جد وجہد اور کسب طلب گویا نعمت قدرت کا شکریہ ہے بندہ اپنے ہاتھ سے جب کوئی کام کرتا ہے تو گویا وہ اسباب کا شکر کرتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اُسکو قدرت کی نعمت دی ہے اور جبر یعنی دانستہ اپنے آپکو مجبور سمجہنا (جیسا کہ جبریوں کا مذہب ہے) یہ اس نعمت قدرت کا کفران ہے کیونکہ اس نے اس نعمت سے کوئی کام نہیں لیا - دوسرا شعر آیت لئن شکرتم لازیدنکم کا اقتباس ہے - یعنے شکر کرنے سے نعمت زیادہ ہوتی ہے اور کفران باعث عذاب ہے -

جبر تو خفتن بود - در رہ مخسپ — تا نہ بینی اندر و درگہ مخسپ

ترجمہ: جبر ہے سونا نہ سو اِس راہ میں — تجکو جانا ہے بڑی درگاہ میں

شرح - یعنے تیرا جبر اور ترک طاعت باوجود قدرت تیری غفلت سے ہے جو طریق سلوک میں تجھپر طاری ہے تجکو چاہیئے کہ جب تک درگاہ حق کا مشاہدہ نہ کرے رستہ میں ہرگز نہ سوئے - رستہ سے منزل فنا کا راستہ مراد ہے - اور منزل فنا سالک کے لئے منتہائے سیر اور موصل الے الحق ہے - پس تو اُس کو چاہیئے کہ تمام عمر قدم ریاضت وسعی آگے بڑہاتے جائے تاکہ درگاہ حقیقی اور منزل مقصود تک جا پہنچے اگر اس سے غفلت کریگا تو نتیجہ سوائے پشیمانی کے اور کچھہ نہ ہوگا - اور راہ سلوک میں مشاہدہ بارگاہ حق ہرگز نصیب نہوگا -

	ہان مخسپ اے جبری بے اعتبار	جز بزیر آن درخت میوہ دار
ترجمہ	تجکو سونا ہے گرا ے بے اعتبار	ڈہونڈ لے ظل درخت میوہ دار

شرح - درخت میوہ دار سے مرتبۂ بقا باللہ مراد ہے - یعنے اے جبری بے اعتبار سوائے درخت میوہ دار کے اور کسی درخت کے نیچے نہ سو - مطلب یہ کہ اپنے کسب اور مجاہدہ سے فنا فی اللہ ہوجا تاکہ مرتبۂ بقا باللہ حاصل ہو اگر تو اور کسی درخت (یعنے غفلت اور جبر) کے نیچے سوئیگا تو اُس مرتبہ سے محروم رہیگا - نیز ممکن ہے کہ درخت میوہ دار سے عالم ربانی اور مرشد کامل مراد ہو کیونکہ حدیث میں آیا ہے اذا لقیتم شجرۃ من اشجار الجنۃ فاقعدو ا فی ظلہا وکلوا من اثمارہا - قالوا کیف یمکن ہذا فی دار الدنیا یا رسول اللہ قال اذا لقیتم عالما فکانما لقیتم شجرۃ من اشجار الجنۃ یعنے رسول علیہ الصلوۃ نے فرمایا کہ جب تمہیں جنت کا کوئی درخت مل جائے تو اُس کے سایہ میں بیٹھا کرو - اور اُس کے پھل کھایا کرو - صحابہ نے فرمایا کہ دنیا میں جنت کا درخت کیونکر مل سکتا ہے آپنے فرمایا کہ جب کوئی عالم ربانی مل جایا کرے تو اُسے جنت کا درخت سمجھا کرو - اس صورت میں یہ معنے ہوں گے کہ اے جبری بے اعتبار عالم ربانی سے ملاقات کر جو دلائل عقلیہ ونقلیہ سنا کر تجسے جبر کو ترک کرائے - عالم ربانی کو جنت کا درخت اس لئے کہا گیا - کہ جس طرح درخت جنت کا سایہ اور پھل ہمیشہ رہنے والی چیزیں ہیں - اسی طرح عالم ربانی کا فیض اُس کی حیات تک محدود نہیں بلکہ بعد وفات بھی رہتا ہے -

	تاکہ شاخ افشان کند ہر لحظہ باد	بر سر خفتہ بریزد نقل و زاد
ترجمہ	تاکہ اُس کی شاخ سے ہر دم ہوا	توڑ کر بخشے تجھے برگ و نوا

شرح یعنے اے جبری درخت میوہ دار کے نیچے سو تاکہ باد عنایات الٰہی ہر لحظہ شاخ درخت میوہ دار کو جھاڑے یعنے مرتبۂ بقا باللہ سے تجکو علوم اسما وصفات حاصل ہوں یا یہ کہ تسلیم لطف مرشد کامل جہد اور کسب کی شاخ سے تجکو زہد اور تقویٰ کے پھل عنایات کرے -

	جبر خفتن درمیان رہزنان	مرغ بے ہنگام کے یابد امان
ترجمہ	جبر ہے سونا میان رہزنان	مرغ بے ہنگام کو کب ہے امان

شرح - یعنے جبر یہ ہونا ایسا ہے جیسا کوئی شخص رہزنوں میں سو گیا ہو - اسوقت رہزن اُسکو ضرور ہلاک کرینگے اسی طرح جبری گو یا جماعت شیاطین میں غافل پڑا سو رہا ہے جو ریاضت اور مجاہدۂ فی سبیل اللہ سے روک کر اُس کے ہلاک اور جہنمی ہونے کی کوشش کرتے ہیں اور جبر ایسا ہے جیسا کہ مرغ بے ہنگام کہ صبح سے پہلے بول اٹھتا ہے اور

ناواقف مسافر جس کی آواز سنکر چل پڑتے ہیں او ررات باقی رہنے کے سبب چوروں اور رہزنوں کے ہات سے ہلاک ہوجاتے ہیں ۔ مگر جونکہ ایسا مرغ باعث آزار مخلوق ہے اس لئے اس کو ذبح کر دیتے ہیں۔ علی ہذا القیاس جبر ہے۔ کہ جبری اپنے معتقدین کو بھی ہلاک کردیتا ہے۔ اور خود بھی ہلاک یعنے قابل دوزخ ہوجاتا ہے۔

	ور اشارتہاش را بینی زنی	مرد پنداری وچون بینی زنی
ترجمہ	گر نہ مانے گا اشارتہا ئے رب	مرد کیا عورت کہیں گے تجکو سب

شرح۔ پہلے مصرع میں بینی زدن یعنے انکار ہے اور دوسرے میں زن مقابل مرد یہ شعر پس اشارتہاش کے متعلق ہے اور مطلب یہ ہے کہ اگر تو احکام اور اشارات الٰہی سے انکار کریگا تو اس حالت میں بظاہر تو اپنے آپ کو مرد گمان کرتا ہوگا۔ مگر فی الواقع اور نظر غور سے دیکھے گا تو اپنے نفس کو عورت سمجھے گا۔ کیونکہ جہاد نفس اور راہ خدا میں مجاہدہ اور ریاضت سے باز رہنا مردانہ صفت نہیں ہے۔

	آن قدر عقلیکہ داری گم شود	سر کہ عقل از وے بپرد دم شود
ترجمہ	جسقدر ہے عقل ہو جائیگی گم	عقل ہے جس میں نہ ہو وہ سر ہے دم
	زانکہ بی شکری بود شوم و شنار	میبرد بے شکر را در قعر نار
ترجمہ	کیونکہ ناشکری ہے اک عیب عظیم	لے پہنچتی ہے سوئے نار جحیم

شرح۔ یعنے اگر تو اشارات الٰہی پر عمل نہ کریگا تو عورت کے مانند ہو جائیگا۔ اور تیری عقل گم ہو جائیگی۔ کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ ہُنّ ناقصات العقل والدین اس لئے کہ اشارات پر عمل نہ کرنا کفران نعمت اور ناشکری ہے۔ اور ناشکری سے نعمت جاتی رہتی ہے اور عقل بے رونق ہوجاتی ہے اور جس سر سے عقل جاتی رہے۔ وہ دم حیوان کے مانند ہوجاتا ہے۔ کیونکہ انسان عقل ہی کے سبب حیوان مطلق سے ممیز ہے۔ شوم۔ نحوست۔ شنار۔ عیب ذننگ خلاصہ یہ کہ آدمی کو جو ہاتھ پانو اور عقل دی گئی ہے اس کا شکر ادا کرنا چاہئے۔ کیونکہ یہ نعمت الٰہی ہے اور اس کا شکر یہی ہے کہ ان سے مجاہدہ اور کسب اور ریاضت کرکے دولت دارین حاصل کرے اگر ناشکری کرے گا تو یہ اس کے لئے نحوست اور عیب کا باعث ہے۔ جو اس کو قعر دوزخ میں ڈالدیگا۔

	گر توکل میکنی در کار کن	کسب کن پس تکیہ بر جبار کن
ترجمہ	کام کر اور رکھہ توکل پر نظر	کسب کر اور تکیہ کر اللہ پر

شرح۔ یعنے کسب کے ساتھ توکل ضرور چاہئے تاکہ یہ توکل انسان کے کسب کا جو نقصان کردے اگر توکل نہ کریگا تو ضرور اس کے کام میں نقصان رہیگا۔ قرآن مجید میں وعلی اللہ فلیتوکل المتوکلون بھی آیا ہے اور اقیموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ وارکعوا مع الراکعین بھی۔ اسکی تطبیق اس طرح ہوسکتی ہے کہ آدمی اپنے کسب اور اعمال میں پورا اور مقبول ہونیکا بھروسا اللہ پر رکھے ظاہری اسباب پر اعتماد نہ کرے ورنہ توکل جاتا رہیگا۔ صوفیہ کا مذہب یہ ہے کہ جہد و کسب بھی ہو اور توکل بھی ہاتھ سے نہ جائے۔ چہ خوش بود کہ بر آید بیک کرشمہ دو کار

باز ترجیح نہادن نخچیران مر توکل را بر جہد

ترجمہ: پھر نخچیروں کا توکل کو کسب پر ترجیح دینا

جملہ با وے بانگہا بر داشتند — کان حریصان کہ سببہا کاشتند

ترجمہ: شیر سے سب نے یہ چلا کر کہا — کسب ہے دنیا میں جن کا مدعا

صد ہزار اندر ہزاران مرد و زن — پس چرا محروم ماندند از زمن

ترجمہ: ہیں زمانہ میں وہ لاکھوں مرد و زن — باوجود کسب محروم از زمن

شرح یعنے تمام نخچیروں نے چلا کر شیر سے کہا کہ وہ حریص لوگ جنہوں نے اسباب در جہد کسب کا بیج بویا ہے لاکھوں کروڑوں مرد و عورت ہیں (کیونکہ صد ہزار اندر ہزاران سے قاعدۂ ضرب و حساب مراد لیا گیا ہے) لیکن افسوس باوجود اسقدر تعداد اور کوشش کے وہ زمانہ کی طرف سے محروم ہیں زمانہ اُن کے مطالب اور مسببات حاصل کرنے میں اُن کی مدد نہیں کرتا اس سے معلوم ہوا کہ توکل جہد و کسب پر ترجیح رکھتا ہے ورنہ باوجود کسب یہ حریص لوگ محروم نہ رہتے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ ومن یتوکل علی اللہ فہو حسبہ جو خدا پر توکل کرے خدا اُسکو کافی ہے

صد ہزاران قرن ز آغاز جہان — ہمچو اژدرہا گشادہ صد زبان

ترجمہ: لوگوں نے اب تک ز آغاز جہان — صورت اژدر نکالی ہے زبان

مکرہا کردند آن دانا گروہ — کز بُن بر کندہ شد زان مکر کوہ

ترجمہ: مکر ایسے کرتے ہیں دانا گروہ — سب اُکھڑ جاتے ہیں بیخ و بن سے کوہ

کرد مکر و حیلہ آن قوم خبیث — ور ز ما باور نداری این حدیث

ترجمہ: مکر کرتی ہے بڑے قوم خبیث — گر تجھے باور نہیں ہے یہ حدیث

کرد وصف مکرشان ذو الجلال — لتزول منہ اقلال الجبال

ترجمہ: ان کے حق میں ہے یہ قول ذی الجلال — مکر سے اُن کے اکھڑتے ہیں جبال

جز کہ آن قسمت کہ رفت اندر ازل — روئے ننمود از شکال و از عمل

ترجمہ: سامنے آئی ہے تقدیر ازل — رہگیا بیکار ان کا ہر عمل

شرح - یہ اشعار بطور قطعہ بند ہیں اور مطلب یہ ہے کہ لاکھوں قرنوں میں ابتدائے عالم سے آجتک بہت سے لوگوں نے حصول مطلب کے لئے اس طرح زبانیں کھولیں جس طرح کسی جانور کے لقمہ کرنیکے لئے اژدہا زبان نکالتا ہے

یعنے کسب اور جہد میں بہت مبالغہ کیا مگر ناکامیاب رہے ذقن بمعنے شاخ وگیسو وکوہ خرد و بمعنے تنہا و جدا تنگ اسپ و روزگار زمانہ و مدت سی یا ہشتاد یا صد و بست یا صد سال۔ آخر قول کو ترجیح ہے کیونکہ پیغمبر علیہ السلام نے ایک بچہ کو دعا دیکر یہ فرمایا تھا کہ عِش قرنًا یعنے خدا کرے تو ایک قرن تک زندہ رہے۔ وہ پورے سو برس تک جیا) اور بہت سے دانا فرقوں نے مکر اور حیلہ حصول مطالب کے لئے پیدا کرلئے اور ایسے مکر کئے کہ ان کے کسب اور فریب سے پہاڑ اپنی جگہ سے اکھڑ گئے۔ ایمخاطب اگر تجکو پہاڑ کے اکھڑ جانیکا یقین نہیں ہے تو اس آیتہ کو دیکھ جو قرآن مجید میں ہے وقد مکروا مکرہم وعند اللہ مکرہم وان کان مکرہم لتزول منہ الجبال یعنے کفار انبیا کے ستانے اور حصول مطالب دنیوی کے لئے ایسے مکر کرتے ہیں کہ ان سے پہاڑ اپنی جگہ سے اکھڑ جائیں۔ تو عجب نہیں۔ مگر اللہ تعالےٰ ان کے مکر کی پروا نہیں کرتا۔ اس کا وبال ان ہی کی جانوں پر پڑیگا۔ مولانا نے اسی آیت کا اقتباس لتزول منہ جلال الجبال کیا ہے یعنے انہوں نے ایسے مکر کئے کہ قریب تھا پہاڑوں کی چوٹیاں اس سے اکھڑ جائیں۔ مگر باوجود ان تمام کوششوں اور سخت محنتوں کے انہیں وہی کچھ حاصل ہوا جو ان کی قسمت میں تھا۔ یعنے پابندی کسب اور عمل سے کچھ نہیں ملا شکال پائے بند اسپ اور وہ رسی جو اونٹ کے پالان پر باندھتے ہیں۔ یہاں شکال سے تدبیر اور پابندی کسب مراد ہے اور بعض نسخوں میں شکال کیجگہ شکار دیکھا گیا ہے۔

	جملہ افتادند از تدبیر کار	ماندہ کار و حکمہائے کردگار
ترجمہ	بے ہوئے محروم سب انجام کار	رہگئے ہیں حکمہائے کردگار

شرح۔ یعنے تمام مکار اور جہد وسعی کرنیوالے تدبیر کار سے ساقط ہوگئے ہیں اور صرف اللہ کا حکم باقی رہا۔ ان کی تدبیر اور مکر سے کچھ کام نہ چلا۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کی صفت فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ ہے یعنے وہ اپنے ارادوں کو پورا کر دیتا ہی

	کسب جز نامے مدان اے نامدار	جہد جز وہمے مپندار اے عیار
ترجمہ	ہے برائے نام کسب اے نامدار	جہد ہے اک وہم مرد ہوشیار

شرح۔ یعنے کسب اور سبب صرف برائے نام ایک چیز ہے فی الحقیقت اس میں حصول مسبب کی تاثیر نہیں ہوتی اور جہد و تدبیر ایک وہم ہے جس سے بلا خوبی تقدیر کچھ حاصل نہیں ہوتا عیار بمعنے مرد سنجیدہ یا مخفف عیّار بمعنے چالاک و ہوشیار۔ خلاصہ یہ کہ توکل جہد پر بہر حال ترجیح رکھتا ہے۔

نگریستن عزرائیل بر مردے و گریختن آنمرد در سرائے سلیمانؑ و تقریر ترجیح توکل بر جہد و کوشش

ترجمہ۔ ملک الموت کا ایک شخص کی طرف دیکھنا اور اس کا سلیمان کی بارگاہ میں بھاگ جانا اور جہد پر توکل کی ترجیح کا بیان

شرح۔ مولانا نخچیروں کی زبان سے یہ حکایت ترجیح توکل کے بارہ میں تحریر فرماتے ہیں اور اس حکایت کو بغیادی نے مختصراً اس طرح لکھا ہے کہ ملک الموت ایک بار حضرت سلیمانؑ کی خدمت میں آئے اور ان کے جلیسوں میں سے ایک جلیس کی طرف غور سے دیکھا۔ اس آدمی نے حضرت سلیمانؑ سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے آپ نے جواب دیا کہ یہ قابض الارواح یعنے ملک الموت ہے۔ اس شخص نے کہا کہ شاید یہ میری جان نکالنے آیا ہے۔ کیونکہ مجھکو خشم آلود نگاہوں سے دیکھتا ہے اس لئے آپ ہوا کو حکم دیں کہ وہ مجکو یہاں سے اٹھاکر ہندوستان کی طرف لے جائے۔ تاکہ اس کے خشم آلودگی سے

جو کچھ مجھکو صدمہ پہنچا ہے وہ کم ہو جائے چنانچہ حضرت سلیمانؑ نے اسکی خواہش پوری کردی اور ملک الموت سے پوچھا کہ تم نے ایکسا آدمی کو ڈرا کر اس کے وطن سے آوارہ کیوں کردیا۔ انہوں نے کہا میں اس شخص کو دیکھکر متعجب تھا کیونکہ مجھکو حکم خداوندی ہو چکا تھا۔ کہ اس کی روح کو ہندوستان میں جاکر قبض کروں حالانکہ یہ یہاں بیٹھا ہوا ہے اس لئے میری خشم آلود نگاہ اس کے ہندوستان جانیکا حیلہ ہوگئی۔ اور اس نے جو اپنی جان بچانے کا حیلہ کیا تھا وہ کارگر نہوا کیونکہ میں ابھی ہندوستان پہنچکر اس کی روح قبض کرلونگا۔ مقصود یہ ہے کہ توکل جہد و تدبیر سے بہتر ہے اور مولانا اسی قصہ کو آئندہ شعروں میں بیان کرتے ہیں۔ ہم نے آئندہ تمام اشعار کا خلاصہ یہاں درج کردیا ہے۔

	سادہ مردے چاشتگاہے در رسید	در سرا عدل سلیمانی دوید
ترجمہ	ایک بھولا شخص در عہد سلف	بھاگ کر آیا سلیمان کی طرف

شرح سرا عدل بمعنے دار العدالت سادہ۔ صاف دل اور بھولا۔ مولانا کے نزدیک وہ شخص جلیس سلیمان [illegible] غیر تھا۔ اور ملک الموت نے اسپر کسی اور رہگزر میں نگاہ ڈالی تھی۔ مگر چونکہ حضرت سلیمانؑ پیغمبر زمان اور بادشاہ عادل اور نہایت رحم دل تھے اس لئے اس نے خوف زدہ ہوکر حضور کی بارگاہ میں پناہ لی۔

	رویش از غم زرد و ہر دو لب کبود	پس سلیمانؑ گفت اے خواجہ چہ بود
ترجمہ	ہونٹ نیلے اور منہ پر مردنی	یوں کہا حضرت نے [illegible] کیا بنی
	گفت عزرائیل در من اینچنیں	یک نظر انداخت پر از خشم و کیں
ترجمہ	وہ لگا کہنے کہ با خشم و خطر	مجھپہ عزرائیل نے ڈالی نظر

شرح۔ اینچنیں سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید اس شخص نے ڈراؤنی صورت بنا کر ملک الموت کی نقل کی ہوگی۔

	گفت اکنون ہین چہ میخواہی بخواہ	گفت فرما باد را اے جان پناہ
ترجمہ	بولے وہ کیا چاہتا ہے ہم سے چاہ	بولا یہ کہدے ہوا سے جان پناہ
	تا مرا زینجا بہندستان برد	بو کہ بندہ کانطرف شد جان برد
ترجمہ	تا کہ لیجائے مجھے ہندوستان	بندہ کو لیجائیگا وہاں امن جان

شرح۔ یعنے شاید بندہ اس طرف جاکر جانبر ہو جائے شد بمعنے شدہ و رفتہ ہے اور بو مخفف بود۔

	نک ز درویشی گریزانند خلق	لقمۂ حرص و عمل زانند خلق
ترجمہ	فقر سے خلقت کو نفرت ہے غضب	لقمۂ حرص و عمل کی ہے طلب
	ترس درویشی مثال آن ہراس	حرص و کوشش را تو ہندستان شناس

ترجمہ — خوف درویشی ہے گویا وہ ہراس | حرص کو ہندوستان کرکے قیاس

شرح - یہ مولانا کا مقولہ ہے۔ نکتہ مخفی انیک یعنے اسباب کو دیکھ کہ خلقت فقر اور مسکنت سے بھاگ کر غذائے حرص و کوشش پیدا کرتی ہے۔ یعنے لوگ خوف فقر سے مال جمع کرتے ہیں یا اُس کے جمع کرنیکی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ لیکن تو اس خوف درویشی کو اُس خوف پر قیاس کر جو جلیس سلیمانؑ پر طاری ہوا تھا اور حرص و کوشش کو ہندوستان جان۔ یعنے جس طرح اُس شخص کا موت سے خوف کرنا اور ہندوستان جانا اُس کو جانبر نہ کرسکا۔ اسی طرح فقر و مسکنت سے بھاگنا اور حرص و کوشش میں پڑنا فقر سے نجات نہیں دے سکتا۔ بعض نسخوں میں بجائے عمل اہل ہے جس سے طول اہل مراد ہے راننا صیغہ مضارع جمع غائب مشتق از راندن بمعنے ہانکنا چلانا۔ جس سے مراد لقمہ کہانا ہے۔

باد را فرمود تا او را شتاب | بُرد سوئے قعر ہندوستان بر آب

ترجمہ — حکم پاتی ہے ہوا پھر بے گمان | لے گئی اُس کو سوئے ہندوستان

شرح یہاں سے مولانا قصہ کی طرف رجوع فرماتے ہیں قعر بمعنے درمیان ہے اور بر آب سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہوا اُس کو ہندوستان کے کسی جزیرے پر یعنی جو پانی میں تہا۔ فائدہ حضرت سلیمانؑ چونکہ انسانوں دیووں پریوں اور حیوانوں کے علاوہ ابر اور ہوا پر بھی حاکم تھے۔ اس لئے حضور کے حکم سے ہوا نے اُس شخص کو فوراً ہندوستان میں پہنچا دیا تھا۔

روز دیگر وقت دیوان لقا | شہ سلیمان گفت عزرائیل را

ترجمہ — دوسرے دن وقت دیوان لقا | یوں سلیمان نے فرشتے سے کہا

شرح - دیوان لقا - ملاقات کی کچہری۔ جس کچہری میں بادشاہ لوگوں سے ملاقات کیا کرتے ہیں۔ دیوان عام۔

کان مسلمان را بخشم از چہ سبب | بنگریدی باز گو اے پیک رب

ترجمہ — اس مسلمان پر یہ خفگی کا سبب | کیا ہوا کہہ تو ہی اے پیک رب

اے عجب این کردہ باشی بہر آن | تا شود آوارہ او از خانمان

ترجمہ — اس لئے یہ قہر تھا اے مہربان | تا وہ ہو آوارہ و بے خانمان

شرح - یعنے اے ملک الموت تعجب ہے تم نے اُسکے خانماں سے آوارہ کرنے کے لئے اُس پر قہر کی نگاہ کیوں کی تھی کہ وہ غریب خوف زدہ ہوکر تمہارے ڈر سے ہندوستان میں جلا وطن ہو گیا۔

گفت اے شاہ جہان بے زوال | فہم کژ کرد و نمود او را خیال

ترجمہ — بولا وہ اے شاہ ملک بے زوال | ہے غلط اُس نے کیا جو کچھ خیال

من در او از خشم کے کردم نظر | از تعجب دیدمش در رہ گذر

ترجمہ — میں نے کب کی اُسپہ غصہ کی نظر | وہ تعجب کی نگہ تھی سر بسر

شرح - یعنے ملک الموت نے یہ کہا کہ اے سلیمان دین و دنیا کے بادشاہ اُس شخص کی سمجھ ٹیڑہی تھی کہ میری تعجب کی نگاہ کو نگاہ خشم آلود خیال کیا - میں نے غصہ سے نگاہ کی تھی بلکہ تعجب سے دیکھا تھا - کہ اس کی جان نکالنے کا وقت ہندوستان میں قریب آگیا ہے - اور یہ یہاں موجود ہے - گو مطبوعہ نسخوں میں دوسرا شعر نہیں پایا جاتا - مگر خاکسار شارح کے نزدیک ہونا ضرور چاہیے - کیونکہ اس کے بغیر قصہ کا مضمون تمام نہیں ہوتا -

	کہ امر فرمود حق کامروز ہان	جان او را تو بہ ہندستان ستان
ترجمہ	امر حق تھا مجکو اُس کی شان میں	جان لے اُس کی تو ہندوستان میں
	دیدمش اینجا و بس حیران شدم	در تفکر رفتہ سرگردان شدم
ترجمہ	اُس کو میں یہاں دیکھکر حیران رہا	فکر میں غلطان و سرگردان رہا
	از عجب گفتم گر او را صد پر ست	زو بہ ہندستان شدن دور اندر ست
ترجمہ	سوچتا تھا میں کہ گر ہوں لاکھ پر	ہند میں پہنچیگا کیونکہ یہ بشر
	چون بامر حق ہندستان شدم	دیدمش آنجا و جانش بستدم
ترجمہ	حکم حق سے میں گیا ہندوستان	اُس کو دیکھا اور نکالی اُس کی جان

شرح - یہاں تک ملک الموت کا مقولہ تمام ہوا - پچھلے شعر میں لفظ اندر زائد ہے آئندہ مولانا فرماتے ہیں -

	تو ہمہ کار جہان را ہمچنین	کن قیاس و چشم بکشا و بہ بین
ترجمہ	کھول آنکھیں عقل ہے گر تیرے پاس	کار دنیا کو اسی پر کر قیاس

شرح یہ مولانا کا مقولہ ہے - یعنے ایمخاطب تو تمام دنیا کے افعال کو اسی حکایت پر قیاس کر اور یہ جان لے کہ الحذر لایغنی عن القدر - بچاؤ - اور حیلہ اور جد وجہد تقدیر کو باطل نہیں کرسکتا - کام جبھی بنتا ہے کہ تقدیر موافق تدبیر ہو - اور اللہ تعالے کو بنانا منظور ہو - اپنے جد وجہد سے ہرگز مطلب برآری نہیں ہوسکتی -

	از کہ بگریزیم از خود ایں محال	از کہ برتابیم از خلق این وبال
ترجمہ	کس سے بھاگیں نفس سے؟ بالکل محال	حق سے مُنہ پھیریں سراسر ہے وبال

شرح - یعنے ایمخاطب ہم کس سے بھاگ کر جائیں کیا اپنے نفس سے یہ بات محال ہے آدمی اپنے نفس سے نہیں بھاگ سکتا - اور ہم کس سے اعراض کریں کیا ذات حق سے یہ سراسر ناگوار اور دشوار ہے پہلا مصرع دوسرے کی تمثیل ہے یعنے جس طرح اپنے نفس سے بھاگنا اور جدا ہونا مشکل ہے اسی طرح قبضۂ قدرت الٰہی سے بھاگنا محال ہے - قرآن مجید میں ہے اللہ معکم اینما کنتم یعنے تم جہاں ہوگے خدا تمہارے ساتھ ہے حق سے مراد امر حق ہے - دوسری آیت ہے اینما تکونو یدرکلم الموت - تم کہیں جاؤ گر موت نہ چھوڑیگی -

باز ترجیح شیر جہد را بر توکل و فوائد جہد بیان کردن

ترجمہ: پھر شیر کا جہد کو توکل پر ترجیح دینا اور محنت و مشقت کے فوائد کا ذکر

شیر گفت آرے ولیکن ہم ببیں	جہد ہائے انبیاؔ و مرسلین
ترجمہ: شیر بولا سچ ہے لیکن بالیقین	دیکھ جہدِ انبیاؔ و مرسلین

شرح - یعنے شیر نے کہا کہ ہاں توکل بیشک صفت حمیدہ ہے لیکن جہد بھی بیکار چیز نہیں - ایمخاطب تونے جہان توکل کی خوبیاں دیکھی ہیں - وہاں یہ دیکھ کہ جہد انبیا و مرسلین اور مومنین کا فعل ہے اگر یہ بیکار اور عبث ہوتا تو یہ لوگ ضرور اُس سے الگ رہتے - اعلاءِ دین کے لئے انبیا نے بہت اذیتیں اٹھائی ہیں یہاں تک کہ بعض نبی شہید ہوگئے ہیں - علی ہذا القیاس ایمان والوں نے راہ خدا میں بڑی بڑی محنتیں اُٹھائی ہیں -

سعیِ ابرار و جہادِ مومنان	تا بدیں ساعت ز آغازِ جہان
ترجمہ: امرِ حق میں جدّ و جہدِ مومنان	انتہا تک ہے ز آغازِ جہان
حق تعالیٰ جہد شان را راست کرد	آنچہ دیدند از جفا و گرم و سرد
ترجمہ: سر بسر مقبولِ حق ہے سعی و درد	آنچہ جو گذری جفائے گرم و سرد

شرح یعنے اللہ تعالےٰ نے اُن کے جہد اور تحمل جفائے گرم و سرد زمانہ کو ضایع نہیں کیا - بلکہ نتیجہ جہد کو صحیح اور ثابت کر کے دکھا دیا - یہ اُنہیں کے جہد و کوشش کا طفیل ہے کہ دین متین اور شرع رب العالمین آج تک باقی ہے - لفظ جہاں کے بعد لفظ باقی یا موجود ست محذوف ہے -

حیلہا شان جملہ حال آمد لطیف	کل شئ من ظریف ہو ظریف
ترجمہ: کس طرح احسن نہ ہوں فعل ولی	ہے بھلوں کی ہر ادا ہر شئے بھلی

شرح - لطیف صفت حال ہے - یعنے ان کے تمام افعال اور مجاہدے بفحوائے مصرع ثانی حالت لطیف کی صورت میں آگئے کیونکہ اُنہوں نے سب سے پہلے نفس کشی اختیار کی حتی سو دیکھ پہلے نفس لوامہ نفس مطمئنہ بن گیا - کیونکہ نادر شخص کی ہر شئے نادر ہوتی ہے دوسرے مصرع کی تحقیق پہلے مذکور ہو چکی ہے -

دامہا شان مرغ گردونی گرفت	نقصہا شان جملہ افزونی گرفت
ترجمہ: مرغ گردونی ہے اُن کے دام میں	روز افزونی ہے اُنکے کام میں

شرح دام سے جہد انبیا مراد ہے اور مرغ گردونی سے مراتب عالیہ اور وصال الٰہی دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ دنیوی نقصانات کو عمداً ترک دنیا سے اُن کو حاصل ہوئے تھے آخرت میں زیادتی اجر کے باعث ہوگئے -

جہد میکن تا توانی اے کیا	در طریق انبیاؑ و اولیا	
ترجمہ	جسقدر طاقت ہو تجھ میں جہد کر	یہ طریق انبیا ہے سر بسر

شرح - کیا بمعنے پہلوان و خداوند و پاکیزہ اس لفظ کی تحقیق پہلے گزر چکی ہے - اور در طریق انبیا ر جہد میکن کے متعلق ہے - فائدہ - نفس بمعنے جان و روح و حقیقت و ہستی و عین ہر چیز ہے گو نفس فی الواقع ایک شئے ہے مگر صوفیہ کے نزدیک باعتبار وصف اس کی تین قسمیں ہیں - اول نفس امارہ یعنے لذت دنیا اور حظ نفسانی کی طرف امر کرنیوالا - ان النفس لامارۃ بالسوء کا مصداق چنانچہ عوام کا نفس اس نفس کو نفس بہیمیہ بھی کہتے ہیں - دوم نفس لوامہ یعنے اپنے آپکو گناہوں پر ملامت کرنیوالا - یہ نفس صلحا اور زاہدوں کا ہے جس کی قسم اللہ تعالیٰ نے کھائی ہے لا اقسم بالنفس اللوامہ - سوم نفس مطمئنہ جو اوصاف ذمیمہ سے الگ ہو کر اخلاق حمیدہ کے ساتھ متصف ہو گیا ہو - اور با طمینان تمام قرب الٰہی میں اسمار و صفات حق کے سیر کرتا ہو - جسکی بابت ایتہا النفس المطمئنہ نازل ہے بعض نے چوتھا نفس نفس ملہمہ اور بڑہایا ہے - جس سے نیکیوں کے ارادے دل میں راہ پاتے ہیں -

با قضا پنجہ زدن نبود جہاد	زانکہ این را ہم قضا بر ما نہاد	
ترجمہ	پنجہ کرنا ہے قضا سے جہد کب	کیونکہ جہد و کسب بھی ہے حکم رب

شرح - شیر کہتا ہے کہ اے نخچیر دتم نے جو یہ گمان کیا ہے کہ جہد اور کسب قضائے الٰہی کے ساتھ معارضہ اور جنگ ہے - یہ گمان غلط ہے کسب اور جہد قضائے الٰہی کو رد نہیں کر سکتا بلکہ یوں سمجھنا چاہیئے کہ کسب و جہد خود قضائے الٰہی ہے جو ہم پر مقرر ہوئی ہے اور جبکہ قضائے الٰہی ہے تو اس کا ترک بیشک معارضہ قضائے الٰہی ہوگا اور نفس امارہ کی اطاعت اس کا نام رکھا جائیگا - جہاد بمعنے جہد ہے یعنی حلال کام میں محنت و سعی کرنا

کافرم من گر زیان کردست کس	در رہ ایمان و طاعت یکنفس	
ترجمہ	میں ہوں کافر گر رہ ایمان میں	ایکدم کوئی رہے نقصان میں

شرح - یعنے اگر میرا یہ عقیدہ ہو کہ انبیا و مرسلین اور مومنین نے راہ ایمان اور طاعت میں جہد کرنے سے نقصان حاصل کیا ہے تو میں کافر ہوں - کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے - اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیعُ اَجرَ المُحسِنِینَ اور وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُضِیعَ اِیمَانَکُم اور مَن جَاءَ بِالحَسَنَۃِ فَلَہٗ عَشرُ اَمثَالِہَا - یعنے اللہ نیک کاروں کا اجر ضایع نہیں کرتا اور ایک نیکی کرنیوالے کو دس گنا اجر ملتا ہے -

سر شکستہ نیست این سر را مبند	یک دو روزے جہد کن باقی بخند	
ترجمہ	سر نہ پھوٹا ہو تو پٹی کیا ضرور	ایک دو دن جہد کر پھر ہے سرور

شرح - یعنے اے حیلہ جو اور مکار جبری ہنو تیرا سر نہیں پھوٹا پھر اس کو باندہتا کیوں ہے - یعنے ترک طاعات کیلئے حیلہ نہ ڈھونڈ ایکدو دن جہد کرے اور ہمیشہ شادکام رہ - ایک دو روز سے مراد دنیا ہے کیونکہ بعض صوفیہ کا مقولہ ہے الدنیا ساعۃ فاجعلوہا طاعۃ یعنے دنیا ایک ساعت ہے اس ساعت کو طاعت میں گذار دے -

بد محالے جست کو دنیا بجست — نیک حالے جست کو عقبا بجست

ترجمہ: طالب دنیا ہے بیشک بد سگال — طالب عقبےٰ ہے مرد نیک فال

شرح - محال جمع محل ہے - یعنے جس نے دنیا ڈہونڈی اُس نے بہت برُے ٹھکانے دہونڈے - کیونکہ دنیا مطلوب بد ہے

مکرہا در کسب دنیا بارد ست — مکرہا در کسب عقبیٰ وارد ست

ترجمہ: مکر ہائے کسب دنیا ہیں ذلیل — مکر ہائے کسبِ عقبا ہیں جلیل

شرح یعنے حیلۂ کسب دنیا جائز سہی مگر کسب دنیا میں اسقدر انہماک کہ خدا سے غافل کر دے حیلۂ بازا ور مکروہ اور مردود ہے - اور ترک دنیا کا مکر و حیلہ اور جہد ہر حال میں مستحسن اور جائز ہے حب الدنیا رأس کل خطیئۃ - دنیا کی محبت سارے گناہوں کی سردار ہے - سیکڑوں آدمی اسی دنیا کی محبت میں خدا سے غافل ہو کر کافر ہو گئے ہیں -

مکر آن باشد کہ زندان حفرہ کرد — آنکہ حفرہ بست آن مکریست سرد

ترجمہ: مکر عقبا کیا ہے زندان توڑنا — مکر دنیا ہے اُسے کم چھوڑنا

شرح - اس شعر میں مولانا مکر و حیلۂ ترک دنیا اور کسب دنیا کا فرق بتاتے ہیں - حیلۂ ترک دنیا یہ ہے کہ آدمی اس قید خانہ کو کھود ڈالے - اور اس سے نجات پا جائے کیونکہ الدنیا سجن المومن وارد ہوا ہے - یعنے حب دنیا کو دل میں جگہ نہ دے اور کسب دنیا یہ ہے کہ اس قید خانہ کے گڑھے کو بھر دے یعنے دنیا سے نجات پانے کی کوشش نہ کرے - بلکہ اس کا طالب بنا رہے یہ ناجائز اور نامعقول مکر ہے -

این جہان زندان وما زندانیان — حفرہ کن زندان وخود را وارہان

ترجمہ: یہ جہان زندان ہے اور قیدی ہیں ہم — اس سے چھوٹ اور توڑ زندان الم

شرح - یعنے دنیا قید خانہ ہے اور ہم قیدی ہیں اپنا مطلب اس قید خانہ کو توڑ یعنے محبت دنیا کو چھوڑ اور طلب عقبےٰ میں سعی کر -

چیست دنیا از خدا غافل بدن — نے قماش ونقرہ وفرزند وزن

ترجمہ: کیا ہے دنیا؟ حق سے غفلت بالیقین — جورو بچے مال وزر دنیا نہیں

شرح یعنے ہم جو ترک دنیا کی ترغیب دے رہے ہیں اس سے یہ مراد نہیں کہ اپنے مال اور بیوی اور بچوں کو چھوڑ دے بلکہ یہ مراد ہے کہ خدا سے غافل کرنے والی چیز کو ترک کر دے - کیونکہ دنیا اُسی کا نام ہے جو باعث غفلت ہو - حدیث شریف میں آیا ہے ما الھاک عن اللہ فھو دنیاک یعنے جو تجھے خدا سے غافل کر دے وہ تیری دنیا ہے - قماش بضم وفتح - وجامہ ریشمی ومتاع خانہ وبمعنے جوہر وصفت - یہاں دنیوی مال واسباب مراد ہے -

مال را گر بہر دین باشی حمول — نعم مالٌ صالحٌ خواندش رسول

نعم مال صالح قول رسول		ہے برائے مال دینی اے جہول	

شرح۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ نعم المال الصالح للرجل الصالح۔ یعنے نیک آدمی کے پاس اچھا مال ہو تو بہت اچھا ہے مال صالح سے مراد مال حلال ہے جو حقوق اللہ مثلاً حج وزکوۃ اور حقوق العباد مثلاً انفقہ اہل وعیال پر خرچ ہو۔ اور مرد صالح سے مراد وہ شخص ہے جسکے دل میں محبت دنیا باقی نہ رہی ہو۔ خلاصہ یہ کہ دینی کاموں کے لئے اگر مال جمع کیا جائے تو کسی طرح قابل ملامت نہیں ہے۔

آب اندر زیر کشتی پشتی ست		آب در کشتی ہلاک کشتی ست	
اور نیچے ہے تو بیڑا پار ہے		آب کشتی میں ہے تو بیکار ہے	ترجمہ

شرح۔ اس شعر میں مال کے ضرر اور نفع کو ایک مثال میں بیان کیا گیا ہے۔ یعنے جس طرح پانی اگر کشتی کے اندر آجائے تو اس کو ہلاک کر دیتا ہے اور ڈبو دیتا ہے۔ اور کشتی کے نیچے رہے تو اس کی حمایت کرتا ہے یعنے اسکو پار کر دیتا ہے اسی طرح مال اور حب دنیا ہے اگر داخل قلب ہے تو ہلاک کر دیگا۔ اور اگر خارج قلب رہا اور صرف دینی اور ضروری کاموں کے لئے جمع کیا گیا۔ تو نجات دلوائیگا۔

زان سلیمان خویش جز مسکین نخواند		چونکہ مال و ملک را از دل براند	
کہتے تھے مسکین اپنے آپ کو		تھے سلیماں بادشاہ ملک گو	ترجمہ

شرح۔ حضرت سلیمان باوجود سلطنت دین و دنیا و حکومت دیو و پری و مملکت باد و ابر چونکہ حب دنیا نہ رکھتے تھے اس لئے اپنے آپکو مسکین کہا کرتے تھے۔ اور کھانا مسکینوں کے ساتھ کھاتے تھے اور یہ فرمایا کرتے تھے۔ المسکین یاکل مع مسکین اس کو کہتے ہیں۔ جس کے پاس ایک وقت کا کھانا بھی نہ ہو۔

از دل پر باد فوق آب رفت		کوزۂ سر بستہ اندر آب زفت	
چونکہ خالی ہو رہیگا آب پر		ڈالئے کوزہ اگر منہ باندھکر	ترجمہ

شرح۔ آب زفت۔ آب عریض و عظیم و عمیق۔ اس شعر میں اس شخص کی حالت جس کا دل حب دنیا سے خالی ہو ایک مثال میں بیان ہوئی ہے یعنے جس طرح ایک خالی آبخورہ کا منہ باندھکر گہرے پانی میں ڈالدینے سے وہ آبخورہ پانی کو اپنے اندر جگہ نہیں دیتا اور ڈوبنے سے محفوظ رہتا ہے اور اس سبب سے کہ خالی ہے در اندر ہوا ہی ہوا بھری ہوئی ہے پانی پر تیرتا ہی رہتا ہے اور ہرگز نہیں ڈوبتا۔ اسی طرح اس شخص کا حال ہے جسکا دل حب دنیا سے خالی اور ہوائے محبت الٰہی سے بھرا ہوا ہو۔ وہ بھی بحر دنیا میں ہرگز غرق نہ ہوگا۔ کیونکہ اس کا منہ لذائذ دنیا سے بند ہا ہوا ہے۔ اور دل ماسوئے اللہ سے خالی ہے۔

بر سر آب جہان ساکن بود		باد درویشی چو در باطن بود	
بالیقین پانی پہ وہ ٹھیرا رہا		جسکے دل میں ہے فقیری کی ہوا	ترجمہ

شرح۔ یعنے اگر درویشی اور فقر کی ہوا باطن میں ہوگی اور دل محبت ماسوئے اللہ سے خالی ہوگا۔ جیسا کہ وہ آبخورہ

خالی تھا۔) تو ایسا شخص بحر دنیا پر ساکن رہیگا۔ اور اس میں غرق نہ ہوگا جس طرح تیراک پانی پر ٹھہر جاتا ہے

	آب نتواند مرا اور اغوطہ داد	کش دل از نفخہ آلٰہی گشت شاد
ترجمہ	اُس کو پانی غوطے دیسکتا ہے کب	جسکے دل میں ہو ہولئے عشق رب

شرح - یعنے جس کا دل ہولئے محبت آلٰہی سے خوش ہے وہ اس پانی میں غوطے نہیں کہاتا بلکہ تیرتا رہتا ہے

	گرچہ اینجملہ جہان ملک وے ست	ملک در چشم و دل اولاشئے ست
ترجمہ	گرچہ یہ سارا جہان ملک اسکی ہے	وہ سمجھتا ہے پر اس کو ہیچ شے

شرح مصرع اوّل میں ضمیر وے بسوئے ذات حق اور ضمیر او بسوئے تارک دنیا راجع ہے یہ بھی ممکن ہے کہ دونو ضمیر تارک دنیا کی طرف ہوں یعنے اگرچہ درویش سارے جہان پر متصرف ہوتا ہے مگر پھر بھی یہ سب اُس کے نزدیک لا شے ہے۔

	پس دہان و دل ببند و مہر کن	پُر کنش از باد مہر من لدُن
ترجمہ	پس دہان و دل پر اپنے مُہر کر	اور بادِ یاد حق دونوں میں بھر

شرح یعنے ایمخاطب دہن کو لذائذ دنیا سے اور دل کو محبت ماسوئے سے روک کر ہوائے محبت اسرار آلٰہی سے پُر کر۔ تاکہ تو بحر دنیا میں غرق نہ ہو۔ من لدُن سے وہ ذات پاک ہے جس کی جانب سے اسرار دلمیں آتے ہیں۔ بعض نسخوں میں پُر کنش از باد کبر من لدن ہے یعنے چشم دل کو ہوائے کبریائی حق سے پُر کر۔ کیونکہ اصالت اُس کی کبریائی کے آگے تیرے دلمیں دنیا کی عظمت بالکل نہ رہیگی۔ جو مقصود اولیاء اللہ ہے اور بعض نسخوں میں پُر کنش از بادگیر من لدُن ہے۔ بادگیر اُس روزن کو کہتے ہیں جو ہوا کے لئے مکانوں میں رکھے جاتے ہیں یعنے دل اور آنکھ میں ایسے روزن پیدا کرلے جن سے اسرار معرفت ہوا کی طرح پہنچتے رہیں۔

	جہد حق ست و دوا حق ست و درد	منکر اندر نفی جہدش جہد کرد
ترجمہ	راست ہے کوشش دوا و درد حق	منکر کوشش کو ناحق ہے قلق

شرح اس شعر میں سوفسطائیہ کا رد ہے جو حقائق اشیار کو غیر ثابت کہتے ہیں۔ یعنے جہد اور کسب حق ہے اور علیٰ ہذا القیاس درد اور دوا بھی جہان میں موجود ہے اور منکر نے جو جہد اور سعی شیر کی نفی میں کوشش کی ہے یہ بے فائدہ ہے ضمیر شین شیر کی طرف راجع ہے یا جاہد یعنے جہد کرنے والے کی طرف جو جہد سے سمجھہ میں آتا ہے سوفسطائی اشیار کا انکار کرتے ہیں۔ مگر یہ نہیں جانتے کہ یہ انکار ہی فی الحقیقت اثبات ہے اس لئے متکلمین نے کہا ہے۔ کہ الاشیاء ثابتہ اذ فی نفیہا اثباتُہا یعنے اشیار کا ہونا ثابت ہے کیونکہ اگر ان کی نفی کی جائے تو یہ نفی بھی تو کوئی چیز ہوگی۔ پس تو جب نفی کا ثبوت ہوگیا تو شے کے ثبوت میں کیا عذر رہا۔ یہ ذرا باریک بات ہے غور سے ملاحظہ ہو۔

	کسب کن جہدے نمائے وسعی کن	تا بدانی سرّ علم من لدن

ترجمہ	کسب کر محنت اٹھائے مرد دین	تا کھلیں اسرار رب العالمین +
	گرچہ اینجملہ جہان پر جہد شد	جہد کے در کام جاہل شہد شد
ترجمہ	گرچہ یہ سارا جہان پر جہد ہے	جہد جاہل کے لئے کب شہد ہے

شرح یعنے منکر، سوفسطائی اور جاہل و کاہل کو جہد اور ریاضت خوشگوار نہیں معلوم ہوتی۔ جہد سے دینی کوشش مراد ہے۔ جو خدا کے رستے میں کی جائے۔ البتہ اپنی یا اپنے اہل و عیال کی پرورش کیلئے طلب رزق حلال میں سعی کرنی دینی کوشش ہے۔

	زین نمط بسیار برہان گفت شیر	کز جواب آن جبریان گشتند سیر
ترجمہ	شیر سے سنکر جواب با صواب	رہگئے وہ جانور سب لاجواب

شرح یعنے شیر نے نخچیروں کے روبرو فضیلت جہد کے ایسے دلائل بیان کئے کہ وہ سب جواب سے عاجز رہگئے اور شیر کے مقولہ کو مان لیا۔ جانوروں کو جبری اس لئے کہا گیا۔ کہ وہ سعی اور کوشش کو برا جانتے تھے۔

	مقرر شدن ترجیح جہد بر توکل	
ترجمہ	کسب و جہد کی ترجیح کا توکل پر اچھی طرح ثابت ہو جانا	
	روبہ و خرگوش و آہو و شغال	جبر را بگذاشتند و قیل و قال
ترجمہ	لومڑی خرگوش۔ گیدڑ اور ہرن	شیر کے آگے ہوئے سب بے سخن
	عہدہا کردند با شیر ژیان	کاندرین بیعت نیفتد در زیان
ترجمہ	اور یہ بولے کہ اے شیر ژیان	ہے ہمارا عہد بالکل بے زیان
	قسم ہر روزش بیاید بے ضرر	حاجتش نبود تقاضائے دگر
ترجمہ	روز۔ روزینہ ملے گا بایقین	اس میں کچھ حاجت تقاضے کی نہیں

شرح۔ یعنے تمام جانوروں نے قیل و قال اور بحث و سوال کو ترک کر کے جہد کی ترجیح کو توکل پر تسلیم کر لیا۔ شیر کے ساتھ ہر روز اس کے پیٹ کے لائق کھانا پہنچانیکا عہد کیا۔ اور یہ کہا کہ آپ کی غذا بے ضرر ادر بلا تقاضا آپکے پاس پہنچ جایا کریگی آپ ہمارا خون کرنا چھوڑ دیں گویا جانور شیر سے دب گئے اور ہار کر صلح کر لی بیعت سے مراد اقرار ہے ژیان بمعنے خشمناک اور قسم بمعنے حصہ ہے بعض نسخوں میں بے ضر کیجگہ بے جگر ہے بمعنے بلا مشقت۔

	عہد چون بستند رفتند آن زمان	سوئے مرعے ایمن از شیر ژیان
ترجمہ	عہد یہ کر کے گئے سب جانور	شیر سے بیخوف ہو کر اپنے گھر

جمع بنشستند یکجا آن وحوش		اوفتاده در میان جملہ جوش	
ترجمہ	اور بیٹھے جمع ہو کر ایک جا		لیکن اُن میں اس لئے ایک جوش تھا

شرح - جانوروں میں جوش وخروش واقع ہونیکی یہ وجہ تھی کہ اُنھوں نے شیر سے اسبات پر صلح کی تھی کہ ہم میں سے ایک جانور روز تیرے غذا بننے کے لئے حاضر ہوا کریگا - مگر حاضر ہوتے وقت ہر ایک کو اپنی جان عزیز ہوئی اور اپنے آپ کو بچا کر ہر جانور دوسرے کو شیر کی خدمت میں جانے کے لئے مجبور کرنے لگا کہتا تھا تو جا یہ کہتا تھا تو جا -

ہر کسے تدبیر ورائے میزدے		ہر کسے در خون ہر یک میشدے	
ترجمہ	ہر کسی کی ایک نئی تقریر تھے		دوسرے کے خون کی تدبیر تھی

شرح یعنے ہر جانور اپنی تدبیر الگ اور اپنی رائے جدا ظاہر کرتا تھا - مثلاً ہرن کہتا تھا کہ آج خرگوش کو جانا چاہئے اور خرگوش کہتا تھا بھیڑ کو - اور گیدڑ ہرن کو - در خون کسے شدن در قصہ ہلاک او بو دن -

عاقبت شد اتفاق جملہ شان		تا بیاید قرعہ اندر میان	
ترجمہ	متفق اس پر ہوئے انجام کار		قرعہ سے لازم ہے اب اتمام کار

شرح - قرعہ وہ چیز جس سے فال لیتے ہیں - یعنے انجام کار فیصلہ اسپر ہوا کہ قرعہ میں جس کا نام نکلے آج وہی جانور شیر کی غذا بننے کے لئے جائے - جھگڑے اور نزاع کے وقت قرعہ ڈالنا اور اُس کے مطابق عمل کرنا جائز ہے -

قرعہ بر ہر کو زند او طعمہ است		بے سخن شیر ژیان را لقمہ است	
ترجمہ	قرعہ اندازی میں نکلے جس کا نام		شیر کا لقمہ بنے وہ لا کلام +
	ہمبریں کردند آنجملہ قرار		قرعہ آمد سر بسر را اختیار
ترجمہ	سبنے اس پر کر لیا عہد و قرار		اور ٹھیرا قرعہ پر انجام کار
	قرعہ بر ہر کو فتا دے روز روز		سوے آن شیر او دویدے ہچو یوز
ترجمہ	قرعہ پڑ جاتا تھا جس کے نام پر		تھا وہی ہر غذائے شیر نر

شرح - روز روز - یعنے یوماً فیوماً - اور یوز بمعنے چیتا ہے جانور کو صرف دوڑنے میں چیتے سے تشبیہ دی ہے کیونکہ چیتے کی دوڑ مشہور ہے - یہ مطلب نہیں کہ جانور ایسے دوڑتے تھے جیسا چیتا شیر کی طرف دوڑتا ہے - پہلے شعر میں لفظ زند بمعنے فتد ہے - یعنے جس کے نام کا قرعہ پڑتا تھا وہی شیر کی غذا اور اس کا دوزینہ بنجاتا تھا

جواب گفتن خرگوش مر آن نخچیران را

خرگوش کا اُن تمام نخچیروں کو جواب دینا

	چون بخرگوش آمد این ساغر بدور	بانگ زد خرگوش کاخر چند جور
ترجمہ	جب بڑ ہا خرگوش کی جانب یہ دور	یوں کہا کبتک رہے گا ہم یہ جور

شرح یعنے جب خرگوش کی نوبت آئی تو اس نے اور جانوروں سے چلا کر کہا - کہ یہ ظلم اور زبردستی جو شیر کی ہم پر کبتک رہے گی - اس کے دفعیہ کی کوئی ایسی تدبیر ضرور چاہئے جس سے شیر ہلاک ہو جائے -

	قوم گفتندش کہ چندین گاہ ما	جان فدا کردیم در عہدے وفا
ترجمہ	بولے سب نخچیر با صد جدّ و جہد	ہم وفا کرتے رہے ہیں اپنا عہد

شرح عہدے وفا باضافت مقلوب بمعنے وفائے عہد جو شیر سے کیا تھا - اور چندیں گاہ بمعنے عرصہ دراز ہے -

	تو مجو بدنامی ما اے عنود	تا نرنجد شیر رَو رَو زود زود
ترجمہ	ہم کو بدنامی نہ دے اے بیحیا	شیر رنجیدہ نہو جلدی سے جا

شرح عنود بمعنے سرکش - یعنے اے سرکش خرگوش جلد جا تاکہ شیر ناراض نہ ہو جائے وعدہ خلافی اچھی نہیں ہوتی ہم عرصہ سے حسب وعدہ شیر کے لئے جان فدا کر رہے ہیں - تو بہانے کیوں ڈہونڈتا ہے معنوی طور پر خرگوش سے مراد عقل معاد ہے - جب اس نے دیکھا کہ مجکو شیر نفس امارہ شکار کیا چاہتا ہے تو اپنے ہمجنس اور اتباع یعنے قوائے روحانی اور حواس ظاہر و باطن کے مجمع میں چلائی اور نفس امارہ کے مکر اور وسوسوں سے نجات پانے کی تدبیر کی - مگر پچھلے شعر سے معلوم ہو چکا ہے کہ خرگوش کے اتباع یعنے قوائے روحانی کو نفس امارہ نے مغلوب کر رکہا ہے اور یہ سب اس سے دبے ہوئے ہیں - عقل معاد جبتک اُن کی مخالفت نہ کرے گی مجکو ہلاک نہ کر سکیگی - چنانچہ انجام کار - خرگوش (عقل معاد) نے شیر نفس کو ہلاک کر ہی دیا -

	انکار کردن نخچیران و جواب خرگوش ایشان را
ترجمہ	نخچیروں کا انکار کرنا اور خرگوش کا اُن کو جواب دینا

	گفت اے یاران مرا مہلت دہید	تا بمکرم از بلا بیرون جہید
ترجمہ	بولا پھر خرگوش مہلت دو مجھے	شیر سے تا جان تم سب کی بچے

شرح - بعض نسخوں میں از بلا ایمن شوید ہے اور مطلب دونوں کا ایک ہے مگر نسخہ میں قافیہ کی ترجیح نہایت خوب ہے

	تا امان یابد بمکرم جانِ تان	ماند این میراث فرزندان تان
ترجمہ	کیا تعجب تم کو ملجائے امان	اور بچے آگے کو سب بچوں کی جان

شرح تان بمعنے شما یعنے میں ایک حیلہ کرتا ہوں - جس سے تمہاری جانیں ہلاکت سے بچینگی اور یہ کہ تمہاری اولاد میں بطور میراث باقی رہیگا - یعنے آئندہ کے لئے نتیجہ اچھا ہوگا تمہاری اولاد اپنے زمانہ کے شیروں کو مار ڈالا

کرنیگی۔ اس صورت میں مانند بصیغہ مضارع ہے۔ نیز ممکن ہے کہ ماند بصیغہ ماضی ہو اس صورت میں یہ معنے ہونگے کہ مجکو حیلہ کرنے دو۔ تاکہ تمہاری جانیں امان پائیں۔ ورنہ یہ سمجھ لو کہ شیر کا یہ فعل ہمیشہ کے لئے بطور میراث تمہاری اولاد میں رہا وہ جس طرح تمہیں گھر بیٹھے اپنی غذا بناتا ہے۔ ان کو بھی اسی طرح کھا جائیگا۔ پچھلے مغنے پہلے سے اچھے ہیں

ہر پیمبر امتاں را در جہان	ہمچنیں تا مخلصے میخواندشان	
ترجمہ	بس اسی صورت سے امت کو نبی	کھینچتے رہتے تھے سوئے مخلصی

شرح یہ مولانا کا مقولہ بطور وعظ ہے یعنے جس طرح اس خرگوش نے اپنے ہمجنسوں کو نجات کی طرف بلایا اسی طرح ہر پیمبر اپنے امت کو نجات کی طرف بلاتا تہا۔ مخلصی یا تو صیغہ ظرف ہے یعنے جائے خلاص یا مصدر میمی بمعنے نجات۔

کز فلک راہ بروں شو دیدہ بود	در نظر چوں مردمک پیچیدہ بود	
ترجمہ	تھیں اُنہیں معلوم راہیں سر بسر	اور شکل مردمک تھے مستتر +

شرح۔ یہ شعر ایک سوال کا جواب ہے مثلاً کوئی شخص یوں کہتا تھا کہ انبیاء جس راستہ کیطرف بلاتے تھے اُنہیں کس طرح معلوم ہو گیا تہا کہ نجات کا طریقہ یہی ہے۔ مولانا جواب دیتے ہیں کہ ہر نبی نے تائید آسمانی سے مہلکات سے ... باہر نکلنے کا رستہ دیکھ لیا تھا۔ اور اسی طرف امت کو بلاتے تہے۔ یعنے اللہ تعالے نے بذریعہ وحی انکو معلوم کرا دیا تھا۔ کہ دوزخ سے بچنے کا رستہ نفس کشی اور ریاضت اور مجاہدہ فی سبیل اللہ اور اعمال حسنہ ہیں بروں شو بمعنے بردن شدن ہے یا راہ بروں شو اسم فاعل ترکیبی ہے یعنے باہر جانیوالا رستہ۔ یہ معنے اس صورت میں ہیں کہ فلک کا مضاف یعنے لفظ تائید محذوف مانا جائے اور اگر مضاف محذوف نہ مانا جائے تو گویا یہ مصرع یوں ہے کہ ہر نبی راہ بردن شدن از فلک دیدہ بود۔ یعنے ہر نبی نے آسمان سے باہر نکلنے کا رستہ دیکھ لیا تہا۔ انبیاء گویا فلک کو چیر کر اس سے پرے نکل گئے تھے۔ یعنے اُنہوں نے عذاب و ثواب اور جنت و دوزخ کی کیفیت جو چھپی ہوئی ہے اپنی آنکھوں سے ملاحظہ کی تھی۔ دوسرے مصرع کا حاصل اور صاف مطلب یہ ہے کہ انبیاء گو آدمیوں کی نظر میں آنکھ کی تپلی کی طرح لپٹے ہوئے یعنے ضعیف اور حقیر دکھائی دیتے تھے۔ لیکن اُنکا باطنی نور فلک کو چیر کر باہر نکل گیا تھا۔

مردمش چوں مردمک دیدند خرد	در بزرگی مردمک کس رہ نبرد	
ترجمہ	آدمی سمجھے تھے ان کو مردمک	ہے بڑی شے مردمک بے شبہ و شک

شرح۔ پہلے شعر کی توضیح ہے یعنے آدمیوں نے انبیاء کو تپلی کی طرح چھوٹی شے اور حقیر چیز جانا۔ مگر یہ خیال نہ کیا کہ تپلی کا نور کہاں تک پہنچتا ہے۔ خاصکر انبیاء کی مردمک کا نور جو مشاہدۂ ذات حق کا متحمل ہے۔

اعتراض کردن نخچیران بر خرگوش و جواب خرگوش ایشان را	
ترجمہ	نخچیروں کا خرگوش پر اعتراض کرنا اور خرگوش کا اُنہیں جواب دینا۔

قوم گفتندش کہ اے خرگوش دار	خویش را اندازۂ خرگوش دار

ترجمہ	جانور بولے کہ اے خر ہم سے سن	ہے تری طاقت سے باہر یہ سخن	

شرح۔ یعنے جانوروں نے کہا کہ اے بیوقوف گدہے سن۔ اپنے نفس کو اپنے اندازہ پر رکہہ اور اپنی حد سے متجاوز نہ ہو۔ پہلے مصرع میں خر الگ ہے اور گوش الگ اور دوسرے میں خرگوش ایک لفظ ہے۔

	ہیں چہ لافست این کہ از تو مہتران	در نیاورند اندر خاطر آن	
ترجمہ	تو تو کیا۔ تجہسے بڑے اے بدسگال	دل میں لاسکتے نہیں ایسا خیال	

شرح۔ مہتران فاعل در نیاوردند ہے اور ضمیر آن سوئے مکر خرگوش راجع ہے یعنے خبردار یہ کیا بیہودہ دعوی ہے۔ جو تو نے کیا۔ کیونکہ وہ جانور جو تجسے قوی اور جسم میں بڑے اور رائے میں کامل ہیں تیرے اس دعوے کو خاطر میں نہیں لاتے۔ اپنے مرتبہ سے بڑہکر کہنا اسراف اور جہوٹی شیخی ہے۔

	معجبی یا خود قضا مادر پے ست	ورنہ این دم لائق چون تو کے ست	
ترجمہ	اس تکبر سے نہ آجائے اجل	یہ ترے لائق نہیں اے پُر خلل	

شرح معجب صاحب عجب و تکبر۔ دم بمعنے کلام و دعوی یعنے اے خرگوش بچہ جیسے ضعیف سے شیر کا مقابلہ کیونکر ہوسکیگا۔ یا تو از راہ تکبر تو نے ایسا کہا ہے یا شیر کے ہاتہوں سے تو ہمارا خون کرانا چاہتا ہے

	گفت اے یاران حقم الہام داد	مر ضعیفے را قوی رائے فتاد	
ترجمہ	وہ لگا کہنے کہ یہ الہام ہے	ناتوان پر حق کا اک انعام ہے	

شرح یعنے مجہے شیر کے مقابلہ میں ایسا الہام ہوا ہے۔ جس طرح پشہ کو نمرود کے مقابلہ میں ہوا تہا۔ اور اسکو ہلاک کردیا تہا

	آنچہ حق آموخت مر زنبور را	آن نباشد شیر را و گور را	
ترجمہ	حق سے جو زنبور کو معلوم ہے	اس سے شیر و گور خر محروم ہے	

شرح۔ زنبور۔ مگس شہد۔ وگور بمعنے گورخر اس شعر میں خرگوش ضعیف چیز کو قوی رائے کے ملہم ہونیکی تمثیل بیان کرتا ہے۔

	خانہا سازد پُر از حلوائے تر	حق برو آن علم را بکشاد در	
ترجمہ	گھر بناتی ہے پُراز حلوائے تر	کہلگیا ہے اس پہ علم حق کا در	
	آنچہ حق آموخت کرم پیلہ را	ہیچ پیلے داند آن گون حیلہ را	
ترجمہ	کرم پیلہ کو سکہایا حق نے جو	جانتا ہے پیل کب اس کام کو	

شرح۔ حلوائے تر بمعنے شہد اور دروازہ علم سے اس آیت کی طرف اشارہ ہے واوحی ربک الی النحل یعنے وحی کی تیرے رب نے شہد کی مکہی کی طرف کرم پیلہ دودالقز۔ یعنے ریشم کا کیڑا حیلہ بمعنے کار دہنر ہے۔ یعنے بعض

چھوٹے جانور کیسا بڑا کام کرتے ہیں۔

	آدمِ خاکی زحق آموخت علم	تا بہفتم آسمان افروخت علم
ترجمہ	آدم خاکی نے سیکھا علم حق	جس سے روشن ہو گئے چودہ طبق

شرح۔ آدم خاکی سے حضرت آدم مراد ہیں جنکی شان میں وعلم آدم الاسمار کلہا وارد ہے اور اسمار سے یا تو اسمار حسنے مراد ہیں جو تمام موجودات کا مظہر ہیں یا اسمار جمیع مخلوقات از زمین تا آسمان ہفتم مراد ہیں نیز آدم خاکی سے پیغمبر آخرالزمان بھی مراد ہوسکتے ہیں۔ جنکا علم الیقین شب معراج میں زمین سے لیکر آسمان ہفتم اور لوح وقلم اور عرش و کرسی تک عین الیقین ہوگیا ہے اور جنکے علم لدنی کی روشنی سے قیامت تک تمام عالم منور رہے گا۔

	نام و ناموس ملک را درشکست	کوری آنکس کہ باحق درشکست
ترجمہ	رہگئے سارے فرشتے جس سے دنگ	کور تہا کرتا رہا جو حق سے جنگ

شرح۔ یعنے علم حضرت آدمؑ کے سبب عزت اور آبرو ئے ملائکہ میں کسر واقع ہوئی اور حضرت آدم کا علم انپر فوق ہا ملائکہ نے سبحنک لا علم لنا کہا۔ لیکن کوری اس شخص کے لئے ہے جس نے اللہ تعالےٰ کے ساتھ جنگ کی۔ کوری آنکس میں اضافت لامی ہے اور آنکس سے مراد شیطان ہے جس نے نافرانی حق کر کے حضرت آدمؑ کو سجدہ نہ کیا پہلے مصرع میں درشکست بمعنے کسر واد ہے اور دوسرے میں بمعنے جنگ کردہ ہے اس تاویل سے قافیہ درست ہوگیا یا کسے اندشکستن بمعنے جنگ کردن ہے نکتہ جب آدم کو سجدہ نہ کرنے سے شیطان ملعون ہوگیا تو خدا کو سجدہ نہ کرنیوالے کا کیا انجام ہوگا۔

	زاہد شش صد ہزاران سالہ را	پوز بندے ساخت آن گوسالہ را
ترجمہ	ایک کہن زاہد کہ تہا جو خود پسند	کردیا منہ ایسے گوسالے کا بند
	تا نتاند شیر علم دین کشید	تا نگردد گرد آن قصر مشید
ترجمہ	تا رہے محروم شیر علم دین	تا نہ دیکھے قصر رب العالمین ؎

شرح۔ پوز بند۔ بمعنے دہان بند کہ گائے بھینس بکری وغیرہ کے بچے کے منہ پر اس لئے باندھ دیتے ہیں کہ ماں کا دودھ پی نہ سکے۔ شعر کے دوسرے مصرع میں وضع مظہر بجائے مضمر ہے گویا اصل میں یہ مصرع یوں تہا کہ پوز بندی ساخت آنرا لفظ گوسالہ قائم مقام ضمیر آن ہے اور اس وضع مظہر موضع مضمر سے یہ فائدہ ہوا کہ زاہد ششصد ہزاران سالہ کی (جس سے مراد ابلیس ہے) ایک یہ صفت بھی معلوم ہوگئی کہ وہ گوسالہ کی طرح بیوقوف و بےعقل تہا۔ ورنہ حکم خداوندی کو نہ ٹالتا۔ پوز بندی کی یائے تحتانی یائے وحدت بھی ہوسکتی ہے اور یائے مصدری بھی۔ خلاصہ اشعار یہ ہوا کہ زاہد ششصد لاکہہ سالہ کیلئے جو مانند گوسالہ ہے اللہ تعالےٰ نے پوز بند بنایا یا اس کے لئے پوز بندی کی اور یہ اس لئے ہوا کہ ابلیس شیر علم دین نہ پئے اور اس سے بہرہ ور نہ ہو۔ کیونکہ یہ گوسالہ اس شیر کے پینے کی استعداد ازلی نہ رکھتا تہا۔ اور قصر مشید بمعنے قصر مضبوط مشید بفتح میم وکسر شین گچ کردہ شدہ اس سے مراد حضرت آدمؑ ہیں۔ کیونکہ وہ قصر اللہ ہیں۔ جنمیں ذات حق مع جمیع اسماء و صفات ظاہر ہوئی ہے

مگر ابلیس نے اپنی بیعقلی اور عدم استعداد ازلی کے سبب اُس مظہر اسما و صفات کو مٹی گمان کیا۔ اور اپنے نفس کو افضل سمجھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ عابد کو اپنی عبادت پر اعتماد نہ کرنا چاہیئے۔ بلکہ فضل الٰہی پر تکیہ رکھے اور قصۂ ابلیس سے عبرت حاصل کرے کیونکہ استعداد ازلی کا حال کسی کو معلوم نہیں۔ بعض شارحوں نے زاہد شش صد ہزار سالہ را کے بعد لفظ بند ساخت محذوف مانا ہے اور دونوں شعروں میں لف و نشر غیر مرتب قرار دیا ہے۔ دوسرے شعر کا دوسرا مصرع پہلے شعر کے پہلے مصرع سے متعلق ہے اور پہلا مصرع پہلے شعر کے دوسرے مصرع سے

	علمہائے اہل حس شد پوز بند	تا نگیرد شیر ازان علم بلند
ترجمہ	سب علوم ظاہری ہیں پوز بند	اور تشکل شیر ہے علم بلند

شرح - اہل حس - اہل ظاہر - یعنے علمہائے گرفتاران حواس و علوم فکریہ - غیر ماخوذ از وحی الٰہی پوز بند کے مانند ہیں۔ اس علم سے علم معنوی اور علم انبیا و اولیا اور علم دینی کی لذت حاصل نہیں ہوتی -

	قطرۂ دل را یکے گوہر فتاد	کان بگردونہا و دریا ہا نداد
ترجمہ	دل میں اک گوہر ہے ایسا بے بہا	جو نہ گردوں کو نہ دریا کو ملا

شرح - یعنے اللہ تعالےٰ کے حکم سے قطرۂ دل کو ایک ایسا جوہر ملا ہے جو اُس نے آسمانوں کو دیا ہے نہ دریاؤں کو اس گوہر سے گوہر جامعیت اسما و صفات مراد ہے جو سوائے قلب انسان کامل کے اور کہیں نہیں پایا جاتا اور اس گوہر تابان کا مقابلہ نہ آسمان کے تارے کر سکتے ہیں نہ دریا کے موتی قطرۂ دل سے یا خود دل مراد ہے جو بصورت قطرہ ہے یا سویدائے قلب مراد ہے جو ہر بشر کے دل کے ساتھ رہتا ہے -

	چند صورت آخر اے صورت پرست	جانِ بے معنی ست از صورت پرست
ترجمہ	عشق صورت چھوڑ دے صورت پرست	جان بمعنے ہے اے شہوت پرست

شرح - چند صورت بحذف مضاف یعنے عشق صورت اور معنے سے معرفت حقیقت الٰہیہ مراد ہے جو انسان میں ظاہر ہے۔ یعنے اگر تو معنے کا طلبگار ہے تو صورت کی طرف نہ دیکھ۔ کیونکہ صورت جان بمعنے کی طرح بیکار چیز ہے

	گر بصورت آدمی انسان بُدے	احمد و بوجہل خود یکسان بُدے
ترجمہ	ہر بشر ہر آدمی انسان نہیں	احمد و بوجہل خود یکساں نہیں
	احمد و بوجہل در بتخانہ رفت	زین شدن تا آن شدن فرقیست زفت
ترجمہ	جائیں گر بالفرض یہ بتخانہ میں	فرق ہے دونوں کے آنے جانے میں
	آین در آید سر نہند آنرا بتان	وان در آید سر نہد چون اُمتان
ترجمہ	اُن کے آگے ہو گئے بت سرنگون	یہ بتوں کے سامنے تھا خود زبوں

شرح۔ فرق زفت فرق عمیق وعظیم اور بتخانہ سے مراد عالم دنیا ہے۔ رسول اللہ کے تشریف لانے سے بطور معجزہ تمام سرنگوں ہوگئے تھے۔ اور بوجہل خود بتوں کے سامنے سر جھکاتا تھا۔ اس سے ظاہر ہے کہ احمدؐ اور ابوجہل میں بہت بڑا فرق تھا۔ گو صورت انسانی میں دونو یکساں تھے۔

	نقش بر دیوار مثل آدم است	بنگر از صورت چہ چیز او رکم است
ترجمہ	آدمی کا نقش بھی ہے آدمی	شکل وصورت میں نہیں ہے کچھ کمی
	جان کم است آن صورت بیتاب را	رو بجو آن گوہر نایاب را
ترجمہ	جان کم ہے دیکھ بے بیتاب گو	ڈھونڈلے اس گوہر نایاب کو

شرح۔ بیتاب یعنے بیقرار اور زائل ہونیوالی ہے۔ کیونکہ معنی کے مقابلہ میں صورت کو قرار نہیں ہوتا۔ بعض نسخوں میں صورت باتاب بھی ہے اس سے مراد صورت ظاہرہ اور مزین برنگ والوان ہے خلاصہ یہ کہ آدمی فقط صورت سے انسان نہیں بنتا۔ بلکہ اس کی مثال ایسی ہے جیسے دیوار پر تصویر کا نقش۔ اس لئے صورت میں ایسے گوہر یعنے ایسی جان کو ڈھونڈنا چاہیئے جو جامع حقیقت الٰہیہ ہو۔

	شد سر شیران عالم جملہ پست	چون سگ اصحاب را دادند دست
ترجمہ	ہوگیا شیروں کا رتبہ اس سے زیر	بن گیا جبدم سگ اصحاب شیر

شرح۔ یعنے جبکہ اللہ تعالےٰ نے سگ اصحاب کہف کو قدرت معرفت اور قبولیت عنایت فرمائی تو شیروں کا مرتبہ اس سے پست ہوگیا۔

	چہ زیانستش ازان نقش نفور	چونکہ جانش غرق شد در بحر نور
ترجمہ	کیا ہوا رکھتا ہے گر شکل نفور	کیونکہ اس کی جان ہے غرق بحر نور

شرح۔ یعنے سگ اصحاب کہف کو اسکی بری صورت سے کیا نقصان ہے۔ جبکہ اس کی روح بحر نور میں غرق ہوگئی خلاصہ یہ کہ صورت کا اعتبار نہیں ہے۔ بہت سے کانے کلوٹے پھٹے پرانے کپڑوں والے امراسے پانچ سو برس پہلے داخل بہشت بریں ہونگے۔

	وصف صورت نیست اندر خامہ ہا	عالم وعادل بود در نامہ ہا
ترجمہ	وصف صورت کب ہے خامے میں فقط	عالم وعادل ہے نامے میں فقط

شرح۔ یعنے اہل کمال کی تحریت قلم میں وصف صورت ظاہر نہیں ہوتا۔ اہل کمال اور معنے پسند کسیکی تعریف لکھے گا تو یوں لکھیگا۔ کہ فلان شخص عالم یا عادل وغیرہ ہے یہ نہیں کہ وہ کالا یا گورا یا ٹھگنا یا لمبا ہے۔ عارفوں کے نزدیک کمالات معنوی وصف میں لکھے جاتے ہیں۔ صورت جمیلہ یا قبیحہ کا ذکر نہیں ہوتا اور نہ اہل کمال اس کا اعتبار کرتے ہیں البتہ اہل صورت کا مذہب صورت کو دیکھنا ہے جو ہرگز قابل اعتبار نہیں۔ صورت اور صورت پرستی دونوں چیزیں فانی اور

زائل ہونے والی ہیں ۔

	عالم وعادل ہمہ معنیست بس	کش نیابی در مکانِ وپیش ولیس
ترجمہ	وصف یعنے عالم وعادل ہے بس	جو نہیں رکھتا مکان و پیش ولیس

شرح - یعنے اوصاف کمالیہ تمام کے تمام معنوی ہیں کسی مکان اور جہات میں نہیں پائے جاتے کیونکہ یہ جسمی اوصاف نہیں ہیں جو جہات ستہ میں سے کسی جہت کے مقید ہوں۔ بلکہ اوصاف معنویہ نہ خارج بدن ہیں نہ داخل بدن نہ اس سے متصل نہ منفصل ۔

	میرسد بر تن زسوئے لامکان	مے نگنجد در فلک خورشید جان
ترجمہ	ہے یہ فیض لامکانی بے گمان	کیا سمائے چرخ میں خورشید جان

شرح - یعنے اوصاف معنویہ یا نباع روح عالم غیب سے بدن پر منعکس ہوتی ہیں (میرسد بمعنے حاصل منعکس مے شود) اور بدن میں تصرف کرتے ہیں اگر روح علیین میں ہے تو اوصاف معنوی نیک ہونگے اور بدن سے بھی افعال نیک صادر ہونگے ۔ اور اگر سجین میں ہے تو اوصاف معنوی بد ہونگے ۔ اور بدن سے افعال بد صادر ہونگے ۔ دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ خورشید روح جو باعتبار استعداد معرفت الٰہی خورشید آسمان سے زیادہ منور ہے اس فلک دنیا میں نہیں سما سکتا ۔ کیونکہ یہ فلک دنیا خود اس خورشید میں سمایا ہوا ہے ۔ اس لئے کہ خورشید روح جب معرفت الٰہی کی استعداد رکھتا ہے تو معرفت آسمان دنیا اس کی استعداد کے ایک کونے میں پڑی ہوئی ہے ۔ بس تو خورشید روح آسمان دنیا کا مظروف نہیں ہے بلکہ ظرف ہے ۔

	این سخن پایان ندارد ہوش دار	گوش سوئے قصۂ خرگوش دار
ترجمہ	انتہا رکھتا نہیں ہے یہ سخن	کان لا اور قصۂ خرگوش سُن

شرح - انتقال بسوئے قصۂ خرگوش ۔ بعض نسخوں میں بجائے گوش دار ہوش دار ہے اور مطلب دونوں کا ایک ہے

	گوشِ خر بفروش و دیگر گوش خر	کین سخن را در نیابد گوش خر
ترجمہ	بیچدے یہ گوش لے گوش دگر	بات سن سکتا نہیں ہے گوش خر

شرح - گوش خر سے ظاہری کان (جو اسرار معرفت کو سمع قبول کے ساتھ نہ سنے) اور دیگر گوش سے باطنی گوش مراد ہیں مطلب یہ ہے کہ ہمارا سخن بیوقوف کی سمجھ میں نہ آئیگا ۔ اسکو صرف قصہ کہانی سمجھیگا ۔ حالانکہ ہماری مراد ظاہری قصہ سے یہ ہے کہ طالب معنی کو حصہ معنوی نصیب ہو ۔ قصوں کی ظاہری صورت مثال کے طور پر فقط سمجھانے کے لئے ہے ۔

	ذکر دانش خرگوش وبیانِ فضیلت ومنافع دانش
ترجمہ	خرگوش کی دانائی کا ذکر اور دانشمندی کی فضیلت اور فائدوں کا بیان

رو تو روبہ بازئی خرگوش بیں ❊ مکر و شیر اندازئی خرگوش بیں

ترجمہ: دیکھہ روبہ بازئی خرگوش دیکھہ ❊ مکر و شیر اندازئی خرگوش دیکھہ

شرح روبہ بازی بمعنے مکر و حیلہ چنانچہ روبہ مکاری میں ضرب المثل ہے اور شیر اندازی سے شیر کا کنوئیں کا ڈالدینا مراد ہے

خاتم ملک سلیمان است علم ❊ جملہ عالم صورت و جان است علم

ترجمہ: خاتم ملک سلیمان علم ہے ❊ جسم ہے سارا جہان جان علم ہے

شرح یعنے تمام انسان و شیطان اور جملہ طیور و حیوان حضرت سلیمانؑ کے اس لئے تابع تھے کہ اُن کے خاتم دلمیں علم معرفت الٰہی منقوش تہا۔ یا یہ کہ اُن کے ظاہری خاتم میں اسم اعظم کندہ تھا جو تمام علوم سے بہتر ہے دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ جسطرح جسم میں بلا روح کسی قسم کی قوت نہیں آتی اسی طرح نظام عالم بلا علم کے تقویت نہیں پاتا۔

آدمی را زین ہنر بیچارہ گشت ❊ خلق دریاہا و خلق کوہ و دشت

ترجمہ: ہیں ہنر سے آدمی کے سب ستوہ ❊ خلق دریا خلق دشت و خلق کوہ

شرح۔ یعنے علم کے سبب خلق دریا اور خلق کوہ و دشت آدمی سے مغلوب ہوگئی اور انسان ان سب چیزوں پر متصرف بنگیا۔ خلق دریا وغیرہ سے یا خود دریا و کوہ و دشت مراد ہیں کیونکہ یہ بھی مخلوق الٰہی ہیں یا دریا و کوہ و دشت کے رہنے والی مخلوق مراد ہے۔ کیونکہ انسان انپر بھی قابض اور متصرف ہے خلاصہ یہ کہ آدمی ضعیف البنیان ہے مگر ہنر سے سب پر غالب ہے۔

زو پلنگ و شیر ترسان ہمچو موش ❊ زو شدہ پنہان بدشت و کُہ وحوش

ترجمہ: شیر و چیتے اس سے ترسان شکل موش ❊ اس سے پنہان جنگلوں میں ہیں وحوش

شرح۔ بعض نسخوں میں زو پلنگ بجر در صفرا و جوش دیکھا گیا ہے۔ صفرا بمعنے خوف کیونکہ زردی رنگ خوف زدہ کی علامت ہے اور جوش بمعنے اضطراب کہ مخفف کوہ ہے انسان کو چونکہ اشرف المخلوقات اور مسجود ملائک پیدا کیا گیا ہے اس لئے تمام دیگر مخلوقات پر اس کو حکومت دی گئی ہے۔ تا کہ شرافت کا اظہار پورے طور پر ہوا اور خدا کی حجت اچھی طرح تمام ہو جائے۔

زو پری و دیو ساحلہا گرفت ❊ ہر یکے در جائے پنہان جا گرفت

ترجمہ: آدمی سے ڈر کے سارے جا چھپے ❊ دیو جن دہشت کے مارے جا چھپے

شرح۔ یعنے وحوش اور درندوں اور دیو اور پریوں نے انسان سے خوف کہا کر الگ رہنا اور پوشیدہ مقاموں میں بسنا قبول کیا۔ اور چونکہ خوف زدہ جس سے خائف رہتا ہے اس کا دشمن ہو جاتا ہے اس لئے یہ سب چیزیں انسان کی دشمن بنگئیں چنانچہ مولانا خود فرماتے ہیں۔

آدمی را دشمن پنہان بسے ست ❊ آدمی با حذر عاقل کسے ست

ترجمہ | ہیں ہزاروں دشمن جان بشر | ہے وہی عاقل جو رکھتا ہے حذر

شرح - باحذر با احتیاط و زیرک و مدبر جو تمام کاموں میں احتیاط رکھے اور بچ بچ کر کاربند ہو -

خلق خوب و زشت ہست از ما نہاں | میزند بر دل بہر دم کوب شان

ترجمہ | ہم سے ہیں اچھے برے سب مستتر | دغدغے کا جنکے دل پر ہے یہ اثر

شرح - یعنے اچھی بری خلقت ہماری نظروں سے نہاں ہے - کیونکہ شیاطین اور ملائکہ ہمکو نظر نہیں آتے - ملائکہ خلق خوب ہے اور شیاطین خلق زشت - یہ دونو نظروں سے نہاں ہیں - اور انہیں دونوں کی طرف سے ہر دم دل کو ایک قسم کا دغدغہ اور تحریک پہنچتی ہے - میزند بمعنے اثر میکند - کوب بمعنے ضرب و تحریک یہ شعر اس حدیث کی طرف اشارہ ہے جو ابن مسعودؓ سے مروی ہے - قال قال رسول اللہ صلعم اِنَّ لِلشَّیطان لَمَّۃً بابن آدم ولِلْمَلَکِ لَمَّۃً فَاَمّا لَمَّۃُ الشَّیطان فَایعادٌ بالشّر وتکذیبٌ بالحق واَمّا لَمَّۃُ الملک فایعادٌ بالخیر وتصدیقٌ بالحق فمَن وَجَدَ ذٰلِکَ فلیعلم انّہٗ مِنَ اللّٰہِ فلیحمد اللّٰہ ومن وَجَدَ الاُخریٰ فلیتعوذ باللہ من الشیطان الرجیم اس حدیث کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ انسان دو حالتوں سے خالی نہیں رہتا - یا ملائکہ اُس کے دل میں نیکیوں کا الہام ڈالتے ہیں - یا شیاطین بدیوں کا جس کے دل میں نیکیوں کا الہام ہو - وہ خدا کا شکر کرے اور جسکو بدی کا الہام کیا جائے وہ شیطان سے پناہ مانگے - لیکن یہ دونو باتیں مخفی ہیں - جن سے دل ہی واقف ہوتا ہے بعض نسخوں میں پہلا مصرع اس طرح ہے - خلق پنہان زشت شان و خوب شان - یعنے ایک ایسی خلقت ہے جنکی برائی بھلائی پوشیدہ طور پر ہمارے دلوں میں اثر کرتی ہے اس خلقت سے وہی ملائکہ و شیاطین مراد ہیں - جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے -

بہر غسلے گر روی در جویبار | میزند بر تو ز پستی آب خار

ترجمہ | گر نہانے جائے تو دریا کنار | اور سینچے جسم کو تکلیف خار +

گرچہ پنہان خار در آب است پست | چونکہ در تو میخلد دانی کہ ہست

ترجمہ | ہے اگرچہ خار پانی میں نہان | اس کے چبھنے سے ہے ہونیکا گمان

شرح - ان شعروں میں فرشتوں کے الہام اور شیاطین کے وسوسہ ڈالنے کی ایک خارجی مثال تفہیم کیلئے بیان کیگئی ہے یعنے اگر تو نہر رواں میں غسل کرنے کیلئے جائے اور تیرے بدن میں کہیں کانٹا چبھ جائے تو اگرچہ کانٹا پانی میں چھپا ہوا ہے اور بظاہر نظر نہیں آتا - مگر اسکی خلش سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ پانی میں کانٹا ضرور نہاں ہے اسی طرح فرشتوں اور شیاطین کا حال ہے اگرچہ ظاہر میں نظر نہیں آتے مگر چونکہ آدمی کے دل میں نیکیوں کا خیال اور برائیوں کا وسوسہ ضرور ہوتا ہے اس سے معلوم ہو جاتا ہے - کہ فرشتے ملہم ہیں اور شیطان وسوسہ انداز ہے -

خار خار وحیہا و وسوسہ | از ہزاران کس بود نے یک کسہ

ترجمہ | دل میں خار وحی و خار وسوسہ | سو طرف سے ہے نہیں ہے یک کسہ

تشریح یعنے الہام اور وسوسہ کی تحریک ہزار دن فرشتوں اور شیاطین کی جانب سے ہوتی ہے ایک کی طرف نہیں ہوتی مثلاً یوں سمجھنا چاہیئے کہ اگر ایک آدمی دوسرے آدمی کو نیکیوں کی رغبت دلائے تو وہ بھی گویا اس کے حق میں ملہم اور فرشتہ ہے اور اگر بدی کی تحریک دے تو شیاطین الانس میں سے ہے اور جس طرح نیک انسان ہزاروں ہیں اسی طرح بد اور بدی کے حروف لانے والے بیشمار ہیں بعض نسخوں میں وجہا کی جگہ جیلہا۔ اور بعض میں حیلہا دیکھا گیا ہے لیکن متن کا نسخہ اچھا ہے گو مطلب اور ماحصل تینوں نسخوں کا ایک ہے ۔

	باش تا حسہائے تو مبدل شود	تا ببینی شان و مشکل حل شود
ترجمہ	ٹھر جا تا کام کے آسان ہوں	ٹھر جا تا مشکلیں آسان ہوں

تشریح - چونکہ اہل ظاہر الہام اور وسوسہ میں تمیز نہیں کر سکتے مولانا اُن کی تنبیہ کے لئے فرماتے ہیں اے ظاہر پرست چند روز صبر کر تاکہ بسبب ریاضت تیرے حواس ظاہری و ظلمانی حواس باطنی و نورانی کے ساتھ مبدل ہو جائیں ۔ یعنے تو واقف اسرار ہو جائے ۔ اسوقت الہام اور وسوسہ کو گویا تو مجسم اور جدا جدا دیکھے گا۔ اور تجھ پر خلط ملط ہونیکے باعث الہام و وسوسہ کی شناخت کے باب میں جو مشکل پڑگئی ہے وہ حل ہو جائیگی ۔

	تا سخنہائے کیان رد کردۂ	تا کیان را سرور خود کردۂ
ترجمہ	تجھپہ کھلجائے گا سب اے مستند	کس کو مانا ہے کیا ہے کس کو رد

تشریح کیان جمع کاف کدا مبہ ہے یعنے اے ظاہر پرست واقف اسرار ہو کر تجھ پر ظاہر ہو جائے گا کہ تو نے کن لوگوں کی باتوں کا رد کیا ہے۔ اور کن کو اپنا سردار بنالیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ تو نے اس وقت تو الہام اور وسوسہ کو یکساں جان رکھا ہے مگر واقف اسرار ہو کر یہ بات ظاہر ہو جائیگی کہ انبیا اولیا کے کلام کو رد کیا تھا اور فرشتوں کے الہام کو وسوسۂ شیطان جانا تھا ۔ اور وسوسۂ شیطانی اور مکر نفس کو الہام سمجھا تھا ۔

	باز جستن نخچیران سر و اندیشہ خرگوش را	
	نخچیروں کا خرگوش سے اس کا دلی راز پوچھنا	

	بعد ازان گفتند کاے خرگوش چست	در میان آر آنچہ در ادراک تست
ترجمہ	ملکے پھر سب نے کہا خرگوش سے	تو نے کیا سوچا ہے فکر و ہوش سے
	ایکہ با شیرے تو در پیچیدۂ	باز گو رازے کہ تو اندیشیدۂ
ترجمہ	شیر کو جو اس طرح لپیٹا ہے تو	بھید کی کہدے کہ کیا سوچا ہے تو
	مشورت ادراک و ہشیاری دہد	عقلہا مر عقل را یاری دہد
ترجمہ	مشورہ دیتا ہے ہشیاری بہت	مل کے رائیں کرتی ہیں یاری بہت

	گفت پیغمبر بکن اے رائے زن		مشورت کالمستشار مؤتمن
ترجمہ	قول پیغمبر کو سن اے رائے زن		ہے حدیث المستشار مؤتمن
	قول پیغمبر بجان باید شنود		باز گو تا چیست مقصود تو زود
ترجمہ	قول پیغمبر کو سن با صد نیاز		اور کہدے جلد ہم سے اپنا راز

شرح- کالمستشار میں کاف بیانیہ ہے اور حدیث یوں ہے المستشار مؤتمن یعنے جس سے مشورہ لیا جائے اُسکو امین ہونا چاہیئے مطلب یہ کہ آدمی مشورہ کے طالب کو ٹھیک بات بتانے میں خیانت نہ کرے۔ خلاصہ یہ کہ نخچیروں نے خرگوش سے یہ کہا کہ اے نادان جانور حسب فرمان خدا اور رسول چونکہ ہر بات میں مشورہ کر لینا بہتر ہے اس لئے شیر کے ہلاک کی تدبیر میں تو ہم سے مشورہ کرے۔ کیونکہ بہت سی عقلیں ملکر ایک عقل کو قوت دیتی ہیں اور مطالب بہت جلد حاصل ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وشاورھم فی الامر۔ حدیث مذکور میں گو امر مشورہ صریح طور پر نہیں ہے مگر معنوی لحاظ سے مشورہ کا حکم نکلتا ہے۔

	پوشیدہ داشتن خرگوش راز را از نخچیران		
ترجمہ	خرگوش کا اپنے راز کو نخچیروں سے پوشیدہ رکھنا		
	گفت ہر رازے نشاید باز گفت		جفت طاق آید گہے گہ طاق جفت
ترجمہ	بولا وہ ہر بات کہنے کی نہیں		قضیہ ہے گاہے چناں گاہے چنیں

شرح- یعنے خرگوش نے جانوروں کو جواب دیا کہ بسا اوقات تدبیر پلٹ جاتی ہے اور جس کام میں بہتری سوچی جاتی ہے وہ بدتر ہو جاتا ہے۔ اس لئے گو مشورہ کرنا ابتدا میں اچھا ہی مگر ممکن ہے کہ اس کا انجام اچھا نہ ہو جفت طاق برآمدن یا طاق جفت برآمدن یعنے منعکس و واژگوں شدن امر ہے یا یہ معنے ہیں کہ کبھی آدمی کا دوست دشمن جان بنجاتا ہے اس حالت میں وہ بلا مصاحب اور تنہا رہجاتا ہے اور کبھی دشمن جان دوست بنجاتا ہے اس صورت میں وہ با مصاحب اور جفت ہو جاتا ہے۔ لیکن دونوں حالتوں میں اُس کی دشمنی کا احتمال ضرور رہتا ہے۔ اس لئے بہرحال اپنے راز کو چھپانا بہتر ہے دوسرا مصرع اہل زبان کا محاورہ ہے جو تدبیر اور کام کے اُلٹا ہو جانے کے لئے بولا جاتا ہے۔

	از صفا گر دم زنی با آئینہ		تیرہ گردد زود با ما آئینہ
ترجمہ	مار کر پھونک اب جو دیکھا آئینہ		ہوگیا سب تیرہ بابا آئینہ

از سببیہ ہے اور از صفا تیرہ گردد کے متعلق ہے یعنے جس طرح آئینہ اپنی صفائی کے سبب پھونک مارنے سے مکدر ہو جاتا ہے اسی طرح راز کہنے سے خراب ہو جاتا ہے۔ اس شعر میں راز کو آئینہ سے تشبیہ دی ہے کیونکہ جسطرح آئینہ آدمی کو اُس کے نیک و بد سے آگاہ کر دیتا ہے اسی طرح راز بھی صاحب راز کو اظہار کے بعد اُس کے حسن و قبح

سے واقف کردیتا ہے دوسرے معنے یہ ہیں کہ آئینہ سے مستشار تنگ ظرف وسادہ لوح مراد ہے جو آئینہ سے تشبیہ تام رکھتا ہے مطلب یہ کہ جس طرح آئینہ اپنی صفائی کے سبب پھونک کی برداشت نہیں کرسکتا۔ اسی طرح مستشار تنگ ظرف وسادہ لوح بھی سادہ لوحی کے سبب اخفائے راز کا متحمل نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ راز کو سنکر جب تک دوسرے سے کہہ نہ دے بمنزہ اور مکدر رہتا ہے۔ اور اس کا پیٹ پھول جاتا ہے۔ مگر پہلے معنے اچھے ہیں کیونکہ راز کو مستشار سادہ لوح اور عاقل سب سے چھپانا چاہیئے۔

	در بیانِ ایں سہ کم جنبان لبت	از ذہاب واز ذہب وز مذہبت
ترجمہ	تین باتوں میں ہلا مت اپنا لب	ایک مذہب اک ذہاب اور اک ذہب

شرح۔ یعنے تین چیزوں کو ہر کسی سے چھپانا چاہیئے۔ اول چلنے یعنی سفر کرنے کو کہ کوئی مفسد ساتھ نہ ہو جاوے دوم سونے یعنے مال کو تاکہ چور نہ دیکھ لیں۔ تیسرے اپنے راہ اور مقام سفر کو تاکہ کوئی مفسد رستہ میں پوشیدہ ہو جاتے۔ یہ ایک مشہور قول کا ترجمہ ہے اُسترذہابک وذہبک ومذہبک۔ مذہب سے دین وملت بھی مراد ہو سکتا ہے جسکو دشمنوں سے چھپانا جائز ہے۔

	کیں سہ را خصم ست بسیار و عدو	در کمینت ایستد چون داند او
ترجمہ	کیونکہ ان تینوں کے دشمن ہیں بہت	گھات میں ان سب کے رہزن ہیں بہت
	ور بگوئی بایکے گو الوداع	کل سر جاوز الاثنین شاع
ترجمہ	الوادع اے شخص گر تو نے کہا	بھید جو دو سے گیا جاتا رہا

شرح یعنے تو نے راز کو کسی شخص سے بھی کہدیا تو بس اس راز کو الوداع کہہ اور اپنے سے رخصت کر دے اب وہ تیرے قابو کا نہیں رہا۔ کیونکہ جو بھید دو لبوں سے تجاوز کر گیا وہ تمام میں شایع ہو جائیگا اس صورت میں اثنین سے دو لب مراد ہیں۔ بعض نسخوں میں۔ در بدانی بایکے گو الوداع ہے یعنی اگر تو راز کہنا ہی مصلحت جانتا ہے تو صرف ایک شخص سے کہہ ہم نے تجکو رخصت دی کیونکہ اس وقت ایک راز صرف دو شخصوں میں رہے گا اور شایع نہ ہوگا۔ گذشتہ قول مشہور میں ممانعت اسبات کی ہے کہ راز دو شخصوں سے تجاوز نہ کرے ایک سے تجاوز کرکے دوسرے کو معلوم ہو جائے تو کچھ مضائقہ نہیں اُس صورت میں اثنین بمعنے شخصین (دو شخص) ہوگا بعض نسخوں میں جاوز الاسنان ہے اسنان جمع سن بمعنے دانت یعنے جو راز دانتوں سے باہر نکلا وہ مشہور ہو گیا۔

	گر دو سہ پرندہ را بندی بہم	بر زمیں مانند محبوس از الم
ترجمہ	باندہ کر دو اک پرندوں کو بہم	دیکھ لے ہو جا ئینگے سب بے الم

شرح۔ یعنے جس طرح کوئی شخص دو تین پرندوں کو باندھکر زمین میں ڈالدے تو وہ سب کے سب ایکدوسرے کی مزاحمت سے محفوظ رہینگے۔ نہ یہ اُس کو کچھ کہیگا نہ وہ اس کو۔ اسی طرح اسرار ہیں جب تک دل میں محفوظ ہیں کوئی سا راز دوسرے راز کی مخالفت نہیں کرسکتا۔ اور جسوقت حفاظت قلب سے باہر نکل آئے تو بالضرور ان میں مخالفت ہو جائیگی

کیونکہ جس شخص پر اسرار ظاہر کئے جاینگے وہ ضرور ایک کو دوسرے پر ترجیح دیگا۔ یا اپنی رائے کو اُس کی رائے سے بالا تر بتانے کی کوشش کریگا۔ مگر چونکہ اس ترجیح یا اظہار رائے میں خطا کا بھی احتمال ہے اس لئے صاحب راز کا کام خراب ہو جائیگا۔ اس شعر میں راز مستور کو طائر محبوس سے تشبیہ دی گئی ہے۔ یعنے جب تک جانور پر بستہ ہے الم سے محفوظ ہے اسی طرح جب تک راز پنہان ہے کوئی اس کا مخالف نہیں یا یہ معنے ہیں کہ جس طرح پر بستہ جانور اُڑ نہیں سکتا اسی طرح پوشیدہ راز شایع نہیں ہو سکتا۔ یا یہ کہ راز کو پر بستہ جانور کی طرح قید میں رہنا چاہئے۔

مشورت دارید و سرپوشیدہ خوب	در کنایت با غلط افگن مشوب	
مشورت کرنی ہے تو ہو اس نمط	مختلط کچھ لفظ ہوں کچھ ہوں غلط	ترجمہ

شرح۔ مشوب بمعنے مختلط و مشتبہ ہے و در کنایت الے آخرہ متعلق دارید ہے و با غلط افگن متعلق مشوب ہے اور مشوب دارید کے مفعول (مشورت) سے حال واقع ہوا یہ ہے خرگوش کی زبان سے مولانا کا مقولہ ہے یعنے مشورت چھپکر کیا کرو۔ اور اپنے صلاح و مشورہ کو کنایہ اور مشتبہ لفظوں میں کہا کرو تا کہ غلط افگن اچھی طرح مفہوم سے واقف نہو۔ لیکن باوجود اینہمہ اپنا بھید پوشیدہ ہی رکھنا خوب ہے کیونکہ یہ ممکن ہے کہ جس دوست سے آج تم نے اپنا بھید کہا ہے کل وہ دشمن ہو جائے۔ گویا تقدیر شعر یہ ہے کہ مشورت با غلط افگن در کنایت دارید در انحالیکہ آن مشورت مختلط و مشتبہ باشد لاکن با اینہمہ راز پوشیدہ داشتن خوبست غلط افگن۔ غلطی ڈالنے والا۔ بُرا مشورہ دینے والا۔ اظہار اسرار کرنے والا۔ غلط کار ضعیف الرائے یا دانستہ از راہ دشمنی غلط رائے بیان کرنے والا دوسرے معنے یہ ہیں کہ مشورت سے (با غلط افگن مشوب جملہ حالیہ واقع ہوا ہے۔ یعنے مشورت کنایہ میں کیا کرو در انحالیکہ وہی مشورت الفاظ غلط افگن کے ساتھ مشابہ ہو تا کہ غیر سمجھ نہ سکے۔ غلط افگن دہوکہ دینے والی بات۔

مشورت کردے پیمبر بستہ سر	گفتہ ایشانش جواب بے خبر	
راز کہتے تھے پیمبر بستہ سر	دوست دیتے تھے جواب بے خبر	ترجمہ

شرح بستہ سر با تو کردی کے ضمیر فاعل سے حال واقع ہوا ہے اسوقت یہ معنے ہونگے کہ پیغمبر صحابہ سے سر ڈہانک کر یعنے پوشیدہ طور پر مشورت کیا کرتے تھے یا بستہ سر صفت مشورت ہے یعنے پیغمبر مشورت سر بستہ کیا کرتے تھے۔ تا کہ غیر واقف نہ ہو۔ اور صحابہ پیغمبر کو جواب بیخبر ایسا جواب جسکی اطلاع غیر کو نہ ہو۔ پیغمبر کی خدمت میں عرض کر دیا کرتے تھے۔

در مثال بستہ گفتے رائے را	تا ندانند خصم سر از پائے را	
کرتے تھے معنوں میں حضرت گفتگو	یانو سے سر کو نہ سمجھے تا عدو	ترجمہ

شرح۔ مثال بستہ تشبیہ بعید دوسرے مصرع میں لفظ راسر کے متعلق ہے اور گفتے کا فاعل پیغمبر ہیں۔

او جواب خویش بگرفتی ازو	وز سوالش مے نبردے غیر بو

ترجمہ	اور لیتے تھے صحابہؓ سے جواب		ڈالدیتے تھے سوالوں پر عجاب

شرح پہلے مصرع میں ضمیر او اور دوسرے میں ضمیر شین پیغمبرؐ کی طرف ہے اور لفظ از دسے جماعت صحابہ مراد ہے

	این سخن پایان ندارد باز گرد		سوئے خرگوش دلاور تا چہ کرد
ترجمہ	یہ سخن بے انتہا ہے باز رہ		کیا کیا خرگوش نے وہ راز کہہ

شرح - اس حکایت کا نتیجہ یہ ہے کہ آدمی اپنے احباب سے مہمات میں پوشیدہ طور پر مشورہ کیا کرے لیکن اپنے بھید سے کسی کو مطلع نہ کرنا چاہیئے خواہ دوست ہو یا دشمن رسول مقبولؐ مشورہ کی حالت میں اپنے بھید صحابہؓ پر اس لئے ظاہر کر دیتے تھے کہ آپکو بذریعۂ وحی ان کی امانت کا حال معلوم ہو جاتا تھا - چونکہ خرگوش کو نخچیروں کے امانت دار ہونے پر یقین نہ تھا - اس لئے اپنا بھید اُن سے نہ کہا انسان کو بھی ایسا ہی ہونا چاہیئے -

قصۂ مکر کردن خرگوش با شیر و لبسر بُردن

شیر کے ساتھ خرگوش کے مکر کرنے اور اُس مکر کو انجام تک پہنچا دینے کا قصہ

	حاصل آن خرگوش رائے خود نگفت		مکر اندیشید با خود طاق و جفت
ترجمہ	الغرض خرگوش ساکت ہی رہا		راز اپنا جب کہا دل سے کہا

شرح یعنے حاصل کلام یہ ہے کہ خرگوش اپنے ذات سے مشورہ کرتا تھا اس لئے بوقت مشورہ جفت یعنے مصاحب نفس خود ہو جاتا تھا - اور بوقت عدم مشورہ طاق رہتا تھا - یا لفظ طاق و جفت اندیشید کی ضمیر سے حال ہے یعنے خرگوش تنہا اپنے دل سے مکر کا تنہا تھا در آنحالیکہ بعض مکر سادہ اور بسفر دیتے اور بعض مرمغز اور مرکب -

	با وحوش از نیک و بد نکشاد راز		سر خود با جان خود میراند باز
ترجمہ	غیروں سے پردہ میں رکھا اپنا راز		اور رہا اظہار راز دل سے باز
	ساعتے تاخیر کرد اندر شدن		بعد ازان شد پیش شیر پنجہ زن
ترجمہ	ہوگئی اس فکر میں تھوڑی سی دیر		پھر گیا خرگوش پُرفن پیش شیر
	زان سبب کاندر شدن او ماند دیر		خاک را میکند و میغرید شیر
ترجمہ	اور یہ دیکھا پہنچکر زود تر		دیر سے غرّا رہا ہے شیر نر
	گفت من گفتم کہ عہد آن کسان		خام باشد خام و زشت و نارسان
ترجمہ	یعنے میں تو کہہ چکا تھا صاف صاف		وعدہ ہوتا ہے کمینوں کا خلاف

شرح یعنے خرگوش کے آنے میں دیر ہوگئی تو شیر نہایت جھلا جھلا کر یہ کہنے لگا کہ میں نے تو پہلے ہی کہدیا تھا کہ

ان ذلیل نامعقول نخچیروں کا عہد خام ضعیف ہے کبھی وفا کے مرتبہ تک نہیں پہنچیگا۔

	دمدمہ ایشان مرا از خر فگند	چند بفریبد مرا این دہر چند
ترجمہ	مکر نے ان کے کیا ہے مجھکو پست	تا کجا یہ مکر۔ چرخ چیرہ دست

شرح۔ دمدمہ بمعنے مکر۔ واز خر فگندن بمعنے از مطلب دور انداختن یعنے افسوس اُن نخچیروں کے فریب نے مجھکو مطلب سے دور پھینکدیا۔ یا یہ معنے ہیں کہ اُن کے فریبوں نے مجھے شکار کرنے سے رد کردیا۔

	سخت درماند امیر سست ریش	چون نہ پس بیند نہ پیش از احمقیش
ترجمہ	عاجز و ناچار ہوجاتا ہے بس	احمقی سے جو نہ سوچے پیش و پس

شرح۔ سست ریش احمق سخت درماندن نہایت عاجز شدن احمقیش کا شین بمعنے خود ہے۔ یعنے جو شخص اپنی حماقت کے سبب پیش و پس نہیں سوچتا وہ ایکدن نہایت مجبور ہوجاتا ہے۔ اس شعر سے مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے چونکہ شیر نے عہد کرتے وقت یہ نہ سوچا تھا کہ نخچیروں نے دانستہ اپنی جان روز کے روز نہ دی جائیگی۔ اس لئے آخرکار اس عدم تدبیر کا نتیجہ اس کے حق میں بُرا ہوا۔ امیر کی تخصیص شیر کی رعایت سے ہے ورنہ عدم تدبیر کے انجام کی بُرائی میں امیر و غریب یکساں ہیں۔ یا یہ تخصیص اس لئے ہے کہ امیر اور متمول آدمی اکثر کلام بلا تدبیر کیا کرتے ہیں۔ فائدہ چونکہ خرگوش کے مکر سے شیر ہلاک ہوگیا تھا اس مناسبت سے مولانا قدس سرہ اُن مکار مشائخ کا ذکر کرتے ہیں۔ جنکی روبہ بازی اور حیلہ سازی کے دام میں بڑے بڑے دانا لوگ گرفتار ہوجاتے ہیں۔

	راہ ہموارست و زیرش دامہاست	قحط معنی درمیان نامہاست
ترجمہ	راہ ہے ہموار نیچے دام ہے	قحط معنے درمیان نام ہے

شرح۔ یعنے مکار مشائخ کی ایسی مثال ہے جیسا کہ ایک سیدھا راستہ جو ظاہر میں ہموار ہے مگر درباطن اُسمیں جال بچھا ہوا ہے۔ راہ رو ضرور دام میں پھنسکر ہلاک ہو جائیگا۔ یہی حال جھوٹے اور مکار مشائخ کا ہے۔ کہ بظاہر اقوال و افعال اُن کے شائستہ معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن یہ سب دام تزویر ہے اور یہ لوگ اگرچہ نامی اور بلند آوازہ اور مشہور عالم ہیں مگر اُن کے گھر میں معنے (معرفت) کا قحط ہے اور خداشناسی کا کال پڑا ہوا ہے

	لفظہا و نامہا چون دامہاست	لفظ شیرین ریگ آب عمر ماست
ترجمہ	دام کے مانند ہیں الفاظ و نام	ریگ آب عمر ہیں یہ اے ہمام

شرح۔ یعنے ان جھوٹے مشائخ کے الفاظ اور تحریر دام تزویر میں اور اُن کی شیریں زبانی ہمارے آب عمر کے لئے ریت ہے۔ جس طرح ریت پانی کو چوس لیتا ہے۔ اُسی طرح ان کے شیریں اقوال ہماری عمر کو ضایع کرتے ہیں۔

عمر چون آبست وقت او را چو جو	خلق باطن ریگ جوئے عمر تو

ترجمہ	عمر پانی وقت نہر ہر قضا	خلق بد ہے ریت تیری عمر کا	

شرح - عمر پانی ہے اور وقت نہر ہے تو گویا تھوڑا سا وقت ضائع کرنا بھی عمر کا ضائع کرنا ہے اور جھوٹے شیخ کے اخلاق باطنی ریگ ہیں - جو تیری عمر کے پانی کے چوسنے اور ضائع کرنیوالے ہیں - یہ شعر اکثر نسخوں میں نہیں ہے - اور بعض نے اس کو الحاقیہ کہا ہے - لیکن شارح کے نزدیک حسب محل اور با معنے ہے -

	آن یکے ریگے کہ جوشد آب ازو	سخت کمیاب است رو آنرا بجو	
ترجمہ	ایک وہ ریتا ہے جس میں آب ہے	جا اسی کو ڈھونڈ وہ نایاب ہے	

شرح یعنے ریگ کی دو قسمیں ہیں ایک پانی کو چوسنے اور ضائع کرنے والا جس کا بیان اوپر ہو چکا ہے اور دوسرا وہ ریگ جس سے پانی نکلتا ہے - اس کا بیان اس شعر میں ہے اور اس ریگ سے مراد شیخ کامل ہے اور پانی سے حکمت و معرفت مراد ہے - چنانچہ خود تشریح کرتے ہیں -

	منبع حکمت شود حکمت طلب	فارغ آید او ز تحصیل سبب	
ترجمہ	منبع حکمت بنا حکمت طلب	ہو چکی ہے اسکو تحصیل سبب	

شرح یعنے بقتضائے وَمَن یُّؤتَ الحِکمَۃَ فَقَد اُوتِیَ خَیرًا کَثِیرًا حکمت الٰہی کا طالب خود منبع حکمت بنجاتا ہے اور جس وقت اس کو حکمت حاصل ہو جاتی ہے تو تحصیل سبب معرفت (یعنے ریاضت) سے فارغ ہو جاتا ہے - یہاں حکمت سے مراد مرتبۂ فنا فی اللہ کا حاصل کرنا ہے جسکو یہ حاصل ہو گیا اُس کو ریاضت کی کچھ حاجت نہیں لیکن ریاضت باوجود اس مرتبہ کے بھی اس لئے فرض ہے چنانچہ حالات عشرہ مبشرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ظاہر ہے کہ باوجود حصول مرتبۂ فنا و بقا بعد الفنا (اور وہ قطعی جنتی) ہونے کی ریاضت اور عبادت میں بعد آنحضرت علیہ الصلوٰۃ تمام عالم سے بڑھے ہوئے تھے - خاصکر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے افضل تھے - کیونکہ بعد وفات حضرت علیہ الصلوٰۃ انکی طبیعت میں مطلق تغیر کو دخل نہیں ہوا تھا - اگر تحصیل سبب معرفت سے فارغ نہ ہوتے تو ضرور تغیر پیدا ہو جاتا - کیونکہ سالک کی حالت میں مرشد کی مفارقت سے ضرور تغیر ہو جاتا ہے اس لئے کہ وہ تحصیل سبب سے فارغ نہیں ہوا رسول علیہ السلام کی وفات سے اور تمام صحابہ کی حالت متغیر ہو گئی تھی - حضرت عمرؓ پر ایک قسم کی دہشت طاری تھی اور حضرت عثمانؓ بہرے یعنے پتھر کی طرح بحس و حرکت ہو گئے تھے حضرت علیؓ مجسم پریشان تھے - علیٰ ہذا القیاس اور صحابہ کا حال دگرگوں تھا - صحیح احادیث کے علاوہ حضرت ابوبکرؓ کی فضیلت تصوف کے نکتوں سے بھی ظاہر ہوتی ہے -

	ہست آن ریگ اے پسر مرد خدا	کو بحق پیوست و از خود شد جدا	
ترجمہ	ہے وہ ریتا اے پسر مرد خدا	حق سے پیوستہ ہے اپنے سے جدا	

شرح - یعنے اس ریت کا نام جس سے میٹھا پانی نکلتا ہے مرد خدا ہے جو اوصاف نفس سے جدا ہو کر متصف بمضمون تخلقوا باخلاق اللہ ہو گیا ہے - اور جس سے ہردم میٹھا پانی ابلتا ہے -

	آب عذب دین ہمی جوشد ازو	طالبان را زو حیات است و نمو	

ترجمہ موج زن اس سے ہے بانی دین کا طالبوں کو جس سے ہے نشو و نما

غیر مرد حق چو ریگ خشک دان کاب عمرت را خورد او ہر زمان

ترجمہ خشک ریتا ہے جو مرد حق نہ ہو جذب کر لیتا ہے آب عمر کو

شرح - آب عذب میٹھا پانی یعنے جو مرد حق نہیں ہے وہ ریگ خشک ہے جسکو زاہد خشک بھی کہتے ہیں -

طالب حکمت شو از مرد حکیم تا ازو گردی تو بینا و علیم

ترجمہ سیکھ داناؤں سے حکمت اے حکیم تا کہ تو ہو جائے بینا و علیم

لوح حافظ لوح محفوظے شود روح او از روح محظوظے شود

ترجمہ لوح دل تا لوح محفوظ اُس سے ہو روح تیری تا کہ محظوظ اُس سے ہو

شرح - یعنے طالب کی لوح قوت مدرکہ یا لوح قلب شیخ کامل اور حکیم ربّانی سے حکمت حاصل کر کے لوح محفوظ بنجاتی ہے کیونکہ اُس میں تمام اسرار منقوش ہو جاتے ہیں اور طالب کی روح حکیم کی روح کی مدد سے نہایت محظوظ اور صاحب حظ عظیم ہو جاتی ہے کیونکہ اُس سے مستفید ہوتی رہتی ہے - محفوظے اور محظوظے میں یائے تعظیم ہے -

چون معلّم بود عقلش ز ابتدا بعد ازان شد عقل شاگردے ورا

ترجمہ تھی معلم ابتدا میں اسکی عقل اب ہے شاگرد انتہا میں اسکی عقل

شرح - یعنے طالب حکمت کی عقل پہلے تو اُس کی معلم تھی کہ اُس کو مرشد کامل کی خدمت میں لیگئی تھی - لیکن جب وہ حکمت حاصل کر چکا تو وہی عقل اُس کی شاگرد ہوگئی - کیونکہ اس وقت اس کی روح مرتبہ میں عقل سے بالاتر ہوگئی ہے کہ روح سے مستفید ہوتی رہتی ہے - چنانچہ اسکی مثال یہ ہے

عقل چون جبریل گوید احمدا گر یکے گامے زنم سوزد مرا

ترجمہ عقل جبریلی نے احمدؐ سے کہا پَر مرے جلجائینگے میں تو رہا

شرح یعنے جبرئیلؑ جیسے مقرب اور جلیل القدر فرشتے کی عقل نے احمد صلعم سے یوں کہا کہ لَو دَنَوْتُ اَنْمُلَۃً لَاَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ الجلال - یہ شب معراج کے قصہ کی طرف اشارہ ہے - اور سعدی نے اس حدیث کا ترجمہ یوں کیا ہے ؎
اگر یکسر موئے برتر پرم + فروغ تجلی بسوزد پرم + یعنے جبرئل نے یہ کہا کہ میری حد سدرۃ المنتہےٰ ہے لے احمد صلی اللہ علیک وسلم مَیں اس سے آگے آپکے ہمراہ نہیں چل سکتا - ورنہ برق تجلی سے میرے پر جل جائینگے -

تو مرا بگذار زین پس پیش ران حدّ من این بود اے سلطان جان

ترجمہ چھوڑ دے مجکو سپہ پیغمبران یہ مری حد ہے بس اے سلطان جان

شرح - ران کا مفعول براق ہے اور حد یعنے سدرۃ المنتہیٰ ہے یہ شعر تتمہ مقولہ جبرئل علیہ السلام ہے اس سے صاف

ظاہر ہوگیا کہ عقل کل (حضرت جبرئیل علیہ السلام) جو ابتداء میں رسول علیہ الصلوۃ کے معلم تھے انتہا میں انکے شاگرد بن گئے

	ہر کہ ماند از کاہلی بے شکر و صبر	او ہمے داند کہ گیرد پاش جبر
ترجمہ	کاہلی سے جو رہا بے شکر و صبر	وہ زبردستی ہوا پابند جبر

شرح - یعنے جو شخص کاہلی کے سبب طاعت پر صبر نہ کرسکا اور نعمت پر شکر نہ بجالایا یعنی اپنے اعضا سے عبادت اور قلب سے محبت ذات اور زبان سے حمد نہ کی - وہ یہ جانتا ہے کہ میرے پانو کو جبر نے پکڑ رکھا ہے یعنے مجھہ میں طاعات کی قدرت نہیں میں مجبور ہوں - خدا توفیق دیگا تو عبادت کرونگا حالانکہ یہ گمان غلط ہے کیونکہ جب وہ گناہ اپنے ارادے سے کرتا ہے تو طاعت میں اپنی ہمت مصروف کیوں نہیں کرتا -

	ہر کہ جبر آورد خود رنجور کرد	تا ہمان رنجوریش در گور کرد
ترجمہ	جبر ہے جس میں وہ خود رنجور ہے	اس مرض کا آدمی در گور ہے

شرح - یعنے جس نے جبر کا مذہب اختیار کیا گویا اس نے دانستہ اپنے آپ کو بیمار ڈالا اور درگور ہوگیا کیونکہ جس طرح مرض آدمی کو موت تک پہنچا دیتا ہے اسی طرح جبر بھی قلب کو میت کردیتا ہے کیونکہ جبری سے ریاضت نہیں ہوسکتی جو حصول معرفت کے لئے لازم ہے -

	گفت پیغمبر کہ رنجوری بہ لاغ	رنج آرد تا بمیرد چون چراغ
ترجمہ	قول پیغمبر کو سن اے پر غرض	یعنے ہوتا ہے تمارض سے مرض

شرح - لاغ فریب و مکر - یعنے تمارض - حدیث شریف میں ہے - لا تمارضوا فتمرضوا یعنے جب تم تکلف سے اپنے آپکو بیمار ظاہر کروگے تو ضرور بیمار ہوجاؤگے یہ حدیث کے ظاہر معنے ہیں اور مولانا نے باطنی مطلب یہ لیا ہے کہ اے لوگو اگر تم اپنے آپ کو مسلوب القدرت اور مجبور خیال کردگے تو ضرور باطنی بیماریوں میں مبتلا ہوجاؤگے اور تمہیں ہرگز معرفت حاصل نہ ہوگی - اور معرفت کا حاصل نہ ہونا دل کے حق میں موت ہے - اور جس کا دل معرفت حق اور یاد الٰہی کی برکت سے زندہ نہیں ہے وہ گویا جیتے جی درگور ہے -

	جبر چہ بود بستن اشکستہ را	یا بہ پیوستن رگ بگسستہ را
ترجمہ	جبر ہے ٹوٹے ہوئے کا باندھنا	یا شکستہ رگ پہ ڈورا باندھنا
	چون درین رہ پائے خود بشکستۂ	بر کہ میخندی چو پا را بستۂ
ترجمہ	پانو تیرا گر یہاں اشکستہ ہے	کس پہ ہنستا ہے کہ خود پابستہ ہے

شرح یعنے جبر کے یہ معنے نہیں ہیں جو جبریوں نے سمجھہ رکھے ہیں (یعنے سلب قدرت) بلکہ جبر شکستہ چیز کا جوڑنا باندھنا یا ٹوٹی ہوئی رگ کا ملانا ہے - اور جبکہ راہ سلوک و معرفت میں تونے اپنے پانو کو توڑ رکھا ہے یعنے ریاضت کرکے معرفت کی منزلیں طے نہیں کرسکتا - بلکہ دانستہ لنگڑا بنا ہوا ہے - تو یہ جبر کہاں ہوا کیونکہ جبر کے معنے

تو ٹوٹی ہوئی چیز کو ملانے کے ہیں۔ حالانکہ تو خود خدا سے ٹوٹا ہوا اور الگ ہے پھر اپنے وصال کی کوشش کیوں نہیں کرتا اور تو خود قابل تسخر ہے کہ جبری ہو کر جبر کے معنی نہیں سمجھتا۔ اور سمجھتا بھی ہے تو برعکس۔ کیونکہ جب تو نے اپنے پائوں کو باندھ لیا اور ریاضت نہ کی تو اور کسی پر کیا تمسخر کریگا۔ تیری حالت خود قابل تمسخر ہے کیونکہ اُس شخص سے زیادہ تمسخر اور ہنسی کی لائق اور کون ہوگا۔ جو ہاتھ پائوں والا۔ ہٹا کٹا۔ تندرست توانا اور صحیح و سالم ہو کر اپنے کو زبردستی لنگڑا لولا۔ اپاہج اور محتاج ظاہر کرے۔ انسانی قدرت خدا کا عطیہ ہے اور بعض نسخوں میں یشکستہ بنون نفی دیکھا گیا ہے۔ یعنے منزل ریاضت و معرفت طے نکردہ مطلب دونوں کا ایک ہے جبر بالفتح وسکون بائے موحدہ شکستہ را بستن و نیکو کردن حال کسے را و بزور بر کارے داشتن کسے را۔ کذا فی المنتخب۔

	وانکہ پائش در رہِ کوشش شکست	در رسید او را براق و بر نشست
ترجمہ	جہد میں ٹوٹا جو پائے اشتیاق	آگیا اُس کی سواری کو براق

شرح۔ براق پر بیٹھنے سے مراد عروج بسوئے حق ہے یا وہی براق ہے جو اہل جنت کو ملے گا اور اہل جہد کو نصیب ہوگا

	حامل دین بود او محمول شد	قابل فرمان بُد او مقبول شد
ترجمہ	حامل دین ہو گیا محمول اب	قابل فرمان ہوا مقبول اب

شرح یعنے چونکہ وہ شخص حامل احکام شریعت تھا اس لئے محمول و سوار براق ہو گیا اور چونکہ قابل اوامر الٰہی تھا اس لئے مقبول بارگاہ خداوندی بنگیا۔ تیج ہے ع ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد۔

	تاکنون فرمان پذیرفتے ز شاہ	بعد ازان فرمان رساند بر سپاہ
ترجمہ	جس نے مانا آج تک فرمان شاہ	ہو گیا اک روز سردار سپاہ

شرح یعنے حامل دین چونکہ اب تک شاہ زمین و زمان کا فرمان قبول کر رہا تھا اس لئے انجام یہ ہوا کہ خود بہت سے سپاہ کا فرمان روا بنگیا۔ یعنے ریاضت کا یہ نتیجہ ہے کہ ولی تمام جن و انس پر متصرف ہو جاتا ہے۔

	تاکنون اختر اثر کردے درو	بعد ازان باشد امیر اختر او
ترجمہ	اختر اب تک اُس میں رکھتے تھے اثر	اب ہے اختر پر وہ حاکم سر بسر

شرح۔ یعنے اب تک ستارے دحسب قاعدۂ نجوم) اس حامل دین پر اثر کر رہے تھے اور اُس کے حاکم تھے لیکن اب وہ خود حاکم ستارگان ہو گیا ہے یعنے ولی کی حکومت انس و جن سے تجاوز کرکے آسمان اور ستاروں تک پہنچ جاتی ہے

	گر ترا اشکال آید در نظر	پس تو شک داری در انشق القمر
ترجمہ	گر تجھے یہ مشکل آتا ہے نظر	پس تو پھر مشکوک ہے شق القمر

شرح یعنے اگر ستاروں پر ولی کی حکومت کا ہونا تیرے نزدیک مشکل ہے تو شاید تجکو شق القمر میں بھی شک ہے جیسا کہ بعض اہل ہوا نے شق القمر کا انکار کرکے اُس کو رسول اللہ کا معجزہ نہیں بتایا۔ وہ کہتے ہیں قمر آسمان میں پہونچنے کی وجہ سے

سارے جہان کے آدمیوں کو نظر آتا ہے۔ اگر اس کا انشقاق ہوتا تو تمام عالم اس کا مشاہدہ کر لیتا فقط اہل مکہ کی شہادت اسبات میں مقبول نہیں ہے۔ اور وہ آیتہ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَۃُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ قمر قیامت کے قریب شق ہوگا۔ ہم یہ جواب دیتے ہیں کہ انشقاق کے وقت قمر بیشک آسمان پر تھا۔ مگر اول تو ہر آدمی ہر وقت اپنی نگاہ آسمان یا چاند پر نہیں رکھتا۔ دوسرے شق ہونے کا زمانہ بہت تھوڑا سا تھا تیسرے شق القمر شب کو ہوا تھا اس لئے صرف انہی لوگوں کو دکھائی دیا جنکی اتفاقی نگاہ قمر کی جانب تھی یہ ممکن ہے کہ مکہ کے علاوہ اطراف جہان میں اور لوگوں نے شق القمر دیکھا ہو مگر اتفاقی نگاہ نہ پڑنے کے باعث اور ایک عجیب واقعہ ہونیکے سبب اکثر نے کمتر کی شہادت نہ مانی اور اُن کی تکذیب کے علاوہ ازیں آیت کریمہ وَاِنْ یَّرَوْا اٰیَۃً یُّعْرِضُوْا وَیَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ شق القمر کے منکروں کو جھٹلا رہی ہے اس آیتہ کا یہ مطلب ہے کہ منکر جب کوئی معجزہ دیکھتے ہیں تو اُس سے منہ پھیر لیتے ہیں اور اُسے چلتا جادو بتاتے ہیں۔

	تازہ کن ایمان نز از گفت زبان	اے ہوا تازہ کردہ در نہان
ترجمہ	تازہ کر ایمان مع صدق نہان	خواہشیں تازہ ہیں تیری ہر زبان

شرح۔ یعنے ایمان کو صرف زبانی قول سے تازہ نہ کر بلکہ قلبی تصدیق بھی اُسمیں شامل ہونی چاہیئے اسی کا نام ایمان کامل ہے۔

	تا ہوا تازہ ست ایمان تازہ نیست	کیں ہوا جز قفل آن دروازہ نیست
ترجمہ	گر ہے یہ تازہ تو وہ تازہ نہیں	یہ ہوا جز قفل دروازہ نہیں

شرح۔ آن دروازہ۔ یعنے دروازۂ دل اور ہوا۔ یعنے خواہش نفسانی و اعتقاد باطل۔ مولانا کا مطلب یہ ہے کہ اخبارات الٰہی میں حسب ہوا تاویل نہ کرنی چاہیئے۔ اس سے ایمان جاتا رہتا ہے کیونکہ جب تک ہوا اور اعتقاد باطل آدمی کے دل میں قایم ہے فقط اقرار زبانی سے ایمان قایم نہیں رہتا۔ اور ہوا و اعتقاد باطل دروازہ دل کا قفل ہے۔ ایمان تازہ کو دل میں داخل نہیں ہونے دیتا۔

	کردۂ تاویل حرف بکر را	خویش را تاویل کن نے ذکر را
ترجمہ	کیوں ہے یہ تاویل قرآن جلیل	اپنی ہی اصلاح کر عبد ذلیل

شرح۔ یعنے اے ہوا پرست تو خدا کے کلام مرغوب اور حرف قرآن کی غلط تاویل کرتا ہے لاحول ولا قوۃ خدا سے ڈر اور اپنی اصلاح کر۔ قرآن مجید کی تاویل اپنی خواہش نفسانی کے موافق نہ کرنی چاہیئے ورنہ کافر ہو جانیکا اندیشہ ہے اس لئے اہل کلام اور اہل تسنن کا یہ مذہب ہے کہ آیات متشابہات میں تاویل کرنے کی غرض سے آدمی خوض نہ کرے اور عقل سے کام نہ لے حرف بکر۔ کلام مرغوب و قابل پسند جس سے کلام الٰہی مراد ہے اور جسکی عقلی تاویل حرام ہے

	زیافت تاویل رکیک مگس
ترجمہ	مکھی کی ضعیف تاویل کا کھوٹ اور اُسکی برائی کا ذکر

بر ہوا تاویل قرآن میکنی | پست و کژ شد از تو معنی سَنی

ترجمہ: منگھڑت قرآن کے معنے نہ کر | یہ تری کج فہمیاں ہیں حق سے ڈر

شرح سنی بزرگ و خوب و روشن یعنے اپنا طب تو اپنے خواہش نفس کی مطابق آیات قرآن مجید کی تاویل کر کے واضح اور روشن معنوں کو خراب کرتا ہے کلام الہی کو بگاڑتا ہے لغو باتیں بناتا ہے اس لئے تو اس مکھی کے مانند ہے جو گھاس کے پتے پر بیٹھکر گدھے کے پیشاب میں تیر رہی تھی اور اپنے آپکو کشتیبان خیال کرتی تھی۔

ماند احوالت بدان طرفہ مگس | کو ہمی پنداشت خود را ہست کس

ترجمہ: ہے اسی مکھی کی صورت تیرا حال | جانتی تھی خود کو جو اہل کمال

شرح۔ یعنے تیرا حال اس مکھی کی مانند ہے جو اپنے نفس کو ایک باقدر اور باعزت چیز گمان کرتی تھی حالانکہ اسکا گمان غلط تھا

از خودی سرمست گشتہ بے شراب | ذرہ خود را شمردہ آفتاب

ترجمہ: تھی خودی سے مست بے جام شراب | ذرہ کو سمجھے ہوئے تھی آفتاب

شرح یعنے وہ مکھی اپنی خودی کے نشہ میں بغیر شراب پیئے مست ہو کر گھاس کو کشتی پیشاب کو دریا اور ذرہ کو آفتاب جانتی تھی اور اپنے آپ کو کشتیباں اور فن ملاحی کا استاد خیال کرتی تھی۔

وصف بازان را شنیدہ در زمان | گفتہ من عنقائے وقتم بیگمان

ترجمہ: وصف سن رکھا تھا بازوں کا کہیں | جانتی تھی خود کو عنقا بالیقین

شرح۔ یعنے اس مکھی نے کسی زمانہ میں بازوں (شکاری جانوروں) کا وصف سنکر اپنے نفس کو عنقائے وقت یعنے یگانۂ روزگار خیال کر لیا تہا۔ حالانکہ پچھلے اشعار سے معلوم ہو چکا ہے کہ اس کا یہ خیال سراسر غلط تھا یہی حال اس نالائق کا ہے جو اپنے آپ کو لائق سمجھکر قرآن مجید میں اپنی عقل کے مطابق تاویل کرتا ہے۔

آن مگس بر برگ کاہ و بول خر | ہمچو کشتیبان ہمے افراشت سر

ترجمہ: برگ کاہ و بول خر پر بیٹھکر | شکل کشتیبان بنی بیہودہ سر

گفت من دریا و کشتی خواندہ ام | مدتے در فکر آن مے ماندہ ام

ترجمہ: اور کہا نخوت سے مجکو سنکے ذکر | کشتی و دریا کا تہا مدت سے فکر

اینک این دریا و این کشتی و من | مرد کشتیبان و اہل رائے و فن

ترجمہ: بول خر دریا ہے کشتی گھاس ہے | میں ہوں کشتیبان [illegible]

شرح ہیں لئے یعنے پانی کی کمی دریا دلی اور کشتی کے حالات کی بابت رائے دینے والا [illegible]

بر سرِ دریا ہلیں راندا و عمد ۔۔ بینمودش این قدر بیرون زحد

ترجمہ: مارتی تھی دائیں بائیں بلبیاں ۔۔ بول خر تھا اس کو بحر بیکران

شرح: عمد جمع عمود بمعنے ستون یہاں عمود سے کشتی کی بلی مراد ہے اور مطلب اشعار یہ ہے کہ مکھی نے گھاس اور پیشاب پر بیٹھکر یہ کہا کہ میں نے کشتی اور دریا کا بیان کتابوں میں پڑھا تھا۔ لیکن مدت سے اس فکر میں تھی کہ دریا کیا چیز ہے اور کشتی کس کو کہتے ہیں آج معلوم ہو گیا کہ یہ پیشاب دریا ہے اور یہ گھاس کا پٹھا کشتی ہے اور میں کشتیباں ہوں۔ یہ مکھی پیشاب کو دریا سمجھکر خیال کی بلّی سے اپنی کشتی چلا رہی تھی۔ اور اپنے دریا کو بیکران سمجھتی تھی۔

بود بیحد آن چنین نسبت بدو ۔۔ آن نظر کو بیند اورا راست کو

ترجمہ: بول کو سمجھی تھی دریا بالیقین ۔۔ دور تھی حق سے نگاہ راست بین

شرح: اول کو مخفف کر او ثانی بمعنے کجا استفہام انکاری۔ راست بمعنے صحیح و واقعی گمیز بمعنے بول و براز۔ یعنے اس مگس کی اتنی نظر کہاں تھی کہ پیشاب خر کو صحیح اور واقعی طور پر پیشاب ہی سمجھتی۔ بلکہ وہ تو دریا جان رہی تھی

عالمش چندان بود کش بینش ست ۔۔ چشم چندین بحر ہم چندینش ست

ترجمہ: سوجھتا اتنا ہے جتنی ہے نظر ۔۔ بحر مقدار نظر ہے اے بشر

شرح: یعنے عالم مگس اسی قدر ہے جسقدر اس کی نظر ہے اور جس قدر اس کی نظر ہے اتنی قدر اُس کا دریا ہے۔ مطلب یہ کہ ہر چیز کا ادراک اُس کے علم اور نظر کے مطابق ہے۔ فکر ہر کس بقدر ہمت اوست۔ مگس کے تخصیص حکایت کے باعث ہے ورنہ یہ حکم عام ہے کیونکہ عالم دنیا اُس شخص کی آنکھوں میں جسکے بینش کم ہے۔ فراخ معلوم ہوتا ہے اور جنکی بینش فراخ ہے اُن کی آنکھوں میں یہ عالم نہایت تنگ ہے کیونکہ وہ عالم حقیقی کو دیکھتے رہتے ہیں اس لئے آیا ہے الدنیا سجن المؤمن۔ عارف اس جہان تنگ سے ہمیشہ بیزار رہتے ہیں اور اُس وسیع اور پرفضا عالم کی بہاریں دیکھتے رہتے ہیں۔ جس کا نام عالم قدس اور عالم الٰہی ہے۔

صاحب تاویل چون باطل مگس ۔۔ وہم او بول خر و تصویر خس

ترجمہ: صاحب تاویل ہے گویا مگس ۔۔ وہم اُس کا بول خر۔ تصویر خس

شرح: یعنے قرآنمجید میں تاویل کرنے والے کا وہم بول خر ہے اور اُس کی تصویر یعنے تاویل برگ کاہ ہے جو بول خر پر تھا۔ نیز ممکن ہے کہ تصویر خس کو مع اضافت پڑھا جائے اس وقت تصویر بمعنے مانند ہوگا لفظ وہم مبتدا ہے اور بول خر و تصویر خس خبر یعنے تاویل کرنے والے کا وہم بول خر اور خس کے مانند ہے۔

گر مگس تاویل بگذارد برائے ۔۔ آن مگس را بخت گرداند ہمائے

ترجمہ: چھوڑ دیگی وہم گر تاویل کا ۔۔ اُس مگس کو بخت کر دیگا ہما

شرح۔ یعنے مگس (دنی الطبع اور ضعیف الرائے آدمی) اگر قرآنمجید میں تاویل کرنی چھوڑ دے تو ہما بنجائے یعنے

مرتبہ کمال اور قرب الٰہی تک پہنچ جائے - قرآن مجید میں اپنی رائے سے تاویل کرنی حرام اور قریب کفر ہے -

آن نگس نبود کش این غیرت بود	روح او نے در خور صورت بود	
جس میں یہ غیرت ہو وہ کمی نہیں	روح ہے صورت سے اچھی بالیقین	ترجمہ

شرح بعض نسخوں میں بجائے غیرت عبرت ہے یعنے جس شخص کو تاویل باطل سے غیرت و شرم یا عبرت و خوف ہو وہ خواہ بظاہر کیسا ہی حقیر نظر آتا ہو مگر فی الواقع نگس نہیں ہے بلکہ سمجھا ہے اور اس کی روح اس کی صورت حقیر کے لائق نہیں ہے - کیونکہ صورت ایک فانی اور ظلماتی چیز ہے اور روح نورانی مطلب یہ ہے کہ یہ نگس (یعنے انسان) اگر تاویل کو چھوڑ کر کسی کامل کا اتباع کرے تو نگس خسیس نہیں رہتا بلکہ مرشد کامل بنجاتا ہے اور صحیح روح اس کے جسم اور صورت حقیر میں بہت بڑا کام کرتی ہے - جو حسب ظاہر لائق صورت نہیں ہوتا -

ہمچو آن خرگوش کو بر شیر زد	روح او کے بود اندر خور قد	
شیر کو خرگوش سے پہنچی جو زد	روح اس کی تھی بڑی چھوٹا تھا قد	ترجمہ

شرح - اندر خورد - بمعنے لائق - اور بر شیر زد - بمعنے با شیر جنگ کرد یعنے جس طرح خرگوش نے باوجود حقیر جانور اور کوتاہ قد ہونے شیر کو مار دیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی روح اس کے قد کے لائق نہ تھی - بلکہ جسم و صورت اور قد پر غالب تھی - ورنہ یہ بات عقل سے خارج ہے کہ خرگوش شیر کو مار ڈالے) اس طرح تارک تاویل خواہ کیسا ہی حقیر معلوم ہوتا ہو مگر اتباع مرشد کامل سے اس کی روح قوی ہو جاتی ہے اور خود مرشد بنجاتا ہے -

رنجیدن شیر از دیر آمدن خرگوش		
خرگوش کے دیر میں آنے سے شیر کا رنجیدہ ہونا		ترجمہ

شرح - اس حکایت کا نتیجہ بطور معنوی یہ ہے - کہ نفس امارہ اپنی مخالفت سے عقل کو سرزنش کیا کرتا ہے اور اس کو اپنے دام میں لانا چاہتا ہے -

شیر میگفت از سر تیزی و خشم	کز رہ گوشم عدو بر بست چشم	
کہہ رہا تھا شیر خشم و جوش سے	ہو گیا اندھا ہیں راہ گوش سے	ترجمہ

شرح میم مضاف الیہ چشم ہے اور رہ گوش سے مراد نخچیروں کے وعدے ہیں یعنے خرگوش کے دیر میں آنے سے جھلا کر یہ کہا کہ نخچیروں کے جھوٹے وعدوں نے مجھے مصیبت میں ڈالدیا ہے -

مکرہائے جبریانم بستہ کرد	تیغ چوبین شان تنم را خستہ کرد	
جبریوں کے مکر سے بستہ ہوں میں	کاٹھ کی تلوار سے خستہ ہوں میں	ترجمہ

شرح - جبری سے نخچیر - اور تیغ چوبین سے قول باطل اور ان کا مکر مراد ہے جو روزینہ کے متعلق تھا -

	زان سبس من نشنوم آن دمدمہ	بانگ دیوان ست وغولان آنہمہ
ترجمہ	میں نہیں سننے کا اُن کا مکر اب	دیووں اور غولوں کی ہے آواز سب

شرح دمدمہ مکر وفریب قول باطل جو شیاطین وغول کی آواز کے مانند ہے غول جن یا دیو کو کہتے ہیں - لیکن غول کے واقعی معنے یہ ہیں کہ کل ما اغتال الانسان واہلکہ فہو غول یعنے جو انسان کو ہلاک کرنیکے لئے فریب دے وہ غول ہے اور آوازِ شیطان سے الشیطان یعدکم الفقر شیطان تمکو محتاجی کا وعدہ دیتا ہے معنوی طور پر صحیح مراد ہے -

	بر دران ایدل تو ایشان را ابیت	پوست شان بر کن کز شان جز پوست نیست
ترجمہ	پھاڑ ڈال لے دل یہ کس کے دوست ہیں	پوست کھینچ اُن کی کہ بالکل پوست ہیں

شرح - شیر نے اپنے دل سے خطاب کیا ہے یعنے ایدل صبر نہ کر اور ان نخچیروں کو پھاڑ ڈال اور ان کی کھال کھینچ لے کیونکہ ان میں بجز پوست وفا کے معنے نہیں پائے جاتے یہ بیمغز اور وعدہ خلاف ہیں -

	پوست چہ بود گفتہائے رنگ رنگ	چون زرہ بر آب کش نبود درنگ
ترجمہ	پوست کے مانند ہیں باتوں کا رنگ	نقش ہے پانی کا فانی بے درنگ

شرح - یہاں سے مقولہ مولانا قدس سرہ شروع ہے یعنے ہماری مراد پوست سے گفتگوئے رنگا رنگ ہے جسکو نقش بر آب کی طرح ثبات نہیں رہے - زرہ بمعنے نقش وحلقہ ہے اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ چرب زبانی اور شیریں بیانی کے اور رنگا رنگ الفاظ کا زیادہ استعمال کرتے ہیں وہ فی الواقع مہمل اور بیمغز ہوتے ہیں -

	این سخن چون پوست معنے مغز دان	این سخن چون نقش ومعنے ہمچو جان
ترجمہ	ہے سخن اک پوست معنی مغز ہے	ہے سخن اک نقش معنی مغز شے

شرح - یعنے کلام بمعنے اور وعدہ خالی از وفا نقش دیوار کی مانند ہے لیکن عوام اور خواص کے مقالات اور کلام میں فرق ہے - جو آئندہ شعر میں بیان کیا گیا ہے -

	پوست باشد مغز بد را عیب پوش	مغز نیکو را ز غیرت غیب پوش
ترجمہ	پوست ہے گویا بدی کا عیب پوش	اور نیکوں کے لئے ہے غیب پوش

شرح یعنے معنے بد کے لئے الفاظ عیب پوش ہیں مطلب یہ کہ عوام کے الفاظ لطیف معانی بد کو چھپائے رہتے ہیں یعنے اُن کی باتیں اور اُن کے وعدے ایسے خوبصورت الفاظ میں ہوتے ہیں کہ سامع کو صدق وصفا کا یقین آجاتا ہے مگر فی الواقع ایسا نہیں ہوتا - اور معنے نیک کے لئے الفاظ پردہ پوش نہیں ہیں بلکہ اُن کے لئے شرم وغیرت لباس غیبی ہے - یعنے خواص کے لئے مادہ شرم وغیرت خلعت اور انعام الٰہی ہے اُن کی غیرت اُن کے وعدہ کو پورا کرا کر رہتی ہے وہ اپنی بات کی شرم رکھتے ہیں اور وعدہ کو وفا کرتے ہیں - صرف لفاظی سے کام نہیں لیتے غیب پوش پوشش غیب یعنے لباس غیبی - نیز ممکن ہے کہ مغز بد سے خود بد شخص اور مغز نیک سے شخص نیک

مراد ہو۔ اس صورت میں یہ مطلب ہو گا کہ بمعرفت آدمی کے لئے اُس کا بدن اُس کا عیب پوش ہے کہ اُس کو آدمیوں میں شمار کرا دیتا ہے۔ اور بامعرفت آدمی کے لئے غیرت الٰہی لباس غیبی ہے کہ اُس نے عارف کو عوام کی آنکھوں سے چھپا رکھا ہے۔ چونکہ اولیاء اللہ معشوق ذات حق ہیں اس لئے غیرت الٰہی اس بات کی مقتضی ہوئی کہ اُن کو اغیار کی آنکھوں سے چھپایا جائے جس طرح آدمی اپنے معشوق کو غیروں سے چھپاتا ہے۔

	چون قلم از باد بُد دفتر ز آب	ہر چہ بنویسی فنا گردد شتاب
ترجمہ	جب قلم ہو باد اور دفتر ہو آب	جو لکھے گا تو مٹے گا وہ شتاب
	نقش آبست ار وفا جوئی ازان	باز گردی دستہا خود گزان
ترجمہ	نقش آبی میں وفا کیا پائیگا	دیکھیو پچھتائیگا پچھتائے گا

شرح مقولۂ عوام کی تمثیل ہے اور بد بمعنے بود ہے یعنے تو ہوا کو قلم اور پانی کو کاغذ سمجھکر جو کچھ لکھے گا وہ فوراً مٹ جائیگا۔ اسی طرح عوم کے جھوٹے وعدوں کو سمجھنا چاہیئے اگر تو اُن کی وفاداری پر بھروسا کریگا تو انجام کار اپنے ہاتھ کاٹ کاٹ کھائیگا۔ اور پشیمان ہوگا کچھ ہات نہ آئیگا۔ اور انجام کار پچھتائے گا۔

	باد در مردم ہوا و آرزوست	چون ہوا بگذاشتی پیغام ہوست
ترجمہ	بادِ انسان ہے ہوا و آرزو	اس سے درگزرے تو ہے پیغام ہو

شرح یعنے لفظ باد سے جو پہلے مصرع میں ہے آدمیوں کی خواہش نفسانی اور بُری آرزو مراد ہے۔ جو فنا ہونیوالی ہے جب آدمی نے اسکو چھوڑ دیا اور اوامر الٰہی بجالایا تو یہ جنر مشاہدۂ الٰہی دیگا۔ ہو۔ مقام مشاہدہ۔

	خوش بود پیغامہائے کردگار	کو ز سر تا پائے باشد پایدار
ترجمہ	اچھے ہیں پیغامہائے کردگار	لایزال و باوفا و پائے دار

شرح پیغامہا سے تجلیات الٰہی مراد ہیں جو ہر وقت عارف کو اپنی طرف بُلاتی ہیں دوسرے معنے یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ ہوائے نفسانی خدا تک پہنچنے اور کلام الٰہی سننے سے مانع ہے جس نے اس کو چھوڑ دیا گویا اس نے بلا اسطہ صوت و حرف کلام الٰہی کو سن لیا۔ مگر چونکہ مشاہدۂ تجلیات الٰہی و استماع کلام۔ بلا استماع کلمات انبیا و اولیا۔ عمل صالح غیر ممکن ہے اسی لئے مولانا کلمات انبیا و اولیا کی تعریف کرتے ہیں۔ اور [illegible]

	خطبۂ شاہان بگردد وان کیا	جز کیا و خطبہائے انبیا
ترجمہ	خطبۂ شاہان کا کچھ سے کچھ ہے حال	خطبہائے انبیا ہیں لازوال

شرح ۔ کیا۔ بمعنے پہلوان و خداوند و پاکیزہ۔ پہلے مصرع میں کیا بمعنے پہلوان و خداوند ہے اور دوسرے میں بمعنے پاکیزہ اور گردد بمعنے متغیر شود ہے اور وان کیا شاہان پر معطوف ہے یعنے بادشاہوں اور تمام خداوندان [illegible]

کے خطبے اور کلمات اُن کے زوال اور مرجانے سے متغیر ہو جاتے ہیں مگر انبیاؑ اور اولیاؒ کے خطبے اور کلمات قیامت تک قائم رہینگے -

	زانکہ بوش بادشاہان از ہوست	بارنامۂ انبیا از کبریاست
ترجمہ	بادشاہی کروفر ہے سب ہوا	انبیا کی شان ہے شانِ خدا

شرح - بوش کروفر - بارنامہ - تجمل وحشمت ومباہات واجازت نامہ یعنے بادشاہوں کا کروفر اور اظہار عظمت وہیبت خواہش نفسانی کی طرف سے ہے اور انبیاء کا تجمل اللہ تعالےٰ کی جانب سے اس لئے اس کو زوال ہے اور یہ بے زوال بس تو لم یزل ولایزال کے مشاہدۂ تجلی کے لئے انبیاؑ و اولیاؒ کے کلمات پر عمل کرنا ضروری ہے

	از درمہا نام شاہان برکنند	نام احمد تا قیامت میزنند
ترجمہ	نام شاہاں سکہ سے ہوتا ہے حک	سکۂ احمد رہے گا حشر تک

شرح - یعنے بادشاہوں کے نام انقلاب سلطنت کے وقت سکہ سے مٹا دیئے جاتے ہیں لیکن حضرت احمد کا نام قیامت تک نقش ہوتا رہیگا - اور الواح اور کتب میں برابر لکھا جائیگا - کیونکہ ان کی شریعت قیامت تک رہیگی

	نام احمد نام جملہ انبیاست	چونکہ صد آمد نود ہم پیش ماست
ترجمہ	نام احمدؐ کا ہے نامِ انبیا	سو میں نوّے بھی ہیں داخل اے فتا

شرح - یعنے جس طرح سو کا عدد نوّے کو محیط ہے اور نوّے سو میں داخل ہیں اسی طرح ذات احمدی تمام انبیا کے ذاتوں کو محیط ہے یعنے اُن میں جتنے کمالات الگ الگ تھے آپ میں بطور مجموعہ ہیں اور انبیا ؑ میں احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال ایسی ہے جیسے تاروں میں چاند کہ تمام تاروں کی حقیقت کو محیط ہے - جب چاند نکلتا ہے تاروں کے نور کو ڈھانک لیتا ہے اسی طرح آپ کی ذات نے تمام انبیا کی ذات اور آپکی شریعت نے تمام شریعتوں کو ڈھانک لیا ہے - حقیقت محمدیہ جامع جمیع حقایق اور فیض رسان تمام خلائق اور ولایت محمدی جامع جمیع ولایت اور مقام جامع جمیع مقامات اور نبوت ورسالت جامع جمیع نبوت ورسالت ہے - غرضیکہ آپ تمام موجودات کے لئے علت غائی ہیں -

	این سخن پایان ندارد اے پسر	قصۂ خرگوش گو و شیر نر
ترجمہ	اے پسر بے انتہا ہے یہ سخن	قصۂ خرگوش و شیر اب ہم سے سُن

ہم دربیان مکر خرگوش و تاخیر او در رفتن

ترجمہ	خرگوش کے مکر اور شیر کے پاس جانے میں اُسکی تاخیر کا بیان

	در شدن خرگوش بس تاخیر کرد	مکر را با خویشتن تقریر کرد
ترجمہ	جانے میں خرگوش نے تاخیر کی	دل ہی دل میں مکر کی تقریر کی

شرح ۔ یعنے چونکہ مکر کو اپنی نفس میں اچھی طرح گانٹھ رہا تھا اس لئے شیر کے پاس جانے میں خرگوش کو دیر ہوگئی ۔

	در رہ آمد بعد تاخیر دراز	تا بگوش شیر گوید یک دو راز
ترجمہ	اور چلا پھر بعد تاخیر دراز	تا کہ کہدے شیر سے دو ایک راز

شرح ۔ راز سے وہی مکر مراد ہے جو خرگوش نے سوچا تھا ۔ اس سے یہ بات نکلتی ہے کہ صاحب عقل معاذ مشکل کام میں جلدی نہیں کرتا کیونکہ التانی من الرحمن والتعجیل من الشیطان ۔ آہستہ کام رحمان کا اور جلدی کام شیطان کا

	تا چہ عالم ہاست در سودائے عقل	تا چہ باپہناست ایں دریائے عقل
ترجمہ	ہے عجب کچھ عالم سودائے عقل	ہے عجب کچھ وسعت دریائے عقل

شرح ۔ چونکہ خرگوش نے اپنے عقل سے ایک مکر تراش کر شیر کو ہلاک کر دیا اس لئے مولانا قدس سرہ عقل کی تعریف کرتے ہیں یعنے عقل بشری کی فکر میں کسقدر عجیب عجیب عالم ہیں مثلاً عالم ادراک ۔ عالم تدبیر ۔ عالم تصور عالم تصدیق عالم یقین ۔ عالم معرفت وغیرہم اور کس قدر عجیب وغریب احکام اس سے صادر ہوتے ہیں اور دریائے عقل کسقدر با فراخ ہے بعض نسخوں میں تا چہ پہنا ہاست ہے سودا بمعنے فکر پہنا فراخی وفراخ ۔ نیز ممکن ہے کہ عقل سے مراد عقل کل یعنے ذات حق ہو ۔ اس وقت سودا بمعنے متاع لغت ترکی ہوگا یعنے متاع قدرت حق میں کس قدر عالم ہیں کیونکہ تمام عالم تعینات حق ہیں اور قدرت حق سبحانہ وتعالیٰ میں کس قدر وسعت ہے کہ تمام تعینات کو قبول کئے ہوئے ہے ۔

	بحر بے پایان بود عقل بشر	بحر را غواص باید اے پسر
ترجمہ	بحر بے پایان ہے اک عقل بشر	چاہیئے غوطہ لگانا اے پسر

شرح کیونکہ بلا غواصی دریا میں سے موتی نہیں نکل سکتے ۔ اسی طرح جب تک آدمی عقل کے دریا میں غوطہ نہ لگائیگا یعنے عقل سے کام نہ لیگا ۔ اُس کو کچھ حاصل نہ ہوگا نیز ممکن ہے کہ عقل بشر کے مابین مضاف محذوف ہو اور عقل سے مراد ذات حق ہو یعنے ذات خالق بشر کس قدر دریائے بے پایان ہے اس کو اس دریا میں غوطہ لگانا یعنے واقف اسرار ہونا چاہیئے ۔ جبتک اس دریا میں غوطہ نہ لگایا جائیگا گوہر مقصود ہرگز نہ ملیگا ۔

	صورت ما اندرین بحر عذاب	میدود چون کاسہا بر روئے آب
ترجمہ	بحر شیریں میں ہے صورت اس طرح	آب پر ہوتا ہے پیالہ جس طرح
	تا نشد پُر بد سر دریا چو طشت	چونکہ پر شد طشت در وے غرق گشت
ترجمہ	جس گھڑی تک پُر نہ تھا پانی پہ تھا	ہوگیا جھٹ غرق جب پُر ہوگیا

شرح صورت سے مراد وجود ہے اور عذاب یا تو مفرد لفظ ہے بمعنے شیریں یا مرکب ہوکر عذاب آب کا مخفف ہے ۔ عذب میٹھا پانی یعنے ہمارا وجود عقل کے دریائے شیریں میں ایسا ہے ۔ جیسا پانی پر پیالہ کہ جب تک نہ

بھر جائیگا دریا کے سرپر طشت کی طرح تیرتا رہیگا۔ اور جب بھر جائیگا تو طشت کی طرح غرق ہو جائیگا۔ مطلب یہ کہ ہمارا وجود دریائے عقل میں اوپر ہی اوپر تیرتا پھرتا ہے۔ عقل کا پانی اُس میں داخل نہیں ہوا۔ ورنہ فکر معاش میں منہمک نہ ہوتا۔ لیکن جس وقت اس میں عقل کا پانی داخل ہوگا۔ تو یہ دریائے عقل میں غرق ہو جائیگا۔ اور اس وقت عقل وجود کو معاصی کی اجازت ہرگز نہ دیگی۔ کیونکہ عقل ہرگز بُری باتوں کی طرف نہیں لگاتی بحر عقل میں غرق ہوتا گویا مرتبہ عقل کل حاصل کرنا اور اُس تک پہنچ جانا ہے۔ نیز ممکن ہے کہ بحر عذاب سے ذات حق مراد ہو۔ یعنے ہمارے تعینات دریائے ذات میں پانی کی طرح تیرتے ہیں جبتک عشق حقیقی سے خالی ہیں بحر ذات سے باطنی تعلق قایم نہیں ہوتا اور جس وقت عشق ذات سے پُر ہو گئے تو بحر ذات میں غرق ہو کر مرتبۂ فنا فی اللہ حاصل کر لیتے ہیں۔

	عقل پنہان ست وظاہر عالمے		صورتِ ماموج یا از وے نمے
ترجمہ	عقل پوشیدہ ہے اور ظاہر ہیں ہم		نقش صورت موج ہے یا اُس کی نم

شرح یعنے بحر عقل مخفی ہے اور عالم کی صورت ظاہر ہے اور ہمارا وجود دریائے عقل کی ایک موج یا کچھ نمی ہے۔ بس تو اس ظاہر کو اُس طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ یا یہ کہ ذات حق مخفی ہے اور ہمارا تعین اس دریا کا قطرہ ہے۔ اس لئے قطرہ کو دریائے عشق کا جز بنانا چاہیئے۔

	ہرچہ صورت می وسیلت سازدش		زان وسیلت بحر دور اندازدش
ترجمہ	ڈھونڈ لاتی ہے جو صورت بالضرور		وہ وسیلہ بحر سے کرتا ہے دور

شرح۔ لفظ سازدش کے متعلق ہے۔ یعنے وجود اگر کسی جسمانی چیز کو بحر عقل اور مرتبۂ عقل کل تک پہنچنے کا وسیلہ بنائیگا۔ تو اُس وسیلہ کی برائی کے سبب بحر عقل اُس کو اپنے سے دور پھینکدیگا۔ بس تو یہ چاہیئے کہ اس معاملہ میں نورانی چیز مثلاً ریاضت وکشف کو وسیلہ بنائے یا یہ کہ وسیلہ بنانے سے کسی غیر چیز کی عبادت مراد ہے کہ اُسے عابد ذریعۂ تقرب ذات حق سمجھے۔ چنانچہ کافروں کا مقولہ ہے مانعبدہم الالیقربونا الی اللہ۔ زلفے یعنے کافروں کا مقولہ ہے کہ ہم بتوں کو صرف اسی لئے پوجتے ہیں کہ اُن کی عبادت کے وسیلہ سے خدا کا قرب حاصل ہو جائے

	تانہ بیند دل دہندہ راز را		تانہ بیند تیر دور انداز را
ترجمہ	تا نہ پائے پھر وہ مخفی راز کو		تا نہ دیکھے تیر دور انداز کو

شرح۔ یعنے بحر عقل اس کو اتنی دور پھینکیگا کہ اس کا دل عطا کنندہ اسرار یعنے اللہ کو ہرگز نہ دیکھ سکیگا اور اُس کو دور پڑا ہوا تیر یعنے تیر معرفت نظر نہ آئیگا۔ (دور انداز بمعنے دور انداختہ) کیونکہ اس نے جب بحر عقل ہی میں غوطہ نہیں لگایا۔ تو اسرار معرفت کیونکر حاصل ہونگے۔ یا یہ کہ ذات حق اُس کو اپنے سے دور پھینکدیگی فائدہ عقل کل اور کلی کنایہ از جبریل و نور محمدؐ ہی وعرش اعظم اور اسی کو عقل اوّل کہتے ہیں۔ اور عقل فعّال کنایہ فقط جبرئیل سے ہوتا ہے اور مطلق عقل نفس انسان میں ایک ایسی قوت کا نام ہے کہ انسان اُس کے ذریعہ سے دقایق اشیا میں تمیز کر سکتا ہے اور اسی کو نفس ناطقہ بھی کہتے ہیں۔ مگر مولانا کے نزدیک عقل وجان یعنے ذات حق بھی ہے۔

اسپ خود را یاوہ داند از ستیز　　میدواند اسپ خود در راہ تیز

ترجمہ　گم شدہ کہتا ہے اپنے اسپ کو　　اور سوار اسپ ہے خود اسپ جو

شرح یضمون سابق کو بطور تمثیل بیان کرتے ہیں یعنے جو شخص مرتبۂ عقل کل کی رسائی یا تقرب ذات حق کے لئے کسی جسمانی قوت یا عبادت عمیر کو وسیلہ بناتا ہے۔ اسکی ایسی مثال ہی جیسا کہ اپنے گھوڑے کو کوئی شخص حماقت یا غفلت کے باعث ناپدید اور گم شدہ جانے حالانکہ خود اُس گھوڑے پر سوار ہو یہی حال اُس شخص کا ہی جو مرتبۂ عقل کل کی رسائی کیلئے جسمانی قوت کو وسیلہ بناتا ہی حالانکہ وہ خود مرکب عقل نورانی پر سوار ہی یعنی عقل جزئی جسکی طرف پہلے شعر میں صورتِ ما معوج یا از دیگرے بنی۔ کا اشارہ کیا گیا ہے اُسکے پاس موجود ہی خلاصہ یہ کہ آدمی ریاضت و کشف اور عقل جزئی کے وسیلہ سے مرتبۂ عقل کل تک پہنچ سکتا ہی جسمانی وسائل کی کچھ ضرورت نہیں ورنہ اُس سے رسائی ممکن ہی نیز تقرب ذات حق کیلئے وسیلہ جسمانی غیر ضروری ہیں کیونکہ ذات حق ہر دم جو یا کی پاس ہے غفلت اور عقل سے لڑائی ہے کہ اس کو اپنے سے دور سمجھ رکھا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے نحن اقرب الیہ من حبل الورید۔ ہم اپنے بندہ کی طرف اُس کی رگ گردن سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ یاوہ گم و ناپدید۔ کھوئی ہوئی چیز غائب غول

اسپ خود را یاوہ داند آن جواد　　اسپ خود او ر اکشان کردہ چو باد

ترجمہ　اسپ کو گم گشتہ کہتا ہے مگر　　اسپ لیجاتا ہے اُس کو کھینچکر

شرح۔ یعنے وہ اپنے گھوڑے کو گم شدہ جانتا ہے۔ حالانکہ وہ تیز رفتار ہے اور اُس کو ہوا کی طرح کھینچے لئے جاتا ہے۔ یہی حال اُس کا ہے جو اپنی عقل جزوی کو جو نورانی ہے) کُند جانتا ہے اور مرتبۂ عقل کل تک کی رسائی یا وصول ذات حق کے لئے وسائل ڈھونڈ رہا ہے حالانکہ عقل جزوی خود اُس کی رہبر ہے جواد اسپ تیز رفتار۔ اس شعر میں لفظ جواد مبدل منہ ہے۔ اور دوسرے مصرع میں لفظ اسپ اس کا بدل واقع ہوا ہے۔

در فغان و جستجو آن خیرہ سر　　ہر طرف پرسان و جویان سر بسر

ترجمہ　ہے اُسے ہر دم فغان و جستجو　　سو بسو پرسان و جویان کو بکو

کانکہ دزدید اسپ ما را کو و کیست　　اینکہ زیر ران تست ای خواجہ چیست

ترجمہ　یعنے ایسا کون ہے گھوڑے کا چور　　زیر ران کیا ہے بتا اے مرد کور

شرح۔ یعنے وہ سوار خیرہ سر (بیہودہ و پریشان و سرکش) دربدر اپنے گھوڑے کو ڈھونڈتا پھرتا ہے اور یوں کہتا ہے کہ جس نے ہمارا گھوڑا چرا لیا ہے وہ کہاں ہے اور کون ہے لیکن اس کے جواب میں اُس سے یہ کہنا چاہیئے کہ حضرت سلامت جس پر آپ سوار ہیں یہ کیا چیز ہے یہی تو وہ گھوڑا ہے جسکو ڈھونڈ رہے ہو۔ مطلب یہ کہ عقل جزوی ہر وقت آدمی کے پاس ہے مگر وہ اس سے غافل ہے اگر ریاضت کرے اور اُس کو کام میں لائے۔ تو عقل کل اور ذات حق تک واصل ہو سکتا ہے۔ کیونکہ جزو تابع کل ہے۔

آرے این اسپست لیکن آن اسپ کو　　با خود آ اے شہسوار اسپ جو

ترجمہ　ہے ترا گھوڑا یہی لے یاوہ گو　　ہوش میں آ شہسوار اسپ جو

شرح - یعنے جس گھوڑے پر تو سوار ہے یہ گھوڑا تیرا ہی تو ہے لیکن پھر بھی ازراہ غفلت تو یہی کہے جاتا ہے کہ وہ گھوڑا کہاں گیا - اے شہسوار اسپِ جُو یعنے آپے میں آ اور عقل سے کام لے اس شعر میں غائب سے حاضر کی طرف انتقال کیا گیا ہے جو عین فصاحت ہے اور لفظ لیک کے بعد حسب ذیل قرینہ مقام لفظ میگوی محذوف ہے -

	وصفہا را مستمع گوید براز	تا شناسد مرد اسپِ خویش باز
ترجمہ	وصف کہہ دیتا ہے سامع سر بسر	تاکہ ہو مالک کو گھوڑے کی خبر

شرح یعنے جو سوار اپنے گھوڑے کے اوصاف (مثلاً رنگ قد رفتار عمر وغیرہ) بیان کر کے اُس کو ڈھونڈیگا تو سُننے والا بتائیگا کہ جس گھوڑے کے یہ اوصاف ہیں وہ یہی ہے جس پر تو سوار ہے - یہی حال اُس شخص کا ہے جو مرکب عقل جزوی پر سوار ہو کر مرتبہ عقل کلی یا ذات حق کو ڈھونڈ رہا ہے کشف اُس کو بتا دیگا - کہ تیرا مطلوب تیرے پاس ہے - یعنے بشرط عقل جزوی کو عمل میں لانے سے عقل کلی اور ذات حق اور مطلوب دلی تک ضرور واصل ہو جائے گا - مستمع سے کشف اس لئے مراد لیا گیا ہے کہ جس طرح مستمع (سننے والا) مدرک ہوتا ہے اسی طرح کشف بھی مدرک اشیاء ہے بلکہ کشف کا ادراک مستمع کے ادراک سے بدرجہا بڑھا ہوا ہے کیونکہ مستمع صرف اصواتِ موجودات کا ادراک کر سکتا ہے اور کشف غیر محسوسات اور پوشیدہ چیزوں تک کو حاوی ہے اور راز کی قید اس لئے ہے کہ لوگوں پر سوار کی حماقت کا اظہار نہ ہو - یہ بھی ممکن ہے کہ اسپ سے روح اور سوار سے بدن مراد ہو اس وقت ان تمام اشعار کا یہ مطلب ہوگا - کہ انسان اپنی روح یا جان (ذات حق) کو جابجا ڈھونڈتا پھرتا ہے حالانکہ اُس کی روح اس کے پاس موجود ہے

	در درونِ خود بیفزا درد را	تا ببینی سبز و سرخ و زرد را
ترجمہ	دے جگہ پہلو میں اپنے درد کو	تاکہ دیکھے سبز و سرخ و زرد کو

شرح یعنے دل میں عشق الٰہی پیدا کر تاکہ تجھ پر صفات متضادہ حق مکشوف ہو جائیں - یہاں سے مولانا قدس سرہ نے بیان ذات الٰہی اور اوصاف کی طرف انتقال کیا ہے سبز و سرخ و زرد اللہ تعالیٰ کی مختلف صفتیں مراد ہیں -

	جان ز پیدائی و نزدیکیست گم	چون شکم پر آب و لب خشکے چو خم
ترجمہ	جان ظہور و قرب کے باعث ہے گم	جس طرح پر آب اور لب خشک خم

شرح چون تعلیل کے لئے ہے اور چو حرف تشبیہ ہے بعد چو خم لفظ گم کے متعلق ہے یعنے ذات حق غایت ظہور اور غایت قرب کے سبب مخفی ہے جس طرح آفتاب پر غایت روشنی کے سبب آنکھ نہیں ٹھہرتی - اسی طرح اُس کو بھی چشم بشر نہیں دیکھ سکتی - اور جس طرح غایت قرب کے باعث آدمی کو اس کی پتلی نظر نہیں آتی - اسی طرح ذات حق نہیں دکھائی دیتے اس کی مثال ایسی ہے جیسا کہ خم کہ اُس کے پیٹ میں پانی ہے اور لب خشک ہے یعنے باوجودیکہ مٹکے میں پانی موجود ہوتا ہے مگر نظر نہیں آتا - اسی طرح ذات حق جمیع موجودات میں موجود ہے لیکن نظر سے پنہاں ہے -

	کے ببینی سرخ و سبز و بور را	تا نہ بینی پیش ازاں سہ نور را
ترجمہ	رنگ سرخ و سبز کیا آئے نظر	تین نوروں کو نہ دیکھے گر بشر

شرح بور رنگ سرخ مائل بتیرگی۔ یعنے اے مخاطب تو طرح طرح کے رنگ اور مختلف شکلیں ہرگز نہیں دیکھ سکتا۔ جب تک پہلے تین طرح کے نور نہ دیکھ لے۔ اوّل نور بصر۔ دوم نور شمس یا نور قمر سوم نور شمع وچراغ وغیرہ آدمی کو جب تک یہ دو تین نور اکٹھے نہ ہوں کچھ نہیں دکھائی دیتا۔ ان اشعار میں مولانا تفہیم کے لئے نور ذات کو نور خارج سے تشبیہ دیتے ہیں۔ اور مقصود یہ ہے کہ بلا واسطۂ نور ذات حق تعالےٰ آدمی بالکل اندھا اور کور ہے۔ اسرار معرفت کو ہرگز نہیں دیکھ سکتا ایخدا اے آسمانوں اور زمین کے نور۔ تو ہماری آنکھوں کو اپنے نور سے روشن کردے۔

	لیک چون در رنگ گم شد ہوش تو	شد ز نور آن رنگہا روپوش تو
ترجمہ	رنگ میں گم ہو گئے جس وقت ہوش	آگیا آنکھوں کے آگے پردہ پوش

شرح۔ یعنے جب اشکال اور الوان میں تیری عقل محو ہوگئی۔ تو یہ الوان و اشکال اس نور کی جانب سے تیرے منہ کا پردہ بنجائینگے۔ مطلب یہ کہ جب تو ظاہری صورت پر مفتوں ہوگیا تو مشاہدۂ نور حق سے محروم رہیگا۔ حالانکہ اشکال کا دیکھنا اس لئے تھا کہ اُن سے مشاہدۂ نور ذات یعنے صانع اشکال حاصل ہو۔

	چونکہ شب آن رنگہا مستور بود	پس بدیدی دید رنگ از نور بود
ترجمہ	شب کو جتنے رنگ تھے مستور تھے	کیونکہ دیدے رات کو بے نور تھے
	نیست دید رنگ بے نور برون	ہمچنیں رنگ خیال اندرون
ترجمہ	سوجھتا کیا ہے بجز نور برون	ہے یہی حال خیال اندرون

شرح۔ یعنے چونکہ رات کو الوان و اشکال پوشیدہ رہتے ہیں اس لئے بلا وسیلۂ شمع وچراغ نظر نہیں آتے۔ اس سے معلوم ہوا کوئی رنگ یا شکل بلا نور خارج نظر نہیں آسکتی اور یہی حال شکل اور رنگ خیال باطن کا ہے کہ یہ بھی بلا نور ذات نہیں دکھائی دیتے یعنے جب تک نور ذات دل میں نہ ہو ہم دل کے خیال کی صورت نہیں دیکھ سکتے۔ کہ اچھی ہے یا بُری البتہ نور ذات جب دل میں ہوگا تو اچھے خیال کو اچھا دیکھا جائیگا۔ اور بُرے کو بُرا مطلب یہ کہ خیال حق اور خیال باطل کی تمیز بلا حصول نور قلبی میسر نہیں ہوتی۔ بلکہ آدمی غلطی میں پڑکر اچھے کو بُرا اور بُرے کو اچھا سمجھ لیتا ہے۔ چنانچہ کفّار و فسّاق کا حال ملاحظہ کرنا چاہیئے۔ جس طرح خیال باطل کی صورت بلا نور ذات مرئی نہیں ہوتی اسی طرح نور ذات بلا عشق اور محبت الٰہی حاصل نہیں ہوتا۔ اور جس طرح نور ظاہر چراغ وغیرہ کا عکس ہے نور ذات اسماء صفات کا پرتو ہے نتیجہ یہ نکلا کہ عشق حقیقی تمام نوروں کا مخزن ہے۔ جو اس نور سے بے نصیب رہا وہ فی الواقع اندھا اور دل کا نابینا ہے۔

	این برون از آفتاب و از سہاست	وان درون از عکس انوار خداست
ترجمہ	یہ فقط مہر وسہا کا عکس ہے	اور وہ نور خدا کا عکس ہے

شرح۔ یعنے یہ نور خارجی آفتاب و کواکب چراغ وغیرہ کا عکس ہے اور وہ عکس انوار خدا یعنے عکس اسماء و صفات ہے۔ بس تو یہ نور شمس وقمر وغیرہما کے نور سے افضل ہوا اور اصلی نور ٹھیرا۔ طالب کو چاہیئے۔ اسی نور سے انوار حاصل

کر نیکی کوشش کرے ۔ این برون سے نور خارج اور وان درون سے نور باطن یعنے نور الٰہی مراد ہے ۔

	نورِ نورِ چشم خود نورِ دل ست	نورِ چشم از نورِ دلہا حاصل است
ترجمہ	نوران آنکھوں کا ہے خود نورِ دل	آنکھ کو ملتا ہے دل سے متصل
	باز نورِ نورِ دل نورِ خدا ست	کو ز نورِ عقل و حس پاک و جدا ست
ترجمہ	اور نور دل ہے خود نور خدا	نورِ حس و عقل سے بالکل جدا

شرح اس سے نور ذات کی تمام نور وں کی تفضیل تثلیث کرنی مقصود ہے اور مطلب یہ ہے کہ نور چشم کا بالتحقیق نور دل ہے کیونکہ نور چشم نور دل سے حاصل ہوا ہے ۔غرض یہ کہ جس شخص کی آنکھ میں ظاہری نور ہے وہ اہل معانی کے نزدیک اندھا ہے ۔کیونکہ ان کے نزدیک اس ظاہری نور کے لئے ایک اور نور ہونا چاہیئے جس کو نور دل کہتے ہیں جس کسی کی آنکھوں کے نور کے ساتھ نور قلب شامل نہ ہو گا وہ مشاہدۂ حقیقت سے محروم رہیگا ۔پھر اس نور قلب کے لئے بھی ایک نور ہے اور وہ نور الٰہی ہے جب تک یہ نور نور قلب کے ساتھ نہ ملیگا تو اشراقیین کی طرح قلب کتنا ہی منور ہو مگر معرفت حاصل نہ ہو گی ۔ اور چونکہ اس نور ذات سے معرفت حاصل ہوتی ہے اس لئے نور عقل و حس سے بدرجہا ممتاز اور اعلیٰ درجہ کا ہے ۔

	شب نہ بد نور و ندیدی رنگہا	پس بضدِ نور پیدا شد ترا
ترجمہ	رنگ اندھیرے میں نظر آتے نہیں	نور سے ہوتے ہیں ظاہر بالیقین

شرح یعنے رات کو چونکہ نور نہ تھا اس لئے تجکو الوان و اشکال نظر نہ آئے اس سے معلوم ہوا کہ الوان و اشکال اپنی ضد یا ضد شب یعنے نور سے نظر آتے ہیں ۔اسی طرح اسرار معرفت نور ذات الٰہی سے نظر آتے ہیں ۔ضد نور کی اضافت بیانی ہے

	شب ندیدی رنگ کان بے نور بود	رنگ چہ بود مہرۂ کور و کبود
ترجمہ	رنگ کا شب کو نہیں ہوتا وجود	رنگ کیا ہے مہرۂ کور و کبود

شرح ۔ یعنے رات کو تو رنگ نہ دیکھ سکا کیونکہ رات بھی بے نور ہے اور رنگ بھی بے نور ہے ۔کیونکہ رنگ کی ایسی مثال ہے جیسے شطرنج کے نیلے او سیاہ مہرے مطلب یہ کہ جس طرح اندھیری رات میں سیاہ مہرہ نہیں دکھائی دیتا ۔ اسی طرح ظلمت جسمانی میں جب تک نور قلبی اور نور ذات نہ ہو ۔کوئی شے نظر نہیں آتی ۔ بلکہ آدمی حقیقی اندھا ہوتا ہے گو اس کی ظاہری آنکھیں کھلی ہوئی ہوں ۔لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب ۔ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں ۔لیکن دل اندھے ہو جاتے ہیں ۔

	گہ نظر بر نور بود آنگہ برنگ	ضد بضد پیدا بود چون روم و زنگ
ترجمہ	نور کے باعث نظر آتا ہے رنگ	ضد سے ضد ظاہر ہے جیسے روم زنگ

شرح یعنے اول نظر نور پر ہو گی اس کی بعد رنگ پر ہو گی مطلب یہ کہ رنگ کے لئے نور کا ہونا مقدم ہے اگر نور نہ ہو گا تو

رنگ ہرگز نظر نہ آئے گا۔ اور نہ اسکی تمیز ہوسکیگی جیسا کہ اندھے کو کسی رنگ کی تمیز نہیں۔ مثلاً یوں سمجھیے کہ نور ایک سفید کپڑا ہے اور رنگ سیاہ تو جب تک آدمی سفید کپڑے کی حقیقت نجانے گا سیاہ کپڑوں کو کیونکر پہچانے گا یا نور کو روم اور رنگ کو زنگ تصور کیجئے۔ بغیر روم کے دیکھے زنگ کی تمیز کیونکر ہوگی۔ ہر شے اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے رومی سرخ و سفید ہوتے ہیں اور زنگی حبشی کو کہتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ ہر چیز اپنی ضد سے سمجھ میں آتی ہے۔

	دیدن نور ست آنگہ دید رنگ	این بضد نور دانی بید رنگ
ترجمہ	نور لازم ہے برائے دید رنگ	نور سے کھلتی ہے رنگت بید رنگ

شرح۔ یعنے تو رنگ کو اس کی ضد (نور) کے سبب پہچانے گا۔ ضد نور کی اضافت بیانی ہے اور مطلب وہی جو پہلے شعر کا تھا

	پس بضدِ نور دانستی تو نور	ضد بضد را مینماید در صدور
ترجمہ	نور کی ضد سے کھلے کا تجھپہ نور	کیونکہ ضد سے ضد کا ہوتا ہے ظہور

شرح۔ یعنے تونے جس طرح رنگ کو اُس کی ضد (نور) سے جانا ہے اسی طرح نور کو اس کی ضد (ظلمت و رنگ) سے پہچانا ہے۔ اسی طرح رومی زنگی سے اور زنگی رومی سے پہچانا جاتا ہے اس سے معلوم ہوگیا کہ ہر ضد اپنی ضد کو ظاہر کر دیتی ہے۔ بضد میں بائے موحدہ زائد ہے۔ جو بعض نسخوں میں نہیں ہے اور صدور بمعنے عالم ظہور و عالم دنیا ہے

	رنج و غم را حق پئے آن آفرید	تا بدین ضد خوشدلی آید پدید
ترجمہ	اس لئے دیتا ہے غم رنج آفرین	تا کہ خوشدل اس سے ہو مرد غمیں

شرح یعنے اللہ تعالٰے نے رنج و غم کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ اس سے اس کی ضد یعنے خوشدلی ظاہر ہو جائے دضد مبادل منہ ہے۔ اور خوشدلی بدل) کیونکہ رنج نہ ہوتا تو آدمی خوشی کو کبھی معلوم نہ کر سکتا۔ اسی طرح اگر رات نہ ہوتی تو دن کو اور گرمی نہ ہوتی تو جاڑے کو اور فقر نہ ہوتا تو غنا کو اور بیماری نہ ہوتی تو تندرستی کو اور موت نہ ہوتی تو زندگی کو اور ظلمت نہ ہوتی تو نور کو کوئی معلوم نہیں کر سکتا تھا۔ خلاصہ یہ کہ عالم میں اضداد نہ ہوتیں تو تمیز اشیا مرتفع ہو جاتی۔ کوئی کسی کو پہچان نہ سکتا۔

	پس نہانہا بضد پیدا شود	چونکہ حق را نیست ضد پنہان بود
ترجمہ	جملہ اشیا اپنی ضد سے ہیں عیان	چونکہ حق بے ضد ہے رہتا ہے نہان

شرح پچھلے اشعار فقط اُس مطلب کی تمہید کے لئے تھے جو اس شعر میں بیان کیا گیا ہے یعنے کوئی شخص یہ کہتا تھا کہ جب تمام موجودات مظہر ذات ہیں تو وہ ذات پنہاں کیوں ہے مولانا نے جواب دیا کہ ہر شے اپنی ضد اور اپنے مقابل سے پہچانی جاتی ہے جس کی مثالیں اوپر گذر چکی ہیں۔ مگر چونکہ اللہ تعالٰے کا مقابل اور اُس کی ضد کوئی چیز نہیں ہے اس لئے وہ معلوم نہیں ہوسکتا۔ اور اسی باعث پنہان ہے۔ نہانہا سے مراد تمام چیزیں ہیں۔

نور حق را نیست ضدے در وجود	تا بضد او را توان پیدا نمود

ترجمہ: نور حق کی ضد نہیں ہے جان لے ‏‏‏|‏ تاکہ ضد سے تو اُسے پہچان لے

لاجرم ابصارنا لاتدرکہ ‏|‏ وهو یدرک بین تو از موسیٰ وکہ

ترجمہ: آنکھیں اُس کے دیکھنے سے ہیں ستوہ ‏|‏ دیکھے ہے تو قصۂ موسیٰ د کوہ

شرح یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے لاتدرکہ الابصار وهو یدرک الابصار یعنے اللہ کو آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں اور وہ آنکھوں والوں کو دیکھتا ہے۔ ابنجا طلب تو اس عدم رویت ذات کی حالت کو حضرت موسیٰ اور کوہ طور کے قصہ سے معلوم کر جب حضرت موسیٰ نے تجلی چاہی تو حکم آیا کہ تجکو دیکھنے کی طاقت نہ ہوگی۔ کیونکہ رویت کے لئے اول دیکھنے والا چاہیئے اور جب دیکھنے والا رویت کا متحمل نہ ہوا تو رویت کیسی۔ لاتدرکہ الابصار سے ظاہری آنکھیں مراد ہیں۔ اور ادراک سے احاطہ ذات اور اولیاء اللہ کی رویت چشم باطن کے ساتھ ہے۔

صورت از معنے چو شیر از بیشہ دان ‏|‏ یا چو آواز و سخن ز اندیشہ دان

ترجمہ: شیر ہے معنے تو صورت بیشہ ہے ‏|‏ یہ سخن ہے اور وہ اندیشہ ہے

شرح۔ اس سے پہلے صورت کو کاسہ سے اور معنے (ذات حق) کو بحر شیرین سے تشبیہ دی گئی ہے اور اس جگہ اُسی معنے اور صورت کو نئی تشبیہ میں بیان کرتے ہیں یعنے صورت موجودات کو ذات حق سے وہ نسبت ہے جو شیر کو اپنے بن سے۔ کہ اُسی سے پیدا ہوتا ہے اور اُسی طرف راجع ہو جاتا ہے۔ اسی طرح عالم صورت عالم معنے سے پیدا ہو کر انجام کار اُسی کی طرف راجع ہوتا ہے۔ کیونکہ معنے صورت کے لئے بمنزلہ اصل ہے جس طرح بن شیر کے لئے کیونکہ کل شی یرجع الی اصلہ یا یہ سمجھئے کہ صورت آواز اور سخن کی مانند ہے۔ اور معنے اندیشہ و فکر کی مانند فکر آواز و سخن کے لئے بمنزلہ اصل ہے۔ اگر اندیشہ نہ ہو تو آواز سخن کسی طرح مُنہ سے نہ نکل سکے شیر اور آواز و سخن کو بقا نہیں۔ البتہ بیشہ اور اندیشہ باقی رہتا ہے۔ اسی طرح صورت کو بقا نہیں اور ذات حق ہمیشہ باقی رہنے والی ہے اندیشہ سے مراد وہ قوت باطنی ہے جو الہام ربّانی سے آلات آواز و سخن کو بولنے پر مجبور کرتی ہے۔

این سخن و آواز از اندیشہ خاست ‏|‏ تو ندانی بحر اندیشہ کجاست

ترجمہ: ہر سخن ہے فیض اندیشہ مگر ‏|‏ بحر اندیشہ کی تجکو کیا خبر

لیک چون موج سخن دیدی لطیف ‏|‏ بحر دانی کہ ہم باشد شریف

ترجمہ: جان کر موج سخن کو تو لطیف ‏|‏ جانتا ہے یہ کہ دریا ہے شریف

شرح یعنے آواز و سخن اندیشہ سے حاصل ہوتی ہے اندیشہ اصل ہے اور آواز اُس کی تابع مگر تو نہیں جان سکتا کہ بحر اندیشہ کہاں ہے کیونکہ اندیشہ نہ خارج بدن ہے۔ نہ داخل بدن۔ نہ اُس سے متصل ہے نہ منفصل۔ کس لئے کہ اگر بحر اندیشہ کو خارج بدن تسلیم کریں تو سخن اور آواز جو اُس کی فرع ہے اور لب و زبان سے متعلق ہے کہاں سے حاصل ہوتی ہے۔ اور اگر داخل مانیں۔ تو اُس کو محدود اور الہام ربّانی سے بالکل منقطع ہونا چاہیئے حالانکہ بحر اندیشہ غیر محدود ہے۔ لیکن تو نے موج سخن کو لطیف سمجھکر اتنا جان لیا۔ کہ بحر اندیشہ نہایت بزرگ اور الہام ربّانی ہے مطلب یہ

کہ جمیع ممکنات و موجودات کی اصل ذات حق ہے جس کا احاطہ آدمی نہیں کر سکتا۔ مگر ہاں موجودات سے اتنا معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ ان تصاویر کا مصور فعال لمایرید ہے۔ کیونکہ صورت معنی پر اثر مو ثر پر اور جز اپنے کل پر ضرور دلالت کرتا ہے۔

	چون ز دانش موج اندیشہ بتاخت		از سخن و آواز او صورت بساخت
ترجمہ	دل میں اٹھی موج علم من لدن		اور اس کو مل گئی شکل سخن
	از سخن صورت بزاد و باز مرد		موج خود را باز اندر بحر برد
ترجمہ	شکل جو پیدا ہوئی تھی مٹ گئی		موج پھر دریا میں اپنے جا ملی

شرح یعنے بحر علم الٰہی سے موج فکر اول دل کی طرف دوڑی۔ اور پھر آواز و سخن کی صورت میں ظاہر ہوئی یعنے تصورات ذہنی جو الہام ربانی سے دل میں آتے ہیں آواز اور سخن کی صورت بنکر باہر نکلتے ہیں۔ مطلب یہ کہ کلام نفسی یعنے کلام لفظی ہو گیا اتنی بات ہے کہ کلام نفسی کلام لفظی کی صورت میں متشکل ہو گیا ہے اور دوسرے شعر کا یہ مطلب ہے کہ سخن کو اندیشہ سے اپنی صورت بنایا ہے۔ مگر یہ صورت بہت جلد فنا ہو جاتی ہے کیونکہ حروف اور کلمات اعراض سیالہ ہیں جو آناً فاناً فنا ہوتے رہتے ہیں اور یہ موج کلام پھر اپنے آپ کو بحر علم الٰہی کی طرف لے جاتی ہے کیونکہ کل شیٔ یرجع الی اصلہ۔ اسی طرح تمام موجودات فیضان الٰہی ہیں اور اسی کی طرف راجع ہو جاتے ہیں۔

	صورت از بے صورتے آمد برون		باز شد کانا الیہ راجعون
ترجمہ	شکل بے صورت سے آئی ہے برون		اور پھر انا الیہ راجعون

شرح یعنے جس طرح صورت سخن و آواز ایک بے صورت چیز یعنے اندیشہ سے پیدا ہوئی ہے اور پھر اسی کی طرف چلی جاتی ہے۔ اسی طرح موجودات ایک بے صورت (یعنے ذات حق) سے پیدا ہوئے ہیں اور اسی کی طرف راجع ہو جاتے ہیں۔ لفظ بے صورتے کی یائے مجہول ہو اگر معروف پڑھیں تو معنے عالم بسیط ہوگا۔ کانا میں کاف تعلیل ہے اور انا الیہ راجعون مضمون علت ہے۔ یعنے ہم سب انجام کار خدا ہی کی طرف رجوع کرنے والے ہیں۔

	پس ترا ہر لحظہ مرگ و رجعتیست		مصطفےٰ فرمود دنیا ساعتیست
ترجمہ	ہر گھڑی اک مرگ و رجعت ہے تجھے		اور دنیا ایک ساعت ہے تجھے

شرح یعنے جس طرح صورت عالم معنے سے باہر آتی ہے اور پھر وہیں چلی جاتی ہے اور اس کی جگہ دوسری صورت آجاتی ہے۔ اسی طرح اے مخاطب تجھکو بھی ہر وقت موت اور رجعت اور فنا اور ایجاد ہے کیونکہ تو متجدد الامثال اور متحد التشکل ہے تجدد امثال اور اتحاد تشکل کے یہ معنے ہیں کہ کائنات کی صورتیں ہر وقت تبدل ہوتے رہتے ہیں ہر وقت صورت موجودہ معدوم ہو جاتی ہے اور اس صورت زائلہ کے مانند نئی صورت موجود ہو جاتی ہے۔ مگر چونکہ اس تشخص میں کچھ فرق نہیں آتا۔ چونکہ صورت موجودہ صورت معدومہ کے بالکل مشابہ ہوتی ہے اس لئے یہ تبدل و تغیر محسوس نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ گمان ہوتا ہے کہ یہ وہی صورت ہے جو ہمیشہ سے ہے حدیث شریف میں

یہ ہے الدنیا ساعۃ فلیس فیہا راحۃ فاجعلوھا طاعۃ کے لا یحصل یوم القیمۃ ندامۃ ۔ دنیا ایک ساعت ہے جس میں راحت نہیں اس لئے طاعت کیا کرو تاکہ قیامت میں ندامت نہ ہو۔ اس میں دنیا کو ایک ساعت بنظر تجدد و امثال کہا گیا ہے۔ یعنے دنیا کی ہر ساعت نئی ہے جب ایک گزر جاتی ہے دوسری اسی کی جگہ آجاتی ہے لیکن چونکہ یہ دوسری ساعت پہلی ساعت سے مشابہ ہے اس لئے تجدد ساعات معلوم نہیں ہوتا۔ جو سانس گزر جاتی ہے گویا تنفس کے لئے موت ہے۔ اور جو پھر آجاتی ہے یہ اس کی رجعت ہے مگر تشابہ کے باعث تجدد غیر محسوس ہے۔ اور زندگی مستمر معلوم ہوتی ہے۔ بس تو جب سانس گزرنے والی آدمی کے لئے موت ہے تو اس کو لازم ہے کہ کوئی دم غفلت میں نہ گزارے۔ غافل ز احتیاط نفس یک نفس مباش + شاید ہمیں نفس نفس واپسین بود۔

	فکر ما تیریست از ہو در ہوا	در ہوا کے پاید آید تا خدا
ترجمہ	ہے ہمارا فکر ایک تیر ہوا	جا پہنچتا ہے ہوا سے تا خدا

شرح یعنے اندیشہ اور خیال جو ہمارے دل میں آتا ہے یہ ایک تیر ہے جو عالم ہویت الٰہی سے ہوائے وجود انسانی میں آتا ہے۔ لیکن یہ تیر اس ہوا میں قرار نہیں پکڑتا بلکہ خدا کی طرف چلا جاتا ہے مطلب یہ کہ وحدت ذاتی کثرت کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔ کیونکہ وحدت تمام موجودات کی اصل ہے جب کوئی شے افاضۂ اسمار رحمانیہ سے عالم وجود میں آتی ہے تو بعد امتحان خیر و شر وحدت حقیقیہ اس کو سلب کر دیتی ہے۔

	ہر نفس نو میشود دنیا و ما	بیخبر از نو شدن اندر بقا
ترجمہ	ہر گھڑی دنیا کو جدت ہے مگر	لوگ ہیں جدت سے بالکل بے خبر

شرح دنیا ہر دم نئی ہو جاتی ہے مگر ہم اس سے بسبب فریب استمرار بیخبر ہیں۔ اندر بقا یعنے اندر فریب استمرار اسی تجدد امثال کے مسئلہ کی طرف اشارہ ہے جس کی شرح ابھی ہو چکی ہے۔ یہ مسئلہ نہایت باریک ہے غور سے سمجھنا چاہئے

	عمر ہمچون جوئے نو نو میرسد	مستمری مے نماید در جسد
ترجمہ	جان ہر دم شکل تازہ نہر ہے	جسم میں پانی کی یکساں لہر ہے
	آن ز تیزی مستمر شکل آمدست	چون شرر کش تیز جنبانی بدست
ترجمہ	مستمر ہے تیز چلنے سے مگر	ہوتی ہے جنبش سے جو شکل شرر
	شاخ آتش را بجنبانی بساز	در نظر آتش نماید بس دراز
ترجمہ	سوختہ لکڑی کی جنبش دیکھ لے	اور درازی ہائے آتش دیکھ لے

شرح یعنے عمر میں بھی ایسا ہی تجدد ہے جیسا کہ صورت میں مذکور ہوا۔ اور اسکی مثال ایسی ہے جیسا کہ نہر کا جاری پانی جو ہر وقت جدید ہوتا ہے مگر چونکہ اس کا جریان کمال سرعت کے ساتھ ہے اس لئے مستمر اور ایک حالت میں معلوم ہوتا ہے یا جس طرح شرر کو لے کر کوئی جلدی جلدی حرکت دے باوجودیکہ شرر ایک نقطہ سا ہوتا ہے۔ مگر

اُس وقت ایک بڑا سارا حلقہ معلوم ہوگا۔ اسی طرح عمر کی ہر گھڑی کو وحدت آنی فنا کر دیتی ہے اور فیض رحمانی موجود کرتا ہے۔ مگر یہ حاسّہ کی غلط کاری ہے کہ عمر کو مستمر سمجھتا ہے جیسا کہ نقطۂ شرر کو حلقہ جان لیا تھا۔ مستمر شکل میں اضافت مقلوب ہے۔ شاخ آتش بمعنے ہیزم سوختہ۔ تباز۔ دوسرے مصرع سے متعلق ہے۔ بمعنے فعل یعنے اگر تو ہیزم سوختہ کو ہلائے تو اس فعل سے آگ لمبی نظر آئیگی حالانکہ لمبی نہیں ہے یہی حال عمر کا ہے کہ عدم ادراک تجدد کے سبب لمبی نظر آتی ہے۔ مگر فی الواقع دراز نہیں ہے۔ یہ اشعار مثنوی کے مشکل شعروں میں ہیں۔

	این درازی مدت از تیزیِ صنع	مینماید سرعت انگیزیِ صنع
ترجمہ	یہ درازی ہے فقط تیزی صنع	ہے نمایان سرعت انگیزی صنع

شرح۔ یعنے یہ عمر کی درازی کہ صانع حقیقی کی تیزی صنعت سے حاصل ہوتی ہے اس کے سریع الفعل ہونے کو ظاہر کرتی ہے اور اس بات کو معلوم کراتی ہے کہ صانع حقیقی عجیب سریع الفعل ہے جس کی بے مثال صنعت سے دنیا اور عمر باوجود ایک ساعت ہونے کے اس قدر دراز معلوم ہوتی ہے۔ اللہ تعالے کا صانع سریع الفعل ہونا آیۂ کن فیکون سے ظاہر اور تجدد امثال سے عیاں ہے۔ اُس کی صنعت نہایت تیزی کے ساتھ ایک صورت سے دوسری صورت اور ایک ساعت سے دوسری ساعت کو ہمشکل بنا کر بدلتی رہتی ہے۔

	طالب این سر اگر علامہ ایست	نک حسام الدین کہ سامی نامہ ایست
ترجمہ	طالب سر گر کوئی علامہ ہے	ہے حسام الدین کہ سامی نامہ ہے

شرح چونکہ تجدد امثال کی بحث نہایت مشکل اور باریک ہے اس لئے مولانا فرماتے ہیں کہ اس بھید کا طالب اگر کوئی علاّمہ ہے تو حسام الدین ہے جو سامی نامہ (نامہ بزرگ اور نسخۂ اسرار الٰہی اور دفتر معرفت ربّانی ہے) نک آنک کا مخفف ہے آنک کی تحقیق اور حضرت ضیاء الحق حسام الدین مرید جناب مولانا کا ذکر اس سے پہلے گذر چکا ہے۔ لہٰذا مکرر شرح کی ضرورت نہیں۔

	وصف او از شرح مستغنی بود	رو حکایت کن کہ بیگہ می شود
ترجمہ	وصف مستغنی ہے اُس کا شرح سے	جا رہا ہے وقت قصہ کہنے دے

شرح۔ یعنے حسام الدین کی اوصاف شرح سے مستغنی ہیں ایمخاطب انکو چھوڑ اور شیر و خرگوش کی حکایت سُن کیونکہ وقت غیر ہوا جاتا ہے ہمیں کہانی پوری کرنے دے۔ رات جا رہی ہے فائدہ مولانا قدس سرہ نے خرگوش کی دانائی کے باعث اوّل مطلق عقل کی تعریف کی اور عقل چونکہ ایک نور ہے اُس لحاظ سے نور ذات کا تذکرہ فرمایا اور نور ذات چونکہ تمام کائنات میں موجود ہے اس لئے صورت کے متعلق مختصر بحث کی اور صورت میں چونکہ ہر وقت تجدد موجود ہے اسلئے تجدد امثال کا ذکر کیا۔ اور چونکہ تجدد امثال کی بحث نہایت مشکل تھی اسلئے اسکو مولانا حسام الدین کے نام پر تمام کر دیا۔

	رسیدن خرگوش بہ شیر و خشم شیر بروے
ترجمہ	خرگوش کا شیر کے پاس جانا اور شیر کا غضبناک ہونا

شیر اندر آتش و در خشم و شور — دید کان خرگوش مے آید ز دور

ترجمہ: دور سے دیکھا یہ جب ضرغام نے — یعنے خرگوش آرہا ہے سامنے

میدود بے دہشت و گستاخ او — خشمگین و تند و تیز و ترش رو

ترجمہ: دوڑتا آتا ہے بے خوف و خطر — ترش رو و تند و تیز و غصہ ور

شرح دوسرے شعر کا یہ مطلب ہے کہ خرگوش شیر کے سامنے ایسا نڈر بنکر آیا گویا اس نے کوئی قصور ہی نہیں کیا تھا۔ شور بمعنے غرش۔

گر شکستہ آمدن تہمت بود — وز دلیری رفع ہر ریبت بود

ترجمہ: کانپتے آنا ہے تہمت کا نشان — دفع کرتی ہے دلیری سب گمان

شرح یہ شعر مولانا کا مقولہ ہے یعنے پریشانی اور خوف و شکستگی کے آثار کسی کے چہرہ پر نمایاں ہونگے تو وہ ضرور جرم و قصور کے ساتھ متہم ہو جائے گا۔ اور اُس پر گناہ گاری کی تہمت لگ جائے گی۔ اور اگر کوئی شخص دلیر رہیگا تو اُس پر ہرگز خطا کا شبہ نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ یہ فطرتی بات ہے کہ خطا کار اور قصور مند دلیر نہیں ہوتا۔

چوں رسید او پیشتر نزدیک صف — بانگ بر زد شیر ہاں اے ناخلف

ترجمہ: آگیا جس وقت وہ نزدیک صف — شیر نے آواز دی۔ او ناخلف

شرح۔ ناخلف بمعنے نالائق و ولد الزنا۔ یعنے شیر نے خرگوش کو اپنی طرف آتا دیکھکر یہ کہا کہ اے نالائق ٹھیر تو سہی تجھے کیسی سزا دیتا ہوں۔ اور نزدیک صف سے وہ جگہ مراد ہے۔ جہاں شیر غصہ میں نخچیروں کے ساتھ صف آرائی کے لئے تیار کھڑا تھا۔

من کہ گاوان را ز ہم بدریدہ ام — من کہ گوش شیر نر مالیدہ ام

ترجمہ: میں نے پھاڑا گائے بیلوں کو بہت — گوشمالی دی ہے شیروں کو بہت

نیم خرگوشے چہ باشد کو چنیں — امر ما را افگند اندر زمین

ترجمہ: نیم خرگوش اور اُس کا یہ جگر — ہو ہمارے حکم سے بالکل نڈر

شرح۔ یہ دونوں شعر قطعہ بند ہیں۔ شیر یہ کہتا ہے کہ میں نے سینکڑوں گائے بیل چبا ڈالے اور بہت سے شیروں کو گوشمالی دے چکا ہوں۔ اے خرگوش تو تو پورا خرگوش بھی نہیں بلکہ نیم خرگوش ہے (نیم خرگوش بمعنے خرگوش ضعیف) تیری یہ مجال کہ ہمارے حکم کی اہانت کرے اور اُسے نہ مانے۔ فائدہ اس قصہ میں شیر سے نفس امارہ اور خرگوش سے عقل مراد ہے۔ نفس عقل پر غلبہ پاکر اس کی تحقیر کیا کرتا ہے اور اپنے حکم کی مخالفت پر تہدید کرتا رہتا ہے۔ آئندہ شعر میں مولانا انہی معنوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

ترک خواب و غفلتِ خرگوش کن | غرّشِ این شیر - اے خرگوش کن

ترجمہ: ترک خواب و غفلت خرگوش کر | اس کو سُن غرّا رہا ہے شیر نر

شرح - خواب خرگوش غفلت کے لئے ضرب المثل ہے - مولانا بطور پند فرماتے ہیں کہ اے مخاطب خواب غفلت کو چھوڑ اور نفس امارہ کا زور شور دیکھ اور اس کے غرّانے کی آواز گوش دل سے سُن کہ کس طرح بے تمیز حکومت کرتا ہے

عذر گفتن خرگوش بہ شیر از تاخیر ولابہ کردن

ترجمہ: دیر میں آنیکے سبب خرگوش کا شیر سے خوشامد آمیز عذر بیان کرنا

شرح - چونکہ شیر (نفس امارہ) نہایت سرکش ہے اس لئے خرگوش (عقل) اس کو خوشامد و فریب اور منت سماجت سے اپنے قبضہ میں لانا چاہتا ہے -

گفت خرگوش الامان عذریم ہست | گر دہد عفوِ خداوندیت دست

ترجمہ: یہ کہا خرگوش نے گر ہو معاف | عذر جو کچھ ہے وہ میں کہدونگا صاف

باز گویم چون تو دستوری دہی | تو خداوندی و شاہ و من رہی

ترجمہ: گر اجازت ہو تو کروں کچھ کلام | آپ شاہنشاہ ہیں میں ہوں غلام

شرح - خرگوش نے شیر کو خشمناک دیکھکر یہ کہا کہ میں آپ سے جان کی امان چاہتا ہوں اور اپنے دیر میں حاضر ہونیکا عذر بیان کرتا ہوں بشرطیکہ مجھے عفو خداوندی (آپ سے معافی) ملجائے دست دہد یعنے حاصل شود و دستوری یعنے اجازت و رہی یعنے چاکر و غلام -

گفت چہ عذر اے قصورِ ابلہان | این زمان آیندہ در پیشِ شہان

ترجمہ: شیر بولا کیسا عذر اے بے تمیز | یعنے عذر بے محل کب ہے عزیز

شرح یعنے شیر نے خرگوش سے یہ کہا کہ اے تمام بیوقوفوں کے قصور مجسم اب کیسا عذر کہیں بادشاہوں کے پاس عذر گناہ کے لئے ایسے وقت میں (یعنے وقت ٹالکر) ہی آیا کرتے ہیں؟ لاحول ولاقوۃ ہرگز نہیں عذر بے ہنگام کسی طرح نہیں سنا جاتا کیا تو نہیں جانتا کہ بادشاہ اطاعت بے محل سے سخت ناراض ہوتے ہیں - اسوقت تیری منت سماجت اور اپنے آپ کو معذور بیان کرنا عذر بدتر از گناہ ہے -

مرغ بے وقتی سرت باید برید | عذر احمق را نمے باید شنید

ترجمہ: بانگ مرغ بے محل کی ہے بُری | چاہیئے ہے تیری گردن پر چھُری

عذر احمق بدتر از جرمش بود | عذر ناداں زہر ہر دانش بود

ترجمہ: عذر احمق کا ہے بدتر جرم سے | زہر ہے ہر اک دانش کے لئے

شرح مرغ بے وقت مرغ بے ہنگام ۔ جو پچھلی رات کو صبح صادق سے پہلے بولنے لگے اور اُس کی آواز سے مسافر چل کھڑے ہوں ۔ اور چوروں یا قزاقوں کے پھندے میں گرفتار ہو جائیں ۔ ایسے مرغ کے گلے پر چھری پھیر دینی چاہیئے ۔ شیر نے خرگوش کو جو وقت ٹال کر حاضر ہوا تھا مرغ بے وقت سے تشبیہ دی ہے دوسرے شعر کا یہ مطلب ہے کہ احمق اور جاہل شخص کا عذر عقل یا اہل عقل کے حق میں زہر کے مانند ہے ۔ کیونکہ نادان آدمی کا عذر بھی اُس کی دیگر صفات کی طرح جہل ہی سے پیدا ہوتا ہے جس سے دانش کو صدمہ اور اہل دانش کو رنج پہنچتا ہے یہ سچ ہے کہ گنوار کا پیار بھی گالی سے خالی نہیں ہوتا ۔

	عذرت اے خرگوش از دانش تہی	من نہ خرگوشم کہ در گوشم نہی
ترجمہ	عذر تیرا عقل میں آتا نہیں	مجھسے یہ ہرگز سنا جاتا نہیں

شرح یعنے اے خرگوش تو محض نادان ہے ۔ میں بھی تیری طرح نادان بنجاؤں تو تیرا عذر سُن سکتا ہوں گویا نفس امارہ اطاعت نہ کرنے کے باعث عقل پر خفگی کا اظہار کر رہا ہے ۔

	گفت اے شہ ناکسے را کس شمار	عذرِ استم دیدگان را گوش دار
ترجمہ	وہ یہ بولا سچ ہے گو ناکس ہوں میں	ظلم سے معذور ہوں بے بس ہوں میں

شرح استم مزید علیہ وہم معنی ستم چنانچہ اشکم مزید علیہ وہم معنے شکم یعنے خرگوش نے یہ کہا کہ میں اگرچہ نالائق ہوں مگر چونکہ مظلوم اور ستم رسیدہ ہوں اس لئے مجھکو اس لائق تو سمجھ کہ اپنی مظلومیت کا اظہار کر سکوں ۔

	خاص از بہر زکوٰۃِ جاہِ خود	گمرہے را تو مران از راہِ خود
ترجمہ	آبرو کے صدقے میں اے بادشاہ	سُن لے جو کہتا ہے اک گم کردہ راہ

شرح یعنے خرگوش نے یہ کہا کہ اے شیر اپنے مرتبے کے صدقے میں ۔ ایک مظلوم اور گم کردہ راہ کو اپنے پاس آنے سے نہ روک اور اُسے اپنی بارگاہ سے دھکے نہ دے ۔ شاید وہ بیچارہ تیرے پاس فریاد لیکر آیا ہو ۔ یہاں زکوٰۃ بمعنے صدقہ ہے ۔ نکتہ یہاں سے دو باتیں نکلتی ہیں ۔ ایک یہ کہ عقل معاد جو خاص نیک لوگوں کے حصہ میں آتی ہے ، نفس امارہ کو آسانی کے ساتھ ہلاک کر دیتی ہے اور اُس پر غالب آجاتی ہے ۔ دوسری یہ کہ جو لوگ نفس امارہ کے غلام بنے ہوئے ہیں ۔ اُن کی عقل ذرا سی دھمکی میں نفس کی لونڈی بنجاتی ہے ۔

	بحر کو آبے بہر جو مے دہد	ہر خسے را بر سر و رو مے نہد
ترجمہ	بحر جو نہروں کو کرتا ہے پُر آب	تنکے رکھہ لیتا ہے سر پر بے حساب
	کم نخواہد گشت دریا زین کرم	از کرم دریا نگردد بیش و کم
ترجمہ	تازہ ہے ہر وقت دریا کا کرم	یہ کرم ہوتا نہیں ہے بیش و کم

شرح ۔ یعنے خرگوش نے اپنی جان بچانے کیلئے بطور خوشامد شیر سے یہ کہا کہ آپ دریا کے مانند کریم ہیں ۔ دریا

باوجودیکہ بہت سی نہروں اور ندیوں میں پانی دیتا ہے۔ مگر تنکے کو سر پر اُٹھائے رکھتا ہے دیئے تنکا دریا میں ڈوبنے نہیں پاتا) اور اس کرم سے دریا کا مرتبہ کم و بیش نہیں ہوتا۔ علیٰ ہذا القیاس اگر آپ میرا عذر سُن لینگے تو آپ کے بھی مرتبہ کریمی میں کچھ فرق نہ آئیگا۔

	گفت دارم من کرم برجائے او	جامہ ہر کس بُرم بالائے او
ترجمہ	وہ یہ بولا ہر کرم کا ہے محل	قابل قد جامہ سے لیے پرُ دغل

شرح۔ شیر نے یہ کہا کہ میں کرم کو اُس کے محل اور اُس کے اہل پر مبذول کرتا ہوں اور ہر شخص کا جامہ اسکے قد کے لائق قطع کرتا ہوں۔ تو اس قابل نہیں کہ تجھپر کرم کیا جائے برم بمعنے قطع سکینم۔ سعدی علیہ الرحمۃ نے اسی شعر کا ترجمہ یوں کیا ہے۔

نکوئی با بدان کردن چنان است کہ بد کردن بجائے نیک مردان

	گفت بشنو گر نباشد جائے لطف	سر نہادم پیش اژدرہائے عنف
ترجمہ	یوں کہا خرگوش نے ہے جائے لطف	ورنہ میں ہوں اور اژدرہائے عنف

شرح خرگوش نے شیر سے کہا کہ آپ میرا عذر سُن تو لیجئے اگر میں محل عفو و کرم نہ نکلا تو اپنی جان کو آپ کے اژدہائے ستم کے سپرد کردونگا۔ عنف بمعنے سختی و ظلم۔ جس کو اژدہا سے تشبیہ دی گئی ہے۔

	من بوقتِ چاشت در راہ آمدم	با رفیق خود سوئے شاہ آمدم
ترجمہ	آج ہمراہی کو لے کر راہ میں	آرہا تھا بارگاہِ شاہ میں
	با من از بہر تو خرگوشے دگر	جفت و ہمرہ کردہ بودند آن نفر
ترجمہ	اور بھی خرگوش تھا اک میرے ساتھ	ساتھ میں ڈلے ہوئے تھے دونوں ہاتھ

شرح۔ آن نفر طائفہ نخچیران یعنے میں دوپہر کے وقت ایک خرگوش کو اپنے ہمراہ لئے (جسکو نخچیروں نے آپ کے ناشتے کے واسطے میرے ہمراہ کردیا تھا) آپ کی خدمت میں آرہا تھا۔ کہ رستہ میں ایک اور شیر مل گیا۔ اور ہم دونوں کو پکڑ لیا۔

	شیرے اندر راہ قصد بندہ کرد	قصدِ ہر دو بندۂ آئندہ کرد
ترجمہ	کرلیا اک شیر نے رستے میں زیر	دونوں آنے والوں پر جھپٹا وہ شیر

شرح۔ لفظ شیرے میں یائے وحدت ہے۔ اور دوسرا مصرع پہلے کا بدل یا عطف بیان ہے۔ یعنے ایک شیر مجھپر اور میرے ساتھ والے خرگوش پر جھپٹا۔ فائدہ۔ باطنی طور پر دوسرے خرگوش سے تائید الٰہی مراد ہے جو عقل معاد کے ساتھ ملکر نفس امارہ کو چاہ ریاضت کی طرف کھینچتی ہے اور انجام کار اُس کو ہلاک کرڈالتی ہے۔

	گفتمش ما بندۂ شاہنشہیم	خواجہ تاشان وگدائے درگہیم

ترجمہ: میں یہ بولا ہم ہیں بندے شاہ کے ‌ ‌ دونوں ہیں مملوک اک درگاہ کے

شرح خواجہ تاش یعنے شریک خواجہ کسی شخص کے دو یا اس سے زیادہ غلام آپس میں خواجہ تاش کہلاتے ہیں۔ تاش یعنے شریک چنانچہ کوکلتاش رضائی بھائی۔ دودھ شریک۔ دخیلتاش شریک گردہ۔

گفت شاہنشہ کہ باشد شرم دار ‌ ‌ پیش من تو یاد ہر ناکس میار

ترجمہ: شیر بولا کون ہے وہ بادشاہ ‌ ‌ میرے آگے جس کو ہے یہ عز و جاہ

ہم ترا و ہم شہت را بر درم ‌ ‌ گر تو با یارت بگردی از برم

ترجمہ: ہم دو شہ پھاڑ ڈالوں گا تجھے ‌ ‌ بھاگ کر دھوکا اگر دے گا مجھے

شرح یعنے جب میں نے اس اجنبی شیر سے یہ کہا کہ ہم اور یہ دوسرا خرگوش ایک شاہنشاہ (یعنے حضور) کے بندے ہیں تو اس نے جواب دیا کہ شاہنشاہ تو میں ہوں میرے روبرو کسی دوسرے شیر کو شاہنشاہ کے لقب سے یاد کرنا بڑی شرم کی بات ہے۔ اے خرگوش اگر اب تو اپنے یار کو لے کر میرے پاس سے بھاگنے کا قصد کریگا۔ تو میں تجھے اور تیرے شاہنشاہ دونوں کو پھاڑ ڈالوں گا۔ یارت یعنے یار خود۔ واز برم یعنے از نزد من ہے۔

گفتمش بگذار تا بارِ دگر ‌ ‌ روئے شہ بینم برم از تو خبر

ترجمہ: میں یہ بولا چھوڑ تا بارِ دگر ‌ ‌ دوں میں اپنے شاہ کو تیری خبر

گفت ہمرہ را گرو نہ پیش من ‌ ‌ ورنہ قربانی تو اندر کیش من

ترجمہ: وہ یہ بولا۔ دوسرے کو رہن رکھ ‌ ‌ یہ نہیں ہے تو مزا مرنے کا چکھ

شرح یعنے جب میں نے اس اجنبی شیر سے یہ کہا کہ تو مجھے اتنی مہلت تو دے کہ اپنے بادشاہ کی زیارت کراؤں اور اسے تیرے حال کی خبر دوں تو اس نے یہ جواب دیا کہ اپنے ہمراہی (دوسرے خرگوش) کو میرے پاس اپنی ضمانت میں رہن رکھ جا۔ ورنہ میں تیرا خون پی جاؤنگا۔ قربانی میں یائے خطاب ہے یعنے قربان شوی۔ وکیش یعنے دین و مذہب و رائے ہے۔ یعنے اگر تو ضمانت نہ دیگا تو میرے مذہب یا میری رائے میں تیرا خون کر دینا جائز ہوگا

لابہ کردیمش بسے سودے نکرد ‌ ‌ یارِ من بستد مرا بگذاشت فرد

ترجمہ: فائدہ کچھ بھی نہ منت نے دیا ‌ ‌ مجھکو چھوڑا دوسرے کو رکھ لیا

ماند آن ہمرہ گرو در پیش او ‌ ‌ خون روان شد از دلِ بیخویش او

ترجمہ: ہے گرو بیچارہ ہمراہی وہاں ‌ ‌ اور دل بیتاب سے ہے خون روان

یارم از زفتی سہ چندان بد کہ من ‌ ‌ ہم بلطف و ہم بخوبی ہم بتن

ترجمہ | یا میرا مجھے بگنا ہے ضرور | لطف و خوبی و بدن میں ہے حضور

شرح یعنے ہم نے اُس اجنبی شیر کی بہت خوشامد کی مگر اُس نے ایک نہ مانی اور میرے ہمراہی خرگوش کو پکڑ لیا ہے شیر میرا ہمراہی خرگوش اُس رہزن شیر کی قید میں نہایت بیتاب اور گریان ہے اگر تو چالاکی سے اُسے چھڑا لے تو اچھا ہو۔ وہ خرگوش خوشنما خوبصورتی اور جسامت میں مجھسے تین حصے زیادہ ہے اور تیرے لئے نہایت لذیذ اور چرب لقمہ ہے بعض نسخوں میں ارزفتی کی جگہ از زفتی یعنے جسامت ہے زفت درشت و سخت و فربہ و محکم و سطبر و تیر۔

بعد ازین زان شیر آن رہ بستہ شد | حال ما این بود کت و انستہ شد

ترجمہ | بعد ازیں اُس سمت کا رستہ ہے بند | حال ہے یہ واقعی سے ہو شمند

از وظیفہ بعد ازین امید بُر | حق ہمے گویم ترا الحق مُر

ترجمہ | آس روزینے کی اب سے شیر چھوڑ | حق کہا ہے میں نے حق سے مُنہ نہ موڑ

شرح۔ یعنے اے شیر نر آج سے پیچھے کوئی جانور بطور وظیفہ مقرر تیرے پاس نہ آسکیگا کیونکہ اُس اجنبی شیر نے رستہ بند کر رکھا ہے۔ اور نتیجہ بی آئی بیتری ہی خوراک اُچک لیجاتا ہے۔ میں نے جو کچھ حال تھا حق حق کہدیا ہے گو آپ کو ناگوار گزرے۔ کیونکہ حق کڑوا ہوتا ہے کت دانستہ شد یعنے کہ ترا ہم معلوم شد۔

گر وظیفہ بایدت رہ پاک کن | ہین بیا و دفع آن بیباک کن

ترجمہ | گر وظیفہ چاہئے تو چاہئے تر | صاف کر اس شیر سے یہ رہگزر

شرح یعنے اب وظیفہ اس حالت میں ملیگا کہ اس اجنبی اور بیباک شیر کو آپ دفع کر دینگے۔ فائدہ اس خرگوش کی تعریف کر کے گویا عقل معاد نے نفس امارہ کو جادہ ریاضت کی طرف چلنے کی ترغیب دی ہے۔ سالک پر لازم ہے کہ جہاں تک ممکن ہو عقل معاد سے کام لے اور نفس کی مخالفت کرتا رہے اسے لذائذ دنیوی سے محروم رکھے تاکہ ریاضت کا شوق پیدا ہو جائے۔ اور قوائے روحانی جو بمنزلہ نخچیران دشت پُر فضا ہیں اسکے شر سے محفوظ رہیں

جواب گفتن شیر خرگوش را و روان شدن در راہ

ترجمہ شیر کا خرگوش کو جواب دینا اور اُس کے ہمراہ روانہ ہو جانا

گفت بسم اللہ بیا تا او کجاست | پیش رو شو گر ہمی گوئی تو راست

ترجمہ | شیر یہ بولا کہ بسم اللہ چل | راستی سے ہے اگر آگا چل

تا سزایش و صد چون او دہم | ور دروغ ست این سزائے تو دہم

ترجمہ | تاکہ میں اُس جیسے سو کو دوں سزا | ورنہ ہو تیرے لئے موزوں سزا

شرح۔ یعنے یہ ماجرا سنکر شیر نے خرگوش سے کہا کہ بسم اللہ میرے ہمراہ چل۔ اور اس اجنبی شیر کا پتا بتا۔ تاکہ اُس کو سزا

گناہ کے لائق اور اُس جیسے سو مجرموں کی قابل سزا دن۔ اور اگر یہ واقعہ جھوٹ ہے تو تیری گردن مارون پیش رو بمعنے

	اندر آمد چون قلاوز نے بہ پیش	تا بر داو ر السوئے دام خویش
ترجمہ	شیر کا خرگوش بنکر راہبر	مکر کر کے لے ہی آیا راہ پر
	سوئے چاہے کو نشانش کردہ بود	چاہ مغز را دام جانش کردہ بود
ترجمہ	اُس کنویں کی جانب آخر لے گیا	جس میں اس کے ڈالنے کا قصد تھا

شرح یعنے خرگوش رہبر بنکر ہلاک کرنے کے لئے شیر کو کس کنویں کی طرف لے گیا جس پر اس نے کوئی ذہنی یا خارجی نشان بنا دیا تھا قلاوز بمعنے رہبر و مقدمہ لشکر ترکی لفظ ہے اور مغ بمعنے عمیق ہے۔

	مے شدند آن ہر دو تا نزدیک چاہ	اینت خرگوشے چو آب زیر کاہ
ترجمہ	جا ہی پہنچے الغرض نزدیک چاہ	مگر اس کا تھا کہ آب زیر کاہ

شرح اینت یا تو تحسین کا کلمہ ہے بمعنے نہے۔ اور آب زیر کاہ (گھاس میں چھپا ہوا پانی) اہل زبان کا محاورہ ہے بمعنے مکار۔ مطلب یہ کہ خرگوش عجب مکار تھا کہ از راہ فریب شیر کو کنویں تک لے گیا۔ یا لفظ این اسم اشارہ ہے اور تائے خطاب کا مخاطب شیر ہے یعنے خرگوش نے کنویں کے پاس پہنچکر دھوکا دینے کے لئے شیر سے کہا کہ تیرے حصہ کا وہ خرگوش جو مجھسے جسم میں تین حصے زیادہ ہے یہ ہے اس اجنبی شیر نے اس کو آب زیر کاہ کی طرح چھپا رکھا ہے۔

	آب۔ کاہے را زہامو مے برد	آب کوہے را عجب چون مے برد
ترجمہ	پانی آیا خار و خس سب لے گیا	کوہ کو کس طرح یا رب لے گیا +
	دام مکر او کمندِ شیر بود	طرفہ خرگوشے کہ شیرے در ربود
ترجمہ	دام مکر اُس کا کمندِ شیر تھا	شیر تھا خرگوش سے پر زیر تھا

شرح یہ مولانا کا مقولہ ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ پانی گھاس اور تنکوں کو جنگل میں سے بہا لیجاتا ہے۔ لیکن تعجب اس پر ہے کہ یہاں پانی پہاڑ کو بہا لے گیا۔ پانی سے باعتبار ضعف خرگوش اور پہاڑ سے باعتبار قوت شیر مراد ہے

	موسئے فرعون را با رودِ نیل	میکشد با لشکر و جمعے ثقیل
ترجمہ	ایک موسیٰ سوئے دریا کئے عمیق	کر گئے فرعون و لشکر کو غریق
	پشۂ نمرود را با نیم پر	مے شگافد بے محابا مغزِ سر
ترجمہ	ایک پشہ نے جو مارا نیم پر	کھا گیا نمرود کا سب مغز سر

شرح یہان سے مولانا قدس سرہ نے قصہ چھوڑکر وعظ شروع کیا ہے ۔ اور مقصود یہ ہے کہ لبسا اوقات چھوٹی چیز بڑی چیز کو اور تھوڑی سی جماعت بڑی جماعت کو شکست دیدیتی ہے قرآن مجید میں ہے کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ چنانچہ حضرت موسیٰ نے فرعون کو مع لشکر اور اُس کی بڑی بھاری جماعت کو دریائے نیل میں کھینچ لیا اور انجام کار وہ سب ڈوب کر ہلاک ہو گئے ۔ اور اسی طرح ایک مچھر نے نمرود کو جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دشمن اور اپنے زعم میں خدا بنا ہوا تھا ۔) ہلاک کر دیا اس لنگڑے مچھر نے ناک میں گھسکر نمرود کا بھیجا کہا لیا تھا ۔ نیم پر ضعیف یا لنگڑا ۔ بے محابا بمعنے بلا خوف و بلا لحاظ بس تو اسی حالت پر خرگوش اور شیر کے اس قصہ کو خیال کر لینا چاہیے ۔

	حال آنکو قول دشمن را شنود	بین سزائے آنکہ شد یارش حسود	
ترجمہ	جس نے مانا اپنے دشمن کا کہا	دیکھ لے انجام میں کیسا رہا	

شرح ۔ لفظ سزا سے پہلے حرف عطف محذوف ہے ۔ یعنے اے مخاطب اُس شخص کا حال جس نے دشمن کی بات سنکر اس پر عمل کیا اور اُس شخص کی حالت جس نے حاسد سے یارانہ کر لیا دیکھ لے اور اچھی طرح سمجھ لے کہ کیسا ہوا اور انجام کار کیسی سزا ملی ۔

	حالِ فرعونے کہ ہامان را شنید	حالِ نمرودے کہ شیطان را شنید	
ترجمہ	مان لی فرعون نے ہامان کی	مان لی نمرود نے شیطان کی	

شرح یہ شعر پہلے کی توضیح ہے یعنے فرعون کا حال دیکھ لے کہ اپنے دشمن ہامان کے قول پر عمل کرنے سے کیسا بُرا ہوا اور نمرود کے حال پر غور کر کہ اپنے حاسد شیطان کا کہنا مان کر کس سزا اور کیسے نتیجہ کو پہنچا ۔ مطلب یہ کہ دونو کفر کی حالت میں نہایت ذلت کے ساتھ ہلاک ہوئے ۔ ہامان فرعون کا وزیر اگرچہ بظاہر اُس کا دوست معلوم ہوتا تھا مگر فی الواقع دشمن جان و ایمان تھا ۔ کیونکہ فرعون نے بہت سے ظلم ہامان ہی کی صلاح سے کئے تھے ۔

	دشمن ارچہ دوستانہ گویدت	دام دان گرچہ ز دانہ گویدت	
ترجمہ	گو عدو کچھ دوستانے کی کہے	دام ہے وہ گرچہ دانے کی کہے	
	گر ترا قندے دہد آن زہر دان	گر بتو لطفے کند آن قہر دان	
ترجمہ	قند دے تجھکو تو بالکل زہر جان	لطف گر تجھپر کرے تو قہر جان	
	چون قضا آید نہ بینی غیر پوست	دشمنان را باز نشناسی ز دوست	
ترجمہ	کب قضا سے سوجھتا ہے غیر پوست	کچھ نہیں ہوتی تمیز غیر و دوست	

شرح یعنے جب کسی امر کے متعلق حکم خداوندی ہوتا ہے تو آدمی کو دوست دشمن کی تمیز نہیں رہتی بلکہ انسان ظاہری تعلقات کو دیکھکر دشمن کو دوست بنا لیتا ہے ۔ اذا جاء القضاء عمی البصر (جب قضا آتی ہے آدمی کو کچھ نہیں سوجھتا)

چون چنین شد ابتہال آغاز کن | **نالہ و تسبیح و روزہ ساز کن**

ترجمہ: ہو جب ایسا حال نالہ چاہیئے | زاری و تسبیح و روزہ چاہیئے

شرح یعنے جب قضا کسی تدبیر سے ٹلتی ہوئی نہ معلوم ہو تو زاری و نالہ اور تسبیح و روزہ شروع کردے کیونکہ اگر آئی ہوئی قضا غیر مبرم ہے تو ان کی برکت سے ضرور ٹلجائے گی اور اگر مبرم ہے تو کم از کم مصیبت کے وقت میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع نہ کرنے کا گناہ نہ رہیگا - ابتہال یعنے التجا کرنا -

نالہ میکن کائے تو علام الغیوب | **زیر سنگ مکر بد ما را مکوب**

ترجمہ: نالہ کر اے بادشاہِ غیب دان | ہم کو سنگ مکر سے دے تو امان

یا کریم العفو ستار العیوب | **انتقام از ما مکش اندر ذنوب**

ترجمہ: اے کریم اے پردہ پوش اے بادشاہ | بخشدے ساری خطائیں سب گناہ

شرح - یہاں سے مناجات شروع ہوئی ہے یعنے المخاطب اللہ تعالےٰ کے سامنے اس طرح زاری کیا کر کہ اے غیب دان تو ہمیں ہر جن و انسان کے مکر بد کے صدمہ سے محفوظ رکھ اے گناہوں کے بخشنے والے تو ہم سے ہمارے گناہوں کا بدلہ نہ لے اے پردہ پوش اور عیبوں کے ڈہانکنے والے ہمیں دارین کی رسوائی سے بچا - فائدہ مناجات نہایت عاجزی سے کرنی چاہیئے - تاکہ قبول ہو جائے کیونکہ خدا کو عاجزی بہت پسند ہے -

آنچہ در کون ست از اشیا ء محتبا | **وا نما جان را ز ہر حالت کہ ہست**

ترجمہ: جس قدر اشیا ہیں فانی ہیں تمام | روح کو اُن سے چھڑا اے ذوالکرام

شرح یعنے اے خدا دنیا میں جتنی چیزیں ہیں سب رائج و فنا ہونے اور گزرنے والی ہیں تو ہماری روح کو ہر فنا ہونے والی حالت (تعلقات دنیوی) سے نجات دے وانمودن بمعنی جدا کرنا ہے۔

گر سگی کردیم اے شیر آفرین | **شیر را مگمار بر ما زین کمین**

ترجمہ: گر بدی کی ہم نے اے شیر آفرین | پر نہ غالب ہم پہ ہوں شیر کمین

شرح سگی کردن بمعنے کمینگی ظاہر کرنا ہے اور شیر سے نفس امارہ مراد ہے یعنے اے نفس امارہ کے پیدا کرنیوالے اگر ہم نے ترک ادب شریعت و معرفت کے باعث کمینگی کا اظہار کیا ہے تو ہماری اس خطا کو معاف فرما اور نفس امارہ کو ہم پر مسلط نہ کر ورنہ ہم ضرور ہلاک ہو جائینگے -

آب خوش را صورت آتش مدہ | **اندر آتش صورت آبی منہ**

ترجمہ: آب کو آتش نہ کر اے ذوالجلال | آگ میں یہ صورت آبی نہ ڈال

شرح آب خوش سے اعمال نیک مراد ہیں جو فی الواقع آبحیات کے مانند ہیں - اور صورت آتش سے ریاکاری

مقصود ہے جو آتش عتاب الہٰی کی صورت میں ہے یعنے ایخدا ہمارے نیک عملوں کو ریاکاری سے بچا۔ اور اس صورت آبی (اعمال صالحہ) کو صورت آتش (ریاکاری) میں مسخ نہ کر نیز ممکن ہے کہ دوسرے مصرع میں صورت آبی سے انسان۔ اور آتش سے جہنم کی آگ یا لذائذ دنیوی اور غرور وشہوت پرستی مراد ہو۔ یعنے یا الہ العالمین انسان کو جو قطرۂ آب ہے دوزخ اور شہوت وتکبر کی آگ سے محفوظ رکھہ۔

از شراب قہر چون مستی دہی	نیستہا را صورت ہستی دہی	
جو شراب قہر سے ہوتے ہیں مست	نیستی ہے اُن کے آگے شکل ہست	ترجمہ

شرح یعنے خداوندا جب تو کسی کو مظہر قہر بناتا ہے تو باوجودیکہ وہ تیری ہستی کے روبرو نیست ہے لیکن تو اُس کو ہستی یعنے تکبر اور خود پسندی دیتا ہے۔ جس سے وہ شہوت پرست اور ظالم بنجاتا ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ جب تو شراب قہر سے کسی کو غفلت دیتا ہے تو جو چیزیں نیست ہیں اُس کے نزدیک ہست ہو جاتی ہیں۔ مثلاً دنیا کہ فی الواقع معدوم ہے لیکن غافل کی نگاہ میں ہر وقت زینت کے ساتھ موجود رہتی ہے۔

چیست مستی بند چشم از دید چشم	تا نماید سنگ گوہر پشم یشم	
کیا ہے مستی اک حجاب دید چشم	جس سے پتھر ہو گہر اور پشم۔ یشم	ترجمہ

شرح۔ یعنے غفلت ومستی جو قہر الہٰی کی ایک شاخ ہے۔ اُس سے ہماری کیا مراد ہے؟ یہ ہے کہ آدمی واقعی دید سے آنکھہ بند کرے یعنے ظاہر میں تو آنکھیں کہلی رہیں۔ مگر فی الواقع چشم ظاہر کو واقعی چیزیں نہ دکہائی دیں۔ مثلاً دنیا کہ درحقیقت معدوم ہے۔ مگر آنکھوں کو موجود نظر آتی ہے۔ یا اس کی مثال یہ ہے کہ آنکھہ کو پتھر موتی کی صورت نظر آئے اور صوف۔ سنگ یشم دکہائی دے یعنے نظر نیست کو ہست اور بے قیمت چیز کو باقیمت اور قابل قدر آنکہے۔ اور برے کو اچھا خیال کرے۔ یشم سبز رنگ کا ایک قیمتی پتھر جس کا خاصہ یہ اثر ہے کہ مکان میں رکھنے سے بجلی نہیں گرتی۔ اس کو یشب بھی کہتے ہیں۔

چیست مستی چشمہا مبدل شدن	چوب گز اندر نظر صندل شدن	
کیا ہے مستی۔ کچھہ کو کچھہ پہچاننا	جہاؤ کی لکڑی کو صندل جاننا	ترجمہ

شرح۔ یعنے یہ شعر پہلے شعر سے قریب المعنیٰ ہے یعنی مستی سے ہماری مراد آنکھونکی قوت باصرہ کا بدلجانا اور جہاؤ کی لکڑی کو صندل سمجھہ لینا ہے۔ حالانکہ جہاؤ اور صندل میں فی الواقع بہت بڑا فرق ہے۔ یہ شعر اکثر مطبوعہ نسخوں میں نہیں پایا جاتا۔ اور بعض قلمی نسخوں میں چشمہا کی جگہ جسمہا ہے۔ مگر مطلب دونوں کا ایک ہے۔

قصہ سلیمان علیہ السلام وہدہد وبیان آنکہ چون قضا آید چشمہا بستہ شود	
حضرت سلیمان علیہ السلام اور ہدہد کا قصہ اور اس بات کا ذکر کہ جب قضا آتی ہے آنکھیں بند ہو جاتی ہیں	ترجمہ

چون سلیمان را سرا پردہ زدند	جملہ مرغانش بخدمت آمدند
جب سلیمان ہو گئے ستادہ زمین	جانور حاضر ہوئے سب بے سخن

	ہمزبان و محرم خود یافتند	پیش او یک یک بجان بشتافتند
ترجمہ	چونکہ تھے وہ ہمزبان بے شبہ و شک	حاضر خدمت ہوئے سب یک بیک
	جملہ مرغان ترک کردہ جیک جیک	با سلیمان گشتہ افصح من خیک
ترجمہ	چھوڑ کر سب جانور اپنی زبان	ہو گئے اُن کے لئے شیریں بیان

شرح جیک جیک جانوروں کی بے معنی آواز کو کہتے ہیں۔ مطلب یہ کہ تمام جانور اپنی آواز چھوڑ کر سلیمان علیہ السلام کے ساتھ لغت انسانی میں نہایت فصاحت سے کلام کیا کرتے تھے۔ اور آپ کو اپنا ہم زبان سمجھکر خدمت مبارک میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ اور اس فصاحت سے باتیں کیا کرتے تھے۔ جیساکہ اے مخاطب تو اپنے بھائی سے بولتا ہے۔

	ہمزبانی خویشی و پیوندی ست	مرد با نامحرمان چون بندی ست
ترجمہ	ہمزبانی اک بڑا پیوند ہے	چور ہا غیروں میں گویا بند ہے

شرح مولانا کا مقولہ ہے یعنے ہمزبانی (لغت اور زبان میں شریک یا متحد ہونا) باعث دوستی ہے ورنہ آدمی نامحرموں (اپنی زبان نجاننے والوں) میں ایسا ہو جاتا ہے جیسا حوالات میں قیدی فائدہ یہاں سے یہ نکلتا ہے کہ جب لغت اور زبان کا اتحاد باعث دوستی ہے تو میثاق کے دن ارواح کا اتحاد کس قدر باہمی محبت کا سبب ہو گیا ہو گا مگر افسوس کہ انسان اُس عالم کو بھولا ہوا ہے۔

	اے بسا ہندی و ترکی ہمزبان	اے بسا دو ترک چون بیگانگان
ترجمہ	ہیں بہت ترکی و ہندی ہم زبان	اور ہیں دو ترک چون بیگانگان

شرح اس شعر میں ہمزبانی سے ہمدلی کی فضیلت کی طرف انتقال ہے۔ یعنے بہت سے ہندی اور ترکی باوجود اختلاف زبان و اختلاف وطن و اختلاف جنسیت ایک دوسرے کے موافق ہیں اور دو ترکی باوجود اتحاد ثلاثہ ایک دوسرے کے مخالف ہیں۔ کیونکہ اُن میں اتحاد معنوی ہے اور ان میں نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ زبانی اتحاد سے دلی اتحاد بہت بہتر ہے گو زبانی اتحاد سے بھی ایک قسم کی محرمیت حاصل ہو جاتی ہے۔ لیکن دلی اتحاد کامل اتفاق کا باعث ہے۔ ہمزبان بمعنے متفق ہے جب تک دلی اتفاق نہ ہو ہمزبانی اتحاد کا باعث نہیں ہو سکتی

	پس زبانِ محرمی خود دیگر است	ہمدلی از ہمزبانی بہتر است
ترجمہ	ہے زبانِ محرمی کچھہ اور ہی	ہمزبانی سے ہے بہتر ہمدلی

شرح۔ یعنے گو زبانی اتحاد سے بھی آدمی دوسرے شخص کا محرم ہو جاتا ہے مگر حقیقی محرم بننے کی زبان محرمی اور ہے۔ جس کو دلی اتحاد کہتے ہیں اور جس کا دوسرا نام شرکت معنوی ہے۔ جو شیخ اور سالک کے مابین ہوتی ہے۔ زبانِ محرمی میں اضافت بیانی ہے اور آئندہ شعر میں مولانا اسی معنوی اتحاد کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

غیر نطق و غیر ایما و سجل ۔ صد ہزاران ترجمان خیزد ز دل

ترجمہ: یعنے بے ایما و بے نطق زبان ۔ دل سے اُٹھتے ہیں ہزاروں ترجمان

شرح ترجمان بمعرب ترزبان بمعنے خوش تقریر و دانندۂ دو زبان و سجل بمعنے مکتوب ۔ یعنے بہت سے باطنی جذبات جو شیخ کے حالات سے سالک کو مطلع کر دیتے ہیں بلا تقریر و ایما و کتابت محض دل کی روشنی سے معلوم ہو جاتے ہیں چنانچہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے پیغمبر علیہ السلام کے قصۂ معراج کی تصدیق صرف اپنی روشن ضمیری کے باعث کی تھی ۔ اس لئے عرب کا مقولہ ہے کہ لسان الحال انطق من لسان المقال (حالیہ زبان مقالیہ زبان سے زیادہ بولنے والی ہے) اور مثل بالکل سچ ہے کہ دل کو دل سے راہ ہوتی ہے ۔

جملہ مرغان ہر یکے زاسرار خود ۔ از ہنر و ز دانش و از کارِ خود

ترجمہ: جانور سب عرض کرتے تھے تمام ۔ اپنی دانش اپنی صنعت اپنے کام

با سلیمان یک بیک وا مے نمود ۔ از برائے عرضہ خود را مے ستود

ترجمہ: کہتے تھے حضرت سے سب اپنا ہنر ۔ تا کہ ہوں اس طرح منظورِ نظر

از تکبر نے و از ہستی خویش ۔ بہر آن تا رہ دہد او را بہ پیش

ترجمہ: خود ستائی کچھ تکبر سے نہ تھی ۔ بلکہ تا ہو جائیں مقبول نبی

شرح یہاں سے سلیمانؑ اور جانوروں کا قصہ پھر شروع ہو گیا ہے ۔ اور بعض نسخوں میں از کار کی جگہ اذکار بذال معجمہ (جمع ذکر) ہے یعنے ہر جانور اپنے اسرار اپنے ہنر اپنی دانش اپنے کام یا اپنے تذکرے حضرت سلیمان کے روبرو بیان کرکے اپنی تعریف آپ کیا کرتا تھا ۔ اور یہ تعریف از راہ تکبر یا اپنی ہستی کو کوئی شئے سمجھنے کے سبب سے نہ تھی ۔ بلکہ اس لئے تھی کہ شاید حضرت سلیمان اُس کو اپنے دربار میں آنے کی اجازت دیں یا اپنا مصاحب بنالیں کیونکہ حضور ہر جانور کے کسی اچھے ہنر یا دلچسپ قصے سے نہایت خوش ہوتے تھے ۔ اگر عرضہ بفتح العین ہے تو بمعنے ظاہر کردن کمال ہے یعنے ہر ایک جانور کسی لطیف حکایت کے پردہ میں اظہار کمال کے سبب اپنی تعریف آپ کیا کرتا تھا ۔ اور اگر بضم العین ہے تو بمعنے حیلہ ہے یعنے ہر جانور اپنی تعریف کرکے سلیمان کی مصاحبت کا حیلہ ڈھونڈتا تھا نکتہ چونکہ جانور بے عقل ہیں اس لئے تکبر یا اپنے تئیں بیان منظور بنانا ان کے لئے باعث گناہ نہیں ہو سکتا باایں ہمہ پیغمبروں کی تعظیم یہاں تک ہے کہ جانور بھی عاجزی کے ساتھ ان کا ادب کرتے ہیں اُن انسانوں کی حالت پر افسوس ہے جنہوں نے از راہ تکبر پیغمبروں کی توہین کی اور سرکشی کے ساتھ ان کو تکلیفیں پہنچائیں اور اس بے ادبی کے باعث دوزخ میں اپنا گھر بنا لیا ۔

چون بیاید بردہ را خواجہ ۔ عرضہ دارد از ہنر دیباچہ

ترجمہ: جب کہ آقا مول لیتا ہے غلام ۔ بندہ کہہ دیتا ہے سب اپنے کام

چونکہ دارد از خریدارش ننگ ‖ خود کند بیمار و شل و کور و لنگ

ترجمہ: اور جو ہوتا ہے خریداری سے ننگ ‖ خود کو وہ کرتا ہے ظاہر کور و لنگ

شرح۔ دیباجہ بجیم عربی و فارسی تصغیر دیبا۔ بمعنے جامہ ریشمین و چہرہ و رخسارہ و خطبۂ کتاب چونکہ دیباچۂ کتاب مجملاً تمام کتاب کا نمونہ ہوتا ہے۔ لہذا یہاں دیباجہ بمعنے نمونہ ہے اور یہ دونوں شعر تکبر و خودستائی کے متعلق مضمون اشعار سابق کی توضیح ہیں اور مطلب یہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے روبرو جانوروں کی خودستائی تکبر سے نہ تھی۔ بلکہ اس کی مثال ایسی ہے جیسا کوئی خواجہ کسی غلام کو خریدنا چاہے اور غلام بھی اُس کے پاس رہنا پسند کرے ایسی صورت میں غلام اپنے ہنر اور خدمتگزاری کے متعلق اپنی واقفیت کا اظہار اس نیت سے کریگا کہ خواجہ کو اُس کے خریدنے کی رغبت ہو۔ اس وقت غلام کی خودستائی تکبر پر مبنی نہ ہو گی۔ غلاموں کا قاعدہ ہے کہ جس آقا کو بھلا مانس اور نیک خیال کرتے ہیں اس کے ہاتھ بک جانے کو غنیمت سمجھتے ہیں۔ اور جسکو ظالم۔ اور بخیل جانتے ہیں۔ اُس کے روبرو اپنے آپ کو بیمار یا فالج مارا اندھا یا لنگڑا ظاہر کر دیتے ہیں۔ تاکہ وہ عیب دار جانکر خریداری سے دست بردار ہو جائے۔ فائدہ خودستائی از راہ تکبر و ریاکاری ہو تو کبیرہ گناہ ہے اور اگر سالک خالص ارادت اور سچے عقیدہ سے اس لیئے اپنی تعریف کرے کہ مرشد اس کو سلسلۂ بیعت میں داخل کرے تو ریاکاری نہیں ہے۔ بلکہ اس کا نام ترغیب مرشد ہے سلیمان علیہ السلام کے روبرو جانوروں کی خودستائی غلام یا سالک کی خودستائی کے مانند تھی جسمیں تکبر یا خودپسندی کو ذرا بھی دخل نہ تھا۔

نوبت ہُدہُد رسید و پیشہ اش ‖ وان بیان صنعت و اندیشہ اش

ترجمہ: آگئی ہُدہُد کی نوبت ناگہاں ‖ کرکے ہدہد اپنی صنعت کا بیان

گفت اے شہ یک ہنر کان کہتر ست ‖ باز گویم گفت کوتہ بہتر ست

ترجمہ: بول لگا کہنے کہ اک چھوٹی سی بات ‖ عرض کرتا ہوں سُنو والا صفات

شرح یعنے سلیمان علیہ السلام کے روبرو تمام جانور نوبت بنوبت اپنے ہنر اور عقل و فہم کا حال کہا کرتے تھے اس میں ایک دن ہدہد کی نوبت آگئی اور اس نے کہا کہ یا حضرت میں اپنا ایک چھوٹا سا ہنر بیان کرتا ہوں کیونکہ گفت کوتہ (قول مختصر) بہتر ہوا کرتا ہے گفت حاصل مصدر اور لفظ کوتہ کی طرف مضاف ہے۔

گفت برگو تا کدام ست آن ہنر ‖ گفت من آنگہ کہ باشم اوج بر

ترجمہ: بولے آنحضرت بتا اپنا ہنر ‖ بولا وہ ہوتا ہوں جب میں اوج پر

بنگرم از اوج با چشم یقین ‖ من بہ بینم آب در قعر زمین

ترجمہ: دیکھ لیتا ہوں وہاں سے بایقین ‖ اے شہ دین آب کو زیر زمین

تا کجا ایست و چہ آبست و چہ رنگ ‖ از چہ مے جوشد ز خاکے یا ز سنگ

ترجمہ: کسقدر گہرا ہے اور کیسا ہے رنگ　　اور مخزن اس کا مٹی ہے کہ سنگ

شرح اوج بر یا تو بمعنے بر اوج ہے یا لفظ اوج پر ہے بمعنے پرندہ اوج۔ بلندی پر اڑنے والا یعنے ہدہد نے اپنا یہ ہنر بیان کیا کہ میں آسمان پر اڑ کر زمین کی تہ کا پانی دیکھ لیتا ہوں مجھے یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ فلاں زمین میں۔ کتنا۔ کس قدر گہرا اور کس رنگ کا پانی ہے۔ اور زمین میں سے ابلتا ہے یا پتھر میں سے نکلتا ہے۔

اے سلیمان بہر لشکرگاہ را　　در سفر میدار این آگاہ را

ترجمہ: اے سلیمان اپنے لشکر کے لئے　　مجکو اپنے ساتھ رکھنا چاہئے

شرح ہدہد کا مقولہ ہے۔ کہ اے سلیمان اپنے لشکر میں پانی کے آرام کے لئے اس واقف جانور کو (یعنے مجھے) اپنے ساتھ رکھا کیجئے لشکرگاہ۔ لشکر کے اترنے کی جگہ اس مصرع میں لفظ را لفظ بہر کے اظہار معنے کے لئے زائد ہے یا یوں سمجھئے کہ لفظ بہر اور لفظ را چونکہ متحد المعنے ہیں اس لئے دونوں میں سے ایک زائد ہے۔

پس سلیمان گفت شو ما را رفیق　　در بیابانہائے بے آب اے شفیق

ترجمہ: بولے حضرت تو ہمارا ہو رفیق　　جس جگہ پانی نہ پائے اے شفیق

ہمرہ ما باشی و ہم پیشوا　　تا کنی تو آب پیدا بہر ما

ترجمہ: ساتھ رہ لشکر کے بنکر پیشوا　　اور پانی کے لئے ہو رہنما

تا بیابی بہر لشکر آب را　　در سفر سقا شوی اصحاب را

ترجمہ: تاکہ پانی سارے لشکر کو ملے　　تو ہمارے واسطے سقا بنے

باش ہمراہ من اندر روز و شب　　تا نہ بیند از عطش لشکر تعب

ترجمہ: ہمرکابی میں رہا کر روز و شب　　پیاس سے تا ہو نہ لشکر کو تعب

بعد ازان ہدہد و ہمراہ بود　　زانکہ از آب نہان آگاہ بود

ترجمہ: ہدہد اس کے بعد سے ہمراہ تھا　　کیونکہ جائے آب سے آگاہ تھا

شرح۔ خلاصہ یہ کہ حضرت سلیمان نے ہدہد کو پانی کی رہبری کے لئے اپنے لشکر کے ہمراہ رہنے کا حکم دیدیا پیشوا بمعنے پیش رو اور ہدہد کو سقا (پانی پلانے والا) اس لئے کہا گیا کہ اس کے سبب سے لشکر کو پانی ملتا تھا۔ یہاں سے یہ نکلتا ہے کہ عارف کیسا ہی کامل ہو مگر دوسرے عارف کی صحبت سے اعراض نہ کرے۔

طعنہ زدن زاغ در دعوے ہدہد

ترجمہ: کوے کا طعن مارنا ہدہد کے دعوے پر

	زاغ چون بشنید آمد در حسد	با سلیمان گفت کو کج گفت و بد	
ترجمہ	زاغ نے یہ سنکے از راہ حسد	یوں کہا ہے قول اس کا بے سند	
	از ادب نبود بہ پیش شہ مقال	خاصہ خود لاف و دروغین و محال	
ترجمہ	روبرو شاہوں کے یہ کسکی مجال	کہہ سکے کچھ اور پھر وہ بھی محال	

شرح یعنے کوے نے از راہ حسد سلیمانؑ سے کہا کہ ہدہد اس تیز بینی کے دعوے میں بے ادب اور جھوٹا ہے بادشاہوں کے دربار میں اول تو بولنا ہی ترک ادب ہے - اس پر جھوٹ بولنا اور لاف زنی پرلے درجہ کی بیہودگی ہے لفظ دروغین یعنے دروغ ہیں یا تو لیے تعظیم اور نون زائد ہے - مطلب یہ کہ بہت بڑا جھوٹ - یا یہ کہ یا و نون نسبت کے لئے ہیں جیسا کہ غم اور غمین - آہن اور آہنیں - پوست اور پوستین -

	گر مر او را این نظر بودے مدام	چون ندیدی زیر مشت خاک دام	
ترجمہ	یہ نظر اس کی اگر ہوتی مدام	دیکھ لیتا خاک میں پوشیدہ دام	
	چون گرفتار آمدے در دام او	چون قفس اندر شدے ناکام او	
ترجمہ	کس لئے ہوتا گرفتار قفس	جھیلتا کیوں رنج و آزار قفس	

شرح کوا کہہ رہا ہے کہ اگر ہدہد ایسا تیز نظر ہوتا کہ زمین کی تہ میں پانی کو دیکھ سکتا تو ضرور تھا کہ خاک کے نیچے دام کو بھی معلوم کر لیتا - اور ہرگز کسی شکاری کے جال میں نہ پھنستا لہذا اس کا دعوی لغو ہے -

	پس سلیمانؑ گفت اے ہدہد رواست	کز تو در اول قدح ایں درد خاست	
ترجمہ	بولے حضرت کیوں رے اے ہدہد یہ کیا	تونے پہلے ہی ہمیں دھوکا دیا	

شرح در اول قدح درد خاستن دینے ہی پیالے میں تلچھٹ کا اوپر آجانا) بے سابقہ معرفت تکلیف دینے کے معنوں میں ہے اور رواست استفہام انکاری ہے یعنے سلیمان نے فرمایا کہ اے ہدہد کیا تجھے یہ لائق تھا کہ پہلے ہی بار جھوٹ بول کر مجھے تکلیف پہنچاتا ایسا چاہیے تھا یہ محض تیری نالائقی ہے -

	چون نمائی مستی اے تو خوردہ دوغ	پیش من لافی زنی آنگہ دروغ	
ترجمہ	ہو رہا ہے مست تو پی کے دوغ	تیرا دعوی لاف ہے یا ہے دروغ	

شرح مقولہ سلیمانؑ کا ہے - یعنے اے ہدہد تو چھاچھ پی کر مست ہونا چاہتا ہے اور پہلے اپنے ہنر پر فخر کرکے پھر صریح جھوٹ بولنا - جس طرح چھاچھ نشہ نہیں کرتی اسی طرح دروغ فروغ نہیں پا سکتا اگر لفظ آنگہ دروغ کی جگہ آنگہ دروغ کہا جائے تو یہ معنی ہوں گے کہ تو اس چیز کو جو نفی الواقع دروغ ہے لاف زنی سے سچ ثابت کرنا چاہتا ہے - حالانکہ ایسا ہو نہیں سکتا - جھوٹ پھر جھوٹ ہے اور سچ پھر سچ ہے -

جواب گفتن ہُدہُد مر سلیمانؑ را در ین طعنہ

ترجمہ: ہدہد کا حضرت سلیمان علیہ السلام کو اس طعن کا جواب دینا

گفت اے شہ بر من عور گدا	قول دشمن مشنو از بہر خدا
ترجمہ: یہ کہا ہدہد نے اے شاہ زمن	آپ کیوں سنتے ہیں دشمن کا سخن
گر بہ بطلان ست دعوے کردنم	من نہادم سر ببراز گردنم
ترجمہ: جھوٹ ہو دعوے مرا تو یا نبی	پھیر دیجئے میری گردن پر چھری

شرح ہدہد نے کوے کے طعن کا یہ جواب دیا کہ اے سلیمانؑ میرے خلاف میرے دشمن (کوے) کی بات نہ سنیئے اور اگر میں اپنے دعوے میں جھوٹا ہوں تو یہ سر حاضر ہے۔ گردن سے جدا کر ڈالیے۔ عور بمعنے برہنہ یعنے بے سامان۔ نک مخفف اینک۔ و آنک۔ بمعنے این و آن اسم اشارۂ قریب و بعید ہے اس لفظ کی تحقیق کئی مرتبہ گذر چکی ہے ہدہد کا اپنے آپ کو بیسامان اور گدا کہنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس کی گذشتہ خودستائی از راہ تکبر نہ تھی۔

زاغ کو حکم خدا را منکرست	گر ہزاران عقل دارد کافرست
ترجمہ: زاغ ہے جو منکر حکم خدا	با وجود عقل دین سے ہے جُدا

شرح۔ یعنے زاغ چونکہ حکم الٰہی کا منکر ہے اس لئے خواہ کتنا ہی عقلمند ہو مگر کافر ہے اس شعر سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ منکر قضا کافر ہو جاتا ہے ایسا شخص فرقہ قدریہ میں شامل ہے جنکی نسبت پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے القدریۃ مجوس ہذہ الامتہ (قدریہ اس امت کے مجوسی ہیں) جو قضا و قدر کے منکر اور اس بات کے معتقد ہیں کہ بندہ اپنے افعال کا آپ خالق ہے حکم الٰہی کو اس میں کچھ دخل نہیں اور یہی عقیدہ مجوسی کا ہے لیکن جمہور کا مذہب یہ ہے کہ منکر قضا کافر نہیں ہوتا۔ اس کو مجوسی یا کافر کہنا بطریق مبالغہ و تشدد ہے اور اس شعر میں کافر سے کفران کنندۂ نعمت مراد ہے کیونکہ بندہ کے تمام افعال کا پیدا کرنا گویا انعام الٰہی ہے اس کا منکر کافر نعمت اور اللہ تعالیٰ کی صفات کمالیہ میں سے ایک صفت زائل کرنے والا ہے اس لحاظ سے قدریہ کے عقیدے میں کفر کی ایک شاخ لگی ہوئی ہے۔ اور آئندہ شعر میں مولانا نے انہی معنوں کی طرف اشارہ کیا ہے

در تو از کافے بود از کافران	جائے گند و شہوتی چون کاف ران
ترجمہ: تجھمیں ہے گر حرف کاف کافران	ہے محل خبث شکل کاف ران

شرح۔ پہلے مصرعہ میں کافران جمع کافر ہے اور دوسرے میں کاف ران یعنے سوراخ ران یا گاف ران مخفف شکاف ران بمعنے فرج ہے۔ کاف ران یا شگاف ران وہ سوراخ جو ران کی جڑ کے قریب ہے مطلب یہ کہ اگر اے مخاطب تجھمیں کافروں میں کا ایک حرف کاف یعنے اُن کی معنوی نجاستوں میں کی تھوڑی سی بھی نجاست ہے تو تو

محل ناپاکی وگندگی ہے اس سے معلوم ہوا کہ گو قضا کے منکر (قدریہ) صریح طور پر کافر نہیں ہیں مگر ان میں کفر کی ایک شاخ (انکار قضا کے بابت مجوسیوں کا ہم عقیدہ ہونا) ضرور ہے اور اس میں شک نہیں کہ قضا کا انکار کفر کا ایک شعبہ ہے اللہ تعالٰے بدعقیدوں سے ہمیشہ محفوظ رکھے۔

	من بہ بینم دام را اندر ہوا	گر نپوشد چشم عقلم را قضا
ترجمہ	دیکھ لوں میں دام۔ بالائے سما	آنکھ پر پردہ نہ ڈالے گر قضا
	چوں قضا آید شود دانش بخواب	مہ سیہ گردد بگیرد آفتاب
ترجمہ	ہے قضا چشم خرد پر اک حجاب	جس سے گہہ جاتے ہیں ماہ و آفتاب

شرح ہدہد یہ کہتا ہے کہ اگر قضا میری آنکھوں پر پردہ نہ ڈالے تو میں دام کو بھی دیکھ سکتا ہوں۔ مگر جب قضا آتی ہے عقل اندھی ہو جاتی ہے چاند سورج گہن میں آجاتا ہے بعض نسخوں میں عقلم راہوا ہے۔ اس صورت میں پہلا ہوا بمعنے بلندی ہے اور دوسرا ہوا بمعنے حرص۔

	از قضا ایں تعبیہ کے نادرست	از قضا داں کو قضا را منکر ست
ترجمہ	ہے قضا کا یہ بھی نادر ماجرا	یعنے انکار قضا ہے خود قضا

شرح تعبیہ بمعنے پنہاں کردن و آراستن و ساختن چیزے جس سے قدریوں کا پوشیدہ اور مصنوعی عقیدہ مراد ہے یعنے قدریوں کا یہ پوشیدہ عقیدہ (انکار قضا رالہٰی) جو انہیں کی عقلوں نے ساختہ و آراستہ کر رکھا ہے۔ کوئی نادر اور عجیب بات نہیں کیونکہ جو شخص قضاء الٰہی کا منکر ہے اس کا یہ انکار خود قضا کے الٰہی پر مبنی ہے بس تو آدمی کسی طرح قضائے الٰہی کا منکر اور اس سے علیحدہ نہیں ہو سکتا۔ یا یہ معنے ہیں کہ منکران قضاء کے انکار میں خود قضا کا اقرار پوشیدہ اور آراستہ و پیراستہ ہے کیونکہ انکار قضا کا عقیدہ خود قضائے الٰہی سے منکروں کے دل میں سمایا ہے۔ اگر قضاء الٰہی شامل نہ ہوتی تو منکران قضا ہرگز انکار نہ کرسکتے۔

	قصۂ آدم و بستن قضا نظر او را از مراعات صریح نہی و ترک نہی و تاویل
ترجمہ	قصہ حضرت آدم کا اور قضا کی مجبوری سے صریح نہی کی رعایت نہ کرنے کا اور اس نہی کی تاویل کرنیکا

شرح یہ قصہ ہدہد کی زبان سے مولانا بطور مثال بیان فرماتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ عقل اور نظر علم الٰہی کے سامنے مجبور اور محض بیکار ہو جاتی ہے اور قضا و قدر میں بروز ازل جو کچھ لکھا جا چکا ہے وہ ہو کر رہتا ہے۔

بو البشر کو علم الاسما بگ ست	صد ہزاراں علمش اندر ہر رگ ست
بو البشر تھے علم الاسماء بیگ	سر بسر تھا علم اُن کا آخشیگ

شرح۔ بگ مخفف بیگ ترکی لفظ ہے بمعنے بزرگ و امین۔ یعنے ابو البشر (آدمیوں کے باپ) حضرت آدم علیہ السلام باوجودیکہ صاحب مضمون آیت وعلم الاسماء تھے اور ان کی رگ رگ میں علم الٰہی کا خزانہ موجود تھا

تو قضا کے سامنے کچھ نہ سوجھا اور باوجود ممانعت گیہوں کھا گئے۔ یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے وعلم آدم الاسماء کلہا ثم عرضہم علی الملائکۃ الآیۃ۔ اس آیت کے باطنی معنے یہ ہیں کہ اللہ تعالے نے آدمؑ کو اپنے اسمائے حسنٰے سکھائے۔ جو تمام موجودات میں ظاہر ہیں اور تمام مخلوق جن کا مظہر ہے اور ہر شئے اللہ تعالے کی تسبیح اسی نام سے کرتی ہے جس کا وہ مظہر ہوتا ہے۔ مثلاً زندہ یا حیؐ یا قیوم کہتا ہے اور مردہ یا ممیتؐ۔ گو مردہ کی تسبیح زندوں کو نہیں سنائی دیتی۔ پھر مخلوقات کو فرشتوں کے سامنے لاکر یہ کہا گیا کہ ان اشیاء کے اسماء بیان کرو اور یہ بتاؤ کہ یہ شئے کونسے اسم کا مظہر ہے۔ اور وہ شئے کونسے اسم کا۔ مگر فرشتوں سے جواب نہ دیا گیا۔ اور حضرت آدمؑ نے اسماء اور اُنکے مظاہر سب بیان کر دیئے۔ اس سے تمام فرشتے حیران رہ گئے اور حضرت آدمؑ کے پیدا کرنے کی بابت اپنے اعتراض کو واپس لے لیا۔ آیت میں صرف تعلیم اسماء کا ذکر ہے۔ مگر اس سے صاف ظاہر ہے کہ جب آدمؑ کو علم اسماء تھا تو علم مظاہر اسماء بالاولے ہوگا۔ اور ظاہری معنے یہ ہیں کہ حضرت آدمؑ کو تمام اسماء جو علم الٰہی میں اشیاء کے لئے مقرر تھے سکھا دیئے گئے تھے۔ دنیا کی کوئی بڑی یا چھوٹی چیز ایسی نہ تھی جن کا نام حضرت آدمؑ کو معلوم نہ کرایا گیا ہو۔

	اسم ہر چیزے چنان کان چیز ہست	تا بپایان جان او را داد دست
ترجمہ	نام سے ہر شے کے جیسی کچھ کہ تھی	بوالبشر کو دی گئی تھی آگہی۔

شرح یعنے ہر شے کا نام جیسے کہ وہ ازل میں تھی اور جیسی قیامت تک رہیگی روح آدم کو معلوم کرا دیا گیا تھا۔ آپ ہر شے کا نام مع خاصیت شے ہر لغت اور ہر زبان میں جانتے تھے۔ یہی باعث ہے کہ آدم کی اولاد میں مختلف زبانیں بولی جاتی ہیں۔ یا یہ معنے ہیں کہ حضرت آدمؑ نے ہر مظہر کے ظاہر کو جان لیا تھا۔ یعنے جو چیز جس طرح فی الواقع کسی اسم کا مظہر ہے آدمؑ اُس مظہر کے اسم ظاہر کو جانتے تھے۔

	ہر لقب کو داد او مبدل نشد	آنکہ چستش خواند او کاہل نشد
ترجمہ	جو لقب جس کو دیا وہ تھا درست	چست جسکو کہہ دیا وہ کب ہے سست

شرح یعنے حضرت آدمؑ نے جس کسی کو جو لقب دیا وہ نقش درست ہو کر بیٹھ گیا۔ جس کا تغیر و تبدل قیامت تک ناممکن ہے اس تغیر و تبدل کے ناممکن ہونے کی یا تو یہ وجہ ہے کہ آدمؑ نے اشیاء کے القاب لوح محفوظ میں ثبت ہوئے دیکھکر رکھے تھے۔ یا یہ باعث ہے کہ ہر شئے یعنے ہر مظہر کا لقب اُس کے ظاہر کی حقیقت دیکھکر رکھا گیا تھا۔ اور چونکہ ظاہر یعنے اسمائے حسنٰے میں تغیر ناممکن ہے اس لئے مظہر میں بھی تغیر نہیں ہو سکتا۔ مثلاً حضرت آدمؑ نے جسکو مومن لقب دیا وہ قیامت تک مومن اور جسکو کافر لقب دیا وہ قیامت تک کافر رہیگا۔ کیونکہ مومن کا ایمان اور کافر کا کفر لوح محفوظ میں ثبت تھا۔ یا یہ کہ اللہ تعالے مومن میں اپنے اسم غفار۔ اور کافر میں اپنے اسم قہار کے ساتھ ظاہر ہوا ہے لقب کسی شے کے ایسے نام کو کہتے ہیں جو اُس کی تعریف یا مذمت کی خبر دے۔

	ہر کرا او مقبل و آزاد خواند	او عزیز و خرم و دل شاد ماند
ترجمہ	مقبل و آزاد جسکو کہہ دیا	وہ عزیز و خرم و خندان رہا

شرح - مقبل فرمان حق کو قبول کرنے والا اور صاحب اقبال و دولت اور آزاد یعنے دوزخ سے نجات پانے والا مطلب یہ کہ حضرت آدمؑ نے جس کو مقبل اور آزاد کہدیا وہ دولت ایمان سے مالامال ہوکر دوزخ سے نجات پا گیا -

	ہر کہ آخر مومن ست اول بدید	ہر کہ آخر کافر اورا شد پدید
ترجمہ	تھا جو آخر مومن - اول تھا عیاں	کافر آخر نہ تھا اُن سے نہاں

شرح یعنے حضرت آدمؑ نے اس شخص کو جو انجام کار مومن تھا اور جس کا خاتمہ بالخیر ہونے والا تھا لوح محفوظ میں مومن دیکھکر اول ہی مومن کا لقب دیدیا تھا اور علی ہذالقیاس جس کا انجام کفر تھا اس کو اول ہی کافر کہدیا تھا - اگرچہ وہ ابتدا میں چند روز کافر اور یہ تھوڑے دنوں مومن رہا ہو - خلاصہ یہ کہ آدم نے بنظر انجام لوگوں کو لقب دیئے تھے اس لئے اُن کی اولاد کو بھی انجام پر نظر رکھنی فرض ہے اور اسی کی طرف آیندہ شعر میں اشارہ کیا گیا ہے -

	ہر کہ آخر بین بود او مومن ست	ہر کہ آخور بیں بود او بے دین ست
ترجمہ	ہے وہی مومن جو آخر بین ہے	جو کہ آخور بین ہے وہ بے دین ہے

شرح - آخور گھوڑوں کے گھاس چرنے کی جگہ - اور مجازاً گھاس کو بھی کہتے ہیں - یہاں آخور سے دنیا اور لذات دنیوی مراد ہیں - اور دن مخفف دین ہے یعنے مومن وہ ہے جو انجام پر نظر رکھے - کیونکہ لذات دنیوی پر نگاہ رکھنے والے بیدین ہوتے ہیں - یہاں سے مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے -

	اسم ہر چیزے تو از دانا شنو	رمز سر علم الاسما شنو
ترجمہ	اسم ہر شئے کا کسی دانا سے سُن	اہل سر علم الاسما سے سُن

شرح یعنے ایمطلب ہر چیز کا نام اور لقب اُس شخص (مرشد کامل) سے معلوم کر جو حقیقت اسمائے حسنیٰ سے واقف ہو - کیونکہ مضمون علم الاسما کا بھید مرشد کامل ہی خوب جانتا ہے اس بھید کی شرح گزشتہ اشعار میں ہے -

	اسم ہر چیزے بر ما ظاہرش	اسم ہر چیزے بر خالق سرش
ترجمہ	نام ظاہر سے ہیں ہم واقف مگر	بھید سے واقف ہے خالق سربسر

شرح یعنے ہم محجوب ہونے کے سبب ہر شئے کی ظاہری حالت دیکھکر اس کا ایک نام یا لقب رکھدیتے ہیں کسی کو زنار پہنے ہوئے دیکھا تو ہندو کہدیا اور جبہ و تسبیح پر نظر پڑگئی تو مسلمان بتا دیا - لیکن خدا کے نزدیک ہر شئے کا نام اُس کی باطنی حقیقت اور انجام کے اعتبار سے ہے اس کی مثال آیندہ اشعار میں ہے اور باطنی حقیقت سے وہی اسماء حسنیٰ کا ظہور مراد ہے جو تمام مظاہر میں پایا جاتا ہے اور جسکی شرح کئی بار ہو چکی ہے -

	نزد موسیٰ نام چوبش بد عصا	نزد خالق نام بودش اژدہا
ترجمہ	کہتے تھے جسکو کلیم اللہ عصا	نام اس کا پیش حق تھا اژدہا

شرح - یعنے چونکہ ہمیں اشیاء کے محض ظاہری اسماء کا علم ہے اور ہر شئے کے ظاہری اسم سے اُس کا دہی مسمیٰ ہیں

سمجھ میں آتا ہے جو متعارف اور مشہور ہے اور اللہ تعالےٰ ہر شے کی حقیقت اور اُس کے اسم حقیقی سے واقف ہے اس لئے حضرت موسیٰؑ اپنے لکڑی کو عصا خیال کرتے تھے کیونکہ اس اسم کا ظاہری اور مشہور مسمیٰ یہی تھا۔ لیکن چونکہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک اس لکڑی میں اژدہے کی حقیقت مخفی تھی۔ اس لئے اُس کے علم میں اس عصا کا نام اژدہا تھا عصا کا اژدہا ہو جانا حضرت موسیٰؑ کا مشہور معجزہ تھا۔

بد عمر را نام اینجا بت پرست		لیک مومن بود نامش در الست	
تھا عمر کا نام یہاں گو بت پرست	ترجمہ	تھے مگر مومن وہ در روز الست	

شرح روز الست یعنے روز ازل۔ یعنے اگرچہ حضرت عمرؓ ایام جاہلیت میں اُسی مذہب کے پیرو تھے جو قریش کا تھا لیکن ازل میں اُن کا نام مومن تھا۔ کیونکہ وہ اللہ تعالےٰ کے علم ازلی میں مظہر ہدایت اور امیر المومنین کے لقب سے معروف تھے

آنکہ نامش بود نزد ما منی		پیش حق این نقش بُوہ با منی	
حسب ظاہر نام ہے جس کا منی	ترجمہ	حسب باطن ہے وہ نقش با منی	

شرح۔ پہلے مصرع میں یائے لفظ منی نفس کلمہ کی ہے اور منی یعنے نطفہ ہے۔ اور دوسرے میں لفظ من الگ ہے اور اس کی یائے تحتانی مصدری ہے۔ اور جار و مجرور (یعنے با منی) شبہ فعل یعنے لفظ شاہد محذوف بالقرینہ کے متعلق ہے۔ اور لفظ منی (یعنے من شدن) یعنے انانیت ہے مطلب یہ کہ جس چیز کا نام ہمارے نزدیک منی یا نطفہ ہے۔ یہ نقش ظاہری باعتبار حقیقت اللہ تعالےٰ کے نزدیک شاہد بالا نانیت ہے یعنے اس بات کی شہادت دے رہا ہے۔ کہ انا الانسان (میں انسان یا حقیقت انسانیہ کا جوہر ہوں) دوسرے معنے یہ ہیں کہ با منی کی یائے تحتانی یائے خطاب ہے۔ اور جار مجرور حسب قرینہ لفظ مخاطب محذوف سے متعلق ہے اس صورت میں یہ معنی ہیں کہ یہ نقش ظاہر (یعنے منی) جو ہمارے نزدیک ایک ناپاک سا قطرہ ہے۔ اللہ تعالےٰ کے نزدیک خطاب با من ہستی کے ساتھ مخاطب ہے یعنے اللہ تعالےٰ اس کو خطاب کرتا ہے کہ اے نقش آبی تو میرے حکم سے وجود کو ہستی دینے والا اور میرے فیضان سے ہمیشہ تعلق رکھنے والا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ ہم حقیقت اشیار سے واقف نہیں ہیں۔

صورتے بُد این منی اندر عدم		پیش حق موجود نے بیش و نہ کم	
تھی شکل یہ منی جب تھی عدم	ترجمہ	صورت انسان تھی بے بیش و کم	

شرح یعنے اللہ تعالےٰ کے علم ازلی میں یہ منی بلا کم و بیش ذی روح انسان کی صورت میں موجود ہے۔ گو ہمیں قطرہ کی صورت میں دکھائی دیتی ہے اور ہم نے اس کا نام منی رکھا ہے ہمارے نزدیک جب تک نطفہ پشت پدر سے نکلکر شکم مادر میں نہ جائے۔ پھر نطفہ سے خون اور خون سے لوتھڑے کی شکل میں منتقل نہ ہو اور پھر اُس کو ہڈیاں اور گوشت نہ پہنایا جائے اور بچے کی تصویر قائم نہ ہو منی کو انسان نہیں کہہ سکتے لیکن علم الٰہی میں یہی نطفہ بلا کم و بیش پورے ذی روح انسان کی صورت میں موجود ہے۔ کیونکہ نطفہ پر کامل انسان ہونے تک جسقدر حالتیں وقتاً فوقتاً طاری ہوتی ہیں وہ علم الٰہی میں بروز ازل آن واحد میں عارض ہو چکی ہیں۔ نکتہ یہاں سے یہ بات نکلتی ہے کہ حالت احتلام

میں جو نطفہ ضایع ہو جاتا ہے وہ علم الٰہی میں گویا مرے ہوئے بچہ کی مانند ہے اور جو لوگ حرام کاری میں اپنے نطفہ کو ضایع کرتے ہیں وہ گویا قتل کے مرتکب ہیں۔

	حاصل آمد آن حقیقت نام ما	پیش حضرت کان بود انجام ما
	سچ تو یہ ہے وہ حقیقی نام ہے	جس پہ مخلوقات کا انجام ہے

شرح یعنے حاصل کلام یہ ہوا کہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک جو کچھ ہمارا انجام ہے وہی ہمارا حقیقی نام ہے اور سعادت وشقاوت کا اعتبار خاتمہ پر ہے۔ نطفہ چونکہ انجام میں ذی روح ہونے والا ہے اس لئے اللہ کے نزدیک پہلے ہی سے اس کا نام ذی روح ہے۔ پیش حضرت مصرعہ کے لفظ نام سے متعلق ہے۔

	مرد را بر عاقبت نامے نہند	نے بران کان عاریت نامے نہند
ترجمہ	نام مولا ہے بحسب عاقبت	نام دنیا ہے بحسب عاریت

شرح یعنے اللہ تعالےٰ کے نزدیک ہر شخص کا نام انجام کے اعتبار سے رکھا جاتا ہے ایسا نہیں ہوتا۔ جیسا کہ مخلوق عاریتاً کوئی نام رکھ لیتی ہے۔ اور وہ نام فی الواقع بر لئے نام ہوتا ہے ازلی سعید کا نام مخلوق نے شقی رکھدیا ہے تو وہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک سعید ہی رہیگا۔ اور اسی طرح ازلی شقی سعید نام رکھو لنے سے فی الواقع سعید نہیں ہوسکتا۔ بران لفظ عاریت سے متعلق ہے اور ضمیر کان نام رکھنے والوں کی طرف راجع ہے۔

	چشم آدم کو بنور پاک دید	جان و سرّ نامہا گشتش پدید
ترجمہ	چشم آدم کو ہوا جب دم فتوح	کھل گئے اسرار اسما۔ راز روح

شرح یعنے جب آدم کی آنکھیں نور الٰہی کی مدد سے روشن ہوگئیں تو اُن پر نفخت فیہ من روحی (میں نے آدم میں اپنی روح ڈالدی) کا راز اور اسمائے حسنےٰ کے اسرار آشکار ہوگئے اور انہیں یہ معلوم ہوگیا کہ موجودات میں فلاں شئے فلاں اسم کا مظہر ہے۔ اور خدا نے مجھہ میں اپنی پاک روح ڈالی ہے۔ چنانچہ فرشتوں کو آدم کے لئے سجدہ کرنے کا حکم اسی سبب سے تھا۔

	چون ملک انوار حق بروے بتافت	در سجود افتاد و در خدمت شتافت
ترجمہ	اُن پہ جب انوار حق تابان ہوئے	گر پڑے سجدہ میں خدمت کے لئے

شرح یعنے جس طرح تمام فرشتے نورانی ہیں اور اُنکا کام صرف عبادت الٰہی ہے اسی طرح آدم پر انوار الٰہی نے روشنی ڈالکر انہیں فرشتہ صفت بنا دیا اور وہ روح اور اسمائے حسنےٰ کے اسرار معلوم کرتے ہی خدا کے سامنے سجدہ میں گر پڑے۔

	چون ملائک نور حق دیدند ازو	جملہ اُفتادند در سجدہ برو
ترجمہ	نور حق آدم میں جب آیا نظر	ہوگئے ساجد فرشتے سر بسر

شرح یعنے فرشتوں نے آدمؑ میں نور حق دیکھکر اُس نور کو سجدہ کیا تھا۔ اہل ظاہر کا یہ گمان خطا پر مبنی ہے کہ فرشتوں کو جسم آدم (آب و گل) کے روبرو سجدہ کرنیکا حکم دیا گیا تھا۔ کیونکہ سجدہ سوائے ذات واحد کے اور کسیکے لئے جائز نہیں اور نہ غیرت الٰہی اس بات کی مقتضی ہے کہ خدا کے ہوتے اور کسی کو سجدہ کیا جائے۔ اور سجدۂ غیر کا حکم بھی ملے تو کن کو۔ فرشتوں کو؟ بعض محققین نے لکھا ہے کہ فرشتوں کو سجدہ کا حکم دینا شرافت اور خلافت آدمؑ کی تعظیم کے لئے تھا۔ اس سجدہ کو سجدہ عبادت نہ سمجھنا چاہیئے کیونکہ سجدۂ عبادت غیر اللہ کو ناجائز ہے۔

	مدح این آدم کہ نامش می برم	قاصرم گر تا قیامت بشمرم
ترجمہ	مدح اس آدم کی اے مرد نکو	تا قیامت گر کرون تو کچھ نہ ہو

شرح کیونکہ آدمؑ جامع حقائق لاہوتیہ ملکوتیہ و ناسوتیہ اور آیتٌ من آیات اللہ ہے مسجود ملائک کی تعریف بشر سے نہیں ہوسکتی۔

	اینہمہ دانست و چون آمد قضا	دانش یک نہی شد بروے خطا
ترجمہ	باہمہ دانش جب آپہنچے قضا	فہم نہی حق میں کر بیٹھے خطا

شرح یعنے باوجود اس تمام علم و دانش اور معلومات اسرار کے نہی کے معنے سمجھنے میں حضرت آدمؑ سے خطا واقع ہوگئی اور جس گیہوں کے درخت کے نزدیک جانے سے منع کئے گئے تھے۔ اُس کا پھل کہا لیا اس کا سبب یہ ہے کہ جب قضا یعنے حکم الٰہی ہوتا ہے تو آدمی کو نہ اُس کا علم کچھ کام دلیکتا ہے اور نہ عقل و تدبیر مدد کرسکتی ہے چونکہ قضائے الٰہی گیہوں کہانے سے متعلق ہوچکی تھی۔ اس لئے حضرت آدمؑ کو نہی کی تاویل کرنی پڑی اور بطور خطا آئندہ شعر کا مضمون اُن کے خیال میں آگیا۔

	کاے عجب نہی از پئے تحریم بود	یا بتاویلے بُد و توہیم بود
ترجمہ	یعنے نہی حق یئے تحریم ہے	یا یئے تاویل یا توہیم ہے

شرح حضرت آدمؑ کو پیدا کرنے کے بعد جنت میں رکہا گیا اور یہ حکم ہوا کہ لاتقربا ہٰذہ الشجرۃ (اے آدم و حوا تم دونو اس گیہوں کے درخت کے نزدیک نہ جانا) لیکن چونکہ قضائے الٰہی گیہوں کہانے سے متعلق ہوچکی تھی اس لئے آدمؑ کے دل میں یہ خیال آیا کہ یاالٰہی یہ نہی (گیہوں کہانے کی ممانعت) تحریمی ہے یعنے اس کا کھانا میرے لئے قطعاً حرام ہے؟ یا متلبس بتاویل ہے یعنے یہ نہی تحریمی نہیں ہے بلکہ تنزیہی ہے؟ اور اس سے غرض صرف توہیم ہے؟ یعنے میرے وہم میں یہ بات ڈالی گئی ہے کہ اس درخت کا پھل کھانا حرام ہے۔ مگر فی الواقع حرام نہیں ہے؟ (توہیم در وہم انداختن) غرض کہ ادہر تو حضرت آدم کو اُس نہی کے تحریمی یا تنزیہی ہونے میں تردد رہا ادہر شیطان نے دہوکا دے کر یہ کہا کہ تم گیہوں کھاتے ہی فرشتہ بنجاؤ گے اور قسم ہے خدا کی میں تمہارا خیر خواہ ہوں۔ اس لئے آدمؑ نے تاویل کو ترجیح دی اور نہی کو تنزیہی سمجھکر گیہوں کہا لیا اور جنت سے نکالے گئے۔ نتیجہ یہ ہے کہ جب حکم الٰہی کسی شے کے متعلق ہوتا ہے تو آدمی سے باہمہ دانش و تدبیر ضرور خطا واقع ہوجاتی ہے۔ اور حکم الٰہی کا ظہور ہوکر رہتا ہے۔ نکتہ حضرت آدمؑ کا تحریمی نہی کو تنزیہی سمجھنا خطائے اجتہادی تھی اور یہ قاعدہ

معلوم ہو چکا ہے کہ مجتہد کو خطائے اجتہادی میں بھی ثواب ملتا ہے۔ باایں ہمہ حضرت آدمؑ پر عتاب اس لئے ہوا کہ انہوں نے اس باب میں فرشتوں سے مشورہ کیوں نہ لیا ورنہ خطائے اجتہادی ہرگز قابل عتاب نہیں ہوتی

	در دلش تاویل چون ترجیح یافت	طبع در حیرت سوئے گندم شتافت
ترجمہ	قوت تاویل جب حاصل ہوئی	طبع گندم کی طرف مائل ہوئی

شرح یعنے جب عالم حیرت میں حضرت آدمؑ کی خطائے اجتہادی نے اُن کے ذہن میں تاویل کو ترجیح دی۔ اور اُنھوں نے اس نہی کو تنزیہی سمجھا تو نتیجہ یہ ہوا کہ طبیعت گیہوں کھانے پر مائل ہوگئی۔ طبع در حیرت ضمیر یافت سے حبابہ عالیہ داقع ہوا ہے۔ لفظ حیرت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت آدمؑ نہی کے تحریمی اور تنزیہی ہونے میں اول اول متحیر رہے۔ اور آخرکار اس نہی کو تنزیہی خیال کیا۔ کیونکہ فطرت کا قاعدہ ہے کہ جب آدمی کسی بات کے کرنے نہ کرنے میں حیران اور متردد ہوتا ہے تو ان میں سے آسان چیز کو اختیار کر لیتا ہے اور حضرت آدمؑ کے لئے آسانی اس میں تھی کہ نہی کو تنزیہی خیال کرتے۔ کیونکہ شیطان نے قسم کھا کر کہا تھا۔ کہ تم گیہوں کھانے سے یا تو فرشتہ بنجاؤگے یا ہمیشہ ہمیشہ جنت میں رہا کروگے۔

	باغبان راخار چون در پائے رفت	دزد فرصت یافت کالا برد تفت
ترجمہ	باغباں کے پانوں میں کانٹا چُبھا	ٹوکرے پھولوں کے رہزن لے گیا
	چونکہ حیرت رفت و باز آمد براہ	دید بردہ دزد رخت از کارگاہ
ترجمہ	پھر یہ دیکھا ہوش میں آیا جو جب	لیگیا ہے ایک چور اسباب سب

شرح۔ تفت۔ گرم وسوختہ وغضبناک۔ اور وہ ٹوکرہ جو پھول یا میوہ رکھنے کے لئے باغبانوں کے پاس ہوتا ہے یہ بالہ نہی پہلے معنے مراد ہیں۔ یہ دونوں شعر قطعہ بند ہیں۔ اور باغبان سے آدم خار سے اُس نہی کی تاویل چور سے شیطان اور رباز آمد براہ سے حضرت آدم کو اپنی خطا کا معلوم ہو جانا اور استغفار مراد ہے خلاصہ یہ کہ آدمؑ کے اس قصہ کا مثال ایسی ہے جیسا کہ کسی باغبان کے پاؤں میں کانٹا چبھ گیا۔ اور وہ بیچارہ اُس کے نکالنے کی فکر میں ادہر اُدہر حیران تھا یہ ابھی ادھر حیران ہی تھا کہ اُدھر چور کو وقت ملگیا اور وہ باغبان کا تمام اسباب اور پھولوں اور میوؤں کے ٹوکرے چرا لے گیا۔ اور جب باغبان کو یہ معلوم ہوا کہ میرے باغ میں چوری ہوگئی ہے تو اُس نے فریاد وزاری شروع کی اور اللہ تعالے نے ازراہ کرم اُس کو نعم البدل عطا کر دیا۔ یعنے حضرت آدمؑ کی خطا معاف ہوگئی نسخوں میں چون بحیرت رفتہ باز آمد براہ ہے اور مطلب دونوں کا ایک ہے۔

	ربنا انا ظلمنا گفت و آہ	یعنے آمد ظلمت و گم گشت راہ
ترجمہ	کی بہت فریاد وزاری اور آہ	یعنے ہوں میں ملے خدا گم گشتہ راہ

شرح۔ اس شعر میں اُس باغبان (حضرت آدمؑ) کی فریاد وزاری کا بیان ہے۔ یعنے جب آدمؑ کو اپنی خطائے اجتہادی کا حال معلوم ہوگیا تو انھوں نے ان الفاظ میں فریاد وزاری شروع کی کہ ربنا انا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا

لنکونن من الخاسرین دلے .ب ہمارے ہم نے گیہوں کہانے سے بیشک اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے اگر تو ہمارا گناہ نہ بخشے گا۔ اور ہم پر رحم نہ کریگا تو ہم خسارہ میں پڑجائینگے چنانچہ اس مناجات کی برکت سے آدم کی خطا معاف ہوگئی۔

	این قضا ابرے بود خورشید پوش	شیر واژدہا شود زو ہمچو موش
ترجمہ	یہ قضا اک ابر ہے خرشید پوش	شیر واژدر اس سے ہوجاتے ہیں موش

شرح یعنے حکم الٰہی اس ابر کے مانند ہے جو باہمہ عظمت و نور سورج کو ڈہانک لیتا ہے اور قضا کے سامنے شیر اور اژدہا چوہے کی مانند ہوجاتے ہیں۔

	من اگر دامے نہ بینم گاہ حکم	من نہ تنہا جاہلم در راہ حکم
ترجمہ	دام کو مجسے چھپا دے گر قضا	صرف میری ہی نہیں اس میں خطا

شرح یہاں سے ہدہد کا مقولہ شروع ہوگیا ہے۔ یعنے یا حضرت سلیمان علیک السلام اگر ظہور حکم الٰہی کے وقت مجہے دام نظر نہ آئے تو کچھ تعجب کی بات نہیں۔ کیونکہ قضا خصوصیت کے ساتھ کچھ مجھے ہی جاہل نہیں بناتی۔ بلکہ ایسے وقت میں انبیا بھی متحیر رہجاتے ہیں۔

	اے خنک آنکو نکوکاری کند	زور را بگزارد وزاری کند
ترجمہ	ہے وہ اچھا جو نکوکاری کرے	ترک کردے زور اور زاری کرے
	گر قضا پوشد سیہ ہمچون شبت	ہم قضا دستت بگیرد عاقبت
ترجمہ	گر قضا ڈہانکے گی تجکو شکل شب	دست گیری خود کریگا حکم رب
	گر قضا صد بار قصد جان کند	ہم قضا جانت دہد درمان کند
ترجمہ	کرتی ہے سو بار قصدِ جان قضا	آخرش بنجاتی ہے درمان قضا
	این قضا صد بار گر راہت زند	بر فراز چرخ خرگاہت زند
ترجمہ	گر قضا سو بار ہو نقصان رسان	ایک دن لیجائے گی تا آسمان

شرح یہ پہلے معلوم ہوچکا ہے کہ حکم الٰہی کے سامنے علم و ہنر سب بیکار ہوجاتے ہیں کسی کی آئی ہوئی قضا عقل و تدبیر کے زور سے ہرگز نہیں ٹل سکتی۔ ان شعروں میں بطور تسلی یہ ارشاد ہوا ہے کہ تمام مصیبتوں کا دفعیہ خدا کے سامنے عاجزی اور اس کی بارگاہ میں گریہ وزاری سے ہوسکتا ہے اور وہ شخص بہت اچھا ہے جو لبا اوقات نیکیاں کرتا رہتا ہے اور اگر اس سے کوئی خطا ہوجاتی ہے تو عقل و تدبیر کے زور اور علم و ہنر کی قوت کو چھوڑ کر خدا کے روبرو گریہ وزاری شروع کردیتا ہے ایسی حالت میں اگر حکم الٰہی نے اس کو اندہیری رات کی طرح چاروں طرف سے ڈہانک لیا ہے یعنے گناہوں کی تاریکیوں یا مصیبتوں کی گھٹاؤں نے گھیر رکھا ہے تو وہی حکم الٰہی توبہ و استغفار کے باعث اسکی

دستگیری کریگا اور اگر قضا نے آنتوں یا گناہ کی بیماریوں میں مبتلا کر دیا ہے۔ تو وہی علاج کر دیگی۔ اور اگر قضا نے طاعات کی منزلوں میں رہزنی کر کے اُس کی نیکیوں کا سامان لوٹ لیا ہے تو وہی قضا توبۃ النصوح کی برکت سے اُس کو بلند مرتبہ پر پہنچا دیگی۔ اِنَّ الحسنات یذہبن السیّئات (نیکیاں برائیوں کو دفع کر دیتی ہیں) خلاصہ یہ کہ جو قضا آدمی کو خطاؤں کے باعث معتوب کر دیتی ہے وہی قضا توبہ استغفار کے باعث محبوب بنا دیتی ہے محققین کا قول ہے کہ کاملوں کی لغزش اُن کے مرتبوں کو بلند کر دیتی ہے۔ کیونکہ لغزش اُن کے لئے گریہ وزاری کی کثرت کا سبب ہو جاتی ہے اور اکثر مراتب کا حصول کثرت گریہ وزاری پر موقوف ہے بس تو ہر حالت میں رضا بقضا الٰہی اور نیکیوں کی پابندی لازم ہے۔

	از کرم دان اینکه می ترساندت	تا بملک ایمنی بنشاندت
ترجمہ	ہے کرم گر وہ ڈراتا ہے تجھے	ملک ایمن میں بٹھاتا ہے تجھے
	چون ترساند ترا آگه شوی	ورنه ترساند ترا گمره شوی
ترجمہ	یہ ڈرانا ہے برائے آگہی	ورنہ ہو جاتی ہے بالکل گمرہی

شرح یعنے لغزش بھی اللہ تعالےٰ کا ایک کرم ہے۔ کیونکہ خطاؤں پر نگاہ کرنے سے دل میں خوف الٰہی پیدا ہو جاتا ہے اور خوف الٰہی کا نتیجہ توبہ ہے اور توبہ کا نتیجہ بیخوفی کے ملک کی بادشاہی (یعنے جنت اور اللہ تعالےٰ کی قربت) ہے۔ ملک ایمن سے یا تو اس آیت کی طرف اشارہ ہے اِنَّ المتقین فی جنّٰت ونہر فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر یعنے خدا سے ڈرنے والے باغوں اور نہروں میں اُس بادشاہ کے پاس رہینگے جو زوردار اور مقدرت والا ہے یا اس آیت کی طرف اشارہ ہے اَلَا اِنَّ اولیاء اللہ لاخوف علیہم ولا ہم یحزنون۔ یعنے کسی عالم میں خدا کے دوستوں پر خوف نہ ہوگا۔ ورنہ وہ غمگین ہونگے۔ چنانچہ حضرت آدم کا قصہ انہی اشعار کے مطابق ہوا ہے جو لوگ دل میں خوف الٰہی رکھتے ہیں وہ گناہوں سے متنبہ ہو کر تائب ہو جاتے ہیں۔ اور جو نہیں رکھتے وہ گمراہ رہتے ہیں۔

	این سخن پایان ندارد گشت دیر	گوش کن تو قصهٔ خرگوش و شیر
ترجمہ	انتہا اسکی نہیں ہوتی ہے دیر	سن مری جان قصۂ خرگوش و شیر

پای واپس کشیدن خرگوش از شیر چون نزدیک چاه آمد

ترجمہ: کنوئیں کے پاس پہنچکر خرگوش کا شیر سے الگ ہونا اور الٹے پاؤں پھیر جانا

	شیر با خرگوش چون همراه شد	پر غضب پر کینهٔ بدخواه شد
ترجمہ	ہو لیا خرگوش کے ہمراہ جب	شیر دشمن پر بھرا اپنے پر غضب

شرح یعنے یہ شیر اُس اجنبی شیر سے لڑنے کے لئے خرگوش کے ساتھ ہو لیا اور چونکہ یہ اپنی قوت پر مغرور تھا اور اُس کو کمزور سمجھتا تھا۔ اس لئے اُس پر نہایت غضبناک تھا۔ اور اپنے بدخواہ کا کینہ اس کے دل میں بھرا ہوا تھا۔ کیونکہ کمزور پر زیادہ غصہ آیا کرتا ہے بعض نسخوں میں پر کینۂ بدخواہ کی جگہ پر کینۂ بدخواہ ہے اور بعض میں پر کینہ

وبدخواہ داد عطف کے ساتھ ہے اور مطلب سب کا ایک ہے ۔

بود پیشا پیش خرگوش دلیر ۔ ناگہان پا را کشید از پیش شیر

ترجمہ: یا تو تھا خرگوش آگے دیر سے ۔ یا ہٹ آیا رکے پیچھے شیر سے

چونکہ نزد چاہ آمد شیر دید ۔ کز رہ آن خرگوش ماند و پا کشید

ترجمہ: شیر نے دیکھا جو پہنچا نزد چاہ ۔ رہ گیا ہے چھوڑ کر خرگوش راہ

گفت پا واپس کشیدی تو چرا ۔ پائے را واپس مکش تو اندر آ

ترجمہ: اُس سے پوچھا واپسی کا کیا سبب ۔ آ مرے ہمراہ چل اے بوالعجب

شرح یعنے خرگوش رہبر بنکر شیر کے آگے آگے چلا۔ اور اُس کنوئیں کے پاس پہنچکر جس میں شیر کو دھکا دینا منظور تھا اُلٹے پاؤں پھرنے لگا پائے واپس کشیدن۔ بمعنے باز رفتن واپس ہونا اُلٹے پاؤں پھر جانا۔ خرگوش نے واپس پھر جانے کا سبب آیندہ شعروں میں بیان کیا ہے ۔

گفت کو پایم کہ دست و پائے رفت ۔ جان من لرزید و دل از جا رفت

ترجمہ: وہ یہ بولا کس طرح آگے چلوں ۔ دست و پا و جان و دل سب ہے زبون

شرح یعنے خرگوش نے شیر سے اپنے واپس ہونے کا یہ سبب بیان کیا کہ اس اجنبی شیر کے خوف سے میرے ہاتھ پاؤں بے قابو ہو گئے ہیں دل کانپ رہا ہے جان نکلی جاتی ہے اب میں نہیں ٹھہر سکتا۔ یہ خرگوش کا مکر صرف اس غرض سے تھا کہ کہیں شیر کی جھپٹ میں میں نہ کنوئیں میں گر پڑوں۔ کو پایم بمعنے کجا پائے دار باشم ہے۔ یعنے میں کیونکر ٹھہر سکتا ہوں۔ مجھ میں ٹھہرنے اور تیرے ہمراہ چلنے کا دم نہیں رہا ۔

رنگ رویم را نمے بینی چو زر ۔ ز اندرون خود مے دہد رنگم خبر

ترجمہ: ہو گیا ہے رنگ رخ مانند زر ۔ جو میری حالت کی دیتا ہے خبر

شرح خرگوش شیر سے کہتا ہے کہ کیا تو نے میرے چہرہ کا رنگ نہیں دیکھا کہ سونے کی طرح زرد ہو گیا ہے اور یہ ظاہر حال باطن کی خبر دے رہا ہے۔ عرب کا مقولہ ہے الحمرۃ للخجل والصفرۃ للوجل یعنے سرخ رنگ خجالت کی اور زرد رنگ خوف کی علامت ہے ۔

حق چو سیما را معرف خواندہ است ۔ چشم عارف سوئے سیما ماندہ است

ترجمہ: حق نے سیما کو معرف جب کہا ۔ دیدۂ عارف کا سیما پر رہا

شرح یہ خرگوش کی زبان سے مولانا کا مقولہ ہے۔ یعنے چونکہ اللہ تعالے نے علامت کو آیہ تعریف و آدمیوں کی پہچان کا ذریعہ مقرر کر دیا ہے۔ اس لئے عارف اور مردم شناس کی نظر علامت پر رہتی ہے۔ قرآن مجید میں منافقوں کی

شان میں یہ آیت ہے۔ فلعرفتہم بسیماہم (اے پیغمبر تو اُن کو اُن کی علامت سے پہچان لیگا ۔) اور مومنوں کی شان میں یہ ارشاد ہوا ہے سیماہم فی وجوہہم من اثر السجود (یعنے قیامت کے دن مومنوں کی علامت سجدہ کے نشان کے باعث اُن کے چہروں پر ہوگی) خلاصہ یہ کہ عارف ہر نیک و بد کو اُس کی علامت سے پہچان لیتا ہے۔ کیونکہ نیکیوں میں نیکی اور بدوں میں بدی کے آثار کسی طرح نہیں چھپ سکتے ۔

رنگ و بو غماز آمد چون جرس ‖ از فرس آگہ کند بانگ فرس

ترجمہ: رنگ بو غماز ہے شکل جرس ‖ اسپ کی مخبر ہے بانگ ہر فرس

شرح یعنے رنگ بو گھنٹے یا گھڑیال کی طرح چغلخور ہے۔ جس طرح گھڑیال کی آواز سے قافلہ کے کوچ کر جانے کا حال معلوم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اچھے برے رنگ اور خوشبو و بدبو سے صاحب رنگ و بو کا حال کھلجاتا ہے خوشبو سے اُس کی نفاست اور بدبو سے کثافت معلوم ہو جاتی ہے ۔

بانگ ہر چیزے رساند زو خبر ‖ تا بدانی بانگ خر از بانگ زر

ترجمہ: دیتی ہے آواز ہر شے کی خبر ‖ ہے جدا بانگ خر و آواز زر

شرح یعنے ہر چیز کی آواز اُس کی حقیقت معلوم کرا دیتی ہے گدہے کی آواز سے حیوان ناہق کا اور روپے کی آواز سے چاندی کا ثبوت ملتا ہے اگر آواز اشیار کی شناخت کا ذریعہ نہ ہوتی تو آواز خر اور آواز زر میں تمیز نہ رہتی۔ سُننے والے دونوں کو یکساں سمجھ لیتے ۔

گفت پیغمبر بہ تمییز کسان + ‖ مرء مخفی لدے طی اللسان

ترجمہ: ہے یہ قول سرور پیغمبران ‖ آدمی مخفی ہے در زیر زبان

شرح لدے بمعنے وقت۔ و طی لسان بمعنے نوردیدن زبان ہے یعنے خاموشی۔ مطلب یہ کہ آدمیوں کی شناخت کے لئے پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ آدمی کا حال اُسکی خاموشی کے وقت تک مخفی رہتا ہے ہاں جب اُس کے مُنہ سے کوئی بات یا زبان سے کوئی آواز نکلیگی تو سُننے والے کو اُس کا عالم و جاہل فصیح و غیر فصیح عاقل و غیر عاقل ہونا معلوم ہو جائے گا۔ خلاصہ یہ کہ رنگ اور آواز ذریعۂ تمیز اور آلۂ شناخت ہیں اور دوسرا مصرع اس حدیث کا اقتباس ہے۔ المرء مخبوء فی لسانہ لا فی طیلسانہ۔ آدمی چادر میں نہیں بلکہ زبان کے پردہ میں پوشیدہ ہے اور اسی کا ترجمہ یہ شعر ہے سہ تا مرد سخن نگفتہ باشد + عیب و ہنرش نہفتہ باشد ۔

رنگ و رو از حال دل دارد نشان ‖ رحمتم کن مہر من در دل نشان

رنگ درد دیتا ہے باطن کی خبر ‖ ناتواں ہوں دیکھ مجھ پر رحم کر

رنگ و روئے سُرخ دارد بانگ شکر ‖ رنگ روئے زرد دارد صبر و نکر

ترجمہ: رنگ دردئے سرخ بانگ شکر ہے ‖ رنگ ورد سے زرد بانگ نکر ہے

شرح پہلے شعر سے خرگوش کا مقولہ شروع ہوا ہے یعنے اے شیر میرے چہرہ کے رنگ کو دیکھکر میری حالت پر رحم کر۔ کیونکہ سرخ رنگ شکر کی آواز دیتا ہے اور اس سے معلوم ہوجاتا ہے کہ یہ شخص صاحب نعمت و دولت ہے اور زرد رنگ صبر و شکر (ناخوشی) کی آواز دیتا ہے۔ اور اس سے کھل جاتا ہے کہ اس شخص نے بلا مشقت اور دل کی ناخوشی پر صبر کر رکھا ہے شکر و صبر سبب ہیں جن کے ذکر سے یہاں سبب (نعمت و زحمت) مراد لیا گیا ہے۔

	درمن آمد آنچہ از وے گشت مات	آدمی و جانور۔ جامد نبات	
ترجمہ	میری وہ حالت ہے اب ہیں جس سے مات	آدمی و جانور بے تغیر نباتات	

شرح مات یعنے میت و فانی۔ خرگوش شیر سے کہتا ہے کہ اس میری حالت میں وہ تغیر آگیا ہے جو نزع کے وقت ہوتا ہے اور جس سے کوئی آدمی یا جانور یا پتھر یا درخت خالی نہیں کیونکہ (عالم متغیر) سارا جہان تغیر پذیر اور فنا ہونے والا ہے)

	درمن آمد آنچہ دست و پا برد	رنگ روی و قوت و سیما برد	
ترجمہ	اب ہے وہ حالت کہ دست و پا نہیں	رنگ زردئے و قوت و سیما نہیں	

شرح یعنے اب میری حالت میں وہ تغیر آگیا ہے جو ہاتھ پاؤں کی قوت اور نہ رنگ رو۔ اور علامت زیست کو زائل کرنے والا ہے۔ مطلب یہ کہ اے شیر میری موت کا زمانہ قریب بہت ہے۔ اس لئے میں تیرے ہمراہ چلنے سے مجبور ہوں۔ مجھے معاف رکھیے۔

	آنکہ در ہر چہ در آید بشکند	ہر درخت از بیخ و بن او بر کند	
ترجمہ	ہے وہ حالت جس کو سب کہتے ہیں سخت	جھکے ہوتے ٹوٹ پڑتے ہیں درخت	

شرح یعنے اب مجھپر وہ حالت طاری ہے جو درختوں کو جڑ سے اکھاڑ دیتی ہے یعنے حالت فنا و مرگ۔ اس لئے میں آگے نہیں بڑھ سکتا۔

	این خود اجزا اند کلیات ازو	زرد کرده رنگ و فاسد کرده بو	
	یہ ہیں اجزا۔ دیکھ کلیات کو	زرد ہے رنگ اور فاسد اُن کی بو	

شرح حکما کے نزدیک چار دل عنصر اور تمام آسمان کلیات ہیں عناصر اُمہات الاشیا کہلاتے ہیں۔ اور افلاک آبار الاشیا۔ یعنے وہ اشیار کی مائیں ہیں اور یہ باپ ہیں۔ اور موالید ثلاثہ یعنے حیوانات نباتات وجمادات جزئیات ہیں اس تمہید کے بعد خرگوش کا یہ مطلب ہے کہ میں نے جو آدمی اور جانور اور نباتات اور جمادات کا ذکر کیا ہے کہ یہ متغیر ہو جاتے ہیں یہ سب کے سب اجزا ہیں جن میں خوف موت کے باعث پیدا ہو جاتا ہے۔ اے شیر کلیات بھی فنا ہونے کے خوف سے زرد اور فاسد بو ہیں۔ چنانچہ تغیرات کی مثالیں یہ ہیں۔

	تا جہان گہ صابرست و گہ شکور	بوستان گہ حلہ پوش و گاہ عور	

ترجمہ: گاہ صابر گاہ شاکر ہے جہان — باغ گاہے سبز و گہ وقف خزان

شرح یعنے جب تک دنیا قائم ہے کبھی مصائب پر صابر ہے اور کبھی نعمتوں پر شاکر۔ اور بوستان میں کبھی بہار ہے اور کبھی خزان عور یعنے ننگا یعنے پت جھڑ پہلے مصرع تغیر انسان کی مثال ہے اور دوسرا تغیر نباتات کی۔

آفتابے کو بر آمد نار گون — ساعتے دیگر شود او سرنگون

ترجمہ: سرخ و نورانی سحر کو ہے جو مہر — شام کو ہوتا ہے بیشک زرد چہر

شرح یعنے طلوع کے وقت آفتاب سرخ رنگ نکلتا ہے اور وہ ساعت دیگر یعنے وقت غروب سرنگوں ہو جاتا ہے اسی واسطے غروب سے تھوڑی دیر پہلے بخوف فنا اس کا رنگ زرد ہو جاتا ہے یہ تغیر کلیات کی مثال ہے اور غرض یہ ہے کہ کُلُّ شَیٍٔ ہَالِکٌ اِلَّا وَجْہَہٗ یعنے سوائے ذات واجب الوجود کے ہر شے فنا ہونے والی ہے

اختر نے تافتہ بر چار طاق — لحظہ لحظہ مبتلائے احتراق

ترجمہ: یہ ستارے ہیں جو زیب چار طاق — دمبدم ہیں مبتلائے احتراق

شرح چار طاق خیمہ چار گوشہ جسکو ہندی میں راوٹی کہتے ہیں مجازاً یعنے آسمان احتراق یعنے جلنا جلانا اور نجوم کی اصطلاح میں ستارے کا آفتاب کے نور میں اس طرح گم ہوتا کہ پھر ستارے کا نور نظر نہ آئے یہاں یہی دوسرے معنے مراد ہیں۔ اور یہ تغیر کلیات کی دوسری مثال ہے۔

ماہ کو افروز و اختر در جمال — شد ز رنج دِق او ہمچون ہلال

ترجمہ: ماہ جو تاروں سے ہے فوق الجمال — دق کی بیماری سے ہے شکل ہلال

شرح۔ یعنے چاند باوجودیکہ حسن و جمال میں ستاروں سے بدرجہا بڑھا ہوا ہے مگر مرض دق یعنے خوف فنا کے سبب بنظر انجام خود اوّل ہی سے ہلال ہو جاتا ہے۔ دق اُس بیماری کا نام ہے جو آدمی کو نہایت لاغر اور دُبلا کر دیتی ہے مصرع موزوں کرنے کے لئے لفظ دق کو باقاف مشدّد بلا اضافت پڑھنا چاہیئے۔

این زمین باسکون و باادب — اندر آرد زلزلہ اش در لرز و تب

ترجمہ: باادب اور باسکون ہے گو زمین — زلزلوں سے بچکے رہ سکتی نہیں

شرح یعنے باوجودیکہ ساری زمین باادب خدا کے حکم کی تابع اور اُس کے فرمان پر قائم ہے مگر پھر بھی زلزلے سے محفوظ نہیں رہ سکتی۔ یہ تغیر کلیات اُمہات الاشیا کی مثال ہے۔

اے بسا کہ زین بلائے مردہ ریگ — گشتہ است اندر جہان چون خردہ ریگ

ترجمہ: اس بلا کے خوف سے ہو کر ستوہ — ہوگئے ہیں ذرّہ تا چیز کوہ

شرح مردہ ریگ باضافت مقلوب اُس مال یا میراث کو کہتے ہیں جو بعد مرگ مورث باقی رہے اور مطلقاً بمعنے زبون بھی آیا ہے یہاں یہی معنے مراد ہیں۔ اور بعض نے مردہ ریگ سے وہ ریتا مراد لیا ہے جس میں سے پانی نہیں نکلتا

اور بلائے مردہ ریگ میں اضافت بیانی ہے جس سے خوف فنا مراد ہے اور خردۂ ریگ بمعنے ذرّہ ریگ ہے مطلب یہ کہ بہت سے پہاڑ اس بلائے زبوں (خوف فنا) کے سبب ذرہائے ریگ بنگئے ہیں۔ یہ تغیر جمادات کی مثال ہے۔

	این ہوا با روح آمد مقترن	چون قضا آید وبا گشت و عفن
ترجمہ	فرحت افزا روح پرور ہے ہوا	جب قضا آتی ہے بنتی ہے وبا

شرح روح بفتح رائے مہملہ آسائش و تازگی و فرحت و خنکی نسیم بوئے خوش و باد خوش آیندہ نیز بالضم بمعنے جان بھی ہوسکتا ہے عفن بفتح عین مہملہ و کسر فا بمعنے گندہ و بدبودار یعنے ہوا باوجودیکہ آسائش و تازگی کی دوست یا روح کی مصاحب یعنے خوش کرنیوالی ہے مگر حکم الٰہی سے تعفن اور بدبودار ہوکر وبا پھیلانے کا باعث اور آسائش و روح کی جانی دشمن بنجاتی ہے۔ یہ تغیر عنصر ہوا کی مثال ہے۔

	آب خوش کو روح را ہمشیرہ شد	در غدیرے زرد و تلخ و تیرہ شد
ترجمہ	آب خوش تھا گو مصاحب روح کا	حوض میں رہ رہ کے تیرہ ہوگیا

شرح یعنے پانی جو روح کے لئے باعتبار مناسبت و اُنس بمنزلہ اخت یعنے بہن کے برابر تھا اور جس سے روح عشق رکھتی تھی جب ایک تالاب یا حوض میں آکر چند روز ٹھیر گیا تو زرد و تلخ و تیرہ ہوگیا۔ یہ تغیر عنصر آب کی مثال ہے

	آتشے کو باد دارد در بروت	ہم یکے بادے برو خواند بموت
ترجمہ	آگ ہے گو تند و تیز و پر غرور	بجھتی ہے اک پھونک میں اے باشعور

شرح خواندن پڑھنا بلانا۔ دم کرنا۔ بروت بمعنے موچھ۔ و باد در بروت داشتن بمعنے تکبر کرنا ہے یعنے آگ باوجودیکہ بڑی تیز سرکش اور متکبر چیز ہے لانہ جوہر نورانی علوی ہے کیونکہ آگ ایک تعلی پسند اور نورانی جوہر ہے لیکن ہوا کا ایک ہلکا سا جھونکا جب اُس پر پھونک مارتا ہے تو فنا ہوجاتی ہے بجھ جاتی ہے۔ مثلاً شمع و چراغ وغیرہ کا حال دیکھ لیجیے کہ ایک پھونک سے گل ہوجاتی ہے۔ یہ تغیر عنصر آتش کی مثال ہے۔

	خاک کو شد مایۂ گل در بہار	ناگہان بادے برآرد زو دمار
ترجمہ	خاک ہے گو مایۂ فصل بہار	ہوتی ہے باد خزانی سے غبار

شرح یعنے خاک جو موسم بہار میں باعث نشو و نمائے گل ہے فصل خزان میں ہوا اُسکو آندھی اور بگولے کی صورت میں اُڑا کر پریشان کردیتی ہے۔ یہ تغیر عنصر خاک کی مثال ہے۔

	حال دریا زاضطراب و جوش او	فہم کن تبدیلہائے ہوش او
ترجمہ	بحر میں جو اضطراب و جوش ہے	مخبر تبدیلہائے ہوش ہے

شرح یعنے دریا کا حال اُس کی حرکتوں اور لہروں کے سبب جو کچھ ہورہا ہے اُسکو سمجھ اور خیال کر کہ یہ حرکتیں اور

لہریں فی الواقع اُس کے ہوش کی تبدیلیاں ہیں۔ یعنے جب تک ہوا موافق ہے دریا میں تغیر نہیں ہوتا اور جب ناموافق ہوگئی تو اپنے تھپیڑوں سے اُس کے ہوش کھو دیتی ہے اور دمبدم اُس کی حالت میں تغیر ہوتا جاتا ہے نکتہ۔ ہوش دریا سے اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ عقل فعال جس طرح تمام موجودات میں کارسازی کر رہی ہے دریا میں بھی موجود ہے۔

	چرخ سرگردان کہ اندر جستجوست		حالِ او چون حالِ فرزندانِ اوست
ترجمہ	چرخ سرگرداں کی حالت ہے وہی		یعنے جو حالت ہے اس اولاد کی

شرح یعنے آسمان جو مرضی الٰہی کے ڈھونڈنے میں سرگرداں ہے خوف الٰہی سے اس کا بھی وہی حال ہے جو اس کی اولاد یعنے موالید ثلاثہ (حیوانات و نباتات و جمادات) کا ہے۔ یہ تغیرات کلیات آبائی کی مثال ہے اور مطلب یہ ہے کہ ان تمام چیزوں کے تغیرات کا سبب خوف الٰہی ہے۔

	گہ حضیض و گہ میانہ گاہ اوج		اندرون از سعد و نحسے فوج فوج
ترجمہ	اوج و پستی گاہ گاہے اعتدال		اس میں سعد و نحس تاروں کا ہے جال
	گہ شرف گاہے صعود و گہ فرح		گہ وبال و گہ ہبوط و گہ ترح
ترجمہ	گہ شرف گاہے صعود و گہ سرور		گہ وبال و گہ ہبوط و گہ شرور

شرح یعنے آسمان کی حالت کبھی پستی کی ہے کبھی اعتدال کی اور کبھی رفعت کی نیز اس میں سعادت و نحوست بکثرت موجود ہے کبھی شرف ہے کبھی بلندی اور کبھی خوشی۔ کبھی وبال ہے کبھی تنزل اور کبھی رنج و غم۔ مطلب یہ کہ آسمان کسی وقت تغیرات سے محفوظ نہیں ہے فائدہ علم ہیئت جاننے والوں کا قول ہے کہ اگر دائرۂ فلک کے وسط میں خط کھینچا جائے تو اوپر کے آدھے کا نام اوج و صاعد ہے اور نیچے کے آدھے کا نام حضیض و ہابط اور یہ بھی یاد ہے کہ آسمان کے بروج کے گرد اگرد سبع سیارہ (سات ستارے) گردش کر رہے ہیں اُن میں سے اگر کوئی ستارہ آسمان کے قریب پہنچ جاتا ہے تو اُس کو بُعد البعد کہتے ہیں۔ اور اگر یہ ستارے منقسم ہو کر اپنے بائیں چلے جاتے ہیں تو اُس کا نام تعدیل اور وسط ہے اور اگر پستی سے بلندی کی طرف گردش کرتے ہیں تو اُس کو صعود کہتے ہیں اور اگر بلندی سے پستی کی طرف آتے ہیں تو اُس کا نام ہبوط ہے۔ وبال باعتبار معنے مقابل شرف ہے یعنے بُرائی۔ فرح خوشی کو کہتے ہیں اور ترح اُس کا مقابل ہے۔ یعنے رنج و غم۔ مفصل حال کتب علم نجوم میں مرقوم ہے۔

	از خود اے جزوے ز کلہا مختلط		فہم میکن حالت ہر منبسط
ترجمہ	تو ہے اک جزو اور کل سے مختلط		خود سمجھ اپنے سے حال منبسط

شرح۔ لفظ جزوے موصوف ہے اور از کلہا مختلط اس کی صفت۔ نیز کلہا سے کلیات عناصر اربعہ اور جزو سے انسان مراد ہے یعنے اے انسان تو ہے تو جزو۔ مگر کلیات (عناصر اربعہ) سے مرکب ہے اپنے نفس سے ہر منبسط کا (جس سے تو مرکب ہے) حال معلوم کر لیا کر اس سے ظاہر ہو جائے گا کہ جس طرح تجھ میں تغیر ہے۔ اسی طرح ہر منبسط

تغیر پذیر ہے۔ فائدہ منبسط بمعنے بسیط و مفرد۔ حکما کے نزدیک ہر غیر مرکب شے کا نام بسیط ہے۔ اور بعض نے بسیط کی یہ تعریف کی ہے کہ اس کا جزو کل کے مشابہ ہو (مثلاً آتش و آب و خاک، و باد در حالت انفراد) یہاں بسیط سے مراد ہی اربعہ عناصر ہیں۔ اور ان کے تغیر کی مثالیں اوپر گذر چکی ہیں۔ خلاصہ یہ کہ کل من علیہا فان ویبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام ہر شئے فنا ہونیوالی ہے اور خدا کی ذات ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔

	چون نصیب مہتران درد ست و رنج	کہتران را کے تواند بود گنج
ترجمہ	جب بڑوں کو ہو میسر درد و رنج	ل نہیں سکتا کبھی چھوٹوں گنج
	چونکہ کلیات را رنج ست و درد	جزو ایشان چون نباشد روی زرد
ترجمہ	جب کہ کلیات کو ہو رنج و درد	کیوں نہ جزئیات کا ہو رنگ زرد

شرح۔ یعنے جب کسی خاندان کے بزرگوں کو کسی طرح کا درد و رنج پہنچیگا تو چھوٹے بھی اس کے اثر سے محفوظ نہیں رہ سکتے۔ یہاں مہتران یعنے بزرگوں سے وہی امہات و آبا رالاشیا اور کہتران یعنے چھوٹوں سے وہی موالید ثلاثہ مراد ہیں۔ جن کی شرح گزر چکی ہے۔ یہ دونو شعر ہم معنے ہیں اور ایک دوسرے کی تمثیل ہے بطور تفہیم اور نتیجہ یہ ہے کہ جب کلیات کو تغیر ہے تو جزئیات بالا دنے متغیر ہو جائینگے۔

	این عجب نبود کہ میش از گرگ جست	این عجب کین میش دل در گرگ بست
ترجمہ	بھیڑئے سے بھیڑ بھاگے کیا عجب	دل لگی رہتی ہے سرتا پا عجب

شرح۔ اول معنے یہ ہیں گرگ و میش سے مراد اضداد ہیں۔ یعنی یہ کچھ تعجب کی بات نہیں کہ اربعہ عناصر جو باوجودیکہ ایک دوسرے کی ضد ہیں اور قدرت الٰہی سے ایک جگہ جمع ہوگئے ہیں۔ باہم تنافر ہو کر بھاگ جائیں۔ آگ پانی سے الگ ہو اور خاک ہوا سے گریز کر جائے یعنے ہر متنفس فنا ہو جائے کیونکہ ضد اپنی ضد کے ساتھ نہیں رہا کرتی۔ بکری بھیڑئیے سے بھاگتی رہتی ہے۔ البتہ تعجب کی بات یہ ہے کہ ہر متنفس میں ایک ضد کا دوسری ضد کے ساتھ اجتماع اور ربط کیونکر ہو گیا۔ اس کا علم سوائے خدا کے اور کسی کو نہیں ہے۔ دوسرے معنے یہ ہیں کہ گرگ سے دنیا اور میش سے اہل دنیا مراد ہیں۔ اس وقت یہ مطلب ہوا کہ ترک دنیا محل تعجب نہیں کیونکہ دنیا ایک بھیڑیا ہے جس سے جس نے دنیا سے ربط اور تعلق پیدا کر کے اس کے باوفا ہونے پر اعتماد کر رکھا ہے۔ کیونکہ بھیڑئیے سے دل لگانا اور اس کی دوستی پر بھروسہ کرنا خلاف عقل ہے۔

	زندگانی آشتی ضدہاست	مرگ آن کاندر میان شان جنگ خاست

ترجمہ — زندگی ہے عنصروں کی آشتی — موت ہے ان عنصروں کی دشمنی

شرح یعنے عناصر اربعہ کے امتزاج اور اعتدال کا نام زندگی اور ان کے باہم جنگ اختلاف کا نام موت ہے۔

صلح اضداد ست عمرِ این جہان — جنگ اضداد ست عمرِ جاودان

ترجمہ — عنصروں کی صلح ہے عمرِ جہان — اور ان کی جنگ عمرِ جاودان

شرح یعنے عوام تو یہ سمجھتے ہیں کہ عناصر کا امتزاج اور باہمی صلح باعث زندگی اور اُن کا اختلاف باعث موت ہے لیکن عارف کے نزدیک گو امتزاج عناصر دنیوی زندگی کا باعث سہی مگر اُن کا اختلاف (یعنے موت) عمرِ جاودانی کا سبب ہے کیونکہ موت موصل الی اللہ (خدا تک پہنچانے والی ہے) اور صوفیوں کا یہ مقولہ بالکل صحیح ہے۔ الموت وصل الحبیب لِلحبیب (یعنے مرجانا گویا دوست کا دوست سے مل جانا اور اُس کا وصل ہے۔

زندگانی آشتیِ دشمنان — مرگ وا رفتن باصلِ خویش دان

ترجمہ — زندگی ہے دشمنوں کی آشتی — اور مرنا ہے ملاقات اصل کی

شرح یعنے زندگانی چند دشمنوں (عناصر اربعہ) کے صلح کر لینے کا نام ہے۔ اور موت اپنی اصل کی طرف رجوع کر جانا ہے روح کو مرنے کے بعد حیات جاودانی ملتی ہے اگر پاک ہے تو اپنی پاک اصل (علیین) کی طرف اور ناپاک ہے تو اپنی ناپاک اصل (سجین) کی طرف رجوع کر جاتی ہے۔

صلح دشمن وار باشد عاریت — دل بسوئے جنگ دارد عاقبت

ترجمہ — صلح بدخواہوں کی ہے اک عاریت — جنگ کی رکھتے ہیں نیت عاقبت

روز کے چند از برائے مصلحت — باہم اند اندر وفا و مرحمت

ترجمہ — چند مدّت از برائے مصلحت — رکھتے ہیں باہم وفا و مرحمت

عاقبت ہر یک بجوہر بازگشت — ہر یکے با جنس خود انباز گشت

ترجمہ — ملتے ہیں جوہر سے سب انجام کار — جنس کی بنجاتے ہیں جنس ایک بار

شرح دشمن دار - مانند دشمن جس کے دل میں دشمنی ہو یعنے دشمن صفت درست مطلب یہ کہ جس کے دل میں دشمنی ہو اُس کی صلح بطور عاریت ہوتی ہے اور اُس کا دل ہمیشہ جنگ کی طرف مائل رہتا ہے وہ کسی مصلحت کے سبب چند روز کے لئے صلح کرکے وفا اور مہربانی کا اظہار کیا کرتا ہے اور انجام کار اپنی اصل پر آجاتا ہے - یہی حال اربعہ عناصر کا ہے کہ چند روز کے لئے باہم صلح کر لیتے ہیں - اور مرنے کے بعد اپنے اپنے جوہر یعنے اپنی اپنی اصل کی طرف رجوع کر جاتے ہیں - جوہر یعنے اصل وانباز یعنے شریک ہے۔

لطف باری این پلنگ و رنگ را — الف داد و برد زیشان جنگ را

ترجمہ	لطف حق سے یہ پلنگ و گوسپند	ہو گئے ہیں رشتہ الفت میں بند	
	لطف حق این شیر را و گور را	الف داد ست این دو ضد دور را	
ترجمہ	لطف باری سے یہ شیر و گور خر	ہو گئے دشمن ہیں محبب یکدگر	

شرح لفظ رنگ اپنے اکتیس معنوں میں سے یہاں بز کوہی (پہاڑی بکرے) کے معنوں میں مستعمل ہوا ہے۔ اور الف بکسر اول و سکون لام بمعنے دوستی ہے یعنے اللہ تعالٰے کی مہربانیوں نے اس چیتے اور پہاڑی بکرے اور اس شیر اور گور خر دار بعہ عناصر) کو باہم محبت دیکر چند روز کے لئے ان کی باہمی جنگ کو موقوف کرا دیا ہے۔ مگر یہ صلح عارضی ہے۔

	چون جہان رنجور و زندانی بود	چہ عجب رنجور اگر فانی بود
ترجمہ	چونکہ ہے رنجور و زندانی جہان	کیا تعجب ہے کہ ہو فانی جہان

شرح یعنے جبکہ سارا جہان خود مریض اور تغیرات کا پابند ہے تو اس کا فنا ہو جانا کچھ تعجب کی بات نہیں کیونکہ مریض بیمار رہتے رہتے ایک دن مر ہی جاتا ہے اور ہمیشہ باقی رہنے والا وہی ایک ہے جس کا نام الحی القیوم ہے۔

	پرسیدن شیر سبب پاپس کشیدن خرگوش را و جواب او
ترجمہ	شیر کا خرگوش سے اُلٹے قدموں پھر جانے کا سبب پوچھنا اور خرگوش کا جواب دینا

	خواند بر شیر او ازین رو پندہا	گفت من پس ماندہ ام زین بندہا
ترجمہ	شیر کو اُس نے سنا کر چند پند	یہ کہا اس بند سے ہوں مستمند

شرح یعنے خرگوش نے اس طرح کی نصیحتیں (جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے) شیر کو سنا کر یہ کہا کہ میں اہنیں کا وجہ سے تیرے ساتھ چلنے سے مجبور ہوں۔ یعنے چونکہ قریب الموت ہوں اس لئے میرا قدم آگے نہیں بڑھ سکتا۔ بندہا بندہا سے وہی تغیرات مراد ہیں جنکی تفصیل گزر چکی ہے نکتہ خرگوش یعنے عقل معا داول نفس کو نصیحت کرتی ہے اور جب اس کا اثر نہیں ہوتا تو اُس کو مجاہدہ اور ریاضت کے کنویں میں ڈالدیتی ہے۔ تاکہ نفس میں قبول ارشاد کا مادہ ہو جائے۔

	شیر گفتش تو ز اسباب مرض	این سبب گو خاص کاینستم غرض
ترجمہ	شیر بولا سنکے اسباب مرض	سچ بتا دے اس سے تیری کیا غرض

شرح یعنے شیر نے خرگوش سے یہ کہا کہ تو اسباب مرض میں سے اپنے پیچھے رہجانے کا کوئی خاص سبب بیان کر۔ اور یہ بتا کہ تیری واپسی کے مرض کا خاص سبب کیا ہے۔ اسباب تغیرات دنیا تو خود ظاہر ہیں جن کو میں بھی جانتا ہوں۔ میرا مقصود خاص طور پر تیرے مرض (واپسی) کا سبب معلوم کرنا ہے فائدہ اگرچہ خرگوش اپنی واپسی کا سبب بیان کر چکا ہے۔ مگر چونکہ شیر کو اُس کے بات پر اعتبار نہیں آیا اس لئے مکرر پوچھنے کی ضرورت ہوئی۔

	پائے راو اپس کشیدی تو چرا	میدہی بازیچہ اے واہی مرا
ترجمہ	ہوگیہ بار ستہ میں تو کیوں ناشکیب	یا مجھی کو اس سے دیتا ہے فریب

شرح۔ بازی دادن و بازیچہ دادن بمعنے فریب دادن اور واہی اگر واو سے ہے تو سست رائے اور گمراہ کے معنوں میں ہے اور اگر دال سے ہے تو داہی بمعنے دانا و بزرگ و عاقل و جوانمرد ہے۔ اور شیر نے بطور تمسخر خرگوش کو عاقل کہا ہے۔ یعنے اے خرگوش تو میرے ساتھ سے الگ کیوں ہوا جاتا ہے اے ضعیف الرائے کیا مجھے کسی قسم کا فریب دینا چاہتا ہے یا اس کا کوئی اور سبب ہے۔

	گفت آن شیر اندرین چہ ساکن ست	اندرین قلعہ ز آفات ایمن ست
ترجمہ	بولا پھر خرگوش وہ شیر ژیان	اس کنوئیں میں ہے بصد امن و امان
	یار من بستد ز من درچاہ برد	بر گر نتش ازوہ وبے راہ برد
ترجمہ	میرے ہمراہی کو لے بھاگا ہے وہ	اس کنوئیں میں چین سے رہتا ہے وہ

شرح یعنے خرگوش نے شیر سے کہا کہ اس کنوئیں میں وہی اجنبی شیر رہتا ہے اور یہ کنواں اس کے حق میں آفتوں سے بچنے کے لئے قلعہ بن گیا ہے یہ شیر بطور ظلم میرے ہمراہی خرگوش کو اس کنوئیں میں لے گیا ہے (بے راہ بردن بطور جبر و قتن) اس سے بدلا لینا چاہیئے۔ باطنی طور پر کنوئیں سے خلوت اور شیر سے مرشد کامل مراد ہے اور مطلب یہ ہے کہ عقل معاد نفس امارہ کو مرشد کامل کی جانب رہبری کر رہی ہے۔

	قعر چہ بگزید ہر کو عاقل است	زانکہ در خلوت صفاہائے دل است
ترجمہ	ہاں کنوئیں کی تہ جگہ عاقل کی ہے	کیونکہ خلوت میں صفائی دل کی ہے
	ظلمت چہ بہ کہ ظلمتہائے خلق	سر نبرد آنکس کہ گیرد پائے خلق
ترجمہ	خلق کی صحبت سے بہتر ہے کنواں	تابع مخلوق کو ہے بیم جان

شرح یہ مولانا کا مقولہ ہے یعنے عقلمند اور عارف کنوئیں کی تہ (خلوت کدون) میں رہا کرتے ہیں۔ اور اس کے اندھیرے سے ہرگز نہیں گھبراتے اس لئے کہ کنوئیں کا اندھیرا عارضی ہے اور مخلوق کا اندھیرا جو باہمی اختلاط اور ملنے جلنے سے روح اور دل کو تاریک کر دیتا ہے رفتہ رفتہ لازمی ہو جاتا ہے اور جو شخص مخلوق کے پاؤں پکڑتا ہے یعنے اُن کا اتباع کرتا ہے۔ وہ اپنے سر کو سلامت نہیں بچا سکتا۔ بلکہ بُری صحبتوں کے اثر سے ہلاک ہو جاتا ہے

	گفت پیش آ زخمم او را قاہر ست	تو ببیں کان شیر در چہ حاضر ست
ترجمہ	شیر بولا آگے آ ڈرتا ہے کیوں	دیکھ تو سے بھی کنوئیں میں وہ زبون

شرح۔ یعنے شیر نے کہا کہ اے خرگوش میرا حملہ اس کے لئے قہر برپا کرنیوالا ہے تو آگے آکر یہ بتادے کہ وہ اس کنوئیں

میں ہے یا نہیں ۔

گفت من سوزیدہ ام زان آتشی　　　تو مگر اندر برِ خویشم کشی

ترجمہ: وہ یہ بولا خوف ہے اُس آگ سے　　　تو مگر اپنی بغل میں لے مجھے

تا بہ پشتی تو اے کانِ کرم　　　چشم بکشایم بچہ در بنگرم

ترجمہ: تا حمایت سے تری اے کان جود　　　میں کنویں میں دیکھ لوں اُسکی نمود

من بہ پشتیِ تو تانم آمدن　　　کہ نگہ دارم دران چہ بے رسن

ترجمہ: میں حمایت سے تری اے پنجہ زن　　　چل سکونگا تا بچاہِ بے رسن

شرح سوزیدہ بمعنے سوختہ ۔ و آتشی بیائے معروف ۔ آگ کا تیلا اور تند و تیز و سرکش پشتی بمعنے حمایت ۔ اور نگہدارم میں میم ضمیر مفعول ہے بمعنے مرا اور تانم مخفف توانم ہے یعنے خرگوش نے شیر سے یہ کہا کہ میں اسی (یعنی شیر کے) غصہ سے جو آگ کی طرح تند و تیز ہے ۔ جل گیا ہوں یعنے نہایت خوف زدہ ہوں البتہ اس شرط پر تیرے ساتھ چلنے کو تیار ہوں کہ تو مجھے اپنی بغل میں جگہ دے تاکہ تیری دلی قوت مجھمیں باطنی طاقت بڑھا دینے کا باعث ہو جائے ۔ اے شیر میں تیری حمایت سے آنکھیں کھول کر دیکھ سکوں گا کہ وہ شیر کنویں میں موجود ہے یا نہیں ۔ تو مجکو اپنی بغل میں لے کر اس چاہ بے رسن اور شیر پُر فتن سے نگاہ رکھ سکتا ہے یعنے اگر میں اس شیر کے خوف سے کنویں میں گرنے لگونگا تو یقین ہے کہ تو مجھے بچا لیگا ۔ ورنہ اس کنویں میں کوئی رسّی بھی نہیں کہ جس کے ذریعہ سے مجھے نکلنے کی امید ہو ۔ نکتہ عقل معاد اس لئے نفس امّارہ کی مصاحبت چاہتی ہے کہ اول اس کو اُس کی بُرائیوں کا آئینہ دکھائے اور پھر خلوت میں بٹھا کر اُن بُرائیوں کے زائل کرنے کی کوشش کرے عقل نے یا تو از راہِ مکر نفس کو کانِ کرم کہا ہے یا یہ وجہ ہے کہ نفس خود مدعی کمالات ہے اسلئے اپنی تعریف سُننے سے نہایت خوش ہوتا ہے ۔

نظر کردن شیر در چاہ و دیدن عکس خود را و عکسِ خرگوش

ترجمہ: شیر کا کنویں میں جھانکنا ۔ اور پانی میں اپنا اور اپنی بغل والے خرگوش کا عکس دیکھنا

چونکہ شیر اندر برِ خویشش کشید　　　در پناہِ شیر تا چہ می دوید

ترجمہ: شیر نے جس دم بغل میں لے لیا　　　سوئے چہ خرگوش جھٹ پٹ چل دیا

چونکہ در چہ بنگریدند اندر آب　　　اندر آب از شیر و او درتافت تاب

ترجمہ: چاہ میں دونوں نے دیکھا جھانک کر　　　عکس صورت آب میں آیا نظر

شرح یعنے شیر نے خرگوش کو اپنے بغل میں لے لیا ۔ اور وہ شیر کی پناہ میں آکر کنویں تک دوڑا چلا گیا ۔ اور جب

دونوں نے مل کر کنوین میں جھانکا تو دونوں کا عکس پانی میں دکہائی دیا۔ تاب بمعنے عکس ہے۔

	شیر عکس خویش دید از آب تفت		شکل شیر و در برش خرگوش زفت
ترجمہ	شیر نے دیکہا کہ ہے پانی میں شیر		اور اس کے ساتھ ہے خرگوش زیر
	چونکہ خصم خویش را در آب دید		مر ورا بگذاشت اندر چہ دوید
ترجمہ	چاہ میں دشمن کو جب دیکہا کھڑا		چھوڑ کر اس کو کنوین میں گر پڑا

شرح تفت مخفف تافت اور زفت بمعنے جسیم و فربہ ہے یعنے شیر نے اپنا اور اُس مکار فربہ خرگوش کا عکس کنوین کے پانی میں دیکہا جو اُس کی بغل میں تھا۔ اور اپنے عکس کو اپنا مدّمقابل اور اپنا دشمن وہی اجنبی شیر خیال کیا۔ اور بغل والے خرگوش کے عکس سے اُس کے ذہن میں وہ خرگوش آیا جس کو یہ مکار خرگوش اپنا رفیق بیان کر چکا تھا۔ خلاصہ یہ کہ شیر نے پانی میں دونوں عکس دیکھکر یقین کر لیا۔ کہ اس کنویں میں وہی شیر و خرگوش موجود ہیں۔ اور میری بغل والا خرگوش اپنے بیان میں سچّا ہے۔ یہ سمجھکر شیر دشمن کو مار ڈالنے کے ارادہ سے جھٹ کنویں میں کود پڑا۔ اور چونکہ وہ اپنی بغل والے خرگوش کو قابل رحم سمجھ چکا تہا۔ اس لئے اُسے کنوین کے باہر چھوڑ گیا۔

	درفتاد اندر چہے کو کندہ بود		زانکہ ظلمش بر سرش آیندہ بود
ترجمہ	شیر آخر گر پڑا اُس چاہ میں		کھود رکہا تھا جو اُس نے راہ میں

شرح یعنے انجام کار شیر اسی کنوین میں گر پڑا جو اس نے لینے ئے کھود رکہا تھا مطلب یہ کہ شیر کو نخچیروں پر ظلم بالنفس کو قولئے انفسیہ پر ستم کرنیکا نتیجہ مل گیا۔ کیونکہ ظلم کی بلا اُلٹ کر ظالم ہی کے سر پر آتی ہے اور دوسرے کے لئے کنوں کھودنے والا خود ہی اُسی میں گر پڑتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔ بئس للظّالمین بدلا۔ یعنے ظالموں کو بُرا بدلہ ملے گا۔

	چاہ مُظلم گشت ظلم ظالمان		اینچنیں گفتند جملہ عالمان
ترجمہ	ظالموں کا ظلم ہے اندہا کنوان		ہے یہ قول اہل علم اے نکتہ دان

شرح مُظلم بضم میم و کسر لام بمعنے تاریک۔ یعنے تمام عالموں کا یہ قول ہے کہ ظالموں کا ظلم قیامت کے دن اُنکے لئے اندہیرا کنواں بنجائیگا۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ اَلظُّلمُ ظُلُمَاتٌ یومَ القِیامَۃ۔ یعنے ظلم قیامت کے دن ظالموں کے لئے تاریکیوں کی صورت میں مصوّر ہوگا۔ اور صحیح حدیثوں میں یہ بھی موجود ہے کہ جہنم میں بہت سے اندہیرے کنویں ہیں۔ بعض دوزخی اُنہیں کنووں میں ڈالے جائینگے۔ مولانا کا یہ مقصود ہے کہ جہنم کے یہ اندہیرے کنویں فی الواقع ظالموں کے ظلم ہیں جو اُن کے عذاب دینے کو کنویں کی صورت میں مصوّر ہو گئے ہیں

	ہر کہ ظالم تر چہش پر ہول تر		عدل فرمودست بدتر را بتر

ب	سخت ظالم کا کنواں ہے تیرہ تر	ہے سزا بدتر کی بدتر سر بسر

شرح - یعنے دنیا میں جو زیادہ ظالم ہے جہنم میں اُس کے حصہ کا کنواں زیادہ تاریک اور ہولناک ہے کیونکہ خدا کا عدل اسی بات کا مقتضی ہے کہ بدکو بد اور بدتر کو بدتر سزا دی جائے جیسا کام ویسی مزدوری - قرآن مجید میں موجود ہے وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا - یعنے برائی کا بدلہ اُسی برائی کی برابر ملیگا -

	اے کہ تو از ظلم چاہے میکنی	از برائے خویش دامے مے تنی
ترجمہ	کھودتا ہے ظلم کا تو جو کنواں	دام یہ تیرے لئے ہے تیری جان
	بر ضعیفان گر تو ظلمے مے کنی	دان کہ اندر قعر چاہ بے بنی
	تو ضعیفوں پر جو کرتا ہے ستم	جان رکھہ ہے غرقۂ چاہِ الم

شرح یعنے تو جو دوسروں کے لئے کنواں کھودتا ہے اس کو ایسا سمجھ کہ گویا اپنے پھنسنے کے لئے جال پھیلا رہا ہے اور ضعیفوں پر ظلم کرنا ایسا ہے گویا تو نہایت گہرے کنوین کی تہ میں جا پڑا ہے - چاہ بے بُن نہایت گہرا کنواں جس کا گہراؤ بے انتہا ہو -

	گرد خود چون کرم پیلہ بر متن	بہر خود چہ مے کنی اندازہ کن
ترجمہ	کرم ابریشم نہ بن اے ظلم خو	قابل اندازہ کر ہر کام کو

شرح تنیدن - تننا - جولاہہ کا کام کرنا - اور کسی چیز کے گرد گھیرنا متن صیغہ نہی تنیدن سے مشتق ہے کرم پیلہ - ریشم کا کیڑا یعنے اے شخص اپنے گرد ریشم کے کیڑے کی طرح تانے بانے کا ڈھیر نہ لگا - یعنے اتنے گناہ نہ کر کہ چار طرف سے تجکو گھیرلیں اور تو بیچ میں مقید ہو جائے ورنہ ضرور ہلاک ہو جائے گا - اور اگر تو اپنے ڈوبنے کے لئے کنواں کھودتا ہے (دوسروں پر ظلم کرتا ہے) تو اندازہ کے موافق کھود - مطلب یہ کہ کسی پر ذرا سا بھی ظلم نہ کر ورنہ تیرے لئے کنواں گہرا جائے گا نکتہ مولانا نے جو اندازہ کے موافق کنواں کھودنے کی اجازت دی ہے - اس سے یہ سمجھنا چاہیے کہ انہوں نے کسی پر تھوڑی سے ظلم کرنے کو جائز رکھا ہے بلکہ اس امر سے نہی مراد ہے جیسا کہ اللہ تعالٰے فرماتا ہے اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ یعنے اے کافرو جو تمہارا جی چاہے سو کئے جاؤ

	مر ضعیفان را تو بے خصمے مدان	از نبی اِذْ جَاءَ نَصْرُ اللّٰہ بخوان
ترجمہ	ناتوانوں کا خدا ہے خود معین	سورۂ والنصر پڑھ اے مرد دین

شرح لفظ خصم یہاں بمعنے مالک و صاحب معاون کارساز ہے اور شوہر چونکہ عورت اور گھربار کا مالک اور کارساز ہوتا ہے اس لئے اُسے خصم کہتے ہیں اور لفظ نبی بالضم نون وکسر بائے موحدہ یا بجسر ہائے فارسی یا کبسر لغت فارسی میں بمعنے قرآن مجید اور کلام الٰہی ہے یا یہ سمجھے کہ نبی بمعنے خبر دہندہ سے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ مراد ہیں - بعض نے کہا ہے کہ یہ لفظ نبی امالۂ نبار (بمعنے خبر) ہے اور خبر سے مراد قرآن مجید ہے مگر یہ توجیہ ٹھیک نہیں کیونکہ نبار بہمزہ لام ہے جس کا امالہ حسب قاعدہ بلا ضرورت ناجائز ہے - اور اذا جاء نصر اللہ اس آیت

کی طرف اشارہ ہے اذا جاء نصر اللہ والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا فسبح بحمد ربک یعنے اے پیغمبر حبیب خدا کی مدد آئی اور فتح مکہ حاصل ہوئی اور تو نے لوگوں کو دیکھا کہ خدا کے دین میں غول کے غول داخل ہو رہے ہیں تو اس کے شکریہ میں خدا کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کرنی لازم ہے مولانا کا یہ مطلب ہے کہ ظالم مظلوم کو تنہا اور ناچیز نہ خیال کرے کیونکہ خدا کی مدد خاص طور پر ضعیفوں کی کارساز ہوتی ہے ۔

	گر تو پیلی خصم تو از تو رمید	نک جزا طیراً ابابیلت رسید
ترجمہ	اگرچہ تو ہے پیل دشمن ناتوان	ہے سزا طیراً ابابیل اس کے ہاں

شرح یعنے اگرچہ تو پیل زور اور ہاتھی جیسی قوت والا ہے اور تجھسے تیرا دشمن خوف کھا کر بھاگ جاتا ہے مگر اس قوت پر اعتماد نہ کر اور ضعیفوں کو ہرگز نہ ستا۔ کیونکہ ضعیفوں کے ستانے کی سزا طیراً ابابیل ہے جو تیرے کانوں تک پہنچتی ہے۔ یعنے جس طرح اصحاب الفیل ہاتھیوں والے ابابیل کے سنگریزوں سے ہلاک ہوئے تھے اسی طرح مردم آزاری کے باعث تو بھی ہلاک ہو جائیگا۔ اصحاب الفیل کا مختصر قصہ یہ ہے کہ ایک شخص ابرہہ نامی نے جو نجاشی بادشاہ حبش کی طرف سے یمن کا حاکم تھا خانہ کعبہ کی تعظیم سے حسد کر کے ایک سنگ مرمر کا نہایت خوبصورت مکان بنوایا۔ اور لوگوں کو حکم دیا کہ مکہ کو چھوڑ کر اسی کا طواف کیا کریں۔ قریش کو یہ فعل ناگوار معلوم ہوتا تھا۔ مگر حکومت کے سبب مجبور تھے۔ قریش میں کا ایک شخص اس مکان کا پجاری بنا۔ اور ایک دن موقع پا کر سارے مکان کو نجاست سے لیپ گیا۔ جب یہ خبر مشہور ہوئی۔ تو لوگوں نے اُس مکان کی زیارت موقوف کر دی۔ ابرہہ غضبناک ہو کر اور اس کو قریش کی شرارت سمجھکر ڈھا دینے کے ارادہ سے بہت سا لشکر اور ہاتھی لے کر مکہ معظمہ پر جا چڑھا۔ قریش کے اونٹ بکریاں دنبے سب لوٹ لئے۔ اور شرفائے مکہ اُس کے خوف سے پہاڑوں پر جا چڑھے محمود ہاتھی جو سب سے بڑا اور سب ہاتھیوں کے آگے تھا جب مکہ کے قریب پہنچا تو شہر مکہ کی طرف سے منہ پھیر کر اپنی ہی فوج کی جانب چلا۔ اور تمام ہاتھی اس کے پیچھے پیچھے ہو لئے اور مہاوتوں کی ایک نہ سنی آخر کار دریا کی طرف سے چھوٹے چھوٹے پرندوں کی ایک ٹکڑی آئی جنکے رنگ سیاہ اور گردنیں سبز اور چونچیں زرد اور سر سبز باز کا سا اور پنجے کتے کے سے تھے اور ہر جانور کے پاس تین تین پتھر تھے ایک ایک چونچ میں اور دو دو پنجوں میں اُنہوں نے ہاتھی والوں پر سنگریزے برسانے شروع کئے۔ ہر سنگریزے پر ابرہہ کے لشکر والوں کا نام کندہ تھا اور جس کے لگتا تھا گولی کی طرح پار ہو جاتا تھا۔ یہاں تک کہ سارا لشکر مع ہاتھیوں کے غارت ہو گیا۔ اس قصہ کو زیادہ تفصیل سے دیکھنا ہو تو سورۃ الفیل کی تفسیر ملاحظہ ہو۔ ابابیل لغت میں پرندوں کی ٹکڑی کو کہتے ہیں۔ اس سے وہ چھوٹا سا جانور مراد لینا جو پختہ عمارتوں کی چھتوں میں جالو رن کے پروں سے گھر بنا کر رہتا ہے سخت غلطی ہے۔

	گر ضعیفے در زمین خواہد امان	غلغل افتد در سپاہ آسمان
ترجمہ	مانگتا ہے ناتوان جب دم امان	شور ہوتا ہے میان آسمان

شرح یعنے اگر کوئی مظلوم و ناتوان زمین میں کسی ظالم کے ظلم سے امان مانگتا ہے تو اُس کی فریاد کے اثر سے آسمانی فوج یعنے فرشتوں میں شور و غل مچ جاتا ہے اور وہ متفق ہو کر یہ کہتے ہیں کہ ارحموا من فی الارض یرحمکم

من فی السماء (یعنے زمین والوں پر رحم کرو تاکہ آسمان والا (اللہ تعالےٰ) تم پر رحمت کرے۔

	گر بدندانش گزی پرخون کنی	درد دندانت بگیرد چون کنی
ترجمہ	دانت سے کاٹے گا گر اے بدشعار	درد دندان سے رہے گا بے قرار

شرح یعنے اگر تو کسی مظلوم کو اپنے دانتوں سے کاٹے گا اور اس کو زخمی کردے گا تو یہ یاد رہے کہ ایک دن تجکو دانتوں کا درد بہت ستائے گا۔ اس وقت بتا کہ اپنا کیا علاج کریگا۔ یعنے علاج دندان برکندن دندان کے سوا اور کچھ چارہ نہو گا۔ مطلب یہ کہ تیرے دانت اکھاڑ دیئے جائینگے۔

	شیر خود را دید در چہ در غلو	خویش را نشناخت آندم از عدو
ترجمہ	عکس اپنا شیر نے دیکھا مگر	خویش و دشمن کی نہ رکھی کچھ خبر
	عکس خود را او عدوئے خویش دید	لاجرم بر خویش شمشیرے کشید
ترجمہ	عکس کو دشمن سمجھکر شیر نے	آپ مارا اپنے خنجر شیر نے

شرح یعنے گو شیر نے فی الواقع کنوین میں اپنے عکس کو دیکھا تھا۔ مگر وہ بیحد غصہ کے جوش اور غرور کی حالت میں اپنی ذات کو اپنے دشمن (اُس اجنبی شیر) سے ممتاز نہ کر سکا اور کنوین میں گر پڑا اور اپنے عکس کو اپنا دشمن سمجھکر اپنے پانون پر آپ کلہاڑی ماری (در غلو دوسرے مصرع سے متعلق ہے) اور یہ خود ظاہر ہے کہ غصہ عقل کو زائل کر دیتا ہے۔ اسی طرح سالک جب اپنی حقیقت حال کو دیکھتا ہے تو معلوم کر لیتا ہے کہ اُسے جس قدر صدمے پہنچتے ہیں یہ اُسی کے نفس امارہ کی صفات ذمیمہ کے آثار ہیں۔

	اے بسا ظلمے کہ بینی در کسان	خوے تو باشد در ایشان اے فلان
ترجمہ	ظلم جو غیرون میں آتے ہیں نظر	ہیں یہ تیری عادتیں سب جلوہ گر

شرح یعنے اکثر اوقات ایسا ہوتا ہے کہ آدمی دوسرے شخص پر اس لئے ظلم کیا کرتا ہے کہ اُس کو اپنے خیال میں ظالم اور اپنا دشمن جانتا ہے (جیسا کہ اس شیر نے اپنے عکس کو ظالم اور اپنا دشمن خیال کیا تھا) حالانکہ وہ فی الواقع دشمن نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کو جو ظالمانہ صفتیں اُس ناکردہ گناہ میں نظر آتی ہیں۔ وہ اسی بیننده کے عیوب اور اسی کی ظلمون کا عکس ہیں۔ یعنے یہ شخص بمقتضائے المرء یقیس علی نفسہ (آدمی دوسری کو اپنے اوپر قیاس کر لیتا ہے) اس کو بھی اپنا ہی سا ظالم جانتا ہے جیسا کہ اس شیر نے اپنے عکس کو اپنی ہی طرح کا ظالم خیال کر لیا تھا بس تو ہر آدمی کا فرض ہے کہ ارادۂ ظلم کے وقت اپنے نفس کو آپ ملامت کرے اور دوسرے کو کچھ نہ کہے۔ (اے فلان یعنے اے شخص ہے)

	اندر ایشان تافتہ ہستیٔ تو	از نفاق و ظلم و بدمستیٔ تو
ترجمہ	عکس افگن ان میں ہے ہستی تری	یہ نفاق و ظلم و بدمستی تری

شرح یعنے تو جن لوگوں کو ظالم سمجھکر قابل عتاب خیال کرتا ہے ان میں تیرے ہی وجود فانی کی صفتیں (نفاق و ظلم و بدمستی وغیرہ) بطور عکس جھلک رہی ہیں۔ مطلب یہ کہ تو جیسا خود ہے ویسا ہی دوسروں کو سمجھتا ہے یہ شعر پہلے شعر کی شرح ہے۔

	آن توئی وان زخم بر خود مے زنی	بر خود آندم تار لعنت مے تنی
ترجمہ	ہو گئے بد خو۔ غیر کو چرکے دیئے	دام ہے لعنت کا یہ تیرے لئے

شرح یعنے اس صفت ظلم و نفاق کے ساتھ جب تجھے دوسرے میں نظر آتی ہے تو خود ہی موصوف ہے کیونکہ تجھے دوسروں میں اپنی ہی صفتوں کا عکس دکھائی دیتا ہے پھر اگر تو اس کو ظالم سمجھکر زخم پہنچائیگا یا ستائے گا تو اس کا وبال تیری ہی جان پر پڑیگا۔ کیونکہ کسی کو اپنے خیال میں ظالم سمجھکر ستانا خود لعنت میں گرفتار ہونا ہے خلاصہ یہ کہ جب تک کوئی صفت پایۂ ثبوت کو نہ پہنچ جائے کسی سے بدگمان ہونا سخت گناہگاری ہے

	در خود آن بد را نمی بینی عیان	ورنه دشمن بودۂ خود را بجان
ترجمہ	گر نظر اپنے یہ ہو اے ظلم خو	آپ اپنی جان کا تو ہو عدو

شرح یعنے جس قدر برائیاں بدگمانی کے سبب تجھے دوسروں میں نظر آتی ہیں۔ وہ فی الواقع تیری ہی ذات میں موجود ہیں مگر تیرے آنکھوں پر غفلت نے پردہ ڈال رکھا ہے کہ اپنا عیب نہیں دکھائی دیتا۔ ورنہ بدگمانی کے باعث جس طرح تو دوسرے کا دشمن بنا ہوا ہے اس سے زیادہ اپنی جان کا دشمن بنجاتا۔

	حمله بر خود مے کنی اے ساده مرد	ہمچو آن شیرے که بر خود حمله کرد
ترجمہ	حملہ آور تو ہے اپنی جان پر	شیر کی حالت یہ ظالم دھیان کر
	چون بقعر خوئے خود اندر رسی	پس بدانی کز تو بود آن ناکسی
ترجمہ	اپنی خو معلوم ہو گی جب کبھی	جان لے گا تھی مری نالائقی

شرح یعنے اے مخاطب دوسروں پر ظلم کرنے کے باعث تو اس شیر کی طرح اپنے نفس پر آپ حملہ کرتا ہے ایک دن اس کا نتیجہ ضرور تجھکو بھگتنا پڑیگا۔ اور جب تو اپنی بری عادتوں کی تہ تک پہنچ جائے گا۔ یعنے تجھے اپنی خصلتوں کا حال معلوم ہو جائے گا۔ اور تو نفس امارہ کے اتباع کو چھوڑ کر انسانیت میں آجائے گا تو تجھ پر واضح ہو جائیگا کہ جو مصیبت اور ہلاکت افعال قبیحہ کے باعث تجھپر آتی ہے وہ تیرے ہی طرف سے ہے اور تیرے ہی کاموں کا بدلا ہے۔

	شیر را در قعر پیدا شد که بود	نقش او آن کش دگر کس مے نمود
ترجمہ	شیر نے جانا کنویں میں ہو کے زیر	تھا اسی کا عکس پانی میں وہ شیر

شرح۔ لفظ بود نقش او کے متعلق ہے اور آن کش دگر کس مے نمود۔ ترکیب میں جملہ بنکر مبتدا واقع ہوا ہے

اور نقش او بود جملہ خبریہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ شیر کو کنوئیں کی تہ میں پہنچکر یہ بات معلوم ہوتی کہ اُسے پانی میں جس وقت جو دوسرا شیر نظر آیا تھا۔ وہ خود اسی کا نقش یعنے عکس تھا۔ شیر دیگر نہ تھا

	ہر کہ دندان ضعیفے می کند	کار آن شیر غلط بیں می کند
ترجمہ	دانت اُکھاڑے جو ضعیف وزیر کا	ہے غلط بین مقتدی اُس شیر کا

شرح پہلے مصرع میکند بفتح الکاف کندیدن سے اور دوسرے میں بضم الکاف کردن سے مشتق ہے یعنے جو شخص کسی ضعیف کے دانت اُکھاڑتا ہے (ناتوانوں کو ستاتا ہے) وہ گویا اُس غلط کار شیر کا اتباع کرتا ہے جس کا نتیجہ ہلاکت ہے۔

	اے بدیدہ خال بد بر روئے عم	عکس خالِ تست آن از عم مرم
ترجمہ	روئے عم پر تونے جو دیکھا ہے خال	عکس تیرے خال کا ہے یہ سگال

شرح عم۔ برادر پدر یعنے چچا۔ لیکن یہاں بطور مجاز عم سے عموماً ہر شخص مومن مراد ہے اور خال۔ یعنے تل صفات ذمیمہ کا استعارہ ہے اور مرم رمیدن سے نہی کا صیغہ ہے۔ یعنے اے شخص تو جو کسی مومن کے چہرہ پر صفات ذمیمہ کے آثار دیکھتا ہے یہ تیری ہی بُرائیوں کا عکس ہے تو اپنی بدگمانی کے باعث کسی مومن سے نہ بھاگ یعنے اس سے نفرت نہ کر۔

	مومنان آئینۂ یکدیگر اند	این خبر را از پیمبر آورند
ترجمہ	صورت آئینہ ہیں مومن بہم	ہے یہ فرمان رسول محترم

شرح حدیث شریف میں وارد ہے المؤمن مرآۃ المؤمن یعنے باعتبار عیب وہنر و کمال ونقصان ہر مومن دوسرے کا آئینہ ہے جیسا خود ہوتا ہے ویسا دوسرے کو گمان کرتا ہے اس حدیث کا مطلب مختلف طور پر بیان کیا گیا ہے۔ اول یہ کہ آئینہ کی طرح ہر مومن دوسرے کے عیب کا غمّاز ہے یعنے اُسے اُس کے عیوب کی اطلاع دیکر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل کرتا ہے مگر علمائے باطن اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ ایک مومن دوسرے کا غمّاز اور عیب جو ہو اور اس حدیث کو اپنے مدعا کی دلیل بناتے ہیں۔ نیز یہاں ان معنوں میں یہ خدشہ ہے کہ مولانا قدس سرہ اس باب میں گفتگو فرما رہے ہیں۔ کہ آدمی اپنے عیبوں کا عکس دوسروں میں دیکھتا ہے اور انہیں کی طرف منسوب کر دیتا ہے نہ کہ اس باب میں کہ مومن دوسرے کا عیب دیکھکر اس کی غمّازی کرتا ہے۔

دوم یہ کہ دونو جگہ لفظ مومن سے عارف مراد لیا گیا ہے یعنی بمقتضائے دلی را دلی میشناسد۔ ہر عارف اپنی صورت اور اوصاف کو دوسرے عارف میں دیکھتا ہے۔ لیکن یہ معنے بھی غیر چسپاں اور نامناسب مقام ہیں۔ کیونکہ گفتگو اس میں تھی۔ کہ آدمی اپنے عیوب دوسرے میں دیکھتا ہے اور جب لفظ مومن سے دونو جگہ عارف مراد ہے تو عارفوں کی جانب کسی عیب کو منسوب کرنا نامناسب ہے کیونکہ عارف کسی دوسرے عارف کو تو درکنار ادنے مومن کو بھی عیب نہیں لگایا کرتا۔ سوم یہ کہ پہلے مومن سے عارف اور دوسرے سے عام مومن مراد لیا جائے اس وقت یہ معنے ہوئے کہ عارف ہر عام مومن کا آئینہ ہے عام مومن اپنے اخلاق بد اور افعال قبیحہ کی تصویر آئینہ عارف

میں دیکھ لیتا ہے۔ مگر چونکہ وہ زمرۂ عوام میں داخل ہے اس لئے اپنے عیب کو عیب نہیں جانتا بلکہ عارف ہی کی طرف منسوب کر دیتا ہے۔ لیکن یہاں یہ معنے بھی تکلف اور خدشہ سے خالی نہیں کیونکہ افعال بد کی صورت جو آئینہ عارف میں نظر آتی ہے۔ اس میں عام مومن کی تخصیص غلط ہے بلکہ کافر بھی عارف کامل سے مل کر اپنے اعمال کی صورت دیکھ لیتا ہے اور اپنے عیب اسی کی طرف لگا دیتا ہے۔ چنانچہ ابو جہل اپنی برائیوں کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب کر دیتا تھا۔ چہارم سب سے صاف اور اچھے معنے یہ ہیں کہ اس حدیث کا مورد خاص مانا جائے۔ اور مدلول عام ہو یعنے المؤمن یعنے الرجل ہے۔ اس وقت یہ مطلب ہوا کہ ہر شخص دوسرے شخص کا آئینہ ہے نیک شخص اپنی نیکیوں کا اور بد اپنی برائیوں کا عکس دوسرے میں دیکھتا ہے اور اس کو اپنی نفس پر قیاس کر لیتا ہے۔ اس میں عارف اور غیر عارف اور مومن و کافر کی تخصیص نہیں۔ نکتہ بعض صوفیہ کے نزدیک اس حدیث میں ایک مومن سے بندۂ مومن اور دوسرے مومن سے اللہ تعالےٰ مراد ہے کیونکہ مومن اسمائے حسنٰے میں سے اللہ تعالےٰ کا ایک نام ہے اس صورت میں یہ معنے ہوئے کہ خدا اور بندہ آپس میں ایک دوسرے کا آئینہ ہیں بندہ تو اس لئے آئینہ حق ہے کہ اس کا مظہر ہے اور اللہ تعالےٰ اس لئے آئینہ ہے۔ کہ بمقتضائے کنت کنزاً مخفیاً اس میں روز ازل سے اس کے عشق کا ظہور پایا جاتا ہے۔ اس کی تفصیل گذر چکی ہے۔

	پیش چشمت داشتی شیشہ کبود	زان سبب عالم کبودت می نمود
ترجمہ	نیلی عینک ہو جو تیری آنکھ پر	نیلگوں آئیگا سب عالم نظر

شرح۔ پہلے مضمون کی تمثیل ہے اور شیشہ کبود سے نیلے رنگ کی عینک مراد ہے یعنے اگر تو آنکھوں کے آگے نیلے شیشہ کی عینک لگائیگا تو تجھکو سارا جہان نیلا ہی نیلا نظر آئیگا۔ (کیونکہ شیشہ جیسا ہوتا ہے ویسا ہی دوسری چیز کو دکھاتا ہے) حالانکہ فی الواقع جہان نیلا نہیں ہے اسی طرح باطنی شیشہ کبود (صفات ذمیمہ) تیری آنکھوں پر بمنزلہ عینک ہیں۔ اس لئے تجھے تمام عالم متصف بصفات ذمیمہ یعنے برائیوں سے بھرا ہوا نظر آتا ہے لیکن فی الحقیقت جیسا کہ عینک لگانا خود لگانے والے کا فعل ہے اسی طرح صفات ذمیمہ جو دوسروں میں نظر آتی ہیں اپنی ہی بدفعلیوں کا عکس ہیں خلاصہ یہ کہ اپنے آپکو صفات مذمومہ سے بچانا اور پاک کرنا چاہئے تاکہ تمام عالم پاک اور مصفا نظر آنے لگے

	مومن ار ینظر بنور اللہ نبود	عیب مومن را برہنہ چون نمود
ترجمہ	دیکھتا ہے جو بانوارِ خدا	عیب ہر مومن کا کرتا ہے جدا
	چونکہ تنظر بنار اللہ بُدی	نیکوئی را وا ندیدی از بدی
ترجمہ	روشنی سے آگ تیری آنکھ کی	اس لئے ہے ایکساں نیکی بدی

شرح یہ اس حدیث کی طرف اشارہ ہے کہ اتقوا فراستہ المؤمن فانہ ینظر بنور اللہ یعنی مومن کی دانائی سے ڈرتے رہو۔ کیونکہ وہ خدا کے نور اور بصیرت دل سے لوگوں کے حالات معلوم کر لیتا ہے ان دونوں شعروں کا یہ مطلب ہے کہ اگر مومن نور الٰہی کی مدد سے نہیں دیکھتا تو مومن عاصی کے عیب کھلم کھلا کیونکر بیان کر دیتا ہے۔ اور ہنر کو عیب سے ممتاز کس طرح کر لیتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ مومن کامل کو گنہگاروں کے حالات بلا کسی ظاہری قرینے

کے صرف انوار خدا کی مدد سے معلوم ہو جاتے ہیں خلاصہ یہ کہ عارف اگر کسی کے عیب بیان کرے تو صحیح اور اس کی بات قابل اعتبار ہے البتہ اے مخاطب تو عام مومن ہے اور نور اللہ سے نہیں دیکھتا۔ بلکہ نار اللہ سے دیکھتا ہے یعنے گرفتار قہر الٰہی ہے اور تیری عیب بیں نظر تیرے لئے باعث نار ہے تو نیکی کو بدی سے ممتاز نہیں کرسکتا۔ بلکہ سب کو معیوب اور برا جانتا ہے حالانکہ بہت سی نیکیاں بظاہر بدی کی صورت میں ہوتی ہیں۔ مگر ان میں بجز عارف کے عام مومن تمیز نہیں کرسکتا۔ مثلاً کسب مال بوجہ حلال برائے عیال و اطفال جائز ہے۔ لیکن عام آدمی اس کو حرص دنیوی پر محمول کرسکتا ہے۔ اسی طرح زنا کی حد (سنگساری) اور شراب خواری کی حد تازیانہ کو عیب بیں اور عام آدمی ظلم خیال کرسکتا ہے۔ حالانکہ سراسر عدل ہے۔

	اندک اندک آب بر آتش بزن	تا شود نار تو نور اے بوالحزن
ترجمہ	تھوڑے تھوڑے چھینٹے دے اس آگ پر	تاکہ ہو یہ نار نور سر بسر

شرح یعنے تھوڑا تھوڑا طاعات میں مشغول ہونا نار جہنم کے لئے پانی کا کام دیتا ہے اس سے تیرے اخلاق ذمیمہ اخلاق حسنہ سے بدل جائینگے۔ یا یہ معنے ہیں کہ رفتہ رفتہ عیب بینی کو چھوڑ اور بدگمانی کی آگ پر حسن ظن کا پانی چھڑک تاکہ تو بھی ناظر بنور اللہ ہو جائے۔ خستہ صاحب اخلاق ذمیمہ کو بوالحزن (غموں کا باپ یعنے صاحب غم) اس لئے کہا ہے کہ ایسا شخص خواہ دنیا میں کیسا ہی خوش ہو مگر انجام کار نہایت درجہ کا مغموم ہوگا۔ بعض نسخوں میں بوالحزن کی جگہ بوالحسن دیکھا گیا ہے۔ اس صورت میں اس شخص کو بوالحسن (نیکی کا باپ یعنے نہایت نیک) باعتبار انجام یا ترغیب کے کہا گیا ہے۔ فائدہ چونکہ نار کا نور ہونا اور توفیق طاعت بلا حکم خداوندی میسر نہیں ہوتی۔ اس لئے آدمی کو مناجات کرنی چاہیئے جس کا مضمون آئندہ شعر میں ہے۔

	تو بزن یا ربنا آب طہور	تا شود این نار عالم جملہ نور
ترجمہ	دے ہمارے رب ہمیں آب طہور	تاکرم سے ہو ترے یہ نار نور

شرح۔ آب طہور سے ہدایت و توفیق طاعت اور نار عالم سے غفلت و جہالت مراد ہے جو موجب نار ہے اور جملہ نور یعنے معرفت یعنے تو اگر توفیق طاعت دے تو ہم غفلت سے باز رہکر معرفت حاصل کرسکتے ہیں۔

	آب دریا جملہ در فرمان تست	آب و آتش اے خداوند آن تست
ترجمہ	آب و دریا ہیں ترے اے ذوالکرام	آب آتش سب ترے لونڈی غلام

شرح۔ یعنے پانی اور آگ (نیکیاں اور بدیاں) سب تیری مخلوق ہیں۔ تو ہماری بدیوں کی آگ پر نیکیوں کا مینہ برسا

	گر تو خواہی آتش آب خوش شود	ورنہ خواہی آب ہم آتش شود
ترجمہ	تو جو چاہے آگ ہو آب طہور	ورنہ پانی آگ ہے رب غفور

شرح۔ یہ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ آب سے نیکیاں اور آتش سے بدیاں مراد ہیں اس اعتبار سے شعر کا مطلب یہ ہے کہ اے خدا اگر تو چاہے تو بدیاں نیکیوں سے بدلدے اور اگر چاہے تو نیکیوں کو نابود کرکے انسان کو دوزخ

کے قابل بنا دے۔ آگ کا پانی ہو جانا بدیوں کا نیکیوں سے بدلنا اور پانی کا آگ ہو جانا نیکیوں کا نابود ہو جانا ہے۔ آدمی کو چاہیئے کہ حبط اعمال یعنی نیکیوں کے نابود ہو جانے سے ڈرتا رہے۔

	بیطلب تو این طلب ما دادۂ	بیشمار و حد عطا ہا دادۂ
ترجمہ	بیطلب تو نے دلائے کردگار	ہم یہ ہیں تیری عطائیں بیشمار
	با طلب چون ندہی اے حیّ ودود	گر تو آمد جملگی جودِ وجود
ترجمہ	با طلب کیونکر نہ دے تو اے ودود	کیونکہ ہے تیری عطا جود و جود

شرح پہلے شعر میں طلب اول بمعنے طلب زبانی و تضرع اور طلب ثانی بمعنے جد و جہد و اکتساب حسنات ہے۔ یعنی اے خدا بمقتضائے اَلسَّعِیْدُ مَنْ سُعِدَ فِی الْاَزَلِ (نیک وہی ہے جو ازل میں نیک تھا) جب تو نے ہمارے بغیر مانگے ہمیں نیکیوں اور نیکی میں کوشش کرنے کی توفیق دی ہے تو باوجود طلب زبانی توفیق خیر کیونکر نہ عطا کریگا اے خدائے بندگان اے ہمیشہ زندہ رہنے والے اے نیکیوں اور نیکوں کے دوست رکھنے والے ہمارا وجود تیرا ازلی جود و کرم ہے جس طرح تو نے ہماری بلا طلب ازل میں ہم پر کرم کیا ہے اسی طرح دنیا میں بھی ہماری عاجزی اور مناجات و طلب پر رحم فرما کر ہمیں نیکیوں سے محروم نہ رکھ۔ آئندہ اشعار کا مطلب یہی ہے۔ جو ہم نے یہاں بیان کر دیا ہے۔

	در عدم کے بود مارا خود طلب	بے سبب کردی عطا ہائے عجب
ترجمہ	تھی عدم میں کب ہمیں تجھسے طلب	دیدیا ہے تو نے سب کچھ بے سبب
	جان و نان دادی و عمرِ جاودان	سائر نعمت کہ ناید در بیان
ترجمہ	جان و نان دی اور عمر جاودان	نعمتوں کا ہو تری کیونکر بیان
	این طلب در ما ہم از ایجادِ تست	رستن از بیداد یا رب دادِ تست
ترجمہ	یہ طلب ہم میں تری ایجاد ہے	مخلصی عصیان سے تیری داد ہے

شرح پہلے شعر میں طلب سے طلب زبانی مراد ہے اور عدم سے عالم ازل جبکہ اعیان ثابتہ کو خلعت وجود نہیں ملا تھا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جب عدم میں خود ہمارا وجود اور ہماری ذات ہی موجود نہ تھی تو ہمارا وصف یعنے طلب زبانی کیونکر موجود ہو جاتا۔ مطلب یہ کہ اے خدا ازل میں تو نے بلا التفات و بلا طلب ہمیں وجود عنایت فرمایا اور پھر دنیا میں لاکر ہمارے جسموں میں جان ڈالی۔ اور رزق دیا اور عارفوں کو عمر جاودان یعنے مرتبہ بقا بعد الفنا عنایت فرمایا۔ اور یہ سب کچھ بلا طلب ہوا پھر تو نے ہم میں طلب زبانی (تضرع و مناجات و جد و جہد برائے اکتساب حسنات) کا مادہ پیدا کیا۔ اس لئے ہم طالب بنکر اس پر یقین رکھتے ہیں کہ جب تو نے بلا طلب ہمیں ہر طرح کی نعمتیں دیں تو باوجود طلب ضرور ہم پر کرم فرمائے گا اور ہمیں اس بیداد و ظلم و معاصی سے نجات دیگا جو ہم اپنی

جانوں پر کر رہے ہیں ۔ کیونکہ بیداد سے رہائی تیرے احسانات کے باعث میسر ہو سکتی ہے تیرا احسان نہ ہو تو آدمی گناہوں سے ہرگز نجات نہیں پا سکتا ۔

بے طلب ہم میدہی گنج نہان — رائگان بخشیدہ جانِ جہان

ترجمہ: بے طلب دیتا ہے تو گنج نہان — مفت ہے بخشندہ جانِ جہان

ہکذا انعم الٰی دار السلام — بالنبی المصطفٰے خیر الانام

ترجمہ: نعمتیں دے ہمکو تا دار السلام — بہر جاہ مصطفٰے خیر الانام

شرح ۔ انعم ۔ انعام سے صیغۂ امر ہے اور دار السلام جنت کو کہتے ہیں یعنے اے خدا جس طرح تو نے ہم پر روز ازل سے آج تک احسانات کئے ہیں اور بلا طلب گنج نہان (دفینہ مال یا خزینہ معرفت) عطا کیا ہے اسی طرح آخرت اور جنت میں داخل ہونے تک بطفیل حضرت مصطفٰے ہم پر اپنے انعام و اکرام قایم و دایم رکھ ۔

مژدہ بردنِ خرگوش سوئے نخچیران کہ شیر در چاہ اُفتاد

ترجمہ: خرگوش کا نخچیروں کی طرف اسبات کی خوشخبری لے جانا کہ شیر کنوئیں میں گر پڑا

چونکہ خرگوش از رہائی شاد گشت — سوئے نخچیران روان شد تا بدشت

ترجمہ: ہو گیا خرگوش جب غم سے رہا — مژدہ لے کر سوئے نخچیران گیا

شرح یعنی جب عقل معاد نے نفس امارہ کے ہاتھ سے نجات پائی اور اُس کو اس لئے مجاہدہ کے کنوئیں میں ڈالدیا کہ ہلاک ہو کر مظہر اسرار ہو تو اقبل ان تموتوا ہو جائے تو اس کامیابی سے بہت خوش ہوئی اور قوائے انسانیہ کو دشمن کے ہلاک ہونے کی بابت بشارت دینے گئی ۔

شیر را چون دید محو ظلم خویش — سوئے قومے خود دوید او پیش پیش

ترجمہ: دیکھکر اُس کو گرفتارِ ستم — قوم کی جانب چلا بے رنج و غم

شرح یعنے خرگوش نے جب یہ دیکھا کہ شیر اپنے ظلم کی یاداش میں محو ہو گیا ہے مٹ گیا ہے تو اپنی قوم یعنے نخچیروں کی طرف اس کے ہلاک ہونے کی خوشخبری لے کر خوش خوش چلا ۔

شیر را چون دید کشتہ ظلم خود — سید وید او شادمان و بارشد

ترجمہ: شیر کو جب ظلم سے دیکھا بباد — سیدھے رستے دوڑ آیا ہو کے شاد

شرح ۔ خود بواؤ معدولہ ہے اور رشد بفتحتین بمعنے راہ راست یافتن ہے یعنے سیدھے رستہ چلنا ۔

شیر را چون دید در چہ کشتہ زار — چرخ میزد شادمان تا مرغزار

ترجمہ	شیر کو دیکھا کنوئیں میں جبکہ زار	آگیا خرگوش سوئے مرغزار	

شرح مرغزار جائے کثرت گیاہ وطیور یعنی عقل معاد نفس کو مجاہدہ اور ریاضت کے کنوئیں میں دیکھکر فرط مسرت سے رقص کرنے لگی اور صحرا ئے پرفضائے قربت حق میں مشغول طاعت ہوگئی ۔ چرخ زدن یعنے رقص کردن ۔

	دست میزد چون رہید از دست مرگ	سبز و رقصان در ہوا چون شاخ و برگ	
ترجمہ	ناچتا جاتا تھا وہ بے خوف مرگ	جس طرح رقصان ہوا میں شاخ و برگ	

شرح ۔ دست زدن ہتیلیاں بجانا ناچنا اور دوسرے مصرع میں لفظ سبز و رقصان بطور لف ونشر مرتب شاخ و برگ کی صفت مقدم ہے ۔ یعنی خرگوش شیر کی گرفتاری سے اس طرح خوشی میں ہتیلیاں بجاتا تھا ۔ جس طرح ہوا میں درخت کے پتے ہتیلیاں بجاتے نظر آیا کرتے ہیں ۔

	شاخ برگ از حبس خاک آزاد شد	سر برآورد و حریف باد شد	
ترجمہ	قید خاکی سے جو شاخ آزاد ہے	شاد و خرم ہے حریف باد ہے	

شرح شاخ و برگ کا قید خانۂ خاک سے آزاد ہونا اُن کا مٹی میں سے نکلنا ہے کیونکہ جب تک شاخ مٹی میں سے نہیں نکلتی سرسبز نہیں ہوتی اور نہ اُس کو ہوا لگتی ہے ۔ حریف باد ہونے سے ہوا لگنا مراد ہے مطلب یہ ہے کہ کمال فیضان الٰہی سے نصیب ہوتا ہے ۔ اس شعر سے پانچویں شعر تک خرگوش کی رہائی اور اُس کی خوشی کو شاخ نودمیدہ کے ساتھ تشبیہ دے کر بیان کیا گیا ہے ۔ جس کی شرح آئندہ کی جائے گی ۔

	برگہا چون شاخ را بشگافتند	تا بہ بالائے درخت اشتافتند	
ترجمہ	شاخ سے نکلے جو برگ اے نیک بخت	رفتہ رفتہ پہنچے بالائے درخت	

شرح یعنی جس طرح پہلے چھوٹی چھوٹی شاخوں سے بہت مہین مہین پتے نکلتے ہیں اور پھر انہیں شاخوں اور پتوں کا مجموعہ ایک بڑا درخت بنجاتا ہے اسی طرح خرگوش (عقل معاد) نفس سے نجات پاکر بلند مرتبہ حاصل کر لیتی ہے ۔

	با زبان شطأہ شکر خدا	میسراید ہر بر و ہر برگے جدا	
ترجمہ	با زبان شاخ صد شکر خدا	ہر بر و ہر برگ کرتا ہے جدا	

شرح ۔ یعنے جس طرح ہر برگ و بار زبان حال سے خدا کا شکر ادا کرتا ہے اسی طرح عقل معاد نفس سے نجات پاکر شکر الٰہی میں مشغول ہوتی ہے اور اپنی کامیابی سے خوش ہوکر ذکر و تسبیح کو اپنا ورد کر لیتی ہے ۔

	بزبان ہر بار و برگ شاخہا	میسراید ذکر و تسبیح خدا	
ترجمہ	بزبان ہر بار و برگ اے ہمنشین	کرتے ہیں تسبیح رب العالمین	
	کہ بپرورد اصل ما را ذو العطا	تا درخت استغلظ آمد فاستوی	

ترجمہ	یعنے ہکو پاتا ہے ذوالکرم	اور درخت سخت بنجاتے ہیں ہم

شرح یعنے ہر بار و برگ شاخ اس لئے خدا کی تسبیح اور اُس کا شکر کرتے ہیں کہ اللہ تعالے نے اُن کی اصل کو بڑہایا اور قید خانۂ خاک سے نجات دی یہاں تک کہ وہی اصل جو پہلے کمزور تھی اب ایک مضبوط اور قوی درخت کی صورت میں ہوگئی۔ اسی طرح عقل معاد نفس سے نجات پانے اور بلند مرتبہ حاصل کرنے کے سبب خدا کی تسبیح اور اُس کا شکریہ ادا کرتی ہے۔ فائدہ۔ یہ اشعار اس آیت کا اقتباس ہیں کزرع اخرج شطاہٗ فآزرہٗ فاستغلظ فاستویٰ علےٰ سوقہٖ یعنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی ایسی مثال ہے جیسے کھیتی کہ اس نے اول اپنی شاخ نکلی۔ پھر اُس کو قوی کیا اس کے بعد وہ موٹی ہوئی۔ اور پھر اپنی ساق پر قائم ہوگئی۔ جس سے کھیتی کرنے والا بہت خوش ہوا۔ اور اُس کے حاسد غضبناک ہوکر رہگئے۔ یہی حال اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ ابتدائے اسلام میں ضعیف تھے۔ پھر غذائے روحانی ملنے کے باعث قوی اور مضبوط ہوگئے۔ اُن کی حالت سے [illegible] جو اُس وقت موجود تھے یا جو قیامت تک آئینگے تعجب کرینگے اور خوش ہوکر یہ کہینگے کہ اللہ اللہ کسی زمانہ میں ایسے بندگان خدا بھی گذرے ہیں کہ خدا نے توریت انجیل اور قرآن مجید میں تعریف کی ہے۔ نکتہ [illegible] شاخ سے تسبیح کرنیکا اشارہ اس طرف ہے کہ صحابہؓ شاخ ہونے کے زمانہ سے درخت ہونے [illegible] ہر وقت ذکر و تسبیح میں مشغول رہے ان کا کوئی دم غفلت میں نہیں گذرا اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ صحابہؓ کا دشمن کافر ہے اور یہی حال عقل معاد کا ہے کہ اول ضعیف تھی پھر خدا نے اُس کو ایک قوی [illegible] اور انجام کار اُس نے اپنے نہایت قوی دشمن یعنی نفس امّارہ کو کنوئیں میں ڈالدیا۔

	جانہائے بستہ اندر آب و گل	چون رہند از آب و گلہا شاد دل
ترجمہ	جو مقید ہیں بقید آب و گل	ہوتے ہیں چھٹ چھٹ کے اُس سے شاد دل
	در ہوائے عشق حق رقصان شدند	ہمچو قرص بدر بے نقصان شدند
ترجمہ	ہیں ہوائے عشق میں رقصان وہ سب	اور شکل بدر لے نقصان وہ سب

شرح۔ یہاں سے مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے یعنے جس طرح عقل معاد نے نفس امّارہ سے نجات پائی [illegible] کی تھی اسی طرح سالکان راہ معرفت قید آب و گل یعنے جسمانی آلودگی سے نجات پاکر خوش دل ہو [illegible] ہوائے عشق حقیقی سے لذت یاب ہوکر وجد کرنے لگتے ہیں اور چودھوین رات کے چاند کے [illegible] نفسانی نقصانات سے پاک ہوکر محض نور ہی نور بنجاتے ہیں۔ شاد دل دوسرے مصرعہ سے متعلق [illegible]

	جسمشان در رقص و جانہا خود مپرس	وانکہ گرد جان از انہا خود مپرس
ترجمہ	رقص میں ہیں جسم جانون کی نہ پوچھ	ہے حالت جانستانوں کی نہ پوچھ

شرح یعنے عاشقان الٰہی جو آب و گل کی قید سے آزاد ہوگئے ہیں اُن کے ظاہری جسم دنیا کی [illegible] آتے ہیں مگر فی الواقع وہ قید جسم سے کچھ تعلق نہیں رکھتے۔ ایمحاطب تو اُن کے جسم کا رقص [illegible] دیکھ رہا ہے۔ مگر کثرت ذوق و سرور سے اُن کی ارواح کا جو کچھ حال ہے وہ سمجھ سے [illegible]

باہر ہے۔ دوسرے مصرع میں اسی مضمون کو ترقی دیکر فرماتے ہیں کہ جو لوگ محض روح ہی روح رہگئے ہیں اور جنہوں نے اپنے وجود کو فنا کر کے مرتبۂ فنار الفنا حاصل کر لیا ہے وہ جسم سے قطع نظر روح سے بھی کچھ تعلق نہیں رکھتے یعنے مرتبۂ وصال حقیقی تک پہنچ گئے ہیں۔ تو ہم سے یہ نہ پوچھ کہ اُن کی جان کا لینے والا کون ہے۔ نکتہ انتہا میں اپنے عاشقوں کا جانستاں وہی شاہ حقیقی ہے جس نے ابتدا میں جان دی تھی۔ مگر چونکہ یہ راز عام فہم او بیان کرنے کے لائق نہیں ہے اس لیئے مولانا قدس سرہ نے اس کو چھوڑ کر دوسرا وعظ شروع کر دیا ہے۔

	شیر را خرگوش در زندان نشاند	ننگ شیرے کو زخرگوشے بماند
	شیر یوں خرگوش سے مغلوب ہے	ننگ کیا معیوب ہے کتنا رہے

شرح اس شعر میں شیر سے روح اور خرگوش سے نفس امارہ او زندان سے دنیا مراد ہے یا قید خانۂ بدن چونکہ روح دنیا وما فیہا سے اعلیٰ درجے کی چیز ہے اس لئے اُس کو شیر اور بمقابل نفس کو جو دنیا او ما فیہا سے اسفل درجہ کی چیز ہے خرگوش کہا گیا ہے یعنی اے شخص تیرے نفس نے جو خرگوش کی مانند ہے تیری روح کو جو بمنزلہ شیر ہے دنیا طلبی میں پھنسا کر مغلوب کر دیا ہے شیر ہو کر خرگوش سے عاجز ہو جانا نہایت شرم کی بات ہے

	درچنیں ننگی و آنگہ اے عجب	فخر دین خواہی کہ گویندت لقب
ترجمہ	ننگ ہو کر سر بسر اے بو العجب	چاہتا ہے فخر دین اپنا لقب

شرح۔ لفظ ننگی اور خواہی میں یائے خطاب ہے یعنی اے شخص تو ایسی شرم کی حالت میں رہکر یہ چاہتا ہے کہ لوگ تجھکو دین کا فخر سمجھنے لگیں حالانکہ تو مغلوب نفس ہے دینداری تیرے پاس سے بھی نہیں نکلی فخر دین میں یا تو ترکیب اضافی ہے یا بطور علَم اس سے مراد امام فخر الدین رازی ہیں۔ جو مصنف تفسیر کبیر اور رئیس المتکلمین اور بڑے عالم فاضل گزرے ہیں۔ نکتہ اس شعر سے بطور تنبیہ علمائے ظاہر اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ علوم باطنی علوم ظاہری سے معلوم نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ صاحب علوم ظاہری کے نفس امارہ نے اُس کی روح کو مغلوب بنکر رکھا ہے اور وہ فقط دنیا کمانے یا جاہلوں پر فخر اور اپنے زمانہ کے عالموں سے مباحثہ کرنے کے لئے علم پڑھتا ہے۔ چنانچہ اس زمانے کے اکثر عالم خصوصیت کے ساتھ اس مضمون کے مصداق نظر آتے ہیں۔

	اے تو شیری در تگ این چاہ فرد	نفس چون خرگوش خونت ریخت خورد
ترجمہ	شیر تھا اُس کنوین میں اے لبشر	پیلیا خرگوش نے خون سر بسر

شرح لفظ فرد یا شیر کی صفت ہے یا چاہ کی یعنی تیری روح تنہا کنوین (وجود انسانی) میں شیر یگانہ کے مانند تھی مگر تیرے نفس امارہ نے اُس کو ہلاک کر دیا جیسا کہ اس خرگوش نے اپنے دشمن شیر کو ہلاک کر دیا تھا۔

	نفس خرگوشت بصحرا در چرا	تو بقعر این چہ چون و چرا
ترجمہ	ہے ترا خرگوش فکر کاہ میں	اور تو چون و چرا کے چاہ میں

شرح یعنے تیرا نفس ذلیل علوم ظاہری کے جنگلوں میں چر رہا ہے جو حقیقت سے بالکل بیخبر ہے اور تیری روح

باوجودیکہ شیر ہے مگر چون وچرا اور بحث ومجادلہ کے کنوین میں گر پڑی ہے جراپہلے مصرع میں جریدن سے مشتق ہے

	سوئے نخچیران دوید آن شیر گیر	کالبشر وا یا قوم اذ جاء البشیر
ترجمہ	سوئے نخچیران گیا وہ شیر گیر	اور کہا مژدہ کہ آیا ہے بشیر

شرح یہاں سے پھر قصۂ خرگوش شروع ہوا ہے اور بشیر یعنے بشارت دہندہ سے خرگوش نے اپنی ذات مراد رکھی ہے اور آخر داستان تک تمام شعر مقولۂ خرگوش ہیں ۔ اور مژدہ مژدہ تاکید مسرت کے سبب مکرر لایا گیا ہے۔

	مژدہ مژدہ اے گروہ عیش ساز	کان سگ دوزخ بدوزخ رفت باز
ترجمہ	تم کو مژدہ اے گروہِ عیش ساز	کر گیا وہ سگ سفر تک ترکتاز
	مژدہ مژدہ کان عدوئے جانہا	کند قہر خالقش دندانہا
ترجمہ	تم کو مژدہ تھا جو دشمن بے سبب	قہر حق نے دانت اکھاڑے اُس کے سب
	مژدہ مژدہ کز قضا ظالم بچاہ	او فتاد از عدل و لطف بادشاہ
ترجمہ	مژدہ ہو ظالم کنوئیں میں گر پڑا	عدل و لطف شاہ عادل ہے بڑا
	آنکہ از پنجہ بسے سرہا بکوفت	ہمچو خس جاروب مرگش ہم بروفت
ترجمہ	تھا جو ظالم پنجۂ سرکوب سے	اُٹھ گیا وہ موت کی جاروب سے

شرح یعنے وہ شیر جس نے بہتوں کو اپنے پنجے سے ہلاک کر دیا تہا آج اُس پر موت کی جھاڑو پھر گئی خس کم جہان پاک

	آنکہ جز ظلمش دگر کارے نبود	آہ مظلومش گرفت و کوفت زود
ترجمہ	مشغلہ جز ظلم جس کا کچھ نہ تھا	آہ سے مظلوم کی مارا گیا
	گردنش بشکست و مغزش بر درید	جان ما از قیدِ محنت وارہید
ترجمہ	پھٹ گیا ہے مغز گردن چور ہے	قیدِ محنت ہم سے کوسوں دور ہے
	گم شد و نابود شد از فضل حق	بر مہم دشمن شمار اشد سبق
ترجمہ	دشمن جان ہوگیا نابود آج	فضل حق سے فتح ہے موجود آج

شرح ۔ لفظ بر مہم مبدل منہ ہے ۔ اور لفظ دشمن اس کا بدل ہے اس لئے اضافت کی ضرورت نہیں یعنی خرگوش نے یہ کہا کہ تمہارا دشمن مارا گیا اور اے نخچیرو تمہیں آج اس مہم میں اپنے دشمن پر فتح حاصل ہوئی ۔

جمع شدن نخچیران بنزد خرگوش و ثنا و مدح گفتن او را

ترجمہ: تمام نخچیروں کا خرگوش کے پاس جمع ہو کر آنا اور اُس کی مدح و ثنا کرنی

جمع گشتند آن زمان جملہ وحوش	شاد و خندان از طرب در ذوق و جوش
ترجمہ: جمع اُس دم ہو گئے نخچیر سب	شاد و خنداں اس مسرت کے سبب

شرح: یعنی جب خرگوش نے شیر کے ہلاک کر دینے کی خوشخبری سنائی تو تمام نخچیر خوشی منانے اور خرگوش کی تعریف کرنے کے لئے جمع ہو گئے۔ غور سے دیکھئے تو یہی حال سالک کا ہے جب نفس امّارہ سے رہائی پاتا ہے تو اس کے تمام قوائے مسرور اور تمام حواس شادمان اور ٹھکانے سے ہو جاتے ہیں۔ لیکن نفس امّارہ سے رہائی پانا نہایت مشکل کام ہے جب تک فضل الٰہی شامل حال نہ ہو آدمی نفس کے پھندے سے نجات نہیں پا سکتا۔

حلقہ کردند او چو شمعے درمیان	سجدہ کردندش ہمہ صحرائیان
ترجمہ: شمع کی صورت بٹھا کر درمیان	گر پڑے سجدہ میں سب صحرائیاں

شرح: کیونکہ خرگوش شیر کے ہلاک کرنے سے واجب التعظیم ہو گیا تھا۔ اس لئے سجدہ سے تعظیم مراد ہے۔

تو فرشتہ آسمانی یا پری	یا تو عزرائیل شیران نری
ترجمہ: اور ہوئے تو فرشتہ ہے مگر	یا ہے عزرائیل بھر شیر نر
ہر چہ ہستی جان ما قربان تست	دست بردی دست و بازویت درست
ترجمہ: کچھ بھی قرباں ہیں نخچیر سب کی جان	تیرے بازو میں رہے تاب و توان

شرح: جانوروں نے خرگوش کے فعل کو طاقت سے باہر دیکھ کر حیرت کے سبب اُسے فرشتہ یا پری یا شیروں کے حق میں ملک الموت کہا۔ مگر جب اُس کی طاقت کا اندازہ نہ کر سکے تو سب یک زبان ہو کر کہنے لگے کہ اے خرگوش تو کچھ ہی سہی مگر ایسا کام کر گزرا ہے کہ ہم سب کی جان نخچیر قربان ہے۔ دست بردی بمعنے غلبہ یافتی اور دست و بازویت درست نخچیروں کی زبان سے جملہ دعائیہ ہے یعنے اے خرگوش چونکہ تو نے شیر پر غلبہ پایا ہے اس لئے ہم دعا کرتے ہیں۔ کہ خدا کرے ترے دست و بازو توانا اور سالم رہیں۔

راند حق این آب را در جوئے تو	آفرین بر دست و بر بازوئے تو
ترجمہ: مشکل آسان تو نے کی اے ہمنشین	دست و بازو پر ترے صد آفرین

شرح: آب در جوئے راندن بعد زوال دولت کامیاب ہونے اور مشکل کام کو آسان کرنے کے معنوں میں مستعمل ہے۔ یعنی اے خرگوش تیرے دست و بازو پر آفرین کہ تو نے شیر کو ہلاک کر کے ہماری مشکل آسان کر دی۔

بازگو تا قصہ درمانہا شود — بازگو تا مرہم جانہا شود

ترجمہ: ہم سے کہدے قصہ تا درمان بنے — فرحت دل مرہم ہر جان بنے

شرح نخچیر کہتے ہیں کہ اے خرگوش ہلاکت شیر کا قصہ ہمیں سنا دے تاکہ یہ علاج روحانی بن کر ہمارے لئے باعث قوت ہو کیونکہ دشمن کا ہلاک ہو جانا حسب قاعدۂ فطرت بہت سی قوتوں کو بڑھا دیتا ہے۔

بازگو تا چون سگالیدی بمکر — آن عوان را چون بمالیدی بمکر

ترجمہ: ہم سے کہدے مکر تو نے کیسے کیا — کس طرح ظالم کو بیجان کر دیا

شرح عوان تبشدید واو بمعنے سخت گیر و ظالم یہان بضرورت شعر مخفف ہے اور سگالیدن بمعنے سوچنا ہے

بازگو کز ظلم آن استم نما — صد ہزاران زخم دارد جان ما

ترجمہ: قصہ کہدے کیونکہ اس کے ظلم سے — جان اور دل میں ہزاروں زخم تھے

بازگو آن قصہ کان شادی فزاست — سوح مارا قوت و دل راجان فزاست

ترجمہ: کہدے سب قصہ کہ ہے شادی نما — سربسر ہے قوت روح و جان فزا

شرح پہلے مصرع مین لفظ فرا بروزن سرا بمعنے پیش و نزدیک و بالا ہے اور یہ کلمہ تحسین کلام کے لئے اکثر زائد بھی آتا ہے۔ چنانچہ فرا رسید۔ و فرا گذاشت پس اس مصرع میں اگر کلمۂ فرا فارسی لفظ ہے تو زائد ہے اور مطلب یہ ہے کہ اے خرگوش شیر کی ہلاکت کا قصہ ہمارے لئے سرا سر شادی ہے اور اگر لفظ فرا عربی ہے تو بمعنے گورخر ہے یعنے قصۂ ہلاکت شیر باعث شادی گورخر ہے گورخر سے مراد نخچیر ہے۔

گفت تائید خدا بود اے مہان — ورنہ خرگوشے چہ باشد در جہان

ترجمہ: بولا وہ تھی سب یہ تائید خدا — ورنہ اک خرگوش کی ہستی ہے کیا

قوتم بخشید و دل را نور داد — نور دل مر دست و پا را زور داد

ترجمہ: دل کو نور و زور دیتا ہے خدا — اور نور دل ہے زور دست و پا

شرح۔ یعنے خرگوش نے جانوروں سے اپنی تعریف سنکر یہ کہا کہ میں بندۂ ضعیف ہوں۔ یہ کام محض خدا کی مدد سے ہوا ہے۔ اس نے مجھے قوت بخشی اور میرے دل کو تدبیر کا نور عنایت فرمایا نکتہ یہاں سے ثابت ہوتا ہے کہ سالک پر نفس سے رہائی پانے کے بعد واجب ہے کہ مرشد سے اس رہائی کی تدبیر کا سوال کرے تاکہ کسی وقت اپنے مریدوں کو نجات دلا سکے۔ لیکن اپنی تدبیر پر نازاں نہ ہو۔ اور حل مشکلات کو تائید خداوندی سمجھے۔

	پند دادن خرگوش نخچیران را که از مردن خصم شاد مشوید
ترجمہ	خرگوش کا نخچیروں کو بطور نصیحت یہ کہنا کہ دشمن کے مرنے سے خوش نہ ہونا چاہیئے

	از بر حق میرسد تفضیلہا	باز ہم از حق رسد تبدیلہا
ترجمہ	حق سے یہ تفضیل ہوتی ہے عیان	اس میں ہو جاتی ہیں پھر تبدیلیاں

شرح یعنے خرگوش کہتا ہے کہ اے نخچیروں دشمن کے مرنے سے خوش نہ ہو۔ کیونکہ قوت اور قدرت اور فتح و غنیمت اور دشمن پر فضیلت اللہ تعالےٰ کی جانب سے ہے۔ لیکن وہ جب چاہتا ہے اس تفضیل کو تبدیل کردیتا ہے یعنے قوی کو ضعیف اور قادر کو عاجز فتحمند کو مایوس بادشاہ کو گدا لئے راہ بنا دیتا ہے۔

	حق بہ دور و نوبہ این تائید را	مینماید اہل ظن و دید را
ترجمہ	حق دکہا دیتا ہے اس تائید کو	دورہ و نوبت میں اہل دید کو

شرح یعنے اللہ تعالےٰ تائید اور فتحمندی کو نوبت بنوبت لوگوں پر ظاہر کرتا ہے خواہ وہ اہل ظن یعنی عام لوگ ہوں۔ یا اہل دید یعنی عارف یہ کچھ ضرور نہیں کہ ہر بار عارف ہی تائید ربانی کا مستحق ٹہرے یا ہر دفع عام شخص فتحمند ہوں بلکہ تائید و فتحمندی نوبت بنوبت ہے۔ کبہی کسی کو نصیب ہوتی ہے کبہی کسی کو چنانچہ جنگ بدر میں مسلمانوں کی فتح ہوئی اور اُحد کی لڑائی میں حضرت حمزہؓ سمیت سترہ صحابیؓ شہید ہوئے اور مسلمانوں کو شکست ہوگئی۔ جسکی بابت یہ آیت اُتری۔ وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ یعنے ہم فتح و شکست کے زمانے کو نوبت بنوبت لوگوں میں بدلتے رہتے ہیں۔ کبہی شادی ہے۔ کبہی غم کبہی فتح ہے کبہی شکست اس لئے فتحمند کو مغرور نہونا چاہیئے۔

	این بملک نوبتی شادی مکن	اے تو بستہ نوبت آزادی مکن
ترجمہ	نوبتی یہ ملک ہے شادی کہا	بستہ نوبت کو آزادی کہا

شرح۔ یعنے تو ایسے ملک سلطنت پر جو نوبت بنوبت لوگوں کو ملتا رہتا ہے شادمانی نہ کر کیونکہ یہ فانی ہے۔

	آنکہ ملکش برتر از نوبت تنند	برتر از ہفت انجمش نوبت زنند
ترجمہ	ملک جن کا نوبتوں سے پاک ہے	اُن کی نوبت برتر از افلاک ہے

شرح۔ نوبت بالفتح بمعنے وقت و معیت و کثرت و مرتبہ و نقارہ و خیمہ و پاس و محافظت ہے و نوبت زدن اظہار جاہ و سلطنت کے معنوں میں ہے یعنے جن لوگوں کے لئے کارکنان قضا و قدر نے ایسا ملک مقرر کیا ہے جو نوبت اور گردش ایام سے برتر اور بالکل پاک ہے یعنی ملک معانی و جہان عقبےٰ جسکو گردش فلک تغیر نہیں کرسکتی۔ ایسے لوگوں کی نوبت سبعہ سیارہ سے اوپر بجائی جاتی ہے ان کے ڈنکے عرش تک بج گئے ہیں۔ ان کا مرتبہ سبعہ سیارہ سے بالاتر ہے۔ یہی سبب ہے کہ اُن کے مراتب کو تغیر اور نوبت کی معیت نہیں پہنچتی۔ پہلے مصرع

میں نوبت بمعنے گردش ہے - اور دوسرے میں بمعنے مرتبہ و اظہار جاہ

	برتر از نوبت ملوکِ باقیند		دور دایم روحہا را ساقیند
ترجمہ	ایسے شاہنشاہ ہیں باقی مدام		اور ہیں ارواح کے ساقی مدام

شرح یعنے وہ لوگ جنکی سلطنت نوبت اور گردش فلک سے محفوظ ہے بادشاہ ملک بقا ہیں یا بسبب فنائے وجود ظاہری ہمیشہ باقی رہنے والے ہیں - اور تمام طالبین و مومنین کی ارواح کو شراب عشق حقیقی پلاتے رہتے ہیں سو انہوں نے فیضان انوار شریعت و معرفت کی سبیل لگا رکھی ہے بعض نسخوں میں دو جہا با ساقیند ہے یعنی اُن کی روحین ساقی ازل کے ساتھ شامل ہیں اور ملک معانی کے بادشاہ انبیا یا اولیا ہوتے ہیں -

	چون بنوبت می دہند این دولت		از چہ شد پر باد آخر سبلت
ترجمہ	ہے فنا دولت کو اے نو دولتی		کس لئے چڑھنے لگیں موچھیں تری
	ترک این شرب ار بگوئی یکدو روز		ترکنی اندر شراب خلد پوز
ترجمہ	ترک دنیا جو کرے دو ایک روز		ہو شراب خلد سے چہرہ فروز

شرح یعنے جب ملک باری باری لوگوں کو ملتا ہے تو اے دولتمند تو کس بات پر مغرور رہنے دنیا چند روزہ ہی اس کو چھوڑ اور شراب خلد (طاعت الٰہی) سے اپنا چہرہ روشن کر - پوز بمعنی چہار پایان و چہرہ بہائم یہان مطلق منہ مراد ہے -

	یکدو روز نیست کہ دنیا ساعتے است		ہر کہ ترکش کرد اندر راحتے است
ترجمہ	کیسے دو اک دن کہ اک ساعت ہے یہ		چھوڑنے سے موجب راحت ہے یہ
	معنی الترک راحۃ گوش کن		بعد ازان جام بقا را نوش کن
ترجمہ	معنیٔ الترک راحۃ سُن ذرا		اور پی لے بعد ازان جام بقا
	با سگان بگذار این مردار را		خرد بشکن دیدۂ پندار را
ترجمہ	چھوڑ دے بہر سگان مردار کو		چھوڑ دے اس دیدۂ پندار کو

شرح یعنی پہلے ہمنے دنیا کو چند روزہ کہدیا تہا اب یہ کہتے ہیں کہ یہ تو ایک ساعت ہے جسکا چھوڑنا سرحت ہے تو بزرگوں کے اس مقولہ پر کہ ترک الدنیا راحۃ، اچھی طرح غور کر اور اس مردار کو کتون و طالبان دنیا کے حوالے کر دے اور اپنی آنکہوں کو پھوڑ ڈال جنسے تجھے ہستی دنیا نظر آرہی ہے

	تفسیر رجعنا من الجہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر
ترجمہ	اس قول کی تفسیر کہ ہمنے چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف رجوع کیا ہے

شرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ ایک جہاد سے فتحمند ہوکر تشریف لائے اور بعض صحابہ کو طاعت و ریاضت میں مشغول دیکھکر فرمایا کہ یہ کیا کررہے ہو۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہم چھوٹے جہاد سے فارغ ہوکر بڑے جہاد میں مشغول ہیں۔ کفار سے جنگ کرنی اس لئے چھوٹا جہاد ہے کہ اس میں مقابل آنکھوں سے نظر آتا ہے اور اُس کو مار ڈالنا آسان ہے اور ریاضت و نفس کشی اس لئے جہاد اکبر ہے کہ اس میں نفس اور اُس کا مصاحب یعنی شیطان دونو غیر محسوس ہیں۔ اور چھپے ہوئے دشمن پر حملہ کرنا اور اسے مار ڈالنا نہایت مشکل ہے۔ اور یہ ساری داستان مولانا کی زبان سے خرگوش کا مقولہ ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ نفس کشی دشمن کشی سے مشکل ہے۔

	اے شہان کشتیم ما خصم برون	ماند خصمے زان بتر در اندرون
ترجمہ	ہوگیا مغلوب گو خصم برون	ہے مگر سینہ میں خصم اندرون

شرح۔ اے شہان کا خطاب نخچیر دی کی طرف ہے خرگوش کہتا ہے کہ اے جانورون اگرچہ ہم نے ظاہری دشمن یعنے شیر کو مار ڈالا ہے۔ مگر سینہ میں ایک باطنی دشمن (نفس امارہ) موجود ہے اس کے مارنے کی کیا تدبیر ہے۔ فائدہ۔ بخاری میں یہ حدیث موجود ہے۔ افضل الجہاد ان یجاہد الرجل نفسہ یعنے سب سے بڑا جہاد یہ ہے کہ آدمی اپنے نفس پر جہاد کرے۔ دوسری حدیث ہے اعدی عدوک نفسک التی بین جنبیک یعنے سب سے بڑا دشمن تیرا نفس ہے جو تیرے پہلو میں ہے مطلب یہ کہ حقیقی جہاد یہی ہے کہ آدمی نفس کشی کرے۔

	کشتن این کار عقل و ہوش نیست	شیر باطن سخرۂ خرگوش نیست
ترجمہ	یہ نہیں مرتا ہے عقل و ہوش سے	شیر ہے دیتا نہیں خرگوش سے

شرح۔ یعنے نفس کا مارنا عقل و ہوش اور اپنی تدبیر کا کام نہیں ہے ورنہ ہر مدبر و عاقل عارف بنجاتا ہے بلکہ نفس کشی کے لئے خدا کے فضل اور مرشد کامل کی توجہ اور شمشیر باطن کی ضرورت ہے شیر نفس خرگوش تدبیر سے مغلوب نہیں ہوتا۔

	دوزخ ست این نفس و دوزخ اژدہاست	کو بدریاہا نگردد کم و کاست
ترجمہ	نفس اک دوزخ ہے دوزخ اژدہا	کم نہیں ہوتی جو دریا سے ذرا

شرح یعنے نفس نبع دوزخ ہے۔ کیونکہ دوزخ آلات عذاب (سانپ بچھو آگ وغیرہ) سے پر ہے اور یہ سب چیزیں گناہوں کی تصویرین ہیں۔ اور گناہ نفس امارہ کی شامت سے صادر ہوتے ہیں نتیجہ یہ نکلا کہ نفس بشکل اژدہائے دوزخ ہے جسکے منہ سے ایسے شعلے نکل رہے ہیں جو چند در چند دریاؤں کے پانی سے بھی نہیں بجھ سکتے۔ یا یہ معنے ہیں کہ نفس امارہ دوزخ کی صورت میں پیدا ہوا ہے چنانچہ دوزخ کے سات درجوں کی طرح نفس امارہ میں بھی سات بری صفتیں موجود ہیں۔ کبر، حرص، شہوت، حسد، غضب، بخل، حقد اہل باطن کے نزدیک دوزخ کے ساتون درجے یہی ہیں۔ اس صورت میں یہ معنے ہوئے کہ نفس امارہ خود ہی دوزخ ہے

	ہفت دریا را در آشامد ہنوز	کم نگردد سوزش آن خلق سوز
ترجمہ	سات دریا نوش کرلے اور ہنوز	سے اسی صورت ستے گرم دخلق سوز

شرح - یہاں سے دوزخ کا بیان شروع ہوتا ہے اور مطلب یہ ہے کہ دوزخ کی آگ سات دریا کے پانی سے بھی ٹھنڈی نہ ہوگی ۔

	سنگہا و کافران سنگدل	اندر آیند اندر او زار و خجل
ترجمہ	پتھر اور کفار ہیں جو سنگدل	گر پڑینگے نار میں ہو کر خجل

شرح - یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے فاتقوا النار التی وقودہا الناس والحجارۃ یعنی اس آگ سے ڈرتے رہو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں - اور جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے ۔

	ہم نگردد ساکن از چندیں غذا	تا ز حق آید مر او را این ندا
ترجمہ	پھر بھی ناکافی رہیگی یہ غذا	آئیگی پھر حق کی جانب سے ندا
	سیر گشتی سیر گوید نے ہنوز	اینت آتش اینت تابش اینت سوز
ترجمہ	بھر گئی ہے تو؟ کہے گی وہ نہیں	گرچہ یہ تابش ہے رب العالمین

شرح - یہ مصرعہ آخر مولانا کا مقولہ ہے اور اینت کلمہ تعجب ہے ۔ یعنے زہے یعنی اس قدر پتھروں اور کافروں کو کھا کر بھی جب دوزخ کا پیٹ نہ بھریگا - تو اللہ تعالے کی طرف سے ندا آئیگی - کہ کیا تو سیر ہوگئی ہے دوزخ جواب دیگی کہ ابھی سیر نہیں ہوئی - ایخاطب تعجب کا مقام ہے کہ اس قدر آگ اور ایندھن موجود ہو اور پھر دوزخ کا پیٹ نہ بھرے

	عالمے را لقمہ کرد و درکشید	معدہ اش نعرہ زنان ہل من مزید
ترجمہ	کر لیا ہے ایک عالم کو کشید	اور پھر ہے نعرہ ہل من مزید

شرح یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے یوم نقول لجہنم ہل امتلأت وتقول ہل من مزید یعنے ہم جہنم سے پوچھیں گے کہ کیا تیرا پیٹ بھر گیا - اور وہ یہ کہیگی کہ کیا میرے لئے کچھ اور زیادہ ہے - مطلب یہ کہ دوزخ ہمیشہ زیادہ طلبی کرتی رہیگی ۔

	حق قدم بر وے نہد از لامکان	آنگہ او ساکن شود از کن فکان
ترجمہ	آخرش رکھیگا حق اپنا قدم	کن فکان سے نار پر ہوگا کرم

شرح حدیث کی کتابوں میں انس سے مروی ہے کہ رسول علیہ الصلوٰۃ فرماتے ہیں لاتزال جہنم تقول ہل من مزید حتے یضع فیہا رب العزۃ قدمہ فتقول قط قط وعزتک یعنی دوزخ ہمیشہ اپنی خوراک زیادہ زیادہ طلب کرتی رہیگی - یہاں تک کہ رب العزت اس میں اپنا قدم رکھدیگا - اس وقت دوزخ یہ کہیگی کہ اے رب تیری عزت کی قسم بس بس میرا پیٹ بھر گیا - نکتہ قدم کی تفسیر میں اختلاف ہے بعض نے کہا ہے کہ قدم علم الٰہی میں ایک مخلوق کا نام ہے اور قدمہ کی اضافت تعظیمی ہے جیسا کہ اضافت روح اللہ اور مولانا جامی نے قدم سے انسان کامل مراد لیا ہے کیونکہ جس طرح قدم آخر الاعضا ہے اسی طرح انسان کامل نکر اخروی میں تمام ہو جاتا ہے اس کے نور کو دیکھ کر دوزخ

یہ کہے گی یا مومن ان نورک اطفا ناری لے مومن تیرے نور نے میری آگ کو بجھا دیا مجھے اب بھوک نہیں رہی۔ یا قدم سے مراد وہ اسماء ذات ہیں کہ سوائے نار کے اور کوئی شے ان کا مظہر نہیں بن سکتی۔ مثلاً اللہ تعالے اپنے اسم جبار کے ساتھ ظہور کرکے دوزخ کی بھوک مٹا دیگا۔ کیونکہ اسمائے جلالی اشیاء کے مٹا ڈالنے کا خاصہ رکھتے ہیں یا قدم بمعنے قدرت ہے۔

چونکہ جزوِ دوزخ ست این نفس ما — طبع کل دارد ہمیشہ جزوہا

ترجمہ: نفس ہے دوزخ کا جزء اے پرشرف — اور جز کو میل ہے کل کی طرف

شرح۔ یعنی چونکہ لذات نفسانیہ (جو مطلوبہ نفس ہیں) جزو دوزخ ہیں اس لئے نفس بھی دوزخ کا ایک جز ہے اور جز ہمیشہ کل کی طرف میل رکھتا ہے۔ مطلب یہ کہ نفس انسان کو دوزخ کی طرف کھینچتا ہے نعوذ باللہ منہا۔

این قدم حق را بود کو را کُشد — غیر حق خود کہ کمانِ او کشد

ترجمہ: قتل اس کا فضل حق ہے بے گمان — کون کھینچے غیر حق اس کی کمان

شرح۔ پہلے مصرع میں کشد بضم الکاف ہے اور دوسرے میں بالفتح اور کمان کھینچنے کشیدن مقابل شدن یا ہلاک ساختن ہے اور قدم بمعنی قدرت یعنی یہ قدرت صرف اللہ تعالے ہی میں ہے کہ جس طرح اپنے قدم سے دوزخ کی آگ بجھا دیگا اسی طرح تیرے نفس امارہ کو ہلاک کرکے مطمئنہ بنا دیگا۔ اور جب تک اس کا فضل شامل حال نہ ہوگا تدبیر بیکار ہے۔

در کمان ننہند اِلّا تیرِ راست — این کمان را باژگون کژ تیرہاست

ترجمہ: کام دے سکتا نہیں نا راست تیر — تیر ہیں ٹیڑھے ترے اے دلپذیر

شرح۔ باژگون صفت کمان ہے اور کژ صفت تیر اور ٹیڑھی کمان سے نفس امارہ مراد ہے اور ناراست تیر سے عقل و تدبیر یعنے عقل دنیوی اور تدبیر معاش سے نفس کشی نہیں ہوسکتی کیونکہ یہ ٹیڑھے اور نکمے تیر ہیں۔

راست شو چون تیر وو ارہ ز کمان — کز کمان ہر راست بجہد بیگمان

ترجمہ: اس کمان سے راست ہو ہو کر نکل — راستی ہے راہبر اے پُر خلل

شرح یعنے نفس کی ٹیڑھی کمان سے تیر کی طرح سیدھا ہو کر نکل جا۔ اس وقت تو کس ندیدم کہ گم شد رہ راست کا مصداق ہو جائے گا

چونکہ واگشتم ز پیکارِ برون — روئے آوردم بہ پیکارِ درون

ترجمہ: ہو چکی ہے ختم پیکار برون — اور اب ہے فکر پیکار درون

قد رجعنا من جہاد الاصغریم — با نبی اندر جہادِ اکبریم

ترجمہ: کر چکے ہیں ہم جہاد اصغری — اب ہیں مشغول جہاد اکبری

شرح یہ شعر مقولہ خرگوش ہیں یعنی اے پیغمبرؑ ہم جہاد اصغر سے فارغ ہو کر جہاد اکبر میں مشغول ہیں۔ اور صحابہ کے

اس قول کے مصداق ہیں کہ قد رجعنا من الجہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر۔ اسکی شرح اوپر گذر چکی ہے۔

	قوت از حق خواہم و توفیق لاف	تا بسوزن برکنم این کوہ قاف
ترجمہ	چاہتا ہوں حق سے میں توفیق لاف	تا کہ سوزن سے اکھاڑوں کوہ قاف

شرح یعنی مقولۂ خرگوش اور توفیق لاف سے نفس امارہ پر قادر ہونا مراد ہے اور سوزن سے ہستی ضعیف اور کوہ قاف سے مکر نفس یعنے میں خدا سے اس بات کی توفیق چاہتا ہوں کہ باوجود ضعف مجھے نفس امارہ پر غالب کردے۔

	سہل شیرے دان کہ صفہا بشکند	شیر آنست آنکہ خود را بشکند
	وہ نہیں ہے شیر جو ہو صف شکن	خود شکن ہے شیر اے مردانِ فن

شرح یعنے کوئی شیر اگر صفوں کو توڑ دے تو یہ کام اس کے نزدیک نہایت آسان ہے اس کو فی الواقع شیر نہیں کہتے بلکہ شیر وہ ہے جو اپنے نفس امارہ کو مار ڈالے حضرت ذوق دہلوی علیہ الرحمۃ نے خوب فرمایا ہے ؎

بڑے موذی کو مارا نفس امارہ کو گر مارا
نہنگ و اژدہا و شیر نر مارا تو کیا مارا

	تا شود شیر خدا از عون او	وا رہد از نفس و از فرعون او
ترجمہ	شیر ہو جاتا ہے حق کی عون سے	چھوٹتا ہے نفس اور فرعون سے

شرح یعنے آدمی نفس کشی کرکے مدد غیبی سے شیر خدا بنجاتا ہے اور نفس و شیطان سے رہائی پاتا ہے۔ عون اور فرعون بلا اضافت ہے۔ اور دونو مصرعوں میں ضمیر او نفس امارہ کے قاتل کی طرف راجع ہے اور اگر مع الاضافت ہیں تو دونو ضمیریں خدا کی طرف راجع ہیں۔ اور فرعون خدا یعنے منکر احکام خدا سے شیطان مراد ہے۔

	آمدن رسول قیصر روم بنزد عمر و دیدن او کرامات عمر رضی اللہ عنہ
ترجمہ	بادشاہ روم کے پیغامبر کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آنا اور انکی کرامتیں دیکھنا

	در بیان این شنو یک قصۂ	تا بری از سر گفتم حصۂ
ترجمہ	آشنا ئیں ہم تجھے اک داستان	تا کہ ہو معلوم سِرّ را ستان

شرح ممکن ہے کہ یہ قصہ بھی مولانا کی زبان سے خرگوش ہی کا مقولہ ہو یعنی اگر تجھے یہ معلوم کرنا ہو کہ شیر فی الواقع وہی ہے جس نے نفس امارہ کو مار ڈالا ہے تو اس قصہ کو سُن اور حصہ معرفت و اسرار حاصل کر۔

	بر عمر آمد ز قیصر یک رسول	در مدینہ از بیابان نغول
ترجمہ	سنتے ہیں قیصر کا ایک پیغامبر	دور سے آیا پئے دید عمرؓ

شرح۔ نغول عمیق و دور و دراز و قیصر لقب شاہان روم اور مدینہ سے مراد شہر مدینہ یعنے دار ہجرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہے اور اس ساری حکایت کا نتیجہ یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نفس کشی کے سبب شیر خدا بن گئے تھے۔

	گفت کو قصر خلیفہ اے حشم	تا من اسپ و رخت را آنجا کشم
ترجمہ	اور کہا قصر خلیفہ ہے کہاں	تا کہ میں اسباب لے جاؤں وہاں

شرح - چونکہ یہ پیغامبر روم کے بادشاہ کا مصاحب اور اس کے محل اور شان وشوکت دیکھے ہوئے تہا اور حضرت عمرؓ کی خلافت بھی مشہور تھی اس لئے اس نے خیال کیا کہ حضرت عمرؓ بھی اونچے اونچے محل اور بڑے بڑے سامان رکھتے ہوں گے حالانکہ یہاں دنیوی امارت اور عالیشان عمارت کا نام ونشان بھی نہ تھا -

	قوم گفتندش کہ اورا قصر نیست	مر عمر را قصر جان روشنیست
ترجمہ	لوگ بولے قصر وہ رکھتے نہیں	قصر جان ہے اُن کا گھر اے مرد دین
	گرچہ از میری ورا آوازہ ایست	ہمچو درویشان مر اورا کازہ ایست
ترجمہ	گو امارت کا بلند آوازہ ہے	پر عمارت کی جگہ اک کازہ ہے

شرح - کازہ فقیروں کی جھونپڑی جو لکڑی سے یا گھاس پھونس سے بنا لیتے ہیں یعنی اُس پیامبر سے جواب دینے والوں نے یہ کہا کہ حضرت عمرؓ کوئی عالیشان محل نہیں رکھتے - بلکہ اُن کا محل قصر جان روشن ہے - جس کی تعمیر نور خداوندی سے ہوئی ہے قصر جان سے حضرت عمرؓ کا وہ مکان اور مرتبہ مراد ہے جو اللہ کے نزدیک تھا -

	اے برادر چون ببینی قصر او	چونکہ در چشم دلت رستست مو
ترجمہ	قصر اُن کا تجھکو کیا آئے نظر	چشم دل میں بال اُگے ہیں سر بسر
	چشم دل از موی علت پاک آر	وانگہان دیدار قصرش چشم دار
ترجمہ	چشم دل کو اس مرض سے پاک کر	تا نظر آئے تجھے قصر عمرؓ

شرح - یہ شعر یا تو بطور نصیحت مولانا کا مقولہ ہے یا جواب دینے والوں کا یعنی اے برادر تجھے قصر عمرؓ کیونکر دکھائی دیگا کیونکہ قصر جان ظاہری آنکھوں سے نہیں دکھائی دیتا بلکہ دل کی آنکھوں سے دکھائی دیتا ہے - اور تیرے دل کی آنکھوں میں ہوا وہوس اور اخلاق ذمیمہ کے بال نکل آئے ہیں جس سے قصر عمرؓ دکھائی نہیں دیتا - فائدہ بال سے مراد پربال ہے جو آنکھوں میں ایک قسم کا مرض ہوتا ہے اور آدمی کو ضعیف البصر بنا دیتا ہے - اے شخص جب تک تو پربال کی بیماری سے اچھا نہ ہوگا - مکان اور مرتبہ عمرؓ کو ہرگز نہ دیکھ سکیگا - جن کی نسبت صحیح حدیث میں وارد ہے انّ الحق ینطق علیٰ لسان عمر - اس حدیث کی تشریح پہلے گذر چکی ہے -

	ہر کراہست از ہوسہا جان پاک	زود بیند حضرت و ایوان پاک
ترجمہ	جو کہ رکھتا ہے ہوس سے جان پاک	دیکھ سکتا ہے وہی ایوان پاک

شرح - حضرت سے تجلی ذات حق اور ایوان سے اُس کا علو مکان مراد ہے یعنے جس شخص کی جان دنیوی ہوسوں سے

پاک ہے وہ تجلی ذات اور بلندی مرتبہ الٰہی کو بہت جلد دیکھ سکتا ہے -

	چون محمدؐ پاک شد از نار و دود	ہر کجا رو کرد وجہ اللہ بود
ترجمہ	تھے محمدؐ پاک نار و دود سے	اور خوش تھے جلوۂ معبود سے

شرح - نار سے نار شہوت و غضب اور آتش حرص و حسد اور دہویں سے کدورت بشریت اور وجہ ما سوے اللہ مراد ہے - جب یہ مذموم صفتیں زائل ہوجاتی ہیں - تو متعینات و موجودات عالم میں علی الاطلاق جلوۂ شاہد حق نظر آنے لگتا ہے - اور پھر کوئی شئے مانع دیدار نہیں ہوتی اور یہ حال ہوجاتا ہے کہ جدہر دیکھتا ہوں اُدہر تو ہی تو ہے -

	چون رفیقی وسوسہ بدخواہ را	کے بہ بینی ثم وجہ اللہ را
ترجمہ	وسوسہ بد ہے نہ رکھہ بدخواہ کو	تاکہ دیکھے ثم وجہ اللہ کو

شرح - یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے وللہ المشرق والمغرب فاینما تولوا فثم وجہ اللہ یعنے مشرق اور مغرب خدا کی ملک ہیں - پس تم جس طرف متوجہ ہوگے خدا کا منہ دیعنے ذات، خدا جو مکان سے منزہ ہے اُسی طرف ہوگا یعنی اُس کا جلوہ تمام متعینات میں نظر آسکتا ہے - بشرطیکہ آدمی دنیوی وسوسوں سے جو مانع دیدار ہیں بالکل پاک ہو ہے افسوس دنیاوی وسوسوں کے کانٹے جو چشم دل میں چُبہے ہوئے ہیں انسان کو اُس کے دیدار سے محروم رکھتے ہیں -

	ہر کرا باشد ز سینہ فتح باب	او ز ہر ذرہ بہ بیند آفتاب
ترجمہ	غیب سے ہے جس کسی کو فتح باب	ذرہ میں وہ دیکھتا ہے آفتاب

شرح یعنی جس کو کشف الٰہی اور نور حقانی یا شرح صدر معنوی حاصل ہے وہ ہر متعین میں جلوۂ ذات کا مشاہدہ کر سکتا ہے

	حق پدیدست از میان دیگران	ہمچو ماہ اندر میان اختران
ترجمہ	حق ہے ظاہر درمیان دیگران	صورت مہ درمیان اختران

شرح یعنی حق متعینات میں اس طرح جلوہ گر ہے - جس طرح چاند تاروں میں یا آفتاب ذروں میں - لیکن دیکھنے کو چشم بینا چاہیئے -

	دو سر انگشت بر دو چشم نہ	ہیچ بینی از جہان انصاف دہ
ترجمہ	دونو آنکھوں پر ہوں جب دو انگلیاں	کچھ بتا کیا دیکھ سکتا ہے یہاں

شرح - اس شعر میں معقول کو محسوس سے یا چشم باطن کو چشم ظاہری کی حالت سے تشبیہ دی گئی ہے یعنے اے مخاطب اپنی دونو آنکھوں پر دو انگلیاں رکھہ لے اور پھر تو ہی انصاف سے بتا کہ ایسی حالت میں کیا خاک نظر آئے گا اسی طرح نفس امارہ نے دل کی آنکھ پر انگلی رکھہ لی ہے اور دیدار الٰہی سے بالکل محروم کر دیا ہے -

	ور نہ بینی این جہان معدوم نیست	عیب جز انگشت نفس شوم نیست

ترجمہ	اُس سے ہوتا ہے جہان معدوم کب	نفس کی انگشت کا ہے عیب سب

شرح یعنی اگر آنکھوں پر انگلی رکھ لینے سے تجھے کچھ نہ دکھائی دے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ سارا جہان نیست و نابود ہوگیا ہے۔ بلکہ یہ اُنگلی رکھنے والے کا قصور ہے علیٰ ہذا القیاس اگر متعینات میں جلوہ خاص نظر نہ آئے تو اس سے جلوہ کا معدوم ہونا ثابت نہیں ہوتا بلکہ یہ نفس امّارہ کا عیب ہے کہ اُس نے دل کی آنکھ پر اُنگلی رکھ لی ہے نفس منحوس کو انگشت اس لئے کہا گیا کہ یہ چشم دل کو مشاہدۂ ذات سے روک لیتا ہے۔

	تو ز چشم انگشت را بردار ہین	وانگہانے ہرچہ میخواہی بہ بین
ترجمہ	آنکھ سے انگلی اُٹھا اے نور چشم	اور سب کچھ دیکھ بے بے عیب و خشم

شرح۔ یعنے اپنی چشم دل سے غفلت کا پردہ اور ہوا و ہوس کی اُنگلی اُٹھا دے۔ ہر شئے میں جلوۂ خاص نظر آنے لگے گا

	نوح را گفتند اُمت کو ثواب	گفت او زانسوئے استغشوا ثیاب
ترجمہ	نوح سے پوچھی گئی راہِ ثواب	جس پہ ڈالے اہل اُمت نے حجاب
	روے و سر در جامہا پیچیدہ اند	لاجرم با دیدۂ و نادیدہ اند
ترجمہ	روئے و سر ڈھانکا اُنہوں نے سر بسر	ہوکے بینا بنگئے سب کور و کر

شرح۔ یہ مضمون سابق کی تمثیل ہے بطور تائید مضمون یعنی حضرت نوح ؑ سے جب اُن کی قوم نے پوچھا کہ ثواب کہاں سے آتا ہے اور کس شئے سے حاصل ہوتا ہے آپنے فرمایا کہ خدا کی جانب سے آتا ہے اور توحید و رسالت پر ایمان لانے سے حاصل ہوتا ہے یہ سُنتے ہی اُنہوں نے اپنے کپڑوں کو اپنا پردہ بنالیا۔ یعنے دل کی آنکھوں پر جہل اور غفلت کا پردہ ڈال لیا۔ اور آنکھوں والے ہوکر اندھے بنگئے۔ اے مخاطب یہی حال تیرا ہے کہ پردہ غفلت نے تجھے اندھا بنا رکھا ہے یہ شعر اس آیت کی طرف اشارہ ہے۔ جعلوا اصابعہم فی آذانہم و استغشوا ثیابہم یعنے حضرت نوح ؑ فرماتے ہیں کہ جب میں نے اپنی اُمت کو توحید کی طرف بلایا تو انہوں نے اپنے کانوں میں اُنگلیاں کرلیں۔ اور اپنے کپڑوں کو پردہ بنالیا۔ پردہ سے مراد وہی غفلت ہے جو دل کا پردہ بنی ہوئی ہے۔

	آدمی دیدست باقی پوست است	دید آنست آنکہ دیدِ دوست است
ترجمہ	آدمی ہے دید باقی پوست ہے	دید وہ ہے جو کہ دید دوست ہے

شرح۔ یعنے انسان کامل وہی ہے جو چشم حقیقت بین رکھتا ہو اور صاحب دید حق ہو اس کے سوا سب بے مغز ہیں۔

	چونکہ دیدِ دوست نبود کور بہ	دوست کو باقی نباشد دور بہ
ترجمہ	یہ نہ ہو تو آنکھ خود بے نور ہو	دوست جو فانی ہو یارب دور ہو

شرح یعنے جس آنکھ کو دید حق مدنظر نہ ہو خدا کرے پھوٹ جائے اور عاشقوں سے فانی چیزوں کی دوستی چھوٹ جائے۔

چون رسولِ روم این الفاظ تر | در سماع آورد شد مشتاق تر

ترجمہ: سُن کے ان الفاظ کو پیغامبر | ہوگیا مشتاق دیدارِ عمرؓ

شرح۔ الفاظ تر۔ خوشگوار باتیں جو رسول قیصر نے حضرت عمرؓ کی تعریف میں سنی تھیں دوسرے مصرع میں تر بمعنے زائد ہے

دیدہ را بر جستنِ عمرؓ گماشت | رخت را و اسپ را ضائع گذاشت

ترجمہ: سو لبو جویان و حیران سر بسر | اسپ اور اسباب اپنا چھوڑ کر

ہر طرف اندر پئے آن مردِ کار | میشدے پرسان او دیوانہ وار

ترجمہ: ہر طرف بہر تلاش مرد کار | پھر رہا تھا نامہ بر دیوانہ وار

شرح۔ مثنوی میں اکثر جگہ ضرورت شعر کے لئے عمر کو عمّر لکھا گیا ہے اور مرد کار سے مراد بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔

کاینچنین مردے بود اندر جہان | وز جہان مانند جان باشد نہان

ترجمہ: یعنے ایسا مرد ہو زیب جہان | اور جہاں سے صورت جان ہو نہان

شرح یعنی پیغامبر حضرت عمرؓ کا حال سنکر دل ہی دل میں یہ کہہ رہا تھا کہ ایسا شخص زمانہ کی نظر سے یوں چھپا رہے۔

یافتن رسول قیصر روم عمر را رضی اللہ تعالےٰ عنہ خفتہ در زیر خرمابُن

ترجمہ: پیغامبر قیصر روم کا عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو کھجور کے درخت کے نیچے سوتے ہوئے پانا

جست او را تاش چون بندہ شود | لاجرم جویندہ یابندہ شود

ترجمہ: نامہ بر کو بندگی کا قصد تھا | آخرش جویندہ یابندہ ہوا

شرح۔ لفظ تاش میں ضمیر شین بندہ کا مضاف الیہ ہے اور دوسرا مصرع (من جدّ وجد) جس نے ڈھونڈا اس نے پایا کا ترجمہ ہے

دید اعرابی زنے را او دخیل | گفت عمر نک بزیر آن نخیل

ترجمہ: ایک عورت نے کہا سُن اے دخیل | ہیں عمر آرام میں زیرِ نخیل

شرح۔ دخیل کسی قوم میں داخل ہونے والا یا بمعنے نو وارد یا وہ شخص جس کے دل میں خوف نے دخل کر لیا ہو۔

زیر خرمابُن ز خلقان او جدا | زیر سایہ خفتہ بین سایۂ خدا

ترجمہ: ہیں کھجوروں کے تلے سب سے جدا | سایہ میں سوتا ہے اک ظلِ خدا

شرح یعنے قیصر روم کے پیغامبر سے ایک اعرابی کی عورت نے یہ کہا کہ جس عمرؓ کو تو ڈھونڈتا پھرتا ہے وہ ان کھجوروں کے درختوں میں پڑے سو رہے ہیں۔ چونکہ حضرت عمرؓ رحمت الٰہی اور خلیفۂ برحق تھے اسلئے ظل اللہ کہا گیا۔

	آمد آنجا و از دور ایستاد	مر عمر را دید و در لرزہ فتاد
ترجمہ	جب وہ پہنچا دور سے یہ نقشہ تھا	خوف سے سب تن بدن میں لرزہ تھا
	ہیبتے زان خفتہ آمد در رسول	حالت خوش کرد بر جانش نزول
ترجمہ	سونیوالے کی تھی ہیبت دہیان میں	اور پھر اُس کی محبت جان میں

شرح حالت خوش سے حضرت عمرؓ کی محبت مراد ہے یعنی قاصد کے دل میں آپکی ہیبت بھی تھی اور محبت بھی۔

	مہر و ہیبت ہست ضد یکدگر	این دو ضد را دید جمع اندر جگر
ترجمہ	ہیبت و الفت ہے ضدِ یک دگر	دونو ضدین جمع تھیں اُس میں مگر

شرح۔ اندر جگر یعنے اندر باطن و اندر پردۂ دل یعنی مہر و خوف باوجودیکہ ضدین ہیں مگر قاصد میں ایک جگہ جمع تھیں۔

	گفت با خود من شہان را دیدہ ام	پیش سلطانان خوش و بگزیدہ ام
ترجمہ	دل سے بولا میں نے تو دیکھیں ہیں شاہ	اور اُن کا رہ چکا ہوں سربراہ
	از شہانم ہیبت و ترسے نبود	ہیبت این مرد ہوشم در ربود
ترجمہ	ہیبت شاہاں نہ کرتی تھی اثر	ہوش پران کر رہا ہے اس کا ڈر

شرح خوش و بگزیدہ یعنے نیکو کار و مختار یعنے قاصد اپنے دل میں یہ کہہ رہا تھا کہ میں سفیر بنکر بڑے بڑے بادشاہوں کے دربار میں جا چکا ہوں لیکن کسی کی ہیبت نے میرے دل پر اتنا اثر نہیں کیا۔ جتنا اس شخص کی ہیبت نے کہ دور ہی سے دیکھ دیکھ کر میرے ہوش اُڑے جاتے ہیں خدا جانے یہ کس قسم کی ہیبت ہے۔

	رفتم اندر بیشۂ شیر و پلنگ	روئے من زایشان نگردانید رنگ
ترجمہ	میں گیا ہوں جانب شیر و پلنگ	اور رہا قایم مرے چہرہ کا رنگ ۶
	بس شدستم در مصاف و کارزار	ہمچو شیر آندم کہ باشد کارزار
ترجمہ	رہ چکا ہوں میں شریک کارزار	زار ہو جاتے ہیں جب مردان کار

شرح لفظ ہمچو شیر پہلے مصرع سے متعلق ہے یعنی میں شیر بنکر ایسے موقعوں پر لڑا ہوں کہ جہاں دوسروں کا حال ضعیف تھا

	بسکہ خوردم بس زدم زخم گران	دل قوی تر بودہ ام از دیگران
ترجمہ	کھائے ہیں مارے ہیں صد زخم گران	بے ہراس و بے غم و بے خوف جان
	بے سلاح این مردِ خفتہ بر زمین	من بہفت اندام لرزان چیست این

ترجمہ	یہ جو سوتا ہے پڑا زیر درخت	اس سے ہفت اندام میں لرزہ ہے سخت	

شرح۔ ہفت اندام بدن کے سات حصے سر۔ سینہ۔ پشت۔ دونو ہاتھ۔ دونو پانو۔ یا آنکھ۔ کان۔ زبان۔ پیٹ فرج۔ ہاتھ۔ پانو۔ یا دماغ۔ دل۔ جگر پتہ۔ معدہ۔ کلیجہ۔ پھیپھڑا۔ وہ ہفت اندام ظاہر ہیں اور یہ باطن۔ خلاصہ یہ کہ قاصد حضرت عمرؓ کو دور ہی سے دیکھ کر لرز گیا۔ اور اپنے دل میں کہنے لگا کہ میں نے بڑے بڑے معرکے دیکھے۔ اور کہیں نہیں ڈرا۔ لیکن اس بے ہتھیار اور زمین پر سونے والے حضرت عمرؓ کا رعب مجھ پر غالب کیوں ہو گیا ہے

	ہیبت حق ست این از خلق نیست	ہیبت این مرد صاحب دلق نیست
ترجمہ	ہیبت حق ہے نہیں یہ رعبِ خلق	یہ نہیں ہے رعبِ مرد اہل دلق

شرح۔ یہ شعر قاصد کا مقولہ ہے اور اس نے اپنی حیرت کا جو ہیبت عمرؓ کے سبب طاری تھی آپ جواب دیا ہے یعنی یہ ہیبت اس گدڑی پہننے والے (حضرت عمرؓ) کی نہیں ہے بلکہ ہیبت حق ہے کہ مظہر عمر میں ظاہر ہوئی ہے۔ اور یہ اس لئے کہ یہ شخص متخلق باخلاق اللہ معلوم ہوتا ہے۔

	ہر کہ ترسید از حق و تقوے گزید	ترسد از وے جن و انس و ہر کہ دید
ترجمہ	حق سے ڈر کر جو کرے تقوے کی جنس	اس سے ڈرتے رہتے ہیں سب جن و انس

شرح۔ یہ مولانا کا مقولہ ہے اور اس حدیث کی طرف اشارہ ہے من خاف اللہ خافہ کل شیئ و من خاف غیر اللہ خوفہ اللہ من کل شیئ۔ یعنی خوف خدا رکھنے والے سے ہر شئے ڈرتی ہے اور جو غیر اللہ سے ڈرتا ہے خدا اُسے ہر چیز سے ڈرا دیتا ہے۔ نکتہ تقوے یعنی پرہیزگاری کے کئی مرتبے ہیں اوّل شرک خفی و جلی سے بچنا دوم حرام اور شبہ کی چیزوں سے الگ رہنا سوم جمیع ماسوے اللہ سے پرہیز کرنا۔ لیکن شرک جلی و خفی باعتبار مراتب الگ الگ ہے۔ کفر کرنا۔ عوام کے حق میں شرک جلی ہے اور زبان سے اقرار توحید کر کے دل کو غیر اللہ میں مشغول رکھنا شرک خفی ہے۔ مگر عوام کا شرک خفی خواص کے حق میں شرک جلی ہے نیز دنیا اور اس کے اسباب کی طرف متوجہ ہونا خواص کے حق میں شرک خفی ہے اور یہی مرتبہ خواص الخواص کے حق میں شرک جلی ہے۔ اور حصول ثواب یا دفعیہ عذاب کے لئے طاعتوں کا وسیلہ ڈھونڈھنا خواص الخواص کے نزدیک شرک خفی ہے۔ غرضکہ تینوں مرتبوں میں ایک کا شرک خفی دوسرے کے حق میں شرک جلی بنجاتا ہے۔ کیونکہ نزدیکاں را بیش بود حیرانی

	اندرین فکرت بحرمت دست بست	بعد یکساعت عمرؓ از جائے جست
ترجمہ	دست بستہ رہگیا بیٹھا مبر	بعد چندے خواب سے اٹھے عمر

بیدار شدن امیرؓ از خواب و سلام کردن رسول روم مر او را

ترجمہ	امیر المومنین حضرت عمرؓ کا خواب سے بیدار ہونا اور قاصد روم کا ان کو سلام کرنا

کرد خدمت مر عمرؓ را و سلام	گفت پیغمبر سلام آنگہ کلام
بادب اُس نے کیا جھک کر سلام	کیونکہ ہے اوّل سلام اور پھر کلام

شرح - یہ اس حدیث کی طرف اشارہ ہے السلام قبل الکلام۔ یعنی جس سے ملو سلام کے بعد کلام کیا کرو۔

	پس علیکش گفت واو را پیش خواند	ایمنش کرد و بنزد خود نشاند
ترجمہ	دیکھے پاسخ اور کرکے بے ہراس	اُس کو حضرت نے بٹھایا اپنے پاس

شرح - یعنی حضرت عمرؓ نے سلام کے جواب میں وعلیکم السلام کہا اور اس کو تسلی دیکر اپنے پاس بٹھایا۔

	ہر کہ ترسد مر او را ایمن کنند	مرد دل ترسندہ را ساکن کنند
ترجمہ	ڈرنے والے ہی کو ایمن کرتے ہیں	مرد دل ترسان کو ساکن کرتے ہیں

شرح - یعنے حضرت عمرؓ نے اُس قاصد کو اس لئے تسلی دی کہ خوفناک لوگ ہی تسلی دینے کے قابل ہوتے ہیں۔

	لا تخافوا ہست نزل خائفان	ہست در خور از برائے خائف آن
ترجمہ	لا تخافو ہے برائے خائفان	لائق خائف ہے یہ اے مہربان

شرح - یہ مولانا کا مقولہ ہے اور مطلب یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے اُس خوف زدہ قاصد کو اس لئے تسلی دی کہ ڈرنے والوں کو خدا بھی تسلی دیکر یہ فرماتا ہے ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا آخر الآیہ یعنے جو لوگ خدائے واحد کو اپنا رب جانکر اُس پر قائم رہتے ہیں یعنے خدا کے خوف سے شرک نہیں کرتے اُن پر موت کے وقت یا قبر میں فرشتے اُترتے ہیں۔ اور یہ کہتے ہیں کہ تم عذاب آخرت سے نہ ڈرو اور دنیوی مال و اولاد کا غم نہ کھاؤ اور بشارت بہشت سے خوش ہو جاؤ۔

	آنکہ خوفش نیست چون گوئی مترس	درس چہ دہی نیست او محتاج درس
ترجمہ	جو کہ ہے بیخوف کیوں ہو اُس کو ترس	تو نہ سمجھا وہ نہیں محتاج درس

شرح - یعنے جو شخص خوف خدا کے سبب بشارت لاتخافوا ولاتحزنوا سے بیخوف ہو گیا ہے۔ اُس کو یہ کہنا کہ تو کچھ خوف نکر غیر ضروری بات ہے ایسا شخص محتاج تعلیم نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود اُسے بیخوفی کی بشارت دے چکا ہے۔

	خاطر ویرانش را آباد کرد	آن دل از جا رفتہ را دل شاد کرد
ترجمہ	اُس کا دل حضرت نے ہاتھوں میں لیا	دی تسلی اور شادان کر دیا

شرح یہاں سے پھر قصہ شروع ہو گیا ہے جس کا بقیہ آئیندہ شعروں میں ہے اور تسلی دینا حضرت عمرؓ کی مہمانوازی کا ثبوت ہے۔

	سخن گفتن عمرؓ با رسول قیصر روم و سوال رسول قیصر روم با عمر رضی اللہ عنہ
ترجمہ	حضرت عمرؓ کی رسول قیصر روم سے باتیں کرنی اور رسول قیصر کا عمر رضی اللہ عنہ سے سوال کرنا

	بعد ازاں گفتش سخنہائے دقیق	در صفات پاک حق نعم الرفیق
ترجمہ	کیں عمرؓ نے اس سے پھر باتیں دقیق	جنمیں تھا وصف حق نعم الرفیق

شرح۔ حق نعم الرفیق اللہ تعالیٰ ہے جو تمام مخلوق کا سب سے اچھا دوست ہے اور وہ خود فرماتا ہے وہو معکم اینما کنتم یعنے تم کہیں ہو خدا تمہارے ساتھ ہے۔ دوسری آیت یہ ہے ان اللّٰہ بالناس لرؤف رحیم۔

	در نوازشہائے حق ابدال را	تا بداند او مقام و حال را
ترجمہ	اور حالت کچھ کہی ابدال کی	تا کھلے صورت مقام و حال کی

شرح یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قاصد روم کے روبرو اول صفات الٰہی کا ذکر کیا کہ وہ قادر و قیوم سمیع و بصیر رحمٰن اور رحیم لاشریک لہ و مستجمع جمیع صفات کمالیہ ہے اور پھر اُن نوازشوں کا ذکر فرمایا۔ جو حق کی جانب سے ابدال کے حال پر مبذول ہیں۔ نکتہ ابدال کی شرح پہلے گذر چکی ہے یہ اولیاء اللہ کی ایک خاص جماعت ہے اور ان میں سے ہر ایک کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ جب کسی دوسرے مقام پر سفر کرنا چاہتے ہیں۔ تو اپنے بدن کو اپنی خاص صورت میں پہلی ہی جگہ چھوڑ جاتے ہیں اور اپنی روح کو دوسرے قالب میں بدل کر دوسری جگہ ارشاد و ہدایت میں مصروف رہتے ہیں۔ تا کسی کو حالت سفر معلوم نہ ہو۔ چنانچہ لفظ بدل اسی طرف اشارہ کرتا ہے۔ فائدہ اس شعر میں حال و مقام کا ذکر ہے جس کی مختصر شرح یہ ہے کہ اصطلاحات صوفیہ میں حال ایک کیفیت کا نام ہے جو ریاضت و عمل اور ذوق و شوق کے سبب دل پر وارد ہوتی ہے اور اس سے صاحب حال میں کچھ تغیر پیدا ہو جاتا ہے۔ مگر چونکہ یہ کیفیت ابتدائے سلوک میں عارضی ہوتی ہے اس لئے تھوڑی دیر میں زائل ہو جاتی ہے۔ اور اگر دائمی ہو جائے تو اسی کا نام مقام ہے نیز مقام مرتبۂ تمکین کو بھی کہتے ہیں اور تمکین زوال بشریت اور مرتبۂ فنا سے عبارت ہے بعض صوفیہ کا قول ہے کہ مقام استیفائے امور شرعیہ بردجہ کمال کو کہتے ہیں۔ مثلاً کوئی شخص نماز اسی طرح ادا کرے جس طرح ادا کرنی چاہئے تو وہ صاحب مقام ہے کیونکہ صاحب مقام پوری طرح امور شرعیہ کا لحاظ رکھتا ہے بخلاف صاحب حال کہ وہ مغلوب الحال ہو کر کبھی کبھی حدِ شرعی سے باہر بھی نکل جاتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ حال عارضی کیفیت ہے اور مقام دائمی اور صاحب مقام کا مرتبہ صاحب حال سے بلند ہے اسی مطلب کو مولانا قدس سرہ آئندہ تشبیہ میں بیان فرماتے ہیں۔

	حال چون جلوہ است زان زیبا عروس	وین مقام آن خلوت آمد با عروس
ترجمہ	حال ہے اک جلوۂ زیبا عروس +	اور مقام خاص۔ خلوت با عروس

شرح یعنی حال کی ایسی مثال ہے جیسا کسی خوبصورت دولہن کا جلوہ کہ تھوڑی دیر میں زائل ہو جاتا ہے۔ اور مقام کی ایسی مثال ہے جیسے اُس دولہن کے ساتھ اُس کے شوہر کی خلوت کہ ہمیشہ اور ہر وقت میسر ہے۔ اسی طرح جلوۂ شاہد وحدت ہے کہ سالکین پر اُس کی صفات تھوڑی دیر کے لئے جلوہ نما ہو کر محو ہو جاتی ہیں۔ اور کاملین کو ہر وقت اُس کا وصال میسر ہے سالکین صاحب حال ہیں اور کاملین صاحب مقام۔

	جلوہ بیند شاہ و غیر شاہ نیز	وقت خلوت نیست جز شاہ عزیز
ترجمہ	جلوہ سب شاہ و سب غیر ہے	ہے بس شاہ کو خلوت سی شئے

شرح یعنے جس طرح دُلہن کا جلوہ اور اُس کی صُورت کو تو غیر بھی دیکھ سکتے ہیں۔ مگر خلوت خاص دولہ کا حصہ ہے اسی طرح شاہد حقیقی کا جلوہ سالک کو بھی گا ہے گاہے نظر آجاتا ہے لیکن وصال حقیقی اور خلوت بجز کاملین کے دوسروں کو نصیب نہیں ہوتی ۔

	جلوہ کردہ عام و خاصاں را عروس	خلوت اندر شاہ باشد با عروس
ترجمہ	جلوہ فرما عام میں ہے گو دُلہن	خاص خلوت ہے پئے شاہ و زمن

شرح۔ اُسی مضمون کی توضیح ہے اور شاہ سے عارف کامل اور صاحب مقام اور واصل الے اللہ مراد ہے ۔

	ہست بسیار اہل حال از صوفیان	نادر ست اہل مقام اندر میان
ترجمہ	ہیں بہت صوفی جہان میں اہل حال	کم ہیں پر اہل مقام اے خوش مقال

شرح چونکہ اہل مقام کا مرتبہ اہل حال سے بلند ہے اور اس مرتبہ کا حاصل کرنا مشکل ہے اس لئے اکثر صوفی مرتبہ حال تک پہنچکر رہجاتے ہیں جس پر سخت افسوس ہے صوفیوں کو صاحب مقام بننے کی کوشش کرنی چاہیئے ۔

	از منازلہائے جانش یاد داد	وز سفر ہائے روانش یاد داد
ترجمہ	پھر کہا حالِ منازلہائے جان	اور احوالِ سفر ہائے رُوان

شرح۔ روان بمعنے روح ہے اور مولانا نے پھر قصہ کی طرف رجوع کیا ہے نیز اس شعر کے دو معنے ہوسکتے ہیں اوّل یہ کہ قاصد روم کو حضرت عمرؓ نے جانون کے مرتبے اور روحوں کے سفر کرنے کے حالات بتائے ۔ یعنے یہ بیان کہ روحوں کے مراتب مختلف ہیں بعض روحین (جو نیک بندوں کی ہیں) علیین کا سفر کرتی ہیں ۔ اور بعض روحین عالم سفلی اور سجّین کی طرف جاتی ہیں۔ دوم یہ کہ قاصد کو آپنے اچھی طرح سمجھا دیا کہ روحین عالم الٰہی سے عالم دنیا کی طرف کس لئے آتی ہیں ۔ اور پھر کیوں واپس چلی جاتی ہیں ان کے آنے جانے میں کیا بھید ہے۔ نکتہ روحوں کے آنے جانے میں یہ بھید ہے کہ اللہ تعالے کو اپنی یاد بہت پسند ہے ۔ روح اس کے ذکر کے لئے بدن میں آتی ہے اور انسان جب اُس سے غافل ہوجاتا ہے تو نکل جاتی ہے ۔ اور ذکر الٰہی کرنے والوں کی موت کا نام موت نہیں ہے ۔ بلکہ وصال ہے غافلوں کی موت غفلت کا اور کاملوں کی محبت کا نتیجہ ہے جان کے عالم بالا سے زمین کے آنے کا سبب جو حضرت عمرؓ نے بیان فرمایا ہے عنقریب لکھا جائیگا ۔

	وز زمانے کز زمان خالی بدست	وز مقام قدس کاجلالی شدست
ترجمہ	اور ذکر وقت بے قید زمان	اور مقام قدس ا جلالی نشان

شرح یعنے حضرت عمرؓ نے قاصد روم سے اُس وقت کا بھی ذکر کیا جبکہ زمانہ خود وقت سے خالی تھا۔ اس زمانہ

کو زمانہ ازل سمجھنا چاہیئے - زمانہ گردش فلک کے دوروں سے مرتب ہوتا ہے اور چونکہ عالم ازل وقت اور زمانہ سے پاک ہے اس لئے اُسے کہ زمان خالی بدست کہا گیا ہے۔ اور دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ حضرت نے اُسے مقام قدس الہٰی کے معنے سمجھائے جو مقام جلالی ہے خلاصہ یہ کہ قاصد کو اسرار عالم ازل اور مقام قدس اور مرتبۂ احدیت کی تعلیم دی **نکتہ** مرتبۂ احدیت اور عالم ازل کیلئے لفظ زمان کا استعمال سمجھانیکیلئے بطور مجاز ہے ورنہ یہ مراتب مکان و زمان دونوں سے پاک ہیں

وز ہوائے کاندرو سیمرغ روح — پیش ازیں دیدست پرواز فتوح

ترجمہ: اُس ہوا کا ذکر جس میں مرغ روح — کر رہا تھا پہلے پرواز فتوح

شرح یعنے حضرت عمرؓ نے قاصد سے اس عالم ارواح کا ذکر کیا جس میں سیمرغ روح اس عالم عنصری اور عالم اجسام میں آنے سے پہلے پرواز کر رہا تھا - ہوا سے مراد عالم ارواح ہے جس کو عالم قرب الہٰی سمجھنا چاہیئے - پرواز فتوح اگر بالاضافت ہے تو فتوح بفتح الفا یعنے شادی ہے اور اگر بع واو عطف ہے تو فتوح بضمتین فتح کی جمع ہے یعنے کشائشہا اور مطلب دونو حالتوں میں ایک ہے -

ہر یکے پروازش از آفاق بیش — وز امید و نہمت مشتاق بیش

ترجمہ: بڑھکے ہر پرواز تھی آفاق سے — اور امید و ہمت مشتاق سے

شرح نہمت - ہمت بستن و قصد کردن یعنے حضرت عمرؓ نے قاصد سے یہ فرمایا کہ عالم ارواح میں مرغ روح کی پرواز اس عالم کے محسوسہ اور محدودہ کناروں سے بہت آگے بڑھی ہوئی تھی - اور اُن مشتاقوں کی ہمت و امید سے بہت زیادہ تھی - جو دنیا میں رہکر اپنی روح کو عالم بالا پر اُڑانا چاہتے ہیں کیونکہ عالم ارواح معقول اور غیر محدود ہے اور عالم اجسام محسوس بھی ہے محدود بھی - اس لئے مرغ روح عالم غیر محدود میں جس قدر پرواز کر رہا تھا عالم محدود میں اُس قدر ہرگز نہیں اُڑسکتا - یہ نہایت بایک نکتے ہیں غور سے سمجھنے چاہئیں -

چوں عمرؓ اغیار رو را یار یافت — جان او را طالب اسرار یافت

ترجمہ: جب عمرؓ نے اس کو پایا راز دار — اور جاں سے طالب اسرار یار

شرح - اغیار رو یعنے اجنبی ہے - یعنے حضرت عمرؓ نے اُس اجنبی قاصد کو معنوی دوست پاکر واقف اسرار کر دیا -

شیخ کامل بود و طالب مشتہی — مرد چابک بود و مرکب درگہی

ترجمہ: شیخ تھا کامل تو طالب مشتہی — مرد تھا چالاک مرکب درگہی

شرح مشتہی یعنے خواہش کنندہ و آرزو مند اور مرکب درگہی وہ گھوڑا جو درگاہ بادشاہی کے قابل ہو شیخ اور مرد چابک سے حضرت عمرؓ اور طالب اور مرکب درگہی سے رسول قیصر روم مراد ہے -

دید آں مرشد کہ آں ارشاد داشت — تخم پاک اندر زمین پاک کاشت

ترجمہ: جان کر طالب کو قابل شیخ نے — تخم پاک اُسکی زمین میں بو دیئے

شرح۔ پہلے دونو شعر جملہ خبریہ ہیں۔ اور اس شعر کا آخر مصرع اُس شرط کی جزا ہے۔ اور لفظ ارشاد بحذف مضاف یعنی استعداد ارشاد یعنی جب حضرت عمرؓ نے یہ دیکھا کہ قاصد روم قبول ارشاد کا مادہ رکھتا ہے تو اس کی زمین پاک میں تخم پاک بودیا یعنی علوم اسرار الٰہی اُس کے سینہ میں اُتار دیئے۔

	سوال رسول از امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ
ترجمہ	پیغامبر قیصر روم کا امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ سے سوال کرنا

	مرد گفتش کاے امیر المومنین	جان ز بالا چون در آمد در زمین
ترجمہ	پھر وہ بولا اے امیر المومنین	کس لئے آتی ہے جان سوئے زمین
	مرغ بے اندازہ چون شد در قفص	گفت حق بر جان فسون خواند و قصص
ترجمہ	کیون ہے یہ طائر گرفتار قفس	وہ یہ بولے ہے یہ حکم خاص لبس

شرح۔ مرغ بے اندازہ یعنے مرغ بے قید یعنے پیغامبر روم حضرت عمرؓ سے پوچھتا ہے کہ روح علوی اور نورانی چیز ہوکر قفس جسم یعنی سر بسر تیرہ اور ظلمانی ہے کیونکر سما گئی۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ یہ سب کچھ اللہ تعالےٰ کے حکم اور کلمۂ کن کے اثر سے ہوا یہ کلمہ ہر معدوم شے کو قید وجود میں لے آتا ہے پھر جس حالت میں کہ روح پہلے ہی سے موجود تھی۔ کلمۂ کن کے اثر سے قید جسم میں کیونکر موجود نہ ہو جاتی۔ اور بعض کا قول یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے روح کو اپنے احسانات یاد دلائے اور ایک فرشتہ کو قالب انسانی کی طرف بھیجا جس نے جسم میں قصص معنوی کے ساتھ ترنم کیا اور روح اشتیاق ترنم معنوی کے سبب جسم میں داخل ہوگئی۔ اس شعر میں فسون سے کلمۂ کن اور قصص سے یہی قصص معنوی مراد ہیں جنکے ساتھ فرشتہ نے جسم میں ترنم کیا تھا۔

	بر عدمہا کان ندارد چشم و گوش	چون فسون خواند ہمی آید بجوش
ترجمہ	حکم جب دیتا ہے وہ معدوم کو	ہست ہو جاتا ہے اے فرخندہ خو

شرح یعنے اللہ تعالےٰ جب معدوم چیزوں کو کلمۂ کن سے موجود کر دیتا ہے تو روح کا جو پہلے ہی سے موجود تھی قید جسم میں موجود کرنا اُس کے نزدیک کوئی بڑی بات نہیں اُس نے کلمۂ کن کہا اور سب کچھ ہوگیا۔

	از فسون او عدمہا زود زود	خوش معلق میزند سوئے وجود
ترجمہ	امر کرتا ہے جب رب ودود	آپہنچتا ہے عدم سوئے وجود

شرح۔ معلق زدن۔ واژگون گشتہ باز بسرعت راست شدن و غلطیدن یا غلطک زدن ہندی میں کلا بازی کرنا۔ نوٹن کبوتر کی طرح زیر و زبر ہونا۔ یہان معلق سے سرعت مراد ہے یعنی جب اللہ تعالےٰ معدوم کو موجود کرنا چاہتا ہے تو کلمۂ کن کے اثر سے موجود ہونے والی چیز کلا بازیان کھاتی ہوئی بہت جلد عالم وجود کی طرف آجاتی ہے۔

	باز بر موجود افسونے چو خواند	زو دو اسپہ در عدم موجود راند
ترجمہ	کان میں موجود کے جب کچھ کہا	بے تامل وہ عدم میں جا رہا

شرح دو اسپہ راندن۔ کسی گاڑی کو دس گھوڑے لگا کر ہانکنا بہت جلدی چلانا یعنے خدا جب چاہتا ہے اسی موجود کو کلمۂ کن کے اثر سے بہت جلد ملکِ عدم میں پہنچا دیتا ہے۔

	گفت با جسم آیتے تا جان شد او	گفت با خورشید تا رخشان شد او
ترجمہ	جسم سے کچھ کہدیا جان ہوگیا	مہر حکم رب سے رخشان ہوگیا۔

شرح۔ جسم کا جان ہونا۔ یا تو اُس کا زندہ ہونا ہے یا جسم سے مراد اجسام انبیا علیہم السلام ہیں جو اللہ تعالے کی سکھائی ہوئی ایک آیت (اسم اعظم یا نکتۂ معرفت) کی برکت سے سر بسر روح بنکر آسمان حقیقی یا معنوی کی طرف عروج کر گئے ہیں۔ مثلاً حضرت ادریسؑ اور حضرت عیسٰےؑ کا عروج آسمان حقیقی تک ہے اور حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفٰے علیہ الصلاۃ والسلام کا عروج عرش معنوی تک اور دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالے نے خورشید پر اپنے اسم یعنے نور کے ساتھہ تجلی کی ہے اس لئے وہ منور ہوگیا۔

	باز در گوشش دمد نکتہ مخوف	در رخ خورشید افتد صد کسوف
ترجمہ	اور پھر اک بات سے کرکے مخوف	چہرۂ خورشید میں ڈالے کسوف

شرح مخوف۔ یعنے خوفناک اور نکتہ کو مخوف کہنے سے آفتاب کو اظہار قدرت کے لئے مظہر اسا و جلالی بنانا مراد ہے جنکے انوار کے مقابل آفتاب کا نور بالکل ضایع ہو جاتا ہے۔ مطلب یہ کہ خدا جب چاہتا ہے آفتاب یا قلوب انسانی یا دیگر اشیاء کو مظہر انوار بنا دیتا ہے اور جب چاہتا ہے اُن کا نور چھین لیتا ہے۔

	گفت در گوشِ گل و خندانش کرد	گفت با لعل خوش و تابانش کرد
ترجمہ	گل سے کچھ فرما کے خندان کردیا	لعل سے کچھ کہکے تابان کر دیا

شرح۔ یعنے گل کا خندہ اور لعل کی چمک اُسی کے حکم سے ہے اور بعض نسخوں میں دوسرا مصرع اس طرح ہے۔ گفت با سنگ و عقیق کانش کرد۔ یعنے پتھر اس کے حکم سے کان میں رہکر عقیق بن گیا۔

	تا بگوشے خاک حق چہ خواندہ است	کو مراقب گشت و خامش ماندہ است
ترجمہ	کہدیا ہے خاک سے کیا اُس نے رمز	سر بسر خاموش ہے اور منتظر

شرح۔ یعنے اللہ تعالے کو زمین کا مستقر اور ساکن کرنا منظور تہا اس لئے اُس پر اپنے اسم صبور کے ساتھہ تجلی کی یہی سبب ہے کہ زمین ساکن اور امر الہی کی منتظر ہے اور اُس کے ارادہ کو سمجھہ رہی ہے۔

	تا بگوشِ ابر آن گو یا چہ خواند	کو چو مشک از دیدۂ خود آب راند

ترجمہ	اس نے گوشِ ابر میں یہ کیا کہا	مشک کے مانند جو گریان رہا

شرح - گویا سے مراد اللہ تعالیٰ ہے جو بلا آلات جسمانی اور بلا حرف و آواز کلام کرتا ہے۔ بعض نسخوں میں گویا کی جگہ گوئی دیکھا گیا ہے اس صورت میں ضمیر آن اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہے اور گوئی بطریق تعجب مخاطب سے سوال کیا گیا ہے۔ مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ابر پر اپنے اسم رحیم کے ساتھ تجلی فرمائی اور وہ زمین پر برسنے لگا۔

	در تردد ہر کہ او آشفتہ است	حق بگوش او معمّا گفتہ است
ترجمہ	جو تردد سے ہے آشفتہ حال	اس سے کہتا ہے معمّٰے ذوالجلال
	تا کند محبوس اندر دو گمان	آن کنم کو گفت یا خود ضد آن
ترجمہ	دو گمانوں میں اُسے کرتا ہے بند	دیکھیں اُس کو یا کرے اس کو پسند

شرح - یعنی جس شخص کو ایک کام میں تردد ہو جاتا ہے کہ کروں یا نہ کروں تو گویا اللہ تعالیٰ اُس کے گوش دل میں اس فعل کے نفع و نقصان کو راز کے طور پر کہہ دیتا ہے۔ جس سے وہ مقصود اصلی کو نہیں سمجھ سکتا۔ اور حیران رہ جاتا ہے۔ کیونکہ راز سمجھنا ہر ایک کا کام نہیں اور اس راز کے کان میں رکھنے سے یہ بات مطلوب ہوتی ہے کہ متردد شخص دو طرح کے گمانوں میں مقید ہو جائے۔ اور دل میں یہ سوچے کہ آیا میں وہی کام کروں جن کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے (مثلاً سعی اور تقویٰ اور مجاہدہ اور ریاضت) یا اُس کے خلاف کروں کیونکہ آدمی کو جہاں اُس کے قہار و جبار ہونے کا خیال آتا ہے وہاں ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا (خدا سارے گناہ بخشدیگا) کے معنے بھی وہ خوب سمجھتا ہے اور نفس و شیطان کے بہکانے سے مخالفت امور شرعیہ پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ ہدایت اور ضلالت کا الہام اُسی کی طرف سے ہے۔ جو شخص مظہر قہر ہے وہ گمراہ ہے اور جو مظہر رحم ہے وہ ہدایت یافتہ ہے یضل اللہ من یشاء ویہدی من یشاء (خدا جس کو چاہے گمراہ کرے اور جسکو چاہے ہدایت دے)۔

	ہم ز حق ترجیح یابد یک طرف	زان دو یک را برگزیند زان کنف
ترجمہ	پاتی ہے ترجیح حق سے اک طرف	ایک کو ملتا ہے یزدانی شرف

شرح - کنف بمعنے جانب یعنی تردد کے بعد خدا کی جانب سے ہدایت و ضلالت کی دونو طرفوں میں سے ایک طرف ترجیح حاصل کر لیتی ہے اور متردد آدمی دونوں میں سے ایک کو قبول کر لیتا ہے پس اگر اعمال شرعیہ نے ترجیح پائی تو متردد سعید اور مومن ہو گیا ورنہ شقی و کافر رہا مثلاً ایک شخص کو کفر و اسلام کی پابندی میں تردد ہوا۔ اس وقت خدا کی طرف سے بعد تردد ایک جانب کو ضرور ترجیح حاصل ہو جائیگی۔ اگر وہ شخص سعید ازلی ہے تو ضرور اسلام کو قبول کر لیگا۔ اور اگر شقی ہے تو جانب کفر کو ترجیح دیگا۔

	گر نخواہی در تردد ہوش جان	کم فشار این پنبہ اندر گوش جان
ترجمہ	سبے تردد جا ہئے گر ہوش جان	کر نہ اس کو پنبہ پُر گوش جان

شرح - یعنے اگر تجکو یہ منظور ہے کہ تیری روح متردد نہ رہے یا تردد ات سے نجات پا جائے تو گمانوں اور وسوسون

کی روئی از روح کے کانوں میں نہ ڈال۔ یعنی وسوسوں میں گرفتار ہوکر خدا سے غافل نہ رہ۔

پنبۂ وسواس بیرون کن ز گوش — تا بگوشت آید از گردون خروش

ترجمہ: پنبۂ وسواس کانوں سے نکال — تا سنائی دے تجھے غیبی مقال

شرح۔ یہ یاد رہے کہ وسوسہ نتیجہ حب دنیا ہے جو لوگ محبت دنیا میں گرفتار ہیں وہ گویا شیطانی وسوسوں کے شکار ہیں ایمخاطب جب تک وسوسوں کی روئی نہ نکلے گی تیرے باطنی کانوں کو کچھ نہ سنائی دیگا۔ اس روئی کو گوش جان سے نکال تاکہ علی الاعلان غیب کی آوازیں کانوں میں آئیں اور اسرار الٰہی آشکارا طور پر معلوم ہوں۔

تا کنی فہم آن معمّاہاش را — تا کنی ادراک رمز و فاش را

ترجمہ: تا سمجھے تو معماہائے حق — اور روشن تجھ پہ ہوں پوشیدہ عمیق

شرح۔ رمز۔ یعنے بھید اور معمے وہ کلام جس کے معنے ظاہر نہ ہوں یعنی جب تو وسوسوں کو چھوڑ دیگا تو اسرار الٰہی کے معنے سمجھنے لگے گا اور اُن بھیدوں کا مطلب واقعی طور پر معلوم کر لیگا۔ جو خدا کی طرف سے تیرے قلب پر ظاہر کئے جاتے ہیں۔ وسوسہ اندیشۂ بد اور اُن کارہائے ناصواب کو کہتے ہیں جو دل میں ڈالے جاتے ہیں۔

پس محلّ وحی گردد گوش جان — وحی چہ بود گفتن از حسّ نہان

ترجمہ: تا محلّ وحی ہو پھر گوش جان — وحی کیا ہے؟ گفتہ حس نہان

شرح یعنے جب تو وسوسوں اور ترددات سے نجات پا جائیگا۔ اور تجھکو فہم و ادراک نصیب ہوگا۔ تو تیری روح کے کان محل وحی اسرار الٰہیہ بنجائینگے۔ اور اگر یہ کہے کہ وحی کس چیز کو کہتے ہیں تو اُس کا جواب یہ ہے کہ وحی حس باطن کے مقولوں کا نام ہے۔ دوسرے مصرع میں وحی چہ بود سوال ہے اور گفتہ حس نہان اُس کا جواب بعض نسخوں میں گفتن از حس نہان ہے۔ یعنی حس نہاں کی مدد سے کچھ کہنا یا اللہ تعالےٰ کا حس نہان سے ہمکلام ہونا یعنی دل میں اسرار کا ڈالنا وحی ہے۔ اسی وحی کا نام الہام بھی ہے اور یہ جمیع مخلوقات میں ایک قدر مشترک ہے۔ انبیا اور اولیا سب اس میں شریک ہیں۔ اور وہ وحی جو انبیا کے ساتھ مخصوص ہے یہ ہے کہ حقیقت جبریلیہ حس باطن کی تصویر پکڑ کر بطور ظاہر کلام کرتی ہے متکلمین کے نزدیک الہام کو وحی کہنا ناجائز ہے اس شعر میں بطور مجاز کہا گیا ہے۔

گوش جان و چشم جان جز این حس است — گوش عقل و چشم ظن زان مفلس است

ترجمہ: گوش جان چشم جان ہے اور شے — گوش عقل و چشم ظن سے بے بہرہ ہے

شرح۔ یعنی روح کی گوش و چشم اور ادراک ان ظاہری حواس اور ادراک سے جدا ہیں اور عقل معاش کے کان الہام ربانی کے سننے اور دیدے کی آنکھ اسرار الٰہی کے دیکھنے سے مفلس یعنے بے بہرہ اور بے نصیب ہے

لفظ جبرم عشق را بیصبر کرد — وانکہ عاشق نیست حبس جبر کرد

ترجمہ: عشق میرا جبر سے بے صبر ہے — مبس غیروں کے لئے خود جبر ہے

شرح - مولانا پہلے فرما چکے ہیں۔ در تردد ہر کہ او آشفتہ است۔ اس سے اور اس کے مابعد اشعار سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ آدمی مجبور اور بے اختیار ہے۔ اللہ تعالےٰ جیسا الہام کرتا ہے ویسے ہی افعال اُس سے صادر ہوتے ہیں۔ اور یہ جبریہ کا مذہب ہے۔ اس شعر میں اس شبہ کو دفع کیا گیا ہے اور جبر کے حقیقی معنے بیان ہوتے ہیں۔ یعنی لفظ جبر نے میرے عشق کو بیتاب کر دیا ہے مطلب یہ کہ بندہ کے بے اختیار اور خدا تعالےٰ کو فاعل مختار ہونیکی صفت نے میرے عشق کو تحریک دی ہے کیونکہ جبر کے معنے یہ ہیں کہ درحقیقت جمیع اشیاء کا خالق اور ہر حالت میں قادر مطلق اللہ تعالےٰ ہے اور بندہ اُس کے اختیار کے سامنے بالکل مجبور ہے بندہ کا اختیار اُس کے اختیار میں فنا اور اس کی قدرت اُس کی قدرت میں محو ہے۔ اور یہ بات ضرور عشق کو تحریک دیتی ہے کیونکہ عشق اُسی کا چاہیئے۔ جو قادر مطلق اور فاعل مختار اور اپنی تمام صفتوں میں یگانہ ہے یا اس شعر کے یہ معنے ہیں کہ میری اُس مجبوری نے جو اول میں تھی (جبکہ ظاہری ہاتھ پاؤں اور عقل موجود نہ تھی اور جبکہ میں مظہر عشق الٰہی بنا ہوا تھا) دنیا میں آکر مجھکو پہلے سے زیادہ اس کا عاشق بنا دیا۔ کیونکہ جب مجھے یہ معلوم ہوگیا کہ وہ ازل میں میرا عاشق تھا۔ تو مجھکو بھی اُس کے عشق نے بےصبر کر دیا اور یہ اس لئے کہ طرفین کا عشق موجب وصال حقیقی ہو جائے اور دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ جو شخص عاشق الٰہی نہ ہو اور جبر کا قائل ہو یعنے اپنے آپ کو مسلوب القدرت سمجھے اسکا جبر اُسکے حق میں محبس (قید خانہ) ہے جو اُسے نور ایمان کی ترقی سے روک رہا ہے اس صورت میں حبس بمعنے محبوس ہے یعنے اُس نے اپنی ذات کو محبوس جبر کر لیا ہے۔ یا یہ معنے ہیں کہ اس لئے جبر کے معنوں کو صرف اپنے مسلوب القدرت ہونے میں قید کر لیا ہے حالانکہ جبر کے صحیح معنے وہ ہیں جو پہلے بیان ہو چکے ہیں۔ عشق کو بیتاب کرنا بمعنے تحریک دینا ہے

این معیت باحق است این جبر نیست — این تجلی مہ است این ابر نیست

ترجمہ: یہ معیت ہے خدا کی کیسا جبر — یہ تجلی چاند کی ہے کیسا ابر

شرح - یعنے جبر کے یہ معنے جو ہم نے بیان کئے ہیں اُن معنوں سے الگ ہیں جو فرقہ جبریہ نے کئے ہیں یہ جبر فی الواقع جبر نہیں ہے۔ بلکہ یہ معیت حق ہے۔ کیونکہ معیت (ہمرہی دیکجہتی) کے باطنی معنے عینیت ذات یا موجودات کے ہیں اور یہ عینیت قدرت اور اختیار عبد کو نابود کر کے قدرت و اختیار حق میں محو اور فنا کر دیتی ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ بندہ کا اختیار اور قدرت محض اختیار و قدرت حق کے سبب سے ہے ذاتی نہیں چونکہ معیت وجود کے فنا کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ اس لئے عاشق کو لازم ہے کہ اپنے تمام اختیارات اُسی کو سونپ دے جبر کے یہ معنے فی الحقیقت قمر وحدت کی تجلی کا باعث ہیں۔ ان معنوں کو حجاب غفلت اور گمراہی کا ابر نہ سمجھنا چاہیئے بلکہ گمراہی جبر کے اُن معنوں میں ہے جو فرقہ جبریہ نے لئے ہیں کہ بندہ کو نہ تو فاعل مختار جانتے ہیں اور نہ یہ سمجھتے ہیں کہ اس کا اختیار اللہ تعالےٰ کے اختیار کا پرتو ہے۔

ور بود این جبر جبر عامہ نیست — جبر آن امارۂ خودکامہ نیست

ترجمہ: ہے الگ یہ جبر جبر عام سے — دور ہے امارۂ خودکام سے

شرح - یعنے اگر تو اس جبر کو جسکے معنے پہلے بیان ہو چکے ہیں۔ باعتبار لفظ جبر ہی کہے گا تو یہ سمجھ رکھ کہ یہ جبر باعتبار

معنی جبر عوام نہیں ہے کہ اپنے آپ کو مسلوب الاختیار جانتے ہیں اور اتباع شریعت سے باز رہتے ہیں۔ اور نہ یہ نفس امارۂ خود غرض کا جبر ہے جیسا کہ جبریوں کا ہوتا ہے بلکہ یہ جبر خواص ہے جس کو جبر متوسط بھی کہتے ہیں اور اس کا یہ مطلب ہے کہ بندہ اپنی قدرت سے نہیں بلکہ بقدرت و اختیار حق اپنے افعال پر قادر ہے۔

	جبر را ایشان شناسند اے بسیر	کہ خدا بکشاد شان در دل بصر
ترجمہ	جانتے ہیں جبر کو اہل نظر	حق نے بخشی ہے انہیں قلبی بصر

شرح - یعنے جبر کے معنے عارف ہی جانتے ہیں کیونکہ انہوں نے اپنے اختیار و قدرت کو ذات حق کے اختیار و قدرت میں محو کر دیا ہے وہ اپنی قدرت و اختیار سے قادر و مختار نہیں ہیں۔ بلکہ بقدرت و اختیار حق افعال پر قادر ہیں۔ اور اپنی باطنی آنکھوں سے اپنے اور خدا کے قدرت و اختیار کے معنے دیکھ رہے ہیں۔

	غیب و آیندہ بر ایشان گشت فاش	ذکر ماضی پیش ایشان گشت لاش
ترجمہ	غیب و آیندہ کا ہے اُن پر ظہور	ذکر ماضی ہیچ ہے اُن کے حضور

شرح - فاش یعنے ظاہر و آشکارا اور اصطلاح میں اُس چیز کو کہتے ہیں جو خدا کی طرف سے دل کو معلوم ہو جائے یعنی عارف مکاشفہ کے سبب آئندہ کے حالات سے آگاہ ہو جاتے ہیں اُن کے آگے ماضی کا ذکر لاشے ہے مطلب یہ کہ زمانۂ ماضی و استقبال زمانۂ حال کی طرح اُن کے سامنے حاضر ہے وہ بحکم خدا ازلی اور ابدی اسرار سے آگاہ ہیں۔

	اختیار و جبر ایشان دیگرست	قطرہا اندر صدفہا گوہرست
ترجمہ	اور شے ہے اُن کا جبر و اختیار	سیپ میں قطرے ہیں دُرِّ آبدار

شرح - یعنی عارفوں کا جبر و اختیار کچھ اور معنے رکھتا ہے وہ اپنے آپ کو باختیار حق مختار اور پیش قدرت حق مجبور سمجھتے ہیں۔ ان کے ذہن میں جبر و اختیار کے معنے اس طرح ہیں جس طرح صدف میں قطرے موتی بنجاتے ہیں۔ نکتہ - یہاں سے یہ بات نکلتی ہے کہ تفہیم جبر عارفوں کے ذہن میں تو قطرۂ صدف کی مانند ہیں کہ انجام کار موتی بنجاتے ہیں۔ اور جبریوں کے ذہن میں اُس قطرہ کے مانند ہیں جو سانپ کے منہ میں چلا جاتا ہے اور زہر بنجاتا ہے۔ لطیفہ حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک شخص کو یہ کہتے سنا نحن کصریر الباب لیس حرکاتنا ولاسکناتنا منا - یعنی ہم کواڑ بند ہونے اور کھلنے کی آواز کے مانند ہیں ہمارے حرکات و سکنات ہم سے صادر نہیں ہوتے۔ فقال ہذا اما عارف وحید او جبری ملحد یعنے سری سقطی نے فرمایا کہ یہ شخص یا تو یکتا عارف ہے یا پکا جبری اور ملحد ہے۔ یعنے اگر اپنے آپ کو جبریوں کی طرح مسلوب الاختیار جانتا ہے تو ملحد ہے اور اگر مختار باختیار حق اور مجبور پیش قدرت حق سمجھتا ہے تو عارف کامل ہے جبر خواص اور جبر متوسط کے یہی معنی ہیں

	ہست بیرون قطرہ خرد و بزرگ	در صدف آن دُرِ خرد و سترگ
ترجمہ	قطرے باہر جتنے تھے چھوٹے بڑے	سیپ میں چھوٹے بڑے موتی بنے

شرح یعنے بارش کے قطرے (جو ظاہر میں چھوٹی بڑی بوندیاں نظر آتی ہیں) صدف میں جاکر چھوٹے بڑے موتی بنجاتے ہیں۔ اسی طرح عارفوں کے دلوں میں جو بمنزلہ صدف ہیں جو چیز داخل ہوتی ہے وہ فی الواقع بہتر ہوتی ہے اگرچہ ظاہر بینوں کے نزدیک اچھی نہیں ہوتی۔ چنانچہ جبر کے سنے جو عارفوں نے لئے ہیں بہت اچھے ہیں۔

	طبع نافِ آہوست آن قوم را	**از برون خون و اندرون شان مشکہا**
ترجمہ	ناف آہو ان کی ہے طبع درون	مشک ہے اندر سے اور باہر سے خون

شرح یعنے عارفوں کی ظاہری فقیری کی حالت اہل دنیا کی آنکھوں میں مذموم سہی لیکن حسن عمل اور نفحات رحمانی اور معارف آلہیہ کے سبب وہ ایسے ہیں جیسا مشک۔ بس تو اُن کی طبیعت گویا ناف آہو کا خواص رکھتی ہے جس نے خون کو مشک بنا دیا ہے اسی طرح اُن کے دل میں جو خیالات گزرتے ہیں وہ گویا باعتبار ظاہر بُرے ہوں۔ مگر باعتبار باطن اچھے ہیں۔ اے مخاطب تو اُن کو ہرگز بُرا نہ سمجھ۔ یہ جبر ادمعنی جبر کی پہلی مثال ہے لبطور تفہیم۔

	تو مگو کاین نافہ بیرون خون بود	**چون رود در ناف مشکے چون شود**
ترجمہ	تو نہ کہہ یہ نافہ ہے باہر سے خون	کیونکہ ہو جاتا ہے مشک اندرون

شرح یعنے تو یہ نہ کہہ کہ یہ نافہ باعتبار ظاہر خون ناپاک ہے کیونکہ یہ اگرچہ ناپاک ہے تو نافہ آہو میں جاکر مشک پاک کیونکر بنجاتا ہے فقہ کی کتابوں میں مذکور ہے کہ نافہ مشک بھی مشک کی طرح پاک ہے کیونکہ تبدل اور استحالہ علت طہارت ہے یہی سبب ہے کہ شراب نمک ڈالنے سے تبدیل اور متبدل ہوکر سرکہ بنجاتی ہے یہ مضمون سابق کی دوسری تمثیل ہے یعنے کلمات جبر جو باعتبار ظاہر ناپاک معلوم ہوتے ہیں عارفوں کے ذہن میں جاکر پاک ہوجاتے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے جبر سے جبر متوسط مراد لیا ہے۔

	تو مگو کاین مس برون بد محتقر	**در دل اکسیر چون گشتست زر**
ترجمہ	تو نہ کہہ یہ مس ہے بدتر سر بسر	کیونکہ اکسیر اسکو کر دیتا ہے زر

شرح یعنے تو اس تانبے کو خارج میں حقیر نہ جان کیونکہ یہ اکسیر سے ملکر سونا ہوجاتا ہے یعنے اولیاء اللہ کے دل معدن انوار ہیں ان میں بالفرض کوئی تاریکی باقی بھی ہے تو بصورت نور تبدیل ہوجاتی ہے یہ اسی مضمون کی تیسری مثال ہے اور ان کا اشارہ دونو شعروں میں جبر اد معنی جبر کی طرف ہے۔

	اختیار و جبر در تو بد خیال	**چون درایشان رفت شد نور جلال**
ترجمہ	اختیار و جبر ہے گو بد خیال	ان میں ہو جاتا ہے نور ذوالجلال

شرح یعنے اے شخص تو اپنے آپ کو مختار اور اپنی قدرت کو ایجاد اور صدور افعال میں مستقل جانتا ہے۔ جیسا کہ معتزلہ۔ کا مذہب ہے۔ یا یہ بات ہے کہ تو اپنے آپ کو مجبور مطلق خیال کرتا ہے گویا نہ تجھکو حقیقی اختیار ہے اور نہ ظاہری جیسا کہ جبریہ کہتے ہیں با وجود یکہ بندہ کو اختیار حقیقی نہیں بلکہ صوری ہے اور بندہ مجبور بصورت مختار ہے جیسا کہ اہل سنت والجماعۃ اور فرقۂ ناجیہ اشعریہ کا مذہب ہے اور جبر و اختیار بہ معنے مذکور محال ہے

قانون شرع اس کا انکار کرتا ہے۔ لیکن یہ جبر و اختیار کا مسئلہ جب عارفین کے دل میں جاتا ہے تو نور زدا جلال بنجاتا ہے کیونکہ وہ اس مسئلہ سے یہ بات معلوم کر لیتے ہیں کہ بندہ کا اختیار و قدرت اختیار و قدرت حق میں فنا ہو گیا ہے۔ اس لئے وہ باعتبار قدرت و اختیار خود مجبور ہے اور باعتبار قدرت و اختیار حق مختار ہے تو گویا یہ جبر و اختیار جو جبریہ و معتزلہ کے ہاں مشہور ہے عارفین کے نزدیک ان معنوں میں مستحیل ہو جاتا ہے۔

	نان چو در سفره است او باشد جماد	در تن مردم شود او روح شاد
ترجمہ	نان ہے دسترخوان میں شکل جماد	جا کے بنجاتی ہے تن میں روح شاد
	در دل سفره نگردد مستحیل	مستحیلش جان کند از سلسبیل
ترجمہ	اس سے ہو سکتی نہیں وہ مستحیل	ہے یہ فعل روح دکا سلسبیل

شرح یعنی روٹی جب تک دسترخوان میں ہے بیجان چیز ہے اور جب بدن میں جاتی ہے تو روح کا جز بنجاتی ہے روٹی دسترخوان میں رہی یا رکھی مستحیل با جزائے تن نہیں ہوتی بلکہ روح اس کو پانی کے سبب مستحیل کر دیتی ہے۔ یعنے جب پانی پینے سے کھانا ہضم ہو جاتا ہے۔ تب اعضا کی طرف منقسم ہو کر وہی کھانا جزو بدن بنجاتا ہے سلسبیل نام چشمہ بہشت و یعنے آب خوشگوار و ہاضم اور مستحیل بمعنے محال۔ ناممکن اور ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل ہونے والی شے ان اشعار میں مستحیل سے پچھلے معنے مراد ہیں اور نان سے بطریق استعارہ معنی جبر اور سفرہ سے جبریہ و معتزلہ اور تن مردم سے عارفان کامل مراد ہیں یعنی جبر کے معنے جب تک معتزلہ اور جبریہ کی زبان پر تھے۔ ناکارہ اور بیجان چیز کے مانند تھے اور جب عارفوں کے دل میں آ گئے تو روح کے مانند ہو گئے۔ اس لئے کہ انہوں نے جبر سے جبر متوسط مراد لیا ہے۔

	قوت جانست این اے راستخوان	تا چہ باشد قوت آن جان جان
ترجمہ	جب یہ قوت جان میں ہو اے راستخوان	اس سمجھ لے ہے جو نزد جان جان

شرح یعنے جبکہ روح میں اتنی قوت ہے کہ روٹی کو مستحیل با جزا کر دیتی ہے یعنے جزو بدن کی صورت بدلتی ہے۔ تو اس جان جان (نبی یا ولی کامل) میں کیا اتنی بھی قوت نہ ہوگی کہ جبر و اختیار کے معنوں یا عموماً ہر برے خیال کو جو دل میں آئے اچھے معنوں اور پاک خیال سے بدل دیں بلکہ ولی میں یہ قوت ضرور ہے کیونکہ وہ بمنزلہ روح الروح ہے اور جس حالت میں جان جان سے مراد ذات حق ہے تو یہ معنے ہونگے کہ جب روح میں استحالہ نان کی قوت ہے تو کیا اللہ تعالے میں اتنی قدرت نہیں کہ انبیا اور اولیا کے دلوں میں جبر و اختیار کے معنے بدلکر القا کرے چنانچہ ایسا ہی ہوا کیونکہ عارفوں نے جبر سے جبر متوسط مراد لیا ہے۔

	قوت تن نان ست لیکن در نگر	تا چہ قوت جانست باشد اے پسر
ترجمہ	قوت تن ہے نان لیکن مہربان	جانتا ہے تو کیا ہے قوت جان

شرح۔ یعنے یہ تو تجھے معلوم ہو گیا ہے کہ تن کی روزی یا باعث قوت بدن آب و نان ہے۔ لیکن تجھے یہ بھی خبر ہے

کہ روح کی روزی یا باعث قوت روح کیا چیز ہے روح کو علم اسرار الٰہی سے قوت حاصل ہوتی ہے - اس شعر کے دونو مصرعوں میں لفظ قوت بواو ساکن بمعنے روزی - و بواو مشدد بمعنے زور دونو طرح صحیح ہے -

	گوشت پارہ آدمی باعقل وجان	میشگافد کوہ را با بحر و کان	
ترجمہ	مضغۂ گوشت آدمی باعقل وجان	چیر دیتا ہے پہاڑ اور بحر و کان	

شرح یعنے آدمی اگر عارف ہے تو روحی طاقت سے اور عام ہے تو علمی یا عقلی قوت سے پہاڑ کو اکھاڑ کر ایک حالت سے دوسری حالت میں بدلدیتا ہے - پھر کیا اللہ تعالےٰ عارفوں کے دلوں میں جبر و اختیار کے معنے نہیں بدلسکتا

	زورِ جانِ کوہ کن شق الحجر	زورِ جانِ جان در انشق القمر	
ترجمہ	کوہ کن کے زور نے توڑے حجر	زورِ جانِ جان ہے شق القمر	

شرح یہ پہلے معلوم ہوچکا ہے کہ علم قوت جان ہے پس اگر علم دینوی ہے تو اُس کے زور سے آدمی پہاڑوں کو اکھاڑ سکتا ہے دریاؤں کو چیر سکتا ہے معدنوں میں سے جواہر نکال لیتا ہے اور اگر علم اسرار الٰہی ہے تو اُس کا تصرف آسمانوں تک پہنچ جاتا ہے یہی سبب ہے کہ کوہ کن (فرہاد) نے صرف پتھر پھوڑے اور پہاڑوں میں سے نہر نکال لایا - اور رسولِ مقبول نے چاند کے دو ٹکڑے کردئے - کیونکہ فرہاد کی طاقت علم دینوی سے متعلق تھی - اور حضورؐ کی طاقت علم اسرار الٰہی سے نکتہ اگر جان جان سے رسول مقبولؐ مراد ہیں تو معنے ظاہر ہیں کہ آپ کے ایک اشارہ سے چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے اور اگر اللہ تعالےٰ مراد ہے تو یہ مطلب ہے کہ شق القمر مستقل طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل نہ تھا - بلکہ فعل الٰہی ایک خاص بندے کے ذریعہ سے ظاہر ہوا تھا - چنانچہ اہل سنت کا یہی مذہب ہے کہ وہ بندے کو افعال میں مختار بالاستقلال نہیں جانتے - اور یہی معنے جبر متوسط کے ہیں -

	گر گشاید دل سرِ انبانِ راز	جان بسوئے عرش سازد ترکتاز	
ترجمہ	دل اگر کھولے سرِ انبان راز	عرش تک کر جائیں روحیں ترکتاز	
	گر زبان گوید ز اسرارِ نہان	آتش افروزد بسوزد این جہان	
ترجمہ	ہو زبان سے گر عیاں سرِ نہان	آگ ابھی لگ جائے جل جائے جہان	

شرح - انبان زنبیل فقیر کی جھولی یعنے بعض اسرار ایسے ہیں کہ اگر ظاہر کئے جائیں یا اُن کی تھیلی کا منہ کھولدیا جائے تو سمجھنے والوں کی روحیں عالم بالا تک پرواز کرجائیں - لیکن انکے اظہار سے یہ بھی خوف ہے کہ اکثر نافہم تباہ اور ملحد ہوجائینگے - اس لئے ان کا انکشاف ممنوع ہے سالک اگر ریاضت اور مجاہدہ کرتا رہے گا تو ایسے اسرار خود ظاہر ہوجائینگے -

اضافت کردن آدم زلت خود را بخویش کہ ربنا ظلمنا و اضافت کردن ابلیس گناہ خود را بحق تعالےٰ کہ ربِّ بما اغویتنی

حضرت آدم کا اپنی لغزش کو اپنی طرف منسوب کرنا اور یہ کہنا کہ اے رب ہم نے اپنی جان پر ظلم کیا اور شیطان کا خدا کی طرف منسوب کرنا اور یہ کہنا کہ اے

شرح فقط حضرت آدمؑ ابلیس سے جبر و اختیار کا مسئلہ نکلتا ہے گو حضرت آدمؑ اور شیطان کے فعل کا خالق اللہ تعالیٰ ہے مگر کاسب وہ خود تھے حضرت آدمؑ نے اپنی خطا کو باعتبار کسب اپنی طرف منسوب کیا اور شیطان نے اپنے کئے کو اللہ تعالیٰ کے ذمہ تھوپ دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت آدمؑ کی خطا معاف ہوئی۔ اور شیطان جہنمی کیا گیا۔ نکتہ یہاں سے یہ بات نکلتی ہے کہ فرقہ جبریہ شیطان کا مقلد ہے کیونکہ سب سے پہلے اُسی نے جبر اختیار کیا ہے۔

	فعل حق و فعل ما ہر دو بہ بین	فعل ما را ہست دان پیداست این	
ترجمہ	فعل عبد و فعل حق پر کر نظر	ہست فعل بندگان ہے سر بسر	

شرح یعنے اے غافل ہمارے افعال اور اللہ تعالیٰ کے افعال کو دیکھ اور ہمارے افعال کو ہست جان یعنے اللہ تعالیٰ کو افعال کا خالق۔ اور ہم کو اُن کا مصدر سمجھ یہ گمان نہ کر کہ افعال کا تعلق فقط اللہ تعالیٰ سے ہے اور بندہ بالکل مجبور اور پتھر ہے۔ جیسا کہ جبریہ کا مذہب ہے۔ صوفیہ کا قول ہے کہ نہ تو جبر خالص کا معتقد ہونا چاہیئے اور نہ اختیار خالص کا۔ بلکہ حقیقت الامر ان دونوں کے مابین ہے جس کو جبر متوسط کہتے ہیں اور جسکی مختصر تفصیل پہلے بھی گزر چکی ہے اور ہم پھر بتائے دیتے ہیں کہ افعالِ اختیاریہ جو بندوں کے ہاتھ سے صادر ہوتے ہیں افعال حق بھی ہیں اور افعال عباد بھی۔ اس کا باعث یہ ہے کہ قدرت عبد گویا قدرت حق ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس قدرت کے ساتھ مظہر عبد میں ظاہر ہوا ہے اور افعال اختیاریہ عبد قدرت حق سے مخلوق ہوتے ہیں۔ اس لحاظ سے افعال حق کی طرف منسوب ہیں۔ اور چونکہ مظہر کو بھی اپنے ظاہر سے تعلق ہے۔ اور یہ اُسی کی قدرت سے افعال پر قادر ہے۔ اس لئے افعال عبد کی طرف منسوب ہیں۔

	اگر نباشد فعل حق اندر میان	پس مگو کس را چرا کردی چنان	
ترجمہ	فعل بندہ گر نہیں ہے بر ملا	کیوں کہا کرتا ہے تو یہ کیا کیا	

شرح یعنے اگر افعال میں بندہ کو کچھ دخل نہیں جیسا کہ جبریہ کا مذہب ہے تو ایک آدمی دوسرے کو بعض خلاف طبع اور بد افعال پر زجر و توبیخ کیوں کیا کرتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ بندہ کاسب افعال ہے۔

	خلق حق افعال ما را موجد ست	فعل ما آثار خلق ایزد ست	
ترجمہ	ہے ہمارے فعل کا موجد وہی	فعل ہیں آثارِ خلق ایزدی	

شرح۔ یعنے اللہ تعالیٰ کی صفت خلاقی ہمارے افعال کی موجد ہے اور افعال جو ہم سے صادر ہوتے ہیں یہ اُس ایجاد کے لئے آثار اور بمنزلۂ علامات ہیں۔ یعنے ہمارے کرنے سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ ان کا خالق اللہ تعالیٰ ہے ورنہ بندہ کی یہ قدرت نہیں کہ جس فعل کو اللہ تعالیٰ نے مخلوق نہ کرے یہ اُس کو کر سکے۔ مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ خالق افعال ہے۔ اور بندے مُعْدِمْ (یعنے کرنے والے) اُن کا اصدار خود اس بات کی شہادت دے رہا ہے کہ خالق افعال وہی ہے۔ ورنہ تحصیل معدوم مطلق لازم آئیگی جو سراسر محال ہے معتزلہ یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ صرف قدرت اور ارادہ کو بندہ میں پیدا کر دیتا ہے افعال کا خالق بندہ ہے۔ مگر یہ مذہب اس آیت سے باطل ہے وَاللّٰہُ خَلَقَکُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ یعنے اللہ تمہاری ذات اور تمہارے تمام افعال کا خالق ہے۔

	لیک ہست آن فعل ما مختارِ ما	زین رسد با ما جزائے کارِ ما
ترجمہ	چونکہ ہمکو فعل کا ہے اختیار	اس لئے دیتا ہے بدلے کردگار

شرح - مولانا پہلے شعر میں فرما چکے ہیں کہ خلق حق افعال ما را موجد ست اس سے یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالےٰ خالق افعال ہے تو بندہ کو جزاؤ سزا ملنے کے کیا معنے اس شعر میں لیکن (حرف استدراک) سے اس شبہ کو دفع کیا گیا ہے یعنے یہ مانا کہ افعال عباد مخلوق الٰہی ہیں لیکن بندوں کو بھی ان کے کرنے نہ کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔ ہمارے نیک وبد افعال خود ہمارے ہی پسند کئے ہوئے ہیں اسی لئے مطابق اعمال جزاؤ سزا مرتب ہوتی ہے۔

	زانکہ ناطق حرف بیند یا غرض	کے شود یکدم محیط دو عرض
ترجمہ	پڑھنے والا حرف دیکھے یا غرض	ہو نہیں سکتا محیط دو عرض

شرح - عرض یعنی وہ چیز جو دوسری چیز کے سبب قایم ہو جیسا کپڑے پر رنگ اور کاغذ پر حرف اس حالت میں کپڑے اور کاغذ کو جوہر کہینگے اور رنگ وحرف کو عرض اور عرَض یعنے متاع و رخت خانہ ہے پہلے مصرع میں غرض یعنے مقصود ہے اور دوسرے میں عرض یعنے شے۔ یہ شعر گزشتہ شعر یعنے اللہ تعالےٰ کے خالق اور بندے کے کاسب ہونے کی توضیح ہے بطریق تمثیل یعنے جس طرح بولنے اور پڑھنے والا آدمی یا حرف کو دیکھیگا یا معانی کو۔ آن واحد میں دو نوں چیزوں کا احاطہ نہیں کرسکتا۔ کیونکہ جب تک کسی فعل پر خاص توجہ نہ ہوگی وہ فعل مختار نہیں ہوسکتا اور جب ایک پر توجہ ہوئی تو دوسرے سے غفلت ہوگی۔ کیونکہ قاعدۂ بشریت یہی ہے کہ انسان آن واحد میں دو چیزوں کا احاطہ نہیں کرسکتا۔ اسی طرح وہ آن واحد میں اپنے افعال کا خالق اور کاسب ہی نہیں ہوتا۔ بلکہ خالق اللہ تعالےٰ ہے جس کا علم بہت سی چیزوں کو محیط ہے اور کاسب بندے ہیں۔

	گر بمعنی رفت شد غافل ز حرف	پیش و پس یکدم نہ بیند ہیچ طرف
ترجمہ	فکر معنی میں ہے غافل حرف سے	پیش و پس کب سوجھتا ہے طرف سے

شرح طرف بسکون رائے مہملہ بمعنی چشم و جنبانیدن چشم یعنی پڑھنے والا جب معنی پر غور کریگا تو حرفوں سے غافل ہوجائیگا علیٰ ہذا القیاس حرفوں پر غور کریگا تو معنوں کی خبر نہ رہیگی۔ اسی طرح پس وپیش کے دیکھنے والے کا حال ہے کوئی آنکھ ایسی نہیں کہ آن واحد میں پس وپیش دونو جانبوں کو دیکھ سکے تشبیہ کا نتیجہ یہ نکلا کہ بندہ آن واحد میں کسی فعل کا خالق بھی ہو اور کاسب بھی یہ بالکل ناممکن ہے آن واحد میں ایک شخص سے ایک ہی فعل ہوتا ہے۔

	آن زمان کہ پیش بینی آن زمان	تو پس خود کے بہ بینی این بدان
ترجمہ	آگے جب دیکھیگا تو اے مہربان	پیچھے آئے گا نظر کیا میری جان
	چون محیط حرف و معنی نیست جان	چون بود جان خالق این ہر دو آن
ترجمہ	حرف و معنی پر ترا قابو نہیں	اے لبشر تو خالق ہر دو نہیں

شرح - یہ شعر تمثیل سابق کا تتمہ ہے - یعنی اے مخاطب جب تجھے یہ معلوم ہوگیا ہے کہ ایک شخص آنِ واحد میں حرف ومعنی کا احاطہ نہیں کرسکتا - تو اُس پر یقین کر کہ ایک شخص آن واحد میں ان دونوں کا خالق بھی نہیں ہوسکتا مطلب یہ کہ ایک وقت میں دو چیزوں کی طرف توجہ نہیں ہوسکتی اس لئے مزدر ہوا کہ ہم کسی ایسی ذات کو خالق مانیں جس کا علم آنِ واحد میں بہت سی مختلف اغراض کو احاطہ کر لیتا ہے اور جب کہ وہ جمیع اشیاء کا خالق ہے تو ہمارے افعال کا خالق بالاولےٰ ہے اور ہم کاسب یعنے نیک و بد افعال کی کمائی کرنے والے ہیں

	حق محیطِ جملہ آمد اے پسر	واندارد کارش از کار دگر
ترجمہ	حق محیط دو جہان ہے اے پسر	کام میں کرتا ہے وہ کارِ دگر

شرح یعنے تمام اشیاء کو احاطہ کرنا اللہ تعالےٰ کی صفت ہے اس کو کوئی کام آن واحد میں دوسرے کام سے نہیں روک سکتا - بندہ کی یہ طاقت نہیں کہ آن واحد میں اپنے افعال کا خالق بھی ہو اور کاسب بھی بنے -

	گفتِ ایزد جان ما را مست کرد	چوں نداند آنکہ او خود ہست کرد
ترجمہ	کیف کن نے کردیا ہے ہم کو مست	کیوں نہ جانے وہ کیا ہے جس نے ہست

شرح گفت سے مراد کلمہ کن ہے اور جان ما سے موجودات - اور لفظ جان سے اسبات کی طرف اشارہ ہے کہ جمیع موجودات ذی روح ہیں - گو اُن کا ذی روح ہونا ہمارے سمجھ سے باہر ہو - اور مست کرنے سے مراد منقاد اور مطیع کرنا ہے چنانچہ اکثر دیوانوں کے پاؤں میں زنجیر ڈال کر اُن کو مسخر کرلیتے ہیں - مطلب یہ کہ اللہ تعالےٰ نے خطاب کن سے معدومات کو اپنا مطیع و منقاد کرلیا اور اُن کو موجود کردیا - پھر کیا اُن کا حال اللہ تعالےٰ نہ جانے گا جنکو خود اُس نے ہست کیا ہے - بلکہ اُس کا علم جمیع اشیاء کو محیط ہے یہاں تک کہ لاشئے کو بھی یہ شعر گویا حق محیط جملہ آمد اے پسر کی تشریح ہے - نکتہ اس شعر سے یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے علم سے تمام شئے کا احاطہ کر رکھا ہے اور یہی شعر حکمائے مشائین کا رد کرتا ہے - جن کا یہ مقولہ ہے کہ نعوذ باللہ اللہ تعالےٰ کو جزئیات مادیہ کا علم نہیں ہے اور اس سے معتزلہ کی تردید بھی ثابت ہوتی ہے جو بندہ کو اپنے افعال کا خالق مانتے ہیں - بعض نسخوں میں چون نداند کی جگہ چون ندا داد بھی ہے - ندا سے مراد وہی کلمہ کن ہے اور اس صورت میں مصرع ثانی شرط ہے اور مصرعہ اولےٰ جزا مقدم یعنی جب اللہ تعالےٰ نے اُن چیزوں کو جنہیں ہست کرنا تھا ندا دی تو کلمہ کن کے اثر سے سب ہست اور موجود ہوگئیں - اس میں جزئیات و کلیات و افعال سب شامل ہیں - غرض یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ خالق کلیات و جزئیات اور محیط جمیع موجودات و ممکنات ہے اُس کے علام الغیوب اور خلاق ہونے کا انکار صریح کفر ہے -

	گفت شیطان کہ بما اغویتنی	کرد فعلِ خود نہان دیوِ دنی
ترجمہ	کہہ اٹھا شیطان بما اغویتنی	کرگیا پوشیدہ فعل خود دنی

شرح - یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے قَالَ فَبِمَا اَغْوَیْتَنِیْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَکَ الْمُسْتَقِیْمَ یعنی جب شیطان حضرت آدمؑ کو سجدہ نہ کرنیکے سبب مردود ہوا اور بہشت سے نکالا گیا تو اُس نے یہ کہا کہ اے خدا جیسے تیرے اس گمراہ کرنے کا قسم

سو تیرے سیدھے رستے میں رہزن کی طرح بیٹھ کر آدمیوں کو بہکاؤنگا۔ اگرچہ فعل اغوا کا خالق اللہ تعالےٰ ہے لیکن ادب اس بات کا مقتضی ہے کہ کاسب ہونے کے سبب شیطان اس فعل کو اپنے ہی نفس کی طرف منسوب کرتا ہے جیسا کہ حضرت آدمؑ نے کیا تھا۔ ابلیس نے ترک ادب سے اغوا کو اللہ تعالےٰ کی طرف منسوب کر دیا اور جہنمی بن گیا۔ نکتہ یہاں سے یہ بات نکلتی ہے کہ چونکہ شیطان خود مظہر اغوا ہے تھا اس لئے اُس نے اللہ تعالےٰ کو بھی اس صفت سے یاد کیا۔ کیونکہ جیسا کوئی ہوتا ہے ویسا ہی دوسرے کو سمجھتا ہے یہ بحث مشرح طور پر پیچھے گذر چکی ہے

	گفت آدم کہ ظلمنا نفسنا	او ز فعل حق نہ بُد غافل چو ما
ترجمہ	قول آدم تھا ظلمنا نفسنا	گرچہ فعل حق اُنہیں معلوم تھا

شرح۔ یعنی گیہوں کھانے کے سبب جب حضرت آدمؑ بہشت سے نکالے گئے تو انہوں نے اپنے گناہ کا عذر ان لفظوں میں کیا۔ ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین یعنی اے رب ہمارے ہم نے گیہوں کھا کر اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ اگر تو ہماری خطا نہ بخشیگا اور ہم پر رحم نہ کریگا تو ہم ضرور خسارہ میں پڑ جائینگے۔ مطلب یہ کہ آدمؑ نے خطا کو اپنی ہی طرف منسوب کیا حالانکہ وہ جانتے تھے کہ اللہ تعالےٰ تمام افعال کا خالق ہے اور میری خطا (گیہوں کھا لینا) اُسی کا فعل ہے وہ ایسے غافل نہ تھے کہ معتزلہ کی طرح اپنی ذات کو اپنے افعال کا خالق یا جبریہ کی طرح اپنے آپ کو مجبور محض خیال کرتے بلکہ یہ اُن کا ادب تھا کہ باوجود علم فعل خالق خطا کو اپنی طرف منسوب کر لیا نکتہ یہاں سے یہ بات نکلتی ہے کہ افعال اگرچہ مخلوق الٰہی ہیں لیکن بندہ کرنے نہ کرنے پر مختار ہے اسی اختیار کے سبب برے افعال اللہ تعالےٰ کی طرف منسوب نہیں کئے جاتے اور عذاب و ثواب اسی اختیار کا ثمرہ ہے اور یہی بات ہے کہ حضرت آدمؑ نے اپنی خطا کو اپنی ہی نسبت معاف کیا۔ قرآن شریف میں موجود ہے ما اصابک من حسنۃ فمن اللہ وما اصابک من سیئۃ فمن نفسک یعنے اے بندے اگر تجھکو کسی طرح کی بھلائی پہنچے تو اُس کو فضل الٰہی سمجھ اور اگر بُرائی پہنچے تو اپنے نفس کی جانب سے خیال کر اور یہ بات بھی نکلتی ہے کہ باادب بانصیب اور بے ادب بے نصیب۔

	در گناہ او از ادب پنہانش کرد	زان گنہ برخود زدن او برنخورد
ترجمہ	تھا ادب دل سے جو منظور نظر	اس خطا میں ہو گئے وہ بہرہ ور

شرح برخود زدن۔ بسوئے خود منسوب کردن۔ یعنے چونکہ حضرت آدمؑ عارف کامل اور آگاہ حقائق اور واقف آداب الٰہی تھے اس لئے اپنی خطا کو اپنی طرف منسوب کرنے کے سبب معافی سے بہرہ یاب ہوئے اور ابلیس بے ادبی کے سبب مردود کیا گیا۔ بعض نسخوں میں زان گنہ برخود زد و او برنخورد ہے یعنی حضرت آدمؑ کو ادب کے سبب اُس گناہ کا پھل یہ ملا کہ خطا معاف ہو گئی۔ اور شیطان کو بے ادبی کے سبب سوائے مردود و ملعون ہونے کے کچھ بھی حاصل نہ ہوا اس صورت میں برخورد کے فاعل حضرت آدمؑ ہیں اور برنخورد کا فاعل شیطان۔

	بعد توبہ گفتش اے آدم نہ من	آفریدم در تو آن جرم و محن
ترجمہ	بعد توبہ حق نے آدم سے کہا	میں نے پیدا تجھ میں کی تھی وہ خطا

	نے کہ تقدیر و قضائے من بُد آن	چون بوقتِ عذر کردی آن نہان
ترجمہ	میری جانب سے مقدر تھی وہ ہان	وقت توبہ تو نے کیون رکھی ہنہان

شرح - یعنی جب حضرت آدمؑ کی توبہ قبول ہوئی تو اللہ تعالٰے نے یہ پوچھا کہ اے آدم سُن تو نے جو خطا کی ہے - کیا اُس کا خالق میں نہیں ہون - کیا یہ خطا کاری میں نے اپنے حکم سے تیری تقدیر میں نہیں لکھی تھی نہیں بلکہ یہ سب کچھ میرے ہی حکم سے ہوا ہے - پھر تو نے توبہ کرتے وقت یہ کیون نہ کہا کہ یہ جرم اور آزمائشیں تو نے ہی مقدر کی تھیں - اور یہ سب کچھ تیرا ہی فعل ہے کیونکہ خالق افعال تو ہی ہے - اس سوال کا جواب آئیندہ شعر میں ہے یعنی آزمائشین -

	گفت ترسیدم ادب نگذاشتم	گفت من ہم پاس آنت داشتم
ترجمہ	بولے آدمؑ مجکو تھا پاس ادب	حق نے فرمایا کہ بخشی ہم نے سب

شرح یعنی حضرت آدمؑ نے یہ جواب دیا کہ اے ربّ العالمین مین تجھسے ڈر گیا اور میرا ادب اس بات کا مقتضی ہوا کہ کسب ہونے کی حیثیت سے خطا کو اپنی طرف منسوب کرون اور اس حیثیت کو نہ دیکھون کہ خالق افعال تو ہی ہے اس مؤدبانہ جواب کو سنکر اللہ تعالٰے نے فرمایا کہ تو نے چونکہ میرے ادب کو ملحوظ رکھا ہے اس لئے میں تیرے ادب اور توقیر کو برقرار رکھتا ہوں - چنانچہ میں نے تیری خطائیں معاف کیں اور تجھے مقبول بنالیا

	ہر کہ آرد حرمت او حرمت برد	ہر کہ آرد قند لوزینہ خورد
ترجمہ	باادب کی ہوتی ہے حرمت ضرور	قند لا لوزینہ کہا اے پُر شعور

شرح یعنے عزت وحرمت کے مستحق وہی لوگ ہیں جو دوسرون کا ادب رکھتے ہیں اور لوزینہ (حلوائے لوز جس حلوے مین مغز بادام پڑتے ہیں) وہی شخص کہا سکتا ہے جو پہلے مٹھاس کا سامان کرے -

	طیّبات از بہر کہ للطیّبین	یار را خوش کن مرنجان و ببین
ترجمہ	طیبات کئے ہیں بہر طیبین	یار کو خوش کر کے دیکھ اے مردین

شرح یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے کہ اَلْخَبِیْثٰتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ وَالطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ اس کے ظاہری معنے یہ ہیں کہ ناپاک عورتیں ناپاک مردوں کے لئے ہیں اور پاک عورتیں پاک مردوں کے لئے اور باطنی معنے یہ ہیں کہ عموماً ناپاک چیزین اور ناپاک خیال ناپاکون کے لئے اور پاک چیزین پاکون کے لئے ہیں پاکبازون اور باادبوں کو جزائے خیر ملتی ہے

تمثیل

جبر و اختیار کے معنوی فرق کو ایک مثال کے طور پہ بیان کرنا

یک مثال اے دل پئے فرقے بیار	تا بدانی جبر را از اختیار

ترجمہ	ہم سے سُن اے اک مثال اے ہرزہ کار	تا عیاں ہو فرق جبر و اختیار
	دست کو لرزان بود از ارتعاش	وانکہ دستے را تو لرزانی زجاش
ترجمہ	ہاتھ اک لرزان ہے رعشہ سے مگر	تو ہلائے دوسرے کو سر بسر
	ہر دو جنبش آفریدہ حق شناس	لیک نتواں کرد با این آن قیاس
ترجمہ	دونوں کی جنبش ہے فعل کردگار	اس میں ہم میں فرق ہے اے ذی وقار

شرح ارتعاش یعنے لرزیدن و مرض رعشہ۔ یعنے یہ فرض کر لیجیے کہ ایک شخص کا ہاتھ رعشے کے سبب کانپتا ہے اور دوسرے کو رعشہ تو نہیں مگر وہ اپنی خوشی سے اپنے ہاتھ کو ہلا رہا ہے اگرچہ یہ دونو حرکتیں اللہ تعالےٰ کی مخلوق ہیں لیکن اس حرکت مجعولہ اور اختیاریہ کو اس حرکت اضطراریہ پر قیاس نہیں کر سکتے۔ کیونکہ حرکت مجعولہ بندے کا تصرف ہے اور حرکت رعشہ میں بندہ کو کچھ اختیار نہیں (حرکت مجعولہ واختیاریہ وہ حرکت جو آدمی اپنے فعل واختیار سے کرے اور حرکت اضطراریہ درعشہ وہ حرکت جو اپنے اختیار سے صادر نہ ہو۔

	زین پشیمانی کہ لرزانیدیش	چون پشیماں نیست مرد مرتعش
ترجمہ	تو پشیمان اس سے ہوگا بالیقین	رعشہ والے کو پشیمانی نہیں
	مرتعش را کے پشیمان دیدہ	بر چنین جبرے چہ برچسپیدہ
ترجمہ	صاحب رعشہ پشیمان ہو تو کیوں	چھوڑ دے اس جبر کو مرد زبون

شرح۔ یعنے اپنے ہاتھ کی اختیاری حرکت سے تجکو عقلمندوں کے نزدیک پشیمانی ہوگی۔ کیونکہ بے فائدہ ہاتھ ہلانا ایک لغو حرکت ہے اور رعشہ والے کو کسی طرح پشیمانی نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ رعشہ قدرتی اور اضطراری حرکت ہی خلاصۂ مثال یہ ہے کہ عارفان کامل کا جبر واختیار باعث پشیمانی نہیں ہوتا کیونکہ اُنہوں نے اپنے اختیار کو ذات حق کے اختیار میں فنا کر دیا ہے اور اپنی قدرت کو اُس کی قدرت کا مظہر سمجھے ہوئے ہیں۔ اور عوام کا جبر واختیار باعث پشیمانی ہے کیونکہ وہ مال جمع کرنے اور مراتب عالیہ کے تجسس میں سب قسم کی حرکتیں کرتے ہیں لیکن طاعات کیلئے اپنے آپکو مجبور جانتے ہیں اگرچہ ان دونو فرقوں کے دل میں جبر کے معنے اللہ تعالےٰ کی طرف سے ڈالے گئے ہیں مگر دونو میں بہت بڑا فرق ہے عارفوں کا جبر جبر محمود ہے اور عوام کا جبر مذموم نکتہ یہ تمثیل فقط جبر متوسط اور جبر عوام کے فرق اور اُن کے محمود و مذموم ہونے میں ہے نہ کہ ان معنوں میں کہ عارفان کامل رعشہ والے آدمی کی طرح اپنے حرکات وسکنات کو اپنے اختیار میں نہیں رکھتے کیونکہ یہ سنت والجماعت کا مذہب نہیں ہے اور نہ یہ مثال ان معنوں میں ہے کہ جبر عوام کے قائل اپنے ہاتھ پاؤں آپ ہلاتے ہیں کیونکہ جبر عوام مسلوب القدرت کے معنوں میں ہے بر چنیں جبرے چہ برچسپیدہ کا یہ مطلب ہے کہ اے مخاطب تو جبر عوام سے کیا دلچسپی رکھتا ہے اسکو چھوڑ دے

	بحث عقل است این چہ عقل آں حیلہ گر	تا ضعیفے رہ برد آنجا مگر

ترجمہ　ہے یہ بالکل بحث عقل حیلہ گر　تا ضعیفوں کے لئے ہو راہبر

شرح یعنی جبر و اختیار کی بابت جو کچھ ہم کہہ چکے ہیں یہ عقلی بحث ہے جس سے علم یقینی حاصل نہیں ہوتا کیونکہ عقل حیلہ گر ایسی کیا چیز ہے کہ علم یقینی کا احاطہ کر سکے البتہ انبیا و اولیا کی عقل کلی علم یقینی حاصل کر لیتی ہے اس کے آگے عقل جزئی لاشئے ہے عقلی بحث صرف اس لئے ہوتی ہے کہ کسی غبی اور کند ذہن آدمی کو سیدھا رستہ ملجائے اور وہ باطل عقیدے سے رہائی پائے ورنہ عقلی دلائل سے علم یقینی حاصل ہو جائے یہ بالکل محال ہے -

بحث عقلی گر دُر و مرجاں بود　آن دگر باشد کہ بحث جاں بود

ترجمہ　بحث عقلی گو دُر و مرجان سہے　اور ہی کچھ ہے جو بحث جان ہے

شرح یعنے اگرچہ بحث عقلی جواہر کی طرح قیمتی چیز ہے مگر روحی بحث کچھ اور ہی قدر و قیمت رکھتی ہے کیونکہ بحث عقلی ظاہری اور قیاسی باتوں کا نام ہے اور بحث روحی باطنی اور یقینی باتوں کا بحث روحی سے مراد وہ باطنی فیضان والہام ہے جو اللہ تعالے کی طرف سے دل میں ہوتا ہے - اسی کو وحی اور الہام بھی کہتے ہیں -

بحث جان اندر مقامے دیگرست　بادۂ جانرا قوامے دیگرست

ترجمہ　اور کچھ ہے بحث روحی کا مقام　اور کچھ ہے بادۂ جان کا قوام

شرح یعنے روحانی بحث کا مقام مقام عقل سے اعلیٰ ہے اور بادۂ روح کا قوام اور کیفیت عقل جزئی کی کیفیت سے بالاتر ہے قوام مدار شئے دراصل چیز جس کے سبب دوسری شئے قائم ہو یعنے وہ شراب علم الیقین جو روح کو ملتی ہے کچھ اور ہی کیفیت رکھتی ہے کیونکہ اُس کا قوام اسرار الٰہی ہے -

آن زمان کہ بحث عقلی ساز بود　این عمرؓ با بو الحکم ہمراز بود

ترجمہ　بحث عقلی جب کہ تھی باکرّ و فر　بوالحکم کے ساتھ تھی عقل عمرؓ

شرح لفظ ساز یہاں یعنے ترکیب و اسباب و سامان ہے اور بحث عقلی ساز تھی (یا) فتنہ و شور بپا ہے اور زمان سے مراد زمانہ جاہلیت ہے جبکہ رسول علیہ الصلوٰۃ پر نور وحی کا ظہور نہیں ہوا تھا - بوالحکم قبل انکار اسلام ابوجہل کی کنیت تھی حکم بہ تحتین میانجی و حکم کنندہ و ممیز چونکہ ابو جہل اپنی عقلمندی کے سبب اکثر معاملات اہل عرب کو فیصل کرتا تھا اس لئے بوالحکم مشہور ہو گیا - اور حضرت عمرؓ بھی عرب کے بڑے سرداروں میں سے تھے بہت سے جھگڑے ان دونوں کے مشورے سے فیصل ہوا کرتے تھے مطلب شعر یہ ہے کہ جس زمانہ جاہلیت میں صرف بحث عقلی کا سامان موجود تھا - تو حضرت عمرؓ اور ابوجہل دونو ہمراز تھے - لیکن زمانہ نور نبوت میں عمرؓ کا رتبہ بالاتر ہو گیا -

چون عمرؓ از عقل آمد سوئے جان　بو الحکم بوجہل شد در بحث آن

ترجمہ　عقل سے جب سوئے جان آئے عمرؓ　بوالحکم بوجہل ٹھیرا سر بسر

شرح جان سے مراد تو نور وحی سے قوت روحانی حاصل کرنی ہے یا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم یا ذات حق یعنے جب حضرت عمرؓ عقلی بحث کو چھوڑ کر نور وحی کی برکت حاصل کرنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

پاس آئے یا ذات حق کی طرف متوجہ ہوئے تو مراتب اعلیٰ کی طرف عروج کر گئے اور ابوالحکم کا لقب باوجود دانش و عقل ابوجہل قرار دیا گیا۔ کیونکہ وہ اپنے فطرتی جہل کے سبب نور رحی کو نہ پہچان سکا اور ایمان نہ لایا۔

	سوئے عقل و سوئے حس او کامل ست	گرچہ خود نسبت بجان او جاہل ست
ترجمہ	بحثِ عقل و حس میں گو کامل تھا وہ	بحث روحی میں مگر جاہل تھا وہ

شرح۔ یعنی اگرچہ عقلی دلائل میں ابوجہل نہایت کامل اور حضرت عمرؓ پر غالب تھا مگر روحانی بحث کی نسبت جاہل تھا کیونکہ اس نے جان (روح یا رسول یا ذات حق) کے مرتبہ کو نہ پہچانا اور حضرت عمرؓ نے حق و باطل میں فرق کر کے فاروق اعظم لقب پایا۔ اس سے ثابت ہو گیا کہ عقل دنیوی سے معرفتِ حق حاصل نہیں ہو سکتی۔

	بحثِ عقل و حس اثر دان یا سبب	بحثِ جان باشد عجب یا بوالعجب
ترجمہ	بحثِ عقل و حس اثر ہے یا سبب	بحثِ روحی ہے عجب یا بوالعجب

شرح۔ یعنی بحث عقلی یا تو استدلال موثر (بصیغہ اسم مفعول) سے ہے اثر پر۔ اس کو برہان انی کہتے ہیں۔ یا انتقال سبب سے ہے سبب کی طرف۔ اس کو برہان لمی کہتے ہیں (مثلاً زید متعفن الاخلاط و کل متعفن الاخلاط محموم فزید محموم) یعنے زید کے اخلاط میں تعفن ہے اور جس کے اخلاط میں تعفن ہو اُسے بخار رہتا ہے اس لئے زید کو بخار ہے یہ برہان لمی ہے کیونکہ اس میں تعفن اخلاط سے جو سبب حُمّے ہے زید کے محموم ہونے کی طرف انتقال کیا گیا ہے اور الجسم موئف و کل موئف له موئف فالجسم له موئف یعنے جسم مرکب ہے اور ہر مرکب کے لئے ترکیب دینے والا ضرور ہے پس جسم کے لئے بھی کوئی نہ کوئی ترکیب دینے والا ضرور ہے یہ برہان انی ہے۔ اس میں موثر اور معلول یعنے مُولف سے علت اور اثر یعنے مؤلف پر استدلال ہے بحث عقلی اس سے آگے تجاوز نہیں کر سکتے۔ اور بحث روحی اس سے عجیب کیا بلکہ عجیب تر ہے جس کا ادراک بغیر نور الٰہی ناممکن ہے کشف کے وقت آدمی کو عجیب عجیب اسرار معلوم ہوتے ہیں۔ کیونکہ روح قرب الٰہی سے مستفیض ہوتی ہے اور عقل تھوڑی دور جا کر رہجاتی ہے۔

	ضو رجان آمد نماند اے مستفی	لازم و ملزوم و نافی مقتضی
ترجمہ	نوجان نے کھو دیا اے مستفی	لازم و ملزوم و نافی مقتضی

شرح یعنے اے مسترشد اور طالب نور ارشاد اب روشنی روح کا زمانہ آ گیا ہے جس میں دلائل عقلیہ سے نہ تو لازم و ملزوم باقی رہا جیسا کہ جبریہ کہتے تھے کہ عبد ملزوم جبر ہے اور جبر اس کا لازم اور نہ کوئی دلیل خلق افعال آلہی کی نفی کرنے والی باقی ہے جیسا کہ معتزلہ کہتے ہیں کہ بندہ خود ہی بطور استقلال اپنے افعال کا خالق اور مصدر ہے اور نہ کوئی مقتضی باقی ہے جیسا کہ اہل سنت کا مذہب ہے کہ اصدار افعال عباد کو اسباب کا سبب بیان کرتے ہیں کہ ان کا خالق اللہ ہے ورنہ تحصیل معدوم مطلق لازم آئیگی۔ مقتضی یعنے سبب۔ خلاصہ یہ کہ جبریہ اور قدریہ کی قیل و قال اور متکلمین کے مباحثے اہل جدال کے لائق ہیں۔ ارباب کمال اور اصحاب عرفان عقلی بحثوں کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ کیونکہ وہ نور رحی رسول علیہ الصلوٰۃ سے فیض یاب ہیں۔

زانکہ بینا را کہ نورش بازغ ست	از عصا و از عصاکش فارغ ست	
ترجمہ	حق نے بینا کو دیا ہے جب کہ نور	پھر عصاکش اور عصا ہے کیا ضرور

شرح یعنے دلائل عقلی اندھے کی لکڑی ہیں جسکی ضرورت بینا کو ہرگز نہیں ہوتی۔ لفظ بازغ اگر بارائے مہملہ ہے تو بمعنے منعم ہے۔ یعنی جس بینا شخص کا نور ناز و نعمت الٰہی کا پروردہ ہے اُس کو عصا کی حاجت نہیں اس صورت میں بازغ و فارغ کا قافیہ مرصع ہے اور اگر بازغ بمعنے طالع و لامع بزائے معجمہ ہے تو قافیہ کی بنا غین منقوطہ پر ہے۔

تفسیر آیۂ وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنتُمْ و بیان آن

ترجمہ	اس آیت کی تفسیر کہ تم جہاں کہیں ہو خدا تمہارے ساتھ ہے اور اس کا بیان

شرح - اس آیت کی تفسیر میں بیضاوی لکھتا ہے کہ خدا کا علم اور قدرت ہر جگہ بندوں کے ساتھ ساتھ ہے یعنے وہ اپنے مظہر سے جدا نہیں ہوتا اس معیت کو عینیت سمجھنا یا عارفانِ کامل کا حصہ ہے یا ملحدانِ کامل کا ہے۔

بار دیگر ما بقصہ آمدیم +	ما ازین قصہ برون خود کے شدیم	
ترجمہ	پھر وہی سُن لیجیے اگلی داستان +	ہم نہیں اس سے الگ اے راستان

شرح - قصہ سے مراد وہی معیت حق ہے جسکی نسبت مولانا پہلے ارشاد فرما چکے ہیں کہ - این معیت با حق ست و جز نیست + یعنے ہم نے اس بحث کو چھوڑا نہیں اب پھر معیت اور معنی معیت کی طرف رجوع کرتے ہیں - یہ بحث نہایت مشکل ہے مگر ہم آئندہ اشعار کے ایسے معنے بیان کرینگے کہ معیت بھی ثابت ہو جائے اور خلاف شرح عینیت کا بھی قائل ہونا پڑے - کیونکہ ہماری شرح مسائل شریعت و طریقت دونوں کو جامع ہے۔

گر بہ جہل آئیم آن زندانِ اوست	ور بہ علم آئیم آن ایوانِ اوست	
ترجمہ	جہل ہے ہم میں تو ہے زندان حق	علم ہے ہم میں تو ہے ایوانِ حق

شرح یعنے ہماری تمام صفتیں صفات الٰہی کا عکس ہیں اگر ہم میں جہل ہے تو اُس کی صفت مذلّ کا عکس ہے کیونکہ جہل باعث ذلت ہے خاصکر مومنیوں کے حق میں قیدخانہ ہے جس سے وہ انجام کار نہایت تکلیف اُٹھاتے ہیں - اور اگر ہم میں علم ہے تو اُس کی صفت علیم کا پرتو ہے اور علم یعنی عرفان ایک ایوان (قصر عالی) ہے - جس سے عارفوں کو راحت پہنچتی ہے - اور یہ ظاہر ہے کہ عکس اور صاحب عکس یا مظہر اور ظاہر من وجہ عین ہیں اور من وجہ غیر - للہ الحمد اس تقریر سے معیت بلا عینیت اچھی طرح ثابت ہوگئی - بعض نسخوں میں بجائے او - ما ہے -

گر بخواب آئیم مستانِ وئیم	ور بہ بیداری بدستانِ وئیم	
ترجمہ	خواب میں ہم ہیں تو ہیں مستانِ رب	اور بیداری میں ہیں دستانِ رب

شرح - دستان - جمع دست بمعنے ہاتھ و بمعنے مکر و حیلہ بہ و د - و نغمہ و حکایت و فسانہ - یہاں سب معنے درست

ہیں اور خواب وبیداری سے اگر یہی ظاہری خواب وبیداری مراد ہے تو شعر کے یہ معنے ہیں کہ ہم حالت خواب میں فیضان حق سے مست ہیں یہ اُسی کا فیض ہے کہ بیداری کی تکلیفیں اور محنت ومشقت کی تکان رفع کرنیکے لئے ہمیں سُلا دیتا ہے اور یہ اُسی کا فضل ہے کہ ہم حالت بیداری میں اُسکی یاد کے نغمہ وسرود میں مشغول رہتے ہیں غرض یہ کہ دونو حالتیں اُسکا عطیہ ہیں اور دونو صورتوں میں ہم اسم معطی کے ساتھ ہم میں جلوہ گر ہے نیز خواب سے ترک دنیا اور بیداری سے دنیوی ہوشیاری مراد ہوسکتی ہے اس صورت میں یہ معنے ہونگے کہ اگر ہم عارف ہیں تو ہمارا خواب یعنی ترک دنیا گویا شراب محبت حق کی مستی اور بیہوشی سے اور اگر ہم عارف نہیں ہیں بلکہ خدا سے غافل اور دنیاوی کاموں میں بیدار ہیں تو گویا خدا کے مکر کا شکار ہیں۔ وہ ہمیں دفعۃً پکڑنے کے لئے ڈھیل دے رہا ہے خوابِ شراب محبت کی حالت میں ہم اسم رحیم کے مظہر ہیں اور دنیوی بیداری کی حالت میں اسم قہار کے پہلی صورت میں دستان یعنے نغمہ۔ فسانہ۔ ذکر ہے اور دوسری صورتیں یعنی مکر

	ور بگرئیم ابر پُر زرق وئیم	ور بخندیم آن زمان برق وئیم	
ترجمہ	وقت گریہ ابر پُر زرقِ خدا	وقت خندہ صورتِ برقِ خدا	

شرح- پُر زرق بو قلموں ورنگا رنگ یعنے جس طرح رنگارنگ ابر برسکر زمین سے رنگارنگ گل بوٹے اُگاتا ہے اسی طرح ہمارے گریہ کے آنسو ہمارے دل کی زمین میں حسنات کی کھیتیاں پیدا کردیتے ہیں اور اس وقت ہم اُس کے اسم مُحیی کا مظہر بنجاتے ہیں۔ کیونکہ مہجوران وصال الٰہی کے آنسو کشت دل کو زندہ کرنے والے ہیں اور جب ہم ہنستے ہیں یعنے مشاہدہ تجلیات سے خوش ہوتے ہیں تو برق نور الٰہی کا عکس ہم میں جلوہ افگن ہوتا ہے یعنے ہم اس کے اسم نور کا مظہر بنجاتے ہیں جو باعث ظہور سرور و فرحت ہے۔

	ور بخشم وجنگ عکس قہر اوست	ور بصلح وعذر عکس مہر اوست	
ترجمہ	جنگ ہے اک عکس اُس کے قہر کا	صلح ہے اک عکس اُس کی مہر کا	

شرح- یعنی ہمارا خشم وجنگ اُس کے قہر کا اور ہماری صلح ومعافی اُس کے مہر کا عکس ہے پہلی حالت میں ہم مظہر اسم قہار۔ وجبار ہوتے ہیں اور دوسری حالت میں مظہر اسم رحیم ورحمٰن۔ خلاصہ یہ کہ وہ کسی حالت میں ہم سے جُدا نہیں ہے معیت اور عینیت کے معنے سمجھنے والوں کی عقل پر موقوف ہیں۔

	مان کہ کئیم اندر جہانِ پیچ پیچ	چون الف او خود چہ دارد ہیچ ہیچ	
ترجمہ	کون ہیں ہم در جہانِ پیچ پیچ	اک الف ہیں اور الف ہوتا ہے ہیچ	

شرح- کئیم یعنے کیستیم ہے۔ اور پہلا مصرع سوال ہے دوسرا اُس کا جواب یعنے اے مخاطب ہم اس جہان پیچ در پیچ دمحل مشقت وعذاب میں کون ہیں اور کیا چیز ہیں۔ سچ پوچھیے تو کچھ بھی نہیں ہماری ہستی کچھ ہے بھی تو ایسی ہے جیسے حرف الف جس کی صورت یہ ہے (ا) اور جو ہمیشہ ساکن اور حرکات سے خالی ہے یہاں تک کہ نقطہ بھی اپنے پاس نہیں رکھتا۔ اُو خود چہ دارد ہیچ ہیچ۔ کے یہی معنے ہیں کہ حرف الف اپنے پاس کچھ نہیں رکھتا اسیطرح ہم گو باعتبار ظاہر متحرک معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن فی الواقع غیر متصرف اور متحرک مع الغیر ہیں ہم حرف الف کی طرح اپنے پاس کچھ نہیں رکھتے ہماری تمام حرکات اسمائے صفات حق کا عکس ہیں جنکی شرح گذر چکی ہے۔

چون الف گر تو مجرد میشوی — اندرین رہ مردِ مفرد میشوی

ترجمہ: تو الف کی شکل گر تنہا رہے — منزلِ عرفان مین یکتا رہے

شرح چونکہ پہلے شعر میں حرف الف کی بحث گذر چکی ہے اس لئے مولانا نے اس الف سے ایک دوسرے مضمون کا الف نکالا ہے۔ یعنی اے مخاطب اگر تو طلبِ ماسوی اللہ سے خالی ہوکر بقول تنخصے الف اللہ بنجائے تو وحدت کے رستہ میں یکتا اور سوارا در یکّہ تاز ہوجائیگا۔ اور معیت و عینیت کے معنے خود بخود ظاہر ہوجائینگے۔

جہد کن تا ترکِ غیرِ حق کنی — دل ازین دنیائے فانی بر کنی

ترجمہ: ترکِ غیرِ حق کی خاطر جہد کر — رکھہ نہ اس دنیائے فانی پر نظر

شرح۔ پہلے مصرع میں کُنی بضم الکاف اور دوسرے میں بفتح الکاف یعنے خدا کو ڈھونڈ اور دنیا سے مُنہ موڑ۔

این سخن را نیست پایان اے پسر — از رسولِ روم برگو و ز عمرؓ

ترجمہ: بحث یہ بے انتہا ہے اے پسر — ہم سُناتے ہیں تجھے حالِ عمرؓ

سوال کردن رسول قیصر روم از عمرؓ از سبب ابتلائے ارواح باین آب و گلِ جسم

رسول قیصر روم کا حضرت عمرؓ سے یہ سوال کرنا کہ روحین لطیف ہوکر اس جسم کثیف میں جو آب و گل سے بنا ہے کیلئے مقید ہوئی ہیں

از عمرؓ چون آن رسول این را شنید — روشنی در دلش آمد پدید

ترجمہ: نامہ بر نے جب عمرؓ سے یہ سنا — نورِ حق سے قلب روشن ہوگیا

محو شد پیشش سوال و ہم جواب — گشت فارغ از خطا و از صواب

ترجمہ: مٹ گئے سارے سوال اور سب جواب — ہوچکا فکر خطا ہا ئے صواب

شرح یعنی جب رسول قیصر روم نے حضرت عمرؓ سے روح کے حالات اور کیفیت حال و مقامات سنے تو اُس کے دل میں معنوی روشنی پیدا ہوگئی اور چونکہ اُسے جذبۂ عشق نے محو و فنا کردیا تہا اس لئے سوال و جواب اور خطا و صواب سے فارغ ہوکر مرتبۂ استغراق تک پہنچ گیا۔ اور صاحب کمال اور اہل کشف بنگیا۔

اصل را دریافت بگذشت از فروع — بہرِ حکمت کرد در پرسش شروع

ترجمہ: مل گئی جب اصل پھیر کیا ہیں فروع — بہرِ حکمت اُس نے کی پرسش شروع

شرح یعنے رسول روم اصل شے (حقیقت احدیت یا روح) کو معلوم کرنیکے سبب فروعات سے تجاوز کرگیا۔ لیکن پھر بھی روح کے جسم سے متعلق ہونے کی حکمت اور اُس کی منفعت کا سوال اسلئے کیا کہ خاص حضرت عمرؓ کی زبان سے استفادہ کرے ورنہ اِس کو سوال کی حاجت نہ تھی کیونکہ مکشوف الحال تھا۔ نکتہ لفظ اصل کو بصیغۂ واحد اور فروع

کو بصیغہ جمع ذکر کرنا مرتبہ احدیت اور مرتبہ کثرت کی طرف اشارہ کر رہا ہے اور بعد حصول کمال رسول قیصر کا حضرت عمرؓ سے سوال کرنا اس بات کی شہادت ہے کہ کامل کو اکمل سے ضرور کچھ نہ کچھ علم روحانی کی بابت تحقیق کرنی اور اُس تحقیق سے فائدہ اُٹھانا چاہیئے چنانچہ رسول قیصر نے عمرؓ سے یہ سوال کیا ۔

	باعمرؓ گفت اینچہ حکمت بود و سر	حبس آن صافی درین جائے کدر
ترجمہ	اور یہ پوچھا کہ اس میں کیا ہے سر	روح صافی اور یہ جائے کدر

شرح اس سے پہلے رسول قیصر نے روح کے بدن میں آنیکا سبب پوچھا تھا اور اب اس کی حکمت اور فائدہ پوچھتا ہے۔ آن صافی سے روح اور جائے کدر سے جسم مراد ہے ۔

	آبِ صافی در گلے پنہان شدہ	جان صافی بستہ ابدان شدہ
ترجمہ	صاف پانی اور یہ ظرف گلی	روح صافی کیوں بدن سے جا ملی
	فائدہ فرما کہ این حکمت چہ بود	مرغ را اندر قفس کردن چہ سود
ترجمہ	فائدہ کیا ہے غرض ہے اس سے کیا	کس لئے طائر قفس میں پھنس گیا

شرح۔ آب صافی سے روح اور گل سے جسم مراد ہے اور دوسرا مصرع پہلے کی شرح ہے ۔

	گفت تو بحث شگرفے میکنی	معنیئے را بند حرفے میکنی
ترجمہ	بولے وہ کرتا ہے تو بحث شگرف	ملتی ہے معنی کو جس سے قید حرف

شرح۔ شگرف عجیب و غریب اور عمیق و دقیق یعنے بحث روح جس کا بھید کھولنا شرعاً ممنوع ہے ۔

	حبس کردی معنیئے آزاد را	بند حرفے کردہ تو باد را
ترجمہ	حبس کرنا معنیئے آزاد کا	روک دینا حرف میں ہے باد کا

شرح۔ باد سے وہی معنیئے آزاد مراد ہیں جو پہلے مصرع میں تھے چونکہ ہوا اور معنے دونو نظر سے غائب رہتے ہیں۔ اس لئے معنیئے آزاد باد کہا گیا یعنی روح کی بحث معنوی قید حرف و بیان میں نہیں آسکتی ۔

	از برائے فائدہ این کردہ	تو کہ خود از فائدہ در پردہ
ترجمہ	فائدے کے واسطے ہے یہ مگر	تو ہے ایسے فائدہ سے بے خبر

شرح ان مضمون شعروں کی تقریر دو طرح ہوسکتی ہے اوّل یہ کہ رسول قیصر روم کو حضرت عمرؓ نے یہ جواب دیا کہ اے شخص تو روح کے متعلق نہایت باریک سوال کرتا ہے۔ روح کی کیفیت اور حقیقت کا اظہار شرعاً ممنوع ہے چنانچہ رسول مقبولؐ نے بھی مجملاً یہی جواب دیا تھا۔ جو قرآن مجید میں موجود ہے کہ قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّی روح میرے رب کا ایک حکم ہے اے رسول قیصر تو نہایت باریک معنی (کیفیت روح) کو قید الفاظ و بیان میں لانا چاہتا ہے

اور تجھے یہ منظور ہے کہ ہوا یا معنی آزاد جواب تک تقید حروف میں نہیں آئے مقید ہو جائیں حالانکہ یہ ناممکن ہے یعنی کیفیت روح کسی طرح بیان نہیں ہوسکتی اے رسول قیصر تونے روح کے متعلق سوال کسی فائدے کیلئے کیا ہے اسی سے تیرا جواب نکلتا ہے کیونکہ جب تیرا سوال فعل بشر ہوکر فائدہ سے خالی نہیں تو روح کا جسم میں آنا جو فعل الٰہی ہے کیونکر فائدہ سے خالی ہوگا۔ دوم یہ کہ سائل نے فائدہ روح کے متعلق سوال کیا تھا حضرت عمرؓ نے کیفیت اور منفعت روح کا ذکر تو ممانعت شرعی کے سبب نہیں کیا۔ مگر ایک مثال کی صورت میں سائل کو شافی جواب دیدیا یعنے اے رسول قیصر روح کے فائدے کی یہ مثال سمجھ کہ مثلاً تو کسی سے بحث کرتا ہے اور اپنا مدعا ثابت کرنے کے لئے نہایت باریک نکتوں اور دقیق معنوں کو قید الفاظ میں لاتا ہے تو یہ اسی لئے ہے نا۔ کہ اپنے کلام سے سُننے والوں کو فائدہ پہنچائے۔ بس تو جب تیرا معانی کو قید الفاظ میں لانا فائدہ سے خالی نہیں تو اللہ تعالےٰ کا روح کو قید بدن میں لانا کیونکر فائدہ سے خالی ٹہر سکتا ہے۔ مگر افسوس تو اس فائدہ سے در پردہ یعنی بے خبر اور غافل ہے جب تک کشف نہ ہو روح کی کیفیت اور اُس کے فائدے معلوم نہیں ہوسکتے۔

	آنکہ از وے فائدہ زائیدہ شد		چون نہ بیند آنچہ مارا دیدہ شد
ترجمہ	فائدہ پر کیوں نہ ہو حق کی نظر		خود نظر آتا ہے ہم کو سر بسر

شرح۔ یہ تتمۂ جواب ہے۔ یعنے جو ہر قسم کے فائدوں کا پیدا کرنے والا ہے (اللہ تعالےٰ) اُس فائدہ کو کیونکر نہ دیکھیگا جو ہمیں دکھائی دے رہا ہے مطلب یہ کہ جب ہم تعلق الفاظ و معنی میں سراسر فائدہ دیکھ رہے ہیں۔ تو کیا اللہ تعالےٰ نے روح و بدن کے تعلق میں کوئی فائدہ مدّنظر نہیں رکھا یہ ناممکن ہے۔

	صد ہزاران فائدہ ہست و ہر یکے		صد ہزاران پیش آن یک اند کے
ترجمہ	اس میں ہیں لاریب لاکھوں فائدے		فائدے ہوں کیا بیان اُس ایک کے

شرح۔ یعنی ایک تعلق الفاظ و معانی میں لاکھوں فائدے ہیں۔ لیکن وہ سب فائدے تعلق روح و بدن کے ایک فائدے کے آگے بالکل لاشئے اور بے حقیقت ہیں۔

	آن دمِ نطقش کہ جانِ جانہاست		چون بود خالی ز معنی گوئی راست
ترجمہ	نطق تیرا جو کہ جانِ جان ہے		ہو عبث بے فائدہ۔ کیا دھیان ہے

شرح۔ دم نطق سے روح اور پہلے لفظ جان سے امر دوسرے سے رب مراد ہے اور دمِ نطق میں اضافت سببی ہے۔ کیونکہ سانس ہی کے سبب آدمی بول سکتا ہے اور بولتے ہی کو روح کہتے ہیں اور چونکہ یہی دمِ نطق نفخت فیہ من روحی کا مصداق ہے اس لئے نطقش میں شین ضمیر کی اضافت خدا کی طرف ہے اور مطلب یہ ہے کہ جب الفاظ و معنی کا تعلق فائدے سے خالی نہیں تو جسم سے تعلق روح جو جانِ جانِ یعنے امر ربیؔ ہے کیونکر بے فائدہ اور بے معنی ہوسکتا ہے۔

	آن دمِ نطقت کہ جزو جزوہاست		فائدہ شد کل و کل خالی چراست

ترجمہ: سانس جز ہو کر بھی ہے با سود شے | اور کل بے سود ہو یہ حیف ہے

شرح۔ اس شعر میں چونکہ دمِ نطق مخاطب کی طرف مضاف ہے اس لئے اس سے سانس مراد ہے کیونکہ آدمی سانس ہی کی مدد سے بول سکتا ہے اور سانس سینہ پھیپھڑہ۔ اور گلے۔ کا ایک جز ہے اور یہ تمام چیزیں جزوِ انسان ہیں۔ مطلب شعر یہ ہے کہ اے مخاطب جب کہ تیرا سانس کہ تیرے اعضا کا ایک جز ہے سراسر فائدہ رسان ہے تو کلّ یعنے روح کس طرح فائدے سے خالی ہو سکتی ہے۔

توکہ جزوی کارِ تو بافائدہ ست | پس چرا در طعنِ کلّ آری تو دست

ترجمہ: تو ہے جز اور کام ہیں سب سودمند | طعنِ کلّ سے کر زبان کو اپنی بند

شرح۔ یعنی اے انسان تو تمام مخلوقات میں ایک جزِ ضعیف ہے تاہم تیرے کام فائدے سے خالی نہیں۔ پھر روح کے تعلق کو جو بدن کے ساتھ ہے بے فائدہ کیوں جانتا ہے نکتہ روح کو کُل اس لئے کہا گیا کہ وہ اس کا خاص امر ہے جو محیطِ کُل اور خالق کُل ہے اور جس نے روح آدم کو اپنی روح کہا ہے۔

گفت را گر فائدہ نبود مگو | ور بود ہل اعتراض و شکر گو

ترجمہ: جو عبث ہو بات وہ مُنہ سے نہ کہہ | ورنہ اُس کا شکر کر خاموش رہ

شرح۔ یعنی اگر روح کے متعلق گفتگو میں کچھ فائدہ نہیں تو ایسی گفتگو ہی نہ کر اور اگر فائدہ ہے یعنے روحانی فائدوں کو سمجھ سکتا ہے تو اعتراض کو چھوڑ اور خدا کا شکر کر کہ اُس نے تجھے اسرار سمجھنے کی طاقت دی۔

شکرِ حق چون طوق ہر گردن بود | نے جدال و روترش کردن بود

ترجمہ: شکرِ حق ہے صورتِ طوقِ گلو | نے جدال و جنگ و خشم اے زشتخو

شرح۔ یعنی شکرِ الٰہی گویا مخلوقات کی گردن کا طوق ہے جس سے کوئی متنفس عہدہ برآ نہیں ہو سکتا۔ اُس کی نعمتیں بیشمار ہیں۔ چنانچہ روحانی اسرار کا سمجھنا۔ اور ناسمجھی کی حالت میں اعتراض نہ کرنا بھی ایک بڑی نعمت ہے۔

گر ترش رو بودن آمد شکر و بس | پس چو سرکہ شکر گوئے نیست کس

ترجمہ: گر ترشروئی ہے شکرِ رب تجھے | شکر گو سرکے سے بڑھکر کون ہے

شرح۔ یعنی اگر کیفیت روحانی اور اسرار ربانی پر ناسمجھی کے سبب اعتراض کرنے کا نام شکر ہے تو سرکہ یعنی کافرون اور ملحدون سے زیادہ کوئی شکرگذار نہیں ہو سکتا۔ جو خدا کی ہر بات پر معترض ہیں۔

سرکہ را گر راہ باید در جگر | گو بشو سرکنگبین او از شکر

ترجمہ: ڈھونڈھتا ہے سرکہ گر راہ جگر | چاہیئے ہو نا اُسے جزوِ شکر

شرح۔ یعنے اگر سرکہ یہ چاہتا ہے کہ میں جگر میں چلا جاؤں اور کوئی مجھے پسند کرے تو اُس سے کہدو کہ شکر کی صحبت سے سکنجبین بنجا۔ مطلب یہ کہ ترش رو اور معترض اگر احوالِ باطن اور کیفیت روح معلوم کرنی چاہتا ہے

تو اس سے کہدو کہ علاوتِ طاعت الٰہی اور کسی مرشد کامل سے صحبت رہ۔

معنی اندر شعر جز با خبط نیست — چون فلاسنگ ست آن را ضبط نیست

ترجمہ: نظم اسرار نہان بیشک ہے خبط — کس طرح سنگ فلاخن کو ہو ضبط

شرح فلا بمعنے بیابان ہے۔ یا فلاسنگ مخفف فلاخن سنگ ہے اور دونو حالتوں میں فلاسنگ کی اضافت مقلوبی ہے۔ یعنے نظم میں۔ بیان اسرار ایسا ہے جیسا بیابان میں پتھر یا سنگ فلاخن کہ سر وقت نشانہ پر نہیں جاتا۔ اسی طرح اشعار میں اظہار اسرار بسا اوقات مدعا کے موافق نہیں ہوتا۔ گویا مولانا عذر فرماتے ہیں کہ میں اسرار کے منظوم کرنے پر ایسا قادر نہیں ہوں جیسا جی چاہتا ہے۔ اس لئے سالک کو مثنوی ہی پر اکتفا نہ کرنا چاہیے۔ بلکہ اس کا فرض ہے کہ اہل تصوف کی صحبت میں بیٹھکر علم اسرار حاصل کرے چنانچہ اسی مناسبت سے آیندہ حدیث لکھی ہے۔

در بیان حدیث مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّجْلِسَ مَعَ اللّٰہِ فَلْیَجْلِسْ مَعَ اَہْلِ التَّصَوُّفِ

اس حدیث کا بیان کہ جو شخص خدا کی قربت چاہتا ہے اُس پر فرض ہے کہ اہل تصوف کے پاس بیٹھے

شرح اس کا سبب یہ ہے کہ صوفی متخلق باخلاق اللہ ہوتے ہیں۔ اُن کی صحبت میں بیٹھکر خدا یاد آتا ہے اور اسرار معلوم ہوتے ہیں

آن رسول اینجا رسید و شاہ شد — والہ اندر قدرت اللہ شد

ترجمہ: یہان پہنچکر بن گیا شہ نامہ بر — اور عاشق قدرت اللہ پر

شرح اینجا سے صحبت عمرؓ اور شاہ سے سلطان اولیا مراد ہیں اور والہ بمعنے شیفتہ و سرگشتہ در عشق یعنی رسول قیصر حضرت عمرؓ کی صحبت میں تھوڑی دیر رہکر سلطان الاولیا اور عشق الٰہی کا شیفتہ اور شراب معنوی سے بیخود ہو گیا۔

آن رسول از خود بشد زین یک دو جام — نے رسالت یاد ماندش نے پیام

ترجمہ: ہو گیا سرمست پیکر ایک جام — نامہ کیا گیا رسالت گیا پیام

شرح یعنے رسول قیصر حضرت عمرؓ کے ہاتھ سے اسرار و معرفت کے [illegible] ایک جام پی کر بیخود ہو گیا اور جس کام یعنے رسالت کے لئے آیا تہا اُسے بالکل بھول گیا نام و پیام کہ [illegible] بلکہ [illegible] واصل حق ہو گیا

سیل چون آمد بدریا بحر گشت — ابر پیش تیغ شمسی نیم گشت

ترجمہ: سیل ہو جاتی ہے دریا میں [illegible] — [illegible] نکلا تو بادل [illegible]

شرح۔ ضحو۔ چاشت گاہ و طعام چاشت گاہ خوردن در رشتن [illegible] کا قاعدہ ہے کہ دریا میں ملکر دریا ہی ہو جاتی ہے۔ اور ابر آفتاب کی تلوار [illegible] رسول قیصر جو سیل کی مانند دریائے حقیقت (حضرت عمرؓ) کے پاس آیا تہا دریا سے ملکر [illegible] گیا۔ اور آفتاب حقیقت نے اُس کے ابر ظلمت جسمانی کو دفع کر کے قلب کو منور بنا دیا۔ یہ [illegible] کا اثر ہے۔

	سیل چون آمد بدریا بحر گشت		دانہ چون آمد بمزرع کشت گشت
ترجمہ	سیل دریا میں گئی دریا ہوئی		تخم نے پائی ہے صورت کھیت کی

شرح۔ دوسرے مصرع میں کشت بکاف عربی بمعنے کھیت ہے۔ ورنہ دونو مصرعوں میں گشت پڑھا جائے تو قافیہ نادرست ہوگا۔ مطلب یہ کہ دانہ کھیت میں جاکر خود کھیت بنجاتا ہے یعنی ایک دانہ کے بہت سے ہوجاتے ہیں اسی طرح آدمی اہل تصوف سے ملکر سرسبز اور بہرور ہوجاتا ہے۔

	چون تعلق یافت نان با بو البشر		نان مردہ زندہ گشت و باخبر
ترجمہ	نان جب آدم بنگئی جزو بشر		بنگئی قدرت سے حیّ و باخبر

شرح۔ یعنے روٹی باوجودیکہ ایک مردہ چیز تھی مگر جب اسکو حضرت آدمؑ یا اُن کی اولاد نے کھالیا تو مستحیل بروح ہوگئی جزو بدن بنگئی یہ آدمؑ کی صحبت کا اثر ہے۔ اسی طرح اہل اللہ کی صحبت میں بیٹھکر آدمی روحانی زندگی حاصل کرلیتے ہیں۔

	موم و ہیزم چون فدائے نار شد		ذات ظلمانی او انوار شد
ترجمہ	موم اور لکڑی گئی جب سوئے نار		ہوگئے ظلمت سے انوار آشکار

شرح لفظ درا بمعنے جانب اور انوار سے صاحب انوار یا منور مراد ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ موم کو آگ پر رکھکر میل کچیل سے صاف کیا کرتے ہیں مطلب یہ کہ موم اور لکڑی جو کثیف اور ظلمانی چیزیں آگ کی صحبت سے صاف اور روشن ہوجاتی ہیں۔ اسی طرح اہل اللہ کی صحبت انسان کی جسمانی کثافتوں کو دور کردیتی ہے۔

	سنگ سرمہ چونکہ شد در دیدگان		گشت بینائی شد آنجا دیدبان
ترجمہ	آنکھ میں آیا جو سرما میری جان		ہوکے پتھر بنگیا خود دیدبان

شرح۔ دیدبان بمعنے صاحب دید۔ چنانچہ فیل بان و شتربان۔ نیز دیدبان اُس شخص کو بھی کہتے ہیں جو کسی بلندی پر بیٹھکر دور دور کی چیزوں کو دیکھتا رہے۔ و بمعنے جاسوس یعنے سنگ سُرمہ باوجودیکہ پتھر تھا۔ مگر جب لیکر آنکھوں میں گیا تو خود بینا اور صاحب دید بنگیا۔ یعنے باعث بینائی چشم اور جزو بصارت بن گیا۔ حدیث شریف میں ہے علیکم بھذا الاثمد فانہ یُنبِتُ الشعر ویَجلی البصر یعنے اے لوگو تم اس سرمہ لگانے کو اپنے اوپر لازم کرلو کیونکہ یہ پلکوں کو اگاتا ہے اور بصارت کو تیز کرتا ہے بعض نسخوں میں دوسرا مصرع اس طرح دیکھا گیا ہے۔ سنگ بینائی شد اینجا دیدبان اس صورت میں اگر سنگ بینائی بلا اضافت ہے تو یہ معنے ہیں کہ اے صاحب دید آنکھوں میں آکر پتھر جزو بینائی بن گیا ہے اور مع الاضافت ہے تو سنگ بینائی بمعنے اثمد یعنے سنگ سُرمہ ہے یعنی آنکھوں میں آکر سنگ سرمہ صاحب دید اور جزو بصارت بنگیا۔ نکتہ یہ پانچوں شعر اس بات کی تمثیل ہیں کہ اہل اللہ کی صحبت سے ظلمات جسمانی انوار روحانی سے بدلجاتے ہیں پانچوں شعروں کی تمثیل کو مضمون صحبت اہل اللہ پر مطابق کرلیجیے۔

	اے خنک آن مرد کز خود رستہ شد		در وجود زندۂ پیوستہ شد

	سچ تو یہ ہے مردہ ہے وہ خوش نصیب		جو کسی زندہ کا ہو جائے حبیب

شرح۔ مردہ سے اہل غفلت اور زندہ سے اہل اللہ مراد ہیں بعض نسخوں میں مردہ کی جگہ مرد ہے ۔ پہلا نسخہ اچھا ہے

	وائے آن زندہ کہ با مردہ نشست		مردہ گشت و زندگی از وے بجست
ترجمہ	زندہ جو مردوں میں بیٹھا مر گیا		حیف ہے کمبخت یہ کیا کر گیا

شرح یعنے جو انسان غافلوں اور مردہ دلوں کی صحبت میں بیٹھا گویا وہ جیتے جی مر گیا۔ اہل غفلت واہل دنیا کی محبت میں بیٹھنا اس حدیث سے منع ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایاکم ومجالسۃ الموتیٰ قالوا ومن الموتیٰ قال الاغنیاء او فی روایۃ اہل الدنیا یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مردوں کے پاس بیٹھنے سے پرہیز رکھو۔ صحابہ نے فرمایا مردے کون ہیں۔ آپ نے فرمایا غافل دولتمند اہل دنیا فائدہ مولانا قدس سرہ کا مقصود ان اشعار سے یہ ہے کہ آدمی اہل تصوف کی صحبت میں بیٹھا کرے اور اگر کوئی اہل دل صوفی نہ ملے تو قرآن مجید کی تلاوت کیا کرے آئندہ اشعار اسی مضمون کی جانب اشارہ کرتے ہیں ۔

	چون تو در قرآن حق بگریختی		با روان انبیا آمیختی
ترجمہ	غور کرکے تو اگر قرآں پڑھے		روح پاک انبیا سے جا ملے

شرح۔ یعنی اگر تجھکو ہمنشینی کے لئے اہل تصوف نہ ملیں تو کنج تنہائی میں بیٹھکر قرآن شریف سمجھکر پڑھا کر کیونکہ اس کا پڑھنا ارواح انبیا سے ملاقات کرنے کے مانند ہے اور سلسلے انبیا سونی اللہ وقت گذرے ہیں ۔

	ہست قرآن حالہائے انبیا		ماہیان بحر پاک کبریا
ترجمہ	حال نبیوں کا ہے قرآں میری جاں		تھے وہ سب بحر خدا کی مچھلیاں

شرح۔ دوسرا مصرع لفظ انبیا کا بدل یا عطف بیان ہے یعنے قرآن کیا چیز ہے نبیوں کے حالات اور نبی کون ہیں دریائے عرفان واسرار کی مچھلیاں ۔ بس تو اُن کے حالات دیکھنے گویا اُن سے ملاقات کرنی ہے ۔

	ور بخوانی و نۂ قرآن پذیر		انبیا و اولیا را دیدہ گیر
ترجمہ	ہو تلاوت اس کی گر بے فہم شے		انبیاء و اولیاء کی دید ہے

شرح یعنے اگر تو قرآن مجید کے فقط الفاظ پڑھتا ہے اور اُس سے نصیحت حاصل نہیں کرتا یا اس کے اسرار و معانی سے ناواقف ہے تو یہ سمجھ کہ گویا تو نے دور سے انبیا و اولیا کی زیارت کرلی گو اُن سے ملاقات نہیں ہوئی مطلب یہ کہ گو قرآن مجید کے صرف الفاظ پڑھنے سے کوئی زبردست روحانی فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ تاہم اُس کی تلاوت ثواب سے خالی نہیں بخلاف کسی کتاب کا بغیر سمجھے پڑھنا بالکل غیر مفید اور تضییع اوقات ہے مگر قرآن شریف ایسی کتاب ہے کہ اسے کوئی سمجھ کر پڑھے یا صرف لفظوں کی تلاوت کرے کسی حال میں ثواب سے محروم نہ رہیگا ۔

	ور پذیرائی چو بر خوانی قصص		مرغ جانت تنگ آید در قفص

ترجمہ: معنی قرآن پہ ہو گر دست رس — مرغ جان پر تنگ ہو جائے قفس

شرح - قصص سے انبیا کے وہ قصے مراد ہیں جو قرآن مجید میں مذکور ہیں - ایمخاطب اُن کے پڑھنے سے تیرا مرغ روح قفس جسم میں تنگ آکر عالم ملکوت کی طرف اُڑ جائیگا فائدہ ملکوت یعنے بادشاہی اور صوفیوں کے نزدیک یعنے عالم ارواح و عالم فرشتگان و عالم غیب - و ناسوت یعنے عالم اجسام و عالم دنیا و یعنے شریعت و عبادت ظاہری و لاہوت یعنے عالم الٰہی اس مقام میں سالک کو مرتبۂ فنا فی اللہ حاصل ہو جاتا ہے لاہوت دراصل لااله الا ہو تھا - آخر میں نار منقوطہ بڑھائی گئی اور بیچ میں سے چند حرف گھٹائے گئے تاکہ نامحرم اسرار اس لفظ کے معنے نہ سمجھ سکیں - بعض کے نزدیک اس کی اصل لاہو لا ہو ہے یعنے تجلی صفات کوئی چیز نہیں مگر ہاں تجلی ذات و جبروت یعنے عظمت و بزرگی و تکبر اور اصطلاح صوفیہ میں عالم عظمت الٰہی و عالم جلال اسمار صفات و مرتبۂ وحدت ہے

مرغ کو اندر قفس زندانیست — مے نجوید رستن از نادانیست

ترجمہ: جو قفس میں قیدی ہی زندان ہے — وہ نہ ڈھونڈے راستہ نادان ہے

شرح یعنے جو جانور پنجرے میں رہکر رہائی کا مشتاق نہ ہو وہ نادان ہے اسی طرح وہ لوگ محض جاہل ہیں جو ظلمتِ جسمانی سے نجات پانیکا شوق نہیں رکھتے اس لئے اہل اللہ کی صحبت میں بیٹھنا ضرور ہے اگر وہ نہ ملیں تو قرآن شریف کو سمجھکر پڑھنا لازم ہے - بعض علمائے صوفیہ کا قول ہے کہ گذشتہ یا موجودہ کاملین میں سے جس کسی کے ملنے کا تجھے شوق ہو اُس کے کلام کو دیکھا کر کیونکہ استفادہ کلام بھی بمنزلہ صحبت ہے -

روحہائے کز قفسہا رستہ اند — انبیاؤ رہبر شائستہ اند

ترجمہ: اس قفس سے جنکو حاصل ہے فتوح — انبیار و اولیا کی ہے وہ روح

شرح یعنے وہ روحیں جو قفس جسم سے نجات پا گئی ہیں انبیار و اولیا کی روحین ہیں - ایمخاطب انہی کی پیروی کر -

از بروں آواز شان آید بدین — کہ رہِ رستن ترا اینست این

ترجمہ: اُن کی آواز آتی ہے لے خوش صفات — آدھر آ ہے یہی راہ نجات

شرح - یعنی اُس عالم ارواح سے کہ جو عالم دنیا سے بیرون ہے انبیاؤ اولیا کی آوازیں اس عالم دنیا پر آتی ہیں اور ان آوازوں کا مضمون یہ ہے کہ نجات پانے کا راستہ ہی ہے جو ہم نے اختیار کیا ہے یعنے قید جسم سے رہا ہونا اے شخص اگر تجھے بھی نجات مطلوب ہے تو ہمارا اتباع کر قید جسم سے رہا ہو کر واصل ہو جائے گا -

ما بدین رستیم زین تنگین قفس — غیر این رہ نیست چارہ زین قفس

ترجمہ: ہم ہوئے ہیں اسکی برکت سے خلاص — ہے رہائی کی یہی اک راہ خاص

شرح - یہ شعر بھی انبیاؤ اولیا کی آواز کا تتمہ ہے اور تنگ قفس سے ظلمت جسمانی مراد ہے اور این رہ کا یہ مطلب ہے کہ بجز ترک صحبت اہل دنیا قفس جسم سے نجات پانے کا کچھ علاج نہیں ہے -

خویش را رنجور ساز و زار زار	تا ترا بیرون کنند از اشتہار
ترجمہ: نفس کو تو اپنے رکھہ رنجور و زار	تا نہ ہو دنیا میں تیرا اشتہار

شرح یعنی نجات پانے کا سب سے اچھا طریقہ اہل تصوف کی صحبت میں بیٹھنا ہے اگر یہ میسر نہ ہو تو سمجھکر قرآنمجید پڑہنا یہ بھی حاصل نہ ہو تو نبیوں کے اقوال و احادیث اور اولیاء اللہ کے ملفوظات کو دیکہنا یا سننا اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو اے شخص اپنے نفس کو ضعیف اور مریض بنا اُسے معیوب اور ذلیل سمجھہ اپنی حالت پر گریہ و زاری کر اس ترکیب سے تیری شہرت جاتی رہیگی لوگ معیوب اور غمگین سمجھکر تیری طرف بہت کم متوجہ ہونگے اور شہرت سے بچنا اس لئے لازم ہے کہ آدمی مشہور ہوکر مرجع خلائق بنجاتا ہے اور اُسے مُردوں یعنے اہل دنیا اور مالداروں سے زیادہ صحبت رکھنی پڑتی ہے اور یہ پہلے معلوم ہوچکا ہے کہ مُردوں کی صحبت زندہ کو مردہ بنا دیتی ہے ۔

اشتہار خلق بند محکم ست	در رہ این از بند آہن کے کم ست
ترجمہ: اشتہار خلق ہے بند گران	ہے یہ اک زنجیر آہن میری جان

شرح یعنے خلقت میں مشہور ہونا لوہے کی ایک مضبوط زنجیر ہے جو سالک کو قید جسم سے ہرگز رہائی نہیں دیتی ۔

یک حکایت بشنو اے زیبا رفیق	تا بدانی شرط این بحر عمیق
ترجمہ: داستان اک اور سن لے اے رفیق	تا ہو علم حالت بحر عمیق

شرح شرط ۔ باد موافق جس سے جہاز موافق مقصود دریاؤں میں چلتا ہے یعنے ہم تمثیلاً ایک حکایت بیان کرتے ہیں جس سے تجکو اس بحر عمیق (راہ سلوک و عرفاں) کی باد موافق کا حال معلوم ہوجائیگا ۔ اور یہ بات کھلجائیگی کہ ترک شہرت کے سبب ظلمت جسمانی سی نجات ملسکتی ہی ۔ باد موافق سی وہ ترکیب مُراد ہے جسپر عمل کرنیسے رہائی اور ہمیشہ کی زندگانی نصیب ہے اور جسکا ذکر طوطی کی حکایت میں آتا ہے

قصہ تاجر و طوطی

قصہ بازرگان کہ بہندوستان بتجارت میرفت و پیغام دادن طوطی محبوس بطوطیان ہندوستان

ایک سوداگر کا تجارت کے لئے ہندوستان جانا اور اُسکے طوطی کا ہندوستان کی طوطیوں کو پیغام دینا

شرح ۔ یہ حکایت مضمون گذشتہ کی توضیح اور اس شعر کی مثیل ہے ۔ خویش را رنجور ساز و زار زار ＋ چنانچہ اس سوداگر کی طوطی نے ہند کی طوطیوں کی آواز سنکر از راہ مکر اپنے آپکو مُردہ بنا لیا اور قفس سے رہائی پائی اسی طرح خدا کی باغ کی طوطیوں (انبیا و اولیا) کی آواز یعنی اُنکے اقوال احادیث سُنکر سالک کو موت سے پہلے مر جانا چاہیئے تاکہ قفس جسم سے رہائی پاکر عالم ملکوت تک رسائی ہو ۔

بود بازرگانے او را طوطیے	در قفس محبوس زیبا طوطیے
ترجمہ: ایک طوطی تھا کسی تاجر کے پاس	پنجرے میں تھا قید اور با ہند یاس
چونکہ بازرگاں سفر را ساز کرد	سوئے ہندستاں شدن آغاز کرد
ترجمہ: اتفاقاً پیش آگیا اُسکو سفر	عزم ہندستان پر باندہی کمر
ہر غلام و ہر کنیزک را ز جود	گفت بہر تو چہ آرم گوی زود

ترجمہ	ہر غلام و ہر کنیزک سے کہا		لاؤں کیا تیرے لئے سچ سچ بتا

شرح چونکہ یہ سوداگر سخی آدمی تہا اس لئے اس نے تمام لونڈی غلاموں سے اُن کی خواہش کا سوال کیا۔

	ہر یکے ازوے مرادے خواست کرد		جملہ را وعدہ بداد آن نیک مرد
ترجمہ	کی طلب اُس سے مراد ایک ایک نے		سب سے وعدہ کرلیا اُس نیک نے

شرح یعنے تمام لونڈی غلاموں نے جو سوغات چاہی سوداگر نے ہندستان سے اُسکے لانے کا پختہ وعدہ کرلیا۔

	گفت طوطی را چہ خواہی ارمغان		کارمت از خطۂ ہندوستان
ترجمہ	پھر کہا طوطی سے کہہ کیا چاہیے		لاؤں ہندُستان سے تیرے لئے

شرح یعنے چونکہ طوطی بھی سوداگر کا نہایت محبوب اور مدت کا پلا ہوا جانور تہا اسلئے اُسکے خواہش کا بھی لحاظ رکھا

	گفتش آن طوطی کہ آنجا طوطیان		چون بہ بینی کن زحال من بیان
ترجمہ	یہ کہا طوطی نے ہیں واں طوطیاں		اُن سے میرا حال کردینا بیان

شرح - چونکہ سفر میں وطن والوں کی یاد زیادہ ستاتی ہے اور خاص کر مصیبت کے وقت آدمی اپنے ہمجنسوں اور وطن والوں کو زیادہ یاد کیا کرتا ہے اس لئے طوطی نے سوداگر سے صرف یہ ارمغان چاہا کہ میرا حال بیان کرکے ہندوستان کی طوطیاں جو کہیں اُس کا جواب دین مجھے لاکر دیدینا اسکے سوا میں کچھ نہیں چاہتا۔ ارمغان تحفہ سوغات

	کہ فلان طوطی کہ مشتاق شماست		از قضائے آسمان در حبس ماست
ترجمہ	اور یہ کہنا کہ وہ مایوس ہے		گردش افلاک سے محبوس ہے
	بر شما کرد او سلام و داد خواست		وز شما چارہ و راہ ارشاد خواست
ترجمہ	ہے پس تسلیم طالب داد کا		اور خواہان چارۂ ارشاد کا

شرح - یہ کن زحال من بیان کی تشریح ہے یعنے میرے پیارے آقا سوداگر تو ہندوستان کی طوطیوں کو میری طرف سے سلام کے بعد یہ کہنا کہ فلان طوطی جو ہندوستان ہی کا رہنے والا اور تمہارا ہمجنس ہے اتفاق سے ہمارے پنجرے میں قید ہے اور تم سے داد چاہتا ہے اُسے مخلصی کی کوئی تدبیر بتاؤ اور اُس کی نجات کے بابت کچھ ارشاد کرو وہ بیچارہ تمہارے ملنے کا بڑا اشتاق ہے۔

	گفت می شاید کہ من در اشتیاق		جان دہم اینجا بمیرم در فراق
ترجمہ	کیا یہ لایق ہے کہ فرط اشتیاق		جان دے میری مجھے مارے فراق

شرح گفت کا قائل طوطی ہے اور می شاید کہ من در اشتیاق اُس کا مقولہ ہے یعنی اے سوداگر ان طوطیان سے میری جانب سے یہ بھی کہنا کہ یہ بات لائق نہیں کہ میں تو اشتیاق میں اپنی جان دوں فراق میں مرجاؤں اور تمہیں خبر بھی

نہ ہو یہ بات ہموطنی ہمجنسی ہمدردی اور دوستی سے بالکل بعید اور خلاف انصاف ہے ۔

	این روا باشد کہ من در بندِ سخت	گہ شما بر سبزہ گاہے بر درخت
ترجمہ	کیا یہ لائق ہے کہ مجکو قید سخت	اور تم کو سبزۂ و سیر درخت
	اینچنیں باشد وفائے دوستان	من درین حبس و شما در بوستان
ترجمہ	ہے یہی شرط وفائے دوستان	قید مجکو اور تم کو بوستان

شرح یعنے میری طرف سے یہ کہنا کہ اے ہندوستان کی طوطیون کیا تمہارے نزدیک یہ جائز ہے کہ میں قید میں ہوں اور تم سبزہ زار اور جنگلون کی سیر کرتے پھرو کیا وفاداری کے یہی معنے ہیں کہ میں زندان میں رہوں اور تم بوستان میں تمہیں انصاف کرو کہ وفاداری اسی کو کہتے ہیں ۔

	یاد آرید اے مہان زین مرغ زار	یک صبوحی درمیان مرغزار
ترجمہ	میری جانب سے بطور یادگار	اک صبوحی درمیان مرغزار

شرح یعنے میری جانب سے یہ کہنا کہ اے طوطیو کسی دن اس مرغ ضعیف کی یاد میں بھی ایک صبوحی نوش کر لینا مرغزار سے سوداگر کی طوطی نے اپنی ذات کو مراد رکھا اور مرغزار سبزہ زار کو کہتے ہیں ۔ مرغ بمعنے دوب صبوح وہ شراب جو صبح کے وقت نوش کی جاتی ہے اور صبوحی بیائے مصدری صبح کے وقت شراب پینا ۔ اس شعر میں صبوحی بیائے معروف و مجہول دونو طرح جائز ہے یا یہ معنے ہیں کہ کسی دن صبح کے وقت سبزہ زار میں اس دور افتادہ کو بھی یاد کر لینا ۔ کیونکہ صَبُوح بضمتین بمعنے وقت صبح بھی آیا ہے ۔ اور شراب پینے کے معنون میں صَبوحی بفتح اول ہے ۔ لفظ مہان تعظیمی خطاب ہے جو اس محبوس طوطی نے طوطیان ہند کو دیا ہے لیکن یہان مہان سے وہ عاشقان الٰہی مراد ہیں جو مشاہدہ کے باغ میں شراب محبت ربّانی نوش کر رہے ہیں ۔ اور مرغزار سے سالک اور صبوحی سے ذوق روحانی اور شوق معنوی یعنے اے عاشقان الٰہی شراب وحدت پیتے وقت سالک اور طالب عرفان کو بھی یاد کر لیا کرو کیونکہ وہ بھی تمہارے دامن سے بندھا ہوا ہے مگر چونکہ گم کردہ راہ اور تشنۂ شراب محبت ہے اس لئے تم سے مدد چاہتا ہے ۔

	یاد یاران یار را میمون بود	خاصہ کان لیلی و این مجنون بود
ترجمہ	یاد ہے یارون کی یارون کو ضرور	خاص کر جب عشق ہو اے پُر شعور

شرح ۔ یعنے ہر حالت میں دوست کو یاد رکھنا بہتر اور مبارک ہے خاص کر اس حالت میں کہ وہ دوسرا یار لیلی ہو اور یہ دور افتادہ مجنون یعنے معشوق کا عاشق کو یاد کرنا بہ نسبت اوروں کی یاد کے بہت اچھا ہے ۔ اس شعر میں طوطی تاجر نے اپنے آپ کو مجنون اور طوطیان ہند کو لیلی قرار دیا ہے یا لیلی سے وہی عاشقان الٰہی مراد ہیں جو مرتبۂ معشوقیت تک پہنچ گئے ہیں اور مجنوں سے طالب صادق اور تقریر شعر وہی ہے جو پہلے شعر کی تھی ۔

اے حریفان بابُتِ موزونِ خود | من قدحہا میخورم از خونِ خود

ترجمہ: وصل اب تم کو بت موزون سے ہے | اور میرا جام دل کے خون سے ہے

شرح یعنے اے طوطیون تم اپنے معشوق (آزادی) کے مصاحب بنے ہوئے شراب وصال کے مزے اڑا رہے ہو اور میں خون جگر کی شراب پی رہا ہون یہ اُس صورت میں ہے کہ یہ شعر طوطی کا مقولہ ہو۔ اور اگر طالب کی زبان سے مولانا کا مقولہ ہے تو یہ مطلب ہے کہ اے عاشقان الٰہی تم اپنے معشوق کے ساتھ وصال کے مزے چکھو اور میں فراقِ محبوب میں خون جگر پیون افسوس تم میری حالت پر توجہ نہیں کرتے بعض نسخوں میں اے حریفان بے بُت موزونِ خود ہے۔ اس صورت میں معنے ظاہر ہیں۔

یک قدح مے نوش کن بر یادِ من | گر ہمی خواہی کہ بدہی دادِ من

ترجمہ: نوش کر اک جام میری یاد پر | گر تجھے انصاف ہے مدِ نظر

شرح اس شعر میں خلاف اشعار گذشتہ طوطئ تاجر نے ہند کی طوطیوں کو بصیغہ واحد یاد کیا ہے اس کا سبب یہ ہے کہ وہ سب باعث اتحاد دلی ایک تھیں یا یہ کہ مولانا نے طالب کی زبان سے عاشقان الٰہی اور مرشدان کامل کو بدین سبب کہ وہ سب وحدت حقیقی کے عاشق اور ایک شمع کے پروانے ہیں۔ بصیغۂ واحد تعبیر کیا ہے داد سے مراد حق ہے یعنے طالب مرشد کامل سے یہ کہتا ہے کہ اے مرشد جام وحدت سے شرابِ محبت پیتے وقت مجھے نہ بھولنا یا علی ہذا القیاس طوطی تاجر طوطیان ہند کو خطاب کر رہا ہے۔

یا بیادِ این فتادہ خاک بیز | چونکہ خوردی جرعۂ بر خاک ریز

ترجمہ: یہ نہیں تو داد دے اے دادگر | چند قطرے ہی گرا دے خاک پر

شرح یعنے اے طوطیان ہند یا اے مرشد کامل اگر تو میری یاد میں شراب محبت نہیں پیتا تو تیرے جام کا ایک گھونٹ زمین ہی پر گرا دے یعنے دل سے نہیں تو اوپری ہی دل سے مجھے یاد کر لیا کر عرب کا مقولہ ہے وَلِلْاَرْضِ مِنْ کَاْسِ الْکِرَامِ نَصِیْبٌ یعنے سخیوں کے پیالے میں سے کچھ گرا پڑا زمین کو بھی ملجاتا ہے۔ کریموں کے فیض سے کوئی شئے محروم نہیں رہتی فارسیوں کا محاورہ ہے بیاد کسے شراب خوردن یا جرعہ بر خاک ریختن بمعنے یاد کردن در محل یاد یعنے کسی کی یاد میں شراب پینی یا شراب کے گھونٹ زمین پر گرانے یہ معنے رکھتا ہے کہ اُس کو یاد کے موقع پر یاد رکھے یہ بات غایت دوستی کے زمانہ میں ہوتی ہے۔

اے عجب آن عہد و آن سوگند کو | وعدہ ہائے آن لبِ چون قند کو

ترجمہ: حیف ہے کیا ہو گئے عہد و قرار | اور وہ سب وعدہ ہائے خوشگوار

شرح یہاں سے خاص مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے آپ قصہ کو چھوڑ کر مناجات الٰہی میں مشغول ہوئے ہیں گویا آپ طالب کی زبان سے یہ فرماتے ہیں کہ اے خدا تو اپنے اقرار کے موافق ہمیں قید جسم سے رہائی دیکر عالم ملکوت تک طاقت پرواز کیوں نہیں دیتا۔ اللہ تعالےٰ کا اقرار اس آیت سے نکلتا ہے وَالَّذِیْنَ جَاہَدُوْا فِیْنَا لَنَہْدِیَنَّہُمْ

سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰہَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ یعنے جو لوگ ہمارے رستہ میں کوشش کرینگے ہم ضرور اُن کو رستے دکھا دینگے۔ اور بیشک خدا نیکوں کاروں کے ساتھ ہے نکتہ گو ذات الٰہی لب وچشم وغیرہ سے پاک ہے مگر یہ کلمات شوقیہ ہیں جو حالت وجد میں عاشق کی زبان سے نکل جاتے ہیں اور ایسی حالت میں عاشق معذور ہوتا ہے۔ اگر یہ شعر طالب کا مقولہ ہے تو یہ معنے ہیں کہ اے انبیاء و مرسلین اور اے عاشقان الٰہی وہ اقرار جو تمہاری ارواح نے ہماری ہدایت وارشاد کے لئے ازل میں کئے تھے کیا ہوئے تم اپنی باطنی کوشش سے ہمیں اپنی طرف کیوں نہیں کھینچتے عاشقان الٰہی کا اقرار اس آیت سے نکلتا ہے وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیِّیْنَ مِیْثَاقَھُمْ وَمِنْکَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰھِیْمَ وَمُوْسٰی وَعِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ یعنے ہم نے تمام پیغمبروں سے اور اے پیغمبر عرب تجھسے اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام سے اس بات کا اقرار لیا کہ خدا کو ایک جانو اور اپنی اپنی امتوں کو توحید کی طرف بلاؤ اور اگر یہ شعر طوطی کا مقولہ ہے تو یہ معنے ہیں کہ اے طوطیانِ ہند وہ جو ہم میں تم میں اس سے پہلے وفا اور یکدلی اور محبت سے اقرار وقول وقسم تھے۔ وہ کیا ہوئے اور تم ہمیں کیوں بھول گئے۔

	گر فراق بندہ از بدبندگیست	چونتو با بد بدکنی پس فرق چیست
ترجمہ	ہجر اگر بد بندگی کی ہے سزا	فرق کیا ہے بد بدی کی ہے جزا

شرح یہ شعر بھی طوطی اور مولانا کی زبان سے طالب صادق دونو کا مقولہ ہوسکتا ہے۔ اور لفظ تو خطاب طوطیان ہند یا مرشدان کامل کی طرف ہے اور بندگی سے جرم وگناہ اور بندہ سے اپنی ذات مراد ہے نیز ممکن ہے کہ یہ خاص مولانا کا مقولہ ہو اور خطاب تو بجانب اللہ تعالےٰ ہے یعنے اگر تو نے بندہ کو اس کی تقصیرات کے باعث اپنے وصال سے محروم کر رکھا ہے۔ تو اس کا کیا جواب ہے کہ تو بھی بد کو مکافات بد دیتا ہے جو تیری شان کریمی اور مقتضائے رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ سے بعید معلوم ہوتا ہے کسی نے خوب کہا ہے۔ رباعی

ناکردہ گناہ در جہان کیست بگو + آنکس کہ گنہ نکرد چون زیست بگو + من بد کنم و تو بد مکافات دہی + پس فرق میان من و تو چیست بگو۔ اگرچہ مولانا کا یہ مقولہ بظاہر جَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ کے خلاف ہے مگر فی الواقع یہ راز و نیاز اور غلبہ عشق کی باتیں ہیں۔ اس لئے بعض الفاظ حد ادب سے تجاوز کر گئے ہیں۔ اس سے یہ مقصود نہیں کہ بدی کی جزا بد نہوا کرے بلکہ یہ مطلب ہے کہ عفو ہر حالت میں بہتر ہے۔ بدی کی سزا کو بدی کہنا باعتبار تشاکل ہے فی الواقع بدی نہیں

	این بدی کہ تو کنی در خشم و جنگ	با طرب تر از سماع و بانگ چنگ
ترجمہ	وہ برائی جو کرے تو جنگ سے	با طرب تر ہے سماع چنگ سے

شرح یعنے تو وہ بدی جو خشم وجنگ کی حالت میں کرتا ہے سماع بانگ چنگ سے بہتر ہے۔ آخر تک ان اشعار کو مقولہ طوطی اور مقولہ طالب بطور خطاب باطوطیان ہند و مرشدان کامل کہا جائے تو بجا ہے چنانچہ ذوق سلیم خود معلوم کریگا لیکن ہم وہ معنے بیان کرتے ہیں۔ جو سب سے دقیق ہیں۔ یعنے یہ سب مولانا کے مقولے ہیں۔ اور خطاب اللہ تعالےٰ کی جانب ہے اس اعتبار سے شعر کا یہ مطلب ہے کہ خشم حق سبحانہ وتعالےٰ عارفوں کے نزدیک عین رحمت ہے کیونکہ وہ خوب جانتے ہیں کہ رحمت غضب میں مضمر ہے۔ البتہ عام آدمی کے آنکھوں پر پردہ ہے وہ رحمت کو خشم میں مشاہدہ نہیں کرسکتا۔ یا خشم سے مراد ظاہری خشم ہے۔ جو ہمارے نزدیک قہری

مثلاً وجود عارضی کو فنا کر کے حیات ابدی عطا فرمائی یا زنا کار کو گناہ سے پاک کرنیکے لئے سنگسار کرنا بظاہر قہر معلوم ہوتا ہے۔ مگر فی الواقع مہر ہے۔

	اے جفائے تو ز راحت خوبتر	وانتقام تو ز جان محبوب تر
ترجمہ	اے جفا تیری دفا سے خوب تر	اور بدلا جان سے محبوب تر

شرح۔ یہ پہلے مضمون کی تمثیل ہے یعنے ایذا تو حیات فانیہ کی عوض میں حیات باقیہ دیتا ہے اس لئے تیری ظاہری جفا یعنے گناہوں کا انتقام جان سے زیادہ عزیز ہے۔ کیونکہ تیرے غضب میں تیری رحمت پنہاں ہوتی ہے گو عوام کو نظر نہیں آتی بعض نسخوں میں راحت کی جگہ دولت ہے جس سے مراد دولت دنیا ہے۔

	نار تو اینست نورت چون بود	ماتم این تا خود کہ سورت چون بود
ترجمہ	ہے یہ تیری نار کیا ہے شان نور	ماتم ایسا ہے تو کیسا ہے سرور

شرح یعنے جب نار عشق حقیقی جو باعث صفائے روح ہے یہ مرتبہ رکھتی ہے تو وہ نور جو بعد عشق حقیقی حاصل ہوتا ہے کس مرتبہ کا ہوگا اور ماتم و مصیبت عشق حقیقی میں ایسی کیفیت ہے تو سرور وصال میں کس قدر لذت ہوگی یا یہ معنے ہیں کہ جب تیرے غضب میں رحمت پنہاں ہے تو رحمت میں کسقدر عنائتیں پوشیدہ ہونگی۔

	فی المثل جورت اگر گریان شود	عالم از گریان بود خندان شود
ترجمہ	جور تیرا گر نیسان ہوئے فی المثل	خندہ شادی ہو گریہ کا بدل

شرح یعنے اگر تیرے قہر کی حقیقت اس عالم میں ظاہر ہو جائے تو اس قدر لذت حاصل ہو کہ غمگین لوگ مسرور ہو جائیں اور رونے والے ہنس پڑیں مگر یہ مسرت عارفان کامل کے ساتھ مخصوص ہے جو راضی برضائے حق ہیں اور غضب کو باعث رحمت خیال کرتے ہیں اُن کے نزدیک قہر الٰہی اُس کی رحمت کا ایسا پیش خیمہ ہے۔ جیسا ابر بارش کا ہی سبب ہے کہ مومن آئندہ نجات کی امید پر دوزخ کو بھی جنت سمجھتے ہیں البتہ کافر اس سے محروم ہیں اُن کو عذاب میں طرب و راحت نہیں ملتی اور نہ دوزخ سے رہائی کی امید ہے۔

	از حلاوتہا کہ دارد جورِ تو	وز لطافت کس نیابد غورِ تو
ترجمہ	وہ مزا ہے یار تیرے جور میں	آ نہیں سکتا جو فکر و غور میں

شرح۔ لفظ وز لطافت معطوف بر حلاوت ہے یعنی تیرے جور کی حلاوتیں اور لطافتیں اس قدر ہیں کہ کسی کے فہم و غور میں نہیں آسکتیں۔ پھر نہ معلوم کہ تیرا کرم و احسان کس قدر باحلاوت ہوگا اسکی تہ کو پہنچنا مشکل ہے۔

	یاد آور از محبت ہائے ما	حق مجلسہا و صحبتہائے ما
ترجمہ	یاد کر اگلی محبت یاد کر	حق مجلس ہاو صحبت یاد کر

شرح یعنی اے خدا تو ہمیں اپنی رحمت سے نہ بھول کیونکہ ہم مستحق رحمت ہیں۔ حق مجلس و صحبت سے وہ عالم ازل

مراد ہے جبکہ روحیں صرف اللہ تعالیٰ کے علم میں تھیں اور اُس خلوت میں کوئی بیگانہ موجود نہ تھا۔ اور عالم دنیا بھی مراد ہو سکتا ہے کیونکہ عارف دنیا میں بھی اُسی کی مجلس کے بیٹھنے والے ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں آیت وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ موجود ہے۔ اس آیت کی تفسیر اور معیت کے معنے ابھی ابھی بیان ہو چکے ہیں۔

	نالم و ترسم کہ او باور کند	وز ترحم جور را کمتر کند
ترجمہ	خوف ہے شکوہ نہ وہ باور کرے	رحم آئے جور کو کمتر کرے ×

شرح۔ اس سے پہلے اشعار میں معشوق حقیقی کو بصیغۂ خطاب یاد کیا گیا تھا۔ اور ان اشعار میں بصیغۂ غائب اس سے صاف ظاہر ہے کہ مولانا حالت وجد میں مناجات کر رہے ہیں۔ کہیں اُسے حاضر سمجھا ہے کہیں غائب مطلب شعر یہ ہے کہ میں فراق حبیب میں روتا بھی ہوں اور اُس سے ڈرتا بھی ہوں کہ وہ میرے نالے کو قبول کر کے کہیں اس میں تاثیر نہ عنایت کر دے کیونکہ عاشق کا نالہ شکر بصورت شکایت ہوتا ہے اور شکر اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول ہے۔ اور قبول کرنیکے یہ معنے ہیں کہ وہ مجھپر رحم کرے اور رحم کا یہ نتیجہ ہے کہ جور کم کر دے حالانکہ میں اُس کے جور کا کم ہونا نہیں چاہتا۔ خواہ قہر ہو یا مہر ہر چہ از دوست میرسد نیکوست۔

	عاشقم بر قہر و بر لطفش بجد	اے عجب من عاشق این ہر دو ضد
ترجمہ	اُس کے قہر و لطف پر عاشق ہوں میں	ہر دو ضد کا عاشق صادق ہوں میں

شرح جد بمعنے کوشش و شوق یعنی میں اُس کے لطف و قہر دونوں پر بڑے شوق سے عاشق ہوں کیونکہ قہر میں اُس کا لطف پنہاں مجھے آنکھوں سے نظر آ رہا ہے یہ مرتبہ خاص اولیاء اللہ کا ہے۔

	عشق من بر مصدر این ہر دو شد	چون نباشد عشق کزوے چارہ نیست
ترجمہ	عشق ہے مصدر سے مجکو بایقین	کیونکہ اُس کے عشق سے چارہ نہیں

شرح مصدر بفتح المیم و صیغۂ ظرف بمعنے جائے صدور و بضم المیم و کسر دال بصیغۂ اسم فاعل در نوضع صحیح ہے۔ یعنے میرا عشق موجد خیر و شر و مصدر وفا و جفا کے ساتھ ہے اور ایسی ذات پاک کا عشق کیونکر ہو جس سے کسی طرح چارہ نہو یہ ہم بار بار بتا چکے ہیں کہ ہر حالت میں راضی رہنا اولیاء اللہ کا کام ہے اس سے حدوم مراد نہیں۔

	واللہ ار زین خار در بستان شوم	ہمچو بلبل زین سبب نالان شوم
ترجمہ	خار سے گر جاؤں سوئے بوستان	مثل بلبل رہوں نالہ کنان

شرح یعنے عاشق لطف و قہر جفا و وفا دونوں کو برابر تصور کرتا ہے جس طرح بلبل کہ موسم خزاں میں بھی کانٹوں پر بیٹھکر فراق گل میں نالاں رہتا ہے اور موسم بہار میں بھی شاخ گل تک پہنچکر اسی طرح گریاں رہتا ہے مطلب یہ کہ اگر میں صفات قہر سے صفات لطف یا بلا عشق حقیقی سے راحت دنیا کی طرف انتقال کر جاؤں تو صفات قہر کے مشاہدہ کے لئے بلبل کی طرح نالاں ہونگا۔ کیونکہ عشاق عین قہر میں لطف اور عین لطف میں قہر کا مشاہدہ کرتے رہتے ہیں اور صفات الٰہی میں سے اُنکا علم ان دونو صفتوں کا جامع ہوتا ہے۔

	این عجب بلبل کہ بکشاید دہان	**تا خورد او خار را با گلستان**
ترجمہ	کھول کر یہ بلبل بیدل دہان	کھا گیا خار اور گل کی پتیان

شرح - یعنے عاشق الٰہی عجب طرح کا بلبل ہے کہ پھول کی پتیان کہانے کے لئے جس طرح چونچ کہولتا ہے اُسی طرح کانٹوں کے لئے منہ پہاڑتا ہے مطلب یہ کہ لطف وقہر دونوں سے رضامند ہے بلکہ عارف کامل قہر سے زیادہ خوش ہوتا ہے کیونکہ اُس کا انجام رحمت ہے -

	این نہ بلبل این نہنگ آتشی ست	**جملہ ناخوشہائے عشق او را خوشی ست**
ترجمہ	ہے یہ بلبل یا نہنگ آتشی	ناخوشی کو جو سمجھتا ہے خوشی

شرح نہنگ کو آتشی یا تو اس لئے کہا کہ بعض نہنگوں کے مُنہ سے آگ کے شعلے نکلا کرتے ہیں یا اس لئے کہ نہنگ بھی آگ کی طرح اجسام کو فنا کرنے اور کہا جانے والا جانور ہے مطلب یہ کہ عاشق الٰہی جس کو ہم بلبل کہہ چکے ہیں ایک نہنگ آتشی ہے جس طرح نہنگ بلا تمیز کافر ومومن ومطیع وعاصی ہر کسی کو کہا جاتا ہے اسی طرح عاشق صادق اُس کے لطف وقہر دونوں کو بڑی خوشی سے قبول کر لیتا ہے - بلکہ قہر میں بامید مشاہدہ لطف اُس کو زیادہ سرور حاصل ہوتا ہے البتہ عوام اس بات کو نہیں سمجھ سکتے کہ اُس کے غضب میں کس کی مہربانیان مضمر ہیں -

	عاشق کل ست وخود کل ست او	**عاشق خویش ست وعشق خویش جو**
ترجمہ	عاشق کل ہے وہ کل بے گفتگو	عاشق اپنا اور اپنا عشق جو

شرح کل سے مراد حقیقت جامعہ حق ہے مطلب یہ کہ عاشق حق اُس کی حقیقت جامعہ کا عاشق ہے بلکہ وہ اپنے وجود انسانی کو مشاہدہ باقی میں فنا کرکے خود اصل کل یعنے واصل حقیقت جامعہ ہوگیا ہے اور اُس کا عشق اسمار قہریہ کے ساتھ ایسا ہی ہے جیسا کہ اسماء لطیفہ کے ساتھ وہ جیسا اسم یا معز کو محبوب جانتا ہے ایسا ہی اسم یا مذل کو اور چونکہ عاشق صادق وجود انسانی سے نکلکر واصل کل اور فنا فی اللہ ہوگیا ہے اس لئے اب خدا کا عاشق نہیں رہا بلکہ اپنا عاشق اور اپنے ہی عشق کا جویا ہے چونکہ اس نکتہ کی زیادہ شرح خیال کو عینیت کی طرف کہینچتی ہے اس لئے سوائے خاموشی کے اور کچھ چارہ نہیں آتا خلاصہ یہ کہ عاشق صادق ہو تو مرتبہ معشوقیت پر پہنچ جاتا ہے

	صفت اولی اجنحہ طیور عقول الٰہی	
ترجمہ	پردار جانوروں یعنی طیور عقول الٰہی کا بیان	

شرح اولی اجنحہ طیور میں اضافت صفت بسوئے موصوف ہے اور یہ صفت موصوف مبدل منہ ہیں - اور عقول الٰہی اس کا بدل یعنے بستان الٰہی کے اُن طیور کا بیان ہے جو صاحب پر ہیں اور یہ طیور عقول الٰہی ہیں صوفیہ کے نزدیک ارواح نورانیہ کو عقول کہتے ہیں ارواح کے پانچ مراتب ہیں **اول** روح حساس جو انسان وحیوان بوڑہے بچے سب میں برابر ہے **دوم** روح خیالی - جو حواس ظاہرہ سے معلوم شدہ چیزوں کو یاد رکھتی ہے اور حاجت کے وقت اُن چیزوں کو عقل کی طرف منتقل کر دیتی ہے - یہ روح بہائم میں ہوتی ہے بچوں میں

نہیں ہوتی۔ مثلاً بہائم آگ دیکھکر اپنا جان لیتے ہیں کہ یہ موذی شے ہے اور اُس کو یاد بھی رکھتے ہیں۔ کبھی آگ کے پاس جانیکا موقع آجائے تو عقل سے کام لیتے ہیں اور اُس میں گرنا نہیں چاہتے بچے ایسا نہیں کرسکتے **سوم** روح عقل جو ایسے ضروری مطالب کا ادراک کرتی ہے جو حس ظاہر سے خارج ہیں یہ روح نہ بہائم میں ہے نہ بچوں میں **چہارم** روح فکری۔ جو علوم عقلیہ اور مخفیہ کا ادراک کرکے اُن کو اپنی معلومات میں داخل کرلیتی ہے تاکہ کشف ابواب معرفت پر قادر ہوجائے یہ روح علماء کی ہے۔ **پنجم** روح قدسی یہ انبیا اور بعض اولیا کے لئے مخصوص ہے اس سے اسرار تجلی ظاہر ہوتی ہیں۔ اور طیور الٰہی ایسی ہی ارواح کا نام ہے جو قسم پنجم میں داخل ہیں اور اُن کے پَر عشق و شوق اور گریہ) اُنہیں بشریت کے جنگل سے فضائے احدیت تک اُڑا لیجاتے ہیں۔ حدیث اِنَّمَا نَسمَۃُ المُؤمِنِ طَائِرٌ یُعَلِّقُ فِی شَجَرِ الجَنَّۃِ کے یہی معنے ہیں۔ کہ روح مومن ریاض جنت اور قرب الٰہی میں سیر کرتی پھرتی ہے۔ کیونکہ مومن کو مرتبہ موتوا قبل ان تموتوا حاصل ہے اگرچہ بحسب ظاہر اس کی روح نفس وجود میں قید ہو مگر باعتبار باطن وہ ریاض قرب میں ہے یا وہاں تک پہنچنے کی کوشش کررہی ہو

قصہ طوطی جان زینسان بود	کو کسے کو محرم مرغان بود	
ترجمہ	ہے اسی صورت سے حال مرغ جان	واقف اسرار مرغ جان کہان

شرح یعنے جس طرح یہ طوطی سوداگر اپنی مخلصی کی کوشش اور تدبیر کررہا ہے یہی حال طوطی روح کا نفس وجود میں ہے کہ رہائی چاہتی ہے۔ مگر ایسا شخص کہان ہے کہ مرغان روح کی آواز اور اُن کے کلام کو سمجھے اور محرم اسرار ہوکر اُن کو قید وجود سے مخلصی دلوائے۔ اور اُن کے آشیانوں تک پہنچا دے۔

کو یکے مرغے ضعیفے بے گناہ	واندرون او سلیمان با سپاہ	
ترجمہ	ہے کہان مرغ ضعیف بیگناہ	جو کہ باطن میں ہو شاہ با سپاہ

شرح۔ یہان سے اولیٰ اجنحۂ طیور کا بیان شروع ہوا ہے مرغ ضعیف اور بے گناہ سے انسان کامل مراد ہے جو باعتبار عبدیت و بشریت ناتوان ہے چنانچہ قرآن مجید میں ہے خُلِقَ الاِنسَانُ ضَعِیفًا اور باعتبار باطن نہایت قوی ہے انسان کامل سے اگر انبیا مراد ہیں تو اُن کی بیگناہی ظاہر ہے۔ اور اگر اولیا مراد ہیں تو بے گناہ بمعنے محفوظ ہے کیونکہ ولی کبیرہ گناہوں سے بچا رہتا ہے اور سلیمان با سپاہ سے ذات حق مع جمیع اسما و صفات مراد ہے یعنی ایسا انسان کامل کہاں ہے جو بظاہر ضعیف و بیگناہ اور باطن سلیمان با سپاہ ہو یعنی اُس کے باطن میں ذات حق مع اسماء وصفات جلوہ گر ہو اور جو اس حدیث کے معنے کا پورا مصداق ہو کہ لَا یَسَعُنِی اَرضِی وَلَا سَمَائِی وَلٰکِن یَسَعُنِی قَلبُ عَبدِیَ المُؤمِنِ التَّقِی یعنی زمین و آسمان میں میرے سمانے کی گنجائش نہیں لیکن میں اپنے بندۂ پرہیزگار کے دل میں رہ سکتا ہوں۔ ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ میں ٹوٹے ہوئے دلوں میں رہتا ہوں

چون بنالد زار بے شکر و گلہ	افتد اندر ہفت گردون غلغلہ	
ترجمہ	نالہ جب کرتا ہے بے شکر و گلہ	آسمان ہوتے ہیں واقف غلغلہ

شرح یہ بھی انسان کامل کی صفت ہے یعنی جب وہ بلا طریق شکر و شکایت بلکہ بطریق ذوق و شوق روتا ہے تو

آسمانوں کے فرشتوں میں اضطراب واقع ہو جاتا ہے۔ بلکہ عرش الٰہی کانپ جاتا ہے۔

	ہر دمش صد نامہ صد پیک از خدا		یا ربے زو شصت لبیک از خدا
ترجمہ	اس کے پاس آتے ہیں صد پیک خدا		ایک یارب شصت لبیک خدا

شرح یعنی اسی انسان کامل کی صفت یہ بھی ہے۔ کہ ہر سانس کے مقابلہ میں جو اُس کے سینہ سے نکلتی ہے سو نامے اور سو قاصد اللہ تعالیٰ کی طرف اُس کے پاس پہنچتے ہیں صد اور شصت سے کثرت اور نامۂ و پیغام سے انوار ربانی اور فیوض رحمانی مراد ہیں۔ اور اس کے ایک مرتبہ یارب کہنے کے جواب میں ساٹھ مرتبہ لبیک نازل ہوتی ہے یعنے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اُجِیبُ لَکَ اِجَابَۃً بَعْدَ اِجَابَۃ۔ لبیک کے یہ معنے ہیں کہ اے بندے میں تیرے سوال کا بار بار جواب دیتا ہوں اور بار بار تیری دعا قبول کرتا ہوں۔ نامہ و پیک سے کلام اور وحی و الہام بھی مراد ہو سکتا ہے۔ مگر اس قسم کے کلام کو انبیا یا اولیا سُن سکتے ہیں۔

	زلتِ او بہ ز طاعت پیشِ حق		نزد کفرش جملہ ایمانہا خلق
ترجمہ	اُس کی لغزش ہے قبول زد المنن		کفر سے اُس کے ہے سب ایمان کہن

شرح۔ یعنے انسان کامل سے کبیرہ گناہ نہیں ہوتا۔ البتہ کبھی کبھی لغزش ہو جاتی ہے۔ سو یہ لغزش بھی عوام کی طاعت سے بہتر ہے کیونکہ طاعتِ عوام تقلید پر مبنی ہے اور انسان کامل کا ہر کام تحقیق پر بس تو اُس کی خطا جو بظاہر خطا معلوم ہوتی ہے فی الواقع خطا نہیں ہوتی۔ دوسرے مصرع میں کفر بفتح الکاف ہے۔ بمعنے پوشیدن یعنے انسان کامل کی پوشیدہ عبادت اور چھپے ہوئے ایمان کے آگے عوام کے ایمان کہنہ اور غیر قابل اعتبار ہیں۔ کیونکہ کاملین کا ایمان نہایت قوی ہوتا ہے اور عوام کا نہایت ضعیف چنانچہ شبلی رح کا قول ہے طُوبٰے لِمَنْ مَاتَ فِی کَفْرِہٖ یعنے جو شخص پوشیدہ عبادتیں کرتا کرتا مر گیا وہ نہایت خوش نصیب ہے خلق بفتحتین بمعنے کہنہ بعض شارحین نے اس لفظ کو کُفر ہی پڑھا ہے (چنانچہ مصرع میں تقابل لفظ ایمان بھی اسی کی شہادت دیتا ہے) اور یہ معنے بیان کئے ہیں کہ انسان کامل کبھی غلبۂ شوق اور فرط عشق سے جو اُس کو حصول مرتبہ فنا فی اللہ اور بقا باللہ سے حاصل ہوا ہے ایسے کلمات زبان سے نکالتا ہے کہ وہ باعتبار ظاہر شرع کفر معلوم ہوتا ہے۔ جیسا منصور کا انا الحق کہنا مشہور ہے۔ لیکن فی الواقع یہ کفر نہیں ہے بلکہ عین ایمان ہے کیونکہ بسبب فنا انسان کامل کو اسی طرح مرتبہ عینیت حاصل ہو جاتا ہے جس طرح حباب کو لوٹ کر دریا میں ملنے سے مگر یہ معنے خاکسار شارح کے مذاق کے موافق نہیں ہیں۔ اور اگر کفر سے مراد ہی کفر ہے جو مقابل ایمان ہے اور ناظرین شرح مثنوی کو انہیں مضمون پر اصرار ہے تو یوں سمجھئے کہ انسان کامل کا کفر عوام کے پرانے بوسیدہ اور تقلیدی ایمان سے بہتر ہے کیونکہ اُس کا کفر شاید مرتبہ فنا میں پہنچنے کے بعد لاف ربوبیت ہو جیسا کہ بعض بزرگوں نے فرمایا ہے سُبْحَانِیْ مَا اَعْظَمَ شَانِیْ یہ قول اگرچہ بظاہر ہیں کفر معلوم ہوتا ہے لیکن بلاشک عوام کے ایمان سے بہت بہتر ہے کیونکہ بعد حصول مرتبہ بقا باللہ کہا گیا ہے التماس خاکسار شارح چاہتا تھا کہ اس مقام پر اولیا کے اس ظاہری کفر اور عوام کے ایمان اور مرتبہ فنا و بقا کی بحث شرح طور پر لکھی جاتی ہے۔ لیکن تہمت الحاد کے خوف اور نافہمی کے خیال اور کشف اسرار کی ممانعت نے مجبور کر دیا ہے۔

ہر دمے اورا یکے معراج خاص | بر سرتاجش نہد حق تاج خاص

ترجمہ | ہر دم اُس کے واسطے معراج ہے | اور اُس کے سر پہ حق کا تاج ہے

شرح: معراج سے مشاہدات اور مراتبِ قربِ الٰہی مراد ہیں جن کی کوئی انتہا نہیں اور تاج خاص بمعنے بلندی مرتبۂ کمال ہے جو عوام کو میسر نہیں آسکتا اور تاج بر تاج رکھنے کے یہ معنے ہیں کہ انسان کامل کے مراتب ہمیشہ ترقی کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ فانی ہو کر باقی بقاء اللہ ہو جاتا ہے ۔

صورتش بر خاک و جاں در لامکاں | لامکانے فوقِ وہم سالکاں

ترجمہ | وہ یہاں اور لامکان میں اسکی جاں | لامکاں تک جا نہیں سکتا گماں

شرح یعنے انسان کامل کا جسم خاکی گو دنیا میں ہے مگر اسکی روح لامکان یعنے عالم ملکوت میں رہتی ہے ۔

لامکانے نے کہ در وہم آیدت | ہر دمے در وے خیالے زایدت

ترجمہ | لامکان آتا نہیں ہے وہم میں | گو خیال آتے ہیں تیرے فہم میں

شرح یعنے وہ لامکان جس میں انسان کامل کی روح رہتی ہے ایسی چیز نہیں کہ تیرے وہم میں آجائے یا تو اس کی نسبت ذہن میں کچھ خیال پیدا کر سکے گو لامکان کا خیالی نقشہ تیرے ذہن میں ہر دم نئی شان سے آتا رہے ۔

بل مکان و لامکان در حکم او | ہمچو در حکمِ بہشتی چار جو

ترجمہ | ہے اُسی کا سب مکان و لامکان | جنتی کی جیسے جو ہائے رواں

شرح ۔ یعنے کچھ بھی بات نہیں کہ انسان کامل کی فقط روح لامکان میں ہے بلکہ یہ سمجھ لو کہ زمین و آسمان اور لامکان سب اُس کے حکم میں ایسے ہیں جیسا کہ بہشتیوں کے حکم میں بہشت کی چار نہریں (نہر شراب نہر عسل ۔ نہر شیر نہر آب مصفا) اور فی الواقع انسان کامل زمین و زمان بلکہ لامکان تک ہر شے میں متصرف ہو سکتا ہے ۔ چنانچہ قصۂ معراج اور معجزۂ شق القمر سے ظاہر ہے ۔

شرح ایں کوتہ کن و رخ زیں متاب | دم مزن و اللہ اعلم بالصواب

ترجمہ | شرح اسکی چھوڑ دے اے نکتہ یاب | دم نہ مار اللہ اعلم بالصواب

شرح یعنے انسان کامل کے معنون نے کی شرح اور اس کے مرتبۂ فنا و بقا اور عینیت کا ذکر چھوڑ دے یہ مشکل مقام ہے

دیدن خواجہ در دشت طوطیان را و پیغام رسانیدن

ترجمہ | سوداگر کا ایک جنگل میں طوطیوں کو دیکھنا اور اپنی طوطی کا پیغام پہنچانا

باز میگردیم ازیں اے دوستاں | سوئے مرغ و تاجر ہندوستاں

ترجمہ: جاتے ہیں ہم یا نسے پھرلے دستان | سوئے مرغ تاجر وہندوستان

مرد بازرگان پذیرفت آن پیام | کو رساند سوئے جنس از وے سلام

ترجمہ: مرد سوداگر نے سُنکر وہ پیام | کرلیا وعدہ کہ پہنچا دونگا سلام

شرح یعنے سوداگر نے طوطی کی پیغام رسانی کا کام قبول کرلیا اور ہندوستان پہنچکر اُسے پہنچا بھی دیا۔

چونکہ تا قصائے ہندستان رسید | در بیابان طوطئے چندے پدید

ترجمہ: اور جب پہنچا وہ ہندستان میں | طوطیان دیکھیں کسی میدان میں

مرکب استانید و پس آواز داد | آن سلام و آن امانت باز داد

ترجمہ: اسپ ٹہراکر اُنہیں آواز دی | کہدیا اُس کا سلام و بندگی

طوطئے ازطوطیان لرزید بس | اُفتاد و مرد و بگسستش نفس

ترجمہ: طوطیوں میں ایک طوطی کانپ کر | ہوکے مردہ گر پڑا سنکر خبر

شرح۔ لرزید بس یعنے بسیار لرزید بگسستش فعل لازم یعنے تاجر نے ہندوستان پہنچکر جب اپنے طوطی کا پیام ایک بیابان میں طوطیوں کو سُنایا تو اُس جہلڑ میں سے ایک طوطی سنتے ہی کانپ اُٹھا اور اُس کا دم ٹوٹ گیا۔ اور مردہ ہوکر زمین پر گر پڑا۔ یہ سراسر اس مرنے والے طوطی کا مکر تہا۔

شد پشیمان خواجہ از گفت خبر | گفت رفتم در ہلاک جانور

ترجمہ: اُس سے خواجہ کو پشیمانی ہوئی | یعنے ناحق میں نے اُسکی جان لی

شرح۔ در ہلاک کسے رفتن بفتح کسے سعی کردن یعنے کسی کے مارنے کی کوشش کرنی مطلب یہ کہ سوداگر اس لئے پشیمان ہوا کہ اگر میں اپنے طوطی کے حالات کی خبر نہ دیتا تو یہ طوطی ہلاک ہوتا گویا سوداگر اُسکی موت کا باعث ہوا۔

این مگر خویش است با آن طوطیک | این مگر دو جسم بود و روح یک

ترجمہ: میرے طوطی کا کہیں یہ خویش تہا | ایک جان دو جسم تہا درویش تہا

شرح خویش بمعنے قریب دیگانہ یعنے یہ طوطی شاید اس کا یگانہ تہا اُس کا حال سنتے ہی مرگیا یہ محبت یگانونمیں ہوتی ہے

این چرا کردم چرا دادم پیام | سوختم بیچارہ را زین گفت خام

ترجمہ: کیا کیا میں نے دیا کیوں یہ پیام | ہوگئی جانسوز یہ گفتار خام

شرح گفت خام جو بات کہنے کے لائق نہ ہو کچی بات جھوٹا وعدہ دل شکن کلمہ آزار رسان فقرہ یعنے تاجر پیغام دیکر اپنے دلمیں پشیمان ہوا کہ میں نے ناحق ایسی بات کہی جس سے اس غریب طوطی کی جان جاتی رہی۔

این زبان چون سنگ وہم آہن وش است	وانچہ بجہد از زبان چون آتش است	
ہے زبان اک سنگ آہن کی سی لاگ	بات جو نکلے گی اس سے ہے وہ آگ	ترجمہ

شرح - یہاں سے آخر تک مولانا کا مقولہ ہے یعنی زبان پتھر اور آہن کے مانند ہے جس طرح پتھر پر لوہا یا لوہے پر پتھر مارنے سے آگ نکلتی ہے اسی طرح زبان سے بھی آگ (سخن) کی نکلتی ہے۔ مطلب یہ کہ گفتار زبان اپنے اپنے محل پر آگ کی طرح موذی اور مہلک بھی ہے اور نافع وسود مند بھی ہے بُری باتیں مضر پڑتی ہیں اور اچھی مفید۔

سنگ وآہن را مزن برہم گزاف	گہ زروے نقل گہہ از روے لاف	
سنگ پر آہن نہ مارے بر گزاف	دوسرے کی نقل ہو یا اپنا لاف	ترجمہ

شرح - یعنی اے بیہودہ سنگ وآہن کو آپس میں بیہودہ طور پر نہ مار۔ کیونکہ اس سے آگ نکلے گی مطلب یہ کہ بیہودہ اور لغو باتیں نہ کر جس سے فساد عظیم پھیلنے کا اندیشہ ہو اس سے لوگوں کو ایذا پہنچے گی۔ یا یہ معنے ہیں کہ وحدت کے اسرار بیان نہ کر کیونکہ نافہمی کے سبب اکثر سننے والے گمراہ ہو جائینگے اور رفتہ رفتہ الحادگی آگ کے شعلے تمام عالم میں پھیل جائینگے۔ دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ اسرار وحدت نہ تو اس صورت سے بیان کر کہ میں نے یہ نقل فلان شیخ کامل یا فلان پیر مرشد سے سنی ہے اور نہ اس بات کا دعوی کر کہ اس راز کا الہام خود مجھے ہوتا ہے یہ معنے ہیں کہ دوسرے کی حکایت نقل کرنے میں بیہودگی اور اپنی حکایت بیان کرنے میں لاف نہ بک۔

زانکہ تاریک ست وہر سو پنبہ زار	درمیان پنبہ چون باشد شرار	
ہے جہان تاریک ہر سو پنبہ زار	پنبہ میں کیون ڈالتا ہے تو شرار	ترجمہ

شرح یعنی عالم دنیا تاریک اور ہر سو پنبہ زار ہے یہان کم فہم بہت ہیں جنکو بشکل پنبہ سمجھنا چاہئے اور اسرار وحدت شعلوں کے مانند ہیں یہ باتیں نافہموں کو جلا دینگی۔ یعنے کم فہمی کے سبب گمراہ کر دینگی۔ یا یہ معنے ہیں کہ عالم پنبہ زار یعنے نازک دماغی اور نفسانیت سے پُر ہے۔ ناگوار بات کا تحمل کسی میں نہیں رہا تو اگر کوئی بیہودہ بات منہ سے نکالے گا تو لوگ آتش غضب سے جل جائینگے۔ اور فساد عظیم برپا ہو گا۔

ظالم آن قومیکہ چشمان دوختند	وز سخنہا عالمے را سوختند	
سخت ظالم ہے وہ قوم بیخبر	ہر عالم جسکی باتیں ہیں شرر	ترجمہ

شرح یعنے وہ لوگ بڑے ظالم ہیں جنہوں نے آنکھیں بند کرلیں اور منہ کھولدیا نافہموں میں اسرار وحدت بیان کرکے اُنہیں گمراہ اور ملحد بنا دیا یا ایسی باتیں کیں جس سے آتش غضب بھڑک اٹھی۔ اور باہمی جنگ سے لوگ ہلاک ہو گئے مولانا سے یہ مقولہ مروی ہے اللھم احفظنا من الذنب الکبیر قالوا وما ھو قال الشیخ المدعی یحرق الناس بکلماتہ یعنی تو نا ر یخی ایک دن یہ فرمایا کہ اے خدا تو ہمیں کبیرہ گناہ سے بچا لوگون نے عرض کیا کہ کونسا کبیرہ گناہ آپ نے جواب دیا کہ جھوٹا اور مدعی شیخ جو اپنے جھوٹے کلمات سے لوگوں میں آگ بھڑکاتا یعنے اُنہیں گمراہ کرتا ہے۔

عالمے را یک سخن ویران کند | روبہان مردہ را شیران کند

ترجمہ: کرتی ہے ویران جہان کو ایک بات | لومڑی ہوتی ہے شیر اے خود صفات

تشریح: یعنے توحید کا ایک کلمہ نافہموں کے عالم کو ویران یعنے گمراہ کر دیتا ہے اور یہی کلمہ روباہان طریقت کو شیران حقیقت بنا دیتا ہے اور مرتبہ عرفان تک پہنچا دیتا ہے یا یہ کہ سخن موذی و باطل جہان میں بعض کے لئے قتل اور لوٹے جانے اور غارت ہونے کا باعث ہوتا ہے اور بعض کے لئے ضعف سے قوت کا سبب ہو جاتا ہے۔ یعنے بعض کے حق میں مضر ہے اور بعض کیلئے نافع یا یہ کہ سخن باطل دشمن ضعیف کو قوی کر دیتا ہے۔ اسے متکلم کے جھوٹا بنانے کا موقع مل جاتا ہے دونوں مصرعوں میں مضرت سخن کا بیان ہے اور پہلے معنوں میں ایک میں نفع کا اور دوسرے میں نقصان کا۔

جانہا در اصل خود عیسیٰ دم اند | یک زمان زخم اند و دیگر مرہم اند

ترجمہ: پہلے جانیں رکھتی تھیں عیسٰے دمی | اب کبھی ہیں زخم مرہم ہیں کبھی

گر حجاب از جانہا برخاستے | گفت ہر جانے مسیح آساستے

ترجمہ: روح سے اٹھتا اگر تن کا حجاب | ہر سخن پاتا مسیحا کا خطاب

تشریح: یعنی روحیں عالم طبیعت اور اجسام بشریت میں آنے سے پہلے مُردوں کو زندہ کرنے میں دم عیسیٰ کا خاصہ رکھتی تھیں یعنے اُن کی ہر بات زندگی بخش تھی کیونکہ روح کا خاصہ اعطائے حیات ہے لیکن جب عالم بشریت میں حجاب اجسام اُن کے آگے آگیا تو وہ ہر وقت کی عیسٰے دمی جاتی رہی بلکہ بروقت غلبۂ بشریت زخم ہیں۔ یعنے دوسرے کو ایذا دیتی ہیں اور وقت غلبہ خاصہ روح مرہم ہیں یعنے لوگوں کو نفع پہنچاتے ہیں۔ دوسرے شعر میں اساستے بمعنے مانند بودے ہے یعنی اگر حجاب تن اُٹھ جاتا تو ہر روح کا قول مانند مسیح بنجاتا ہے۔

گر سخن خواہی کہ گوئی چون شکر | صبر کن زین حرص و این حلوا مخور

ترجمہ: چاہتا ہے گو کہ ہوں باتیں شکر | حرص کا حلوا نہ کھا لب صبر کر

تشریح: یعنے تو اگر یہ چاہتا ہے کہ میری باتیں شکر کی طرح میٹھی ہو جائیں اور میرے انفاس طاہرہ کی برکت سے مُردے زندہ ہونے لگیں تو حرص اور طمع دینوی سے صبر کر اور یہ حلوا نہ کھا یعنے خواہشات نفسانی اور لذات جسمانی سے مُنہ پھیرلے ایسی حالت میں کیا تعجب تو بھی مسیحا دم ہو جائے اور مردے زندہ کرنے لگے۔

صبر باشد مشتہائے زیرکان | ہست حلوا آرزوئے کودکان

ترجمہ: صبر ہے مرغوب جان زیرک کا | اور حلوا آرزوئے کودکان

تشریح: یعنی حلوا لڑکوں کو زیادہ مرغوب ہوتا ہے دانا آدمی اسکی پروا نہیں کرتے لڑکوں سے مراد اہل غفلت ہیں۔ مطلب یہ کہ لذائذ جسمانی غافلوں کا حصہ ہے عقلمند اور عارف ہمیشہ اس سے پرہیز رکھتے ہیں۔

ہر کہ صبر آورد گردون بر رود	ہر کہ حلوا خورد واپس تر شود
ترجمہ صابرون کے رہے ہوتے ہیں بلند	حرص کر دیتی ہے پست اے ہوشمند

شرح یعنی جو لوگ نفسانی لذتوں اور جسمانی خواہشوں پر صبر کرتے ہیں وہ صاحب مقامات بلند ہو جاتے ہیں انکو روح ملکوتی نصیب ہوتی ہے۔ اور جو لذات نفسانیہ کے پابند ہیں وہ ہمیشہ پست ہوتے رہتے ہیں۔

تفسیر قول شیخ فریدالدین عطار قدس سرہٗ

شیخ فریدالدین عطار قدس سرہ کے مندرجہ ذیل شعر کی تفسیر

تو صاحب نفسی اے غافل میان خاک خون میخور	کہ صاحبدل اگر زہر خورد آن انگبین باشد

ترجمہ اے غافل تو صاحب دل ہے دنیا میں رہکر خون پیا کر کیونکہ صاحبدل اگر زہر بھی کہائیگا تو انجام کار شہد ہو جائیگا۔

شرح یعنے اے غافل تجھ میں صاحب نفس ملہمہ اور مطمئنہ ہونے کی استعداد ہے تجھکو چاہئے کہ لذات نفسانی کو چہوڑ کر ریاضت اور مجاہدہ کرے۔ اور کسی مرشد کامل کے سایۂ عاطفت میں مراتب علیا حاصل کرنے میں کوشان رہے اس وقت تو صاحب نفس مطمئنہ اور صاحب دل ہو جائے گا۔ اور اس حالت میں اگر تجھسے کوئی برائی بھی صادر ہوگی تو بہلائی ہو جائیگی۔ اور تو زہر بھی کہا لے گا تو شہد بن جائیگا اور لذات نفسانیہ تیرے حق میں مضر نہ ہونگی۔

صاحب دل را ندارد آن زیان	گر خورد او زہر قاتل را عیان
ترجمہ صاحب دل کو نہیں ہے کچھ زیان	زہر قاتل بھی جو کہا جائے میان

شرح اس سے پہلے مولانا فرماچکے ہیں کہ لذات دنیوی کو ترک کرنا عاقلون کا کام ہے ابتدائے سلوک میں لذات سے صبر کرنا فرض ہے ہان انتہا میں صاحب مقامات بن کر دنیوی لذتیں اٹھانی کسی قسم کا نقصان نہیں کرتیں۔ چنانچہ اکثر اہل اللہ خوش پوشاک خوش خوراک گذرے ہیں۔ اور شیخ فریدالدین عطارؒ کا شعر ہی یعنے رکہتا ہے کہ اے غافل چندروز لذات دنیوی سے صبر کر اور دنیا میں رہکر اپنا خون پیتا رہ یعنے ریاضت اور مجاہدہ کو اپنے ذمہ لازم کرلے اس ترکیب سے تو صاحب دل ہو جائیگا۔ اور زہر شہد کا کام دیگا یعنے لذات دنیوی مضر نہ ہونگی۔

آنکہ صحت یافت از پرہیز رست	طالب مسکین میان تب درست
ترجمہ کیون کرے پرہیز جو ہو تندرست	طالب مسکین ہے بیمار و سست

شرح یعنے صاحبدل نے ریاضت کے سبب امراض نفسانی سے صحت حاصل کرلی ہے اس لئے اب اسے لذات دنیوی سے پرہیز کرنے کی ضرورت نہیں رہی۔ کیونکہ پرہیز بیمار کیا کرتے ہیں۔ بیچارے سالک زار ہے۔

گفت پیغمبر کہ اے طالب جری	ہان مکن با ہیچ مطلوبے مری
ترجمہ قول پیغمبر کو سن لے طالب جری	چھوڑ دے مطلوب سے تو ہمسری

شرح - جری دلیر و گستاخ - مری جنگ و ہمسری و برابری یعنی اے گستاخ طالب تو اپنے مطلوب (مرشد) سے برابری کا دعوے چھوڑ دے - اس کو دنیوی لذتیں حلال ہیں اور تجھے حرام اُس کے حق میں زہر بھی شہد ہوتا ہے نکتہ زہر سے مراد وہ مباح چیزیں ہیں جنکا استعمال جائز ہے ایسی چیزیں سالک کے لئے ناجائز ہیں - اور کامل کے لئے جائز مگر یہ حرمت و اباحت صوفیوں کا مذہب ہے - اہل شریعت کا نہیں - حدیث شریف میں ہے لو کنتم تعلمون ما اعلم لترکتم المضاجع یعنے اے لوگو اگر تمہیں اُن اسرار کا علم ہو جائے جو مجھے معلوم ہیں تو تم تمام عیش و آرام اور خوابگاہوں کو چھوڑ دو مطلب یہ کہ تم میری برابری نہیں کر سکتے -

	در تو نمرودی ست آتش در مرو	رفت خواہی اوّل ابراہیم شو
ترجمہ	تجھمیں نمرودی ہے ہٹ آتش سے ڈر	پہلے ابراہیم بن اے بے خبر

شرح - نمرودی سے سرکشی و غرور اخلاق ذمیمہ آتش سے دنیوی لذتیں اور نفسانی مزے مراد ہیں جو آگ کے مانند ہیں اور ابراہیم بمعنے ابراہیم وقت و صاحب اخلاق پسندیدہ ہے یعنے اے طالب و مبتدی تجھ میں ابھی سرکشی اور بُری عادتیں موجود ہیں - اس لئے لذات نفسانیہ کی آگ میں نہ گر پہلے ابراہیم وقت اور عارف کامل بن جا اُس وقت تیرے لئے لذات دنیوی بھی بشرطیکہ شرعاً حلال ہوں جائز ہو جائینگی -

	چون نئی سباح نے دریائی	در میفگن خویش از خود رائی
ترجمہ	تو نہیں تیراک دریا میں نہ ڈوب	چھوڑ خود رائی سمجھ لے اسکو خوب

شرح دونوں تا نیوں میں پہلی یائے تحتانی نسبت کی ہے اور دوسری خطاب کی اور سباح بمعنے تیراک یعنے اے سالک نہ تو دریائی ہے اور نہ بحر عرفان کا تیراک پھر اپنے آپ کو دنیوی لذتوں کے دریا میں کیوں ڈبوتا ہے اپنی حد سے آگے نہ بڑھ اور مرشد کامل کی برابری نہ کر ورنہ ہلاک ہو جائے گا -

	او ز قعر بحر گوہر آورد	وز زیانہا سود بر سر آورد
ترجمہ	قعر دریا سے وہ لاتا ہے گہر	نفع ہے نقصان میں اُسکو سر بسر

شرح یعنے مرشد کامل دریائے لذات میں سے بھی کوئی اچھا نتیجہ نکالتا ہے ظاہری نقصان کی چیزیں اس کے حق میں سود مند ہیں آگ اور دریا (لذائذ دنیا) کامل شخص کو کسی طرح کا نقصان نہیں پہنچا سکتیں - بعض نسخوں میں پہلا مصرع اس طرح ہے - او ز آتش ورد احمر آورد یعنے کامل شخص آگ میں سے گلاب کے پھول نکال لاتا ہے - اس صورت میں یہ مصرع حضرت ابراہیمؑ کے معجزے کی طرف اشارہ ہے ورد بمعنے گلاب -

	کاملے گر خاک گیرد زر شود	ناقص از زر برد خاکستر شود
ترجمہ	خاک کو کامل اگر لے زر بنے	زر کو لے ناقص تو خاکستر بنے

شرح یعنے کامل بری چیزوں سے بھی اچھا نتیجہ نکال لیتا ہے اور ناقص کم فہمی کے سبب اچھی چیز کو بُرا بنا دیتا ہے - یا یہ معنے ہیں کہ کامل بطور کرامت مٹی کو سونا بنا دیتا ہے اور ناقص کیمیا گری کے دھوکے میں رہ کر

اپنے سونیکو مٹی کرلیتا ہے کیونکہ کامل کا ہاتھ بسبب دست قدرت آلہی بنجاتا ہے اور ناقص کا ہاتھ دست شیطان ۔

	چون قبول حق بود آن مرد راست	دست او در کارہا دست خداست
ترجمہ	ہے قبول بارگاہ ست خدا	اور اُس کا ہاتھ ہے دست خدا

شرح یعنے صاحب دل چونکہ فانی فی اللہ اور باقی بنقار اللہ ہے اُس لئے اس کا ہاتھ گویا خدا کا ہاتھ ہے اور اس کے افعال حق کے افعال ہیں۔کیونکہ وہ الہٗ آلہی اور خلیفہ خدا ہے اور ما رمیت اذرمیت کے یہی معنے ہیں اس آیت کی تفسیر پہلے گذرچکی ہے ۔ اور حدیث میں ہے من عادی لی ولیا فقدا ذنتہ بالحرب یعنے جو شخص میرے ولی کو ستاتے یا اُس سے دشمنی کرتے ہیں اس کو اشتہار جنگ دیتا ہون اور بخاری میں ابوہریرہؓ سے یہ حدیث قدسی مروی ہے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے کہ میرا بندہ جب مقرب ہوجاتا ہے تو میں اسکی سماعت بصارت اور ہاتھ پانو بنجاتا ہون۔یہ حدیث مع شرح پہلے گذرچکی ہے ۔

	دست ناقص دست شیطانست و دیو	زانکہ اندر دام تکلیف ست و ریو
ترجمہ	ہاتھ ناقص کا ہے گویا دست دیو	کیونکہ ہے محبوس دام مکر و ریو

شرح یعنے ناقص اور اہل غفلت کا ہاتھ گویا شیطان کا ہاتھ ہے شیطان اُس کو بُرے کام کرنے کی تکلیف دیتا ہے اور اُسے اپنے دام مکر میں پھانس لیتا ہے گویا وہ خود شیطان بنجاتا ہے ۔

	جہل آید پیش او دانش شود	جہل شد علمے کہ در ناقص رود
ترجمہ	اُس کے آگے علم ہے جو جہل ہے	علم ہے خود جہل اگر نا اہل ہے

شرح یعنے کامل مضر چیز میں سے بھی ایسا نتیجہ نکال لیتا ہے جو علم نافع سے بہتر ہے اور ناقص کا علم باعتبار نتیجہ جہل سے بدتر ہوتا ہے کیونکہ اُس کا عمل علم کے مطابق نہیں ہوتا یا یہ معنے ہیں کہ کامل چونکہ اپنی ذات اور ماسوے اللہ سب سے جاہل اور بے پروا ہے اُس کا یہ جہل عین علم فنافی اللہ ہے اور علم فنا تمام علوم کی اصل ہے اور ناقص کا علم دنیوی چونکہ خدا سے غافل کرنے والا ہے ۔ اس لئے سربسر جہل ہے یا یہ معنے ہیں کہ کامل آدمی عوام جاہلوں سے جہل کی باتیں سُنکر اُن سے ایک علمی اور صحیح نتیجہ نکال لیتا ہے اور ناقصوں کا علم جہل ہوجاتا ہے چنانچہ جبریہ وقدریہ در روافض وخوارج عالم ہوکر جاہل بنے ہوئے ہیں ۔

	ہرچہ گیرد علتی علت شود	کفر گیرد کاملے ملت شود
ترجمہ	کام ناقص کا ہے علت یاد رکھ	کفر ہے کامل کا ملت یاد رکھ

شرح یعنی چونکہ ناقص آدمی خود مریض یا علتی یا فاسد المزاج ہے اس لئے اُس کا کھایا پیا سب فاسد ہوجاتا ہیگا ۔ وہ لذائذ نفسانی سے اور زیادہ بگڑ جائیگا۔ اس لئے اُس پر لذائذ دنیوی بالکل حرام ہیں یا یہ معنے ہیں کہ چونکہ ناقص آدمی کا دل مریض ہوتا ہے اس لئے اُس میں اسرار علوم کرنے کی طاقت نہیں ہوتی ۔ بہذا ایسے ضعیف الایمان اور علتی لوگ قرآن مجید میں جھوٹی تاویلیں کیا کرتے ہیں اور ایسی تاویلیں اُن کے حق میں علت اور خدا سے

دور ہونے کا سبب ہو جاتی ہیں اور کامل اگر کفر بھی اختیار کریگا تو وہ شریعت اور ملت ہو جائے گا۔ کیونکہ کامل ہمیشہ حفظ الٰہی میں ہے اُس کا کفر عوام کی نگاہوں میں کفر ہے مگر فی الواقع اسلام ہے جیسا کہ عمار بن یاسرؓ ایک مشہور صحابی کے قصہ میں ظاہر ہے کہ اُن کو کفار نے پکڑ لیا۔ اور جبراً کلمۂ کفر کہلوایا۔ جب رسول علیہ الصلوٰۃ کو خبر ہوئی تو آپ نے فرمایا۔ کیف وجدت قلبک یا عمار۔ اے عمار تو نے اُس وقت اپنے دل کی کیا کیفیت پائی۔ اُنہوں نے جواب دیا کہ وجدتُ مطمئنۃً علی الایمان یعنے میں نے اپنے دل کو ایمان پر مطمئن پایا۔ آپنے فرمایا اِن عادُوا فعُد یعنے اے عمار اگر پھر ایسا اتفاق پڑے تو ایسا ہی کیجیو۔ پس تو دیکھیے کہ عمار کا اقرار کفر شریعت وملت بے گناہ اور قیامت تک اسبات پر فتویٰ ہوگیا کہ جبرا کوئی کافر کلمۂ کفر کہلوائے تو اپنے ایمان پر مطمئن ہو کر کہدے کچھ حرج نہیں ہے یا اس مصرع کے یہ معنے ہیں کہ عینیت خلق اور حق کو جو عوام کفر جانتے ہیں اسی کو اگر کامل اختیار کرے تو عین اسلام ہے یا یہ معنے ہیں کہ بعض احکام جو بعض انبیا کی شریعت میں حرام وکفر تھے دوسرے نبی کے اختیار کرنے سے حلال اور عین ایمان بنگئے۔ اگرچہ اس کی بحث نہایت طویل ہے مگر لوگ اختصار پسند ہیں۔

	اے مری کردہ پیادہ با سوار	سر نخواہی برد اکنون پائدار
ترجمہ	تو پیادہ ہے مقابل ہے سوار	ٹھہر جا آگے نہ چل اے ہرزہ کار

شرح پیادہ سے سالک اور سوار سے مرشد کامل مراد ہے یعنے اے طالب تو پیادہ ہے اور مرشد سوار اُس سے برابری کا دعویٰ نہ کر ورنہ سر سلامت نہ لیجائیگا ہمسری کا غرور تجھے ہلاک کردیگا دیکھ ہوشیار اس برابری کے دعوے میں سنبھلکر قدم رکھ مطلب یہ کہ دعوئ مساوات کو چھوڑ ہی دے اور اس قصہ کو یاد رکھ کہ جادوگر حضرت موسیٰ کا مقابلہ کرنے سے ہلاک ہوئے مگر اُن کے عذاب آخرت سے نجات پانے کا یہ سبب ہوا کہ انہوں نے حضرت موسیٰ کی تعظیم کو نگاہ رکھا تھا۔ اُس کا بیان آگے آتا ہے۔

	تعظیم کردن ساحران موسےٰ را کہ اول تو عصا بینداز
ترجمہ	جادوگروں کا حضرت موسےٰ کو معظم سمجھکر یہ کہنا کہ اول آپ ہی عصا ڈالیں

	ساحران در عہد فرعون لعین	چون مری کردند با موسےٰ زکین
ترجمہ	ساحران تھا فرعون لعین	آئے گو موسےٰ کے آگے بہر کیں
	لیک موسیٰ را مقدم داشتند	ساحران او را مکرم داشتند
ترجمہ	پر رہا تقدیم موسیٰ کا خیال	یعنے حضرت کو کیا اچھا خیال

شرح یعنے فرعون کے زمانہ میں گو بہت سے جادوگر حضرت موسیٰ کے مقابلہ میں آئے تھے مگر اُن کے دلوں میں حضرت کی تعظیم بھی تھی اس لئے انجام کار مومن ہوگئے اس تعظیم کا بیان آیندہ آتا ہے۔

	زانکہ گفتندش کہ فرمان آن تست	گر تو میخواہی عصا افگن نخست

ترجمہ: اور یہ بولے کہ ہے حکم آپ کا — ہم سے پہلے آپ ہی ڈالیں عصا

گفت نہ اول شما اے ساحران — افگنید آن مکرہا را درمیان

ترجمہ: بولے نہ اوّل تمہیں اے ساحرو — ڈالنا ہے تم کو جو کچھ ڈالدو

شرح یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے قالوا یا موسیٰ اما ان تلقی واما ان نکون اوّل من القی یعنی جس وقت جادوگر حضرت موسیٰ کے مقابلہ میں جمع ہوگئے تو سب نے یہ کہا کہ اے موسیٰ کیا آپ پہلے اپنا عصا ڈالتے ہیں یا ہمیں اپنے عصے ڈالنے کا حکم دیتے ہیں آپ نے جواب دیا کہ پہلے تمہیں ڈالو نکتہ جادوگروں کا حضرت موسیٰ کو اپنے سے مقدم رکھنا گویا ایک قسم کا تعظیم تھی یہی تعظیم اُن کو ایمان کی طرف کھینچ لائی۔

این قدر تعظیم دین شان را خرید — وز مری آن دست و پاہاشان برید

ترجمہ: اس قدر تعظیم سے ناجی ہوئے — ہمسری سے دست و پا سب کٹ گئے

ساحران چون قدر او نشناختند — دست و پا در جرم آن درباختند

ترجمہ: قدر موسیٰ کی نہ جانی اس لیئے — دست و پا جادوگرون نے کھو دیئے

شرح یعنے جادوگرون کا حضرت موسیٰ کو عصا ڈالنے میں مقدم رکھنا تھوڑی سی تعظیم تھی اس کی برکت سے اُن سب کو ایمان نصیب ہوگیا۔ لیکن باایںہمہ چونکہ وہ حضرت موسےٰؑ کے مقابل ہوگئے تھے اس لئے انسان کامل کے مقابلے کی سزا یہ ملی کہ فرعون نے سب کے ہاتھ پاؤں کٹوا کر سولی دلوادی نتیجہ حکایت جادوگران یہ ہے کہ انبیاء اولیا اور عارفان کامل سے مقابلہ کرنا یا اُن کی ہمسری نہایت نازیبا اور ہلاکت کا باعث ہے۔

لقمہ و نکتہ ست کامل را حلال — تو نہ کامل مخور مے باش لال

ترجمہ: لقمہ و نکتہ ہے کامل کو حلال — تو نہیں کامل نہ کر ایسا خیال

شرح یعنے اے سالک تو کامل کی ہمسری نہ کر کامل کو لذیذ لقمہ اور غذا نفسانی حلال ہے اور اسی طرح اظہار اسرار جائز ہے چنانچہ انا الحق اور سبحانی ما اعظم شانی کہنا کاملین ہی کا حصہ ہے تیرے لئے لذائذ دنیوی شراب کی طرح حرام ہے یا یہ معنے ہیں کہ تو بادۂ اسرار الٰہی پی کر اُس کے ہضم کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ اس لئے اُسے منہ نہ لگا ورنہ بہک کر کلمات کفر بکنے لگیگا۔ چند روز کے لئے گونگا بنجا اور مرشد کے کلمات سنتا رہ۔

تو چو گوشی او زبان نے جنس تو — گوشہا را حق بفرمود انصتوا

ترجمہ: تو ہے کان اور مرد کامل ہے زبان — انصتوا ہے بہر گوش اے نکتہ دان

شرح یعنے اے سالک تو اسرار کا سننے والا ہے اور مرشد کامل کہنے والا اس سے وہ تیری جنس نہیں ہوسکتا کان دوسری چیز ہے زبان اور شئے ہے اس لئے زبان کو بند کرکے کاملین کی باتیں سننی چاہئیں۔ اسرار سننے ہی کے سبب دل میں اُترتے ہیں دوسرا مصرع اس آیت کی طرف اشارہ ہے۔ واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون

یعنے جب قرآن پڑہا جائے تو اُس کو سنو اور ساکت رہو تا کہ تمپر رحمت کی جائے یعنی اُس کے اسرار تمہارے دلوں تک پہنچ جائیں اس سے معلوم ہوا کہ فہم اسرار کے لئے سکوت نہایت ضروری ہے ۔

	کودک اول چون بزاید شیرنوش		مدتے خامش بود او جملہ گوش
ترجمہ	جس زمانے تک ہے بچہ شیرنوش		گنگ رہتا ہے سراپا بنکے گوش
	مدتے میبایدش لب دوختن		از سخن گویان سخن آموختن
ترجمہ	خامشی لازم ہے اُس کو جان من		بولنے والون سے تا سیکھے سخن

شرح شیرنوش ضمیر بزاید سے حال ہے یا کودک کی صفت ہے یعنی ننہا سا دودہ پیتا بچہ جب پیدا ہوتا ہے یا جب تک شیرنوشی کی حالت میں رہتا ہے تو دیکہیے بالکل خاموش اور سراپا گوش بنا رہتا ہے اور بولنے والوں کی باتیں سُنکر اُنہیں سیکہتا رہتا ہے تا کہ آیندہ با معنے گفتگو کرنے کی طاقت حاصل ہو ۔

	تا نیاموزد نگوید صد یکے		ور بگوید حشو گوید بے شکے
ترجمہ	کہہ نہیں سکتا ہے یون سو میں سے ایک		ورنہ سب بیکار ہے اے مرد نیک

شرح یعنے بچہ جب تک دوسروں کی باتیں سنکر بولنا نہ سیکہے گا سو میں سے ایک بات بھی پوری طرح نہیں کرسکتا اور جو کرتا ہے وہ حشو بیکار اور مہمل ہوتی ہے اُس کی بات کوئی سمجھ نہیں سکتا ۔

	ور نباشد گوش تی تی میکند		خویشتن را گنگ گیتی میکند
ترجمہ	اور اس کی گفتگو تی تی ہے بس		گنگ مادرزادہ گیتی ہے بس

شرح تی ۔ تے بفتح تائے فوقانی ایک ایسا لفظ ہے جسکو گانے والے آواز درست کرنے یا تال سُر کا امتحان لینے کے لئے گاتے وقت استعمال کیا کرتے ہیں جسکو ہندی میں تا نا تہی کہتے ہیں ان الفاظ کے کچھ معنے نہیں ہوتے اور تی تی وہ آواز جس سے پرند جانوروں کے بچوں کو بلاتے ہیں اور یہ لفظ بھی کچھ معنے نہیں رکہتا ۔ مطلب شعر یہ ہے کہ اگر لڑکا بہرا ہوگا تو گونگا بھی ضرور ہوگا ۔ کیونکہ بچہ میں بولنے کی طاقت سننے سے آتی ہے بہرے پن میں بچہ سوائے تی تی (کلام بے معنی مہمل و نا قابل فہم) کے اور کچھ نہیں کہہ سکتا کیونکہ اُس نے کانوں سے سنا ہی نہیں جو زبان سے ادا کرسکے ۔

	کر اصلی کش نبد ز آغاز گوش		لال باشد کے کند در نطق جوش
ترجمہ	اور وہ بہرا نہیں رکھتا جو کان		چل نہیں سکتی کبھی اُسکی زبان
	زانکہ اول سمع باید نطق را		سوئے منطق از رہ سمع اندر آ
ترجمہ	نطق کو اول سماعت ہے ضرور		بولنا سننے سے ہے اے پُر شعور

مراد جلوۂ خاص بالظہور ہے اور مرد و زن سے مراد اسما اعیان اور ممکنات ہیں جنکی شرح دیباچہ میں گزر چکی ہے چونکہ اسمار صفات الٰہی ممکنات میں موثر ہیں اس سے حق کو مرد کہا اور چونکہ اعیان ممکنات [illegible] ان کا اثر قبول کر لیتے ہیں اس لئے ان کو زن قرار دیا جس طرح بیوی میاں کے اثر یعنے نطفہ کو قبول کر لیتی ہے اسی طرح ممکنات اسمائے صفات کے اثر کو قبول کر لیتے ہیں [illegible] کا مادہ ضرور صورت کو قبول کریگا [illegible] صفات اور ممکنات سب میں ہے ممکنات میں اسی کا ظہور تو ظاہر ہوتا ہے [illegible] اسما و صفات سب کے سب اسی کی ہستیں ہیں اور صفات بغیر ظہور موصوف قائم نہیں [illegible]

	مرد و زن چون یک شود آن یک توئی		چونکہ یکہا محو شد آنک توئی
ترجمہ	مرد و زن جب ایک ہوں وہ ایک تو ہی		[illegible] کثرت کو وحدت [illegible] گئی

شرح مرد و زن سے وہی اسما و صفات [illegible] ہے جسے کثرت اور یہ شعر پہلے شعر سے [illegible] ممکنات ایک ہو گئے کیونکہ موثر اور [illegible] کثرت محو اور فنا ہو گئی تو [illegible] باقی رہ گیا [illegible] کثرت باقی رہی اور جب کثرت فنا ہو گئی تو سوائے وحدت کے [illegible] جب شاہد کے سبب پردۂ کثرت اٹھ گیا تو [illegible] یہ راز کھل گیا کہ ذات واحد اپنی وحدت ذاتی کے ساتھ باقی ہے اس کے علاوہ [illegible] کثرت تعینات کا نام ہے [illegible] سر وحدت کی تشریح اور [illegible] ہے مگر فہم اسرار کی توفیق خدا سے مانگنی چاہیئے۔ یہ راز اس سے زیادہ آشکارا نہیں ہو سکتا [illegible] کے تعلق زبان قلم پر اور کوئی لفظ آ سکتا ہے۔

	این من و ما بہر آن برساختی		تا تو با خود نرد خدمت باختی
ترجمہ	اس لئے ہے یہ من و ما کا ظہور		تاکہ تو اپنا ہو عاشق یا غفور

شرح - یہ شعر ایک سوال کا جواب ہے سائل یہ کہتا ہے کہ جب صرف وحدت ہی وحدت منظور تھی تو ممکنات کا پیدا کرنا کس غرض سے ہے۔ مولانا جواب دیتے ہیں کہ یہ ممکنات کا پیدا کرنا اس غرض سے ہے کہ تو اپنی خدمت آپ کرے یعنے تعینات کے لباس میں چھپ کر اپنا عاشق آپ بنے اور اپنے حسن پر آپ عاشق ہو - اس شعر کے یہ معنے دیگر شارحین نے لکھے ہیں اور انہیں معنوں کے مطابق یہ مطلع ہے -

گر بچشم عاشقان بینی جمال خویشتن [illegible] در خیال خویشتن - اور انہیں معنوں کے قریب کی عارف کامل کا یہ مقولہ ہے اَلْعَبْدُ مَنْ وَحْدَہٗ لِلّٰہِ [illegible] یعنے خدا کا کامل بندہ [illegible] ہے جس نے راز وحدت کو معلوم کیا اور جو چیز مل گئی اُسے سجدہ کر لیا - لیکن مذکورہ بالا معنے اور یہ مقولہ ہمارے مذاق کے موافق نہیں ہے - کیونکہ ہماری موٹی اور بھدی عقل اسرار وحدت کو نہیں سمجھ سکتی اس لئے مولانا کے اس بہترہ کے شعر مذکور کا مطلب اس طرح ذہن نشین ہوتا ہے کہ ممکنات کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ تو اپنی خدمت آپ

	زین سخن گر نیستی بیگانۂ	دلق و اشک گیر در ویرانۂ
ترجمہ	گر نہیں تو اجنبی مدعا	لیکے دلق و اشک ویرانہ میں جا

شرح اس سے پہلے سالک کو مرشد سے ہمسری کرنے کی بابت تنبیہ کی گئی تھی اب مولانا علیہ الرحمۃ وہ بات بیان فرماتے ہیں۔ جو ابتدائے سلوک میں سالک کو کرنی چاہئے اور جس کا عملدرآمد اس پر فرض ہے۔ مطلب شعر یہ ہے کہ اے طالب اگر گفتگوئے اسرار سے تجکو لگاؤ ہے تو ادہر آ ہم ایک بھید کی بات بتاتے ہیں کہ تو لباس فقر اور اشک کو ساتھ لے کر ویرانہ میں چلا جا یعنے دنیا کو چھوڑ اور خلوت میں بیٹھکر گریہ و زاری کر اور اپنے افعال سے باز آ اور اشکوں سے غسل کر کے پاک صاف ہو اُس وقت دربار حضور کے قابل ہو جائے گا۔

	زانکہ آدم زان عتاب از اشک رست	اشک تر باشد دم توبہ پرست
ترجمہ	اشک سے آدم پہ ہے حق مہربان	اشک تر ہوتے ہیں تائب کی زبان

شرح یعنے حضرت آدمؑ کی خطا رونے ہی کے سبب معاف ہوئی تھی کیونکہ گنہگار کے آنسو باعث رحمت الٰہی ہیں اور یہی آنسو توبہ کرنے والے کی زبان بنجاتے ہیں۔ وہ اسی با تاثیر زبان (اشک) سے توبہ کیا کرتا ہے

	بہر گریہ آدمؑ آمد بر زمین	تا بود گریان و نالان و حزین
ترجمہ	اس لئے آئے تھے وہ سوئے زمین	تا رہیں گریان و نالان دل حزین
	آدمؑ از فردوس و ز بالائے ہفت	پائے ماچان از برائے عذر رفت
ترجمہ	دیکھ آدم آئے تھے فردوس سے	اس زمین پر عذر کرنے کے لئے

شرح پائے ماچان۔ درویشوں کی ایک رسم ہے کہ خطا کار درویش کو جوتیوں کی صف میں اُس کے ہاتھ سے اُس کا ایک کان پکڑوا کر ایک ٹانگ سے کھڑا کر دیتے ہیں یہاں پائے ماچان یعنے عذر تقصیر ہے اور ہفت سے مراد سات آسمان ہیں۔ یعنے حضرت آدم بہشت سے صرف عذر کرنے کے لئے زمین پر آتے تھے اے اولاد آدم تیری حالت پر افسوس کہ توبہ سے اس قدر غافل ہے۔

	گر ز پشت آدمی و ز صلب او	در طلب میباش ہم در تُلب او
ترجمہ	نطفۂ آدم ہے گر اے پُر شکوہ	اُس کا طالب بنکے رہ اور ہم گروہ

شرح تُلب بالضم یعنے طائفہ و گروہ یعنے تو اگر نطفۂ آدم ہے تو خدا کی طلب اور اُس کے گروہ میں رہا کر۔

	ز آتش دل و آب دیدہ نقل ساز	بوستان از ابر و خورشید ست تاز
ترجمہ	چاہیئے سوز دل و اشک دماغ	آفتاب ابر سے تازہ ہے باغ

شرح نقل۔ ترش یا نمکین چیز یا کباب وغیرہ جو شراب کے بعد کہاتے جاتے ہیں۔ یعنی اے طالب سوزِ باطن اور اشک

دیدہ کو اپنا نقل بنالے۔ اس سے تیرے دل کا باغ سرسبز ہو جائیگا۔ کیونکہ باغ ابر و خورشید ہی سے تر و تازہ ہوتا ہے (تاز) تازہ کا مخفف ہے اور بعض نسخوں میں تاز کی جگہ باز ہے بمعنے کشادہ یعنی باغ کا دروازہ ابر و خورشید ہی کے سبب کھلتا ہے۔ ورنہ بند رہتا ہے خزاں میں کوئی سیر کے لئے نہیں آتا یہی حال بوستان دل کا ہے کہ سوز باطن اور اشک چشم تو مرجھا جاتا ہے۔

توچہ دانی ذوقِ آبِ دیدگان — عاشقِ نانے توچون نادیدگان

ترجمہ: ذوقِ آبِ دیدگان کچھ اور ہے — اے ندیدے عشقِ نان کچھ اور ہے

گر تو این انبانِ زنان خالی کنی — پُر ز گوہر ہائے اجلالی کنی

ترجمہ: گر یہ جھولی نان سے خالی رہے — دُرج گوہر ہائے اجلالی رہے

شرح۔ نان سے لذائذ نفسانیہ جھولی سے باطن گوہر اجلالی سے انوار معنوی اور تجلیات الٰہی مراد ہیں یعنے اے طالب حریص تو تو لذتوں پر مٹا ہوا ہے اگر ان کو چھوڑ دے تو دل اسرار کے موتیوں سے بھر جائے۔

طفلِ جان از شیرِ شیطان باز کن — بعد از انش با ملک انباز کن

ترجمہ: طفل جان کو دودھ شیطان کا نہ دے — پھر فرشتوں سے ملا کر دیکھ لے

شرح شیر شیطان سے وہ افعال مراد ہیں جنکے کرنے سے شیطان خوش ہوتا ہے۔ مثلاً محرمات یا وہ مباح چیزیں جو لذت نفس کے لئے ہوں یعنی اے شخص حظِ نفسانی کو چھوڑ اس سے تو فرشتوں میں مل جائیگا۔

تا تو تاریک و ملول و تیرۂ — دانکہ با دیوِ لعین ہمشیرۂ

ترجمہ: دل ترا جب تک ملول و تیرہ ہے — یہ سمجھ شیطان کی ہمشیرہ ہے

شرح یعنی جب تک تیرا دل لذت نفسانی سے سیاہ اور دنیوی افکار سے ملول ہے تو یہ سمجھ کہ وہ دل نہیں بلکہ شیطان کا دودھ بھائی یعنی مصاحب ہے یا تو خود شیطان کی بہن یعنی عورت ہے کیونکہ عورتیں حظِ نفسانی اور لذت جسمانی پر مردوں کی نسبت زیادہ مٹی ہوئی ہوتی ہیں۔

لقمہ کان نور افزود و کمال — آن بود آوردہ از کسبِ حلال

ترجمہ: روز افزون جس سے ہو نور و کمال — ہے وہ بیشک لقمۂ کسبِ حلال

شرح پہلے طالب کو گوشہ نشینی اور گریہ و زاری کی ہدایت کی گئی تھی پھر ترک لذات کا اشارہ کیا گیا اب کسب حلال اور ریاضت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کیونکہ سالک جب تک اپنی ریاضت سے حلال کا لقمہ نہ کھائے گا نور معرفت حاصل نہ ہوگا۔ کیونکہ کمال باطنی اور نور معرفت حلال ہی کے لقمہ سے حاصل ہوتا ہے۔

روغنے کاید چراغ ما کُشد — آب خوانش چون چراغے را کُشد

ترجمہ: سچ ہے جس روغن سے بجھ جائے چراغ — آب ہے روغن نہیں اے بد دماغ

شرح: یعنے جو روغن چراغ کو بجھا دے وہ روغن نہیں ہے بلکہ پانی ہے اسی طرح وہ لقمہ جس سے قلب منور نہو اگرچہ ظاہر میں حلال ہو مگر فی الواقع حلال نہیں بلکہ اُس میں کوئی باطنی صفت حرمت کی ضرور ہے گو ہمیں معلوم نہ ہو۔

علم و حکمت زاید از لقمۂ حلال — عشق و رقت زاید از لقمۂ حلال

ترجمہ: علم و حکمت ہے فقط اکل حلال — عشق و رقت ہے فقط اکل حلال

چون ز لقمہ تو حسد بینی و دام — جہل و غفلت زاید آن را دان حرام

ترجمہ: ہو جو لقمہ باعث مکر و حسد — ہے حرام اے جاہل نامستند

شرح: دام یعنے مکر دنیوی ہے یعنی جس لقمہ کا نتیجہ مکر و حسد ہو اُس سے جہل و غفلت پیدا ہو گی تو اُسے حرام سمجھ اور لقمہ حلال علم و حکمت اور عشق الٰہی پیدا کرنے والا ہے کیونکہ ہر برتن میں سے وہی چیز نکلتی ہے جو اُس میں ہو۔

ہیچ گندم کاری و جو بر دہد — دیدۂ اسپے کہ کرہ خر دہد

ترجمہ: تخم گندم جو نکالے یہ محال — بچہ خر اسپ سے ہو کیا مجال

شرح: یعنی یہ نہیں ہو سکتا کہ کوئی شخص گیہوں بوئے اور زمین سے جو نکلیں یا گھوڑی سے گدہی کا بچہ پیدا ہو مطلب یہ کہ لقمہ حلال کے آثار بُرے اور لقمہ حرام کے آثار اچھے نہیں ہو سکتے لقمہ حلال بمنزلہ گندم یا اسپ ہے اُس سے جو یا گدہی کا بچہ پیدا ہو یہ سمجھ میں نہیں آتا علیٰ ہذا القیاس لقمہ حرام جو یا گدہے کے مانند ہے اُس سے گیہوں یا گھوڑے کا بچہ پیدا نہیں ہوتا۔ حرام کے لقمہ کہانے والے نیک کاموں سے الگ رہتے ہیں۔ اور حلال کے لقمہ کہانے والے بُرائیوں کے پاس نہیں جاتے نیک کاری اور بدکاری حلال اور حرام کے لقمہ کہانے والوں کی علامت ہے اور یہ شعر مضمون سابق کی ایک مثال ہے۔

لقمہ تخم ست و برش اندیشہا — لقمہ بحر و گوہرش اندیشہا

ترجمہ: لقمہ ہے تخم اور اُس کا بر ہے فکر — لقمہ اک دریا ہے اور گوہر ہے فکر

شرح: اسی مضمون کی دوسری مثال ہے اور اندیشہ بمعنے فکر اور بر بمعنے ثمرہ و نتیجہ یعنی لقمہ کی مثال ایسی ہے جیسا کسی چیز کا تخم اور اُس تخم کا پہل افکار ہیں اگر آدمی لقمہ کہانے کے بعد نیکیوں کے فکر میں رہیگا تو معلوم ہو جائیگا کہ اس نے حلال کا لقمہ کہایا تہا۔ اور اگر بدیوں کی فکر میں رہیگا تو اس لقمہ کے حرام ہونے میں شک نہیں۔ یا لقمہ دریا کے مانند ہے اگر کہانے کے بعد نیکیوں کا فکر ہے تو اچھے موتی ہاتھ لگیں گے اور اگر بدیوں کی تدبیریں ہیں تو جھوٹے موتی ملیں گے غرضکہ اعمال نیک و بد لقمہ حرام و حلال کی سچی علامت ہے۔

زاید از لقمۂ حلال اندر دہان — میل خدمت عزم رفتن آن جہان

ترجمہ: پاک ہی لقمہ سے ہوتا ہے قوی — میل خدمت اور عزم معنوی

زاید از لقمہ حلال اے مہ حضور — در دلِ پاک تو و در دیدہ نور

ترجمہ: پاک ہی لقمہ سے ملتا ہے حضور — پاک دل کو نور اور آنکھون کو نور

شرح یعنے حلال کے لقمہ سے میل خدمت رغبت عبادت) اور عزم سفر آخرت یا معراج معنوی نصیب ہوتی ہے اور اسی سے حضور قلب اور دل و دیدہ کو نور حاصل ہوتا ہے اے مہ سے مخاطب مراد ہے جسکو چاند کہا گیا ہے

این سخن پایان ندارد اے کیا — بحث بازرگان و طوطی کن بیا

ترجمہ: چھوڑ دے ہے یہ سخن بے انتہا — قصۂ طوطی و سوداگر سُنا

شرح- کیا- بمعنے پاکیزہ وشخص بزرگ ہے یعنے ایمخاطب بزرگ ہم اب بھیر طوطی وسوداگر کی داستان کی طرف آتے ہیں

باز گفتن بازرگان با طوطی آنچہ در ہندوستان دیدہ بود

ترجمہ: سوداگر کا اپنی طوطی سے ہندوستان کا قصہ بیان کرنا

کرد بازرگان تجارت را تمام — باز آمد سوئے منزل شادکام

ترجمہ: کرکے سوداگر تجارت کو تمام — گھر کی جانب آگیا پھر شادکام

ہر غلامے را بیاورد ارمغان — ہر کنیزک را بہ بخشید او نشان

ترجمہ: لے کے آیا ارمغان سب ارگان — ہر کنیزک کو دیا اُس نے نشان

شرح- نشان علم فوج و فرمان مگر یہان بمعنے عطا دیادگار ہے جس کو نشانی کہتے ہیں یعنے سوغات وتحفہ۔

گفت طوطی ارمغان بندہ کو — آنچہ دیدی آنچہ گفتی باز گو

ترجمہ: پھر کہا طوطی نے مجھکو سب بتا — تونے کیا دیکھا وہان اور کیا کہا

گفت نے من خود پشیمانم ازان — دست خود خایان و انگشتان گزان

ترجمہ: بولا وہ میں ہون پشیمان میری جان — کاٹتاہون آپ اپنی انگلیان

کہ چرا پیغام خامے از گزاف — بردم از بیدانشی و از نشاف

ترجمہ: لے گیا میں کس لئے پیغام خام — تھی مری دیوانگی میرا پیام

شرح نشاف بمعنے جنون و دیوانگی وخبط یعنے سوداگر نے کہا کہ اے طوطی تو اپنے پیام وسلام کی بابت کچھ مت پوچھ میں ترا پیام دیکر سخت پشیمان ہون- میں اس کو اپنی دیوانگی خیال کرتاہون کہ اس پیام سے ایک بے گناہ کی جان گئی کاش میں تیرا پیام نہ پہنچاتا تو ایک بے زبان کا خون اپنے ذمہ نہ لیتا۔

گفت اے خواجہ پشیمانی ز چیست | چیست این کین خشم و غم را مقتضی ست

ترجمہ: بول اٹھا طوطی پشیمانی ہے کیوں | غصہ و غم سے پریشانی ہے کیون

گفت گفتم آن شکایتہائے تو | با گروہ طوطیان ہمتائے تو

ترجمہ: یہ کہا تاجر نے جب تیرا بیان | کرچکا میں طوطیوں سے میری جان

آن یکے طوطی ز دردت بوئے برد | زہرہ اش بدرید و لرزید و بمرد

ترجمہ: سُنکے اک طوطی ستم یہ کر گیا | پھٹ گیا پتہ لرز کر مرگیا

شرح یعنی جب وہ سوداگر ہندوستان سے واپس آیا تو حسب وعدہ تمام لونڈی غلاموں کو اُن کی فرمائشیں دیں طوطی نے اپنی سوغات مانگی تاجر نے کہا کہ مجھسے اپنی سوغات کی بابت کچہ نہ پوچھ۔ میں تیرا پیغام پہنچا کر پچھتا رہا ہوں۔ کیونکہ جب میں نے طوطیوں کے ایک جھلڑ سے ہندوستان پہنچکر تیرا حال کہا تو اُن میں سے ایک طوطی جو تیرا نہایت ہمدرد اور تیرے قید ہونے سے بحد غمگین تہا پتہ پھاڑ کر مر رہا مجھے اس بے گناہ کے مرجانے سے پشیمانی ہی

من پشیمان گشتم این گفتن چہ بود | لیک چون گفتم پشیمانی چہ سود

ترجمہ: میں پشیمان ہون کہ ایسا کیون کہا | لیکن اب ہوتا ہے کیا جب کہہ چکا

نکتہ کان جست ناگہ از زبان | ہمچو تیرے دان کہ جست آن از کمان

ترجمہ: بات جو نکلی زبان سے تیر ہے | تیر کے پھرنے کی کیا تدبیر ہے

شرح۔ یہ شعر تاجر اور مولانا دونون کا مقولہ ہوسکتا ہے یعنے سوداگر کہہ رہا ہے کہ میں اپنے کہے سے پشیمان ہون لیکن جب کہہ چکا تو پشیمانی عبث کیونکہ مُنہ کی نکلی ہوئی بات ایک ایسا تیر ہے جو کمان میں واپس ہنیں آسکتا۔

وانگردد از رہ آن تیر اے پسر | بند باید کرد سیلے را ز سر

ترجمہ: تیرے رستے سے پلٹا ہے کہیں | بند کر اول سے سیل اے ہمنشیں

چون گذشت از سر جہانے را گرفت | گر جہان ویران کند نبود شگفت

ترجمہ: سر سے گذریگی تو ڈوبے گا جہان | کیا عجب ویران ہو عالم میری جان

شرح۔ ز سر۔ بمعنے از ابتدا۔ اور سیل پانی کی رَو کو کہتے ہیں یعنے زبان سے نکلی ہوئی بات سیل کی مانند ہے جب ابتدائی حالت سے گزر گئی تو سارے جہان کو ہلاک کر دے گی۔ علےٰ ہذا القیاس زبان کو اوّل ہی روکنا چاہیئے۔ ورنہ بعض بات انجام کار ہلاکت اور فساد عظیم کا باعث ہو جاتی ہے۔

فعل را در غیب اثرہا زادنی ست | وان موالیدش بحکم خلق نیست

ترجمہ	غیب میں فعلوں کا ہوتا ہے اثر	حکم خلقت سے نہیں ہے یہ مگر

شرح - یہاں سے مولانا قدس سرہ نے اک بڑے نکتہ کی بات کی تمہید شروع کی ہے یعنی تاجر نے طوطی کے مرجانے کو اپنا فعل کہا ہے حالانکہ یہ خدا کا فعل تہا - علیٰ ہذا القیاس دیگر تمام افعال کا حال ہے یہاں یہ شبہ پڑتا ہے کہ کفر اور قتل اور زنا و دیگر محرمات کے سبب بندہ قابل عذاب کیوں ہوتا ہے ان اشعار میں اس شبہ کا جواب دیا گیا ہے اور مطلب شعر یہ ہے کہ جو فعل آدمی سے صادر ہوتا ہے عالم غیب میں اُس کا اثر یعنے نتیجہ ضرور مرتب ہوتا ہے اگر فعل نیک ہے تو نتیجہ بھی نیک ہی ہوگا اور اگر بد ہے تو نتیجہ بھی بد ہے بلکہ یہ سمجھیے کہ وہی فعل اچھی یا بُری صورت میں متصوّر ہو جاتا ہے مثلاً طاعات وعبادات جنت اور حُور و قصور کی صورت میں اور معاصی و فسق و کفر دوزخ اور نار و مار کی صورت میں - ہر مکلّف اپنے افعال سے یا ثواب حاصل کریگا یا معذب ہوگا - کیونکہ الدنیا مزرعۃ الآخرہ - دنیا آخرت کی کھیتی ہے اور حدیث میں ہے کہ حفت الجنۃ بالمکارہ وحفت النار بالشہوات یعنے جنت مشقت کی چیزوں سے اور دوزخ خواہشوں کی چیزوں سے ڈہانکی گئی ہے بس تو ہر فعل کا نتیجہ کرنے والے کو ضرور ملیگا - ورنہ عدالت خداوندی کے معنے صادق نہیں آتے دوسرے مصرع میں موالید جمع مولود بمعنے فرزندان ہے - جس سے بندوں کے افعال اور اُن کے نتیجے مراد ہیں مطلب یہ کہ گو ہمارے افعال کے نتیجے عالم غیب میں ضرور پیدا ہوتے ہیں لیکن افعال بھی اور اُن کے نتیجے بھی محکوم خلق نہیں ہیں بلکہ خدا کے حکم سے پیدا ہوتے ہیں - کیونکہ بندہ خالق افعال نہیں ہے - لفظ موالیدش میں ضمیر شین فعل کی طرف راجع ہے -

	بے شریکے جملہ مخلوق خداست	آن موالید ارچہ نسبت شان بماست
ترجمہ	سب یہ بے شرکت ہیں مخلوق خدا	ان کی نسبت گو نہیں ہم سے جدا

شرح یعنی یہ موالید وافعال اور ان کے نتیجہ اگو ہماری طرف منسوب ہیں - لیکن فی الواقع ان کا خالق اللہ وحدہ لاشریک ہے - مگر چونکہ ہر شخص اپنے افعال کا نتیجہ خوب جانتا ہے اس لئے افعال کی طرح نتیجے بھی اُسی کی طرف منسوب ہیں -

	زید پرانید تیرے سوئے عمر	عمر را بگرفت تیرش ہمچو نمر
ترجمہ	زید نے اک تیر پھینکا سوئے عمر	اُس نے زخمی کر دیا مانند نمر
	مدت سالے ہمے زائید درد	دردہا را آفریدہ حق نہ مرد
ترجمہ	ایک مدت تک رہا گو رنج درد	درد کا خالق نہیں لیکن وہ مرد

شرح - یہ قطعہ مضمون سابق کی مثال ہے بطور تفہیم اور نمر عربی میں چیتے کو کہتے ہیں اور زید و عمر فرضی نام ہیں یعنے فرض کیجیے کہ زید نے عمر کے تیر مارا اور اس تیر نے عمر کو چیتے کی طرح زخمی کر دیا اُس بیچارہ کو ایک مدت تک تکلیف رہی - درد رہا تو اس درد کا پیدا کرنے والا خدا ہے زید نہیں - لیکن چونکہ تیر مارنے والا زید تہا اسلئے اس کا نتیجہ یعنے قتل اور عمر کا مرجانا بہی اُسی کی طرف منسوب ہوگا - اور زید کو قاتل کہینگے -

	عمر زاں ماند در درد و جل	دردہا میزاید آنجا تا اجل

ترجمہ　یا اجل وہ درد سے دایم رہا　　درد فرقت مرگ تک قایم رہا

شرح یعنے انتہا یہ ہوئی کہ گو عمر درد و مصیبت کی دلدل میں پھنسکر مرگیا تاہم درد کا خالق خدا ہے زید نہیں بعض نسخوں میں پہلا مصرع اس طرح ہے۔ زید رامی آندم ارمرد از دجل۔ رامی تیر انداز اور دجل بمعنے خوف ہے۔ اس صورت میں شعر کے یہ معنے ہیں کہ اگر زید جس نے تیر مارا تہا ہلاکتِ عمر کے خوف سے خود ہی مرگیا۔ تو عمر کو تادم مرگ دو طرح کا رنج رہیگا۔ ایک اپنے زخم کا۔ دوسرے زید کے مرنیکا اور گو اس حالت میں زید کا مرجانا عمر کا فعل مخلوق ہنیں ہے لیکن چونکہ اُس کی موت کے خوف سے واقع ہوا ہے اس لئے عمر ہی کی طرف منسوب ہوگا۔

زان مواليدِ وجع چون مرد او　　زید را زاول سبب قتال گو

ترجمہ　عمر گو اس درد دُکہ کا صید ہے　　لیکن اے نادان قاتل زید ہے

شرح یعنی گو عمر نتیجۂ درد سے مرا ہے لیکن چونکہ زید تیر مارنے سے اس درد کا ظاہری سبب بنگیا ہے اس لئے اسی کو قاتل کہینگے اور اسی سے قصاص لیا جائے گا۔ کیونکہ گو فعل قتل کا خالق خدا ہے مگر کاسب زید ہے۔

آن وجع ہا را بدو منسوب دار　　گرچہ ہست آنجملہ صنعِ کردگار

ترجمہ　درد ہے اُس کا دیا اے ہوشیار　　گرچہ یہ سب کچہ ہے فعل کردگار

شرح۔ وجع بفتحتین بمعنے درد یعنی چونکہ تیر پہینکنا زید کی طرف منسوب تہا اور اوّل اوّل درد پہنچانے کا باعث وہی ہوا ہے۔ اسلئے درد کا نتیجہ یعنی عمر کا مرجانا بھی اُسیکی طرف منسوب ہوگا کیونکہ تمام افعال اور اُن کے نتایج کا خالق اللہ تعالےٰ ہے مگر بندوں کو جزا سزا اس لئے دی جاتی ہے کہ وہ اپنے اختیار سے مرتکب نیک و بد ہوتے ہیں۔ نتیجہ یہ کہ آدمی کو چاہیئے ایسی بات ہرگز نہ کرے جو تیر کی طرح دوسروں کے جا لگے۔ اس سے اُس کو ضرر پہنچیگا اور یہ ضرر اگرچہ مخلوق الٰہی ہے لیکن کہنے والے ہی کی جانب منسوب ہوگا۔ یہی سبب تہا کہ سوداگر نے مرگ طوطی کو اپنا فعل کہا ہے اور اس سے پشیمان ہوا ہے کیونکہ گنہگار ضرور پشیمان ہوا کرتا ہے۔

ہمچنین کسب و دم و دام و جماع　　آن موالیدست حق را مستطاع

ترجمہ　یہ جماع و کسب و دام و دم جمیع　　سب کے سب مخلوق حق ہیں اور مطیع

شرح یعنے جس طرح زید کے تیر مارنے کی ایک مثال ہم بیان کر آئے ہیں۔ اسی پر اور افعال کو خیال کر لینا چاہیئے مثلاً کسب کہانا کمانا یا دم سانس لینا یا دام کسی چیز کے حاصل کرنے کے لئے جال بچہانا یا جماع غرضیکہ تمام افعال خدا کی مخلوق اور اُس کے فرماں بردار ہیں مگر چونکہ بندے کاسب ہیں اس لئے جزا و سزا دیجاتی ہے افعال کو خدا سے بھی تعلق ہے اور بندوں سے بھی اُس کی مخلوق ہیں اس کے کمائے ہوئے ہیں مستطاع بمعنے فرمانبردار و مطیع بعض نسخوں میں کسب و دم کی جگہ کشت و دم ہے کشت بمعنے کہیتی کرنا اور دم غلّہ وغیرہ کا اُڑانا ہے۔

بستہ در ہائے موالید از سبب　　چون پشیمان شد ولی از دستِ رب

ترجمہ　بند کر دیتا ہے در ہائے سبب　　ہے ولی میں طاقت توفیق رب

شرح یعنے جس وقت ولی اس بات سے پشیمان ہوتا ہے کہ سبب سے مسبب یعنے نتیجہ پیدا نہ ہو۔ یعنے اعمال سئیہ کی جزا سئیہ نہ ہو یا اعمال حسنہ غیر مقبولہ کا نتیجہ برائی نہ ہو۔ تو اسباب کو نتایج پیدا کرنے سے روکدیتا ہے۔ اور یہ قدرت اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہے یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِہِمْ حَسَنٰتٍ کے یہی معنی ہیں یعنے اللہ تعالےٰ اُن کی سئیات کو (جو سبب ہے) جزا اور نتیجہ سئیات سے (جو مسبب ہے) روکدیتا ہے اور حسنات سے بدلدیتا ہے بعض نے پشیمان شد کے معنے بلا حضور کے لئے ہیں۔ یعنے جب ولی بلا حضور ہو جاتا ہے جو صوفیہ کے نزدیک گناہ ہے تو اس عدم حضور کے نتیجہ یعنے جزائے سئیہ کو اپنے نفس پر مرتب نہیں ہونے دیتا از دست رب لفظ بستہ کے متعلق ہے۔

	اولیا راہست قدرت از الٰہ		تیر جستہ باز آرندش براہ	
ترجمہ	ہے ولی میں یہ صفت دادِ الٰہ		تیر پھیر آتا ہے جس سے سوئے راہ	

شرح۔ آرندش میں ضمیر شین تیر کی طرف راجع ہے اور مطلب یہ ہے کہ بات کا منہ سے نکلکر واپس آنا ایسا مشکل ہے جیسا کمان سے نکلکر تیر کا واپس آنا مگر اولیاء اللہ میں قدرت ہے کہ بات کے اثر کو روک لیتے ہیں۔ سبب کو مسبب تک نہیں پہنچنے دیتے افعال و اقوال سے تاثیر کو چھین لیتے ہیں۔ یہ ممکن ہے کہ وہ کسی کے تیر ماریں مگر جس کے لگا ہے وہ ہرگز زخمی نہ ہو۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ولی کی دعا سے مطلقاً اشیاء کا اثر زائل ہو جائے یہ اولیا کی کرامت ہے۔ لیکن یہ یاد رہے کہ قضاء مبرم کسی نبی یا ولی کی دعا سے نہیں ٹل سکتی۔

	گفتہ ناگفتہ کند از فتح باب		تا از ان نے سیخ سوزد نے کباب	
ترجمہ	گفتہ ناگفتہ ہے اُن کے روبرو		ہے کباب و سیخ برجا مو بمو	

شرح۔ یعنی ولی قدرت حق سے اپنے کہے کو ان کہا اور گفتہ کو ناگفتہ کر دیتا ہے کیونکہ اُس پر غیب کا دروازہ کھلا ہوا ہے یعنے واقف اسرار ہے اس سے کسی سیخ یا کباب (بُرے یا بھلے) کو تکلیف نہیں پہنچتی۔ اس شعر کے معنے دو طرح ہیں اول یہ کہ اگر ولی کی زبان سے کسی بُرے یا بھلے شخص کے نسبت کوئی بُرا کلمہ نکل جاتا ہے تو وہ ازراہ کسر نفسی فی الفور معافی مانگ لیتا ہے۔ اس لئے گفتہ ناگفتہ کے مانند ہو جاتا ہے دوم یہ کہ ولی اپنے خداداد تصرف سے کلمہ بد کے اثر کو دل تک نہیں پہنچنے دیتا یا سرے سے اُس کلمے ہی کو سامع کے دل سے بھلا دیتا ہے۔ قرآن مجید میں آیت ہے مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْہِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ یعنے کوئی قول ایسا نہیں کہ انسان کی زبان سے نکلے مگر اللہ تعالےٰ کی طرف سے اُس پر ایک نگہبان مقرر ہے کہ اُس کو نگاہ رکھتا ہے۔ لیکن ولی اس قول کو محو کر دیتا ہے یعنے ذات قول تو محو نہیں ہوتی بلکہ اُس کی صفت یعنے قباحت محو ہو جاتی ہے اور اُس کا نتیجہ یعنے جزائے بد اُس پر مرتب نہیں ہوتا۔ اس لئے گفتہ ناگفتہ ہو جاتا ہے اور اس صورت میں سیخ بھی برجا رہتی ہے یعنے آیت مذکورہ کے معنے بھی قائم رہتے ہیں۔ اور کباب بھی نہیں جلتا یعنے عذاب بھی قائل پر مرتب نہیں ہوتا۔

	از ہمہ دلہا کہ آن نکتہ شنید		آن سخن را کرد محو و ناپدید	
ترجمہ	ہر ولی جب واقف اسرار ہے		محو کر دینے کا بھی مختار ہے	

شرح یعنے ولی مخلوق کے چھپے افعال اور اسرار سے واقف ہوتا ہے اور جو ایسا شخص ہو وہ مخلوق کے اقوال

وافعال مٹانے پر بھی قادر ہوتا ہے - جس سے چاہے نیک باتوں کی توفیق زائل کردے اور جسکی ہمت کو چاہے گناہوں کی طرف لگادے - اُس میں یہ قدرت ہے کہ ایمان والوں کے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دے اور منکرین کی نیکیوں کو بالکل معدوم کردے یا شعر کے یہ معنے ہیں کہ ولی اپنی زبان سے نکلے ہوئے کلمے کے اثر کو زائل کرسکتا ہے - اور یہ سب کچھ عطار خداوندی اور اُس کی دی ہوئی کرامت ہے

	گر ترا برہان باید و حجت مہا	از نبی خوان آیۂ اَو نُنسِہا
ترجمہ	چاہئے حجت جو بہر مدعا	صاف ہے قرآن میں او ننسہا

شرح - یعنی اگر تجھے اسمیں شک ہے کہ ولی کلمات نیک و بد کے اثر کو مخلوق کے دلوں سے مٹا نہیں سکتا - تو ہم قرآن شریف کی آیت سے اپنا مدعا ثابت کرتے ہیں - اللہ تعالے فرماتا ہے مَا نَنسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا أَوْ مِثْلِهَا - یعنی بعض آیتوں کو ہم منسوخ کردیتے ہیں - اس طرح کہ لفظ باقی رہتے ہیں - اور حکم منسوخ ہوتا ہے - یا یہ کہ بالکل بھلا دیتے ہیں یعنی تلاوت اور لفظ کو بھی منسوخ کردیتے ہیں تو اُسکی جگہ اُس سے بہتر یا اُسی کے مانند اور آیت نازل کردیتے ہیں - نسخ بمعنے نسخ حکم ہے اور انسار بمعنے نسخ تلاوت - یہ آیت مولانا کے مدعا پر اسطرح دلیل ہوسکتی ہے کہ جب اللہ تعالے آیتوں اور احکام کے منسوخ اور تبدیل کرنے پر قادر ہے تو اس بات پر بھی قادر ہے - کہ انبیا اور اولیا کے ہاتھوں سے جس طرح چاہے مخلوق میں تصرف فرمائے کیونکہ یہ لوگ متخلق باخلاق اللہ ہیں - خدا ان سے اپنے کام لیتا ہے - خدا نے اپنے اولیا میں اپنی صفتیں پیدا کردی ہیں -

	آیۂ اَنسَوکُم ذِکری بخوان	قوت نسیان نہادن شان بدان
ترجمہ	لفظ انسوکم ہے صاف آیت کو دیکھ	اولیار اللہ کی قوت کو دیکھ

شرح - پچھلی آیت میں اللہ تعالے نے آیات و کلمات بُھلانے کی صفت کو اپنی طرف منسوب کیا تھا - گو بطور خلیفۂ برحق ہونے کے انبیا و اولیا کی طرف بھی یہ صفت منسوب ہے مگر شاید سامع کو کچھ شبہ رہگیا ہو - اس لئے اُسی مضمون کی دوسری آیت لانی پڑی جس میں بُھلانے یا کسی چیز کے مٹا دینے کی صفت کو بالتصریح اولیار اللہ کی طرف منسوب کیا گیا ہے وہ آیت یہ ہے إِنَّهُ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْ عِبَادِي يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ فَاتَّخَذْتُمُوهُمْ سِخْرِيًّا حَتَّىٰ أَنسَوْكُمْ ذِكْرِي وَكُنتُم مِّنْهُمْ تَضْحَكُونَ - یعنے میرے خاص بندوں کا ایک گروہ یوں کہا کرتا تھا کہ اے رب ہم ایمان لائے تو ہمیں بخش اور ہم پر رحم کر بس اے جہنمیو تم نے اُنہیں ہنسی میں اُڑایا یہاں تک کہ اُنہوں نے تمہارے لئے سے میری یاد کو بُھلا دیا - اس آیت میں وجہ استدلال یہ ہے کہ کفار و منکر جو خدا کے خاص اور کامل بندوں سے تمسخر کرتے تھے اور اپنے طریقے کا ذکر حق بھی کیا کیا کرتے تھے اس ذکر کو اولیار اللہ نے اُن کے دل سے بُھلا دیا اور گفتہ کو ناگفتہ کر دیا یعنے ذکر آلہی کا اثر سلب کردیا اور وہ جہنمی کے جہنمی رہے دیکھ لیجئے اس آیت میں بُھلا دینے کے فعل کو اولیا کی طرف منسوب کیا گیا ہے اور اس سے صریح ثابت ہوتا ہے کہ اولیار اللہ میں مخلوقات پر تصرف کرنے کی بہت بڑی طاقت ہے اور اس کا منکر منکر اسرار قرآن ہے -

چون بتذکیر و بہ نسیان قادر اند	بر ہمہ دلہائے خلقان قاہر اند

ترجمہ	یاد اور نسیان پر قادر ہیں وہ		خاطر مخلوق پر قاہر ہیں وہ

شرح - یعنی کچھ بھی بات نہیں کہ اولیاء اللہ صرف کلمات کا اثر زائل کرنے اُن کو دل سے بُھلا دیتے توفیق طاعت یا کرامت وغیرہ چھین لینے پر قادر ہیں بلکہ وہ ایمان اور خدا کے یاد دلانے اور قوت کرامت عطا کرنے اور نیک رستوں پر لگانے کی بھی قدرت رکھتے ہیں - کیونکہ اُنکا تصرف تمام صفتوں میں عام ہے تذکیر (بھولی ہوئی باتوں کا یاد دلا دینا اور نسیان یاد کی ہوئی باتوں کا بُھلا دینا) دونو باتیں اولیاء اللہ کے قبضہ میں ہیں -

	چون بنسیان بست او راہ نظر		کار نتوان کرد ور باشد ہنر
ترجمہ	باندہ دی ہے اُس نے نسیاں سے نظر		کام ہوسکتا نہیں گو ہو ہُنر

شرح یعنے جب ولی نے کسی کی نظر یا فکر کو اپنے نسیان دینے اُس قوت سے جو اعمال کی مٹانیوالی ہے متعلق کردیا تو وہ شخص کوئی نیک کام نہیں کرسکتا - یا یہ کہ جب ولی نے اپنی قوت مذکورہ کے باعث کسی کی نظر کا رستہ بند کردیا تو اُس کو اعمال نیک ہرگز نہ سوجھینگے - اور وہ کار نیک ہرگز نہ کرسکیگا - چنانچہ پچھلی آیت سے معلوم ہوگیا ہے کہ عباد اللہ یعنی اولیاء اللہ نے استہزا کے سبب کفار کے اعمال نیک کو مٹا دیا ہے بعض نسخون میں نسیان کی جگہ عصیان بھی ہے - یعنے ولی نے جب کسی کی نظر کو از راہ عتاب معاصی سے متعلق کردیا تو نیک کام نہ ہوسکینگے - کیونکہ اللہ نے اُن کو قدرت دی ہے کہ مخلوق میں جس طرح چاہیں تصرف کریں جسکو چاہیں ہدایت دین - اور جسکو چاہیں گمراہ کرین - لیکن ہم پھر کہے دیتے ہیں - کہ یہ صرف اولیا کی کرامت ہے خدائی نہیں ہے -

	خلتمو سخریۃ اہل السمو		از نبی خوانید تا انسوکمو
ترجمہ	تم نے کی اُن سے ہنسی اہل سمو		آؤ دیکھو آیت انسوکمو

شرح - اہل السمو - اہل علو و تعلی یعنے دنیوی مال و جاہ پر متکبر یہ قیامت کے دن کفار کو خطاب ہوگا - یعنی اے متکبر کافرو تم نے دنیا میں غریب مومنوں کو ہنسی میں اُڑایا تھا - اس لیئے اُنہوں نے خدا کی دی ہوئی قوت سے تمہارے نیک عملوں (صدقات و خیرات) کا ثواب تم سے بُھلا دیا یعنے سلب کرلیا - اسی واسطے کسی درویش صفت مومن کو ستانا جائز نہیں کیونکہ حدیث قدسی میں آچکا ہے کہ ولی کا ستانیوالا گویا خدا سے جنگ کررہا ہے -

	صاحب دہ بادشاہ جسمہاست		صاحب دل شاہ دلہائے شماست
ترجمہ	ملک والا ہے فقط شاہ بدن		اہل دل ہے شاہ دلہائے زمن

شرح یعنے بادشاہ دنیوی فقط جسموں پر حکومت رکھتے ہیں - کسی کو پھانسی دیدی کسی کو رہا کردیا کسی کو گرفتار کرلیا دلوں پر حکومت نہیں رکھتے یعنے اُن کا قبضہ اندرونی اوصاف پر نہیں ہوسکتا یہ بات صاحب دل عارف کو میسر ہے کہ وہ مخلوق کے دلوں پر تصرف رکھتا ہے - اور نیک و بد اوصاف کا ازالہ کرسکتا ہے -

	فرع دید آمد عمل بیشی شک		پس نباشد مردم الا مردمک
ترجمہ	فرع بینش ہے عمل بے شبہ و شک		ہیچ ہے مردم نہ ہو گر مردمک

شرح دید سے عرفان اور عمل سے تصرف در مخلوقات یا اعمال شرعیہ مراد ہیں۔ یعنی ایسے اعمالِ شرعیہ جن سے قرب الٰہی حاصل ہو یا تصرف در مخلوق یہ دونو چیزیں عرفان کی شاخ ہیں اگر عرفان نہیں تو اعمال شرعیہ کا نتیجہ اچھا نہیں ہوتا اور نہ کوئی شخص مخلوق پر تصرف کر سکتا ہے حدیث اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ میں لفظ نیات سے بعض محققین نے عرفان مراد لیا ہے پس تو انسان وہی ہے جو صاحب عرفان ہو۔ ایسا شخص آنکھ کی پتلی کے مانند ہے کیونکہ اُس کو دید حق حاصل ہے۔

	مردمش چون مردمک دیدند خرد	در بزرگی مردمک کس رہ نبرد
ترجمہ	جانتے ہیں آدمی اُسکو ذلیل	اور پتلی ہے بڑی شے اے خلیل

شرح یعنے آنکھ کی پتلی ظاہر میں چھوٹی سی چیز نظر آتی ہے مگر باعتبار صفت بہت بڑی چیز ہے علی ہذا القیاس اولیاء اللہ کو باعتبار ظاہر لوگ حقیر جانتے ہیں۔ مگر اُن کے باطنی مرتبہ کو نہیں پہچانتے۔

	من تمام این را نیارم گفت از آن	منع می آید ز صاحب مرکزان
ترجمہ	شرح اس کی کر نہیں سکتا تمام	منع کرتے ہیں مجھے اہل مقام

شرح صاحب مرکز یعنے صاحب مقام یعنی اولیاء اللہ بطور الہام باطنی مجکو شرح احوال ولی سے منع کرتے ہیں۔ کیونکہ لَوْظَهَرَتِ الْحَقَائِقُ لَبَطَلَتِ الشَّرَائِعُ یعنی اگر اسرار ظاہر کردئے جائیں تو لوگ شریعتوں پر عمل کرنا چھوڑ دین اسلئے ہم اولیاء اللہ کی پوری حقیقت بیان کرنی مناسب نہیں سمجھتے۔

	چون فراموشی خلق و یادِ شان	با وے ست و میرسد فریادِ شان
ترجمہ	اس سے ہے نسیان خلق و یاد خلق	سن لیا کرتا ہے وہ فریاد خلق
	صد ہزاران نیک و بد را آن بہی	میکند ہر دم ز دلہا شان تہی
ترجمہ	نیکیون بدیون کو وہ روشن صفات	خالی کر لیتا ہے اے فرخندہ ذات

شرح۔ یہ دونو شعر بطور قطعہ بند ہیں اور پہلے شعر میں ضمیر وے اگر اللہ تعالےٰ کی طرف راجع ہے تو یہان سے قدرت خداوندی کا بیان شروع ہوا ہے اور اگر ولی کی طرف راجع ہے تو مضمون سابق کا تتمہ ہے یعنے جب کہ خلقت کی فراموشی یعنے اُن کے اعمال کا سلب اور یاد یعنے تبدیل سیٔات بالحسنات اللہ تعالےٰ یا اُس کے خلیفۂ برحق (ولی کامل) کیساتھ متعلق ہے اور وہ اُنکی فریاد کو پہنچتا ہے (کیونکہ تبدیل سیٔات مومنین وسلب اعمال منکرین گویا مخلوق کی فریاد رسی ہے۔) تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ولی با فروغ یا اللہ تعالےٰ بہت سی نیکیوں کو کافروں اور بدیوں کو مومنوں کے دلوں سے خالی کر دیتا ہے اور مومنوں کے دلوں کو نیکیوں اور کافروں کے دلوں کو بدیوں سے بھر دیتا ہے ہاں اتنا فرق ہے کہ اُن کو سچے موتیوں سے بھرتا ہے اور ان کو جھوٹے سے لفظ بہی بفتح بار موحدہ عربی لفظ ہے یعنے تابان و خوب و زیبا اور اگر یہ بکسر با فارسی لفظ ہے تو یعنے نیکو کاری و بہتری و صحت و ترقی دولت ہے اس لفظ سے اللہ تعالےٰ اور ولی دونو مراد ہیں۔

	روز دلہا را ازان پُر میکند	آن صدف ہا را پُراز دُر میکند
ترجمہ	وہ دلوں کو روز کردیتا ہے پُر	سیپیوں میں روز بھردیتا ہے دُر

شرح یعنی اللہ تعالیٰ یا دلی روز مومنوں کے دلوں کو نیکیوں اور کافروں کے دلوں کو بدیوں سے بھر دیتا ہے ایک سیپی سچے موتیوں سے بھری جاتی ہے ایک جھوٹے سے یہ شعر مضمون سابق کا تتمہ ہے بطور مثال ۔

	آن ہمہ اندیشۂ پیشا ہنا	بشناسند از ہدایت جا ہنا
ترجمہ	روح نے بھیجے کئے ہیں یہاں عمل	حشر میں پہچان لے گی بے خلل

شرح پچھلے اشعار میں یہ بیان ہوچکا ہے کہ افعال کے اچھے برے نتیجے یا خود اعمال عذاب و ثواب کی صورت میں ہر شخص کے سامنے آجائینگے۔ ان اشعار میں اسی مضمون کی توضیح ہوتی ہے۔ پیشا ہنا بمعنے پیشہا یعنے افکار اور خیالات سابقہ اور اعمال متقدمہ جو آدمی نے دنیا میں کئے ہیں اور زاد راہ عقبےٰ بنا کر آگے بھیجے ہیں روح ان تمام اعمال کو اللہ تعالےٰ کی ہدایت کے سبب قیامت کے دن پہچان لیگی۔ اسکی مثال یہ ہے۔

	پیشۂ و فرہنگ تو آید بتو	تا در اسباب بکشاید بتو
ترجمہ	خاص پیشہ پیش آتا ہے منزور	کیونکہ ہے وہ باعث زرق وسرور

شرح فرہنگ بمعنے عقل وادب سے یہاں ہنر مراد ہے یعنے آدمی جو پیشہ یا ہنر کرتا ہے وہی اُس کے پیش نظر رہتا ہے گو یا پیشہ اسباب معاش کا دروازہ ہے جسکو آدمی نظروں سے ہٹا نہیں سکتا۔ اسی طرح نیکی اور بدی بھی ایک ہنر یا پیشہ ہے جو قیامت کے دن منزور پیش نظر ہوگا۔

	پیشۂ زرگر باہن گر نشد	خوئے این خوشخو بدان منکر نشد
ترجمہ	پیشۂ زرگر کا نہیں کرتا لہار	نیک خصلت کس طرح ہو بد شعار

شرح یعنے لہار سنار کا پیشہ نہیں کرتا اور سنار لہار کے پیشے سے واقف نہیں ہوتا بلکہ ہر کارے و ہر مردے یہ ہرگز ممکن نہیں کہ سنار کی دستکاری منتقل ہوکر لہار کے ہاتھوں میں چلی جائے اسی طرح یہ بھی ناممکن ہے کہ ایک شخص کی خوشخوئی یا نیکوکاری کسی دوسرے بدخو یا بدکار آدمی میں سما سکے علیٰ ہذا القیاس یہ بھی محال ہے کہ نیکوں کے اعمال بد دل کو اور بدوں کے نیکوں کو ملنے لگیں بلکہ ہرکسی کو اپنے ہی کاموں کا بدلہ ملے گا ۔

	پیشہا و خُلقہا ہمچون جہیز	سوئے خصم آیند روز رستخیز
ترجمہ	تیرے سب افعال مانند جہیز	تیرے پاس آئینگے روز رستخیز

شرح پیشہا جمع پیشہ بمعنے اعمال و ہنر و خلق بمعنے عادت نیک و بد و جہیز بمعنے اسباب و سامان و خصم بمعنے مالک و رستخیز بمعنے قیامت یعنی تیرے اعمال اور عادتیں تیرے سامان کے مانند قیامت کے دن تیرے ہی طرف آئینگے اور تجکو اپنی نیکی بدی کا بدلہ ضرور ملے گا۔ اگر اس لفظ کو پیش ہا د خلاف ہا پڑہیں تو یہ معنے ہیں

کہ تونے جو اعمال آگے یا پیچھے بھیجے ہیں۔ قیامت میں سب تیرے سامنے آجائینگے۔

	صورتے کان بانہادت غالب ست	ہم بران تصویر حشرت واجب ست
ترجمہ	ہوگی جس صورت سے تیری زندگی	حشر کی تصویر بالکل ہے وہی

شرح - حدیث شریف میں آیا ہے کما تعیشون تموتون وکما تموتون تبعثون یعنے تم جس حالت میں زندہ رہوگے اُسی حالت میں مرد گے اور جس حالت میں مرو گے اُسی حالت میں تمہارا حشر ہوگا یہ حدیث نہایت درجہ ڈرانے والی ہے ہر شخص اپنی زندگی کے حالات پر غور کرتا رہے اور اس پر یقین رکھے کہ میری موت اور حشر اسی حالت میں ہونے والا ہے نیکوں کا انجام نیک ہے اور بدون کا بد یہ شعر اسی حدیث کا اقتباس ہے۔

	پیشہا و خلقہا از بعد خواب	واپس آید ہم بخصم خود شتاب
ترجمہ	پیشہ و عادات سب من بعد خواب	تیری جانب واپس آتے ہیں شتاب
	پیشہ و اندیشہا در وقت صبح	ہم بدان جا شد کہ بود آن حسن و قبح
ترجمہ	پیشہ و اندیشہ بیشک وقت صبح	حسن تھا تو حسن ہے اور قبح قبح

شرح یہ پہلے گذر چکا ہے کہ انسان کے اپنے کئے ہوئے اعمال قیامت کے دن سامنے آجائینگے ان شعروں میں اسی مضمون کو بطور تمثیل بیان کیا گیا ہے یعنے جس طرح دنیا میں صبح کو اٹھتے ہی اچھے برے پیشے یا نیک و بد خیالات اپنے مالکوں یا مرتکبوں کی طرف رجوع کر جاتے ہیں اور یہ ہرگز نہیں ہوتا کہ سنار کا پیشہ لہار میں یا نیک خیالات بدوں میں چلے جائیں اسی طرح صبح محشر میں تمام نیک و بد اعمال اُن کے کرنے والوں کی طرف رجوع کر جائینگے ایک کے عمل دوسرے کو نہ ملیں گے قرآن شریف میں موجود ہے اَلْیَوْمَ تُجْزٰی کُلُّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ لَا ظُلْمَ الْیَوْمَ یعنے آج کے دن ہر نفس کو اُس کے اعمال کے مطابق بدلہ دیا جائیگا اور کسی پر ظلم نہ ہوگا۔ معنوی طور پر بعد خواب سے بعد موت اور صبح سے صبح محشر مراد ہے۔

	چون کبوتر ہائے پیک از شہرہا	سوئے شہر خویش آرد بہرہا
ترجمہ	دیکھئے قاصد کبوتر کی طرف	پھر پھرا کر آگیا گھر کی طرف

شرح اسی مضمون کی دوسری مثال ہے یعنے نیک و بد اعمال قاصد کبوتر کے مانند ہیں جس طرح کبوتر سب طرف سے پھر پھرا کر اپنے گھر آجاتا ہے اسی طرح تیرے اعمال دوزخ یا جنت کی صورت بنکر تیرے سامنے آجائینگے۔

	ہر چہ بینی سوئے اصل خود رود	جزو سوئے کل خود راجع شود
ترجمہ	جاتی ہے ہر چیز بیشک سوئے اصل	دیکھنا پڑتا ہے جز کو روئے اصل

شرح یعنے نیک و بد اعمال اپنی اصل (کرنے والے) کی طرف رجوع کرتے ہیں کیونکہ ہر فعل اپنے فاعل کا ایک جزو ہے اور جزو ہمیشہ کل کی طرف رجوع کیا کرتا ہے۔ چنانچہ سوداگر کی طوطی نے اپنی اصل اور تعلیم دہندہ مکر طوطی

ہندوستان) کے فعل کی طرف رجوع کیا - یعنے جس طرح از راہ مکر وہ مرگیا تھا اسی طرح یہ بھی مرگیا - اور سوداگر کے قفس سے رہائی پائی - چنانچہ آئندہ یہی بیان شروع ہوتا ہے -

	شنیدن آن طوطی حرکت آن طوطی را و مردن و نوحہ خواجہ برو
ترجمہ	سوداگر کی طوطی کا ہندوستان کی طوطی کی حرکت کو سننا اور مرجانا اور سوداگر کا اسپر نوحہ کرنا

	چون شنید آن مرغ کان طوطی چہ کرد	ہم بلرزید و فتاد و گشت سرد
ترجمہ	طوطی تاجر نے جب قصہ سنا	کپکپایا گرکے ٹھنڈا ہوگیا

شرح یعنی سوداگر کے طوطی نے جب سوداگر ہی کی زبان سے ہندوستان کی طوطی کے مرجانے کا قصہ سنا تو لرز کر زمین پر گر پڑا اور بیدم ہوگیا تاجر نے اس کے مرنیکا یقین کرلیا حالانکہ فی الواقع نہ تو ہندوستان کا طوطی مراتہا اور نہ یہ تاجر کا طوطی مرا ہے بلکہ یہ اس طوطی کے لئے طوطئ ہندوستان کی تعلیم تھی - اور اس طرف اشارہ تہا کہ مرنے سے پہلے مرجانا نجات کا باعث ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اس طوطی کو مردہ سمجھکر سوداگر نے پنجرے سے نکالدیا - اور وہ اپنے مالک کو چند نصیحتیں کرکے اُڑگیا یہ سب حال عنقریب آنیوالا ہے -

	خواجہ چون دیدش فتادہ ہمچنین	بر جہید و زد کلہ را بر زمین
ترجمہ	اس سے تاجر کی ہوئی حالت بُری	جوش میں ٹوپی زمین پر پھینکدی
	چون بدین رنگ و بدین حالش بدید	خواجہ برجست و گریبان را درید
ترجمہ	دیکھکر یہ حال ہوکر دردناک	کرلیا سارا گریبان اس نے چاک

شرح یعنے سوداگر نے طوطی کو مردہ یقین کرکے جوش غم میں ٹوپی زمین پر دے ماری اور اپنا گریبان چاک کرلیا -

	گفت اے طوطی خوب و خوش حنین	ہے چہ بودت این چرا گشتی چنین
ترجمہ	اور کہا اے طوطیٔ بلبل نوا	ہائے تجھپر کیا بنی یہ کیا ہوا

شرح حنین بمعنے آواز ہے کلمہ تنبیہ و بمعنے افسوس ہے یہاں یہی پہلے معنے مراد ہیں -

	اے دریغا مرغ خوش آواز من	اے دریغا ہمدم و ہمراز من
ترجمہ	مرغ خوش آواز میرا ہائے ہائے	ہمدم و ہمراز میرا ہائے ہائے
	اے دریغا مرغ خوش الحان من	رُوح رُوح و روضہ رضوان من
ترجمہ	اے دریغا مرغ خوش الحان دریغ	فرحت جان روضۂ رضوان و دریغ

شرح روح - آسایش و فرحت و تازگی - بعض نسخوں میں راح روح ہے راح بمعنے شادمانی و شراب اور روضہ

رضوان (یعنے باغ بہشت) طوطی کو اس لئے کہا گیا کہ وہ سوداگر کے لئے باعث مسرت دل وجان تہا۔

	گر سلیمان را چنیں مرغے بُدے		کے دگر مشغول آن مرغان شدے
ترجمہ	اس پہ پڑتی گر سلیمانؑ کی نظر		ہان ہنوتی اُلفتِ مرغ دگر

شرح حضرت سلیمانؑ کے جانوروں سے طوطی کو بڑہا دینے کا یہ سبب ہے کہ سوداگر اس پر عاشق تہا اور عاشق خاصکر صدمہ پہنچنے کے وقت معذور ہوتا ہے ایسے وقت میں اُس کو لحاظ ادب نہیں رہتا۔

	اے دریغا مُرغ کارزان یافتم		زود روازر دے او بر تافتم
ترجمہ	حیف ہے صد حیف ایسا جانور		ہائے مجہسے چل دیا مُنہ پہیر کر

شرح یعنے افسوس ایسا جانور جو ابتدا میں بہت سستا میرے ہاتہ لگ گیا تہا اور انتہا میں اپنی خوش آوازی کے سبب نہایت قیمتی ہوگیا تہا یوں مُنہ پہیر کر چل دیا اور مجہے روتا چہوڑ گیا۔

	اے زبان تو بس زیانی مر مرا		چون توئی گویا چہ گویم مر ترا
ترجمہ	اے زبان تو ہے زیان میرے لئے		تو ہے خود گویا کہون پہر کیا تجہے

شرح یعنے چونکہ طوطی ہندوستان کی طوطی کا قصہ سُنانے کے سبب مر گیا تہا اس لئے تاجر اپنی زبان کی مذمت کرتا ہے یا یون سمجہئے کہ یہاں سے بزبان سوداگر زبان کے مضرون کے متعلق مولانا کا وعظ شروع ہوا ہے مطلب شعر یہ ہے کہ اے زبان تو میرے لئے بڑے بڑے نقصانون کا باعث ہے مگر چونکہ تو خود متکلم اور میرے بدن کا جز ہے اس لئے تجہے کیا کہون تیری ملامت کیونکر کرون تجہے نصیحت کرنا اپنے آپ کو نصیحت کرنا ہے۔

	اے زبان ہم آتش و ہم خرمنی		چند این آتش درین خرمن زنی
ترجمہ	گاہ تو خرمن ہے اور گاہے شرر		تا کجا خرمن میں آگ اے فتنہ گر

شرح یعنے اے زبان تو آگ بہی ہے کیونکہ کلمات الکفر والفسق تاکل الحسنات یعنے کفر کے کلمے اور گناہون کے متعلق باتیں کرنی نیکیوں کو زائل کردیتی ہیں جس طرح آگ خرمن کو جلا ڈالتی ہے اور اے زبان تو ذکر توحید اور کلمات نیک اور تلاوتِ قرآن کے سبب نیکیوں کا خرمن بہی ہے لیکن تیر النقصان فائدے سے زیادہ ہے کیونکہ ایک شخص مثلاً سارے دن قرآن شریف پڑہکر نیکیوں کا خرمن لگائے اور شام کے وقت کسی بے گناہ کو گالیان دے یا نحش اور بیہودہ کلمات مُنہ سے نکالے تو سارے دن کا ثواب تہوڑی دیر میں جاتا رہے گا اسی لئے مولانا دوسرے مصرع میں فرماتے ہیں کہ اے زبان تو نیکیوں کے خرمن میں بیہودہ کلمات کہکر کب تک آگ لگائے جائیگی اس سے باز رہ ورنہ میں تیری باتون کے سبب ہلاک ہوجاؤنگا۔

	در نہان جان از تو افغان میکند		گرچہ ہرچہ گوئیش آن میکند
ترجمہ	جان نہان ہے تیرے سبب نالہ کنان		گرچہ تیرا قول ہے خود قولِ جان

شرح دوسرے مصرع میں ضمیر شین ہر چہ کی طرف راجع ہے اس صورت میں یہ مطلب ہے کہ اے زبان اگرچہ جو کچھ تو کہتی ہے۔ وہ فی الواقع تو نہیں کہتی بلکہ روح کہتی ہے اور تیرا فعل (گویائی) روح کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ کیونکہ زبان میں قوت تکلم روح کے سبب پیدا ہوتی ہے لیکن باایں ہمہ روح در پردہ تجھ سے نالاں ہے۔ کیونکہ تو بعض ایسے اسرار کی غماز ہو جاتی ہے جنسے سوائے روح کے اور کوئی واقف نہیں یہ بھی ممکن ہے کہ ضمیر شین جان کی طرف راجع ہو اس وقت یہ معنے ہیں کہ اے زبان اگرچہ جان تیرا کہنا کر دیتی ہے یعنے حتی الامکان تجھے اقوال اور وعدوں میں جھوٹا نہیں ہونے دیتی مثل مشہور ہے قول مردان جان دارد۔ لیکن پھر بھی جان تیری باتوں سے نالاں رہتی ہے۔ کیونکہ تجھسے بیہودہ کلمات بھی نکلجاتے ہیں۔

	اے زبان ہم گنج بے پایاں توئی		اے زبان ہم رنج بے درمان توئی
ترجمہ	اے زبان تو گنج بے پایان بھی ہے		اے زبان تو رنج بے پایان بھی ہے

شرح یعنے تلاوت قرآن اور ذکر الٰہی کے سبب زبان گنج بے پایان ہے اور کلمات کفر و فحش اور فساد انگیز باتوں کے سبب مرض لاعلاج ہے حدیث شریف میں ہے کہ بہت سے آدمی زبان کے سبب دوزخی ہونگے۔

	ہم صفیر و خدعۂ مرغان توئی		ہم بلیس و ظلمت کفران توئی
ترجمہ	تو صفیر و خدعۂ مرغان بھی ہے		تو فریب و ظلمت کفران بھی ہے

شرح یعنے اے زبان تو کبھی صفیر یعنے جانوروں کی سی آواز بنالیتی ہے۔ مطلب یہ کہ اُن کے فریب دینے کے لئے ہمصفیر ہو کر اُنہیں گرفتار کرا دیتی ہے یا یہ معنے ہیں کہ بیہودہ کلمات کے سبب لوگوں کو دام ہلاکت میں پھنسا دیتی ہے۔ بلیس امالۂ بلاس یعنے مکر و فریب ہے یعنے اے زبان جھوٹی باتیں اور مکر و فریب تیرا شیوہ ہے اور تجھے ظلمت کفران یعنے ناشکری نعمت الٰہی نے گھیر رکھا ہے۔

	ہم خفیر و رہبر مرغان توئی		ہم انیس وحشت ہجران توئی
ترجمہ	پاسبان رہبر مرغان بھی ہے		تو انیس وحشت ہجران بھی ہے

شرح یعنے اے زبان تجھسے ضرر بھی پہنچتا ہے اور نفع بھی جس طرح تو صفیر بنکر جانوروں کو گرفتار کرا دیتی ہے اسی طرح اُن کی نگہبان اور رہبر بھی بنجاتی ہے دیکھو پیچھے اکثر کبوتر کبوتر باز کی سیٹی پر لگے ہوئے ہوتے ہیں اور اُن کی آواز دینے سے اپنی چھتری پر اتر آتے ہیں۔ گویا سیٹی اُن کے لئے رہبر اور صیدہی کی چھتری پر اترنے سے نگہبان ہے علی ہذا القیاس شکرہ باز وغیرہ بھی آواز پر لگے ہوئے ہوتے ہیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ زبان گرفتار بھی کرا دیتی ہے اور بچا بھی لیتی ہے خفیر یعنے نگہبان اور فریادرس ہے اور دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ اے زبان تو جدائی کی وحشت میں انیس یعنے دل لگی کا یار بھی بنجاتی ہے جو لوگ معشوق حقیقی سے جدا ہیں۔ ذکر و تسبیح میں مصروف رہتے ہیں اور جو مجازی معشوقوں سے جدا ہیں وہ شوقیہ اشعار پڑھنے میں مشغول ہوتے ہیں۔ غرضکہ زبان سر فرقت زدہ کی انیس ہے۔

	چند امانم میدہی اے بے امان		اے تو زہ کردہ بکین من کمان

ترجمہ کب اماں دیتی ہے تو اے بے اماں | کھینچ لی ہے تو نے کینہ پر کماں

شرح لفظ چند استفہام انکاری ہے یعنے اے زبان تو مجھے با کلمات سے کب امان دیگی ہرگز نہ دیگی - تو نے تو میرے ہلاک کرنے کے لئے کمان کو زہ کر لیا ہے - یعنے تیرے کلمات کے سبب میں قابل نا رہو گیا ہون - لفظ بے امان زبان کے لئے کلمۂ بد دعا ہے بعض محققین نے امان دینے کو یعنے موت لکھا ہے اے زبان تو مجھے کب تاک ہلاک کریگی میں تیرے سبب قہر آلہی کا مستوجب ہو گیا ہون -

نک بپرانیدہ مُرغِ مرا | در چراگاہِ ستم کم کن چرا

ترجمہ اے زبان تو نے اڑایا طیر کو + | چھوڑ دے دشتِ ستم کی سیر کو

شرح یعنے اے زبان تیری خبر دینے کے سبب میرا طوطی مرگیا ہے تو ایسے ستم کرنے چھوڑ دے یعنے کسی کو ایسے صدمہ پہنچانے والے کلمات نہ سُنا جس سے سُننے والا آزردہ ہو جائے یہ تاجر کا مقولہ ہے -

یا جوابِ من بگو یا داد دہ | یا مرا اسباب شادی یاد دہ

ترجمہ دے جوابِ حق مجھے یا داد دے | یا سُرورِ خاطرِ ناشاد دے

شرح یعنے اے زبان میں نے تجھپر ضرر رسانی کے الزام لگائے یا تو ان کا کوئی شافی جواب دے - کہ میں خاموش ہو جاؤن اور اپنے الزام واپس لوں یا از راہ انصاف میرے الزاموں کو مان لے اور اپنی خطا کا اقرار کر یا ان دونو باتوں کو جانے دے بلکہ خوشی کے کچھ ایسے اسباب مُہیا کر دے جن میں مشغول ہو کر میں تیری شکایت بھول جاؤں (اسباب شادی سے یاد آلہی مراد ہے) دوسرے معنے یہ ہیں کہ اے زبان تو ملزم تو ہو چکی اب یہ جواب دے کہ تیرا کیا علاج کرون یا از راہ انصاف بتا دے کہ میں تیرے باعث ہلاکت میں پڑا یا نہ پڑا اور اگر تو جواب میں کچھ نہیں کہتی یا منصف نہیں بنتی تو اتنا تو کر کہ آیندہ سے مجکو اسباب شادی یعنے اپنے کلمات طیبات سے نفع پہنچا - اور بیہودہ نہ بک -

اے دریغا نورِ ظلمت سوزِ من | اے دریغا صبحِ روز افروزِ من

ترجمہ حیف ہے اے نورِ ظلمت سوز حیف | حیف ہے اے صبحِ روز افروز حیف

شرح - یہ ایسے کلمات ہیں جو غلبہ شوق اور جوشش ماتم میں ماتمیوں کی زبان سے نکلا کرتے ہیں موتے کے گھر والے اکثر مرنے والے کی صفتیں یاد کر کے اُسے رویا کرتے ہیں چونکہ طوطی اپنی خوشنوائی کے باعث تاجر کے دل سے غم کی گھٹاؤن اور کدورت کے اندھیرون کو زائل کرتا رہتا تھا - اس لئے اُسے نورِ ظلمت سوز اور صبح روز افروز کہا گیا یا اس کا باعث نہایت درجہ کی محبت ہے جیسا کہ ماں اپنے مرنیوالے بچے کی نسبت کہا کرتی ہے کہ حیف میری آنکھوں کی روشنی غائب ہو گئی میرا چاند زمین کے پردہ میں جا چھپا -

اے دریغا مُرغِ خوش پروازِ من | ز انتہا پرّیدہ تا آغازِ من

ترجمہ حیف میرا جانور بے شبہ و شک | انتہا سے اُڑ گیا آغاز تک

شرح- اس کے دو معنے ہیں اول یہ کہ شعر کو تاجر کا مقولہ کہا جائے اس صورت میں یہ معنے ہیں کہ افسوس میرا طوطی خوش پرواز انتہا سے لے کر ابتدا تک میرے فرحت ومسرت کے تمام سامانوں کو اپنے ساتھ لے اڑا میری ساری عمر کی کمائی جاتی رہی ہے ہے میں لٹ گیا فقیر ہو گیا دوم یہ کہ شعر کو مولانا قدس سرہ کا مقولہ قرار دیا جائے اس صورت میں مرغ خوش پرواز سے روح مراد ہے اور مولانا کا یہ مقولہ تمام خاص وعام کی تنبیہ پر مبنی ہے اور باطنی طور پر شعر مذکور نہایت باریک معنے رکھتا ہے - جس پر صوفیوں کو زیادہ توجہ کرنی چاہیئے اور وہ معنے یہ ہیں کہ مجھکو اپنے مرغ خوش پرواز پر افسوس ہے جو انتہا یعنی مرتبۂ احدیت سے چل کر ابتدا یعنے مرتبہ بشریت تک اڑ آیا یہ افسوس اس لئے ہے کہ باوجود عروج مرتبۂ احدیت کلمات لایعنے کے سبب اس کو اتنا تنزل نصیب ہوا کہ پھر مرتبۂ بشریت میں آگیا اس سے تنبیہ عوام مقصود ہے کہ جب کلمات لایعنی خواص کے لئے مضر ہوتے ہیں اور ان کو مراتب سے گرا دیتے ہیں تو عوام کے لئے کس قدر مضر ہوں گے -

	عاشق رنجست نادان تا ابد	خیز لا اقسم بخوان تا فی کبد
ترجمہ	رنج کا عاشق ہے نادان تا ابد	پڑھ کہیں لا اقسم تا فی کبد

شرح یہ اور اس سے اگلا شعر خاص مولانا کا مقولہ ہے یعنے جو شخص نادان ہے وہ رنج دنیوی کا عاشق ہے جیسا کہ یہ تاجر کہ اس کو طوطی کے مرنے کا رنج دنیوی دل لگی کے جاتے رہنے سے تھا چنانچہ قرآن مجید میں موجود ہے لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ کَبَد بالتحقیق ہم نے انسان کو رنج ومشقت میں پیدا کیا ہے علمائے ظاہر اسکو رنج اور مشقت ظاہری پر محمول کیا کرتے ہیں اور صوفیہ غفلت پر - یعنے جو شخص خدا سے غافل اور طالب دنیا ہے وہ ہمیشہ رنج محرومی مشاہدۂ الٰہی میں رہتا ہے خدا کی طرف سے کبھی اُس کو اطمینان نہیں ہوتا -

	از کبد فارغ شدم با روی تو	وز زبد صافی بدم در جوی تو
ترجمہ	رنج سے کرتا ہے فارغ روئے دوست	جھاگ سے کرتی ہے صافی جوئے دوست

شرح مولانا کا مقولہ ہے اور رو سے مشاہدہ زَبَد یعنے جھاگ سے ماسوے اللہ جو سے نہر محبت الٰہی مراد ہے گویا مولانا اپنی زبان سے عارفان کامل کا حال بیان کرتے ہیں کہ ایسے لوگ بسبب مشاہدۂ حق رنج دنیا سے فارغ ہیں اور نہر محبت الٰہی میں غوطہ کھانے سے ان کے دل محبت ماسوے اللہ سے پاک صاف ہو گئے ہیں -

	این دریغم با خیال دیدن ست	وز وجود نقد خود ببریدن ست
ترجمہ	یہ تاسف ہے خیال دید سے	انقطاع ہستئ جاوید سے

شرح یہ بھی مولانا کا مقولہ ہے اور دریغ تاجر سے اپنی دریغ کی طرف انتقال ہے یعنے مولانا یوں کہتے ہیں کہ میرا دریغ ایسا نہیں جیسا کہ تاجر کا فراق طوطی سے تھا - بلکہ یہ خیال مشاہدہ کے سبب ہے یعنے مجکو یہ خیال ہے کہ کہیں حصائد زبان - (حاصلات زبان یعنے کلمات ناشائستہ) کے باعث مشاہدہ مشاہدہ حقیقی منقطع نہ ہو جائے - اور کہیں یہ وجود نقد یعنے مرتبہ بقا باللہ جو مجکو فنا فی اللہ کے بعد حاصل ہوا ہے

میرے ہاتھ سے نکل جاتا رہے۔ نیز یہ شعر مقولۂ تاجر بھی ہو سکتا ہے جو یہ کہہ رہا ہے کہ میرا افسوس خیال دید کے سبب ہے یعنے بار بار یہ خیال آتا ہے کہ اب طوطی کا نظارہ میسر نہ ہوگا اور یہ دریغ اس لئے ہے کہ میرا تعلق ہستی نقد یا قیمتی زندگی یعنے طوطی سے منقطع ہوگیا ہے بعض نسخوں میں با خیالی دید نسبت ہے اس صورت میں خیالی دید کی اضافت مقلوب ہے یعنے مولانا یہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے دوست کی خیالی اور تصوری دید پر افسوس کرتا ہوں۔ بلکہ مشاہدۂ خاص کا طالب ہوں جو بمنزلۂ وجود نقد ہے۔ اور جس کا انقطاع فی الواقع افسوس کے قابل ہے یا تاجر اسباب پر افسوس کرتا ہے کہ اب طوطی کا خیال نظارہ رہ گیا ہے اور میں وجود نقد یعنی طوطی کی واقعی دید سے محروم ہوں۔

	کو دلے کز حکم حق صد پارہ نیست		غیرت حق بود و با حق چارہ نیست	
	ہر دل اُس کے حکم سے صد پارہ ہے		غیرتِ یزدان سے کس کو چارہ ہے	ترجمہ

شرح اگر مولانا کا مقولہ ہے تو یہ معنے ہیں کہ کاملین کا اپنے وجود کو وجود حق میں فنا کرنا عین غیرت حق ہے کیونکہ غیرتِ حق اس بات کی مقتضی ہے کہ بجز ذات حق غیر باقی ہی نہ رہے اسی لئے کاملین اپنے وجود کے فنا کرنے کی کوشش کیا کرتے ہیں کہ جہاں تک شرک خفی معدوم ہو اچھا ہے کیونکہ کاملین کو مقتضائے غیرت حق سے چارہ نہیں اُن کا دل حکم حق سے پارہ پارہ ہوتا ہے اس لئے وجود عارضی کو وجود باقی میں فنا کردیتے ہیں اور اگر تاجر کا مقولہ ہے تو یہ معنے ہیں کہ طوطی کا مرجانا مقتضائے غیرت الٰہی تھا جو یہ چاہتی ہے کہ اُسکی ہستی کے سامنے ہر شے نیست ہوجائے چنانچہ ایسا ہی ہوتا ہے حکم حق ٹل نہیں سکتا۔ اور کوئی دل ایسا نہیں کہ موت کے صدمہ سے ٹکڑے ٹکڑے نہ ہوگیا ہو۔ گویا تاجر نوحہ کے بعد اپنے آپ کو تسلی دیتا ہے جیسا کہ مرنے والے کے گھر والوں سے کہا کرتے ہیں کہ صبر کیجئے خدا کے حکم سے چارہ نہیں۔

	آنکہ افزون از بیان و دمدمہ ست		غیرت آن باشد کہ او غیر ہمہ ست	
	خارج از حد بیان و دمدمہ		ہے وہ غیرت کے سبب غیر ہمہ	ترجمہ

شرح یعنے غیرت خداوندی جو اشیاء کو فنا کردینے والی ہے یہ معنی رکھتی ہے کہ اللہ تعالےٰ اور چیز ہے اور موجودات اور چیز وہ واجب ہے اور یہ ممکن اُس کا وجود باقی ہے ان کا فانی اُس کے وجود کو اسباب سے غیرت آتی ہے کہ میرے ہوتے کوئی اور بھی ہو وہ حد بیان سے باہر ہے اور دمدمہ یعنے آوازۂ حمد و ثنا سے افزون اور ہمیشہ باقی رہنے والا ہے یہی باعث ہے کہ جمیع موجودات کا انجام فنا ہے انکا وجود فانی حباب کی طرح ناقابل اعتبار ہے۔ یہ شعر بھی مولانا اور تاجر دونوں کا مقولہ ہو سکتا ہے۔

	تا نثار دلبر زیبا شدے		اے دریغا اشک من دریا بدے	
	اور نثارِ دلبر زیبا کردن		کاش اپنے اشک کو دریا کر دن	ترجمہ

شرح یہاں سے پھر تاجر کا نوحہ شروع ہوگیا اور دلبر زیبا سے وہی طوطی مراد ہے اور مطلب یہ ہے کہ کاش کہ میرے اشک دریا کی طرح امڈ آتے اور میں ان موتیوں کو اپنے طوطی پر نثار کردوں۔

	طوطیٔ من مُرغِ زیرک سارِ من	ترجمانِ فکرت و اسرارِ من
ترجمہ	حیف ہے اے مُرغِ زیرک سار حیف	حیف ہے اے واقف اسرار حیف

شرح مُرغِ زیرک ایک طائر کا نام ہے جو پنجوں کے بل درخت کی شاخوں میں لٹک جاتا ہے اور سارا ایک خوش آواز جانور ہے جس کا رنگ سیاہ ہوتا ہے اور اُس پر سفید خال ہوتے ہیں اس کو سارک بھی کہتے ہیں۔ اس صورت میں یہ معنے ہوئے کہ طوطی من و مُرغِ زیرک من و سار من یا لفظ سار بمعنے مانند ہے یعنے طوطی من کہ مانند مُرغِ زیرک بود اس صورت میں مُرغ سے روح مراد ہے یعنے میرا طوطی میرے مُرغِ رُوح کے مانند تھا جو روح کی طرح میرے فکر اور اسرار مجھے بیان کر دیتا تھا ان الفاظ سے بسبب محبت سوداگر نے اُس کی تعریف میں مبالغہ کیا ہے۔

	ہر چہ روزے داد و ناداد آمدم	روزِ اول گفت تا یاد آمدم
ترجمہ	غیب سے آتا تھا جو نا داد و داد	مجکو دلواتا تھا وہ اوّل سے یاد

شرح بعض نسخوں میں روزے داد بیائے تنکیر ہے اور بعض میں بیائے معروف یعنے روزی بمعنے رزق اور بعض میں فقط روزِ داد بامنافت دبلا یائے معروف مجہول ہے پہلی دونو حالتوں میں شعر کے یہ معنے ہیں کہ سوداگر یوں کہتا ہے کہ جب روز داد و نا داد یعنے یوم فقر و غنا نے مجھے منہ دکھایا جب کسی دن فقر و غنا میرے پاس آیا تو طوطی زیرک کا ایسا حافظہ تھا کہ میں تو اپنے ایام کی حالت کو بھول جاتا تھا۔ مگر وہ اوّل سے ساری حقیقت یاد دلوا دیتا تھا اور کہدیا کرتا تھا۔ کہ بیشک فلاں روز تمہیں تجارت میں اس قدر نقصان ہوا تھا اور فلاں روز اس قدر نفع اور یائے معروف کی صورت میں یہ معنے ہونگے کہ جو کچھ روزی اللہ تعالٰے نے مجکو دی اور اُس کو میں نے نا دادہ گمان کیا یعنے شکر نہ کیا تو طوطی نے مجھے روز اوّل یعنے روز میثاق۔ یاد دلوا دیا۔ اور مجھکو اپنا اقرار یاد آگیا کہ میں نے بلے کہا ہے جس کے تحت میں اقرار شکر و صبر بھی ہے۔ اور بعض نسخوں میں گرچہ روزی داد و ناداد آمدم ہے یعنے اگرچہ میں کسے کہا نا دیتا تھا۔ یا نہ دیتا تھا۔ مگر وہ ضرور میرے پاس آکر اوّل یعنے خدا کی یاد دلاتا تھا یعنے اُس کی باتوں سے قدرت خدا ظاہر ہوتی تھی۔

	طوطیٔ کاید ز وحی آوازِ او	پیش از آغازِ وجود آغازِ او
ترجمہ	اور وہ طوطی وحی ہے جس کا کلام	سابق از آغاز ہے جس کا کلام
	اندرون تست آن طوطی نہان	عکس او را دیدہ تو بر این و آن
ترجمہ	ڈھونڈتا کیا ہے تجھی میں ہے نہان	عکس ہے اُس کا کلام این و آن

شرح یہ خاص مولانا کا مقولہ ہے اور اس کے معنے دو طرح ہو سکتے ہیں اوّل یہ کہ طوطی سے مراد بطور تفہیم وجود مطلق یعنے اللہ تعالٰے ہے یعنے وہ طوطی جس کا کلام وحی ہے اور جسکی ابتدا آغاز وجود عالم سے پہلے یعنے

ازلی ہے اے مخاطب وہ تجھ میں پنہان ہے یعنے تیرے دل میں اُسی کے الہام سے قوت کلام پیدا ہوتی ہے تو گویا تیرا بولنا اُس کا بولنا ہے۔ اور این و آن یعنے تمام موجودات میں اُسی کا پرتو ہے گویا وہ طوطی کائنات کے حجاب میں کلام کرتا ہے قرآن مجید میں ہے ما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب یعنے کسی بشر کی یہ طاقت نہیں کہ خدا اس سے بلا طریقۂ وحی یا بلا پردہ کلام کرے ان کا بولنا اُس کے بولنے کا عکس ہے یعنے اُس کے الہام کی تصویر ہے۔ اگر وہ الہام نکرے تو آدمی ہرگز نہیں بول سکتا۔ مطلب یہ کہ اللہ تعالے کی آواز بطریق وحی و الہام ہوتی ہے جو بندوں تک بالمشافہ نہیں پہنچتی۔ البتہ اُس کا کلام اُس آواز کا عکس ہے دوم کہ طوطی سے مراد روح ہے جس کو حکما نفس ناطقہ بھی کہتے ہیں یعنے طوطی روح کی آواز وحی اور الہام الٰہی سے ہے اور یہ اجسام سے پہلے پیدا ہوئی ہے حدیث میں۔ ہے خلق اللہ الارواح قبل الاجسام بالفے عام یعنے اللہ تعالے نے ارواح کو اجسام سے دو ہزار برس پہلے پیدا کیا ہے دو ہزار سے مراد کثرت مدت ہے اور یہ طوطی تیرے نفس جسم میں پنہان ہے اور موجودات کی گفتگو اُسی کا عکس ہے۔

	میبرد شادیت را تو شاد از و	مے پذیری ظلم را چون داد ازو
ترجمہ	تو ستانے سے بھی اُس کے شاد ہو	ظلم اُس کا تیرے حق میں داد ہو

شرح اگر طوطی سے مراد وجود مطلق ہے تو یہ معنے ہونگے کہ اگر اللہ تعالے تیری مسرت اور خوشی مٹادے تو تجھکو چاہئے کہ راضی برضا رہے اور اس کے بھیجے ہوئے امتحان کو (جسے تو ظلم سمجھ رہا ہے) احسان کی طرح قبول کرلے اور اگر روح مراد ہے تو یہ معنے ہونگے کہ اے مخاطب تو اپنی روح کا فرمانبر ہے یعنے جب وہ تیری مسرت کو مٹا دیتی ہے یا تجھپر ظلم کرتی ہے تب بھی تو خوش رہتا ہے اور ظلم کو عدل سمجھتا ہے کیونکہ تجھکو یہ خیال ہوتا ہے کہ میں دنیوی تدابیر سے اپنے رنج کا ازالہ کردونگا حالانکہ یہ تیری غفلت ہے۔ بلکہ طالب کا فرض ہے کہ تدابیر اور اسباب پر بھروسہ نہ کرے اور اپنے کام خدا کے سپرد کردے کیونکہ روح جو کچھ کرتی ہے خدا کے الہام سے کرتی ہے۔

	اے کہ جان از بہر تن می سوختی	سوختی جان را و تن افروختی
ترجمہ	تن کی خاطر کیوں جلائی تو نے جان	جان کا جلنا بُرا ہے مہربان

شرح۔ یہان سے مولانا کی پند شروع ہوئی ہے۔ یعنی اے مخاطب تو نے دنیوی لذتوں پر جان دیکر تن پروری کے لئے روح کا جلانا (قابل دوزخ بننا) اختیار کرلیا ہے۔ افسوس جسم فانی کو آرام دیا اور روح کو جلایا۔

	سوختم من سوختہ خواہد کسے	تا زمن آتش زند اندر خسے
ترجمہ	سوختہ ہوں آتش اُلفت سے بس	پھونکدیگی میری آتش خار و خس

شرح دنیوی سوخت نا بوم اور قابل ملامت اور عشق الٰہی کی سوخت لائق تعریف ہے اس لئے مولانا نے دنیوی سوخت کے بیان کو چھوڑ کر عشق الٰہی کی سوخت کا بیان شروع کیا ہے۔ سوختہ جلی ہوئی لکڑی یا چیتھڑے جو آگ کو بہت جلد دوبارہ قبول کرلیتے ہیں۔ اور اُن سے اور لکڑیوں میں جلد آگ بھڑک جاتی ہے یعنے میں

آتش عشق الٰہی سے جلگیا ہوں اگر کسی طالب کو ایسا سوختہ چاہیئے جو اس میں عشق کی آگ لگا دے۔ تو میرے قلب سے لی جلائے کیونکہ میری آگ ہرخس یعنے طالب کے وجود عارضی کو جلا دیگی۔

	سوختہ چون قابلِ آتش بود	سوختہ بستان کہ آتش کش بود
ترجمہ	سوختہ آتش کو کرتا ہے قبول	اس سے تو سوز نہانی کر حصول

شرح یعنے چونکہ سوختہ آگ کو پہلے بھی قبول کئے ہوئے ہوتا ہے اس لئے اے طالب تو سوختہ کو لے یعنے اُس کا مرید ہو جس کا قلب آتش محبت الٰہی سے جل گیا ہو اور جس میں حرارت قلبی موجود ہو۔ کیونکہ سوختہ یعنے مرشد کامل آتش کش یعنے آگ کو اپنی طرف کھینچنے والا ہوتا ہے یعنے آتش عشق سے جلا ہوا ہے اس کی حرارت تیرے دل میں بھی جلد اثر کریگی شیخ مدعی اور بارد و منقلب تجکو اور بھی ٹھنڈا اور پست حوصلہ کر دے گا یہ گویا آتش مذموم سے رہائی پانیکا علاج مولانا نے بتایا۔ اور لفظ من سے جو پہلے شعر میں ہے عارفِ کامل مراد ہے گویا مولانا عارف کا مقولہ اپنی زبان سے بیان فرماتے ہیں ! حالتِ غلبۂ عشق میں ایسا فرمایا ہے اس لئے خودستائی کا اعتراض آپ پر وارد نہیں ہوسکتا۔ آیندہ اشعار میں بھی یہی خیال رکھنا چاہیئے۔

	اے دریغا اے دریغا اے دریغ	کان چنان ماہے نہان شد زیر میغ
ترجمہ	اے دریغا اے دریغا اے دریغ	چاند ایسا چھپ گیا ہے زیر میغ

شرح اگر اس شعر کو تاجر کا مقولہ کہا جائے تو ماہ سے مراد طوطی اور میغ یعنے ابر سے اس کا مرجانا مراد ہے مگر آیندہ ابیات کا قرینہ اسی پر دلالت کرتا ہے کہ یہ خاص مولانا کا مقولہ ہے اس صورت میں ماہ سے ذات حق۔ اور میغ یعنے ابر سے تعینات و موجودات مراد ہیں اور افسوس اس بات کا ہے کہ اُس کے تعینات میں پوشیدہ ہونے سے مخلوق اُس سے نابینا اور غافل ہوگئی ہے۔

	چون زنم دم کآتشِ دل تیز شد	شیر ہجر آشفتہ و خونریز شد
ترجمہ	کیا کہوں میں آتش دل تیز ہے	شیر دل آشفتہ و خونریز ہے

شرح یہاں سے خاص مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے مگر یہ عارفِ کامل کے حالات ہیں جنکو بطور حکایت مولانا اپنی زبان سے فرمارہے ہیں۔ اور یہ پہلے بیان ہوچکا ہے کہ عاشق حق باوجود یکہ واصل ہے مگر پھر بھی ہمیشہ مصیبت ہجر میں پھنسا رہتا ہے کیونکہ تجلی حق کی کوئی انتہا ہی نہیں ہے جب عاشق ایک تجلی کو دیکھ لیتا ہی تو دوسری تجلی کا مشتاق ہوجاتا ہے چنانچہ اس شعر کا یہی مطلب ہے چونکہ مولانا قدس سرہ نے پہلے یہ کہا تھا۔ تا زنم آتش ز ندر ہر خسے ۔ اس کو سن کر گویا طالب مستعد ہوگیا تھا اور آتش عشق الٰہی کا طالب بنگیا تھا۔ اور شیر ہجر نہایت غضبناک اور خونریز ہے ۔ یعنے ایک تجلی کے بعد دوسری تجلی کا مشتاق ہوں۔ اس دوسری تجلی کے فراق کا غم شیر کی طرح میری خونریزی پر مستعد ہے اس حالت میں کلام کی طاقت مجھ میں باقی نہیں رہی۔ نکتہ۔ چونکہ آتش دل کلام کے ذریعہ سے دوسرے میں اثر کرتی ہے۔ اس لئے مولانا نے کلام نہ کرنے کی بابت عذر کیا۔

	آنکہ او ہشیار خود تند ست و مست	چون بود چون او قدح گیرد بدست
ترجمہ	جو کہ ہشیاری میں ہے خود تند و مست	کیا کریگا لیکے وہ ساغر بدست

شرح یعنے وہ شخص جو عالم ہوشیاری میں تند و تیز اور مست ہے جب وہ قدح ہاتھ میں لے گا یعنے شراب پی لیگا تو کس قدر بدست ہوگا۔ یہی حال عاشق صادق کا ہے کہ وہ ہوشیاری ہی میں مخلوقات سے نافر اور شاہد حقیقی کا مونس اور اپنی دُھن میں آپ مست ہے پھر جب شراب وصل پی لیگا۔ تو کیونکر بدست نہ ہوگا اور اُس سے تکلم کیونکر متصور ہوگا۔ مولانا نے ان دونوں شعروں میں اپنے نفس کو بصیغۂ غائب تعبیر کیا ہے جو عین فصاحت و بلاغت ہے۔

	شیرِ مستی کز صفت بیرون بود	از بسیطِ مرغزار افزون بود
ترجمہ	مستی شیر ژیان اے نامدار	دونی ہوتی ہے میان مرغزار

شرح مستی اگر بیا معروف ہے تو شیر مستی میں اضافت مقلوب ہے اور صفت بمعنے بیان ہے اور اگر بیائے مجہول ہے تو شیر کی صفت ہے اور شعر میں لفظ صفت بمعنے صفِ تو ہے یعنے اے مخاطب وہ شیر جو تیری صف (عالم حیوانیت و بشریت) سے خارج ہو یا وہ شیر مست جس کی مستی حد بیان سے زائد ہو فراخی میدان کے سبب اور بھی زیادہ مست ہو جائیگا۔ اسی طرح تشبیہ بکثرۂ توحید کا ذوق و شوق وقت تقریر توحید اور زیادہ ہو جاتا ہے اور اُس کو کلام کی طاقت نہیں رہتی۔

	قافیہ اندیشم و دلدارِ من	گویدم مندیش جز دیدارِ من
ترجمہ	مجکو فکر قافیہ ہے سر بسر	یار کہتا ہے کہ فکر دید کر

شرح۔ یعنے میں مثنوی نظم کرنے کے لئے قافیہ کا فکر کیا کرتا ہوں اور شاہد حقیقی یہ کہا کرتا ہے کہ میرے دیدار کے فکر کے سوا اور کسی چیز کا فکر نہ کر تو میرے دیدار کا فکر کریگا تو میں تمام افکار میں تیرا کارساز بنجاؤنگا پھر تجھے کوئی فکر با کسی قافیہ کے ڈھونڈنے کی ضرورت نہ رہیگی تو خود دولت یعنے قافیوں کا خزانہ بن جائے گا ہزاروں طرح کے نئے مضامین اور الفاظ غیب سے تیرے ذہن میں ڈالدیئے جائینگے۔

	خوش نشین اے قافیہ اندیشِ من	قافیہ دولت توئی در پیشِ من
ترجمہ	کس لئے تو قافیہ اندیش ہے	قافیہ دولت کا خود درپیش ہے

شرح۔ قافیہ دولت میں اگر اضافت مقلوب ہے تو یہ معنے ہیں کہ تو خود دولت یعنے قافیوں کا خزانہ ہے اور اگر فکِ اضافت ہے (جیسا کہ ہائے مختفی کے مضاف ہونے کی حالت میں جائز ہے) تو قافیہ باعتبار لغت بمعنے پیرو ہے یعنے اے شخص تو خود پیرو دولت دیدار ہے قافیہ کا فکر نہ کر۔

	کیفَ یَاتی النظمُ لی وَالقافِیَہ	بَعدَ مَا ضَاعَت اُصُولُ العَافِیَہ

ترجمہ	فکر میں کیا آئے نظم و قافیہ		خود پریشان ہیں اصولِ عافیہ

شرح - اصول عافیت سے مراد دل و دماغ ہے جن کا درست رہنا اصول تندرستی میں داخل ہے - یعنے جب کہ میرا دل و دماغ مشاہدۂ تجلیات میں مصروف اور جدید تجلیات کے شوق میں پریشان ہے تو نظم اور قافیہ کی کچھ خبر نہیں رہی اُسی دیدار کا فیضان ہے کہ ایسی حالت میں مثنوی کو نظم کر رہا ہوں -

	حرف چہ بود تا تو اندیشی ازان		صوت چہ بود خارِ دیوارِ رزان
ترجمہ	حرف ہیں کیا چیز اندیشہ نہ کر		خار ہیں انگور کی دیوار پر

شرح - یعنے الفاظ معنی کے مقابلے میں ہیچ ہیں - اور حروف و آواز کی ایسی مثال ہے جیسے انگوروں کے باغ کی دیوار پر کانٹے جو صرف انگوروں کی حفاظت کے لئے ہوتے ہیں فی الواقع اُن سے کوئی مطلب نہیں ہوتا بلکہ مقصود بالذات انگور ہوتے ہیں - اسی طرح الفاظ بھی مقصود بالذات نہیں بلکہ معنی کے محافظ ہیں -

	حرف و صوت و گفت را برہم زنم		تا کہ بے این ہر سہ با تو دم زنم
ترجمہ	حرف و صوت و قول کو لاشے سمجھ		گفتگو بے ان کے ہوتی ہے سمجھ

شرح - یعنے مولانا کی زبان سے ہر عارف کامل یہ کہہ رہا ہے کہ اے طالب اسرار اب میں بلا حروف و صوت تجھ سے کلام کرونگا - یعنے کلام لفظی کو چھوڑ کر کلام نفسی کے ساتھ متکلم ہونگا - کیونکہ اسرار کلام لفظی سے تیری سمجھ میں نہ آئینگے - جب تک باطنی توجہ نہ ہو اس میں اشارہ ہے کہ مرشد طالب کو مراقبہ اور توجہ سے اسرار باطنی سمجھائے کلام اور لفظ سے وہ ہرگز نہ سمجھیگا -

	آن دمے کز آدمش کردم نہان		با تو گویم اے تو اسرارِ جہان
ترجمہ	میں نے آدم سے کیا تھا جو نہان		کہدیا سب تجھ سے اے جانِ جہان
	آن دمے را کہ نگفتم با خلیل		وان دمے را کہ نداند جبرئیل
ترجمہ	بیخبر جس سے رہے بیشک خلیل		جس سے ناواقف ہے جانِ جبرئیل

شرح یہ انتقال ہے خطاب سابق سے - روح محمدی کے خطاب کی طرف - ایسے انتقالات مثنوی میں جا بجا پائے جاتے ہیں اور مولانا نے جو ان شعروں میں کردم اور نگفتم اور نگویم کو اپنی طرف منسوب کیا ہے اس کے یہ معنے ہیں کہ آپ متکلم بلسان قدرت ہیں - کیونکہ پہلے بھی ہم بیان کرچکے ہیں - کہ ولی جب مرتبۂ فنا والفنا کو پہنچ جاتا ہے تو اس کی شان بی یسمع و بی یبصر و بی ینطق کی ہوجاتی ہے اور یہ اشعار آیت فاوحیٰ الیٰ عبدہٖ ما اوحیٰ کی طرف اشارہ ہے گویا اللہ تعالےٰ روح محمدی کو خطاب کر رہا ہے کہ وہ اسرار جو میں نے حضرت آدمؑ اور خلیلؑ اور جبرئیلؑ سے نہیں کہے تجھ سے کہتا ہوں کیونکہ تو مخزن اسرار عالم ہے - اور یہ بات فی الواقع درست ہے کیونکہ روح محمدی صاحب قاب قوسین ہے اور جس قدر اسرار آپ کو بتائے گئے ہیں وہ کسی پیغمبر کو نہیں بتائے گئے بعض نسخوں میں کردہ اور نگفتہ ہے اس صورت میں خطاب یا تو بجانب عام ہے یعنے ایہا طالب میں تجھ سے طریقہ

محمدیہ کے وہ اسرار کہونگا جنکو اللہ تعالےٰ نے آدمؑ اور خلیلؑ و جبرئیلؑ اور عیسےٰؑ سے چھپایا ہے۔ مثلاً حروف مقطعات کے معانی اور جہاد کے فوائد وغیرہ۔ لیکن اس صورت میں یہ توہم ہو سکتا ہے کہ ولی نبی سے افضل ہے یعنے عترض یہ کہہ سکتا ہے کہ جو اسرار انبیائے سابقین کو معلوم نہ تھے۔ وہ مولانا کو وجود ولی یا غوث یا قطب وقت تھے کیونکر معلوم ہوگئے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو حدیث میں ہے۔ عُلَمَآءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَآءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ میری امت کے علما پیغمبران بنی اسرائیل کے مانند ہیں۔ دوسرے یہ کہ اس امت کے بعض اولیا کو بوساطت پیغمبر ایسے معارف اور حقائق معلوم ہوتے ہیں جو انبیائے سابقین کو معلوم نہ تھے۔ اس صورت میں تفضل ولی نبی پر لازم نہیں آتا۔ کیونکہ ولی کو وہ اسرار بالاستقلال نہیں بلکہ بسبب اتباع رسول معلوم ہوئے ہیں۔ حاصل معنے یہ ہے کہ وہ اسرار جو انبیائے سابقین سے مخفی ہیں چونکہ پیغمبر کو اصالتاً بتائے گئے تھے میں تجھے بسبب اتباع پیغمبر بتاؤنگا۔ مگر پہلے معنے اچھے ہیں کیونکہ تفضل ولی بر نبی کا وہم بالکل نہیں رہتا۔ بعض نے اُس دم یعنے راز سے تجلی ذاتی مراد لی ہے جو مقام قاب قوسین میں رسول مقبول احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو معراج میں حاصل ہوئی تھی اور یہ ظاہر ہے کہ ایسا قرب اور ایسی تجلی نہ حضرت آدمؑ کو حاصل ہوئی ہے۔ نہ حضرت ابراہیمؑ کو نہ حضرت عیسیٰؑ کو اور حضرت جبریلؑ نے تو ایسے مقام پر خود ہی فرمادیا تھا ؎

اگر یک سرِ موئے برتر پرم ٭ فروغِ تجلی بسوزد پرم ٭ بیشک تجلی ذاتی ایسا سربستہ راز تھا جس کی گرہ سوائے خاتم الانبیا کے کسی کے لئے نہیں کھلی البتہ آپ کے اُمتی جو عارف کامل ہیں آپ ہی کے طفیل اس راز سے واقف ہیں اور دوسروں کو بھی واقف کرا سکتے ہیں۔ تجلی ذاتی کا راز بغیر فنا کے نہیں کھل سکتا۔

	آن دمے کز وے مسیحا دم نزد	حق زغیرت نیز بے ما ہم نزد
ترجمہ	جس سے عیسےٰ علیہ السلام بھی دم خاموش تھے	حق نے بھی بے ما نہیں کھولا جسے

شرح یعنے میں تجھے وہ اسرار کہونگا جو عیسےٰؑ نے نہیں بتائے۔ اس کے دو معنے ہیں اول یہ کہ وہ اسرار سرے سے عیسےٰؑ ہی کو نہیں بتائے گئے تھے بلکہ اللہ تعالےٰ نے محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہی کو اُن سے واقف کیا ہے اب مطلب میں آن کے طفیل سے تجکو بتاتا ہوں کیونکہ تو بھی امت محمدیؐ میں سے ہے دوم یہ کہ حضرت عیسیٰؑ کو وہ اسرار بتائے گئے تھے مگر انہوں نے لوگوں کو نہیں بتائے کیونکہ انبیا ابلاغ رسالت کے لئے بھیجے گئے ہیں افشائے راز خداوندی کے لئے نہیں بھیجے گئے۔ جو عوام کی سمجھ سے ماہر ہیں اور جن سے بجائے ہدایت کے گمراہی کا گمان ہے اور دوسرے مصرع میں لفظ ما عربی کلمہ ہے جو بمعنے نفی بھی آتا ہے اس کو ما نافیہ کہتے ہیں اور بمعنے ثبوت شئے بھی آتا ہے اس کو ما موصولہ کہتے ہیں۔ مثنوی شریف کے نسخے مختلف ہیں بعض میں بے ما ہم نزد ہے اس صورت میں ما نافیہ ہے اور معنی شعر یہ ہیں کہ میں تجھسے وہ اسرار کہتا ہوں جو حضرت آدمؑ و خلیلؑ و عیسےٰؑ سے قطع نظر خود اللہ تعالےٰ نے بھی غیرت کے سبب بلا نفی ذات و بلا نفی وجود عارضی کسی سے نہیں کہے۔ یعنے جب تک کوئی شخص بقا بعد الفنا کا مرتبہ حاصل نہ کرے اُن اسرار سے مطلع نہیں ہو سکتا بعض نسخوں میں با ما ہم نزد ہے اس صورت میں ما موصولہ بمعنے ثبوت شئے ہوگا یعنے وہ اسرار با وجود ثبوت ذات و وجود کسی کو معلوم نہیں ہو سکتے جب تک فانی ہو کر مرتبۂ بقا حاصل نہ ہو جائے۔ حاصل دونو نسخوں کا ایک ہے۔

-	ماچہ باشد در لغت اثبات نفی		من نہ اثباتم منم بے ذات و نفی	
ترجمہ	ہے لغت میں لفظ ما اثبات و نفی		میں نہیں اثبات ہوں بے ذات و نفی	

شرح- یعنے لغت میں لفظ ما کے کیا معنے ہیں اس کا مولانا نے جواب دیا ہے کہ یہ لفظ اثبات اور نفی کے معنوں میں مشترک ہے یعنے نافیہ بھی ہوتا ہے موصولہ بھی اور میں اثبات نہیں ہوں- بلکہ بے ذات اور سراسر نفی یعنے بالکل معدوم ہوں یہ اس صورت میں ہے کہ لفظ نفی لفظ بی ذات پر معطوف ہو اور اگر لفظ نفی ذات پر معطوف ہے تو یہ معنے ہیں کہ میں بے ذات بھی ہوں اور بے نفی بھی- یعنے مجکو اثبات اور نفی دونوں سے کچھ علاقہ نہیں ہے بلکہ محو عشق الٰہی ہوں- مگر یہ پھر یاد رہے کہ یہاں جن اشعار میں صیغۂ متکلم ہے وہ مولانا کی زبان سے عارف کامل کے مقولے ہیں-

	من کسی در ناکسی دریافتم		پس کسی در ناکسی در باختم	
ترجمہ	ناکسی میں مل گئی عزت مجھے		ناکسی ہے باعث دولت مجھے	

شرح- یعنے میں نے اپنے آپ کو اللہ تعالےٰ کے سامنے ذلیل کرنے سے عزت پائی ہے- اس لئے دینوی عزت کو اُس کے سامنے ذلیل رہنے میں خرچ کر دیا ہے کسی عزت و جاہ اور ناکسی ذلت و بے آبروئی- اور باختم بمعنے صرف کردم ہے خلاصہ یہ کہ میں نے بقا کو فنا میں پایا اور پھر غلبۂ شوق سے اس بقا کو فنا میں خرچ کر دیا- اس مرتبہ کا نام فناء الفنا ہے- ایک بار حضرت بایزید بسطامیؒ کو الہام ہوا کہ تَقَرَّبْ اِلَیَّ بِمَا لَیْسَ عِنْدِیْ قَالَ کَاِلٰہِیْ قَالَ تَقَرَّبْ اِلَیَّ بِالذِّلَّۃِ وَالْاِفْتِقَارِ - یعنے اے بایزید تو میرا تقرب اس چیز کے وسیلے سے ڈھونڈ جو میرے پاس نہیں- یعنے ذلت اور خاکساری سے میرا تقرب حاصل کر-

	جملہ شاہان پست پستِ خویش را		جملہ مستان مست مستِ خویش را	
ترجمہ	شاہ اپنے پست سے ہیں پست تر		مست اپنے مست سے ہیں مست تر	
	جملہ شاہان بردۂ بردہ خودند		جملہ خلقان مردۂ مردہ خودند	
ترجمہ	سارے مولیٰ ہیں غلاموں کے غلام		مرتی ہے مرتے پہ خلقت لا کلام	

شرح- اس سے پہلے ارشاد ہو چکا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے سامنے ذلیل رہنے سے انسان کو عزت حاصل ہوتی ہے- ان اشعار میں اس مضمون کی مثالیں ہیں جنکا خلاصہ یہ ہے کہ جس طرح عاشق معشوق پر عاشق ہوتا ہے اسی طرح معشوق بھی عاشق پر عاشق ہوتا ہے کیونکہ وہ اگر عاشق پر عاشق نہو تو اُس کے حسن و کمال کا اظہار نہیں ہو سکتا- یعنے جو شخص اللہ تعالےٰ کا عاشق ہوگا- اللہ تعالےٰ ضرور اُس کو محبوب رکھے گا- اور وہ مرتبہ عاشقی سے مرتبۂ معشوقی پر ترقی کر جائیگا- اللہ تعالےٰ خود فرماتا ہے یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ- اس کی تمثیلیں یہ ہیں- کہ تمام بادشاہ اپنے سے پست آدمی کے ساتھ پستی سے پیش آتے ہیں- یعنے جو اُن کے آگے جھکے اور اُن سے محبت رکھے یہ اُس کے آگے جھک جاتے ہیں اور اُس سے محبت رکھتے ہیں بعض نسخوں میں پست

بائے موحدہ عربی ہے یعنے جو شخص بادشاہوں سے وابستہ ہو بادشاہ اُس سے وابستہ اور مربوط ہو جاتے ہیں اور علیٰ ہذا القیاس تمام لوگ اپنے ست کے مست یعنے عاشق کے عاشق ہیں اور تمام بادشاہ اپنے غلاموں کے غلام یعنے اپنے وفادار اور خیر خواہ بندوں کے خیر خواہ ہیں اور ہر کسی کا یہ قاعدہ ہے کہ جو اپنے پر مرے اس پر مر جاتا ہے۔

	مے شود صیّاد مرغان را شکار	تا کند ناگاہ ایشان را شکار
ترجمہ	ہوتے ہیں صیاد خود صیدِ شکار	تاکہ اپنے صید پر ہوں کامگار

شرح۔ یہ بھی اُسی مضمون کی تمثیل ہے یعنے پہلے شکاری شکار مرغان ہو جاتا ہے تب شکار ملتا ہے۔ صیّاد کا شکار مرغان ہونا اپنے آپ کو اُس کی تلاش میں گویا معدوم کرتا ہے اسی طرح آدمی پہلے شکار عشق ہو جائیگا تو مطلوب حقیقی حاصل ہوگا۔ حدیث قدسی ہے کہ جو ایک بالشت مجھسے قریب ہوگا میں گز بھر اُس سے قریب ہو جاؤنگا۔ اور جو گز بھر میری طرف آئیگا میں دو گز اُسکی طرف آؤنگا۔

	دلبران را بر بیدلان فتنہ بجان	جملہ معشوقان شکارِ عاشقان
ترجمہ	دلبروں کو خود ہے عشقِ بیدلان	سارے شاہد ہیں شکارِ عاشقان

شرح یعنے عاشقوں کو معشوق تہِ جان و دل سے چاہتے ہیں کیونکہ اُن کے حسن کی عزت عشاق بغیر ہرگز نہیں ہوسکتی۔ اس لئے تمام معشوق اپنے عشاق کے شکار ہیں علیٰ ہذا القیاس جو شخص عاشق ذات حق ہے وہ اُدھر سے بھی آثار محبت دیکھتا ہے ع۔ دونو طرف ہے آگ برابر لگی ہوئی۔

	ہر کہ عاشق دیدیش معشوق دان	کو بہ نسبت ہست ہم این ہم آن
ترجمہ	سچ ہے جو عاشق ہے وہ معشوق ہے	گرچہ ہے موصوف وصف ہر دو شے

شرح۔ یعنے عاشق فی الحقیقت عاشق تو ہے ہی مگر بسبب عشق معشوق خود بھی معشوق بنجاتا ہے اور عاشق میں اگرچہ عاشق معشوق ہونے کی دونو صفتیں انجام کار پیدا ہو جاتی ہیں مگر صفت معشوقیت غالب رہتی ہے۔

	تشنگان گر آب جویند از جہان	آب ہم جوید بعالم تشنگان
ترجمہ	اگرچہ پیاسے ڈہونڈہتے ہیں آب کو	آب بھی جویان ہیں اُن کا دیکھ لو

شرح یعنے جس طرح آدمی پانی کی تلاش میں رہتے ہیں اسی طرح پانی بھی آدمی کا جویاں ہے کیونکہ پانی کی قدر پیاسوں سے ہوتی ہے اگر پیاسے نہوں تو پانی بے قدر ہو جائے یہ بھی اُسی مضمون بالا کی تمثیل ہے۔

	چونکہ عاشق اوست تو خاموش باش	او چو گوشت میکشد تو گوش باش
ترجمہ	جبکہ وہ عاشق ہے تو خاموش رہ	حکم اُس کا سُن سراپا گوش رہ

شرح۔ یعنے جبکہ وہ شاہد ازل تیرا عاشق ہے تو تجکو چاہیئے خود خاموش رہے اور اپنے تمام کام اُسی کے سپرد کردے کیونکہ وہ جس طرح عاشق ہے معشوق بھی تو ہے اور معشوق کی فرمانبرداری بہر حال لازم ہے اور جس حالت

میں کہ وہ تیری سنتا ہے تو تجھے زبان سے کہنا نہ چاہیئے کیونکہ وہ دلوں کی بات کو معلوم کر لیتا ہے تو سراپا گوش بنکر رہ اور اُس کے اوامر و نواہی کو سنکر قبول کر ایسی حالت میں وہ خود تجھے اپنی طرف کھینچ لیگا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ کلمۂ عاشق اوست میں فک اضافت ہو یعنے جبکہ تو اُس کا عاشق ہے تو ہر حال میں رضا و تسلیم اختیار کر نفت میں گوش دادن بمعنے شنیدن ہے۔

	بند کن چون سیل سیلانی کند		ورنہ رسوائی و ویرانی کند
ترجمہ	بند کر جب سیل طغیانی کرے		خوف کر اس سے کہ ویرانی کرے

شرح یعنے جب عشق کی رو طغیانی پر آجائے تو اُس کو بند کر لے مطلب یہ کہ جب تو واقف اسرار ہو جائے تو بھید وحدت ہرگز بیان نہ کر ورنہ یہ سیل رسوائی اور ویرانی کا باعث ہو جائیگی یعنے لوگ تجکو ملحد کہینگے اور عوام جن پر تو اس راز کو کھولدیگا اپنی نافہمی کے سبب گمراہ ہو جائینگے اور اظہار اسرار وحدت کے باعث آداب شرعیہ کا لحاظ جاتا رہیگا۔ اس لیئے اہل اللہ اکثر خاموش رہتے ہیں۔

	من چہ غم دارم کہ ویرانی بود		زیر ویران گنج سلطانی بود
ترجمہ	مجھکو ویرانی سے ہرگز غم نہیں		ہے خرابے میں خزانہ بالیقین

شرح۔ اس سے پہلے سالک کو اظہار اسرار سے منع کیا گیا تھا۔ اب مولانا عارف کامل کی زبان سے یہ فرماتے ہیں کہ اگر عشق کے سبب ویرانی حاصل ہو تو مجھے اس کا کچھ غم نہیں کیونکہ گنج سلطانی (ذات حق مع اسماء صفات یا حصول مرتبۂ فنا فی اللہ) اُجاڑ اور ویرانے (ترک وجود عارضی اور موت قبل از مرگ) ہی میں ملتا ہے یا یہ معنے ہیں کہ میں واقف اسرار ہو کر آداب شرعیہ کا لحاظ رکھتا ہوں (اس سے معلوم ہوا کہ عارف کامل اگر اظہار اسرار کرے تو کچھ حرج نہیں اُس کے کلمات سے لوگ گمراہ نہ ہونگے۔ بلکہ بعض ایسے کلمات سے جو ظاہر میں خلاف ادب معلوم ہونگے غور سے سمجھنے والوں کو اسرار کا خزانہ ہاتھ لگے گا۔

	غرقِ حق خواہد کہ باشد غرق تر		ہمچو موج بحر جان زیر و زبر
ترجمہ	آرزو ہے غرق کی ہو غرق تر		مثل موج بحر جان زیر و زبر

شرح یعنے جو شخص محبت الٰہی میں غرق ہے وہ یہی چاہتا ہے کہ اور زیادہ غرق ہو جائے یعنی اُس کے عشق اور استغراق ذکر سے ایک لحہ غافل نہ رہے۔ مگر وہ اس طرح غرق ہونا چاہتا ہے جس طرح بحر جان کی موج یعنے سانس کی آمد و رفت جو نیچے اوپر ہوتی ہے اس تشبیہ میں یہ اشارہ ہے کہ عاشق الٰہی ایسی فنا چاہتا ہے جس کے بعد بقا بھی ہو وہ صرف فنا ہی فنا ہونا نہیں چاہتا۔ کیونکہ فنا بغیر بقا نقصان مرتبہ کا باعث ہے لفظ زیر سے فنا اور زبر سے بقا مراد ہے اور سانس کی تشبیہ نہایت نازک ہے۔

	زیر دریا خوشتر آمد یا زبر		تیر او دلکش تر آمد یا سپر
ترجمہ	خوبتر ہے زیر دریا یا زبر		تیر دلکش ہے زیادہ یا سپر

شرح یعنے عشق الٰہی میں صرف فنا ہونا اچھا ہے یا بقا بعد الفنا اور اس کے عشق کا تیر زیادہ دلکش ہے یا اس سے اپنی جان کو بچانا زیر زبر سے وہی فنا و بقا و تیر و سپر سے عشق و محافظت جان مراد ہے۔ دوسرے معنے یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ زیر در یا سے مصیبت اور زبر سے مسرت تیر سے رنج اور سپر سے شادمانی مراد ہے یعنے اے شخص تیرے نزدیک تو مسرت و شادمانی ہی اچھی ہے حالانکہ عاشقان الٰہی رنج و مصیبت کو زیادہ پسند کرتے ہیں۔ اور دونوں کو خدا کی طرف سے سمجھتے ہیں۔

	پس زبون وسوسہ باشی دلا	گر طرب را باز دانی از بلا
ترجمہ	پس زبون ہے وسوسہ سے تو عزیز	ہے جدا گر خالق رنج و سرور

شرح ۔ بعض نسخوں میں پس زبون کی جگہ پارہ کردہ ہے یعنے اے دل اگر تو طرب کو رنج و بلا سے الگ اور ان دونوں کے خالق کو جُدا جُدا جانے گا تو یہ سمجھ کہ وسوسہ نے تجھے مغلوب یا پارہ پارہ کر دیا ہے۔ ورنہ یہ تفریق تیرے خیال میں نہ آتی ارے کمبخت مصیبت ہو یا مسرت رنج ہو یا شادمانی سب خدا کی طرف سے ہے

	گر مرادت را مذاق شکر است	بے مرادی نے مرادِ دلبر است
ترجمہ	با مرادی میں ہے گر ذوق شکر	نامرادی سے بھی تو نفرت نہ کر

شرح یعنے اگرچہ مراد کا حاصل ہونا تیرے نزدیک نہایت اچھا ہے لیکن مراد کا نہ دینا اور نامرادی بھی تو اسی دلبر کی مراد ہے جو تمام عالم کی مرادوں کو برلانے والا ہے پھر اس سے ناراض ہونا کیا معنے دوسرے مصرع میں لفظ نے استفہام تقریری ہے یعنی کیا مراد کا نہ دینا مراد خداوندی نہیں ہے بلکہ ہے۔

	ہر ستارہ اش خونبہائے صد ہلال	خون عالم ریختن او را حلال
ترجمہ	ہر ستارہ اُس کا ہے رشک ہلال	خون عالم ہے اُسے بالکل حلال

شرح ۔ ستارہ سے ادنیٰ تجلی مراد ہے اور لفظ ہر ستارہ اس بات کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ تجلیات الٰہی بے انتہا ہیں اسی لئے کہا گیا ہے کہ تجلیات الحق لا تقف الی النہایۃ اور ہلال سے مراد ہلال عید ہے جو لوگوں کے لئے نہایت خوشی کا باعث ہوتا ہے مطلب شعر یہ ہے کہ عاشقان الٰہی کے نزدیک اُس کی ادنیٰ تجلی کی خوشی سو ہلال عید سے زیادہ ہے اور چونکہ وہ سارے جہان کا محبوب ہے اس لئے اُسے عالم کا خون بہانا حلال ہے اور خون بہانے سے مصیبتوں میں مبتلا کرنا مراد ہے جو شان محبوبی ہے۔

	بہا و خونبہا را یافتیم	جانب جان باختن بشتافتیم
ترجمہ	مل گیا ہمکو بہائے خونبہا	کیا ہوا گر نقدِ جان جاتا رہا

شرح یعنے جب عشاق منزل جانبازی اور فنا کی طرف دوڑے تو انہوں نے محنت سفر کی قیمت وصول کر لی اور جب محبت میں جان دیدی تو اپنا خونبہا پالیا یعنے واصل ہو گئے اور اللہ تعالےٰ نے ایسوں کو فنا کر کے بقا عنایت کر دیا۔ اور عاشقانِ حقیقی کا خونبہا دینے قیمتِ خون ایہی ہے جو ہم نے ذکر کیا۔

	اے حیاتِ عاشقاں در مُردگی	دل نیابی جز کہ در دل بُردگی
ترجمہ	موت ہے بس عاشقوں کی زندگی	ہو جو بے دل صاحبِ دل ہے وہی

شرح یعنے اے مدعئی عشق عاشقوں کی زندگی مرجانا ہے تو جب تک دنیوی زندگی سے دل نہ اُٹھائیگا ہرگز صاحبدل نہ ہوسکے گا۔

	من دلش جستم بصد ناز و دلال	او بہانہ کرد با من از ملال
ترجمہ	میں ہوا دلجو بصد ناز و دلال	اور اُس کو ہوگیا مجھسے ملال

شرح مولانا کا یہ مقولہ گویا راز و نیاز اور ذوق شوق کی باتیں ہیں۔ اور بطور تفہیم معشوق حقیقی کو معشوق مجازی سے تشبیہ دی ہے۔ چونکہ اللہ تعالےٰ قلب اور بہانہ اور ملال سے پاک ہے اس لئے قلب بمعنے رضا اور بہانہ بمعنے استغنا اور ملال بمعنی تبرّی و تنزّہ ہے یعنے میں نے اُس کی رضا ڈھونڈی مگر اس نے استغنا کیا اور یہ استغنا بسبب کمالِ تبرّی و تنزّہ کے تھا یہ اشعار وحدت الوجود کی طرف اشارہ کر رہی ہیں جو صوفیہ کے نزدیک بھی نہایت مشکل مقام ہے ہم اِس کے متعلق وہ بات لکھتے ہیں جو فہم کے قریب بھی ہو اور شریعت کا پاس ادب بھی ہاتھ سے نہ جائے وھو ہذا۔

دراصل بات یہ ہے کہ وہ انسان جو طالب حق اور انسان کامل ہے اگرچہ بنظر اینکہ بندۂ خدا ہے کیسا ہی ذلیل ہو مگر درحقیقت وہ صورت حق کا عکس ہے کیونکہ حدیث قدسی میں ہے خَلَقْتُ الْاٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ میں نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے اور چونکہ حق اُس کا مولےٰ ہے اس لئے جب وہ اپنی ذات کو مولےٰ کی صورت میں دیکھتا ہے تو مولائی کے باعث (جو عطیۂ الٰہی ہے) اپنے مولا پر ناز اور فخر کرتا ہے۔ اور جب اپنی ذات کو عبد ذلیل کی صورت میں دیکھتا ہے تو عجز و نیاز بجالاتا ہے کیونکہ عاشق کو ہر حال میں معشوق کی رضا مطلوب ہے۔ تاکہ اُس کے وصال سے جدا نہ ہو اور جس طرح پہلی صورت میں انسان کا ناز شاہد حقیقی کے خوش کرنے کے لئے ہے (کیونکہ عاشق کا ناز اسی کی عطا کی ہوئی نعمت کے باعث ہے) دوسری صورت میں نیاز بھی اُسی کے خوش کرنے اور وصال کی تدبیر ہے اور اس شعر میں ناز و دلال عاشق و معشوق دونوں کی طرف منسوب ہوسکتا ہے یعنے یا تو یہ کہ میں نے اپنے ناز و دلال کے ذریعہ سے یا اُس کے ناز و دلال اُٹھا کر اور اپنا عجز و نیاز ظاہر کرنے سے اُس کا دل ڈھونڈا کیونکہ معشوق کی دلجوئی دو ہی طرح ممکن ہے یا تو عاشق اُس کے مزاج پر غالب آگیا ہو۔ یا اُس کے سامنے بعجز و نیاز پیش آئے جب یہ تمہید ختم ہوگئی تو مولانا کا یہ مطلب ہے کہ میں نے ناز و دلال اور عجز و نیاز دونو طرح سے معشوق حقیقی کا تقرب چاہا مگر حاصل نہ ہوسکا۔ کیونکہ وہ معشوق ناز و نیاز دونوں سے مستغنی ہے۔ اُس کو نہ عاشق کے ناز کی حاجت ہے نہ نیاز کی اور بندہ اگرچہ اُس کی صورت پر مخلوق ہوا ہے لیکن پھر بھی صفت عبدیت اور اُس کی عزت کے مقابلہ میں ذلت سے نہیں نکل سکتا لہٰذا ذلیل اُس عزیز کا تقرب حاصل نہ کرسکا

	گفتمش آخر غرق تست این عقل و جان	گفت رو رو برمن این افسون مخوان
ترجمہ	میں یہ بولا میں تو ہوں بیجان ہوش	وہ لگا کہنے کہ چل چل بس خموش

	من ندانم آنچہ اندیشیدۂ	اے دو دیدہ دوست را چون دیدۂ	
ترجمہ	یہ نہیں معلوم تو سوچا ہے کیا	اے دو بیں تونے مجھے دیکھا ہے کیا	

شرح یعنے ناز ونیاز سے تقرب ہوا تو میں نے یعنے عاشق نے معشوق حقیقی سے یہ کہا کہ میری یہ روح اور عقل تجھ میں غرق ہے یعنے مجکو استغراق کلی اور فنا حاصل ہے - پھر تیرا تقرب کیوں نہ حاصل ہوگا لیکن معشوق نے اس دعوے کی بھی تکذیب کی اور یہ کہا کہ تو میرے ساتھ یہ حیلہ بازی نہ کر کہ استغراق اور فنا سے تقرب حاصل ہوتا ہے بلکہ نہیں ہوتا کیونکہ دعوے فنا میں بھی دوئی باقی ہے ایک تو خود یہ شخص فانی دوسرا فانی فیہ - چنانچہ دوسرے مصرع کے یہی معنے ہیں اور دو دیدہ سے دو آنکھیں مراد نہیں بلکہ دو بینندہ مراد ہے یعنے اے دوئی کے دیکھنے والے تونے معشوق یکتا کیونکر دیکھ لیا تو دونوں چیزوں کو دیکھے ہوئے ہے - تیرا یہ کہنا کہ میں فانی ہوں دعوے انانیت ہے اور جب انانیت ہے تو شاہد وحدت کا تقرب کہاں مطلب یہ نکلا کہ سالک نفس فنا سے مرتبہ وصال تک نہیں پہنچ سکتا - بلکہ اس پر فرض ہے کہ اس فنا کو بھی فنا کر دے - تاکہ مرتبہ فناء الفناء حاصل کرنے کے بعد تقرب حاصل ہو - ترک دنیا ترک عقبیٰ ترک کے یہی معنے ہیں جو ہم نے بیان کئے - یہ مضامین نہایت باریک ہیں غور سے سمجھنے چاہئیں -

	اے گرانجان خوار دیدستی مرا	زانکہ بس ارزان خریدستی مرا	
ترجمہ	اے گرانجان مجکو تو سمجھا حقیر	یعنے ارزان جان کر جانا حقیر	
	ہر کہ او ارزان خرد ارزان دہد	گوہرے طفلے بقرص نان دہد	
ترجمہ	مفت کی ہوتی ہے ارزان سر بسر	طفل روٹی لیکے دیتا ہے گہر	

شرح یہ خطاب عاشق ہے معشوق کی طرف اور گرانجان - یعنے گرامی قدر ہے - یعنے عاشق نے عدم تقرب کا سبب سنکر معشوق سے یہ کہا کہ اے گرامی قدر و عدیم النظیر جیسا کہ میں اپنی فطرت میں اپنے آپ کو عبد ذلیل جانتا ہوں - ایسا ہی تونے مجکو جانا - اور اس کا سبب یہ ہے کہ مجکو تونے ارزان پالیا ہے کیونکہ تیری قدرت کاملہ جیسے بیشمار پیدا کر سکتی ہے یہ قاعدہ ہے کہ جو صناع ایک طریقہ کی لاکھوں چیزیں بنا سکتا ہے اس کے نزدیک ایک چیز کا بنانا نہایت ارزان ہے اور میرے ارزان پالینے کی مثال ایسی ہے جیسا کوئی بچہ موتی پاکر روٹی کے بدلے میں دیدیتا ہے سو میں بھی اگرچہ جوہر ہوں - کیونکہ تیری صورت پر مخلوق ہوا ہوں مگر چونکہ تیرا بندہ ہوں اس لئے تو مجکو ذلیل جانتا ہے اور تقرب سے محروم رکھتا ہے - لیکن تو وصال سے محروم رکھے یا نہ رکھے میں تیرے عشق میں مستغرق ہی رہونگا چنانچہ آئندہ شعر کا یہی مطلب ہے مگر ہم اس کی شرح مع نکات آئندہ بھی لکھیں گے یہاں صرف بطور تمہید اشارہ کیا گیا ہے -

	غرق عشقِ تو شدم من کاندرین	غرق عقلِ اولین و آخرین	
ترجمہ	غرق بحر عشق ہوں میں جانِ من	غرق جس میں ہوگئی عقلِ زمن	

شرح یعنے متقدمین از من و متاخرین از من مطلب یہ کہ میں تیرے عشق میں مستغرق ہوں اور تیرا عشق ایسا دریا ہے جس میں تمام اولین و آخرین کی عقلیں غرق ہوگئی ہیں - سب دیوانے بن گئے ہیں یعض نسخوں میں عشق اولین بھی ہے یعنے میرا عشق ایک دریا ہے اور اس میں اولین و آخرین کا عشق حباب کی طرح غرق ہے اس میں اپنے عشق کا مبالغہ ہے متقدمین اور متاخرین سے جس میں فضل ولی بر نبی کا گمان ہوتا ہے - مگر اس کا جواب وہی ہے جو پہلے مذکور ہوا - کہ یہ مرتبہ عشق بطفیل اتباع پیغمبر آخر الزمان ہے - بعض شارحین نے ان دونو شعروں کو بھی گفت رُو رُو برمن ایں افسوں مخوان کے متعلق کیا ہے اور جس طرح وہ تین مصرعے معشوق کا مقولہ تھے اسی طرح یہ دو شعر بھی معشوق ہی کا مقولہ ہیں اور خطاب بجانب عاشق ہے یعنے معشوق ازراہ عتاب یوں کہتا ہے کہ اے ثقیل روح اور سوئے سمجھ والے تو نے فقط دعوے فنا کر کے اپنے نزدیک میرا وصال حاصل کر لیا؟ کیا تو نے مجکو حقیر چیز سمجھا ہے کہ فقط دعوے فنا سے تیرے ہاتھ آجاؤں اس صورت میں تیرا حال ایسا ہے جیسا بچہ کا کہ مفت کا گوہر پاکر مفت میں دیدیتا ہے یعنے جیسا بچہ کے نزدیک گوہر حقیر چیز ہے ایسا ہی تو نے مجکو جانا میں بلا مرتبہ فنا ء الفنا ہاتھ نا آؤنگا اس صورت میں شارح نے غرق عشق تو شدم کو مقولہ معشوق سے جدا کر کے مقولہ عاشق قرار دیا ہے - یعنے جس وقت عاشق نے معشوق کا یہ عتاب سنا تو مرتبہ فناء الفنا میں پہنچگیا اور جب اس حالت سے افاقہ ہوا تو یہ شعر فرمایا جس کا مطلب ہم پہلے بیان کر چکے ہیں -

	مجملش گفتم نکردم من بیان	ورنہ ہم افہام سوزد ہم زبان
ترجمہ	میں نے مجمل کر دیا ہے سب بیان	ورنہ جلکر خاک ہو فہم و زبان

شرح - یعنی میں نے اسرار عشق و وحدت کا بیان مجمل طور پر کر دیا ہے اگر تفصیل کے ساتھ لکھوں تو یہ ایسا پُر سوز بیان ہے کہ سُننے والے کا خرمن عقل و فہم اور کہنے والے کی زبان جلکر خاکستر ہو جائے -

	من چو گویم لب لبِ دریا بود	من چو لا گویم مُرادِ الّا بود
ترجمہ	لب سے رکھتا ہوں لبِ دریا مراد	اور لفظ لا سے ہے الّا مراد

شرح یعنی میں جہاں لب کا ذکر کرتا ہوں وہاں لب سے معشوق مجازی کا لب مراد نہیں بلکہ لب دریائے حقیقت مراد ہے یا یہ کہ میں اپنے لب سے لبِ حق مراد لیتا ہوں کیونکہ میں لب قدرت کے ساتھ متکلم ہوں اور میں جب لا کہتا ہوں یعنے نفی ممکنات کرتا ہوں تو اُس سے یہ مراد ہوتی ہے کہ سوائے ذات حق کے اور کوئی چیز موجود نہیں ہے یطلب یہ کہ میری نظر ہر مظہر سے منتقل ہو کر ظاہر کی طرف جایا کرتی ہے - یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ عوام اولیاء اللہ کے کلام کے معنے بہت کم سمجھتے ہیں اور قصور فہم سے اُن پر اعتراض کر بیٹھتے ہیں آدمی کو چاہئے کہ جس کلام کے معنے نہ سمجھے اعتراض کرنے سے پہلے کسی واقف سے پوچھ لے -

	من ز شیرینی نشینم رُو تُرش	من ز بسیاری گفتارم خمش
ترجمہ	رو ترش میں اپنی شیرینی سے ہوں	ہے بہت کچھ گفتگو کیا کہہ سکوں

شرح رو ترش بمعنے رو ترش کردہ یعنے مٹھائی کھا کر ایسا منہ بنا لیتا ہوں گویا کسی نے کھٹائی کھائی ہے - یعنے

باوجودیکہ حلاوت باطنی اور ذوق قلبی رکھتا ہوں مگر اُس کو لوگوں سے چھپانے کیلئے مُنہ بنائے بیٹھا ہوں۔ تاکہ عوام کو میری حلاوت پر اطلاع نہ ہو اور باوجودیکہ اسرار میرے دل میں بہت سے ہیں مگر خاموش ہوں اور سو اسرار میں سے ایک کہتا ہوں۔ کیونکہ اسرار کی باتیں ہر ایک کے سُننے کے قابل نہیں ہوتیں۔

تاکہ شیرینی ما از دوجہان	در حجاب رو ترش باشد نہان	
ترجمہ	تاکہ شیرینی ہماری جانِ جان	ہو ترش روئی کے پردہ میں نہان

شرح یعنے میں اپنے ذوق باطنی کو چھپا کر اس لئے ترش روئی کا اظہار کرتا ہوں کہ لوگ سر وحدت سے واقف ہوسکیں یہ ایسا بھید ہے کہ آدمی تو کیا فرشتے بھی ناواقف ہیں چنانچہ لفظ دوجہان اسی طرف اشارہ کر رہا ہے۔

تاکہ در ہر گوش ناید این سخن	یک ہمیگویم زصد سر لدن	
ترجمہ	تا نہ سن لے ہر کس و ناکس سخن	کم بہت کہتا ہوں میں سِرِّ لدن

شرح یعنے چونکہ ہر شخص فہم اسرار کی طاقت نہیں رکھتا۔ اس لئے میں اسرار خداوندی اور راز لدنی کو مخفی کہتا ہوں۔

تفسیر قول حکیم سنائی سرّوح اللہ روحہ

حکیم سنائی رحمتہ اللہ علیہ کی قول کی تفسیر

ہر چہ از دوست وامانی چہ کفر آن حرف و چہ ایمان	ہر چہ از دوست وامانی چہ زشت آن نقش و چہ زیبا

وفی معنی قول النبی علیہ السلام اِنَّ سَعْدًا الْغَیُوْرٌ وَّاَنَا اَغْیَرُ مِنْہُ وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَغْیَرُ مِنِّیْ وَمِنْ غَیْرَتِہٖ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَہَرَ مِنْہَا وَمَا بَطَنَ۔

شرح۔ یعنے جس حرف کے سبب تو راہ عرفان اور اللہ تعالےٰ سے دور ہوجائے وہ حرف کفر ہو یا حرف ایمان تاثیر میں برابر ہیں۔ دوسرا مصرع پہلے کا مترادف ہے مثلاً کوئی شخص زبان سے لا الہ الا اللہ کہے اور تصدیق قلبی شامل نہ ہو ایسے اسلام اور کفر میں کچھ فرق نہیں یا مثلاً عبادت دکھانے کے لئے کی جائے تو الٰہی عبادت اور کبیرہ گناہ ایک سان ہیں۔ اور حدیث مذکور کی شان نزول یہ ہے کہ ہلال بن اُمیّہ صحابی نے ایک غیر شخص کو اپنی اہلیہ کے پیٹ پر دیکھا اُس شخص کا نام شریک تھا ہلال یہ دیکھکر رسول اللہ کے پاس تشریف لائے اور عرض حال کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یا تو اے ہلال تو زنا کے گواہ لا ورنہ حد تہمت تجھپر جاری ہو گی ہلال نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ مجکو حد سے بچائیگا کیونکہ وہ اپنے زعم میں حق پر تھے۔ اسی مجلس میں سعد بن عبادہ ایک جلیل القدر صحابی تشریف رکھتے تھے انہوں نے فرمایا کہ یارسول اللہ جو شخص اپنی اہلیہ کے پاس غیر شخص کو بدین حالت ناشائستہ دیکھے تو کیا اُس وقت گواہ تلاش کرتا پھرے نہیں بلکہ یہ چاہیے کہ اُس کو قتل کردے۔ اسوقت آپنے فرمایا ان سعد الغیور یعنے سعد بڑے غیرتمند شخص ہیں۔ اور اس کی تھوڑی دیر بعد آیت لعان نازل ہوئی۔

	جملہ عالم زان غیور آمد کہ حق	بُرد در غیرت بریں عالم سبق
ترجمہ	اس لئے سارا زمانہ ہے غیور	کیونکہ غیرت مند ہے ربِ غفور

شرح - اس سے پہلے غیرتِ خداوندی کے متعلق مولانا فرما چکے ہیں - غیرت آن باشد کہ او غیر ہمہ است یہاں اسی غیرت کی تمثیل ہے - یعنے تمام جہان اس لئے غیرتمند ہے کہ اللہ تعالےٰ سب سے زیادہ غیرتمند ہے اور وہ غیرت ہی کے سبب خلق سے مستور ہے کیونکہ جس کی جتنی غیرت ہے اتنا ہی حجاب ہے اس لئے اولیاراللہ بہ نسبت عوام کے زیادہ مستور ہیں اور ابدال سب سے زیادہ پوشیدہ رہتے ہیں -

	او چو جان ست و جہان چون کالبُد	کالبد از جان پذیرد نیک و بد
ترجمہ	وہ ہے جان اور شکلِ قالب ہے جہان	نیک و بد ہے جسم کا فیضانِ جان

شرح یعنے چونکہ اللہ تعالےٰ ظاہر ہے اور مخلوق اُس کا مظہر یا وہ جان ہے اور یہ قالب اس لئے ان میں اُسی کی غیرت کا عکس ہے نکتہ غیرت کسی ایسے فعل یا صفت یا چیز کے چُھپانے کو کہتے ہیں جس کا ظاہر کرنا چُھپانے والے کے نزدیک عیب میں داخل ہو اور باعتبار صفت غیرت کی دو قسمیں ہیں اول غیرت مذمومہ جو عادت اور حمیت جاہلیت کے لحاظ سے ہوتی ہے مثلاً اکثر نئی دوہنیں بہمانوں کی غیرت کے سبب پہلے دن غسل جنابت نہیں کرتیں - اور نماز چھوڑ بیٹھتی ہیں - یہ حمیت جاہلانہ ہے اور اس کا نام غیرت مذموم ہے جو خدا کو ہرگز پسند نہیں دوم غیرت محمودہ جو برائیوں اور گناہوں کے صادر ہونے سے ہوتی ہے خواہ اپنی ذات سے صادر ہوں - یا کسی دوسرے سے گناہوں اور اُن کے سامانوں کا ہاتھ سے مٹانا یا زبان کے اثر سے درمع کرنا یا دل سے بُرا جاننا غیرت محمودہ ہے - اس تمہید کے بعد شعر کا یہ مطلب ہے کہ غیرت مذموم ہو یا محمودہ سب کی اصل غیرت آلٰہی ہے - جس کا عکس غیرت کرنے والوں میں حسب استعداد ظاہر ہوا ہے یعنے جن لوگوں کی استعداد فاسد ہے اُن میں غیرت مذمومہ ظاہر ہوئی ہے اور جنکی استعداد کامل ہے - اُن میں غیرت محمودہ نے ظہور کیا ہے غیرت کا مذموم و محمود ہونا فقط مظہر کی بُرائی بھلائی پر موقوف ہے - نیک و بد سے یہی غیرت محمودہ و مذمومہ مراد ہے - غیرت آلٰہی غیرت محمودہ ہے - کالبد بضم بار موحدہ و بالفتح دونوطرح درست ہے یہاں باعتبار قافیہ بدلفظ کالبد بفتح البار ہے -

	ہر کہ محرابِ نمازش گشت عین	سوئے ایمان رفتنش میدان تو شین
ترجمہ	جس کا قبلہ بن گیا ہو ذاتِ عین	جانبِ ایمان ہے اس کا عزم عیب

شرح - شین عربی لفظ ہے بمعنے زشتی و عیب - ضد زین و محراب بمعنے قبلہ - یعنے جس شخص کا قبلہ عین شاہدہ ذات ہو اور جو شخص ظاہر میں تو کعبہ کی طرف متوجہ ہو اور فی الواقع اُس کا منہ اور دلی توجہ ذات احدیت کی نیہد ایسے شخص کا یہ کہنا کہ میں ایمان بالغیب کا قائل ہوں اُس کے لئے عیب ہے کیونکہ جس کا ایمان بالعین ہو اُس کو ایمان بالغیب کا قائل ہونا اپنے مرتبہ کا گھٹانا ہے اور اُس نعمت کا کفران ہے جو اُس کو دی گئی ہے گویا اُس نے مشاہدہ کی کچھ قدر نہ جانی - غیرت خداوندی اس بات کی مقتضی نہیں کہ اُسکی نعمت کا کفران کیا جائے -

ہر کہ شد مر شاہ را او جامہ دار ۔۔۔ ہست خسران بہر شاہش اتجار

ترجمہ: جامہ دار شاہ کی ہے ۔ بدتری ۔۔۔ اُس سے گر کرنے لگے سوداگری

شرح ۔ جامہ دار ۔ توشہ خانہ کا افسر اور اتجار بمعنے تجارت کرنا یعنے جو شخص بادشاہ کا مقرب ہو اُس کو بادشاہ کے ساتھ تجارت کرنی سراسر اُسی کے نقصان اور ضرر کا باعث ہے اس لئے کہ یہ تنزل ہے قرب سے بعد کی طرف تاجر کا وہ مرتبہ نہیں ہوتا جو مقرب کا ہوتا ہے ۔ اسی طرح ایمان بالعین والا آدمی گویا بادشاہ حقیقی کا مقرب ہے پھر اُس کو ایمان بالغیب کا قائل ہونا قریب سے بعید ہو جانا ہے یہ شعر مضمون سابق کی تمثیل ہے بطور تفہیم ۔

ہر کہ با سلطان شود او ہمنشین ۔۔۔ بر درش شستن بود حیف و غبین

ترجمہ: جو کسی سلطان کا ہو ہمنشین ۔۔۔ بیٹھ جائے در پہ یہ اچھا نہیں

شرح ۔ شستن مخفف اشستن ۔ غبین بمعنے ضعیف رائے صفت مشبہ ہے قایم مقام مصدر ۔ و غبن بفتحتین رائے و تدبیر میں خطا واقع ہونی اور بفتح اول و سکون ثانی نقصان اُٹھانے کے معنوں میں ہے یعنے جو شخص بادشاہ کی ہمنشینی کا رتبہ رکھتا ہو اور پھر اُس کے دروازہ پر بیٹھ جائے یہ اُس کے لئے نہایت حیف اور خسارہ یا ضعف رائے کا سبب ہے ہمنشین کو باشاہ کے درواز ہ پر بیٹھنے سے غیرت کرنی چاہیئے اسی طرح مقربان بارگاہ الٰہی کو ایمان بالغیب کا قائل ہونا باعث نقصان مرتبہ ہے یہ بھی اسی مضمون کی تشریح ہے ۔

دست بوسش چون رسید از پادشاہ ۔۔۔ گر گزیند بوس پا باشد گناہ

ترجمہ: بوسہ جس کے ہاتھ کو دے بادشاہ ۔۔۔ اُس کی پابوسی سراسر ہے گناہ

شرح یعنے جو شخص ایسا مقرب ہو کہ بادشاہ اُس کا ہاتھ چومتا ہے اُس کو بادشاہ کے پانو چومنے سراسر نازیبا ہیں علیٰ ہذا القیاس ایمان بالعین کے بعد ایمان بالغیب نامناسب ہے ۔

گرچہ سر بر پا نہادن خدمت ست ۔۔۔ پیش آن خدمت خطا و ذلت ست

ترجمہ: پانو پڑنا گرچہ خدمت ہے ضرور ۔۔۔ لیکن اس موقع پہ ذلت ہے ضرور

شرح ۔ ذلت بمعنے خطا و لغزش اور آن خدمت سے بادشاہ کا ہاتھ چومنا مراد ہے مطلب یہ ہے کہ اگرچہ بادشاہ کے پانو پڑنا غلاموں کی صفت ہے اور سراسر خدمت ہے لیکن اُس خدمت کے مقابلہ میں کہ بادشاہ خود غلام کے ہاتھ چومتا ہے یہ خدمت (یعنے غلام کا پانو پڑنا) سراسر خطا ہے خلاصہ یہ کہ جب مشاہدہ عینی حاصل ہو گیا تو دوری یعنے ایمان بالغیب کا مقلد رہنا اچھا نہیں بلکہ نقصان مراتب کا سبب ہے ۔

شاہ را غیرت بود بر ہر کہ او ۔۔۔ بو گزیند بعد از آن کہ دید رو

ترجمہ: شاہ کو غیرت ہے اس سے سر بسر ۔۔۔ اُس کی بو ڈھونڈے جو چہرہ دیکھکر

شرح یعنی بادشاہ کو اس بات سے غیرت آتی ہے کہ کوئی شخص اُس کا مُنہ دیکھکر یعنے تقرب حاصل کر کے پھر فقط

بہکر اس کی بو سونگھا کرے بو سے مراد ایمان بالغیب ہے اور منہ دیکھنے سے مشاہدہ اور بادشاہ سے ذاتِ حق اور یہ شعر بھی اسی مضمون سابق کی تمثیل کے لئے لائے گئے ہیں ۔

	غیرتِ حق بر مثل گندم بود	کاہ خرمن غیرتِ مردم بود
ترجمہ	غیرت حق صورت گندم سمجھ	کاہِ خرمن غیرت مردم سمجھ

شرح ۔ یعنے اللہ تعالٰے کی غیرت اصل غیرت اور گندم کے مانند ہے اور آدمیوں کی غیرت خرمن کے بُس کی مانند ہے ۔ بُس گندم سے حاصل ہوتا ہے ۔ اسی طرح آدمیوں کی غیرت خداوندی غیرت کا عکس ہے غیرت الٰہی اصل ہے اور غیرت مردم اُس کی فرع بس تو جس طرح دنیوی بادشاہ کو اپنے مقرب کے دُور دُور رہنے سے غیرت آتی ہے اسی طرح اللہ تعالٰے کو بندوں کے دُور رہنے سے غیرت آتی ہے بندوں کا خدا سے دور رہنا ارتکاب معاصی ہے گناہ کرنے سے غیرت خداوندی کو حرکت ہوتی ہے اور یہی باعث ہے کہ اُس نے گناہوں اور بے حیائی کے سامانوں کو حرام فرمادیا ہے انسان مطلقاً خدا کا مقرب خلیفہ ہے البتہ اس کے گناہ اُسے مرتبہ قرب سے دور پھینکد یتے ہیں اور اس سے اللہ تعالٰے کو نہایت غیرت آتی ہے کہ بندہ ہمارا مقرب ہو کر ہم سے دور کیوں ہو گیا ۔ اس سے حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَاظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ (یعنے اللہ تعالٰے نے تمام بیحیائیوں اور گناہوں کو حرام کر دیا ہے خواہ ظاہر طور پر کئے جائیں یا چھپا کر) اچھی طرح ظاہر ہو گئے ۔

	اصل غیرت را بدانید از آلہ	آن خلقان فرع حق بے اشتباہ
ترجمہ	اصل غیرت ہے فقط وصفِ آلہ	فرع سمجھو خلق ہے بے اشتباہ

شرح ۔ آن یعنے ملک یعنے اللہ تعالٰے کی غیرت اصل ہے اور آدمی کی غیرت اس کی فرع جو اصل سے حاصل ہوئی ہے اور مخلوق کی ملک میں جو کچھ غیرت آئی ہے اُسی مالک کی غیرت کا ظہور ہے نکتہ غیرت کے ذکر سے حکیم سنائی کے قول کی تفسیر بھی نکلتی ہے ۔ مثلاً غیرت جو بظاہر صفت نیاب معلوم ہوتی ہے اگر نفسانی اور مذموم ہو تو بے غیرتی کے برابر ہے مثلاً ابو طالب کا یہ قول کہ قبلت النار علے العار (میں نے عار پر نار در زخ کو قبول کر لیا) ہے یعنی میں اپنی عار کو توڑ کر اے محمد تجھپر ایمان نہیں لا سکتا ، علی ہذا القیاس ایمان بالغیب جو عوام کے لئے نیک ترین اوصاف ہے اگر خواص بھی اس کی تقلید کرینگے تو دوست سے دور جا پڑینگے ۔

	شرح این بگذارم و گیرم گلہ	از جفائے آن نگارِ دہ دلہ
ترجمہ	چھوڑ کر یہ اب میں کرتا ہوں گلہ	ہے جفا جو دہ نگارِ دہ دلہ

شرح یعنے غیرت کا ذکر چھوڑ کر اب میں ہجر کی شکایت کرتا ہوں ۔ اس صورت میں آئندہ اشعار جانب جان باختن بشتافتیم وغیرہ کے متعلق ہونگے ۔ یا یہ معنے ہیں کہ غیرت معشوق کا ذکر تو ہو چکا اب مستقل طور پر غیرت عاشق کا ذکر کرتا ہوں جفا سے مراد تجلیات جلالی ہیں جو عاشق کو فنا کر کے مرتبہ بقا تک پہنچا دیتی ہیں اور دہ دلہ سے مراد صاحب الطاف یا صاحب تجلیات کثیرہ ہے ۔ کیونکہ تجلیات ایزدی کی انتہا نہیں ۔ ورنہ معاذ اللہ ظلم و جفا خدا کی طرف منسوب نہیں ہو سکتی مطلب یہ کہ اب میں اُس محبوب صاحب تجلیات کثیرہ میں سے تجلی جلالی کا

گلہ کرتا ہوں کہ اُس نے غیروں کو فنا سے مرتبۂ بقا تک پہنچادیا۔ اور مجھکو محروم رکھا حالانکہ میں عاشق صادق ہوں۔ اس سے مجھے نہایت درجہ غیرت آتی ہے کہ میں عاشق ہوکر قرب سے محروم رہوں۔

	نالم ایرا نالہا خوش آیدش	از دو عالم نالۂ غم بایدش
ترجمہ	اس لئے روتا ہوں میں اے ہوشمند	نالہ اُس کو دوجہان سے ہے پسند

شرح یعنی نالہ بہجر بےصبری یا ناشکری کے سبب نہیں ہے بلکہ اس لئے ہے کہ میرے محبوب کو نالہ بہت پسند ہے اُس کو ہر دو عالم (عالم شہادت وعالم غیب یا عالم جن والنس) کی اشیاء رین سے صرف نالہ اور درد عشق پسند ہے وہ خود قرآن مجید میں فرماتا ہے مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ یعنے میں نے جن و انسان کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ عبادت سے نالۂ و عشق اور معرفت مراد ہے ایرا یعنے زیرا ہے۔

	چون نہ نالم تلخ از دستان او	چون نیم در حلقۂ مستان او
ترجمہ	کیون نہ اُس کے مکر سے نالان رہون	کیون میں غیر حلقۂ مستان رہون

شرح۔ دستان یعنے مکر ہے اور مکر آلہی باعتبار مراتب جُدا جدا ہے عام لوگون کے حق میں خدا کا مکر یہ ہے کہ اُن کو نعمت و دولت دیجائے اور وہ اُس کے وسیلہ سے گناہوں میں مشغول رہیں اور سالک کے حق میں مکر الہی یہ ہے کہ وہ صوفی بنکر شرعی یا آداب الہی کو نگاہ نہ رکھے اور عارف غیر کامل کے حق میں مکر یہ ہے کہ وہ بلا حکم الہی اظہار کرامت اور خرق عادت میں مصروف رہے۔ اور کاملین کے حق میں مکر یہ ہے۔ کہ شاہد حقیقی اُس کے مرتبۂ کو تجلیات متواترۂ غیر متناہیہ تک محدود رکھے اور اُس کی ہمت صرف جلوے ہی جلوہ پر قانع رہے۔ اور مشاہدۂ ذات یا حضوری خاص میسر نہ ہو۔ دوسرے مصرع میں حلقۂ مستان سے جماعت عشاق مراد ہے۔ اور مطلب شعر یہ ہے کہ میں اس مکر آلہی سے کیونکر نالاں ہوں کہ اُس نے مجھکو اظہار کرامت میں مشغول کرکے تجلیات سے محروم کردیا ہے یا تجلیات سے آگے بڑھا کر مشاہدۂ ذات تک نہیں پہنچایا یا لفظ دستان مخفف داستان ہے یعنے میں اُس کے قصۂ استغنا سے جو اس سے پہلے۔ گفت روزی برد بر من این افسون مخوان سے ظاہر ہوچکا ہے کیونکر نالہ نہ کرون کہ تجلیات و مشاہدات دونوں سے محروم ہون فائدہ یہ اشعار آخر داستان تک مولانا کی زبان سے عاشق کے مقولے ہیں جو حالت ذوق وشوق میں اُس کی زبان سے نکل رہے ہیں۔ اسی لئے بعض الفاظ جو حد ادب سے تجاوز کرگئے ہیں قابل اعتراض نہیں ہوسکتے۔

	چون نباشم ہمچو شب بے روز او	بے وصال روئے روز افروز او
	میں شب تاریک ہون بے روز یار	بے وصال روئے روز افروز یار

شرح شب سے ظلمت جسمانی اور روز سے تجلی اور روز افروز سے آفتاب ذات مراد ہے یعنے میں بلا تجلی ذات ظلمت جسمانی میں گرفتار ہون اور بے وصال روئے آفتاب حقیقی ہر وقت مکدر رہتا ہون۔

	ناخوش او خوش بود در جان من	جان فدائے یار دل رنجان من

ترجمہ | ناخوشی میری خوشی ہے سر بسر | جان فدا ہے یارِ دل آزار پر

شرح یعنے جو چیز بظاہر عوام کو ناخوش معلوم ہوتی ہے وہ مجھے گوارا ہے کیونکہ عاشق نے جب معشوق پر اپنی جان ہی فدا کر دی تو معشوق کی طرف سے اُسے تکلیف پہنچے یا مصیبت سر بسر راحت ہی ہوگی - عرب کی مثل ہے ضَرْبُ الْحَبِیْبِ زَبِیْبٌ یعنے دوست کی طرف سے جو کچھ تکلیف پہنچتی ہے وہ خوشگوار ہوتی ہے مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالٰے کے غضب میں بھی رحمت پنہان ہے خواہ اُس رحمت کا ظہور دنیا میں ہو یا عقبےٰ میں لیکن چونکہ عوام کی نگہ ظاہری اسباب پر ہوتی ہے اس لئے وہ غضب میں پوشیدہ رحمت کو نہیں دیکھ سکتے - مثلاً بیماری پر قیاس کیجیے - کہ عاشق کے نزدیک اس میں رحمت الٰہی پنہاں ہوتی ہے کیونکہ یا تو چند روز میں صحت ہو جائیگی یا کفارۂ گناہ اور باعث ترقی مراتب اُخروی ہوگا - دل رنجان دل دکھانیوالا معشوق یہاں اس لفظ سے اللہ تعالٰے مراد ہے یعنے باعتبار خیال عوام تکلیف و بیماری پہنچانے والا -

عاشقم بر رنجِ خویش و دردِ خویش | بہرِ خوشنودیِ شاہِ فردِ خویش

ترجمہ | میں ہوں عاشق اپنے رنج و درد کا | اور رضا جو اپنے شاہِ فرد کا

شرح - شاہ فرد شہنشاہ یکتا یعنے اللہ تعالٰے مطلب یہ کہ میں اپنے رنج و درد اور دکھ بیماری سے عشق رکھتا ہوں - کیونکہ یہ سب کچھ خدا کے حکم اور اس کی مرضی سے ہوتا ہے جب وہ اس سے خوش ہے تو میں کیونکر رضامند نہ ہوں

خاکِ غم را سرمہ سازم بہرِ چشم | تا ز گوہر پر شود دو بحرِ چشم

ترجمہ | خاکِ غم سرمہ ہے گویا بہرِ چشم | تا کہ ہوں گوہر سے پُر دو بحرِ چشم

شرح یعنے میں خاکِ غم کو باعث نور عین جانکر آنکھوں میں بھرتا ہوں - اور یہ اس لئے ہے کہ میری آنکھیں گوہر اشک سے پُر ہو جائیں - کیونکہ یہ گوہر مرغوب الٰہی ہیں (یہ اُس قاعدہ کے مطابق ہے کہ اکثر سرمہ ڈالنے سے آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں) اور حدیث شریف میں موجود ہے اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ اَنِیْنَ الْمُذْنِبِیْنَ بالتحقیق اللہ تعالٰے گناہگاروں کے نالہ و زاری کو پسند کرتا ہے اور اُن کے گناہ انہیں آنسوؤں کے پانی سے دُہلجاتے ہیں -

اشکہا کان از بہرِ او بارند خلق | گوہرست و اشک پندارند خلق

ترجمہ | جو خدا کے واسطے ہوں اشک تر | اشک ہیں ظاہر میں لیکن ہیں گُہر

شرح یعنے جو آنسو خدا کے خوف سے نکلتے ہیں وہ خدا کے نزدیک موتیوں کی طرح قیمتی ہیں مخلوق اُن کا رتبہ نہیں جانتی

من ز جانِ جان شکایت میکنم | من نیم شاکی روایت میکنم

ترجمہ | جانِ جان سے یہ شکایت ہے مری | میں نہیں شاکی شکایت ہے مری

شرح یعنے یہ جو میں بظاہر شکایت حق کر رہا ہوں فی الواقع شکایت نہیں کرتا - بلکہ دل سے عشق کی حکایت بیان کرتا ہوں - کہ عشق ایسا ہونا چاہیئے جس میں طلب تجلی اور مشاہدہ سے کسی وقت سیری نہو - اور ہر وقت ہَلْ مِنْ مَّزِیْد کا نعرہ زبان جان سے نکلتا رہے - کسی وقت تا حصول مشاہدۂ ذات چین نہ پڑے -

	دل ہمی گوید ازو رنجیدہ ام	وز نفاقِ سست می خندیدہ ام	
ترجمہ	دل کیا کرتا ہے باتیں رنج کی	مجکو ان باتوں پہ آتی ہے ہنسی	

شرح یعنے دل بظاہر تو یہ کہتا ہے کہ میں معشوق حقیقی سے رنجیدہ ہوں۔ لیکن یہ اس کا نفاقِ سست اور ضعیف یعنی شکر رنجی ہے کیونکہ در پردہ عاشق کا دل ان تمام حادثات سے جو اس پر خدا کی طرف سے وارد ہوں خوش ہوتا ہے دوسرا مصرع مولانا کا مقولہ ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ مجھے عشاق کے دل کی اس ظاہری رنجش اور باطنی خوشی پر ہنسی آتی ہے کیونکہ اس قسم کا نفاق جس کو باعتبار لفظ نفاق اور باعتبار معنی شکر رنجی کہتے ہیں حقیقی اور واقعی نفاق نہیں ہے۔ کیونکہ حقیقی نفاق کے یہ معنے ہیں کہ آدمی کسی سے ظاہر میں خوش ہو اور باطن میں رنجش رہے۔ بلکہ عشاق کے دلوں کا بذریعۂ نالۂ فریاد اظہار رنجش کرنا خود معشوق کی مراد ہے اس لئے یہ رنج عین طاعت ہے۔ پچھلے اشعار سے معلوم ہو چکا ہے کہ اللہ تعالٰے نالۂ فریاد کو بہت پسند کرتا ہے۔ نفاق سست یعنے شکر رنجی ظاہری دوروپہ پن جو حقیقی اور واقعی نہ ہو۔

	راستی کن اے تو فخرِ راستان	اے تو صدر و من درت را آستان	
ترجمہ	راستی دے مجکو فخر راستان	صدر ہے تو میں گدائے آستان	

شرح۔ فخر راستان سے مراد اللہ تعالٰے ہے جو اپنے حق میں آپ فرماتے ہیں کہ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ قِیْلًا یعنے اللہ سے زیادہ سچ بولنے والا کوئی نہیں اور صدر یعنے پیشگاہ خانہ و بالانشین ہے یعنے اے اللہ تو فخر راستان ہے تو مجھے سیدھا رستہ دکھا یعنے خوارق اور اظہار کرامات میں مشغول رہکر تجلیات و مشاہدات سے محروم نہ رکھ تو صاحب صدر ہے اور میں چوکھٹ پر بیٹھنے والا فقیر ہوں صاحب صدر کو فقیر پر رحم کرنا چاہیئے۔

	آستان و صدر در معنی کجاست	ما و من کو آنطرف کان یار ماست	
ترجمہ	آستان و صدر معنی میں نہیں	پاک ہے ان سب سے یارِ دلنشین	

شرح اس سے پہلے شعر میں عاشق اللہ نے اللہ تعالٰے کو صاحب صدر اور اپنے آپ کو آستانہ نشین کہا تھا اس سے شبہ پیدا ہوتا تھا کہ اللہ تعالٰے کسی جہت میں متمکن ہے حالانکہ وہ جہات سے بالکل پاک ہے۔ نہ خصوصیت کے ساتھ بجانب اعلیٰ ہے نہ بجانب اسفل نہ آگے نہ پیچھے نہ دہنے نہ بائیں نہ صدر نشین ہے نہ آستانہ نشین۔ اس شعر میں اس شبہ کا جواب دیا گیا ہے اور حاصل جواب یہ ہے کہ جہتیں اور دنیا کے ظاہری مرتبے فی الحقیقت لاشئے ہیں۔ ذات پاک سے کچھ علاقہ نہیں رکھتے۔ کیونکہ شاہد حقیقی کا مقام۔ مقام احدیت ہے۔ جہاں جہتین اور مرتبے اور ما و من یعنے کثرت خود فنا اور ہلاک ہو گئی ہے۔

	اے رہیدہ جان تو از ما و من	اے لطیفہ روح اندر مرد و زن	
ترجمہ	ذات ہے بیشک تری بے ما و من	مستفیض روح ہیں سب مرد و زن	

شرح۔ جان سے ذات اور ما و من سے کثرت مراد ہے اور لطیفہ روح کی اضافت مقلوب ہے جس سے مراد

مراد جلوۂ خاص باظہور ہے اور مرد و زن سے مراد اسمار اعیان اور ممکنات ہیں جنکی تشریح دیباچہ میں گزر چکی ہے چونکہ اسمار صفات الٰہی ممکنات میں موثر ہیں اس لئے ان کو مرد کہا اور چونکہ اعیان ممکنات یعنی مخلوقات ان کا اثر قبول کر لیتی ہیں اس لئے اُن کو زن قرار دیا۔ جس طرح بیوی۔ میاں کے اثر یعنے نطفہ کو قبول کر لیتی ہے اسی طرح ممکنات اسمائے صفات کے اثر کو قبول کر لیتے ہیں۔ مثلاً ممیت اسم صفت ہے اس کا ظہور جب ہوگا تو وہ ضرور موت کو قبول کریگا یعنے لیے اللہ تو وہ ذات پاک ہے جو کہ بغیر ظہور تمام ہے صفات اور ممکنات سب میں ہے۔ ممکنات میں اس کا ظہور تو ظاہر ہی ہے اور اسمار میں اس کا ظہور ہے کہ اسمار صفات سب کے سب اُس کی صفتیں ہیں اور صفات بغیر ظہور موصوف قائم نہیں ہو سکتیں۔

	مرد و زن چوں یک شوند آن یک توئی	چونکہ یکہا محو شد آنک توئی
ترجمہ	مرد و زن جب ایک ہوں وہ ہے توئی	مٹ گئی کثرت تو وحدت رہ گئی

شرح مرد و زن سے وہی اسمار صفات اور ممکنات مراد ہیں اور یکہا سے یک کی جمع ہے یعنے کثرت اور یہ شعر پہلے شعر سے بطور قطعہ بند مربوط ہے مطلب یہ ہے کہ جب اسمار صفات و ممکنات ایک ہو گئے (کیونکہ موثر اور متاثر میں یگانگت ضرور ہوتی ہے) تو پھر یہ مظاہر وہ ایک تو ہی ہے اور جب یکہا یعنے کثرت محو اور فنا ہو گئی تو تو ہی باقی رہ گیا۔ مطلب یہ ہے کہ جب تعینات متعدد ہو گئے تو کثرت جاتی رہی اور جب کثرت فنا ہو گئی تو سوائے وحدت کے اور کچھ نہ رہا۔ اس کا ماحصل یہ ہوا کہ جب مشاہدہ کے سبب پردۂ کثرت اٹھ گیا تو نفس وحدت یعنے ذات حق باقی رہ گئی یعنے اہل بصیرت پر یہ راز کھل گیا کہ ذات واحد اپنی وحدت ذاتی کے ساتھ باقی ہے اس کے علاوہ عالم کثرت محض کثرت تعینات کا نام ہے۔ ہم نے سرِ وحدت کی تشریح اور ذرے ذرے مہندی کی حیثیدی کر دی ہے مگر فہم اسرار کی توفیق خدا سے مانگنی چاہیئے۔ یہ راز اس سے زیادہ آشکارا نہیں ہو سکتا نہ اس کے متعلق زبان قلم پر اور کوئی لفظ آ سکتا ہے۔

	این من و ما بہر آن بر ساختی	تا تو با خود نرد خدمت باختی
ترجمہ	اس لئے ہے یہ من و ما کا ظہور	تاکہ تو اپنا ہو عاشق یا غفور

شرح۔ یہ شعر ایک سوال کا جواب ہے سائل یہ کہتا ہے کہ جب صرف وحدت ہی وحدت منظور تھی تو ممکنات کا پیدا کرنا کس غرض سے ہے۔ مولانا جواب دیتے ہیں کہ یہ ممکنات کا پیدا کرنا اس غرض سے ہے کہ تو اپنی خدمت آپ کرے یعنے تعینات کے لباس میں چھپ کر اپنا بار آپ بنے اور اپنے حسن پر آپ عاشق ہو۔ اس شعر کے یہ معنے دیگر شارحین نے لیے ہیں اور انہیں معنوں کے مطابق یہ مطلع ہے۔

گر بچشم عاشقان بینی جمال خویشتن + ہمچو من آشفتہ باشی در خیال خویشتن۔ اور انہیں معنوں کے قریب کسی عارف کامل کا یہ مقولہ ہے اَلْعَبْدُ مَنْ وَجَدَ وَلِكُلٍّ مَا وَجَدَ سَجَدَ یعنے خدا کا کامل بندہ وہی ہے جس نے راز وحدت کو معلوم کیا اور جو چیز مل گئی اُسے سجدہ کر لیا۔ لیکن مذکورۂ بالا معنے اور یہ مقولہ ہمارے مذاق کے موافق نہیں ہے۔ کیونکہ ہماری موٹی اور بھدی عقل اسرار وحدت کو نہیں سمجھ سکتی اس لئے مولانا قدس سرہ کے شعر مذکور کا مطلب اس طرح ذہن نشین ہوتا ہے کہ ممکنات کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ تو اپنی خدمت آپ

کرے یعنے تعینات کے بباس میں اپنے جلوے اور اپنی صفات کو چھپا کر مظہر میں ظاہر اور آئینہ میں عکس کا تماشائی ہو اور اپنی صنعت و حکمت پر اسلئے آپ عاشق ہو کہ باوجود حجاب ظاہری آئینہ ممکنات میں تیرا جلوہ دیکھنے والوں کو صاف طور پر نظر آرہا ہے نرد باختن بمعنے کھیلنا ہے اور با خود نرد باختن اپنے ساتھ آپ کھیلنا مطلب یہ کہ مظہر ذات میں اپنے جلوے کا عکس ڈالکر خود اپنے حسن کا تماشائی ہے اور تجھے اپنے معبود یکتا ہونے کی صفت سے عشق ہے۔ جن و انسان کی پیدائیش صرف اسی لئے ہے کہ جہان میں تیری یکتائی اور معبود حقیقی ہونے کا ڈنکا بج جائے یہ تیری قدرت کے کھیل ہیں کہ خود ہی معشوق ہے اور خود ہی اپنے جلوے کا عاشق ہمارے یہ معنے اس مطلع کے مطابق ہیں۔ یار من باکمال رعنائی + خود تماشا و خود تماشائی۔ اور اس شعر کے سب سے صاف معنے یہ ہیں کہ ممکنات کا پیدا کرنا اس غرض سے ہے کہ تو اپنے اوپر آپ عاشق ہو یعنی مخلوقات تیرے ذکر اور عبادت کے وسیلہ سے تجھپر اس طرح عاشق ہو کہ اُسے بقا بعد الفنا کا مرتبہ حاصل ہو جائے اور یہ ظاہر ہے کہ ایسے لوگوں کا تجھپر عاشق ہونا جو مرتبہ وصال حقیقی تک پہنچ گئے ہیں گویا تیرا اپنی ذات پر عاشق ہونا ہے اور من تو شدم تو من شدی۔ من تن شدم تو جان شدی کے یہی معنی ہیں۔

	تا تو با ما و تو یک جوہر شوی		عاقبت محض جنان دلبر شوی	
ترجمہ	مل ملا کر تاکہ اک جوہر ہو تو		آخرش پہ اس شان کا دلبر ہو تو	

شرح یہ اور آئیندہ شعر فائدہ عبادت یا ممکنات کے پیدا کرنے کی حکمت کا بیان کر رہے ہیں مطلب یہ کہ ظاہری مغایرت جو ممکنات و خالق میں ہے یہ حقیقی مغایرت نہیں لیکن اس احدیت کے معنے وہی سمجھتا ہے جسکو بصیرت ہو۔ عبادت الٰہی اور ممکنات کے پیدا کرنے میں یہ حکمت ہے کہ تمام متعینات عالم شہود میں جا کر ایک ذات ہو جائیں۔ اور انجام کار وہی ایک باقی رہے جو دلبر محض ہے دوسرے مصرع میں لفظ محض جنان صفت ہے مقدم اور دلبر موصوف ہے مؤخر اور لفظ محض مضاف ہے باضافت توصیفی۔

	تا من و تو ہا ہمہ یکجان شوند		عاقبت مستغرق جانان شوند	
ترجمہ	تا من و تو عشق سے یکجان ہوں سب		غرق بحر ذات بے پایان ہوں سب	

شرح۔ یہ اسی مضمون سابق کا تتمہ ہے یعنی عبادت یا ممکنات کے پیدا کرنے میں یہ حکمت ہے کہ من و تو انجام کار فنا ہو جائے۔ اور یہ کثرت ایک جان ہو کر مشاہدہ جانان میں غرق یعنے فنا فی الذات ہو۔

	این ہمہ ہست و بیا اے امر کن		اے منزہ از بیان و از سخن	
ترجمہ	ہے یہ سب سچ آ ہیں اے امر کن		وصف تیرا کر نہیں سکتا سخن	

شرح۔ اس شعر کی تاویلیں باعتبار ترکیب الفاظ کئی طرح ہو سکتی ہیں اول یہ کہ کن سے مراد خود کلمہ کن ہے۔ اس صورت میں شعر کے یہ معنے ہیں کہ جو کچھ ہم وحدت کے متعلق گذشتہ اشعار میں کہہ چکے ہیں یہ سب صحیح ہے یعنی کثرت کا فنا ہو جانا فی الواقع ثابت ہے لیکن اے امر کن اور اے حکم خدا تو آکر ہمارے کام بنا دے اور کام بنانے سے یہ مطلب ہے کہ اے کلمہ کن تو ممکنات سے متعلق ہو جا تاکہ انہیں وجود حاصل ہو اور موجودات

میں حق مشہود ہونے لگے یہ بھید کھل جائے کہ ممکنات فنا ہونے والی چیزیں ہیں ۔
دوم ۔ یہ کہ امر کن مضاف محذوف ہے یعنے اے صاحب امر کن) اس صورت میں یہ معنے ہیں کہ اسرار وحدت جو کچھ ذکر کیے گئے سب ٹھیک ہیں اور ان سے طالب کو ذات یکتا کے باقی اور ممکنات کے فانی ہونے کا یقینی امر ہوگیا ہے لیکن اے صاحب امر کن اور اے شاہد حقیقی تو خود آکر ممکنات کو اپنا جلوہ دکھلادے تاکہ سب فنا ہو جائیں اور علم الیقین عین الیقین سے بدل جائے کیونکہ جلوہ الٰہی کا خاصہ فنا کر دینا ہے۔ جو کوہ طور کی حالت سے معلوم ہو چکا ہے ۔
سوم ۔ یہ کہ کن لفظ فارسی اور صیغۂ امر ہے بمعنے بکن ۔ اس صورت میں حرف ندا کے بعد منادیٰ محذوف ہے اور مطلب شعر یہ ہے کہ مذکورہ بالا اسرار وحدت کے یقینی ہونے میں کچھ شک نہیں لیکن اے شاہد حقیقی تو اپنے جلوۂ خاص کا حکم کر تاکہ اشیاء کے فنا ہونے کے سبب سر وحدت آشکارا ہو جائے پہلی دونو صورتوں میں لفظ امر بالاضافت ہے اور اس صورت میں امر کردن بمعنے حکم کرنا بلا اضافت ہے اور اس شعر کا دوسرا مصرع یا تو صاحب امر کن کی صفت ہے یا خود کلمۂ کن کی یعنی اے خدا تو بیان وسخن سے منزّہ ہے یعنے تیرا کلام ایسا نہیں جیسا بندوں کا کلام ہوتا ہے ۔ یا یہ کہ اے کلمۂ کن تو الفاظ انسانی کی جنس ہونے سے پاک ہے ۔ کیونکہ تو خدا کا کلام ہے اور خدا کا کلام لفظی نہیں ہوتا ۔ بلکہ نفسی ہوتا ہے ۔

چشم جسمانہ تواند دیدنت		در خیال آرا غم وخندیدنت	
ترجمہ	آنکھ تجھکو دیکھے بالکل محال		شادی وغم کر سکے کیونکر خیال

شرح ۔ اس شعر کے معنے کئی طرح ہو سکتے ہیں ۔ لفظ چشمانہ میں ہائے ہوز نسبت کے لئے ہے اور چشم بمعنے نور ہے اور بعض نسخوں میں چشمانہ کی جگہ جسمانی ہے اور شعر کے پہلے معنے یہ ہیں کہ چشم جسمانی تجھکو دیکھ سکتی ہے کیونکہ تو تمام مظہروں میں ظاہر ہے جب کسی پر نظر پڑیگی تیرا جلوہ مشہود ہوگا لیکن افسوس دیکھنے والوں کی آنکھ مظہر سے ظاہر کی طرف نہیں جاتی ۔ اور چشم ظاہر بیں کو حقیقت خاص نظر نہیں آتی ۔ علیٰ ہذا القیاس غم وخندہ تجھکو آدمی کے خیال میں لے آتا ہے غم کی حالت میں تیری یاد ازالۂ غم کے لئے ہوتی ہے اور خوشی کی حالت میں مسرت کے باقی رہنے کے لئے لیکن ایسی یاد کسی کام کی نہیں ہوتی ۔ کیونکہ غمی شادی میں خدا کو یاد کرنا خود غرضی کی علامت ہے عاشقان کامل ان دونوں سے غرض نہیں رکھتے اس صورت میں خندیدنت کی تائے فوقانی لفظ آرد کا مفعول ہے بمعنے ترا دوسرے معنے یہ ہیں کہ دو مصرعوں میں استفہام انکاری مانا جائے اور چشم جسمانی سے مراد ہی ظاہری آنکھ ہو ۔ اور بعض نسخوں میں چشمانہ کی جگہ لفظ جسمانہ واقع ہوا ہے اس کو دیدنت کی تائے مفعول سے حال کہا جائے اس صورت میں یہ معنے ہوئے کہ نور چشم یا چشم جسمانی بمقتضائے لاتدرکہ الابصار تجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتی ۔ یا کوئی آنکھ مجسم حالت میں تیرا نظارہ نہیں کر سکتی کیونکہ تو جسم سے پاک ہے ۔

پھر اس حالت میں کیا کوئی آنکھ تجھے دیکھ سکتی ہے؟ ہرگز نہیں دیکھ سکتی اور کوئی شخص تیرے غم و خندہ کو اپنے خیال میں لا سکتا ہے ہرگز نہیں لا سکتا۔ نکتہ غم و خندہ کی توجیہ دو طرح ہو سکتی ہے اول یہ کہ تو نے جو اپنے کلام میں کفار کے لئے غَضِبَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ (کافروں پر خدا کا غصہ ہے) اور مومنوں کے لئے رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ (مومنوں سے خدا راضی ہے) فرمایا ہے تیرے اس غم اور خوشی کے حقیقی معنے خیال میں نہیں آ سکتے یہاں غم سے مراد غضب ہے کیونکہ غم اور غضب باہم لازم و ملزوم ہیں توجیہ دویم یہ کہ تیرا بھیجا ہوا غم و خندہ کوئی شخص اپنے خیال میں نہیں لا سکتا یعنی کسی کو یہ خیال نہیں آتا کہ شادی و غم دونوں خدا کی طرف سے ہیں بلکہ عوام کا خیال یہ ہے کہ غم اپنی بے تدبیری اور شادی اپنی چالاکی سے حاصل ہوتی ہے تیسرے معنے یہ ہیں کہ صرف پہلے مصرع میں استفہام انکاری مانا جائے اور دوسرا مصرع اپنی حالت پر رہے۔ یعنی چشم جسمانی گو تجھے نہیں دیکھ سکتی لیکن اے خدا غم و خندہ تجھے کبھی کبھی آدمی کے خیال میں لے آتا ہے اور یہ صفت عشقِ کامل کی منافی ہے یہ پہلے معنے چونکہ آیندہ ابیات سے مربوط ہیں اس لئے سب سے اچھے ہیں۔

	دل کہ او بستہ غم و خندیدن است	تو بگوئی لائق این دیدن است	
ترجمہ	جو کہ پابند غم و شادی رہا	دید کے لائق ہے وہ یہ سچ بتا	

شرح۔ اس شعر سے صاف ظاہر ہو گیا کہ گذشتہ شعر کے سب سے پہلے معنے سب سے بہتر ہیں کیونکہ اس شعر کا یہ مطلب ہے کہ جو دل شادی و غمی کے حالت میں خدا سے وابستہ ہو جاتا ہے وہ مشاہدۂ ذات اور دید کے قابل نہیں ہوتا۔ ایسے خود مطلبی کو دربارِ حضوری سے دھکے ملتے ہیں۔

	آنکہ او بستہ غم و خندہ بود	او بدین دو عاریت زندہ بود	
ترجمہ	جو یہاں پابند رنج و خندہ ہے	مانگے کی چیزوں سے گویا زندہ ہے	

شرح یعنے جو شخص دنیوی شادی و غم میں گرفتار ہے وہ گویا مانگے تانگے کی دو چیزیں لیکر اپنی زندگی بسر کر رہا ہے۔ کیونکہ دنیوی شادی و غم مانگی ہوئی دو چیزیں ہیں جو ایک حالت پر قایم نہیں رہتیں آدمی کو کبھی دنیوی غم ہوتا ہے اور کبھی شادی۔ اس لئے انسان کا فرض ہے کہ ان دونو سے گذر کر اس شے کا طالب بنے جو ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔ یعنی شاہد حقیقی کا عشق اختیار کرے۔

	باغ سبز عشق کو بے منتہاست	جز غم و شادی درو بس میوہ ہاست	
ترجمہ	عشق کا ہے باغ بے پایاں بہت	جز غم و شادی ثمر ہیں یاں بہت	

شرح یعنے اے شخص تو عاریت کی چیزوں کو چھوڑ کر باغ عشق حقیقی کی سیر کر جو ہمیشہ باقی رہنے والا اور اپنی فراخی اور ترو تازگی میں بے مانند اور اپنی وسعت اور پُر فضا ہونے میں بے انتہا اور اپنی خوبیوں میں بے نظیر ہے اور اس باغ میں سوائے غم و شادی کے ہزار ہا قسم کے میوے موجود ہیں میوہ ہا سے مراد تجلیات حق ہیں۔

	عاشقی زین ہر دو حالت برترست	بے بہار و بے خزان سبز و ترست	

ترجمہ — باغ الفت کی ہے کیفیت دگر — بے بہار و بے خزاں ہے سبز و تر

شرح - یعنے چونکہ عشق الٰہی کا باغ ایک معنوی صفت ہے اس لئے اسے دنیوی بہار و خزاں سے کچھ علاقہ نہیں - یہ ہمیشہ سرسبز اور تر و تازہ رہتا ہے - اس باغ کا نام سدا بہار ہے - اور یہ ہمیشہ ہرا بھرا رہتا ہے -

دہ زکاۃِ روئے خوب اے خوبرو — شرحِ جانِ شرحہ شرحہ بازگو

ترجمہ — دے زکاۃ حُسن خود اے خوبرو — جانِ پارہ پارہ کی کر گفتگو

شرح - یہ معشوق حقیقی کا خطاب ہے اور عاشق یہ کہتا ہے کہ مجھ سے کچھ تو کلام کر میں تیرے در کا فقیر ہوں مجھے زکوۃ حسن دے یعنے جلوۂ وحدت دکھا اور میری جان مجروح اور پارہ پارہ شدہ کا حال بتا کہ کب تک اسے اس کا مطلوب مل جائیگا بعض نسخوں میں بعض گو کی جگہ بازجو ہے یعنے میری جان مجروح کا حال پوچھ کہ غم فراق اور اشتیاق وصال میں اس پر کیا گذرتی ہے - بازجستن بمعنے پرسیدن ہے -

کز کرشمہ غمزۂ غمازۂ — بر دلم بنہاد داغِ تازۂ

ترجمہ — اے مرادِ روح غمزہ نے ترے — داغ تازہ رکھدیا دل پر مرے

شرح کرشمہ یعنے اشارۂ چشم و ابروئے معشوق مترادف غمزہ یہاں کرشمہ سے مطلق ناز اور غمزہ سے اشارہ مراد ہے اور کرشمہ باطنی طور پر یعنے تجلی جدید اور غمزہ بمعنے ظہور تجلی ہے غمزہ کی صفت غماز (چغلخور) اس لئے ہے کہ یہ حرکت محبوب کی شان محبوبیت کا اظہار کر دیتی ہے مطلب شعر یہ ہے کہ معشوق کی ہر تجلی نے طلب تجلی دیگر کے لئے میرے دل پر ایک تازہ داغ عشق و محبت رکھدیا ہے اور اُس کی ہر تجلی جدید تجلی کی طلب میں مجھے بیقرار رکھتی ہے - نکتہ اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ شاہد ازل کی ایک ادنے تجلی دل پر داغ رکھکر عاشق کے اُس میل تخیل کو دور کر دیتی ہے جو لوث بشریت کے سبب لائق حال ہو جاتا ہے اور وہ اس لئے تجلی دیگر کا طالب رہتا ہے تا کہ مرتبۂ فنا تک پہنچ جائے -

من حلالش کردم او خونم نریخت — من ہمیگفتم حلال او میگریخت

ترجمہ — کر چکا ہوں میں تو اپنا خون حلال — بھاگتا ہے مجھسے پردہ بے مثال

شرح - یعنے میں تو تجلیات متواترہ کا طالب بنکر اپنا خون معاف کر چکا تھا اور معشوق سے کہہ چکا تھا کہ تو پے در پے اپنی تجلیاں دکھا کر مجھے ذبح کر ڈال یعنے فنا کر دے مگر معشوق نے میرا کہا نہ مانا میں بآواز بلند یہ کہتا تھا کہ تجھے میرا خون کر دینا حلال ہے حلال ہے مگر اُس نے ایک نہ سُنی اور ایک بار جمال جاں ربا دکھا کر پھر پردۂ جلال میں جا چھپا اور مجھے تجلی دیگر کے لئے نیم بسمل اور پھڑکتا ہوا چھوڑ گیا - لفظ میگریخت کے یہی معنے ہیں جو ہم نے بیان کئے نکتہ اسی لفظ میگریخت سے یہ بھی نکلتا ہے کہ شاہد حقیقی طالب صادق کو صرف ایک بار اپنا جلوہ دکھا کر دوسرے جلوے کا مشتاق بنا لیتا ہے تا کہ سالک اپنی محنت اور ریاضت اور گریہ و زاری سے خود ہی دولت دیدار حاصل کرے وہ خود بار بار نقاب اُلٹ دینے کو پسند نہیں کرتا -

چون گریزانی ز نالہ خاکیان — غم چہ ریزی بر دل غمناکیان

ترجمہ — بھاگ کر ترسانہ مُشتِ خاک کو — غم نہ دے تو خاطرِ غمناک کو

شرح یعنے جب معشوق مجھ سے اپنا دامن چھڑا کر بھاگا تو میں نے یہ کہا کہ تو خاکساروں کے نالوں سے کیوں بھاگتا ہے اُن کی فریاد وزاری کیوں نہیں سنتا۔ یہ تیرے جلووں کے لئے بیتاب اور نالہ کنان رہتے ہیں۔ غمزدوں کو زیادہ غمناک نہ کر تیرا جلوہ تیری مدد اور توفیق بغیر میسر نہیں ہو سکتا تو ایسا زبردست معبود ہے کہ حصولِ تجلی تو درکنار جب تک تیرا ظہور نہ ہو ممکنات تیری عبادت اور تسبیح نہیں کر سکتے۔

اے کہ ہر صبحے کہ از مشرق تافت — ہمچو چشمہ مشرقت درجوش یافت

ترجمہ — جانب مشرق سے جب نکلی سحر — تجکو پایا نور یکتا سر بسر

شرح یعنے تو وہ ذات سراپا نور ہے کہ ہر صبح جو مشرق سے نکلتی ہے وہ تجکو مانند چشمۂ مشرق یعنے مطلع آفتاب کی طرح سراپا جوش یعنے نورٌ علی نور اور صاحب جمال وجلال پاتی ہے اور تیرے ہی نور سے فیضان حاصل کرتی ہے آفتاب تیرے نور کا ایک ذرہ اور صبح اُس ذرّہ کا ایک پرتو ہے مطلب یہ کہ تیرا جود و احسان اور ظہور فی المثل ایسا ہے جیسا آفتاب کا یہ تشبیہ فقط سمجھانے کے لئے ہے ورنہ نورِ ذات کجا و آفتاب کجا۔

چہ بہانہ میدہی شیدات را — اے بہا۔ نہ شکّر لبہات را

ترجمہ — کیون یہ عاشق سے بہانہ ہے بہا — شکّر لب ہے ترا خوبے بہا

شرح پہلے مصرع میں بہانہ بمعنے حیلہ ہے اور دوسرے میں بہا بمعنے قیمت ہے اور نہ بمعنے نمیست ہے اور شکّر لبہا (لبون کی مٹھاس) سے آثار تجلیات اور انفاس رحمانی اور کلام نفسی مراد ہے۔ یعنی اے شاہد حقیقی تیرے آثار تجلیاّت بے بہا ہیں اُن میں سے فقیر کو بھی کچھ زکوٰۃ ملے اپنے شیدا کو محروم نہ رکھ۔ مطلب یہ کہ تو حجاب تعینات میں جلوہ گر ہے۔ اس پردہ کو اُٹھا کر اپنا خاص جلوہ دکھا دے۔

این جہانِ کہنہ را تو جان نو — از تنِ بیجان و دل افغان شنو

ترجمہ — جان ہے تو اس جہانِ کہنہ کی — سُن تنِ بیجان سے زاری مری

شرح جان نو سے وہی جدید تجلی مراد ہے جس کا ذکر بار بار آچکا ہے اور تن بیجان سے مراد عاشق ہے۔ یعنے اے خدا تو اس کہنہ جہان کے لئے جدید تجلیوں کے سبب ہر وقت نئی جان کی مانند ہے ترے جلوے نئے نئے رنگ سے ظاہر ہوتے رہیں تو تمام عالم فنا ہو جائے۔ تیرے ہی جلوے سے جہان میں جان پڑی ہوئی ہے طالبان دیدار بلا مشاہدۂ تجلی تن بیجان ہیں تو اُن کی فریاد سُن اور اپنا جلوہ دکھا۔

شرح گل بگزار بہر خدا — شرح بلبل گو کہ شد از گل جدا

ترجمہ — شرح گل کی چھوڑ دے بہر خدا — حال بلبل کہہ کہ ہے گل سے جُدا

شرح یعنی اے شخص گل کی شرح یعنے معشوق کا حال چھوڑ کر اب عاشق کی حالت بیان کر کہ بارگاہِ معشوق سے اُسے کیا حاصل ہوا معشوق نے اُس پر کس قسم کی مہربانیاں اور کیسے کیسے الطاف کیئے۔

از غم و شادی نباشد جوش ما — با خیال و وہم نبود ہوش ما

ترجمہ: شادی و غم سے نہیں عاشق کا جوش — ہے خیال و وہم سے ممتاز ہوش

شرح یہاں سے اُن الطاف کا ذکر شروع ہوا ہے جو معشوق کی جانب سے عاشق کی حالت پر مبذول ہیں۔ یعنی ہماری حرکات شوقیہ اور ہمارا جوش۔ دنیوی غم و شادی کے سبب نہیں ہے بلکہ عشق الٰہی کے باعث ہے اور ہماری عقل دنیوی خیالات اور توہمات سے تعلق نہیں رکھتی۔ بلکہ محبت الٰہیہ سے مربوط ہے۔ کیونکہ ہماری یعنے عشاق کی حالت دنیا کے لوگوں سے جدا ہے۔ تو عشاق کے اس جوش کو جو بلا تعلق غم و سرور اُن میں موجود ہے منکر نہ ہو۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ اس سے بھی زیادہ اوصاف پیدا کرنے پر قادر ہے۔

حالتِ دیگر بود کان نادر ست — تو مشو منکر کہ حق بس قادر ست

ترجمہ: عاشقوں کا حال کچھ نادر ہے بس — تو نہ ہو منکر کہ حق قادر ہے بس

شرح یعنے عاشقان الٰہی کا حال نادر اور نہایت عجیب و غریب ہے تو ان کو اہل دنیا کی طرح نہ سمجھ ان کی حالت اور ہے اُن کی کیفیت اور اللہ تعالےٰ نے اُن کو عجیب و غریب صفتیں عطا فرمائیں ہیں۔ جو عموماً انسانوں کو نہیں دی گئیں۔ چنانچہ گذشتہ شعر اسی مضمون کی مثال ہے۔ عاشقان الٰہی کی خاصیتیں اہل دنیا سے جدا ہیں نادر یہ سب خدا کی قدرت کا اظہار ہے اے مخص تو اس کی قدرت کا منکر نہ ہو۔ اس نے عاشقوں کا جوش اپنی محبت سے متعلق کر رکھا ہے اور اہل دنیا کا جوش دنیا کی محبت سے ہے ایک صفت کا دو رنگ میں ظاہر ہونا خدا کی قدرت ہے جس کا انکار بیوقوفی نادانی حماقت غفلت اور بعض حالتوں میں کفر ہے۔

تو قیاس از حالتِ انسان مکن — منزل اندر جور و در احسان مکن

ترجمہ: تو قیاس اُن کو نہ کر اغیار پر — جور اور احسان سے بس درگذر

شرح یعنے تو عاشقان الٰہی کی حالت کو عام انسانوں کی حالت پر قیاس نہ کر ورنہ قیاس مع الفارق ہوگا کیونکہ عام آدمیوں کا تو یہ قاعدہ ہے کہ اپنے دوست کے دوست اور دشمن کے دشمن بنجاتے ہیں جو ان پر مہربان ہو یہ اُس کے مہربان ہیں اور جو ان کا دشمن ہو یہ اُس کے دشمن جان ہیں۔ دنیوی معشوق اپنے عاشق سے بیزار ہوجائے تو ادھر سے بھی بے پروائی ہونے لگتی ہے اور اگر معشوق استغنا اختیار کرتا ہے تو عاشق کا بھی وہ دل نہیں رہتا مگر عاشقان الٰہی کا حال ایسا نہیں ہوتا ان کے خیالات نہایت بلند ہیں اُن کو تکلیف ہو یا راحت کسی حالت میں معشوق حقیقی سے بیزار یا غافل نہیں ہوتے دوسرے مصرع کے یہ معنے ہیں کہ اے عاشق الٰہی تو منزل تکلیف و راحت اور مقام جور و احسان میں اپنا گھر نہ بنا اور ان دونوں صفتوں کو اپنا وطن نہ سمجھ بلکہ دونوں سے درگذر کیونکہ مقام عشق ان دونوں منزلوں سے آگے ہے عاشقوں کو رنج و راحت سے کچھ کام نہیں ہوتا۔ وہ ہر حالت میں خوش اور اپنے معشوق سے رضامند ہیں اور یہ خدا کا بہت بڑا عطیہ ہے جو خاص عاشقوں کو مرحمت ہوتا ہے۔ اِن معنوں کی تشریح پہلے بھی کئی جگہ ہو چکی ہے۔

جور و احسان رنج و شادی حادث ست — حادثان میرند و حق شان وارث ست

ترجمہ	ہو مسرت یا الم حادث ہے بس		ہیں یہ سب فانی خدا وارث ہے بس	

شرح - یعنی جور اور احسان رنج اور شادی سب کے سب حادث ہیں۔ کیونکہ یہ چیزیں تغیرات عالم کے سبب پیدا ہوتی ہیں۔ اور عالم اپنے تغیر کے سبب خود حادث ہے اس لئے جو چیزیں اُس کے اثر سے پیدا ہوتی ہیں بدرجۂ اولیٰ حادث ہونگی روحانیت گو اس عالم کے تغیر سے محفوظ ہیں مگر ایک عالم میں یہ بھی تغیر سے خالی نہ رہینگے۔ جو لوگ روح کو قدیم مانتے ہیں وہ سخت غلطی پر ہیں۔ اس کے متعلق کتابیں کی کتابیں تصنیف ہو چکی ہیں ہم یہاں بخوف طوالت اس بحث کو چھوڑے دیتے ہیں۔ اور مطلب یہ ہے کہ سوائے ذات احدیث کے اور ہر شئے حادث اور تمام چیزیں جدید یعنے نئی پیدا ہوئی ہیں اور نئی پیدا ہونے والی چیزیں فنا ہوا کرتی ہیں تا ابد ہرگز قائم نہیں رہتی۔ حادث کے لئے مرنا یا فنا ہو جانا لازم ہے سوائے خدا کے کوئی شئے قدیم یعنے ازلی و ابدی نہیں ہو سکتی۔ اور چونکہ تمام اشیا حقیقت میں خدا کی ملک ہیں اس لئے فنا ہو جانے کے بعد ہر شئے کا وارث اور مالک وہی ہے۔ آدمیوں کی وراثت جو زندگی تک رہتی ہے مجازی اور غیر واقعی ہے اس کا اعتبار نہیں اللہ تعالے خود فرماتا ہے اِنَّا نَحْنُ نُحْیِیْ وَنُمِیْتُ وَنَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ یعنے اس میں شک نہیں کہ ہمیں زندہ رکھتے ہیں اور ہمیں مارتے ہیں اور ہمیں سب کے وارث ہیں کیونکہ ہماری بقا دائمی ہے مطلب شعر یہ ہے۔ کہ اے شخص رنج میں اپنے دل کو رنج سے اور شادی میں مسرت سے متعلق نہ رکھا کر ان دونو باتوں کو چھوڑ دے کیونکہ ماسوے اللہ سب چیزیں حادث اور فانی ہیں اور دل لگانے کے قابل وہی ایک ذات ہے جو اپنی تمام خوبیوں کے ساتھ ہمیشہ قایم رہے گا۔ فنا ہونے والی چیزوں سے دلبستگی انجام کار پریشانی اور تضیع اوقات پشیمانی کا باعث ہوتی ہے۔

	صبح شد اے صبح را پشت و پناہ		عذر مخدومی حسام الدین بخواہ	
ترجمہ	اے پناہ صبح اب آئی سحر		عذر مخدومی حسام الدین سے کر	

شرح - مولانا جلال الدین رومی قدس سرہٗ راتوں کو مثنوی تصنیف کیا کرتے تھے اور مولانا حسام الدین علیہ الرحمتہ مسودہ لکھتے جاتے تھے اور تصنیف مثنوی کے بارے میں تقاضا کرتے رہتے تھے۔ اس موقع پر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُن کو تصنیف کرتے کرتے اور ان کو مسودہ لکھتے لکھتے صبح ہوگئی اور نماز کا وقت قریب آگیا۔ مولانا اسی مطلب کی جانب اشارہ کرکے فرماتے ہیں کہ اے اللہ اے صبح کے پشت و پناہ یعنے سحر کے روشن کرنے والے یا اندھیرے سے اُس کی حفاظت کرنے والے آج مثنوی تصنیف کرتے کرتے صبح ہوگئی ہے۔ تو میری طرف سے میرے مخدوم حسام الدین کے دل میں عذر کا الہام کر تاکہ وہ اس وقت مجھے مثنوی کے تصنیف کرنے سے باز رکھیں یا یہ معنے ہیں کہ اے اللہ تیرے ذکر اور عالم استغراق میں صبح ہوگئی۔ اور باوجود تقاضائے شدید آج کی شب مثنوی نظم کرنے کا موقع نہیں ملا اس لئے تو مولانا حسام الدین کے دل میں میری طرف سے عذر کا القا کر کہ وہ بباعث استغراق مثنوی تصنیف نہ کرنے کے قصور کو معاف کریں۔

نکتہ مولانا حسام الدین کو مخدوم اور عقل کُل کہنا یا تو از راہ کسر نفسی ہے یا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ پیر کو اپنے لائق مرید کی تعظیم کرنی چاہئے۔

جانِ جانِ و تابشِ مرجان توئی		عذر خواہِ عقلِ کُل و جان توئی	
رُوح رُوح و تابشِ مرجان ہے تو		عذر خواہ عقلِ کُل و جان ہے تو	ترجمہ

شرح عقل (بمعنے خرد و دانش) انسان میں ایک ایسی قوت ہے جس کے وسیلے سے انسان اشیار کی باریکیوں کو معلوم کر لیتا ہے۔ بعض نے اسی عقل کا نام نفس ناطقہ رکھا ہے لغت میں عقل پانوُ باندھنے کو کہتے ہیں چونکہ خرد افعال ذمیمہ کی طرف جانے سے آدمی کا پانوُ باندہ دیتی ہے اس لئے اس کا نام عقل رکھا گیا ہے یہاں سے یہ بات نکلتی ہے کہ جو لوگ گناہوں اور بد افعالیوں میں مبتلا ہیں وہ یا تو عقل ہی نہیں رکھتے یا نفس امارہ اُن کی عقل پر غالب آگیا ہے حکمار کے نزدیک عقل دس فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کا نام ہے کیونکہ وہ عقول عشرہ کے قائل ہیں۔ اور یہ کہتے ہیں کہ خدا نے اول ایک فرشتہ پیدا کیا تہا اُس نے ایک دیگر فرشتہ اور ایک آسمان پیدا کر دیا اور اِس دیگر فرشتے نے ایک اور فرشتہ اور ایک آسمان پیدا کیا علیٰ ہذا القیاس یہاں تک کہ دس فرشتے اور نو آسمان پیدا ہو گئے دسویں فرشتہ کا نام عقل فعال ہے اور انہیں کو حضرت جبرئیل بھی کہتے ہیں اور پہلے فرشتہ کا نام عقل اول ہے اور بعض نے حضرت جبرئیل کو عقل اول کہا ہے صوفیوں کے نزدیک عقل اوّل کنایۂ نور محمّدی ہے اور عقل کل عرش عظیم اور جبرئیل اور نور محمّدی کو کہتے ہیں۔ اِس شعر میں مولانا حسام الدین علیہ الرحمۃ کو اُن کے ملکی صفات ہونے کے سبب عقل کل کہا گیا اور مطلب شعر یہ ہے کہ اے اللہ۔ میری عقل کل اور میری جان (مولانا حسام الدین) کے دل میں میری طرف سے عذر کا الہام کرنے والا تو ہی ہے مولانا حسام الدین کو مثنوی میں کئی جگہ لفظ جان سے یاد کیا گیا ہے اور دیباچہ میں بھی ارشاد ہوا ہے کہ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ رُوْحِیْ۔ اے حسام الدین تو میری روح کے مانند ہے اور دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ اے اللہ تو میری روح کی روح یعنے حسام الدین کی جان اور اُس کا محبوب اور اُس کے قلب کا نور ہے مرجان سے مراد دل جو رنگت اور صنوبری شکل کے لحاظ سے مرجان کے ساتھ تشبیہ تام رکھتا ہے

در صبوحی بائے منصورِ تو		تافت نورِ صبح ما از نورِ تو	
ہیں صبوحی کش مئے منصور سے		ہم بوقت صبح تیرے نور سے	ترجمہ

شرح۔ صبوحی۔ صبح کے وقت شراب پینا اور مئے منصور سے یا تو شراب وحدت مراد ہے یا لفظ منصور مے کی صفت ہے اور دوسرا مصرع پہلے مصرع کے مضمون سے حال واقع ہوا ہے اور یہ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ صبح اور آفتاب وغیرہ کی روشنی نور خداوندی کا ادنےٰ پرتو ہے قرآن مجید میں موجود ہے اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ یعنی خدا آسمانوں اور زمین کا نور ہے ہر دو عالم میں اسی کے جلوے کی روشنی ہے اور مطلب شعر یہ ہے کہ اے اللہ تیرے ہی نور کے طفیل سے ہماری صبح نے نور حاصل کیا ہے اور چونکہ جلوۂ صبح تیرے جلوہ کا عکس اور اُس کی حالت کی خبر دیتا ہے اس لئے ہم صبح کے وقت شراب وحدت سے سرمست ہو جاتے ہیں۔ یا ایسی شراب پیتے ہیں جس سے منزلِ عرفان طے کرنے کی بابت ہمیں غیبی مدد ملتی ہے نکتہ چونکہ صبح کا وقت نہایت جلال اور نور کا وقت ہے اس لئے عاشقان الٰہی کو بہ نسبت دیگر اوقات کے اس وقت زیادہ جوش ہوتا ہے مولانا قدس سرہٗ نے صبوحی کی قید اسی لحاظ سے لگائی ہے دوسرے معنے یہ

کہ مصرع ثانی لفظ نور صبح سے حال واقع ہوا ہے۔ اس صورت میں یہ معنے ہیں۔ کہ اے خدا ہماری صبح کا نور ایسی حالت میں چمکا ہے کہ تیرے فیضان انوار کی صبوحی پئے ہوئے تھا۔ اور تیرے خدائے برحق اور معبود یکتا ہونے کا اقرار کر رہا تھا۔ کیونکہ روشنی کا اندھیرے اور اندھیرے کا روشنی میں داخل کر دینا تیری وحدانیت کی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے۔ تُوْلِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ۔ یعنی ایخدا تو رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کر دیتا ہے۔ گویا نور صبح نے مے منصور یعنی شراب اظہار سر وحدت پی رکھی ہے۔ اور یہ بالکل سچ ہے کہ ہر شئے اُسکی توحید کا اقرار اور سر وحدت کا اظہار کر رہی ہے۔ لیکن بے زبان چیزوں کی زبانِ حال کا مضمون ہر شخص نہیں سمجھتا۔

برگ درختانِ سبز در نظرِ ہوشیار   ہر ورقے دفتریست معرفتِ کردگار

	دادۂ حق چون چنیں دار دمرا	بادہ کہ بود تا طرب آرد مرا
ترجمہ	یہ عطائے حق ہے یہ ہے فضل رب	مے سے مجکو ہو نہیں سکتا طرب

شرح۔ دادۂ حق سے شراب فضل و احسان اور بادۂ تجلی و عرفان اور مصرع ثانی میں بادہ سے یہی ظاہری شراب مراد ہے۔ یعنے جب کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کی عنائیتیں اور اُس کے احسان اس قدر ہیں۔ کہ میں ہر صبح کو شراب وحدت کی صبوحی پیتا رہتا ہوں۔ اور اُس سے میرے دلکو فرحت روح کو سرور اور آنکھوں کو نور حاصل ہوتا رہتا ہے تو اس کے مقابلہ میں دنیوی شراب کیا چیز ہے۔ کچھ بھی نہیں مجھے حقیقی طرب اور دائمی شادمانی حاصل ہے دنیوی شراب جو بادۂ غفلت و فحش اور ناپاکیوں کی جڑ ہے ہرگز مجھے خوش نہیں کر سکتی۔ کیونکہ یہ شراب بادۂ عشق حقیقی کے مقابلہ میں لاشئے ہے۔ اس کے نشے کا انجام خمار ہے اور اُس کی کیفیت کا اختتام وصال حقیقی ہے جو اہل اللہ کا مقصد اصلی ہے آیندہ دو شعروں میں مولانا قدس سرہ شراب حقیقی اور شراب دنیوی کی کیفیت کا اختلاف اور دونو کے سرور کا فرق بیان فرماتے ہیں۔

	بادہ در جوشش گدائے جوش ماست	چرخ در گردش گدائے ہوش ماست
ترجمہ	جوشش بادہ ہے گدائے جوشِ عشق	چرخ گردان ہے گدائے ہوشِ عشق

شرح۔ یہ شعر شروع کتاب میں بھی آچکا ہے لیکن وہاں دوسرے مصرع میں اسیر ہوش تھا اور یہاں گدائے ہوش ہے۔ البتہ ماحصل دونو لفظوں کا ایک ہے اور وہاں حسب اقتضائے مقام ہم نے اس شعر کے معنے دو طرح بیان کئے تھے یہاں صرف ایک توجیہ کافی ہے کہ شراب ظاہری اپنی کیفیت اور جوش میں ہمارے جوش کی گدا یعنے اُس سے کم درجہ کی ہے اور فی الواقع شرب عشق کا جوش شراب ظاہری سے بہت بڑھا ہوا ہے۔ کیونکہ شراب ظاہری سامان شقاوت ہے اور باطنی موجب سعادت اور آسمان باوجودیکہ اپنی گردش میں حکم خالق کی مخالفت نہیں کر سکتا۔ لیکن باینہمہ عظمت و شان وہ اپنی گردش میں ہماری گردش عقل کا (جو نشۂ شراب عشق حقیقی کے باعث ہے) گدا یا فقیر ہے یعنی اُسکی بہ نسبت نہایت پست حالت میں ہے۔ کیونکہ آسمان کی گردش سعادت و نحوست دونو پر مبنی ہے۔ اور عشاق کی گردش عقل صرف سعادت ہے ان دونو میں جو کچھ فرق ہے وہ آفتاب سے زیادہ روشن ہے۔

	بادہ از ما مست شد نے ما از و	عالم از ما ہست شد نے ما از و
ترجمہ	بادہ ہم سے ہے نہ ہم ہیں مست مے	ہم نہیں عالم سے عالم ہم سے ہے

شرح - یعنے شراب ظاہری میں جوش ہے اور وہ اپنی کیفیت میں آپ مست ہے یہ اسی شراب عشق حقیقی کی بدولت ہے جو ہم نے پی رکھی ہے - مطلب یہ کہ شراب عشق حقیقی نہایت تیز و تند ہے - دوسرے مصرع میں لفظ ما سے روح مراد ہے - کیونکہ اولیاء اللہ جیتے جی جسم خاکی کو فنا کر کے محض روح ہی روح رہجاتے ہیں اور یہ بھی خیال رہے کہ مصرع ثانی پہلے کی تمثیل ہے یعنے جس طرح عالم روح کے سبب ہست ہوا ہے روح عالم کے سبب ہست نہیں ہوئی اسی طرح ظاہری شراب کا نشہ بادۂ عشق حقیقی کی بدولت ہے اور معنوی شراب کا نشہ ظاہری شراب کی بدولت نہیں ہے یہاں ہم ایک مصرع کی تضمین کرتے ہیں -

شراب عشق کجا و مئے خراب کجا ۔۔۔ بہ بیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

	ما چو زنبوریم و قالبہا چو موم	خانہ خانہ کردہ قالب را چو موم
ترجمہ	کالبد ہیں موم ہم زنبور ہیں	خانہ خانہ کالبد ہیں چور ہیں

شرح - زنبور شہد کی مکھی اور موم سے مراد انہیں مکھیوں کا چھتہ ہے اور ما سے مراد وہی روح ہے جس کا ذکر ابھی ہو چکا ہے مطلب یہ کہ عاشقان الٰہی کی روحین مگس شہد کے مانند اور ان کے چھتے کے مانند ہیں روح نے قالب کو سوراخ سوراخ کر دیا ہے اور ان تمام سوراخوں میں معرفت الٰہی کا شہد بھر دیا ہے خلاصہ یہ کہ عاشقانِ الٰہی وصالِ الٰہی کی امید میں ریاضت و محنت کے ہزاروں زخم کھا کھا کر اپنے اجسام کو فنا کر دیتے ہیں اور ان کے ہر رگ و ریشہ میں عشق حقیقی کی حلاوت پُر ہو جاتی ہے دوسرے معنے یہ ہیں کہ عاشقان الٰہی اپنے اجسام کے حق میں زنبور ہیں - اور ان کے اجسام ان کے لئے موم بنے ہوئے ہیں یعنی جس طرح موم اچھے برے نقش کو آسانی سے قبول کر لیتا ہے اسی طرح عاشقان الٰہی ہر قسم کی تکلیف کو رضامندی سے قبول کر لیتے ہیں - ان کا بدن ان کی خوشی سے طرح طرح کی تکلیفوں کے خونریز تیروں کا چھتہ بنا ہوا ہے -

	بس درازست این حدیث خواجہ گو	تا چہ شد احوال آن مردِ نکو
ترجمہ	یہ کہانی ہے بڑی اے نیک فال	پھر سنا دے طوطی و تاجر کا حال

شرح یعنے عاشقان الٰہی اور معشوق حقیقی کا حال کوئی کہاں تک بیان کرے - زبان قلم اور قلم زبان دونو اس سے عاجز ہیں - اللہ تعالےٰ خود فرماتا ہے قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمَاتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا - یعنے اگر میرے رب کے باتیں لکھنے کے لئے سمندر سیاہی بنجائے تو بالضرور سارا سمندر صرف ہو جائے اور میرے رب کی باتیں تمام نہوں - اگرچہ اس سمندر کی مدد کے لئے ویسا ہی ایک سمندر اور لایا جائے مطلب یہ ہے کہ اس کی قدرت کا بیان احاطۂ تحریر سے باہر ہے کسی کے خیال میں نہیں آسکتا اسی طرح ہر شے سے اسرار وحدت کا اظہار ہوتا ہے لیکن اس کا بیان کرنا یا لکھ دینا حد امکان بشری سے خارج ہے - اس لئے ہم اس بیان کو چھوڑ کر پھر سوداگر اور طوطی کے قصہ کی طرف رجوع کرتے ہیں - کیونکہ ابھی وہ

قصہ ناتمام ہے اور اُس کا نہایت ضروری حصہ یعنے نتیجہ قصہ ابھی بیان نہیں ہوا۔

رجوع بحکایت خواجۂ تاجر

سوداگر اور طوطی کی حکایت کی طرف رجوع کرنا

	خواجہ اندر آتش و درد و حنین	صد پراگندہ ہمی گفت اینچنین
ترجمہ	درد و غم میں خواجۂ مردِ نکو	کر رہا تھا یہ پریشان گفتگو
	گہ تناقض گاہ ناز و گہ نیاز	گاہ سودائے حقیقت گہ مجاز
ترجمہ	گاہ کرتا تھا نیاز اور گاہ ناز	گاہ سودائے حقیقت گہ مجاز

شرح۔ چنین گریہ و نالہ۔ اینچنیں اشارہ بہ نوحہ گزشتہ اور لفظ گہ تناقض اینچنیں کے متعلق ہے۔ اور گاہ ناز و گہ نیاز لائے آخرہ تناقض کی تفسیر ہے یعنے تاجر کے نوحہ کا مضمون باہم متباین و مخالف تھا کبھی تو طوطی کے مرجانے کے غم میں ایسی پراگندہ باتیں کرتا تھا جیسی اوپر گزر چکی ہیں اور کبھی اُن کے خلاف یعنے اُس کے مرنے سے خوش ہوتا تھا۔ کبھی اس بات پر ناز کرتا تھا کہ میں نے طوطی کے عشق مجازی سے نجات پائی اور کبھی بارگاہ الٰہی میں بعجز و نیاز مناجات کرتا تھا۔ کہ طوطی پھر زندہ ہو جائے تو کیا اچھا ہو۔ کبھی اُس پر عشق مجازی کا جنون سوار ہوتا تھا کبھی عشق حقیقی کا کیونکہ تاجر طوطی کا عاشق تھا۔ اور عاشق اپنے افعال و اقوال میں مجبور اور دیوانہ کی مانند ہوا کرتا ہے۔

	مرد غرقہ گشتہ جانے می کند	دست را در ہر گیاہے می زند
ترجمہ	ڈوبتے کی ہے یہ حالت سر بسر	ڈالتا ہے ہاتھ برگِ کاہ پر
	تا کدامش دست گیرد در خطر	دست و پائے می زند از بیم سر
ترجمہ	تاکہ ہو اس وقت کوئی دستگیر	جانستان ہے خوف دریائے خطیر

شرح۔ تاجر کی پریشانی اور پراگندہ مقالی کی تمثیل ہے۔ غرقہ ڈوبنے والا۔ جان کندن مشقت و کوشش کرنا۔ بیم سر یعنے خوف جان یعنے تاجر کی ایسی مثال تھی جیسا ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔

	دوست دارد دوست این آشفتگی	کوشش بیہودہ بہ از خفتگی
ترجمہ	ہے پسند یار یہ آشفتگی +	شغل بد سے بھی بُری ہے خفتگی

شرح۔ یعنی اللہ تعالیٰ جو محبوب حقیقی ہے اضطراب عاشق کو پسند کرتا ہے۔ کیونکہ غفلت اور بیکاری سے کسی کام میں مشغول رہنا بہتر ہے خواہ وہ بیہودہ ہی کیوں نہ ہو۔ حدیث شریف میں ہے کہ رسول مقبولؐ ایک شخص کے پاس سے گزرے اور آپ نے اُس پر کچھ توجہ نہ کی جب واپس تشریف لائے تو قدرے متوجہ ہوئے۔ صحابہ نے

سبب پوچھا۔ آپ نے فرمایا کہ پہلی حالت میں چونکہ وہ بیکار تھا۔ اس لئے شیطان اُس کا مصاحب بنگیا تھا۔ اور دوسری حالت میں وہ زمین پر لکیریں کھینچ رہا تھا۔ اس لئے شیطان اُس کی مصاحبت سے جدا ہوگیا تھا اس لئے یہ مثل مشہور ہوگئی ہے کہ بیکار سے بیگار بھلی۔

	آنکہ او شاہست او بیکار نیست	نالہ از وے طرفہ کو بیمار نیست
ترجمہ	شاہ کو اک لحظہ بیکاری نہیں	ہے وہ نالان اور بیماری نہیں

شرح۔ اگر شاہ سے مراد اللہ تعالیٰ ہے تو یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر وقت ایک نئی شان میں ہے عزت دیتا ہے ذلت دیتا ہے۔ مارتا ہے۔ جلاتا ہے۔ رزق دیتا ہے۔ بند کر لیتا ہے بیمار ڈالتا ہے شفا دیتا ہے۔ اس لئے جب شاہ کا یہ حال ہے تو بندوں کو بھی تخلق باخلاق اللہ ہو کر ہمیشہ ذکر میں مشغول رہنا چاہیئے اور دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ باوجود عدم حاجت اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں سے محبت ہے اور اُن کے کام بناتا رہتا ہے اور یہ بات فی الواقع عجیب ہے کہ باوجود عدم احتیاج کوئی کسی کا کام کرے۔ نالہ مجازاً بمعنے محبت اور بیمار بمعنے محتاج ہے۔ اور اگر سلطان سے ولی کامل مراد ہے تو یہ معنی ہیں کہ ولی بیکار نہیں رہتا بلکہ محبت الٰہی میں نالاں رہتا ہے۔ اور اُس کا نالہ عجیب بات ہے کیونکہ وہ مریض نہیں ہے بلکہ طبیعت بشری پر قادر ہے اس کو نالہ کی احتیاج نہیں۔ بس تو یہی سمجھیے کہ اُس کا نالہ اور دعا صرف مخلوق کے فائدہ کے لئے ہے اس صورت میں نالہ اور بیماری کی تاویل کی کچھ حاجت نہیں آئندہ لفظ ہُوَ کو ہوّ بہ تشدید واو لکھنا شعر کی ضرورت سے ہے۔

	بہر این فرمود رحمان اے پسر	کُلَّ یَوْمٍ ہُوَ فِی شَأنٍ اے پسر
ترجمہ	دیکھیے تو قول رحمان اے پسر	اوسکی ہر دم ہے نئی شان اے پسر

شرح۔ یعنے اس بات کی اطلاع کے لئے بیکار رہنا بُرا ہے اور کچھ نہ کچھ شغل کرنا اچھا ہے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کُلَّ یَوْمٍ ہُوَ فِی شَأنٍ شان بمعنی حکم ہے۔ مثلاً عزت و دولت دینی زندگی اور موت بھیجنی وغیرہم۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا ہماری تعلیم کے لئے ہے۔ پس تو جس طرح وہ ہمارے کاموں میں ہمارا معاون ہے اُسی طرح ہمیں بھی اُس کی عبادت اور خدمت میں مشغول رہنا چاہیئے۔ بیکاری و یاد الٰہی سے غفلت ایک دم کے لئے بھی ناجائز ہے۔

	اندرین رہ مے تراش و مے خراش	تا دم آخر دمے فارغ مباش
ترجمہ	چل اسی رستے پہ اور جاہل نہ ہو	آخری دم تک کبھی غافل نہ ہو
	تا دمِ آخر دمے آخر بود	کہ عنایت با تو صاحب سر بود
ترجمہ	تا دمِ آخر دمِ آخر بنے	فضل سے تو اس کے صاحب سر بنے

شرح یعنے راہ حق میں کوشش کر اور ثابت قدم رہ اور اُس کی یاد سے آخر دم تک ایک دم غافل نہ ہو۔ تاکہ تیرا دم آخر ایسا دم آخر ہو جیسا کہ صالحین کا ہوتا ہے کیونکہ ذکر کرتے کرتے عنایت الٰہی مخفی طور پر تیری رفیق اور

رازدار ہوجائیگی اور مرتے ہی مقام حضوری حاصل ہوگا۔ اس لئے کہ آدمی جس حال میں مریگا اُسی میں اُٹھیگا۔

	ہر کہ میکوشد گر او مرد و زن ست	گوش و چشم شاہ جان بر روزن ست
ترجمہ	کوشش مردان ہو یا سعئ زنان	دیکھتا ہے سب کو شاہ انس و جان

شرح یعنے راہ خدا میں کوشش کرنے والا مرد ہو یا عورت۔ اللہ تعالےٰ اُس کے اعمال کو دیکھتا اور سنتا ہے اعمال کے مطابق جزا ملے گی اور کسی کی کوشش بیکار نہ جائیگی۔ گوش اور چشم بر روزن شدن یعنے سننا اور دیکھنا ہے اور ہو السمیع البصیر کا یہی مطلب ہے۔

	بیرون انداختن مرد طوطی را از قفس و پریدن آن
ترجمہ	سوداگر کا طوطی کو مردہ سمجھ کر پنجرے سے باہر پھینکدینا اور طوطی کا اُڑ جانا

	بعد از انش از قفس بیرون فگند	طوطیک پرید تا شاخ بلند
ترجمہ	خواجہ نے پھینکا جو مردہ جان کر	اُڑ گیا طوطی بلند اک شاخ پر
	طوطیٔ مردہ چنیں پرواز کرد	کافتاب از چرخ ترکی تاز کرد
ترجمہ	طوطیٔ مردہ اُڑا ایسا شتاب	چرخ پر جس طرح گزرے آفتاب

شرح۔ ترکتاز دوڑنا۔ ترکی تاز باضافت مقلوب ہے۔ بعض نسخوں میں چرخ کی جگہ شرق ہے۔ یہی حال روح کا ہے کہ قفس جسمانی سے رہا ہوکر قرب الٰہی کیطرف چلی جاتی ہے اور نخل شہود کی شاخوں پر اپنا گھر بنالیتی ہے یہ ظاہر ہے کہ آفتاب مشرق سے نکلتے ہی ہردم ترقی کرتا جاتا ہے اس سے روح کے نکلنے کو تشبیہ دی گئی ہے جو اِس بات پر اشارہ کررہی ہے کہ روح کو بعد موت عالم برزخ میں دنیوی زندگی کی بہ نسبت حیات کامل حاصل ہوتی ہے۔

	خواجہ حیران گشت اندر کار مرغ	بیخبر ناگہ بدید اسرار مرغ
ترجمہ	خواجہ کو حیرت تھی کار مرغ سے	بے خبر تھا کار و بار مرغ سے

شرح دوسرا مصرع پہلے مصرع کی علت ہے یعنے تاجر مرغ کے نادیدہ اسرار دیکھ کر حیرت زدہ ہوگیا۔

	روئے بالا کرد و گفت اے عندلیب	از بیان حال خودده مان نصیب
ترجمہ	منہ اٹھاکر یہ کہا اے عندلیب	مجھ سنا اپنا ہمیں حال عجیب
	او چہ کرد آنجا کہ تو آموختی	چشم ما از مکر خود بردوختی
ترجمہ	تو نے کیا سیکھا اور اُسنے کیا کیا	سچ بتادے مکر کیوں ایسا کیا

ساختی مکرے و مارا سوختی
سوختی مارا و خود افروختی

ترجمہ: مکر نے تیرے کیا دل سوختہ
ہم جلیں اور تو ہو یوں افروختہ

شرح عندلیب سے مجازاً طوطی مراد ہے یعنے جب وہ طوطی اُڑ گیا تو تاجر نے حیرت زدہ ہو کر یہ کہا کہ اے طوطی اس مکر سے کیا فائدہ ہوا۔ سچ بتا۔ اُس طوطی نے ہند میں ایسا کیا کام کیا تھا کہ تو نے بہتر سمجھکر اُسی کی تقلید کی اور ہمیں جلا کر خوش ہوئی۔

گفت طوطی کو بفعلم پند داد
کہ رہا کن نطق و آواز و کشاد

ترجمہ: یہ کہا طوطی نے تھی وہ مجھکو پند
یعنے کر تو خوشنوائی اپنی بند

شرح۔ کشاد بمعنی خوشی و چہر چہاہٹ۔ اس میں اس بات پر اشارہ ہے۔ کہ کامل گو اپنی زبان سے کچھ نہ کہیں لیکن اُن کے افعال دوسروں کے لئے پند ہوتے ہیں جیسا کہ اُس ہندوستان کی طوطی کا فعل اس طوطی کے لئے باعث نجات ہو گیا۔ اس لئے کاملین اتباع سنت اور اقوال محمدی کو اپنا پیشوا بنائے رکھتے ہیں۔

زانکہ آوازت ترا در بند کرد
خویش او مردہ پئے ایں پند کرد

ترجمہ: خوشنوائی کے سبب تو بند ہے
اُس کا مردہ ہونا مجکو پند ہے

یعنے اے مطرب شدہ با عام و خاص
مردہ شو چون من کہ تا یابی خلاص

ترجمہ: یعنے اے زہرہ نوا اے عام و خاص
جیتے جی مُردہ کہ تا پائے خلاص

شرح۔ یعنے اُس ہندوستان کی طوطی نے مردہ کی صورت بنا کر مجکو نصیحت کی کہ اے طوطی تاجر اور اے مطرب خاص و عام تو بھی اپنے تئیں مردہ بنا لے ضرور نجات پائے گا۔ تیرا مالک تجھے مردہ سمجھکر قفس سے نکال دیگا۔

دانہ باشی مرغگانت بر چنند
غنچہ باشی کودکانت بر کنند

ترجمہ: دانے کو چنتے ہیں اکثر جانور
طفل غنچے توڑتے ہیں سر بسر

دانہ پنہان کن بکلی دام شو
غنچہ پنہان کن گیاہ بام شو

ترجمہ: دانہ کر پنہان سراسر دام بن
غنچہ کر پنہان گیاہ بام بن

شرح۔ چونکہ دانہ مٹی میں ملا ہوا ہوتا ہے اس لئے بہ نسبت غنچہ کے ذلیل حال میں ہے۔ لہٰذا دانہ سے فقیر اور غنچہ سے غنی مراد ہے۔ اور مرغان سے فرشتگان موت اور کودکان سے اطفال لیل و نہار۔ یعنے تو فقیر ہو یا غنی۔ موت سے ہرگز نہیں بچ سکتا۔ مگر اُس موت میں حیات ابدی حاصل ہو سکتی ہے کہ تو اگر فقیر ہے تو اپنی ذات کو فنا فی اللہ کر کے عشق حقیقی کو حاصل کرنے کے لئے سر بسر دام بنجا۔ اور اگر غنی ہے تو فنا ہو کر مراتب عالیہ معرفت کی گھانس ہو یعنے قرب اور تروتازگی حاصل کر گھانس کی تخصیص اس لئے ہے کہ اس میں بہ نسبت جمیع سبزہ زار

کے قدرتی نشو ونما کا مادّہ بہت ہوتا ہے۔ اسی طرح عاشق الٰہی کو ہر وقت نشو و نما ہوتا ہے یا اس لئے کہ گھانس نہایت پست حالت میں ہے۔ امیروں کے لئے اس کی تخصیص ان معنوں کی طرف اشارہ ہے کہ اُمرا کو اپنی ظاہری امارت چھوڑ کر عشق الٰہی میں فردتنی ضرور چاہیئے یا دانہ پاشی اور غنچہ ناشی سے اظہار خودی مراد ہے جسمیں مضرت کا اندیشہ ہے دیکھو جانور اُنہیں دانوں کو کھاتے ہیں جو ظاہر ہیں اور لڑکے اُنہیں غنچوں کو توڑتے ہیں جن کا ظہور ہو چکا ہے۔ مطلب یہ کہ اگر تو اپنی طاعت وعبادت اظہار کریگا تو تجھکو معنوی نقصان حاصل ہوگا۔ اس لئے اے مخاطب تجھپر فرض ہے کہ خودی اور خودنمائی کو چھوڑ کر مرتبہ فنا حاصل کرے اور اپنی شہرت سے بچے اور دانہ نہ بنے کیونکہ دانہ بنے گا تو جانور ضرور تیری طرف رجوع کرینگے بلکہ دام بن کہ جانور تجھسے ڈرتے رہیں۔ اور تیرے پاس آنے کو گویا مصیبت میں پھنسنا سمجھیں۔ اور غنچہ نہ ہو بلکہ گھانس ہو اور گھانس بھی بام کی گھانس جس پر توجہ نہیں ہوتی اور ہوتی ہے تو اس قدر کہ اُس کو اکھاڑ کر پھینک دیتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ شہرت سے پرہیز کر تاکہ طلب دنیا سے بچے۔ کیونکہ شہرت سے دنیا حاصل ہوتی ہے اور رجوع خلائق کا اندیشہ ہے فائدہ۔ شہرت وہی بُری ہے جس میں سالک کی نظر مخلوق کی طرف ہو۔ اور اگر خالق کی طرف ہے تو ایسی شہرت سے کچھ حرج نہیں۔ شہرت سے بچنے کی سب سے اچھی ترکیب وہ ہے جو بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے کی تھی۔ کہ ایک بار دن کو رمضان میں ایک نان بائی کی دکان سے بے اجازت روٹی لے کر کھالی۔ لوگوں نے اس حرکت کو بُرا جانا۔ مگر فی الوقع یہ بات تھی کہ آپ بیمار تھے اور افطار جائز تھا۔ روٹی پہلے خرید کر رکھ گئے تھے۔ شہرت سے بچنے اور عوام کو بدعقیدہ کرنے کے لئے یہ چاہیئے کہ ایسا فعل کرے جو بظاہر عوام میں مذموم ہو اور فی الواقع حرام یا مکروہ اور خلاف شرع نہ ہو پہلے معنے نہایت چسپاں ہیں۔ کیونکہ مولانا شہرت کی مذمت بیان کر رہے ہیں۔ اور آئندہ بھی مضرت تعظیم خلائق کا بیان کرنے والے ہیں۔

ہر کہ دارد حُسن خود را بر مراد	صد قضائے بد سوئے او رو نہاد
ترجمہ حسن ہو جس کا مرادی زینہار	صد قضائے بد کا ہوتا ہے شکار

شرح یعنے جو شخص اپنی خوبیوں اور عبادتوں کو اپنی مراد کے موافق پائے۔ یعنے جیسا باطن میں ہو ویسی ہی اُسکی شہرت ظاہر میں ہو تو وہ مصیبتوں میں گرفتار ہو جائے گا بعض نسخوں میں ہر کہ داد حُسن خود را بر مراد ہے یعنے جس نے اپنی خوبیوں کو بڑھا کر ظاہر کیا۔ اُس نے بنظر انجام اپنے حق میں بُرا کیا۔

چشمہا و خشمہا و رشکہا	بر سرش بارد چو آب از مشکہا
ترجمہ چشم مردم خشم مردم اور رشک	اُس کے سر پہ ہے نبتل آب مشک

شرح۔ قضائے بد کی تفسیر ہے چشم سے چشم زخم یعنے نظر بد مراد ہے کیونکہ مشہور مقولہ ہے اَلْعَیْنُ لَتُدْخِلُ الرَّجُلَ الْقَبْرَ وَالْجَمَلَ الْقِدْرَ۔ نظر بد آدمی کو قبر میں اور اونٹ کو ہنڈیا میں داخل کر دیتی ہے۔ نیکیوں سے لوگ حسد و رشک کرنے لگتے ہیں۔

دشمنان او را ز غیرت میدرند	دوستان ہم روزگارش می برند
ترجمہ غیر سب غیرت دلاتے ہیں اُسے	اور یگانے سب ستاتے ہیں اسے

شرح۔ یعنے شہرت پسند آدمی کے دشمن رشک و حسد سے اُس کو تکلیف پہنچاتے ہیں اور دوست اُس کی صحبت کے باعث اُس کا وقت ضایع کرتے ہیں۔ اور یہ نقصان شہرت کے باعث ہوتا ہے۔

	آنکہ غافل بود از کشت و بہار	او چہ داند قیمت این روزگار
ترجمہ	جو کہ ہو نا واقفِ کشت و بہار	کیا خبر اُس کو کہ کیا ہے روزگار

شرح یعنے جو شخص کشت و بہار یعنے فوائد عمر سے غافل ہے وہ روزگار اولیا کی قدر و قیمت نہیں جانتا۔

	در پناہِ لطفِ حق باید گریخت	کو ہزاران لطف بر ارواح ریخت
ترجمہ	جا۔ پناہ لطف حق میں لے بشر	لطف اُس کے ہیں بہت ارواح پر
	تا پناہے یابی آنگہ چہ پناہ	آب و آتش مر ترا گردد سپاہ
ترجمہ	تاکہ پائے سایۂ حق میں پناہ	آگ پانی ہو ترے حق میں سپاہ

شرح۔ یعنے دشمنوں کی عداوت اور دوستوں کی مصاحبت سے ہر دم نقصان پہونچتا ہے اس لئے طالب پر فرض ہے کہ سب کو چھوڑ کر اللہ تعالےٰ کی پناہ میں آجائے کیونکہ پناہ حق کچھ ایسی ویسی پناہ نہیں۔ بلکہ ایسی پناہ ہے کہ پانی اور آگ انسان کی محافظ بنجاتی ہے۔ اسکی مثال آیندہ شعروں میں ہے۔

	نوحؑ و موسیٰؑ را نہ دریا یار شد	نے بر اعداشان بکین قہار شد
ترجمہ	نوحؑ اور موسیٰؑ کا دریا یار تھا	دشمنانِ خاص پر قہار تھا
	آتش ابراہیمؑ را نے قلعہ بود	تا بر آورد از دلِ نمرود دود
ترجمہ	آگ اک قلعہ بنی بہرِ خلیل	جل مرا غصہ میں نمرودِ ذلیل
	کوہ یحییٰؑ را نہ سوئے خویش خواند	قاصدانش را بزخمِ سنگ راند
ترجمہ	کوہ نے یحییٰؑ کو اندر لے لیا	دشمنوں کو اُن کے زخمی کر دیا
	گفت اے یحییٰ بیا در من گریز	تا پناہت باشم از شمشیر تیز
ترجمہ	یہ کہا سب دشمنوں سے کر گریز	میں ہوں اے یحییٰ اماں تیغ تیز

شرح ان شعروں میں لفظ نے استفہام تقریری ہے یعنی کیا دریا نے حضرت نوحؑ اور موسیٰؑ کی رفاقت میں ان کے دشمنوں کو غرق نہیں کیا تھا بلکہ ضرور کیا تھا علیٰ ہذا القیاس آگ نے حضرت ابراہیمؑ اور پہاڑ نے حضرت یحییٰؑ کو پناہ دی تھی کفار نے جب حضرت یحییٰؑ کے قتل کرنے کا ارادہ کیا تو آپ بھاگے اور کفار پیچھے پیچھے چلے۔ ایک پہاڑ نے پکار کر آپ سے کہا مجھ میں آجایئے میں آپ کو پناہ دوں گا۔ اور یہود پر پتھر پھینکونگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ حضرت یحییٰؑ

بحکم الٰہی اس واقعہ کے بعد شہید ہوئے تھے۔

وداع کردن طوطی خواجہ را و پریدن

ترجمہ: طوطی کا سوداگر کو رخصت کرنا اور اُڑ جانا

	یکدو پندش داد طوطی بے نفاق	بعد ازاں گفتش سلام الفراق
ترجمہ	دیے کچھ اس کو پند مرغ بے نفاق	یہ لگا کہنے سلام الفراق
	الوداع اے خواجہ کردی مرحمت	کردی آزادم زقید مظلمت
ترجمہ	الوداع اے باعث صد مرحمت	تو نے دی مجھکو نجات مظلمت
	الوداع اے خواجہ رفتم تا وطن	ہم شوی آزاد روزے ہمچو من
ترجمہ	الوداع اب اُڑ گیا میں تا وطن	تو کہیں آزاد ہو اے مرد فن

شرح - یک دو پند سے مراد طوطی کا یہ قول ہے۔ مردہ شو چوں من کہ تا یابی خلاص طوطی کو بے نفاق اس لئے کہا کہ اُس نے تاجر کو جو نصیحت کی تھی وہ سچی ہمدردی پر مبنی تھی سلام الفراق۔ جدائی کے موقع کا آخری سلام مظلمت قفس یا گوشۂ تاریک۔ وطن سے مراد ہندوستان ہے اور ہم شوی آزاد الخ آخرہ کا یہ مطلب ہے کہ اے خواجہ اگر مرنے سے پہلے مر جائے گا تو میری طرح تو بھی ایک دن وجود عارضی کی قید سے آزاد ہو کر فنا فی اللہ ہو جائے گا۔

	خواجہ گفتش فی امان اللہ برو	مر مرا اکنون نمودی راہِ نو
ترجمہ	خواجہ بولا فی امان اللہ جا	کیا دکھائی تو نے سیدھی راہ جا
	سوئے ہندستانِ اصلی پر نہاد	بعد شدت از فرح دل گشتہ شاد
ترجمہ	اُڑ گیا طوطی سوئے ہندوستان	بعد اُس شدت کے ہو کر شادمان

شرح یعنے جب خواجہ نے فی امان اللہ کہکر طوطی کو رخصت کر دیا تو وہ ہندوستان اصلی یعنے وطن کی طرف اُڑ گیا اور شدت قید کے بعد طوطی کا دل اس رہائی سے نہایت خوش ہوا۔ راہ نو سے طریقہ وصول الی اللہ مراد ہے جس سے تاجر اتبک ناواقف تھا۔ اور جو اُس کو طوطی کی نصیحت اور اُس کی رہبری سے معلوم ہوا تھا۔

	خواجہ با خود گفت این پند منست	راہِ او گیرم کہ ایں رہ روشن ست
ترجمہ	خواجہ بولا پند ہے یہ سر بسر	راہ رو اب میں ہُوں وہ ہمارا رہبر
	جانِ من کمتر ز طوطی کے بود	جان چنیں باید کہ نیکو پے بود

ترجمہ — جان بیری کیونکہ ہو طوطی سے کم — اب اسی رستہ میں رکھوں گا قدم

شرح ۔ یعنے طوطی کا یہ واقعہ دیکھ کر تاجر نے عہد کر لیا کہ میں اُسی رستہ پر چلونگا جس کی رہبری طوطی نے کی ہے کیونکہ انسان کو جو اشرف المخلوقات ہے کسی حال میں حیوان سے کمتر نہ رہنا چاہیئے ۔ لفظ پے بمعنی عقب ہے یعنے جان وہی ہے جس کے نکل جانے کے بعد کوئی نیکی باقی رہے یا آدمی وہی ہے جو کسی نیک کے قدم بقدم چلے ۔ اس صورت میں نیکو پے بمعنے پیرو نیک ہے ۔

مضرت تعظیم خلق و انگشت نما شدن

ترجمہ — خلقت کے بڑا جاننے اور عام میں انگشت نما ہونیکے ضرر کا بیان

تن قفس شکل ست زان شد خار جان — از فریب داخلان و خارجان

ترجمہ — تن قفس ہے اس لئے ہے خار جان — آنے جانے والے ہیں ایذا رسان

شرح پہلے مصرع میں خار الگ لفظ ہے اور جان الگ یعنی خار برائے روح اور دوسرے میں حسب قاعدہ فارسی لفظ خارج کی جمع ہے یعنے بدن روح کے حق میں قفس کے مانند ہے اس کو پرواز عالم علوی سے روکتا ہے اور اسی روک کے سبب سے ہم جسم انسانی کو خار پائے روح بھی کہہ سکتے ہیں ۔ کیونکہ آنے جانے والے مریدوں اور معتقدین کی حد سے بڑھی ہوئی اور لغو تعریفوں اور خوشامد کے باعث پھولجاتا ہے اور آدمی میں عُجب اور تکبر پیدا ہو جاتا ہے جو روح کو عالم بالا کی سیر سے روکے رکھتا ہے تن سے مراد شخص معین ہے مطلب یہ ہے کہ آدمی خوشامدگویوں کے فریب سے اپنی روح کے حق میں کانٹا بن کر عالم بالا کی پرواز سے محروم رہ جاتا ہے ۔ نیز ممکن ہے کہ داخلان سے صفات ذمیمۂ قلبی اور خارجان سے الفاظ خوشامد و مدح مراد ہوں جن کے باعث آدمی میں صفت تکبر پیدا ہو جاتی ہے ۔ چنانچہ مولانا ایک جگہہ فرماتے ہیں ۔ آدمی فربہ شود از راہ گوش ۔ انسان کان کے رستے (خوشامد اور تعریف) سے فربہ ہو جاتا ہے ۔ خارجان جانے والے اور داخلان آنے والے ۔

اینش گوید من شوم ہمراز تو — وانش گوید نے منم انباز تو

ترجمہ — اس کا دعویٰ ہے کہ میں ہمراز ہوں — قول ہے اوس کا کہ میں دمساز ہوں

اینش گوید نیست چون تو در وجود — در کمال و فضل و در احسان و جود

ترجمہ — اس کا یہ کہنا کہ ہو تم بے مثال — سر بسر جود و کرم فضل و کمال

آنش گوید ہر دو عالم آن تست — جملہ جانہامان طفیل جان تست

ترجمہ — کوئی کہتا ہے دو عالم ہیں ترے — جانیں وابستہ ہیں تیری جان سے

شرح ۔ ہر شعر میں اینش کا اشارہ داخل یعنے وسوسۂ شیطانی کی طرف ہے اور آنش کا خارج یعنے خوشامدگو کی طرف یا این و آن سے مطلق آنے جانے والے مراد ہیں اُن میں سے ایک یہ کہتا ہے کہ میں آپ کا ہمراز ہوں ۔ اور

اور دوسرا یہ کہتا ہے کہ میں حضور کا درشریک ہوں - اے حضرت آپ صاحب فضل وکمال اور عالم میں بےمثال شخص ہیں - ایسی خوشامد سے آدمی کے دل میں تکبر سماجاتا ہے - جو باعث مضرت ہے - افسوس اس زمانہ میں خوشامد کا رواج بہت ہے - خصوصاً امرا کے درباروں میں سینکڑوں خوشامدی لالچ کے سبب امر بالمعروف نہیں کرسکتے اور قرآن و حدیث کے مطابق احکام نہیں بتلاتے - بلکہ خدا کی آیتوں کو تھوڑی قیمت پر بیچ ڈالتے ہیں اور خدا کا غضب مول لیتے ہیں -

	آنش خواند گاہ عیش و خرمی		لیکنش گوید گاہ نوش و ہمدمی	
ترجمہ	ایک بولا ہے یہ عہد خرمی		ایک بولا ہے یہ وقت ہمدمی	

شرح یعنے ایک یہ صلاح دیتا ہے کہ یہ وقت عیش وخرمی کا ہے اور دوسرا یہ کہتا ہے کہ یہ موقع نہایت خوش زندگانی اور ہمدمی یعنے دوستوں کی مصاحبت کا ہے - نوش بمعنی شیریں و آبحیات و زندگی و شہد مطلب یہ کہ لوگوں کی مصاحبت فریب اور مضرت سے خالی نہیں - اکثر مرید اپنے پیروں کو بڑھا بڑھا کر اور اُن کو معصوم خیال کرکے تباہ کردیتے ہیں -

	او چو بیند خلق را سرمست خویش		از تکبر میرود از دست خویش	
ترجمہ	غلق سے جب اُس نے یہ کچھ سن لیا		کبر نے دونو جہان سے کھو دیا	
	او نداند کہ ہزاران را چو او		دیو افگندست اندر آب جو	
ترجمہ	کیا خبر ہے اُسکو شیطانِ لعین		مارنے کی گھات میں ہے بالیقین	

شرح - یعنے وہ شخص جس کے معتقد خوشامد کرکے اُس کو متکبر اور خود لپسند بنا دیتے ہیں یہ نہیں جانتا کہ شیطان نے اُس جیسے بہتوں کو گمراہ کر دیا ہے کیونکہ وہ تکبر کے سبب بیخود اور نشۂ خودی سے بیہوش ہوجاتا ہے -

	لطف و سالوس جہان خوش لقمہ است		کمترش خور کان پُر آتش لقمہ است	
ترجمہ	گرچہ سالوس جہان خوش لقمہ ہے		تو نہ کھا ہرگز پُر آتش لقمہ ہے	

شرح - لطف و سالوس سے بیجا خوشامد جھوٹی سچی تعریف اور حد سے بڑھی ہوئی تعظیم مراد ہے - خوشامد و مدح بظاہر بامزہ معلوم ہوتی ہے - مگر فی الواقع ممدوح کے حق میں آگ کا ایک لقمہ ہے - کیونکہ اس سے عجب و تکبر پیدا ہوتا ہے - جو دوزخ کا سامان ہے -

	آتشش پنہان و ذوقش آشکار		دود او ظاہر شود پایان کار	
ترجمہ	آگ ہے اسکی نہان ذوق آشکار		اور نکلتا ہے دھواں انجام کار	

شرح - یعنے گو مدح کا مزہ ممدوح کو ظاہر طور پر اُسی وقت آجاتا ہے - کیونکہ چہرہ پر مسرت کے آثار نمایاں ہوجاتے ہیں مگر اس کی آتش پنہاں کا دھواں آخر میں ظاہر ہوتا ہے - آتش سے مراد حصول تکبر ہے اور دھوئیں

سے اُس کا آخری اثر۔ یعنے ممدوح اپنی ذات کو سب سے برتر اور دوسرے کو سب سے بدتر سمجھنے لگتا ہے

	تو مگو آن مدح را من کے خرم	از طمع میگوید او من پے برم
ترجمہ	تو نہ کہہ واقف ہوں میں اس مدح سے	کہہ رہا ہے کہنے والا طمع سے

شرح یعنے تو یہ نہ کہہ کہ میں ممدوح ہوکر مدح سے فریب نہیں کھاتا اور یہ بھی دعوےٰ نہ کر کہ میں مدح کرنے والے کی نیت سے سمجھ گیا ہوں کہ طمع دنیوی کے باعث میری مدح کرتا ہے اس لئے مجھپر اُس کی مدح کا اثر نہیں ہوتا۔ اے ممدوح یہ کہنا غلط ہے کیونکہ مدح کا اثر ضرور ہوتا ہے۔ مدح کرنیوالا غرضِ دنیوی سے مدح کرے یا بے غرضی سے اس کی دلیل آیندہ شعر میں ہے ؎

	مادحت گر ہجو گوید بر ملا +	روزہا سوزد دلت زان سوزہا
ترجمہ	مدح گو گر ہجو لکھے بر ملا +	مدتوں دُکھے گا اس سے دل ترا
	گرچہ دانی کو ز حرمان گفت آن	کان طمع کہ داشت از تو شد زیان
ترجمہ	گرچہ باعث ہجو کا معلوم ہے	کیونکہ وہ انعام سے محروم ہے
	آن اثر میماندت در اندرون	در مدیح این حالتے ہست آزمون
ترجمہ	دل کی حالت ہوتی ہے جو قدح میں	ہے وہ حالت آزمودہ مدح میں

شرح۔ مدح کرنے والوں کا قاعدہ ہے کہ ممدوح صلہ نہیں دیتا تو اوسکی ہجو کیا کرتے ہیں۔ مولانا فرماتے ہیں کہ اے ممدوح جب کوئی شخص تیری ہجو کرتا ہے۔ تو اُس کے اثر سے مدتوں دل کو ملال رہتا ہے اگرچہ تجھے معلوم ہے کہ ہجو کرنے والے نے محرومئ صلہ کے سبب ہجو کی ہے کیونکہ اُس کی امید صلہ کو تیرے نکالنہ دینے سے نقصان پہنچا ہے اور یہ بھی تجھے خوب معلوم ہے کہ یہ ہجو غیر واقعی ہے۔ تاہم تجھے ملال ضرور ہوتا ہے۔ یہی حال مدح کے اثر کا ہے کہ اس سے تکبر اور عُجب پیدا ہوتا ہے۔ ضد کو ضد پر قیاس کرنا چاہیے۔ لغات میں لکھا ہے المدیح مایمدح بہ الشئ یعنے مدیح وہ چیز ہے جس سے مدح کی جائے یعنے وہ اوصاف جو مدح کرنیوالا ممدوح میں ثابت کرے اس صورت میں پچھلے مصرع کے یہ معنی ہیں کہ مدیح (تذکرہ اوصاف) میں یہ حالت آزمودہ ہے کہ ممدوح کے دل میں بھلا یا بُرا اثر پیدا کردے۔ نیز ممکن ہے کہ مدیح صفت مشبہ بمعنے مادح لیا جائے یعنے مدح کرنے والے میں یہ بات آزموزدہ ہے کہ جب اس کو کچھ حاصل نہیں ہوتا تو ہجو کرتا ہے اور اگر مدیح کو بمعنی ممدوح کہا جائے تو یہ معنے ہیں کہ تمہارے اثر مدح ممدوح میں آزمودہ بات ہے آزمون بمعنی آزمودہ شد خلاصہ یہ کہ مدح بھی ذم کی طرح اثر سے خالی نہیں رہتی۔ بلکہ مدح کا اثر تکبر اور عجب اور نخوت پیدا کرکے ممدوح کو گمراہ کردیتا ہے۔

	آن اثر ہم روزہا باقی بود	مایۂ کبر و خداع جان شود

ترجمہ: مدتوں رہتا ہے مدحت کا اثر — کبر کا ہوتا ہے باعث سر بسر

شرح۔ آن اثر کی ضمیر مدح کی طرف راجع ہے جو ممدوح کے حق میں باعث تکبر و فریب ہو جاتی ہے اور جس کا اثر مدتوں رہتا ہے

نیک ننماید چو شیرین ست مدح — بد نماید زانکہ تلخ افتاد قدح

ترجمہ: کیوں نہ ہو مرغوب جان شیرین ہے مدح — کیوں نہ نفرت دل کو ہو کڑوی ہے قدح

شرح۔ قدح عیب کردن و طعنہ زدن و تشنیع ضد مدح یعنے مدح کا اثر شیریں ہے اور قدح کا تلخ۔ لیکن اثر سے نہ وہ خالی ہے نہ یہ۔

ہمچو مطبوخست و حب کان را خوری — تا بدیرے شورش و رنج اندری

ترجمہ: حب مسہل کھائے جو بے شبہ و شک — رنج اور شورش رہے گی دیر تک

شرح۔ اس شعر میں ہجو کے اثر کو بطور مثال بیان کیا گیا ہے۔ مطبوخ جوشش کی ہوئی دوا اور حب سے مراد حب مسہل ہے۔ ایسا مطلب جس طرح تو جوشاندہ پینے یا جلاب کی گولیاں کھانے سے پریشان ہو جاتا ہے اور ناک بھوں چڑھاتا رہتا ہے۔ اسی طرح تیری ہجو تیرے دل پر اثر کرتی ہے۔ علیٰ ہذا القیاس مدح بھی اثر سے خالی نہیں جسکی تمثیل آئندہ شعروں میں ہے۔

ور خوری حلوا بود ذوقش دمے — این اثر چون آن نمے پاید ہمے

ترجمہ: اور مزا حلوے کا ہے تھوڑی سی دیر — گرچہ کھا جائے اسے تو ہو کے سیر

چون نمے ماند ہمے ماند نہان — ہر ضدے را تو بضد آن بدان

ترجمہ: دل میں رہتا ہے مگر اُس کا اثر — مخبر حالت ہے ضدّ یک دگر

شرح یعنے ایسا مطلب اگر تو حلوا کھا جائے تو اُس کا ذائقہ (زبان کا مزہ) تھوڑی سی دیر تک رہیگا اور حلوے کا اثر اُن گولیوں کی طرح ظاہر میں پائدار نہ ہوگا۔ لیکن حلوا باطن میں بہت دیر تک طاقت پر اثر ڈالتا رہے گا اسی طرح مدح کا اثر ظاہر میں تھوڑی سی دیر کے لئے ہوتا ہے مگر دل میں عرصہ تک برقرار رہتا ہے اور ممدوح کو متکبر بنا دیتا ہے آخر مصرع کا یہ مطلب ہے کہ حسب مضمون تعرف الاشیاء باضدادہا۔ شے اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے اے شخص ہم نے اس دعوی کو مع دلیل ثابت کر دیا ہے کہ تجھ پر ہجو کا اثر ضرور ہوتا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ مدح بھی اثر سے خالی نہیں رہتی۔ تعریف کو ہجو اور مدح کو قدح پر قیاس کرے۔

چون شکر ماند نہان تاثیر او — بعد چندے دُمّل آرد نیش جو

ترجمہ: ہے اثر اُس کا نہان شکل شکر — جسم میں ہوتے ہیں پھوڑے بیشتر

شرح۔ یعنے بکثرت شکر اور زیادہ مٹھاس کھانے سے دُمّل اور پھوڑے پھنسی ہو جاتے ہیں اور نیشتر سے فصد لینے کی ضرورت پڑتی ہے۔ بس تو جیسا اُس ظاہری شکر کا ضرر ظاہری اور جسمانی ہے اسی طرح اس باطنی شکر

مدح وخوشامد) کا ضرر روحانی ہے مدح میں چار طرح کے ضرر مادح کو پہنچتے ہیں۔ اول کذب دوم نفاق کیونکہ وہ ممدوح میں ایسی صفات ظاہر کرتا ہے جس کا خود بھی معتقد نہیں۔ سوم جہل کیونکہ اکثر اوصاف بلا تحقیق لکھنے پڑتے ہیں چہارم غضب رب اور دو طرح کے ضرر ممدوح کو پہنچتے ہیں۔ اول حصول تکبر وعجب۔ دوم فتور عمل بسبب فرحت مدح رسول اللہ صلعم نے ایک مدح کرنے والے سے فرمایا تھا۔ قطعت عنق اخیک اے شخص تونے گویا ممدوح کی گردن کاٹ ڈالی

ور حب و مطبوخ خوری ای ظریف		اندرون شد پاک ز اخلاط کثیف	
ترجمہ	حب مسہل کھائے گا گر اے ظریف		صاف ہو جائیں گے اخلاط کثیف

شرح۔ یعنے اے مخاطب اگر تو جوشاندہ اور مسہل گولیوں کا استعمال کریگا تو اخلاط کثیف سے پاک ہو جائیگا مطلب یہ کہ اگر مدح کی بہ نسبت لوگوں سے اپنی ہجو سننا پسند کریگا تو اخلاق ذمیمہ کی اصلاح ہوتی رہیگی ظریف بمعنی دانا ہے

نفس از بس مدحہا فرعون شد		کن ذلیل النفس ہونا لا تسد	
ترجمہ	مدح سے فرعون مست کر نفس کو		ہو ذلیل النفس اور سید نہ ہو

شرح یعنے نفس اپنی مدح سنتے سنتے فرعون (متکبر و سرکش) ہوجاتا ہے اور آدمی اپنے آپکو عالی مرتبہ اور عالیشان سمجھنے لگتا ہے اے شخص تو اس سے پرہیز کر۔ دوسرے مصرع میں کن فعل ناقص۔ اور ضمیر مخاطب اس کا اسم۔ اور ذلیل النفس اسکی خبر ہے اور ہونا ضمیر کن سے حال واقع ہوا ہے اور لا تسد بمعنی سید مشو ہے۔ یعنے اے مخاطب ہر حالت میں ذلیل النفس یعنے خاکسار رہا کر۔ اور سید یعنے سردار اور متکبر بننے کی کوشش نہ کر۔

تا توانی بندہ شو سلطان مباش		زخم کش چون گوی شو چوگان مباش	
ترجمہ	ہو سکے تو بندہ ہو سلطان نہ بن		گیند بن اے زخم کش چوگان نہ بن

شرح یعنے اے مخاطب حتی الامکان بندہ (یعنے ذلیل النفس خاکسار مدح سننے سے متنفر) بنا رہ اور بادشاہ نہ بن یعنے مدح کرنے والے جو تجھکو شاہ جہان اور سلطان زمان بنا دیتے ہیں۔ اُن کی ایک نہ سُن۔ اے شخص تجھکو گیند کی طرح رہنا چاہیے۔ یعنے اس طرح زندگی بسر کر کہ لوگ گیند سمجھکر تیرے ساتھ ہو ولعب کریں۔ بُرا بھلا کہیں۔ آنا جانا ٹھوکریں ماریں۔ مگر تو سب کچھ برداشت کرتا رہے۔ چوگان یعنی ڈنڈا نہ بن اور دوسروں کو آزار دینے کی کوشش نہ کر۔ خلاصہ یہ کہ تو ریاضت کئے جا اور کسی کی ملامت کا خیال نہ کر کیونکہ ملامت کی برداشت اُسی وقت ہوسکتی ہے کہ آدمی اپنی مدح سن سنکر متکبر نہ ہوگیا ہو اس لئے مداحین کی صحبت سے اجتناب لازم ہے۔

ورنہ چون لطفت نماند وان جمال		از تو آید آن حریفان را ملال	
ترجمہ	ورنہ چھن جائے گا جب لطف وجمال		دوستوں کو تجھسے پہنچیگا ملال

شرح۔ لفظ ورنہ جملہ سلطان سے استثنا ہے یعنی لوگوں کی مدح سن سن کر اپنے آپ کو سلطان وقت خیال نہ کر ورنہ انجام کار انہیں مدح گویوں اور خوشامد خوروں کی نظروں میں ذلیل ہو جائے گا کیونکہ زوال دولت کے وقت جب مدح کرنے والوں کو صلہ نہ دے سکیگا۔ تو وہ ملول ہوکر نثر ونظم میں جابجا تیری ہجو کرتے پھرینگے۔

	آن جماعت کت ہمیداد ند ریو	چون ببینانت بگویندت کہ دیو	
ترجمہ	وہ جماعت جوکہ تھی با مکر و ریو	دیکھ کر کہنے لگے گی تجکو دیو	

شرح - یعنی زوال دولت ونعمت کے وقت جب تو صلہ نہ دے سکیگا تو انہیں خوشامد گویوں کی جماعت جو فریب دے دیکر اور تعریف کے قصیدہ پڑھ پڑھ کر تجسے فائدہ حاصل کیا کرتے تھے تجھے شیطان کہنے لگیں گے -

	جملہ گویندت چو بینندت بدر	مردہ از گور خود بر کرد سر	
ترجمہ	سب کہینگے دیکھ کر چل ہٹ بدر	مردہ آیا ہے کفن کو پھاڑ کر +	

شرح - لفظ بدر یا بمعنی بر دروازہ ہے یا بمعنی بیرون شو مطلب یہ کہ جب زوال دولت کے باعث خوشامد گویوں کو تو انعام نہ دے سکیگا تو وہ تیری ہجو کرنے لگینگے - اور جہاں دیکھینگے یہ کہیں گے رع ہٹ پرے دور ہو چل دفع ہو باہر جا تیرا چہرہ بھتیاں اڑ رہی کر قبر میں سے مردہ کفن پھاڑ کر چلا آیا ہے اس لئے اول ہی سے خوشامد گویوں کی بلا پیٹالی نہ چاہیے -

	ہمچو امرد کہ خدا نامش کنند	تا بدین سالوس در دامش کنند	
ترجمہ	جس طرح امرد کو کہتے ہیں خدا	دیتے ہیں اس مکر سے اُس کو دغا	

شرح - یعنے اُن ممدوحوں کا حال جو مدح کرنے والوں کے فریب میں آجاتے ہیں اُس خوبصورت لونڈے کے مانند ہے جس کو لوطی اور بطّال اپنا خدا یعنے مالک کہہ کے پکارتے ہیں اور یہ کہا کرتے ہیں کہ اے شاہد رعنا تو ہمارے جان و مال عقل وخرد اور دین وایمان کا مالک ہے اس قسم کے فریب دے کر اُسے شکار کر لیتے ہیں - اسی طرح ممدوح اپنی نسبت خوشامد گویوں کی مدح کے بڑے بڑے الفاظ سُن کر اُن کے فریب میں آجاتا ہے اور انجام کار پشیمان ہوتا ہے -

	چون بہ بدنامی بر آید ریش او	دیو را ننگ آید از تفتیش او	
ترجمہ	ہو گیا بارِ ریش جب وہ بد شعار	اُس سے خود آنے لگی شیطان کو عار	

شرح - یعنے جب وہی لڑکا لوطیوں کے فریب میں آکر بدنام ہو گیا اور اسی بدنامی کی حالت میں ڈاڑھی نکال لایا تو سارے چاہنے والے نفرت کرنے لگے اور شیطان کو گمراہ کرنے کے لئے اُس کی جستجو سے شرم آنے لگی کیونکہ اب وہ خود مجسم شیطان ہو گیا ہے اور تمام آدمی اُس سے ازراہ نفرت پناہ مانگنے لگے ہیں - یہی حال ممدوح کا ہوتا ہے کہ جب دولت نہیں رہتی تو خوشامد گو اور مدح کرنے والے سب الگ ہو جاتے ہیں اور نفرت سے دیکھتے ہیں -

	دیو سوئے آدمی شد بہر شر	سوئے تو ناید کہ از دیوی تبر	
ترجمہ	بہر انسان ہے فقط شیطان کا شر	تجکو کیا تو خود ہے شیطان سر بسر	

شرح - یہاں سے عمرو کا نصیحت شروع ہوتی ہے گو مضمون سابق کی طرف بھی اشارہ ہے مطلب یہ کہ اے انسان

اس بات کو سمجھ کہ شیطان آدمیوں کے بہکانے کیلئے آیا کرتا ہے اور جس حالت میں کہ تو خود شیطان سے بد تر ہے تجھے کیا بہکائیگا ۔ بلکہ تیری طرف تو رُخ بھی نہ کریگا ۔ شیطان تو آدمیوں کے گمراہ کرنے کے لئے ہے ۔

	تا تو بودی آدمی دیو از پئت	می کشید و می چشانید از مئیت
ترجمہ	تھا تو انسان جب تک اے خانہ خراب	تجھکو شیطان خود پلاتا تھا شراب
	چون شدی در خوی دیوی استوار	می گریزد از تو دیو اے نابکار
ترجمہ	خوئے شیطانی میں ہے تو استوار	بھاگتا ہے تجھسے دیو اے نابکار

شرح پہلے شعر میں لفظ پئت کی تے بمعنی تو ہے اور شیطان کی شراب گناہوں کی لذتیں ہیں یعنے اے شخص جب تک تو آدمی تھا شیطان بہکانے کیلئے تیرے پیچھے دوڑا پھرتا تھا اور اپنی شراب یعنی طرح طرح کے گناہوں کے مزے چکھاتا تھا اور جب تو شیطانی خصلتوں میں مضبوط ہوگیا یعنے شیطان مجسم بن گیا تو اصلی شیطان تیرے پاس سے بھاگ گیا کیونکہ اُسے اب تیرے گمراہ کرنے کی ضرورت نہیں رہی ۔ شاگرد استاد سے اور فرع اصل سے بڑھ گئی ہے اے انسان نابکار اپنی حالت پر غور کر اور گناہوں کی لذتوں میں پڑکر شیطان مجسم نہ بن ۔

	آنکہ اندر دامنت آویخت او	چون چنین گشتی ز تو بگریخت او
ترجمہ	پہلے جو شیطان دامنگیر تھا	تجکو خود شیطان بنا کر چل دیا

شرح یعنے وہ شیطان جو تجھسے تعلق رکھتا تھا اور دامن تھام تھام کر تجھے گناہوں کی طرف کھینچے لئے جاتا تھا ۔ جب اس نے یہ دیکھا کہ تو خود شیطان بن گیا ہے تو تیرا دامن چھوڑ کر بھاگ گیا اب اُسے تیرے بہکانے کی ضرورت نہیں رہی ۔ یہ شعر اس آیت کی طرف اشارہ ہے کمثل الشیطان اذ قال للانسان اکفر فلما کفر قال انی بریٔ منک انی اخاف اللہ رب العالمین ۔ یعنے منافقوں کی مثال ایسی ہے جیسے شیطان کہ پہلے تو انسان سے یہ کہتا ہے کہ تو کافر ہوجا ۔ اور جب وہ کافر ہوجاتا ہے تو یہ کہدیتا ہے کہ میں تجھسے بری ہوں ۔ کیونکہ میں اُس خدا سے ڈرتا ہوں جو تمام جہانوں کا پرورش کرنیوالا ہے اس شعر کے دوسرے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ خوشامد کرنے والے جو پہلے بلا کی طرح پٹے ہوئے تھے زوال دولت کے وقت سب بھاگ گئے ۔

تفسیر ما شاء اللہ کان وما لم یشأ لم یکن

ترجمہ اس کی تفسیر کہ خدا جس چیز کو چاہتا ہے موجود ہوجاتی ہے ۔ اور جس کو نہیں چاہتا نہیں ہوتی

شرح یہاں سے یہ بات نکلتی ہے کہ خدا کا عزم ہمیشہ بالجزم ہوتا ہے اس کی مراد مشیت اور ارادہ سے جدا نہیں ہوتی ۔ البتہ معتزلہ کا قول یہ ہے کہ کبھی بھی خدا کا ارادہ غیر جازم بھی ہوجاتا ہے ۔ مگر یہ قول آیت فعال لما یرید سے مردود ہے ۔ کیونکہ آیت سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالے اپنے ارادہ کو ضرور فعل میں لے آتا ہے اس پر فعال صیغہ مبالغہ ہے جس سے معتزلہ کے قول کا رد بطور مبالغہ ہوگیا ہے ۔

	اینہمہ گفتیم لیک اندر بسیج		بے عنایات خدا ہیچیم ہیچ
ترجمہ	کہہ دیا سب ہم نے لیکن مدعا		مل نہیں سکتا بجز لطف خدا

شرح بسیچ ارادہ وقصد و آمادگی و تیاری - یعنے ہم نے اسرار وحدت ومعرفت اور طریقہ وصول الی اللہ وغیرہ کا ذکر مفصل طور پر کردیا ہے لیکن ہم اس ارادہ میں بلا الطاف خداوندی صرف اپنی ہمت سے کامیاب نہیں ہوسکتے - کیونکہ اس کا ارادہ تمام ارادوں پر غالب ہے قرآن مجید میں موجود ہے - واللہ غالب علیٰ امرہٖ اور یہ بھی ہے کہ اِنَّکَ لَا تَہْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَہْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ یعنے اے رسول تو جسکو چاہے ہدایت نہیں دے سکتا - البتہ خدا جسکو چاہے سیدھا راستہ دکھا سکتا ہے - مطلب یہ کہ نیکیوں کی طرف دل کو پھیرنے اور گناہوں سے بچانے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے انسان اپنی ہمت سے کچھ نہیں کرسکتا اسلئے طالب پر فرض ہے کہ ہمیشہ خدا سے نیک توفیق مانگتا رہے اور وظائف میں اِہْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کو ہمیشہ شامل رکھے -

	بے عنایات حق وخاصان حق		گر ملک باشد سیاہستش ورق
ترجمہ	بے عنایات حق وخاصان حق		ہے سیہ بیشک فرشتے کا ورق

شرح - خاصان حق سے انبیا و اولیا مراد ہیں جن کے کتابوں اور ملفوظات یا فیض صحبت سے راہ معرفت معلوم ہوتی ہے اور ملک بمعنی انسان ملکی صفات اور ورق بمعنی نامۂ اعمال ہے یعنی بلا الطاف خداوندی و بلا ارشاد انبیا و اولیا ہرگز سیدھا راستہ معلوم نہیں ہوسکتا جب تک حق اور خاصان حق کی عنایتیں شامل حال نہ ہونگی تمام عبادت وریاضت بیکار جائیگی - اور باوجود ملکی صفات اور فرشتہ خصلت ہونیکے انسان کا نامۂ اعمال سیاہ ہوجائے گا - یہی سبب ہے کہ کافر اپنی ریاضت وعبادت سے کوئی اخروی فائدہ نہیں اٹھا سکتا - گو دنیا میں اوصاف ذمیمہ کو چھوڑکر فرشتہ بن گیا ہو - سچ ہے ؎

خلاف پیمبر کسے رہ گزید　　　　کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

	اے خدا اے قادر بے چند وچون		واقفی بر حال بیرون ودرون
ترجمہ	اے خدا اے قادر بے چند وچون		تجھ پہ سب ظاہر ہے بیرون ودرون

شرح - یہاں سے نیکیوں کی توفیق اور اُن پر قائم رہنے کے لئے مناجات شروع ہوئی ہے یعنے اے خدا تو ہر شے پر قادر ہے اور ہمارے ظاہر وباطن کا حال تجھے ذرہ ذرہ معلوم ہے تو ہمارے دل میں نیکیوں کا عشق پیدا کردے اور ظاہری اعضا کو اپنے احکام بجالانے کی طرف جھکادے طبیعت میں سے گناہوں کی محبت کو نکال اور اعضا کو اُن پر عمل کرنے سے بچا - بعض نسخوں میں یہ شعر اس طرح ہے - اے خدا اے قادر بیچون وچند - از تو پیدا شد چنیں قصر بلند - قصر بلند سے یا تو آسمان مراد ہے جو ظاہری طور پر عالیشان اور بلند ہے یا انسان کہ بلندی مراتب کے باعث جمیع اسمار وصفات کا مظہر جامع اور اسرار الٰہی کا عالیشان محل ہے -

	ایخدا اے فضل تو حاجت روا	با تو یاد ہیچکس نبود روا
ترجمہ	فضل تیرا سب کا ہے حاجت روا	تیرے ہوتے غیر کا ہے ذکر کیا

شرح - پہلے مصرع میں حاجت روا بمعنی برآرندہ حاجت اور دوسرے میں روا بمعنی جائز ہے اس لئے قافیہ بلا عیب ہوگیا - یعنے ایخدا چونکہ تیرا فضل حاجت روا ہے اس لئے تیرے ہوتے کسی کی یاد جائز نہیں - بلکہ صوفیہ کے نزدیک شرک خفی ہے سوائے خدا کے اور چیز دلبستگی اور یاد کرنے کے لائق نہیں ہے -

	این قدر ارشاد تو بخشیدۂ	تا بدین بس عیب ما پوشیدۂ
ترجمہ	اس قدر ارشاد بخشش ہے تری	جس کے باعث عیب پوشی تونے کی

شرح این قدر ارشاد سے تھوڑا سا علم مراد ہے جسکی توضیح آئندہ شعر میں موجود ہے - یعنی یہ تیری بخشش ہے کہ گو تو نے ہمیں تھوڑا سا علم عنایت فرمایا ہے مگر اس سے بھی ہمارے ہزار ہا عیب چھپ گئے ہیں - کیونکہ نعلم حجاب اللہ الاکبر علم سے مراد عقل و دانش ہے - جس کی بدولت انسان حیوان مطلق سے ممتاز ہے اور وہ تمام عیب چھپے ہوئے ہیں جو حیوان میں پائے جاتے ہیں صرف علم و عقل ہی ایسی چیزیں ہیں جنکی بدولت انسان اور حیوان میں تمیز ہوسکتی ہے -

	قطرۂ دانش کہ بخشیدی ز پیش	متصل گردان بدریاہائے خویش
ترجمہ	قطرۂ دانش جو بخشا ہے مجھے	تو ملالے اس کو بحر ذات سے

شرح - قطرۂ دانش سے مراد علم ہے - قرآن مجید میں موجود ہے وَمَا اُوْتِیْتُم مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا یعنے اے لوگو تمہیں بہت تھوڑا سا علم دیا گیا ہے پیش سے روز ازل اور دریا ہائے خویش سے دریائے معارف مراد ہیں - مطلب یہ کہ اے خدا تو نے جو روز ازل میں مجکو علم عنایت فرمایا ہے اگرچہ وہ تیرے علم کے مقابلہ میں ایک قطرہ ہے مگر اس قطرہ کو دریائے معرفت میں ملالے - یعنی میرا علم دنیوی امور کو چھوڑ کر صرف تیری معرفت سے متعلق ہوجاوے -

	قطرۂ علم است اندر جان من	وارہانش از ہوا وز خاک تن
ترجمہ	علم کا قطرہ دیا ہے جو مجھے	دور رکھ اسکو ہوا و خاک سے

شرح - ہوا سے خواہش نفسانی اور خاک تن سے لذائذ جسمانی مراد ہیں - یعنی اے خدا میرے قطرۂ علم کو ہوائے نفسانی اور خاک لذائذ جسمانی سے الگ رکھ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس قطرہ کو یہ ہوا خواہش نفسانی اڑا دے یا وہ خاک اپنے اندر جذب کرلے - یعنی اے خدا میری قوت علمی خواہشات نفسانی اور لذائذ جسمانی کے حاصل کرنے میں صرف نہ ہو - لذائذ جسمانی کو خاک تن اس لئے کہا کہ تمام لذتیں انجام کار خاک ہونیوالی ہیں - یا خاک تن سے مراد خود جسم ہے یعنے ایخدا میرے قطرۂ علم کو ہوائے نفسانی اور خاک جسم کی بجائے یعنی میرا علم نفس امارہ

کی خواہشیں پوری کرنے یا پر درش جسم سے متعلق نہ ہو۔ مطلب دونوں کا ایک ہے ۔

	پیش ازان کاین خاکہا خسفش کنند	پیش ازان کین بادہا نشفش کنند
ترجمہ	خشک اس کو خاک سے ہونے نہ دے	اور بچالے اس کو جذب باد سے

شرح۔ یہ شعر گزشتہ شعر کے دوسرے مصرع سے متعلق ہے۔ یعنی ایخدا اس سے پہلے کہ قطرۂ علم کو خاکہائے جسم چوس لیں اور نفسانی ہوائیں جذب کرلیں تو اپنے دریائے معرفت میں ملالے یعنے میرا قطرۂ علم تیرے دریائے علم سے فیض یاب ہوتا رہے اور یہ ظاہر ہے کہ آدمی کا علم خدا کے علم سے اُسی وقت فیضیاب ہوسکتا ہے کہ دنیوی اغراض سے متعلق نہ ہو۔ ورنہ جو علم صرف دنیا کمانے کے لئے ہے وہ خدا سے دور رکھتا ہے ۔

	گرچہ چون نشفش کند تو قادری	کش از ایشان دستانی واخری
ترجمہ	واپسی پر تو ہے قادر یا قدیر	قطرہ ہو موجود جس سے ناگزیر

شرح۔ یعنی ایخدا اگرچہ تو اس بات پر قادر ہے کہ قطرہ کو جذب یا فنا کردینے کے بعد خاک یا ہوا سے واپس لے لے اور اُن سے چھین کر پھر قطرہ کو قطرہ کی صورت میں لے آئے مگر میں تو یہی دعا کرتا ہوں کہ میرا قطرۂ علم اس خاک یا ہوا سے الگ ہی رہے۔ یہ شعر اپنے ماقبل کے شعر سے متعلق ہے ۔

	قطرۂ کو در ہوا شد یا کہ ریخت	از خزینہ قدرت تو کی گریخت
ترجمہ	ہے ہوا میں قطرہ یا ہے خاک بیز	تیری قدرت سے نہیں کرتا گریز

شرح۔ یہاں سے حسب مناسبت بیان سابق اللہ تعالےٰ کی قدرت کا ذکر شروع ہوا ہے کہ وہ معدوم کو موجود اور موجود کو معدوم کرکے پھر موجود معدوم کرنے کی قدرت رکھتا ہے مثلاً پانی کا ایک قطرہ جسکو ہوا نے فنا یا خاک نے جذب کرلیا گو وہ حسب ظاہر معدوم ہوگیا ہے مگر اللہ تعالےٰ کے خزانۂ قدرت سے غائب نہیں ہوسکتا۔ وہ اپنے علم سے اس قطرے کو ہوا اور خاک سے فوراً نکال سکتا ہے ۔

	گر در آید در عدم یا صد عدم	چون بخوانیش او کند از سر قدم
ترجمہ	اک عدم کیا ہے اگر ہوں سو عدم	نیست سے ہستی میں رکھتا ہے قدم

شرح یعنے وہ قطرہ اگرچہ ایک عدم کیا صد پردۂ عدم میں ہو مگر تیرے حکم اور کلمۂ کن کے سامنے کیا مجال ہے کہ سر کو قدم بنا کر فی الفور موجود نہ ہوجائے کیونکہ تمام موجودات اور معدومات حکم الٰہی کے پابند ہیں ۔

	صد ہزاران ضد ضد را میکشد	بازشان فضل تو بیرون میکشد
ترجمہ	ضد اگرچہ ضد کو دیتی ہے شکست	فضل تیرا سب کو کردیتا ہے ہست

شرح یعنے اگرچہ دنیا میں اسکی لاکھوں مثالیں موجود ہیں کہ ایک ضد دوسری ضد کو مار ڈالتی ہے فنا کردیتی ہے مثلاً پانی آگ کو بجھا دیتا ہے اور ہوا پانی کو فنا کردیتی ہے لیکن اے خدا تیرا فضل اور تیری قدرت پھر ان

فانی اور مُردہ چیزوں کو پردۂ عدم سے میدان وجود میں باہر نکال لاتی ہے۔

از عدمہا سوئے ہستی ہر زمان	ہست یارب کاروان در کاروان	
ترجمہ	جانب ہستی عدم سے ہر زمان	آرہے ہیں کاروان در کاروان

شرح۔ یعنی اے خدا عدم سے ہستی کی طرف تیرے علم سے ہر وقت ہزاروں قافلے چلے آرہے ہیں تو ایک کلمہ کن میں بے انتہا معدومات کو ایک آن میں موجود کر دیتا ہے چنانچہ اس کی دوسری مثال آئندہ شعر میں ہے۔

خاصہ ہر شب جملہ افکار و عقول	نیست گردد غرق در بحر نغول	
ترجمہ	خاصکر ہر شب کو جملہ فکر و عقل	نیست ہوجاتے ہیں کرجاتے ہیں نقل

شرح اس شعر کے معنے دو طرح ہوسکتے ہیں اول بحر نغول بمعنے دریائے عمیق سے شب تاریک یا عالم خواب مراد ہے مطلب یہ کہ اللہ تعالے کے معدومات کو موجود کرنے کی مثال یہ ہے کہ وہ ہر شب کو اپنی قدرت سے تمام جانداروں کی فکروں اور عقلوں کو نیست اور دریائے عالم خواب میں غرق کر دیتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ سوتے وقت فکر و عقل اور تمام حواس معطل ہوجاتے ہیں اور یہ مثل بالکل صحیح ہے کہ سویا اور مُوا برابر ہوتا ہے باایں ہمہ صبح کے وقت تو نیست کو پھر ہست کر دیتا ہے اور عقل و ہوش و حواس از سر نو عنایت کر دیتا ہے دوسرے معنے یہ ہیں کہ دریائے عمیق سے اسرار الٰہی مراد ہیں اور افکار و عقول سے عاشقان الٰہی کی عقلیں اور فکر مراد ہیں جنکو بالتخصیص رات کے وقت یاد الٰہی میں زیادہ استغراق ہوتا ہے اس صورت میں یہ مطلب ہے کہ اے خدا یوں تو تو ہر چیز کو عدم سے وجود کی طرف لے آتا ہے لیکن خاص کر اپنے عاشقوں کو جن کی عقلیں اور فکر ہر شب کے وقت نیست ہوکر دریائے استغراق میں فنا ہوجاتے ہیں پھر وجود میں لے آتا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر عاشقان الٰہی شب کی طرح استغراق میں ہی رہیں تو مخلوق کو ہدایت کرنے والا کون ہو۔ کچھ تو اس حکمت کے لئے اور کچھ اس واسطے کہ اسرار الٰہی کا عام طور پر اظہار نہ ہوجائے اللہ تعالے اپنے عاشقوں کو صبح کے وقت نیست سے ہست کر دیتا ہے نکتہ باوجودیکہ اللہ تعالے بے انتہا معدومات کو ہر وقت موجود کرتا رہتا ہے۔ لیکن عاشقان الٰہی یا اُن کی عقل کو نیست کر کے ہست کرنا عدم و وجود کے نہایت باریک معنے رکھتا ہے اور عاشقوں کی تخصیص مولانا قدس سرہ نے اُن کی نفسیات کے سبب کی ہے۔ کیونکہ تصنیف مثنوی سے اسرار اور اہل اسرار کا تذکرہ مقصود ہے۔ ظاہری قصہ سمجھانے کے لئے صرف بطور مثال لائے جاتے ہیں

باز وقت صبح چون اللّٰہیان	بر زنند از بحر سر چون ماہیان	
ترجمہ	صبح کو پھر صورتِ اللّٰہیان	اُٹھتے ہیں دریا سے شکل ماہیان

شرح۔ یہ شعر گذشتہ شعر سے مربوط ہے اور اللّٰہیان منسوب بسوئے اللہ یعنے اللہ والوں کے معنوں میں ہے یعنے وہ تمام افکار و عقول جو شب کو سوتے وقت نیست و نابود ہوگئے تھے صبح کے وقت اللہ والوں کی طرح پھر ہست ہوگئے اور جس طرح اللہ والے صبح کے وقت عالم استغراق سے عالم شہود میں آجاتے ہیں یا مچھلیاں دریا سے سر نکالتی ہیں۔ اسی طرح رات کے سونے والے صبح کو بیدار ہوجاتے ہیں۔ اور نئی زندگی حاصل کر لیتے ہیں۔

	در خزان بین صد ہزاران شاخ و برگ	از ہزیمت رفتہ در دریائے مرگ
ترجمہ	دیکھ لے فصل خزاں میں شاخ و برگ	سید ہے جاتے ہیں سوئے دریائے مرگ

شرح۔ یہاں سے معدومات کو موجو کرنے کی دوسری مثال شروع ہوتی ہے۔ یعنے لے شخص خزاں کے موسم کو دیکھ کہ اس میں لاکھوں شاخیں اور پتے خزاں کے لشکر سے شکست کھاکر دریائے مرگ میں ڈوب جاتے ہیں۔ یعنے فنا ہوجاتے ہیں۔ لیکن فصل بہار میں ان فنا ہونیوالوں کو پھر خلعت ہستی مل جاتا ہے۔

	زاغ پوشیدہ سیہ چون نوحہ گر	در گلستان نوحہ کردہ بر خضر
ترجمہ	کالے کپڑوں والا کوا نوحہ گر	ماتمی رہتا ہے باغ و سبزہ پر

شرح۔ پوشید سیاہ یعنے سیاہ پوش و خضر یعنے سبزہ یعنے موسم خزاں میں دیکھو کہ زاغ نوحہ گروں کی طرح سیاہ لباس پہنکر باغ میں سبزہ کا ماتم کررہا ہے۔ کیونکہ موسم خزاں میں گل نہیں رہتا بلبل نہیں رہتے درختوں میں پتے نہیں رہتے زمین پر سبزہ نہیں رہتا باغ کے درختوں اور بے برگ شاخوں پر چیلوں کوؤں کا بسیرا رہتا ہے لیکن ایزد تو اپنے حکم سے پھر مردہ چیزوں میں جان ڈالدیتا ہے۔ موسم بہار سبزہ و نباتات و گل و بلبل کو پھر اگا دیتا ہے اور گلستاں میں پھر وہی اگلی سی چہل پہل ہوجاتی ہے وہی گل کے قہقہے ہیں اور وہی بلبل کے چہچہے۔

	باز فرمان آید از سالارِ دہ	مر عدم را کان چہ خوردی باز دہ
ترجمہ	حکم دیتا ہے عدم کو پھر خدا	تو نے جو کھایا ہے کردے سب جدا

شرح۔ گذشتہ دو شعر ان دو شعروں سے بطور قطعہ بند مربوط ہیں اور سالارِ دہ یعنے فرمانروائے ملک سے مراد اللہ تعالےٰ ہے یعنے موسم خزاں میں شاخ و برگ اور گل و بلبل سب معدوم ہوگئے تھے لیکن جب اللہ تعالےٰ کا یہ فرمان آیا کہ اے عدم جو کچھ تو نے لے لیا ہے وہ واپس کر اور اپنا کھایا پیا اگل دے۔ تو وہ فوراً کھاما ن گیا اور وہ تمام چیزیں جو فنا ہوچکی تھیں اسی وقت موجود ہوگئیں۔ اور عدم نے جن چیزوں کو کھایا تھا جھٹ موجود کردیا

	آنچہ خوردی دادہ اے مرگِ سیاہ	از نبات و دردو از برگ و گیاہ
ترجمہ	کھاگئی ہے تو جو اے مرگِ سیاہ	لا کہاں ہے ورد و برگ و گیاہ

شرح یہ شعر اسی قطعہ بند کا تتمہ ہے یعنے خزاں کے بعد اللہ تعالےٰ یہ کہتا ہے کہ اے عدم اور اے موت اس روئیدگی اور پھولوں اور برگ اور گھاس کو پھر موجود کردے جنکو تو کھا چکی ہے چنانچہ عدم یہ حکم پاتے ہی اشیاء فانیہ کو بلا تامل موجود کردیتا ہے۔ بعض نسخوں میں درد کی جگہ دارو ہے یعنے دوا مثلاً گاؤزبان گل بنفشہ وغیرہ ان اشعار سے اس آیت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے فَانْظُرْ إِلَىٰ آثَارِ رَحْمَتِ اللَّهِ كَيْفَ يُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا إِنَّ ذَٰلِكَ لَمُحْيِي الْمَوْتَىٰ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ یعنے اے شخص اللہ تعالےٰ کی رحمت کے نشان غور سے دیکھ کہ وہ کیونکر مردہ ہونے کے بعد زمین کو از سر نو زندہ کردیتا ہے۔ بیشک یہی اللہ مردوں کو زندہ کرنے والا ہے۔ یعنی وہ اسی طرح قیامت کے دن حساب کتاب لینے کے لئے تمام مردوں کو زندہ کرکے اپنے سامنے لائیگا۔

	اے برادر عقل یکدم با خود آر	دم بدم در تو خزان ست و بہار
ترجمہ	عقل سے کچھ کام لے اے ہوشیار	دمبدم تجھمیں خزان ہے اور بہار

شرح گذشتہ اشعار میں ظاہری بہار و خزاں کا ذکر تہا۔ یہاں سے معنوی بہار و خزان کا تذکرہ شروع ہوا ہے اور اس شعر میں خزان سے اوصاف نفسانی اور اخلاق ذمیمہ اور بہار سے اوصاف روحانی و اسرار آلہی مراد ہیں اور مطلب یہ ہے کہ اے برادر تھوڑی دیر کے لئے اپنی عقل کو ٹہکانے اور حواس کو قائم کرکے دیکھ تجھے خود اپنی ذات میں خزان و بہار کا عالم نظر آجائیگا۔ اگر تجھ میں روحانی اوصاف موجود ہوں تو یہ سمجھ کہ تیرے باغ ہستی میں بہار آئی ہوئی ہے۔ ورنہ خزان نے بالکل اجاڑ رکہا ہے برباد کر دیا ہے۔

	باغ را سبز و تر و تازہ ببین	پر ز غنچہ و ورد و سرو و یاسمین
ترجمہ	باغ دل ہے تازہ و تر ہمنشیں	اس میں ہیں گل غنچے۔ سرو یاسمین

شرح۔ بعض نسخوں میں پہلا مصرع اس طرح ہے باغ دل را تازہ و سر سبز بین۔ لیکن دونوں نسخوں کا مطلب ایک ہے یعنے عاشقان الہی کے دل کا باغ اُن کی مراد کے موافق بہار عرفان کے باعث ہمیشہ سرسبز اور تازہ رہتا ہے اور اس میں شریعت کے غنچے طریقت کے پھول حقیقت کے سرو اور معرفت کی یاسمین ہمیشہ شگفتہ اور موجود رہتے ہیں۔ اس باغ کو خزان سے کچھ سروکار نہیں اس گلشن کو نسیم الطاف آلہی ہمیشہ شگفتہ کرتی رہتی ہے۔

	ز انبہیِ برگ پنہان گردہ شاخ	ز انبہیِ گل نہان صحرا و کاخ
ترجمہ	برگ کی کثرت سے ہے پوشیدہ شاخ	کثرتِ گل سے نہان صحرا و کاخ

شرح۔ انبہی مخفف انبوہی بمعنے انبوہ شدن یعنے کثرت مطلب یہ کہ عاشقوں کے باغ دل میں ایسی بہار آئی کہ پتوں کی کثرت سے شاخوں کو ڈہانک لیا۔ اور پہولونکی کثرت سے جنگلوں اور مکانونکو پوشیدہ کرلیا یعنی عاشقوں کے باغ دل کا فیضان عام ہوگیا کوئی شاخ یعنی طالب اس سے محروم نہ رہا صحرا اور مکان شخص نا قابل استعداد و قابل استعداد اس باغ کے پھولوں سے پر بہار ہوگیا دوسرے معنی یہ ہیں کہ عارف کے گلشن دل پر محبت خداوندی کی ہوا چلی اور اسکی شاخ یعنی علم پر علم خداوندی کے پتے غالب آگئے کیونکہ علم خداوندی کے روبرو ہر شخص کا علم نیست و نابود ہے پھر اسمیں معرفت کے پھول کھلے اور ان پھولوں نے جنگل اور مکان سکو ڈہانک لیا کیونکہ عارف کا تصرف تمام موجودات پر ہوتا ہے یا یہ معنی ہیں کہ حکم آلہی از موسم بہار میں پتوں کی کثرت کے سبب نہیں اور پہولونکی کثرت کے سبب جنگل اور مکان پوشیدہ ہوجاتے ہیں اور در و دیوار کوہ و دشت صحرا و مکان کو اسکی قدرت کا جلوہ نظر آتا ہے

	این سخنہائے کہ از عقل کل است	بوئے آن گلزار و صحن سنبل است
ترجمہ	مرشد ان کا عقل کل ہے ہمنشین	ہیں یہ باتیں بوئے گلزار یقین

شرح۔ عقل کل۔ کنایہ از جبرئیل و عرش اعظم یا عقل معاد یعنے یہ باتیں جو عرش اعظم یا غیب کے عالم سے ہمارے ذہن میں آتی ہیں یا حضرت جبرئیل جنکا القا کرتے ہیں سرسبز گلزار معرفت کے پھولوں کی خوشبوئیں ہیں۔ یا صحن سنبلستان اسرار کی نکہتیں ہیں جنسے عاشقان آلہی کا دماغ تر و تازہ ہوتا ہے اور جہان کہیں مثنوی میں ہم نے

باغ یا گلزار وغیرہ کا ذکر کیا ہے اِس سے مراد وہی گلزار معرفت ہے مطالب کو چاہیئے کہ فرع سے اصل کی طرف رجوع کرے

	اے برادر یکدم از خود دور شو	با خود آ و غرق بحرِ نور شو
ترجمہ	ایک دم بھر کو خودی سے دور ہو	ہوکے باخود غرق بحرِ نور ہو

شرح خودی سے دور ہونا غفلت اور خودنمائی کو چھوڑ دینا ہے صوفیوں کے نزدیک خودی کے چھوڑ دینے کا نام باخودی یعنے عقلمندی ہے جو لوگ خودنما خویشتن بین اور خود پسند ہیں وہ بیخود یعنے محض بیوقوف ہیں مطلب شعر یہ ہے کہ اے شخص خودی کو چھوڑ کر ایک دم کے لئے باخود ہو جا اسی خودی اور غفلت کے چھوڑنے سے تو باخدا بنجائیگا ۔ اور دریائے نور یعنی بحر اسرار الٰہی میں غرق ہو جائیگا ۔ اور تیرے سینے میں وہ تمام علوم آجائینگے ۔ جنکی خوشبو سبز معرفت ہے ایسے اسرار کی انہیں لوگوں کو اطلاع دیجاتی ہے جو دنیا کی طرف سے بیخود ہیں

	بوئے گل دیدی کہ انجا گل نبود	جوشِ مُل دیدی کہ آنجا مُل نبود
ترجمہ	بوئے گل ہے اس جگہ اور گل نہیں	جوشِ مُل ہے اس جگہ اور مُل نہیں

شرح ۔ اس کے معنے کئی طرح ہوسکتے ہیں اول یہ کہ اے شخص تو نے اسرار الٰہی کے متعلق عقل کل کی بتائی ہوئی باتیں سُن لیں ۔ اور اُن پھولوں کی خوشبو لے لی حالانکہ پھول تیرے پاس نہ تھے اور اظہار اسرار کی شراب کا جوش تو نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا حالانکہ شراب تیرے پاس نہ تھی بس تو جبکہ باغ معرفت کے پھولوں کی خوشبو اور معرفت کی شراب ایسی تیز ہے کہ تیرے دماغ تک اثر پہنچا رہی ہے تو اُس گل اور اس مُل کا طالب کیوں نہیں بنتا کہ یہ خوشبو اور یہ جوش اُس کی ادنےٰ فرع ہے وہ گل و مُل ترک خودی سے ہاتھ لگتا ہے دوسرے معنے یہ ہیں کہ دونو مصرعوں میں لفظ دیدی بمعنے نہی ہے اس صورت میں یہ مطلب ہوا کہ اے مخاطب جب تو خودی کو چھوڑ دیگا تو یہ مرتبہ ہو جائے گا ۔ جہاں گل نہ ہوگا وہاں سے بوئے گل اور جہاں شراب نہ ہو گی وہاں سے جوش شراب کو معلوم کرسکیگا ۔ یعنے اسرار حقیقت کو بلا قید دیکھ لیگا ۔ تیسرے معنے یہ ہیں کہ دونو مصرعوں میں استفہام انکاری مانا جائے یعنے اے مخاطب کہیں تو نے ایسا دیکھا ہے کہ پھول تو نہ ہوں اور پھولوں کی خوشبو آرہی ہو ہرگز نہیں دیکھا یا شراب تو نہ ہو اور اُس کا جوش یا کیفیت نظر آرہی ہو یہ ہرگز نہیں ہوسکتا ۔ بس تو جس طرح تو بوئے گل کو بغیر گل اور جوشِ مُل کو بغیر مُل معلوم نہیں کرسکتا کیونکہ بو اور جوش لازم ملزوم ہیں اور اعراض [illegible] نہیں رہ سکتے) اسی طرح بوئے اسرار کو بلا غرق بحر نور حاصل نہیں کرسکتا اور بحر نور میں غرق ہونا مرشد کامل کی خدمت پر موقوف ہے اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ انسان کامل کا دل اسرار معرفت کا خزانہ ہے اس خوشبو کو وہیں سے حاصل کرنا چاہیئے ۔

	بو قلاوز است و رہبر مر ترا	مے برد تا خلد و کوثر مر ترا
ترجمہ	بو نہیں یہ مل گیا رہبر تجھے	لیگئی تا خلد تا کوثر تجھے

شرح ۔ قلاوز بمعنے رہبر بو سے بوئے عرفان اور خلد و کوثر سے مقصد اصلی یعنی مشاہدہ ذات مراد ہے ۔ یعنی خوشبوئے معرفت بشرطیکہ اسرار کے پھول (مرشد کامل) کی صحبت سے حاصل ہوئی ہو اے مخاطب تجھے مشاہدہ ذات

تک پہنچادیگی۔ کیونکہ آدمی خوشبو سونگتے سونگتے گلشن تک پہنچ جاتا ہے۔

	بو دوائے چشم باشد نور ساز	شد ز بوئے دیدۂ یعقوب باز
ترجمہ	بو برائے چشم ہے ایک روشنی	جس سے آنکھیں کھل گئیں یعقوب کی

شرح۔ لفظ نورساز دوائے چشم کا بدل یا عطف بیان ہے یعنی خوشبو آنکھوں کی دوا اور انکی روشن کرنیوالی ہے دیکھہ لیجے حضرت یوسف کے کرتے کی خوشبو سے حضرت یعقوب کی آنکھیں کھل گئین تھین اسیطرح معرفت کے پہلون کی خوشبو سے طالب دیدار کی آنکھیں کھل جاتی ہین اور اُسے اسرار نظر آنے لگتے ہین۔

	بوئے بد مر دیدہ را تاری کند	بوے یوسف دیدہ را یاری کند
ترجمہ	بوئے بد کرتی ہے تاری آنکھہ کو	بوے خوش دیتی ہے یاری آنکھہ کو

شرح۔ بوے بد سے اہل ضلال اور گناہون کے متعلق باتین اور بوے یوسف سے قرآن وحدیث اور اہل کمال کا کلام مراد ہے۔ مطلب یہ کہ گمراہون کی باتین اور اُنکے ساتھہ ہمکلامی آنکھون کی روشنی کو کہو دیتی ہے آدمی اندھا ہو کر گناہونپر گر پڑتا ہے۔ اور اہل کمال کے ملفوظات روشنی چشم کا باعث ہوتی ہین آدمی کو تمام پوشیدہ اسرار نظر آنے لگتے ہین اور اُسچیز کو دیکھہ لیتا ہے کہ جسکو کسی آنکھہ نے نہین دیکھا اور کسی کان نے نہیں سُنا۔

تو کہ یوسف نیستی یعقوب باش	ہمچو او با گریہ و آشوب باش

ترجمہ	تو نہین یوسف تو بس یعقوب بن		گریہ بن فریاد بن آشوب بن	

شرح - یعنے اگر تو یوسف نہین ہے تو یعقوب بنکے رہ اور انکی طرح فراق مطلب مین ہمیشہ گریہ وزاری کیا کر

	تو کہ شیرین نیستی فرہاد باش	چون نہ لیلی چو مجنون گرد فاش
ترجمہ	گر نہیں شیرین تو ہو فرہاد بس	قیس ہو لیلیٰ نہیں گر بوالہوس

شرح - یعنے تو اگر شیرین نہین ہے تو فرہاد بننے کی کوشش کر اور لیلی نہین ہے تو مجنون کی طرح بے صبر بیقرار اور رسوا رہا کر یہ اس حدیث کی طرف اشارہ ہے - (لا یکمل ایمان العبد حتی یقول الناس انہ لمجنون) یعنے کسی شخص کا ایمان اسوقت تک کامل نہین ہوتا جب تک کہ لوگ اُسے عشق آلہی مین دیوانہ نہ کہنے لگین یوسف اور شیرین اور لیلے سے مطلوب اور یعقوب و فرہاد و مجنون سے طالب مراد ہے - یعنی اے شخص اگر تجھین محبوب یا مطلوب یا مرشد بننے کی طاقت نہین تو عاشق یا طالب یا سالک کیون نہین بنجاتا یہ تیری بدقسمتی ہے -

تفسیر قول حکیم سنائی قدس سرہ

حکیم سنائی قدس سرہٗ کی قول کی تفسیر - -

	بشنو این پند از حکیم غزنوی	تا بیابی در تن کہنہ نوی
ترجمہ	سن یہین پند حکیم غزنوی	نا تن کہنہ کو حاصل ہو نوی

شرح - غزنوی ساکن شہر غزنین حکیم سنائی اسی شہر کے رہنے والے تھے - دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے - کہ اگر تو حکیم سنائی کی اس نصیحت کو جو ہم آئندہ لکھتے ہیں - گوش دل سے سن لیگا تو تیرے جسم کہنہ کو تازگی حاصل ہوگی یعنے اسرار کے متعلق ایک نئی بات معلوم ہو جائیگی یا قلب کو خزانۂ انوار اور قالب کو شباب اسرار حاصل ہوگا - بدن میں نئی جان پڑجائیگی روح کو تازگی حاصل ہوگی - نوی یعنے تازگی ہے -

	این رباعی از شنو از جان و دل	تا بہ کل بیرون شوی از آب و گل
ترجمہ	یہ رباعی ہو جو در جان و دل	ہو الگ سب تجھسے قید آب و گل

شرح - حکیم سنائی کے چار مصرع جو آئندہ آنیوالے ہیں چونکہ اصطلاحی رباعی کے وزن پر نہیں ہے اسلیئے یہاں لفظ رباعی لغوی مضمون میں ہے جس سے مراد چار مصرعے ہیں اور دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ اگر تو حکیم سنائی کے ان چار مصرعوں کو سنکر انپر عمل کریگا تو آب و گل یعنے جسم عارضی کی قید سے نکلکر روح مجرد بنجائیگا - کیونکہ ان مصرعوں میں فنا اور بقا کی معنوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے -

	پند او را از دل و جان گوش کن	ہوش را جان ساز و جان را ہوش کن
ترجمہ	پند اسکی جان و دل سے گوش کر	ہوش کو جان اور جان کو ہوش کر

شرح - مولانا قدس سرہٗ شوق دلانے کے لئے حکیم سنائی کے انہیں چار مصرعوں کی تعریف میں یہ فرماتے ہیں

کہ ایمجا طب حکیم سنائی کی پند کو جان و دل سے سُن اور اُس نصیحت کو ہوش کے لیئے بمنزلہ جان اور جان کیلئے بمنزلہ ہوش سمجھہ مطلب یہ کہ حکیم موصوف کی نصیحت نہایت قدر کے قابل ہے اور وہ یہ ہے۔

	ناز را روئے بباید ہمچو ورد	چون نداری گرد بدخوئی مگرد
ترجمہ	ناز کو لازم ہے بیشک گلرخی	بے محل ہے ورنہ بدخوئی تری
	عیب باشد چشم نابینا و ناز	زشت باشد روئے نازیبا و ناز
ترجمہ	عیب ہے بس چشم نابینا و ناز	ہے برائی روئے نازیبا و ناز

شرح ۔ حکیم سنائی کے وہ چارون مصرع یہی ہین جنکی تعریف گذر چکی ہے۔ انکے ظاہری معنے یہ ہین کہ ایمجا طب ناز کرنے اور محبوب سے ملنے کیلئے گلاب کے پہول کے مانند چہرہ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ ناز انہیں لوگونکو زیبا ہے جو اچہی صورت رکہتے ہین بدصورتون کا ناز بالکل بیجا اور غمزہ بیمحل ہوتا ہے بدصورت کو بدخو ہونا ہر گز زیبا نہین اے شخص اگر تو اچہی صورت نہین رکہتا تو بدخوائی کے گرد ہر گز نہ پہر تیرے ناز کسی سے نہ اُٹہہ سکینگے بدصورتی کے ساتہہ بدخوئی بہی ہو تو اُسکی مثال ایسی ہے جیسا کوئی اندہا کسی محفل مین بیٹہکر غمزہ و ناز کرنے لگے خلاصہ یہ کہ بدصورت کا تکلف سے معشوق بننا ہے عیب اور سخت نازیبا ہے۔ اور مناسب یہ ہیکہ جسمین شانِ معشوقی نہو اُسکو عاشق بننا چاہیئے اور معنوی مطلب یہ ہے کہ آدمی پر اپنے نفس کا مرتبہ پہچاننا فرض ہے حدیث شریف مین ہے من عرف نفسہ فقد عرف ربہ جسنے اپنے نفس کو پہچانا اُسنے رب کو پہچان لیا۔ اور نفس کا پہچاننا سوا اسکے اور کوئی معنے نہین رکہتا کہ آدمی جب غور سے دیکہیگا تو اپنی ذات کو فانی خیال کریگا۔ اور جب اُسنے اپنے آپ کو فانی خیال کیا تو ذات باقی کی معرفت حاصل ہو گئی

الثانی

انسان فانی ہو کر خود کو باقی رہنے والا خیال کریگا تو ایسی مثال ہو جائیگی جیسا کوئی اندھا یا بدصورت اپنے آپ کو حسین سمجھکر ناز بیجا کیا کرتا ہے

	پیش یوسف نازش و خوبی مکن		جز نیاز و آہ یعقوبی مکن
ترجمہ	پیش یوسف نازش خوبی نکر		ماسوائے آہ یعقوبی نکر

شرح۔ یوسف سے مراد شاہد حقیقی ہے۔ یعنی اللہ تعالے ناز و غرور اور تکبر کو پسند نہیں کرتا اسکو چھوڑ اور اسکی بارگاہ میں حضرت یعقوب کی طرح ہمیشہ عجز و نیاز اور آہ و زاری کیا کر تاکہ تجھے مطلب کلی اور مقصد اصلی حاصل ہو

	معنی مردن ز طوطی بد نیاز		در نیاز و فقر خود را مردہ ساز
ترجمہ	مردن طوطی نیاز و عجز تہا		فقر میں اپنے کو تو مردہ بنا

شرح۔ یعنے اس طوطی کا مرجانا (جسکی یہ داستان تمام ہونے کو ہے) معنوی طور پر اللہ تعالے کے سامنے عجز و نیاز کا اظہار اور موتو قبل ان تموتوا کی تفسیر تھی فی الواقع طوطی مرانہ تہا۔ لیکن اس ترکیب سے وہ قید قفس سے رہا ہو گیا علے ہذا القیاس) جو اسپر عمل کریگا وہ قید جسم عارضی سے ضرور نجات پا جائیگا

	تا دمِ عیسے ترا زندہ کند		ہمچو خویشت خوب و فرخندہ کند
ترجمہ	تا دم عیسے تجہے زندہ کرے		صورت خود خوب و فرخندہ کرے

شرح۔ یعنے اسکا مطلب از فقر کی حالت میں جیتے جی اپنے آپ کو مردہ بنا تاکہ دم عیسی لطف رحمانی و نفحہ ربانی تجہے از سر نو زندہ کردے یعنی مرتبہ بقا بعد الفنا عنایت فرمائے اور اپنی ذات کی طرح بابرکت بنا دے

	در بہاراں کے شود سر سبز سنگ		خاک شو تا گل بروید رنگ رنگ
ترجمہ	مینہہ سے ہو سکتا نہیں سرسبز سنگ		خاک سے اگتے ہیں گل ہفتاد رنگ

شرح - اس شعر میں متکبر اور خاکسار آدمی کی حالت کو ایک مثال میں جدا جدا بیان کیا گیا ہے یعنی ایک بار نہیں ہزار بار دنیا میں بہار آئے اور ایک نہیں لاکھہ مینہ برسیں پتھر میں سے سبزہ کبھی نہیں اگتا پہلوں کے درخت ہرگز نہیں جمتے چند روز کیلئے خاک ہو جا تاکہ تجھہ میں معرفت و اسرار کے گل بوٹے پیدا ہو جائیں -

	سالہا تو سنگ بودی دل خراش	آزمون ایک زمانے خاک باش
ترجمہ	مدتوں پتھر رہا ہے زشت خو	امتحاناً ایک دم کو خاک ہو

شرح - یعنی ایمخاطب تو مدتوں سنگ دلخراش (مغرور و متکبر و سخت دل) رہا ہے اب چند روز خاک ہو کر دیکھ

	دربیان این مثنویک داستان	تا بدانی اعتقاد راستان
ترجمہ	ہم سناتے ہیں تجھے اک داستان	تا عیاں ہو اعتقاد راستان

شرح - یعنی خاکسار اور با نیاز ہونے کے متعلق ایک قصہ سن لے تاکہ تجھے سچے لوگوں کے اعتقاد کا حال معلوم ہو جائے -

اطلاع للہ الحمد کہ اختتام داستان طوطی و تاجر تک شرح اردو دفتر اول مثنوی مولانا روم کا پہلا حصہ تمام ہوا آئندہ داستان پیر چنگی سے شرح مذکور کا دوسرا حصہ چھپنا شروع ہو گیا ہے -